سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

الحمد للہ

کہ در آوان خجستہ تو امان پر از امن و امان مربی علوم و شریعت مشید ارکان عدل و نصفت

اعلیٰ حضرت خداوند نعمت حضور پر نور بندگان عالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ

مجلد رابع کتاب مستطاب

روائع الاحکام ترجمۂ شرائع الاسلام

کہ بموجب حکم مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی مورخہ ۲۰ آذر سنہ ۱۳۰۶ف مطابق ۱۸ جمادی الاولیٰ

سنہ ۱۳۱۴ ہجری شریک کتب امتحانات قانونی ممالک محروسہ سرکار عالی گردیدہ

بہ سر پرستی

عالم مدقق و فاضل محقق جامع معقول و منقول عالیجناب جناب بہادر مولانا مولوی خدا بخش خان صاحب

بہادر چیف جسٹس بسعی میر رستم علی صاحب

در مطبع حیدری باہتمام حسین مالک مطبع چاپ گردید

کتب مندرجہ فہرست ہذا مطبوعہ و قلمی ہمارے کتب خانہ سے بکفایت ملسکتی ہین

نام کتاب	قیمت
اخبار و احادیث و فقہ و کلام مذہب امامیہ	
معطار الجوامع	بے ۸/
منہج الیقین	بے ۴/
صراۃ النجاہ وغیرہ	عا
صراۃ النجاۃ خورد	۱۲/
انوار الابصار	عا
عقائد شیعہ	″
ابواب الجنان	عا ۸/
تحفۃ العارفین	۱۰/
آداب التعلیم	۸/
ینبوع المعجزات	″
ریحان معراج	″
مثنوی نان حلوا	۴/
شرح ہفت بند کاشی	″
باغ ارم	عہ ۸/
شمس المشرقین	۴/
تحفہ جعفری	۶/
مظہر الغرائب	۱۲
مظہر العجائب	″
سیر الائمہ	عا
حلیۃ الصالحین	عہ ۸/
مشارق الانوار	۱۲/
روضۃ الاحکام	للعہ

نام کتاب	قیمت
مصائب	
دفتر غم	عہ ۸/
روضۃ الشہدا	۱۰/
بوستان شہادت	عہ ۴/
سلک مرصع	″
مجموعہ مرثیہ میر مونس	″
″ میر انیس	للعہ
زبدۃ المصائب	عا
ذائقہ ماتم	عا ۱۲/
ریحان غم	عا ۱۲/
خلاصۃ المصائب	″
رفیق الزائرین	″
داستان غم	عہ ۸/
کنز المصائب	عہ ۵/
ریاض الشہادت	
سہ جلد	عہ ۵/
مجالس الشیعہ	عا
ادعیہ امامیہ	
رسائل نخبہ	عہ
زاد المعاد	عا
صحیفہ کاملہ	عا ۸/
رسالہ استخارہ	۸/
تقطیع کوچک	
صحیفہ ثانیہ	عہ

نام کتاب	قیمت
اخلاق و نصائح	
تحفہ نفیس	۶/
توقیعات کسرے	۸/
قوانین دستگیری در لغت	صہ
شبنم شاداب در لغت	۴/
مخازن الامثلہ در لغت	۱۲/
قصص وغیرہ	
ضرب المجالس	عا ۴/
گلزار آصفی	صہ
صریغۃ العالم مقالہ ا	للعہ
″ مقالہ دوم	للعہ
تزک آصفیہ	للعہ
تحفۃ العالم	للعہ
کتب دواوین و مثنویات وغیرہ	
دیوان امانت	عہ ۴/
گلزار خلیل	عہ ۴/
یادگار صغیر	عہ
ریاض لطافت	عا ۴/
دیوان ضامن	۴/
دیوان مظہر جانجاناں	۸/
دیوان عابد	عہ
دیوان فیض	عا
دیوان اسک جلد ثانی	عا

نام کتاب	قیمت
نجوم و رمل	
آفتاب رمل	
گلشن شہرت حصہ ا	
الیضاً حصہ ۲	
الیضاً حصہ ۳	۱۲/
دانش نامہ جہان	عہ
سرچشمہ رحمت در تصوف	عا ۴/
مونس ذاکرین	ے
حدائق البلاغہ در عروض	۸/
گنجینہ تواریخ	عہ
طب	
انوار الحواشی	صہ
موضح الکانون	عہ ۸/
اقصرائی اردو	للعہ
قرابادین ذکائی	عا
مجربات شہریاری	۱۲/
مناظرہ	
نور الکریمتین	عہ
تحفۃ الاشعریہ	۴/ ے
مفید العوام	۱۰/
رسالہ آیۃ التطہیر	۸/
تنبیہ المتکبرین	۶/
معیار الہدا	عہ ۴/
عمدۃ الانشا	۱۰/

المشتہر سید رستم علی تاجر کتب و مالک مطبع عباسی حیدرآباد دکن کوچہ کٹرہ ولیصات

التقریظ مجتہد العصر و الزمان حاوی علوم معقول و منقول کاشف معضلات فروع و اصول قبلہ و کعبہ جناب مولوی سید مصطفی صاحب المعروف بجناب میر آغا صاحب ادام اللہ ظلالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین موقنین و متتبعین آثار ائمہ طاہرین پر مخفی نہ رہے کہ کتاب مستطاب ودائع الاحکام جسمین اصل کتاب شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشری کی درسی اور مشہور و مستند کتاب و نافع افاضل و طلاب ہے) زبان اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکے عبارات مشکلہ اور مطالب معضلہ کا حل بعنوان شائستہ و مرغوب کیا گیا ہے اور اوسکے حواشی پر مسائل عدیدہ کے ساتھ متانت کی تسہیل کی گئی ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طلبہ علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور نافع ہے بنا برین علیہ جملہ مومنین اخیار کو لائق و سزاوار ہے کہ اس کتاب کو بشوق خرید فرمائین اور اوس سے نفع اوٹھائین

حررہ السید مصطفی المدعو بہ میر آغا عفی عنہ

التقریظ مجتہد العصر و الزمان حاوی علوم معقول و منقول کاشف معضلات فروع و اصول قبلہ و کعبہ جناب مولوی محمد حسین صاحب المعروف بجناب سید علن صاحب ادام اللہ ظلالکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین موقنین و متتبعین آثار ائمہ طاہرین پر مخفی نہ رہے کہ کتاب مستطاب ودائع الاحکام جسمین اصل کتاب شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشری کی درسی اور مشہور و مستند کتاب و نافع افاضل و طلاب ہے) زبان اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکے غوامض مشکلہ و عبارات دقیقہ کا حل بعنوان شائستہ و مرغوب کیا گیا ہے اور اوسکے حواشی پر معضلات مسائل کی بادلہ ساطعہ و براہین قاطعہ نہایت متانت کے ساتھ تسہیل کی گئی ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طلاب علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید و نافع ہے بنا برین علیہ جملہ مومنین اخیار کو لائق و سزاوار ہے کہ اس کتاب کو خرید فرمائین اور اوس سے نفع اوٹھائین

صورت تقریظ سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام بہجۃ الایام نائب ائمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبلہ وکعبہ مجتہد العصر والزمان جناب آقا سید محمد باقر صاحب دام ظلہ العالی مادامت الایام واللیالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین مخلصین ومتقین آثار ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین پر مخفی نرہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام ترجمہ احکامات شرائع الاسلام جو مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی درسی اور مشہور ومستند کتاب ہے اور مرجع فضلاء وعلماء اطیاب ہے بعض مواضع متفرقہ اسکی بنظر قاصر حقیر کے گذرے ماشاء اللہ ترجمہ بنہایت شائستہ وخوب وحل عبارات مشکلہ ومواضع دقیقہ معضلہ کا بہج مطلوب وعنوان مرغوب کیا گیا ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طالب علم دین کے لیے خصوصاً بہت نافع اور مفید ہے البتہ جمیع حضرات مومنین کو سزاوار ومناسب ہے کہ بشوق ورغبت تمام اسے خرید فرمائیں اور اسکے فوائد سے متمتع ہوں فقط
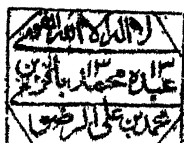
لا اله الا الله
عبده محمد باقر بن
محمد بن علی الرضوی

صفوۃ ما فصلہ اناال الحبر العلامہ والنحریر الفہامہ کشاف معضلات التحقیق بوجہ بیانہ وموردغوامض التدقیق بمختصر تبیانہ فخر المدرسین ومنتجع الناقدین قدوۃ المصطفین مولانا ومقتدانا جناب المولوی السید ظہور الحسین دامت برکاتہ وتمت افاداتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین وقرائح صافیہ ارباب علم ویقین پر واضح ہو کہ مجلدات حکایات کتاب مستطاب جوامع الاحکام جسمین فضائل مآب کمالات اکتساب عمدۃ الاحباء والاطیاب صفوۃ الالباء الانجاب الاخ السدید والمولی الرشید البدر الاضحیٰ والقمر الاضی الخلیل الواثق والصدیق الموافق کریم المحامد والمعارف المولوی السید محمد صادق ابقاہ اللہ ما ذر شارق وغش بارق ابن العالم العالی الفاضل الکامل البحر الزاخر والنجم الزاہر غرۃ جبہۃ المفاخر المولوی السید محمد باقر دامت معالیہ وبرکات ایامہ ولیالیہ نے اصل کتاب شرائع الاسلام (جو مذہب اثنا عشری کی درسی ومشہور اور مستند کتاب ہے علیہ مین جمہور اولی الالباب ہین) کے معاملات کا با محاورہ ترجمہ فرما کر اوسکے غوامض مشکلہ اور عبائر دقیقہ کا حل باسلوب شائستہ بعنوان بائستہ کیا ہے من اولہ الی آخرہ نظر قاصر سے گذری اور احقر العباد نے مزید اطمینان کے لیے اوسکو اصل کتاب سے حرف بحرف مطابق کیا در حقیقت مترجم ممدوح نے اصل کتاب کے مقامات عویصہ کو بہت ہی خوبی اور لطف کے ساتھ سہل وآسان کیا ہے اور فوائد نافعہ ونکات رائقہ وبیش زائد کیے ہین جنکا حال اصل کتاب سے مقابلہ کرنے کے بعد معلوم ہو سکتا ہے اور اوسکو نہایت ضروری او مفید حواشی کے ساتھ (جو مسالک الافہام وجواہر الکلام وشرح لمعہ وغیرہ شروح وحواشی سے ماخوذ ہین) بغایت تنقیح وتوضیح محشی کیا ہے فی الواقع زبان اردو مین ایسی جامع ومفید کتاب جسمین ابواب فقہ اس شرح وبسط کے ساتھ موجود ہون دیکھنے مین نہین آئی یہ کتاب مومنین کو عموماً اور طلبہ علوم دینیہ کو خصوصاً نہایت ہی مفید اور نافع ہے بنا بر علیہ جملہ مومنین اخیار اور متقیان آثار ائمہ اطہار سلام اللہ علیہم اجمعین بالنہار کولائق ومستدعا ہے کہ اس کتاب نایاب کو خرید فرمائین اور اوسکے فوائد ومطالب سے منتفع اور حظ اوٹھائین فقط

نمقہ المذنب
سید ظہور الحسین عفی عنہ

سید ظہور الحسین البارہوی

فہرست مختصر مضامین روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کفاء افضالہ والصلوٰۃ علی محمد و آلہ امّا بعد بندہ خادم الطلبہ سیّد محمد صادق ابن سیّد محمد باقر الکشمیری الرضوی عفی عنہما خدمتِ ارباب فضل و کمال مین عرض کرتا ہی کہ احقر العباد نے حسب فرمایش عالی مرتبت سامی منزلت جناب سیّد رستم علی صاحب دام مجدہٗ العالی اصل کتاب مستطاب شرائع الاسلام کا زبانِ اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکی عباراتِ دقیقہ و مطالب مشکلہ کا حل کیا اور اوسکا نام روائع الاحکام رکھا اور اوسکو نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ محشیٰ کیا اور جو الفاظ کتاب از قبیل اصطلاح یا متعلق بفن یا حسن عبارت مین داخل تھے اونکو بجالہا باقی رکھا اور اونکا مطلب عام فہم عبارت مین مابین خطوط واحدانی بیان کیا اور اوسکو جناب مستطاب افضل الفضلا اکمل الکملا قدوۃ العلماء الکرام رأس الفقہاء العظام العالم العلامہ الفہم الفہامہ اورع المتورعین افقہ المتفقہین نخبۃ المصطفین سیّدنا و مولٰنا و اُستاذنا المولوی السیّد ظہور الحسین صاحب لا زالت شموس افاداتہ طالعۃ و انوار ہدایاتہ لامعۃ کی خدمت بابرکت مین وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہا اور جناب ممدوح نے از ابتدا تا انتہا ملاحظہ فرمایا اور اکثر مقامات کو اپنے قلم فیض شیم سے درست بھی فرمایا و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ و آلہ اجمعین

جس کتاب پر مہر یا دستخط نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جاوے

کتاب الصید والذبائح

کتاب الصیّد (شکار کرنا) **والذّباحة** (ذبح کرنا) اس کتاب کی دو قسمین ہین پہلی **قسم** صید کے بیان مین صید سے عرف فقہائمین حیوان ممتنع بالاصالة کی روح کا کسی آلہ معتبرہ کے ساتھ بدون ذبح خارج کرنا مراد ہی او صید کے لیے تین امرون کا بیان کرنا ضرور ہی **امر اوّل** اون آلات کے بیان مین جنکے صید کا مقتول ہونے کے بعد بھی کھانا جائز ہی اور اونکی دو قسمین ہین **قسم اوّل** حیوان ہی پس حیوانات شکاری مین سے فقط کلب معلّم (سگ شکاری و تعلیم یافتہ) کے مقتول کا کھانا حلال ہی اور کلب معلم کے علاوہ باقی حیوانات شکاری کے مقتول کا کھانا اوسوقت تک حلال نہوگا جبتک کہ اوسکا تذکیہ (ذبح) نکیا جائے خواہ وہ حیوانات شکاری درندے ہون جیسے چیتا۔ شیر۔ پلنگ وغیرہ یا پرندے ہون جیسے باز۔ عقاب۔ باشہ وغیرہ اور خواہ وہ حیوانات تعلیم یافتہ ہون یا نہون **قسم دوم** جماد ہی پس تلوار اور نیزہ اور تیر کے ساتھ شکار کرنا جائز ہی اور اسیطرح ہر اوس آلہ سے شکار کرنا جائز ہی جسمین پیکان موجود ہو اور اگر آلات مذکورہ مین سے کوئی آلہ کسی صید پر معترضا (ترچھا) واقع ہو کر اوسکو قتل کرے تو اوسکا کھانا بھی حلال ہوگا اور اسیطرح اوس صید کا کھانا بھی حلال ہی جسکو کہ معراض (وہ تیر جسمین پیکان اور پر نہو) نے قتل کیا ہو بشرطیکہ تیز ہو اور مقتول کے گوشت کو شگافتہ کردے اور اسیطرح تیر بے پیکان کے مقتول کا کھانا بھی حلال ہی بشرطیکہ تیز ہو اور اوسکے گوشت کو شگافتہ کردے اور مقتول کلب (سگ) کی مباح ہونے مین اوسکا معلم (تعلیم یافتہ) ہونا شرط ہی اور تحقق تعلیم مین تین امرون کا موجود ہونا لازم ہی **امر اوّل** شکار پر چھوڑنے کے وقت اوسکا چلا جانا **امر دوم** روکنے کے وقت اوسکا رُک جانا **امر سوم** اوسکا اپنے مقتول کو باعتبار عادت نکھانا پس اوسکا علی وجہ الندرة کسی مقتول کو کھا لینا اباحت مقتول مین قادح نہوگا اور اسیطرح اگر فقط خون مقتول کے پینے پر اقتصار کرے تب بھی اوسکے مباح ہونے مین قادح نہوگا اور کلب کے معلم ہونے کی معرفت مین شرائط ثلثہ کے ساتھ اوس سے مکرر شکار کرنا ضرور ہوگا تاکہ جملہ شرائط کا

کلب مذکور مین حاصل ہونا تحقق ہوجائے اور شرائط مذکورہ کا اوسمین فقط ایک مرتبہ موجود ہونا تحقق تعلیم مین کافی ہوگا اور مرسل کلب (کتے کا چھوڑنے والا) مین بھی کئی شرطین معتبر ہین **شرط اول** اوسکا مسلم یا محکوم باسلام ہونا جیسے وہ طفل نابالغ جسکی ولادت کے وقت اوسکے والدین یا احدہما مسلمان ہو پس اگر کوئی مجوسی (آتش پرست) یا وثنی (بت پرست) اوسکو شکار پر رہا کرے تو اوسکا مقتول حلال نہوگا جسطرح کہ خود مجوسی اور وثنی کا ذبیحہ حلال نہین ہوتا اور اگر کوئی یہودی یا نصرانی اوسکو کسی شکار پر رہا کرے تو آیا اوسکا مقتول حلال ہوگا یا نہین اسمین بین العلما اختلاف ہو لکن اوسکا حلال نہونا اظہر ہو **شرط دوم** مرسل کلب (کتے کا چھوڑنے والا) کا اوسکو بغرض اصطیاد (شکار کرنے کے لئے) رہا کرنا پس اگر سگ شکاری صید پر ازخود چھوٹ جائے تو اوسکا مقتول حلال نہوگا ہان اگر مرسل سگ اوسکو بعد استرسال (ازخود چھوٹ جانا) روک لے اور وہ ٹھہر جائے بعد ازان اوسکو شکار پر رہا کرے تو صحیح ہوگا اور اوسکا مقتول حلال ہوگا اسلیے کہ حکم استرسال[ازخود چھوٹ جانا ۱۲] اوسکے روکنے کے بعد منقطع ہوجاتا ہی اور اوسکا رہا کرنا ارسال مستانف (از سر نو رہا کرنا) کا حکم رکھتا ہی اور اگر استرسال سگ کے بعد اور روکنے کے قبل کسی صید پر اوسکا اغرا (کتے کا شکار پر برانگیختہ کرنا) کیا جائے تو یہ حکم (اوسکے مقتول کا حلال ہونا) جاری نہوگا بلکہ اس صورت مین اوسکا مقتول حرام ہوجائیگا **شرط سوم**[یہ شرط سگ کے علاوہ باقی آلات شکار مین بھی معتبر ہو ۱۲] مرسل سگ کا وقت ارسال بسم اللہ کہنا پس اگر بسم اللہ کو عمداً ترک کریگا تو اوسکا مقتول حلال نہوگا اور اگر بسم اللہ کو نسیاناً ترک کریگا تو اوسکے مقتول کی اباحت مین کوئی ضرر نہوگا اور اگر ایک شخص اوسکو رہا کرے اور دوسرا شخص بسم اللہ کہے تو صید حلال نہوگا جبکہ سگ مذکور اوسکو قتل کردے اور اسیطرح اگر ایک شخص بسم اللہ کہے اور دوسرا شخص اپنے سگ شکاری کو رہا کرے اور بسم اللہ نہ کہے اور وہ دونون شخص قتل صید مین مشترک ہون تو حلال نہوگا **شرط چہارم** صید کا استقرار حیات کیصورت مین شکار کنندہ کی نظر سے غائب نہونا[ایک یا دو روز ۱۲] پس اگر ایسا شکار اپنے غائب ہونے کے بعد مقتول

یا مردہ موجود ہو تو حلال نہوگا اسلیے کہ اوسکا سگِ شکاری کے علاوہ کسی اور سبب سے مقتول ہونا بھی محتمل ہی خواہ سگِ شکاری وسپر کھڑا ہو یا اوس سے بعید ہو اور صید کا ہر ایک قسم کے جال سے شکار کرنا جائز ہی جیسے شرک۔ شبکہ۔ حبالہ۔ لکن وہ صید اوسوقت تک حلال نہوگا جبتک کہ اوسکا تذکیہ (ذبح کرنا) نکیا جائے اگرچہ جال کے اندر آلاتِ تذکیہ کہ منصوب اور مہیا کردیا ہو اور اسیطرح اگر تیر بے پیکان کی گرانی سے کوئی شکار مقتول ہو اور اوسکے گوشت کو شگافتہ نکرے تب بھی حلال نہوگا اور بعض فقہاء نے فرمایا ہی کہ صید کا ایسے آلہ سے شکار کرنا حرام ہی جو اوس سے اکبر (بڑا) ہو اور بعض فقہا نے فرمایا ہی آلۂ مذکورہ سے صید کا شکار کرنا مکروہ ہی امر دوم احکام صید کے بیان مین اور اگر شخص مسلم اور وثنی (بت پرست) مین سے ہر ایک شخص اپنے آلہ کو ایک ہی دفعہ رہا کرے اور وہ دونون آلے صید کو قتل کرین تو حلال نہوگا خواہ اون دونون کے آلے متفق ہون جیسے دونون شخصون کا کسی صید پر دو سگ شکاری کو رہا کرنا یا مختلف ہون جیسے کسی صید پر ایک شخص کا سگ شکاری کو اور دوسرے شخص کا تیر کو رہا کرنا اور خواہ اون دونون آلون کا ایک ہی وقت مین صید پر پہونچنا فرض کیا جائے یا دو وقتون مین بشرطیکہ صید مذکور کو ہر ایک آلہ کا اثر قتل کرے اور اگر کوئی مسلم کسی صید کو اپنے آلہ سے ایسا مجروح کرے کہ اوسکی حیات غیر مستقر ہو جائے بعد ازان صید مذکور کو کوئی دوسرا شخص (کافر) قتل کردے تو وہ صید حلال ہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین اوسکا قاتل فقط شخص مسلم ہی اور اگر صورت مذکورہ کا عکس فرض کیا جائے تو حلال نہوگا اور اگر تشخیص قاتل مین اشتباہ ہو جائے تو صید مذکور پر حکم حرمت جاری کیا جائیگا تاکہ جانب حرمت کو غلبہ حاصل رہے اسلیے شرط کا مجہول ہونا مشروط کے مجہول ہونے کو مستلزم ہی اور اصل عدم تذکیہ ہی اور اسیطرح اگر کسی مسلم کے پاس دو سگ شکاری موجود ہون اور اون دونون مین سے ایک سگ شکاری کو مسلم مذکور کسی صید پر رہا کرے اور دوسرا سگ شکاری اوسی صید پر از خود چھوٹ جائے اور صید کو

مقتولا او میتا بعید لاحتمال ان یکون القتل لا منه سواء وصل الکلب واقفا علیه او بعیدا منه ولا یحل منه الا ما ادرک ذکوته ولو کان فیه سلاح

الثالث فی احکام الاصطیاد ... والوثنی ... فقتلاه لم یحل سواء اتفقت آلتهما مثل ان یرسلا کلبین او سهمین او اختلفا کان یرسل احدهما کلبا والآخر سهما وسواء اتفقت الاصابة فی وقت واحد او وقتین اذا کان اثر کل واحد من الآلتین قاتلا فلو اثخنه المسلم فلم تبق حیوته مستقرة ثم ذففه علیه الآخر حل لان القاتل المسلم ولو انعکس ... او اشتبه لم یحل تغلیبا للحرمة ولو کان مع المسلم کلبان ارسل احدهما واسترسل الآخر

وہ دونون قتل کر ڈالین تو حلال نہوگا اور اگر کسی صید پر تیر کو رہا کیے اور ہوا کے ذریعہ سے وہ تیر شکار تک پہونچکر اوسکو قتل کر دے تو حلال نہ ہوجائیگا اگرچہ فقدان ہوا کی صورت مین تیر مذکور کا شکار تک پہونچنا بھی فرض کیا جائے اسلیے کہ صورت مذکورہ مین قتل شکار کا تیر کی طرف مستند ہونا صادق آتا ہے اور اسیطرح اگر تیر کو کسی شکار کی طرف رہا کیے اور وہ تیر زمین پر گر کر اوسکو قتل کرے تب بھی حلال ہوگا اور صید کے حلال ہونے مین مرسل (رہا کرنیوالا) کا اعتبار ہے نہ معلم (تعلیم کنندہ) کا اعتبار نہین ہے پس اگر سگ شکاری کو کوئی مسلم کسی صید پر رہا کرے اور وہ اوسکو قتل کر ڈالے تو حلال ہوگا اگرچہ اوسکا معلم کوئی مجوسی یا بت پرست ہو اور اگر سگ شکاری کو کوئی کافر کسی صید پر رہا کرے اور وہ اوسکو قتل کر دے تو حلال نہوگا اگرچہ اوسکا معلم مسلم ہو اور اگر سگ شکاری کو کوئی مسلم بسم اللہ کہکر کسی صید معین پر رہا کرے اور سگ مذکور کسی دوسرے صید کو قتل کرے تو حلال ہوگا اسلیے کہ جنس صید کیطرف قصد کرنا کافی ہے اور صید معین کا قصد کرنا لازم نہین ہے اور اسیطرح اگر سگ شکاری کو صیود کبار (شکارہائے کلان) پر رہا کرے اور وہ متفرق ہوجائین اور صیود صغار (شکارہائے خورد) کو سگ مذکور قتل کرے تو حلال ہوجائینگے بشرطیکہ وہ اپنے نفس کی حفاظت پر قادر ہون اور بدون آلہ شکار نہو سکتے ہون اور سگ شکاری کے علاوہ باقی آلات شکار (جیسے تلوار نیزہ تیر وغیرہ) کا بھی یہی حکم ہے لکن اگر کوئی شخص آلہ شکار کو رہا کرے اور اوسنے کسی صید کا مشاہدہ نکیا ہو اور وہ آلہ اتفاقاً کسی صید کو قتل کرے تو حلال نہوگا اگرچہ وقت ارسال اوسنے بسم اللہ بھی کہی ہو خواہ وہ آلہ سگ شکاری ہو یا تیر وغیرہ اسلیے کہ اوسنے شکار کرنیکا قصد نہین کیا ہے صورت مذکورہ مین آلہ کا رہا کرنا سگ شکاری کے از خود چھوٹ جانے کے مثل قرار دیا جائیگا اور صید جو کہ سگ شکاری کے قتل کر ڈالنے یا کسی دوسرے آلے کے غیر موضع ذکات پر پہونچنے سے حلال ہوتا ہے اوس سے وہ حیوان وحشی مراد ہے جو ممتنع اور اپنے تحفظ پر قادر ہو خواہ وہ حیوان دراصل وحشی ہو یا انسی ہونے کے بعد وحشی ہوگیا ہو اور

اسیطرح اگر منجملہ بہائم (چوپائے) کوئی حیوان آدمی پر حملہ کرے اور اوسکے ذبح کرنے پر قدرت نہو یا کوئی حیوان کنوین وغیرہ مین گر پڑے اور اوسکا ذبح یا نحر (قربانی) کرنا متعذر ہو تو اوسکے مباح ہونیمین کسی آلہ ضرب (جیسے تلوار نیزہ تیر وغیرہ) سے اوسکا قتل کرنا کافی ہوگا اور اسوقت مین اوسکا کسی مقام معین سے قتل کرنا لازم نہوگا پس اگر موضع ذکات کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر آلہ رہا کیاجائیگا تب بھی اوسکے حلال ہونیمین کافی ہوگا اور اگر پرندکے ایسے بچہ کو تیر سے قتل کرے جسنے حرکت نکی ہو اور اپنے تحفظ پر قادر نہو تو حلال نہوگا اسلیے کہ بچہ مذکور کا حیوان ممتنع سے ہونا مفروض ہے لہذا اوسپر احکام صید جاری نہونگے اور اگر پرند اور ایسے بچے کو تیر سے قتل کرے جسنے حرکت نکی ہو (اپنے تحفظ پر قادر نہوا ہو) تو پرند حلال ہو جائیگا اسلیے کہ وہ ممتنع ہے اور بچہ پرند حلال نہوگا اسلیے کہ وہ ممتنع نہین ہے اور اگر کسی شکار کو سکھائے شکاری نے قبل ادراک پارہ پارہ کیا ہو تو حرام نہوگا اور اگر کسی صید پر تیر لگایا جائے اور وہ پہاڑ سے ساقط ہوکر یا پانی مین گر کر مرجائے تو حلال نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسکی موت کا ساقط ہونیکیوجہ سے حاصل ہونا بھی محتمل ہے ہان اگر تیر سے اوسکی حیات کا غیر مستقر ہونا معلوم ہو جائے تو حلال ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسپر مذبوح کا حکم جاری کیا جائیگا اور اگر صید کے کسی جزو کو آلہ شکار نے قطع کردیا ہو تو اوس جزو پر میتہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور باقی حیوان کا تذکیہ کیا جائیگا بشرطیکہ اوسمین حیات مستقرہ موجود ہو اور اگر آلہ شکار نے صید کے دو حصے کر دیے ہون اور اون دونون نے حرکت نکی ہو تو وہ دونون حصے حلال ہو جائینگے اور اگر اون دونون مین سے فقط ایک حصہ حرکت کریگا تو وہی حصہ حلال ہوگا اور دوسرا حصہ حرام ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اون دونون حصون کا کھانا حلال ہوگا بشرطیکہ متحرک مین حیات مستقرہ موجود نہ ہو اور یہی قول اشبہ ہے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ اون دونون مین سے اوس حصہ کا کھانا حلال ہوگا

جبین کہ حیوان مذکور کا سر موجود ہے اور دوسری روایت مین وارد ہوا ہے کہ اون دونون مین
سے بڑے حصہ کا کھانا حلال ہوگا اور چھوٹے حصے کا کھانا حلال نہوگا اور یہ دونون روایتین
شاذ ہین **امر سوم** لواحق صید کے بیان مین اور اوسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** آلہ مغصوبہ سے
صید کرنا حرام ہے لکن اوسکا صید حرام نہوگا اور شکار کنندہ اوسکا مالک ہوگا اور صاحب آلہ
اوسکا مالک نہوگا البتہ شکار کنندہ پر آلہ مذکور کی اجرۃ المثل کا مالک آلہ کے حوالہ کرنا لازم ہوگا
خواہ آلہ مذکورہ سگ شکاری ہو یا اور کوئی آلہ **دوسرا مسئلہ** جبکہ سگ شکاری کسی صید کو
کاٹ لیوے تو کاٹنے کا مقام نجس ہوجائیگا اور اوسکا طاہر کرنا علی الاصح واجب ہوگا **تیسرا مسئلہ**
جبکہ کوئی شخص اپنے سگ شکاری یا اور آلہ کو کسی صید پر رہا کرے اور صید مذکور اوس سے مجروح
ہوجائے اور شکار کنندہ نے اوسکا حالت حیات مین ادراک کیا ہو پس اگر اوسکے لیے حیات مستقرہ
موجود نہو تو اوسپر حکم مذبوح جاری کیا جائیگا اور اخبار مین وارد ہوا ہے کہ ادراک ذکات مین
ادنی مرتبہ یہ ہے کہ اوسکے پاؤن کو حرکت ہو یا اوسکی آنکھ کو گردش ہو یا اوسکی دم متحرک ہو اور
اگر اوسکے لیے حیات مستقر موجود ہو اور زمانہ مین اوسکے ذبح کرنے کی گنجایش ہو تو اوسکا کھانا
اوسوقت تک حلال نہوگا جبتک کہ تذکیہ نکیا جائے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اگر شکار کنندہ کے
پاس ذبح کرنیکا کوئی آلہ موجود نہو تو اوسکے قتل کرنے کی غرض سے سگ شکاری کا رہا کرنا جائز ہوگا
اور بعد قتل اوسکا کھانا حلال ہوگا لکن جبکہ زمانہ مین اوسکے ذبح کرنے کی گنجایش نہو اور صیاد نے
کوئی تقصیر نکی ہو تو اوسکا کھانا حلال ہوگا اگرچہ صیاد کے نزدیک اوسمین حیات مستقرہ موجود ہو
اور جبکہ شکار کنندہ کسی صید کو غیر ممتنع اور ایسا سُست کردے کہ اپنے تحفظ پر قادر نرہے تو
اوسکا مالک ہوجائیگا اگرچہ اوسپر قبضہ نکیا ہو پس اگر کوئی دوسرا شخص اوسکو اخذ کریگا تو
مالک نہوگا بلکہ اوسکا مالک اول (شکار کنندہ) کے حوالے کرنا واجب ہوگا **دوسری قسم**

ذباحت کے بیان مین ذباحت سے عرف فقہا مین کسی حیوان کی روح کا بشرائط مخصوصہ
خارج کرنا مراد ہی اور ذباحت کے لیے دو امرون کا بیان کرنا ضرور ہی **امر اول** ارکان ذباحت
کے بیان مین اور وہ تین ہین **پہلا رکن** ذابح کے بیان مین ذبح کنندہ کا مسلم یا محکوم باسلام ہونا
شرط ہی پس بت پرست کا متولی ذبح ہونا صحیح نہوگا اور اگر کوئی بت پرست کسی حیوان کو ذبح
کریگا تو اسپر حکم میتہ [مردہ ۱۲] جاری کیا جائیگا اور آیا اہل کتاب کا متولی ذبح ہونا جائز ہی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین
لیکن بعدم جواز مشہور ہی پس یہودی یا نصرانی [یہود اور نصاری ۱۲] یا مجوسی کے ذبیحہ کا کھانا ناجائز ہوگا اور تیسری روایت مین وارد ہوا ہی کہ
کافر ذمی کے ذبیحہ کا کھانا جائز ہے بشرطیکہ اوسکا تسمیہ [بسم اللہ کہنا ۱۲] مسموع ہوا ہو اور یہ روایت متروک ہی
اور زن مسلمہ اور خواجہ سرا اور جُنب اور حائض کا ذبح کرنا بھی صحیح ہی اور ایسے ہی ولد مسلم کا بھی ذبح
کرنا صحیح ہی اگرچہ طفل نابالغ ہو بشرطیکہ ذبح کرنے کو بخوبی جانتا ہو اور ذابح کا مومن (اثنا عشری)
ہونا شرط نہین ہی اور بعض علما نے ذابح کے مومن ہونیکو شرط کیا ہی اور یہ قول بعید ہی ہان اوس
شخص کے ذبیحہ کا کھانا صحیح نہین ہی جو اہلبیت علیہم السلام کی عداوت کا اعلان کرتا ہو جیسے خارجی
اگرچہ اسلام کا اظہار کرتا ہو **دوسرا رکن** آلہ ذبیحہ کے بیان مین پس حدید [آہن ۱۲] کے سوا کسی آلہ سے
تذکیہ کرنا صحیح نہین ہی اور اگر آلہ حدید موجود نہو اور موت ذبیحہ کا خوف ہو تو ہر ایسے آلہ سے
ذبح [ذبح یا نحر ۱۲] کرنا جائز ہوگا جو اوسکے اعضا کو قطع کرے اگرچہ بانس کا پوست بالائی (کھپچی) یا لکڑی یا سنگ
تیز کا چقماق یا شیشہ ہو اور آیا حالت ضرورت مین ناخون یا دانت سے تذکیہ کرنا بھی صحیح ہوگا
یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا اسلیے کہ مقصود (قطع اوداج) حاصل ہی اور بعض علما
نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ ناخون اور دانت کے ساتھ تذکیہ کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہی
اگرچہ وہ دونون (ناخون اور دانت) حیوان سے جدا ہون **تیسرا رکن** کیفیت ذبح کے
بیان مین پس ذبح حیوان مین چار اعضا کا قطع کرنا واجب ہی **اول** مری جو مجرائے طعام ہی

دوم حلقوم جو مجرائے نفس ہے سوم وچہارم دو جین جنسے وہ دو رگین مراد ہین جو حلقوم
پر محیط ہین اور جس صورت مین کہ اعضاء اربعہ کا تماماً قطع کرنا ممکن ہو تو بعض اعضاء کا قطع کرنا
کافی نہوگا اور یہی قول بین الفقہا مشہور ہے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ جب حیوان کا حلقوم
قطع کیا جائے اور خون خارج ہو تو کوئی مضائقہ نہوگا اور حیوان منحور (شتر کے لیے کارد یا نیزہ کا
تغرہ نحر (اسفل گردن کا گڑھا) مین داخل کرنا کافی ہے اور حلقوم کے قطع کرنے کی حاجت نہین ہے اور
کیفیت تذکیہ مین چار امرون کا تحقق ہونا شرط ہے پہلا امر ذبیحہ یا منحور کا حتی الامکان رو بقبلہ
کرنا پس اگر کوئی شخص جہت قبلہ کو جانتا ہو اور اوسمین عمداً اخلال کرے تو اوسپر حکم میتہ جاری
کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص ذبیحہ یا منحور کو روبقبلہ کرنے کو بھول جاوے تو ذبح یا نحر کرنا صحیح ہوگا
اور اسیطرح اگر کوئی شخص جہت قبلہ کو نجانتا ہو تب بھی صحیح ہوگا دوسرا امر وقت تذکیہ
بسم اللہ کہنا جس سے خدا تعالی کے نام کا ذکر کرنا مراد ہے پس اگر اوسکو عمداً ترک کرے تو حلال نہوگا
اور اگر بسم اللہ کو بھول جائے تو حرام نہوگا تیسرا امر شتر کا مخصوص نحر ہونا جسکا مقام مذکور
ہو چکا اور ماسوائے شتر کا مخصوص ذبح ہونا جس سے کارد وغیرہ کا لحیین کے نیچے حلق حیوان
مین داخل کرنا مراد ہے پس اگر کوئی شخص حیوان مذبوح کو نحر کرے یا منحور کو ذبح کرے اور وہ مر جائے
تو حلال نہوگا اور اگر اوسکی ذکات کا ادراک ہو جائے اور اوسکا تذکیہ کر لیا جائے تو حلال ہوگا
اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ ذبح یا نحر کے بعد حیوان کی حیات مین استقرار نہین ہوتا اور اگر کوئی
شخص ذبح حیوان مین اوسکے سر کو عمداً قطع کر دے تو حلال ہوگا یا نہین اسمین بین العلماء اختلاف ہے
لکن اوسکا مکروہ ہونا اظہر ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص برد ذبیحہ (مذبوح کا سرد ہونا) کے قبل اوسکی
کھال کو کھینچ لیوے یا اوسکے بعض اعضاء کو قطع کرے تو اسمین بھی بین العلماء اختلاف ہے لکن اوسکا
مکروہ ہونا اظہر ہے اور اگر کوئی پرند الکمال ذبح کے قبل بھاگ جائے تو اوسپر کسی تیر یا نیزہ یا تلوار وغیرہ کا

رہا کرنا جائز ہوگا پس اگر پرندہ مذکور ساقط ہونے کے بعد زندہ رہے اور اوسکی ذکات کو دریافت کر لیا جائے تو اوسکا ذبح کرنا متعین ہوگا و اللہ اعلم پرندہ حلال ہوگا **چوتھا** امر ذبح کے بعد حیوان کا حرکت کرنا اوسکی ذکات میں کافی ہے اور بعض اصحاب نے فرمایا ہے کہ حرکت کے ساتھ خون معتدل کا خارج ہونا بھی ضرور ہے اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ احد الامرین (حرکت اور خون معتدل مین سے ایک امر) کا متحقق ہونا کافی ہے اور یہی قول اشبہ ہے اور خون کا بطریق تثاقل (قطرہ قطرہ) خارج ہونا کافی نہوگا جبکہ بدون ایسی حرکت کے خارج ہو جو حیات پر دلالت کرتی ہو اور ذبح گوسفند مین اوسکے دونون ہاتھون اور ایک پاؤن کا باندھ دینا اور دوسرے پاؤن کا چھوڑ دینا اور اوسکے صوف (پشم) اور بالون کا سرد ہونے تک امساک کرنا مستحب ہے اور ذبح بقر (گاؤ) مین اوسکے دونون ہاتھون اور دونون پاؤن کا باندھ دینا اور اوسکی دم کا چھوڑ دینا مستحب ہے اور نحر شتر مین اوسکے کھرون کا بغل تک باندھ دینا اور دونون ہاتھون کا چھوڑ دینا مستحب ہے اور پرند مین ذبح کے بعد اوسکا رہا کر دینا مستحب ہے اور ذبح اضحیہ (شتر قربانی) کا وقت وہ زمانہ ہے جو طلوع و غروب آفتاب کے درمیان واقع ہو اور کسی حیوان کا شب کو بدون ضرورت ذبح کرنا مکروہ ہے اور اسیطرح روز جمعہ کو کسی حیوان کا تا زوال آفتاب بدون ضرورت ذبح کرنا مکروہ ہے اور اسیطرح بروقت ذبح کارد کا نخاع حیوان (وہ رشتۂ سفید جو استخوان گردن اور بیخ دم کے درمیان واقع ہے) تک پہونچانا بھی مکروہ ہے اور اسیطرح وقت ذبح کارد کا مقلوب کرنا (زیر حلقوم داخل کرنا) اور اوپر کی طرف کو ذبح کرنا بھی مکروہ ہے اور بعض فقہاء ان دونون امرون مین حرمت کے قائل ہوئے ہین (کارد کا نخاع تک پہونچانا اور اوسکا مقلوب کرکے ذبح کرنا) اور اسیطرح کسی حیوان کا اوسوقت ذبح کرنا بھی مکروہ ہے جبکہ دوسرا حیوان اوسکی طرف دیکھتا ہو

امر دوم لواحق ذباحت کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جو ذبیحہ یا گوشت کہ بازار مسلمین مین فروخت کیا جاتا ہو اوسکا خرید کرنا جائز ہے اور اوسکے حال کا تفحص کرنا لازم نہین ہے

دوسرا مسئلہ اگر کسی حیوان کا اوسکے عاصی ہوتے یا ایسے مقام مین چلے جانے کیوجہ سے
ذبح یا نحر کرنا متعذر رہو جہان پر مذکی (ذبح یا نحر کرنیوالا) کو کارد کا موضع ذکات تک پہونچانا ممکن نہو
اور اوسکے فوت ہونیکا خوف حاصل ہو تو ہر ایسے آلے سے اوسکا زخمی کرنا جائز ہوگا جو مجروح
کر سکتا ہو جیسے تلوار یا نیزہ وغیرہ اور اس صورت مین حیوان مذکور حلال ہوگا اگرچہ وہ زخم
موضع ذکات پر واقع نہو تیسرا مسئلہ جبکہ کسی ذبیحہ کی گردن قطع ہوجائے اور اعضائے ذباحت
باقی رہجایین اور اوسکی حیات کو استقرار ہو تو اوسکا ذبح کرنا صحیح ہوگا اور بوجہ ذبح حلال ہوگا اور اگر اوسکی
حیات کو استقرار نہو تو اوسپر احکام میتہ جاری کیے جاینگے اور حیات مستقرہ سے حیوان مذکور کے امثال کا
ایک روز یا کئی روز زندہ رہسکنا مراد ہی اور اسیطرح اگر کسی حیوان کو کوئی درندہ مجروح کر دے
تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر اوسکی حیات غیر مستقر ہو تو ذبح کرنے سے حلال نہوگا اسلیے کہ اوسکی حرکت
حرکت مذبوح کا حکم جاری کیا جائیگا اور حیات غیر مستقرہ سے حیوان کا عاجلاً محکوم بالموت ہونا اور
ایک دو روز تک زندہ نہ رہ سکنا مراد ہی چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی اضحیہ معینہ کی نذر کرے
تو ضحیہ مذکورہ سے اوسکی ملک زائل ہوجائیگی اور اگر اوسکو تلف کریگا تو اوسپر اضحیہ مذکورہ کی قیمت
لازم ہوگی اور اگر نذر کرنے کے وقت اضحیہ مذکورہ سالم ہو بعد ازان معیوب ہوجائے تو باوجود
معیوب ہونے کے اوسکا قربانی کرنا صحیح اور ادائے نذر مین کافی ہوگا اور اگر ضحیہ مذکورہ بدون تفریط
گم یا ہلاک یا ضائع ہوجائے تو ضامن نہوگا پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی حیوان کے قربانی
کرنے کی نذر کرے اور یوم قربانی مین ناذر کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اوسکی قربانی کر دے اور ناذر
کی طرف سے نیت نکرے تو ناذر کیطرف سے کافی نہوگی اور اگر ناذر کیطرف سے نیت کرے تو کافی
ہوگی اگرچہ ناذر نے اوسکو حکم ندیا ہو چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی شخص اضحیہ کی نذر کرے اور واجب ہوجائے
تو اوسمین سے کھانیکا استحباب ساقط نہوگا ساتوان مسئلہ مچھلی کی ذکات سے اوسکا پانی سے زندہ

خارج کرنا مراد ہی اور اسیطرح اگر کوئی مچھلی نالے سے جست کرے اور شکار کنندہ اوسکی موت کے قبل اوسکو اخذ کرلے
تب بھی حلال ہوگی اور اگر شکار کنندہ کسی مچھلی پر باہر جست کرتے ہوئے نظر کرے اور اوسکو باہر جست کرنے
کے بعد اخذ کرلے تو آیا حلال ہوگی یا نہین اسمین اختلاف ہی لکن اوسکا حلال ہونا اشبہ ہی اور اگر کوئی مجوسی
یا مشرک مچھلی کو نالے سے خارج کرے اور اوسکے ہاتھ مین مرجائے تو حلال ہوگی بشرطیکہ کسی مسلم نے زندہ
خارج ہونے کے وقت اوسکا مشاہدہ کیا ہو اور اگر مردہ مچھلی کسی مجوسی یا مشرک کے قبضہ مین موجود ہو تو
اوسکا کھانا اوسوقت تک حلال ہوگا جبتک کہ نالے سے زندہ خارج کرنے کے بعد اوسکا مرنا معلوم نہو
اور اگر کوئی شخص مچھلی کو اخذ کرے اور وہ مچھلی پانی کی طرف عود کرے اور اوسمین مرجائے تو حلال نہوگی
اگرچہ کسی جال مین بند ہو اسلیے کہ اس صورت مین وہ مچھلی ایسے مقام پر مری ہی جسمین اوسکی حیات
ہوتی ہی اور آیا نالے سے خارج کرنے کے بعد زندہ مچھلی کا کھانا حلال ہی یا نہین پس بعض علمائے فرمایا ہی کہ
حلال نہوگا تاوقتیکہ نالے سے خارج کرنے کے بعد وہ مچھلی مرنجائے لکن اوسکے زندہ کھانے کا جائز ہونا بوجہ
نہین ہی اسلیے کہ وہ مذکی ہی اور اوسکے حلال اور مذکی ہونے مین فقط نالے سے زندہ خارج کرنا
شرط ہی اور خارج کرنے کے بعد اوسکا مرجانا شرط نہین ہی اور اگر کوئی شخص کسی دام کو مچھلیون کے
صید کرنے کی غرض سے نصب کرے اور اوس مین بعض مچھلیان مرجائین اور زندہ مچھلیان مردہ
مچھلیون کے ساتھ مشتبہ ہوجائین تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوس دام کی جملہ مچھلیان حلال ہونگی
تاوقتیکہ مردہ مچھلیان بعینہا معلوم ہون اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ جملہ مچھلیان حرام ہونگی تاکہ جانب
حرمت کو احتمال حلت پر غلبہ رہے اور قول اوّل خوب ہی **آٹھوان مسئلہ** ٹڈی کے ذکات سے
اوسکا زندہ اخذ کرلینا مراد ہی اور اوسکے اخذ (پکڑنے والا) کا مسلمان ہونا شرط نہین ہی اور اگر
کوئی ٹڈی اخذ کرنے کے قبل مرجائے تو حلال نہوگی اور اسیطرح اگر کسی نیستان مین آگ لگجائے اور اوس کو
جلا دیوے اور اوسمین ٹڈیان بھی موجود ہون تو حلال نہونگی اگرچہ ٹڈیون کے شکار کرنے کی

حیا ولو وثب فاخذه قبل موته حل ولو ... خلاف الشبه ... انه لا یحل ولو اخرجه مجوسی او وثنی ... في يده حل ... لم يحل ... في يده ... بعد اخراجه من الماء ولو اعاده الى الماء فمات فيه لم يحل ولو كان ناشبا في آلته لانه مات فيما فيه حياته ... يحل اكل السمك حيا قيل لا والاقوى انه يحل ... ولو نصب شبكة فمات بعض ما حصل فيها واشتبه الحي بالميت قيل حل الجميع حتى يعلم الميت بعينه وقيل يحرم الجميع تغليبا للحرمة والاول احسن

الثامنة ذكاة الجراد اخذه ... ولا يشترط في الآخذ الاسلام ... ولو مات قبل اخذه لم يحل ... وكذا لو احرقه ... فان احترق ... قبل اخذه لم يحل

غرض سے آگ لگائی گئی ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین شکار کرنا اور اخذ کرنا صادق نہین آتا اور ٹڈی کے بچے اوسوقت تک حلال نہونگے جبتک کہ اونکو اوڑنے اور پرواز کرنے مین استقلال حاصل نہو پس اگر کوئی شخص ٹڈی کے بچہ کو قبل استقلال اخذ کرے تو اوسکا کھانا جائز نہو گا **نوان مسئلہ** ذکات جنین (وہ بچہ جو شکم ذبیحہ سے مردہ باہر آوے) مین اوسکی مان کا ذبح کرنا کافی ہی بشرطیکہ تام الخلقہ ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوسمین روح نے بھی حلول کیا ہو اور اگر روح نے اوسمین حلول کیا ہو تو اوسکا تذکیہ ضرور ہوگا اور اس قول مین اشکال ہی اسلیے کہ روح کا حلول کرنا حدیث مین مذکور نہین ہی لہذا اوسکا حلول کرنا شرط نہوگا اور اگر تام الخلقہ نہو تو کسی طرح حلال نہوگا اور ان دونون شرطون (تام الخلقہ ہونا اور مردہ باہر آنا) کے ساتھ مادر جنین کی ذکات اوسکے حلال ہونیمین کافی ہوگی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اگر کوئی جنین اپنی مان کے شکم سے زندہ خارج ہو اور زمانہ اوسکے تذکیہ کی گنجایش نہ رکھتا ہو تو اوسکا کھانا حلال ہوگا لکن قول اول اشبہ ہی **خاتمہ** اور وہ کئی قسمون پر مشتمل ہی **پہلی قسم** اوسمین منجملہ احکام ذباحت تین مسئلون کا بیان کیا جاتا ہی **پہلا مسئلہ** ذبح حیوان مین متابعت کرنا اور اوسکے اعضاء اربعہ (جو مذکور ہوچکے) کا پے در پے قطع کرنا واجب ہی پس اگر کوئی شخص حیوان کے اعضائے اربعہ مین سے بعض کو قطع کرے اور اوسکو اتنی دیر تک چھوڑ دے کہ اوسمین حرکت مذبوح باقی رہجائے بعد از ان اعضائے باقی ماندہ کو قطع کرے تو حرام ہوجائیگا اسلیے کہ اوسمین حیات مستقرہ باقی نہین رہتی لکن اوسکے حلال ہونیکا قائل ہونا بھی ممکن ہی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکی روح کا ازہاق (اخراج) بوجہ ذبح حاصل ہوا ہی اور یہی اولی ہی **دوسرا مسئلہ** اگر ایک شخص کسی حیوان کا ذبح کرنا شروع کرے اور دوسرا شخص ہمراہ ذبح اوسکی آنتون کا انتزاع کرے تو اوسپر حکم میتت جاری ہوگا اور اسیطرح جو فعل ہمراہ ذبح ایسا کیا جائے جسکی وجہ سے حیات حیوان کو استقرار باقی نرہے تب بھی اوسپر حکم

میتہ جاری ہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ ذبح حیوان کے بعد اوسکی حیات کے باقی رہنے کا یقین حاصل ہووے تو حلال ہوگا اور اگر قبل ذبح اوسکی موت کا یقین حاصل ہووے تو حرام ہوگا اور اگر اوسکا حال مشتبہ ہو جائے تو حرکت مذبوح متحقق ہونا اور خون معتدل کا خارج ہونا معلوم ہو تو احتمال حرمت کو احتمال حلت پر غالب رکھنا بیوجہ نہین ہے

دوسری قسم اوس حیوان کے بیان مین جسپر کہ ذکات واقع ہوتی ہے پس ہر حیوان ماکول پر ذکات واقع ہوتی ہے باین معنی کہ حیوان مذکور پر ذبح ہونے کے بعد احکام طہارت جاری کیے جاینگے اور حیوان نجس العین پر ذکات واقع نہین ہوتی جیسے سگ خوک باین معنی کہ اوپر ذبح ہونے کے بعد بھی احکام نجاست جاری کیے جاینگے اور جو حیوان کہ ان دونون قسمون کے علاوہ ہے اوسکی چار قسمین ہین **قسم اول** مسوخات ہین اور اونپر ذکات واقع نہین ہوتی جیسے ہاتھی ریچھ بندر وغیرہ اور جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مسوخات پر ذکات واقع ہوتی ہے **قسم دوم** حشرات (وہ حیوانات جو زمین کے سوراخ مین رہتے ہین) ہین جیسے چوہا نیولا سوسمار وغیرہ اور آیا حیوانات مذکورہ پر بھی ذکات واقع ہوتی ہے یا نہین اسمین تردد ہے لکن ذکات کا واقع نہونا اشبہ ہے **قسم سوم** آدمی ہے اور آدمی پر اوسکے محترم ہونے کیوجہ سے ذکات واقع نہین ہوتی اور اگر کوئی شخص کسی آدمی کو ذبح کرے تو اوسپر احکام میتہ جاری کیے جاینگے **قسم چہارم** سباع (درندے) ہین جیسے شیر چیتا پلنگ لومڑی وغیرہ اور آیا سباع پر بھی ذکات واقع ہوتی ہے یا نہین اسمین تردد ہے لکن اوسکا واقع ہونا اشبہ ہے اور بعض ذکات کے بعد پاک ہو جاتے ہین اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ ذکات کے بعد اونکی جلدون کا استعمال کرنا اوسوقت تک صحیح نہوگا جبتک دباغت نکی جائے **تیسری قسم** اس مین اون مسائل کا بیان کیا جاتا ہے جو احکام صید سے تعلق رکھتے ہین اور وہ باہ مین **پہلا مسئلہ** اگر آلہ صیاد (وہ آلہ جسکو شکار کنندہ نے نصب کیا ہو جیسے

جالہ شبکہ وغیرہ) مین کوئی حیوان پھنس جائے تو حیوان مذکور کا وہی صیاد مالک ہوگا جسنے کہ اوس
آلہ کو نصب کیا ہو اور اسیطرح جس آلہ سے کہ باعتبار عادت شکار کیا جاتا ہو اوسکا بھی یہی حکم ہوگا
اور اگر کوئی حیوان کسی صیاد کے آلے مین پھنس جانے کے بعد رہا ہوجائے تو اوسکی ملک سے خارج نہوگا
اور اگر کوئی حیوان کسی شخص کے مکان یا زمین کی کیچڑ مین پھنس جائے یا اوسکے مکان مین اپنا آشیانہ
بنالیوے تو شخص مذکور اوسکا مالک نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی مچھلی دریا سے جست کرکے کسی کشتی مین
آجائے تو صاحب کشتی اوسکا مالک نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے مکان کی کیچڑ کے مقام کو شکار حیوانات
کے لیے مہیا کرے اور کوئی حیوان اوسمین اسطرح پھنس جائے کہ رہائی نپا سکتا ہو تو شخص مذکور اوسکا مالک
نہوگا اسلیے کہ کیچڑ کا مقام اون آلات مین داخل نہین ہے جنسے باعتبار عادت شکار کیا جاتا ہے اور
اسمین تردد ہے اور اگر کسی حیوان پر کوئی شخص اپنے گھر کے دروازہ کو بند کردے اور حیوان کے
خارج ہونے کے لیے کوئی دوسری راہ نہو یا اوسکو کسی ایسے تنگ مقام پر پہونچا دیوے جہان
اوسپر قبضہ کرنا دشوار نہو تو اوسکا مالک ہوجائیگا اور اسمین بھی اشکال ہے اور شاید کہ اسمقام پر
شخص مذکور کا مالک نہونا اشبہ ہو تا وقتیکہ حیوان پر اپنے ہاتھ یا آلہ سے قبضہ نکرے اور اگر صیاد کے
ہاتھ سے اوسکا صید چھوٹ جائے تو اوسکی ملک سے خارج نہوگا اور صیاد کسی صید کے چھوڑ دینے
کا قصد کرے اور اوسکی ملک سے اپنی نیت کو قطع کرلے اور کوئی دوسرا شخص اوسکا شکار کرلے
تو آیا شخص دوم اوسکا مالک ہوگا یا نہین پس اشبہ یہ ہے کہ وہ مالک نہوگا اسلیے کہ صید مذکور محض نیت
اخراج کے بعد صیاد اول کی ملک سے خارج نہین ہوا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ صیاد اول کی ملک
سے خارج ہوجائیگا جسطرح کہ کسی شخص کا مال حقیر گر جائے اور وہ اوسکا اہمال کرے کہ اس صورت مین
مالک کیطرف سے اوسکی اباحت ہوجاتی ہے اور شاید کہ دونون حالتون مین فرق ہو **دوسرا مسئلہ**
جبکہ کوئی شخص کسی صید کی قوت کو ضعیف کردے اور صید مذکور اپنے پرواز کرنے یا دوڑنے

للصید فتنشب ولو اتخذ موحلة السمكة الى السفينة دار ولا بوثوب ولا تعشيشه وتوحله في ارضه اثباته لم يملكه بانفلاته بعده ولا يخرج عن ملكه ما صاغه او الاصطياد فاصطادوا كل من يملكه

بحیث لا یمکنه التخلص لم یملکه بذلك لانه لیس الة معتادة وفیه تردد ولو اغلق علیه بابا ولا مخرج له او القی فی مضیق لا یتعذر قبضه ملکه وفیه اشکال لان الاثبات لم یحصل به هنا وکان الوجه القبض بالید او الالة الثانی لو اطلق الصید من یده لم یخرج عن ملکه ولو نوی اطلاقه وقطع نیته عن ملکه هل یملکه غیره باصطیاده الاشبه لا لانه لا یخرج عن ملکه بنیة الاخراج وقیل یخرج کما لو وقع منه شیء حقیر فاهمله فانه یکون کالمبیح له ولعل بین الحالتین فرقا

الثالث اذا امکن الصید التحامل

کیوجہ سے اپنے امتناع پر باقی اور اپنے تحفظ پر قادر رہے اور اوسوقت تک اوسکا اخذ کرنا ممکن نہو جبتک وہ زائد از عادت نہ دوڑایا جائے تو شخص اوّل اوسکا مالک نہوگا بلکہ جو شخص اوسے اوسکا امساک کریگا وہی مالک ہوگا تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی صید پر اپنے تیر کو رہا کرے اور اوسے رفتار سے باز رکھے اور حکم مذبوح مین کردے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اوسکو قتل کرڈالے تو صید مذکور کا شخص اوّل مالک ہوگا اور شخص دوم پر کوئی تاوان لازم نہوگا البتہ اگر شخص دوم اوسکے مجموع گوشت یا اوسمین سے بعض اجزا کو فاسد کردے تو شخص اوّل کو اوس سے ارش کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر شخص اوّل اوسکو تیر لگائے لکن رفتار سے باز نرکھے اور حکم مذبوح مین نکرے بعد ازان دوسرا شخص اوسکو قتل کرڈالے تو صید مذکور کا شخص دوم مالک ہوگا اور شخص اوّل اوسکا مالک نہوگا لکن شخص اوّل پر کوئی تاوان لازم نہوگا اگرچہ اوسنے صید مذکور کے گوشت کو فاسد بھی کردیا ہو اور اگر شخص اوّل اوسکو رفتار سے باز رکھے مگر حکم مذبوح مین نکرے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اوسکو قتل کرڈالے تو شخص دوم اوسکا متلف (ضائع کرنیوالا) اور ضامن ہوگا پس اگر صید مذکور کو محل ذبح سے مجروح کیا ہو اور اوسکا تذکیہ بوجہ شرعی حاصل ہوجائے تو شخص اوّل اوسکا مالک ہوگا اور شخص دوم پر اوسکی ارش کا شخص اوّل کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر محل ذبح کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے مجروح کیا ہو تو شخص دوم پر اوسکی قیمت کا شخص اوّل کے حوالے کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ صید مذکور کی میتہ کی کوئی قیمت نہو ورنہ شخص اوّل کو شخص دوم سے اوسکی ارش کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر اوسکو شخص دوم نے فقط مجروح کیا ہو اور قتل نکیا ہو اور اوسکی ذکات کا ادراک ہوجائے تو صید مذکور پر شخص اوّل کی ملک کا حکم کیا جائیگا اور اگر اوسکی ذکات کا ادراک نہو تو صید مذکور پر حکم میتہ جاری کیا جائیگا اسلیے کہ صید مذکور ایسے دو فعلون سے تلف ہوا ہے جسمین ایک فعل شخص اوّل کا جو مجروح کرنا مباح ہوا اور دوسرا فعل شخص دوم کا مجروح کرنا حرام ہے جسطرح کہ کسی صید کو سگ مسلم و مجوسی قتل کرڈالے

اور آیا صورتِ مذکورہ مین شخص دوم (جسنے صید کو مجروح کیا ہے) پر کیا تاوان لازم ہوگا پس ظاہر ہے کہ
اگر شخص اول کو اوسکی ذکات پر قدرت حاصل نہوئی ہو تو شخص دوم پر صید مذکور کی اوس مجموع قیمت کا
شخص اول کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو عیب اوّل کی حالت مین قرار پائے اور اگر شخص اول کو اوسکی ذکات پر
قدرت حاصل ہوئی ہو اور پھر اوسنے صید مذکور کے ذبح کرنے مین اہمال کیا ہو تو شخص دوم پر
صید مذکور کی اوس قیمت کے نصف کا حوالہ کرنا لازم ہوگا جو عیب اوّل کی حالت مین قرار پائے اور
اس مسئلہ کا کما حقہ ادراک کرنا ایک صورت خاص کے فرض کرنے پر موقوف ہے مثلاً ایک چوپایہ ایسا فرض
کیا جائے جسکی قیمت دس درہم مقرر ہو اور اوسپر کوئی شخص ایسی جنایت کرے جس سے اوسکی قیمت نو درہم
باقی رہجائے بعد ازان دوسرا شخص اوسپر ایسی جنایت کرے جس سے اوسکی قیمت آٹھ ہی درہم باقی رہجائین
بعد ازان دونون جنایتون کیوجہ سے چوپایہ مذکور تلف ہوجائے پس صورت مذکورہ مین پانچ
احتمال ہین کہ انمین سے کوئی احتمال خالی از خلل نہین ہے **احتمال اول** شخص دوم کو چوپایہ مذکور کی اوس
مجموع قیمت کا الزام دینا جو معیب ہونے کی حالت مین فرض کی گئی ہو اسلیے کہ شخص اول کی جنایت غیر مضمون
ہو بر تقدیر یکہ چوپایہ مذکور مباح ہو اور یہ احتمال ضعیف ہے اسلیے کہ اہمال تذکیہ کی صورت مین شخص اول پر دوسرے
شخص کا حکم جاری کیا جائیگا جو شریک جنایت ہو لہذا شخص دوم کو مجموع قیمت کا الزام دینا صحیح نہوگا
احتمال دوم ضمان قیمت مین دونون کا مساوی قرار دینا اور ہر ایک کے ذمہ پر پانچ درہمون کا
قائم کرنا اور یہ احتمال بھی ضعیف ہے اسلیے کہ اس صورت مین شخص دوم پر ظلم لازم آتا ہے **احتمال سوم**
ساڑھے پانچ درہمون کا شخص اول پر اور پانچ درہمون کا شخص دوم پر لازم کرنا اور اسمین بھی ظلم لازم آتا ہے
احتمال چہارم شخص اول پر پانچ درہمون کا اور شخص دوم پر ساڑھے چار درہمون کا لازم کرنا اور اس
احتمال مین [illegible] کا خلل لازم آتا ہے **احتمال پنجم** شخص اول و دوم مین سے ہر ایک پر
اوس قیمت کے نصف کا جو اوسکی جنایت کے روز قرار پائے لازم کرنا اور دونون [illegible]

دس درہمون کا بسط کرنا پس شخص اوّل پر دس درہمون کے اونیس حصّون مین سے دس حصّے اور شخص دوم پر دس درہمون کے اونیس حصّون مین سے نو حصّے لازم کیے جائینگے ورنہ صورت مین شخص دوم پر ساڑھے پانچ درہمون سے زائد کا قائم کرنا لازم آتا جسکی کوئی وجہ نہین ہو اور اقرب یہ ہو کہ شخص اوّل پر ساڑھے پانچ درہم اور شخص دوم پر ساڑھے چار درہم لازم کیے جائین اسلیے کہ قیمت نفس مین داخل ہوتی ہو پس ضمان مین جنایت اول کے ارش کا نصف داخل ہوگا اور اوسپر نصف قیمت (پانچ درہم) کی ضمانت کے ساتھ نصف ارش (یعنی نصف درہم) لازم ہوگا اور شخص دوم پر فقط اوس قیمت کا نصف (ساڑھے چار درہم) لازم ہوگا جو اوسکی جنایت کے وقت مقرر تھی (یعنی نو درہم) اور ضمان نصف مین جنایت دوم کی ارش کا نصف داخل ہوگا اور یہ احتمال بھی ضعف سے خالی نہین ہو اور اگر احد الجنایتین (دونون جنایتون مین سے ایک) کو مالک نے واقع کیا ہو تو چوپایہ کی قیمت مین سے وہ مقدار ساقط ہوگی جو جنایت مالک کے مقابل قرار پائیگی اور مالک چوپایہ کو دوسرے شخص سے اوس مقدار کا مطالبہ صحیح ہوگا جو اوسکی جنایت کے مقابل قرار پائیگی **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی صید دو امرون کے ساتھ اپنی حفاظت کرتا ہو جیسے دراج اور کبک کہ یہ دونون پرند اپنے بازو اور اپنے دوڑنے کے ساتھ تحفظ کرتے ہین اور کوئی تیر انداز اوسکے بازو کو توڑ ڈالے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اوسکے پاؤن کو قطع کردے تو بعض علمار نے فرمایا ہو کہ صید مذکور کے وہ دونون شخص مالک ہونگے اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ صید مذکور کا فقط شخص اخیر مالک ہوگا اسلیے کہ اوسی کے فعل نے صید مذکور کو رفتار سے باز رکھا ہو اور قول اخیر قوی ہو **پانچوان مسئلہ** اگر کسی صید پر دو شخص تیر لگائین اور دونون شخص اوسکو مجروح کردین بعد ازان وہ صید مرجائے اور تیر کا محل ذبح پر پہونچنا معلوم ہوجائے تو صید مذکور حلال ہوگا اور اسیطرح اگر صید مذکور کی ذکات کا اون دونون یا احد ہمانے ادراک کیا ہو بعد ازان اوسکو ذبح کرلیا ہو تب بھی حلال ہوگا اگرچہ زخم تیر اوسکے مذبح پر نہ پہونچا ہو اور اگر اوسکی ذکات کا

اور اک نکیا ہو اور مر گیا ہو تو حلال نہوگا اسلیے کہ شخص اوّل کا صید مذکور کو فقط رفتار سے باز رکھنا
اور حکم مذبوح مین نکرنا اور شخص دوّم کا اوسکو غیر ممتنع ہونے کی حالت مین قتل کر ڈالنا بھی محتمل ہے لہذا
صید مذکور پر حکم میتہ جاری کیا جائیگا چھٹا مسئلہ جس صید کو سگ شکاری نے مجروح کرنے کے ساتھ
قتل کیا ہو اوسکا کھانا جائز ہے اور جس صید کو کہ اوسنے صدمہ دینے یا خفہ کر دینے یا تعب مین ڈالنے
کے ساتھ قتل کیا ہو اوسکا کھانا جائز نہین ہے ساتوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی صید کو دیکھے
اور اوسکو صید مذکور کا سگ یا خوک یا اور کوئی حیوان غیر ماکول اللحم ہونا مظنون ہو اور اوسکو
تیر لگاکر قتل کر ڈالے بعد ازان اوسکا حیوان ماکول اللحم ہونا معلوم ہو تو حلال نہوگا اسلیے کہ صید
مین قصد کا اعتبار ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے تیر کو طرف بالا رہا کرے اور اوس سے کوئی
جانور قتل ہو جائے جو ماکول اللحم ہو تب بھی حلال نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی سنگ کے دیکھے
گذر کرے بعد ازان واپس آئے اور اوسکو سنگ مذکور کا باقی رہنا مظنون ہو اور اسی گمان کیوجہ سے
اوسپر تیر لگائے اور سنگ مذکور کا صید ہونا ظاہر ہو تو حلال نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص
وقت شب اپنے سگ شکاری کو رہا کرے اور وہ کسی صید کو قتل کر ڈالے تو حلال نہوگا کہ اوسنے
صید پر چھوڑنے کا قصد نہین کیا پس ایسے رہا کرنے پر سگ مذکور کے از خود چھوٹ جانے کا حکم
جاری کیا جائیگا آٹھوان مسئلہ جبکہ کسی پرند کے بازو کٹے ہوئے ہون اور اوسکا شکار کیا جائے
تو صیاد کی ملک مین داخل نہوگا اسلیے کہ بازو کا کٹا ہوا ہونا اوسکے مملوک غیر ہونے پر دلالت
کرتا ہے لہذا اوسی کا استصحاب کیا جائیگا اور اسیطرح جبکہ کسی حیوان پر کوئی ایسا اثر موجود ہو جو
اوسکے مملوک غیر ہونے پر دلالت کرتا ہو تو وہ بھی ملک صیاد مین داخل نہوگا اور اگر کوئی پرند
اپنے بازوؤن کا مالک ہو تو ملک صیاد مین داخل ہوگا بشرطیکہ اوسکا کوئی مالک نہو اور اس
قاعدہ کی بنا پر اگر کسی شخص کے طیور مملوکہ نے اوسکے برج سے دوسرے شخص کے برج کی طرف انتقال کیا ہو

توشخص دوم اونکا مالک نہوگا **نوان مسئلہ** اگر مچھلی کا کوئی جزاوسکے زندہ خارج از آب کرنے کے بعد قطع کرلیا جائے تواوسکا کھانا حلال ہوگا اور اوسپر جزء مذبوح (تذکیہ شدہ) کا حکم جاری کیا جائیگا خواہ وہ مچھلی مرجائے یا درصورت استقرار حیات پانی مین چلی جائے اسلیے کہ وہ جزء اوس سے بعد تذکیہ (پانی سے خارج کرنا) قطع کیا گیا ہی **دسوان مسئلہ** جبکہ کسی صید پر دو شخص ایک ہی دفعہ تیر لگائین اور اوسکو رفتار سے باز رکھین توصید مذکور اون دونون شخصون کا مملوک ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص اوسکو مجروح کرے اور دوسرا شخص رفتار سے باز رکھے توصید مذکور اوس شخص کا مملوک ہوگا جسنے کہ اوسکو رفتار سے باز رکھا ہی اور جس شخص نے کہ اوسکو مجروح کیا ہی اوس سے صید کے مجروح کرنے کی ضمانت متعلق نہوگی اسلیے کہ اوسکی جنایت کسی شخص غیر کی ملک مین واقع نہین ہوئی اور اگر صید کے مجروح کرنیوالے اور رفتار سے باز رکھنے والے مین اشتباہ ہوجائے اور اون دونون مین صید کا رفتار سے باز رکھنیوالا مجہول ہو توصید مذکور پر اون دونون کے مملوک ہونے کا حکم کیا جائیگا اور اگر بذریعہ قرعہ استخراج کرنے کے قائل ہون تو خوب ہو

کتاب الاطعمۃ والاشربہ

اس کتاب مین اشیاء خوردنی ونوشیدنی کی حرمت اور حلت کے احکام مذکور ہوتے ہین اور اوسمین چھ قسمون کا بیان کرنا ضرور ہی

قسم اوّل حیوان دریا کے بیان مین اور حیوانات دریائی مین سے چھلکے دار مچھلی کے سوا کسی اور حیوان کا کھانا جائز نہین ہی خواہ اوس مچھلی پر اوسکا چھلکا باقی ہو جیسے شبوط (نوعی از ماہی) اور بیاح (قسمی از ماہی) یا باقی نہو جیسے کنعت (وہ مچھلی ہی جو اپنے جسم کو ہر شی سے رگڑتی ہی اور اوسکا چھلکا دور ہوجاتا ہی اور زیر دم باقی رہجاتا ہی) اور جن مچھلیون کے لیے درصل چھلکا نہین ہے جیسے جرّی اوسکی حلت اور حرمت کے بارہ مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین لیکن مشہور روایتین تحریم ہی اور اسیطرح زمار اور مار ماہی اور زہو کی حلت و حرمت کے بارہ مین بھی دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین لیکن اس مقام پر مشہور روایتین کراہیت ہی اور ربیثیا اور طمر اور طبرانی اور ابلامی کا کھانا

جائز ہی اور سلاحف (کچھوے) و ضفادع (مینڈک) کا کھانا جائز نہین ہی اور اسیطرح سرطان (کیکڑا)
کا کھانا بھی جائز نہین ہی اور اسیطرح باقی حیوانات دریائی کا کھانا بھی جائز نہین ہی جیسے سانپ پانی
یا خوک دریائی اور اگر کسی مچھلی کے شکم مین کوئی دوسری مچھلی موجود ہو تو حلال ہوگی بشرطیکہ یا تو حلال
اگرچہ وقت اخذ اوسکا زندہ ہونا معلوم ہوا
کی جنس سے ہو و الا حرام ہوگی اور یہ مضمون دو روایتون مین وارد ہوا ہی جن دونون مین سے
ایک روایت کے طریق مین سکونی ہی اور دوسری روایت مین ارسال ہی اور علمائے متاخرین مین سے
بعض علمائے اوسکے کھانے کو منع فرمایا ہی اسلیئے کہ اوس مچھلی کا پانی سے زندہ باہر آنیکا یقین نہین ہی اور
روایت مذکورہ پر عمل کرنا راجح ہی اسلیئے کہ اصل بقائے حیات ہی لہذا اوسی کا استصحاب کیا جائیگا اور
اوسپر زندہ باہر آنے والی مچھلی کا حکم کیا جائیگا اور اگر کسی سانپ کے شکم مین کوئی مچھلی موجود ہو تو اوسکا
کھانا حلال ہوگا بشرطیکہ اوسکا پوست گندہ نہوا ہو و الا اوسکا کھانا حلال نہوگا لکن اوسکا حلال
نہونا موجہ نہین ہی البتہ اگر سانپ اوسکو اوگل دیوے اور مچھلی مین اضطراب موجود ہو تو اوسکا کھانا
حلال ہوگا اور اگر شرط مذکور کے ساتھ تحقق ذکات کے لیے اوسکے زندہ اخذ کرنیکا بھی اعتبار کیا جائے
تو خوب ہی اور طافی کا کھانا جائز نہین ہی اور طافی سے وہ مچھلی مراد ہی جو پانی مین مرجائے خواہ کسی
خارجی سبب سے مرجائے جیسے ضرب علق (ایک قسم کا مرض ہی جس سے مچھلی مرجاتی ہی) یا حرارت آب
یا بدون سبب خارجی مرجائے اور اسیطرح اوس مچھلی کا کھانا بھی جائز نہین ہی جو صیاد کے شکبہ یا
حظیرہ (بے بست) مین پانی کے اندر مرجائے اور اگر زندہ مچھلیون مین مردہ مچھلیان اسطرح مخلوط ہوجائین
کہ تمیز باقی نرہے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ کل مچھلیان حلال ہونگی لکن اون مچھلیون سے اجتناب کرنا
اشبہ ہی اور ماہی جلال (گندگی خوار مچھلی) کا اوسوقت تک کھانا جائز نہوگا جبتک کہ اوسکا استبرا
نکیا جائے جو ماہی مذکور کے ایک شب اور ایک روز پانی مین رکھنے اور علف طاہر (پاک چارہ)
کھلانے سے حاصل ہوتا ہی اور ماہی حلال کے انڈے بھی حلال ہین جسطرح کہ ماہی حرام کے انڈے حرام ہین

اور صورت اشتباہ مین اون آنتڑون کا کھانا حلال ہوگا جو سخت و درشت ہون۔ اور اون انتڑون کا کھانا حلال نہوگا جو نرم و صاف ہون **قسم دوم** بہائم (چوپائے) کے بیان مین۔ ور بہائم انسیہ مین سے شتر اور گاو اور گوسپند کا کھانا جائز ہی اور اسپ (گھوڑا) اور استر (خچر) اور حمار اہلی (گدھا) کا کھانا مکروہ ہی اور مراتب کراہت مین تفاوت ہی پس گھوڑے کی بہ نسبت خچر اور گدھے کی کراہت شدید ہی اور گدھے کی بہ نسبت خچر کی کراہت علی المشہور شدید ہی اور کبھی حیوان محلل کو چند وجہ سے حرمت عارض ہو جاتی ہی **وجہ اوّل** حیوان کا جلال (گندگی خوار) ہونا جس سے فضلہ انسان کا کھانا مراد ہی پس حیوان مذکور کا کھانا اوسوقت تک جائز نہوگا جبتک کہ استبرا نکیا جائے اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ حیوان جلال کا کھانا مکروہ ہی لیکن اوسکا حرام ہونا اظہر ہی اور مدت استبرا مین اختلاف ہی لیکن استبراء ناقہ کی مدت کا چالیس روز ہونا اور استبراء بقر کی مدت کا بیس روز ہونا بین العلماء مشہور ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مدت استبراء کے چالیس روز ہونے مین ناقہ و بقر مساوی ہین اور قول اول اظہر ہی اور استبراء گوسفند کی مدت دس روز ہی اور بعض علماء نے سات روز فرمایا ہی اور قول اول اظہر ہی اور کیفیت استبراء یہ ہی کہ حیوان مذکور باندہ دیا جائے اور اوسکو مدت استبراء مین علف طاہر کھلایا جائے **وجہ دوم** حیوان کا مادہ خوک کے شیر کو پی لینا پس اگر اوسکے پینے سے حیوان مذکور کے گوشت مین روئیدگی یا اوسکی ہڈی مین سختی پیدا نہو تو اوسکا کھانا مکروہ ہوگا اور سات روز تک اوسکا استبراء کرنا مستحب ہوگا اور اگر اوسکے گوشت مین روئیدگی ور ہڈی مین سختی پیدا ہو تو حیوان مذکور کا اور اوسکی نسل کا گوشت حرام مؤبد ہو جائیگا **وجہ سوم** انسان کا کسی حیوان ماکول اللحم سے وطی کرنا پس اگر حیوان مذکور سے کوئی انسان وطی کرے تو حیوان موطوء اور اوسکی نسل کا گوشت حرام ہو جائیگا اور اگر حیوان موطوء کسی دوسرے حیوان کے ساتھ مشتبہ ہو جائے تو مجموع حیوانات کے دو فرقے کیے جائینگے اور حیوان مذکور کا قرعہ کے ذریعہ سے ایک یا کئی دفعہ مین استخراج کیا جائیگا اور اگر ان حیوانات مین سے کوئی حیوان شراب کو پی لیوے تو اوسکا

گوشت حرام نہوگا بلکہ دہونے کے بعد اوسکا کھانا جائز ہوگا البتہ اون چیزون کا کھانا جائز نہوگا
جو اوسکے جوف مین موجود ہین جیسے امعا قلب کبد اور اگر کوئی حیوان ماکول اللحم کسی انسان کا
پیشاب پی لیوے تو اوسکا گوشت حرام نہوگا بلکہ اوسکے گوشت کا اون چیزون کے دہو ڈالنے
کے بعد کھانا جائز ہوگا جو اوسکے شکم مین موجود ہین اور سگ گربہ کا کھانا حرام ہی خواہ وہ دونون
اہلی ہون یا وحشی اور انسان کو اوس حیوان کا اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مکروہ ہی جسکو اوسنے تربیت
کیا ہو اور حیوانات وحشیہ مین سے گاو وحشی اور گوسپند کوہی اور گورخر اور آہو اور گوزن کا
کھانا حلال ہی اور حیوانات وحشیہ مین سے درندہ کا کھانا حرام ہی جو ناخونون یا دانتون سے
افتراس (پہاڑنا) کرتا ہو خواہ قوی ہو جیسے شیر پلنگ یوز گرگ یا ضعیف ہو جیسے روباہ
کفتار شغال اور خرگوش اور سوسمار کا کھانا حرام ہی اور اسیطرح جملہ حشرات الارض کا کھانا بہی
حرام ہی جیسے حیہ (سانپ) موش (چوہا) عقرب جرذان خنافس (ایک قسم کا بدبودار جانور ہی جسکو
ہندی مین گبریلا کہتے ہین) صراصر (ایک قسم کا کیڑا ہی جو زمین نمناک مین پیدا ہوتا ہی اور شب کو صدا کرتا ہی)
بنات وردان (ایک قسم کے کیڑے ہین جو زمین مین پیدا ہوتے ہین اور سر انگشت کے برابر ہوتے ہین)
براغیث (کیک - پسو) قمل (سپش جوئن) اور اسیطرح یربوع (موش دشتی) قنفذ (خارپشت)
وبر (ایک قسم کا جانور ہی جسکی دم ہی جو بلّی سے مشابہ اور کبود رنگ ہوتا ہی) خز (ایک قسم کا دریائی جانور ہی
جو روباہ سے مشابہ ہوتا ہی اور اوسکی پشم سے کپڑے بُنے جاتے ہین) فنک سمور سنجاب (ان جانورون
کے پوست سے پوستین بنائی جاتی ہی) عظاۃ (ایک قسم کا جانور ہی جو چہپکلی سے کسیقدر بڑا ہوتا ہی
اور اوسکو موش دشتی بہی کہتے ہین) لحکہ (جو ایک قسم کا جانور ہی اور ریگ مین رہتا ہی اور اوس سے
دختران باکرہ کی ونگلیان تشبیہ دیجاتی ہین **قسم سوم** پرند کے بیان مین پس جن پرند کا کھانا حرام ہی
اونکی دو صنفین ہین **صنف اول** وہ پرند ہی جو چنگال رکھتا ہو خواہ اوسکا چنگال قوی ہو

جس سے پرندون کا شکار کرسکتا ہو جیسے باز۔ چرغ۔ عقاب۔ شاہین۔ باشہ۔ یا ضعیف ہو جیسے نسر (گرگس) رخمہ۔ بغاث (یہ دونون ایک قسم کے مردار خوار پرند ہین) اور غراب کی حلت و حرمت کے بارہ مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ غراب ابقع (کلاغ ابلق) اور غراب کبیر (کلان) کا کھانا حرام ہو جو پہاڑ پر رہتا ہو اور زاغ کا کھانا حلال ہو جس سے غراب زرع (جو زراعت کی جگہ رہتا ہو اور مردار نہین کھاتا) اور غداف (وہ زاغ ہو جو غراب زرع سے چھوٹا اور رنگ تیرگی مائل ہو) ہو مراد ہے **صنف دوم** وہ پرند ہو جسکی صفیف (بالون کا بدون تحریک راست کرکے اوڑنا) اوسکی دفیف (بالون کو حرکت دیکر اوڑنا) سے زائد ہو پس حیوان مذکور کا کھانا حرام ہوگا اور اگر اوسکی صفیف و دفیف مساوی ہون یا صفیف سے اوسکی دفیف زائد ہو تو اوسکا کھانا حرام نہوگا **صنف سوم** جس پرند کے لیے قانصہ (مرغ کا رودہ اندرونی جو بمنزلہ امعا آدمی) اور حوصلہ (مرغ کا چینہ دان جو بمنزلہ معدہ ہو) اور صیصہ (وہ کانٹا ہو جو پاے مرغ کے پیچھے اوبمنزلہ انگشت ہوتا ہو) نہو اوسکا کھانا حرام ہو اور جس پرند کے لیے اشیاء مذکورہ مین سے کوئی شی موجود ہو اوسکا کھانا حلال ہو بشرطیکہ اوسکی تحریم پر نص نہو **صنف چہارم** وہ پرند ہو جسکی حرمت پر نصوص ہین اور اوسکو تحریم عینی شامل ہو جیسے خفاش (چمگادڑ) اور طاؤس اور ہدہد کا کھانا مکروہ ہو اور آیا ابابیل کا کھانا بھی جائز ہو یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین لیکن اوسکا مکروہ ہونا اشبہ ہو اور فاختہ اور قنبرہ (چکاوک) اور حباری (چرغ) کا کھانا مکروہ ہو اور صرد (ایک پرند ہو جو چڑیون کا شکار کرتا ہو) اور صوام (ایک پرند ہو جسکا رنگ خاکی اور گردن دراز ہو اکثر درخت خرما پر شب باش ہوتا ہو) اور شقراق کے گوشت کی کراہت زیادہ شدید و غلیظ ہو اگرچہ اوسکا کھانا حرام نہین ہو اور منجملہ اقسام حمام کسی قسم کے کھانے مین مضائقہ نہین ہے بلکہ ہر قسم کے گوشت کا کھانا حلال ہو جیسے قمریان (کبوتران کبود رنگ) دباسی (کبوتران سرخ رنگ) و ورشان (کبوتران سفید رنگ) اور

اسیطرح حجل (کبک نر) اور دُرّاج (تیتر) اور قبج (کبک مادہ) اور قطا (لوا) اور طیہوج (بٹیر) اور دجاج (ماکیان و مرغان خانگی) اور کروان (ایک قسم کا پرند ہی جو بط سے مشابہ ہوتا ہی) اور کرکی اور صعوۃ (ایک قسم کا پرند صغیر ہی جسکا رنگ کبود ہوتا ہی اور اوسکی دم کو استقرار نہین ہوتا) کے گوشت مین بھی کوئی مضایقہ نہین اور پرند دریائی کے محکوم بحلیت ہونے مین بھی ونہین امور کا اعتبار کیا جائیگا جو پرند مجہول مین معتبر ہین جیسے دفیف کا صفیف پر غالب ہونا یا اوسکا صفیف کے ساتھ مساوی ہونا یا منجملہ قانصہ و حوصلہ و صیصیہ کسی امر کا اوسمین متحقق ہونا پس جبکہ جانور آبی مین منجملہ علامات مذکورہ کوئی علامت موجود ہوگی تو اوسکے گوشت کا کھانا حلال ہوگا اگرچہ وہ جانور ماہی خوار ہو اور اگر کسی پرند کی غذا محض فضلہ انسان ہو تو اوس سے حیوان جلال کے احکام متعلق ہونگے اور اوسکے گوشت کا کھانا حلال نہوگا تا وقتیکہ اوسکا استبراء نکیا جائے پس بط اور اوسکے امثال کا استبراء پانچ روز تک کیا جائیگا اور مرغ خانگی اور اوسکے امثال کا استبراء تین روز تک کیا جائیگا اور اوسکے علاوہ ہر پرند کا استبراء اوسقدر مدت تک کیا جائیگا جسقدر مین کہ حکم جلل برطرف ہو جائے اسلیے کہ دیگر پرندون مین منجانب شرع کوئی زمانہ معین نہین ہی اور زنبور اور مگس اور رشپہ کا کھانا حرام ہی اور پرند ماکول اللحم کے انڈے بھی حلال ہین اور اسیطرح پرند غیر ماکول اللحم کے انڈے بھی حرام ہین اور صورت اشتباہ مین اون انڈون کا کھانا جائز ہوگا جسکی دونون طرفین چھوٹائی اور بڑائی مین مختلف ہون اور ایسے انڈون کا کھانا جائز نہوگا جسکی دونون طرفین متفق ہون اور مجثمہ کا کھانا حرام ہی جس سے وہ حیوان مراد ہی جو نشانہ قرار دیا جائے اور اوسپر تیر لگائے جائین تا اینکہ وہ مر جائے اور اسیطرح مصبورہ کا کھانا بھی حرام ہی جس سے وہ حیوان محبوس مراد ہی جو مقام ذبح کے علاوہ باقی مقامات سے مجروح کیا جائے تا اینکہ مر جائے

قسم چہارم جامدات کے بیان مین اور اشیائے جامدہ مین جو چیزین حلال ہین اونکا حصر نہین ہو سکتا پس جو چیزین کہ حرام ہین اونکا ضبط کیا جاتا ہی اور بعض محرمات کا بیان کتاب المکاسب مین

لذرچکاہی اور استقام پر پانچ قسمین بیان کیجاتی ہین **پہلی قسم** میتہ (وہ حیوان ہی جو بدون تذکیہ مرا ہو) ہی

اور بالاجماع حرام ہی ہان کبھی میتہ کے وہ اجزا حلال ہوتے ہین جن مین کہ روح حلول نہین کرتے لکن اون

اجزا پر موت صادق نہین آتی اور اجزائے مذکورہ سے کئی چیزین مراد ہین **اول** صوف (پشم) **دوم**

بال **سوم** وبر (پشم ملائم) **چہارم** پر اور آیا ان اجزائے چہارگانہ کی طہارت مین اون کا پوست مردہ

سے کاٹ لینا شرط ہی یا نہین ہمین اختلاف ہی لکن اگر وہ اجزا مقراض وغیرہ سے کاٹ لیے جائین تو اون کا

طاہر ہونا بے وجہ نہین ہی اور اگر اوکھاڑ لیے جائین تو موضع اتصال کا دھونا لازم ہوگا اور بعض علماء

نے فرمایا ہی کہ اجزا مذکورہ مین سے اوس جز کا استعمال کرنا حلال ہوگا جو مردہ سے اوکھاڑ لیا جائے

لکن قول اول اشبہ ہی **پنجم** شاخ (سینگ) **ششم** ظلف (سم شگافتہ) **ہفتم** دندان **ہشتم** بیضہ جب کہ

شکم میتہ سے برآمد ہوا ور اوسکا پوست بالائی سخت ہو گیا ہو **نہم** انفحہ (شکنبہ اور پنیر مایہ) اور

اوس شیر کے بارہ مین جو حیوان مردہ سے برآمد ہو دو قسم کی روایتین منقول ہوئی ہین **روایت اولی**

حلت ہی اور اسی روایت کا طریق صحیح تر ہی اور **روایت ثانیہ** حرمت ہی اور یہی اشبہ ہی اسلیے

ملاقات میت کیوجہ سے وہ شیر نجس ہو جاتا ہی لہذا محکوم بحرمت ہوگا اور جبکہ حیوان مذکی ور میتہ

اسطرح مخلوط ہو جائین کہ تمیز باقی نہ رہے تو اون دونون سے اوسوقت تک اجتناب کرنا لازم ہوگا

جبتک کہ حیوان مذکی بعینہ معلوم نہو اور آیا اون دونون حیوانون کا اوس شخص کے ہاتھ فروخت

کرنا جو میتہ کو حلال جانتا ہی صحیح ہوگا یا نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا اور یہ قول وقت مین

خوب ہی جبکہ بائع تنہا حیوان مذکی کے فروخت کرنے کا قصد کرے اور جو اجزا کہ حیوان زندہ سے

جدا کر لیے جائین اونکا کھانا اور استعمال کرنا حرام ہی اور اسیطرح جو اجزا کہ گوسپند زندہ کے الیات مین سے

قطع کیے جائین اونکا کھانا بھی حلال نہوگا اور اوس سے چراغ کا روشن کرنا بھی جائز نہین ہی

بخلاف اوس دہن کے جو وقوع نجاست کیوجہ سے نجس ہوا ہو کہ اوس سے چراغ کا زیر آسمان

روشن کرنا جائز ہی **دوسری قسم** ذبیحہ مین پانچ چیزین حرام ہوتی ہین **اوّل** طحال **دوّم** قضیب
سوّم فرث (سرگین) **چہارم** خون **پنجم** اُنثیین اور آیا مثانہ (بول دان) اور مرارہ (زہرہ) اور مشیمہ
(بچّہ دان) کا کھانا حرام ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا حرام ہونا اظہر ہی اسلیے کہ یہ چیزین بھی خباثت
مین داخل ہین لیکن فرج حیوان اور نخاع (حرام مغز) اور علبا (وہ دو پٹّے عریض جو پشت حیوان پر گردن سے
دم تک کشیدہ اور مائل بہ زردی ہین) اور غدد اور ذوات الاشاجع (وہ پٹّھے اور رگین جو سم شگافتہ
کے متصل ہوتی ہین) اور خرزۃ الدّماغ (وہ دانہ ہی جو مغز سر کے وسط مین نخود کے برابر ہوتا ہی جسکا رنگ
مائل بہ تیرگی ہی) اور حدقۂ چشم (آنکھ کی سیاہی) بھی حرام ہین یا نہین پس بعض صحابنے اونکی حرمت کو ختیار
فرمایا ہی لیکن اشیاء مذکورہ کا مکروہ ہونا بے وجہ نہین ہی اور کلیہ حیوان کا کھانا مکروہ ہی اور اسیطرح دل
حیوان کے دونون کانون اور حیوان کی رگون کا کھانا بھی مکروہ ہی اور جبکہ گوشت کے ساتھ طحال کو
بریان کرین اور سوراخ نہ رکھتا ہو تو گوشت مذکور کا کھانا حرام نہوگا اور اسیطرح اگر طحال مین سوراخ ہو
لیکن گوشت اوسکے اوپر واقع ہو تب بھی گوشت کا کھانا حرام نہوگا اور اگر طحال مین سوراخ ہو اور گوشت
اوسکے نیچے واقع ہو تو اوسکا کھانا حرام ہو جائیگا اسلیے کہ اس صورت مین سوراخ سے خون بہکر
گوشت کی طرف آئیگا اور اوسکو نجس کر دیویگا **تیسری قسم** اشیاء محرمہ مین سے اعیان نجسہ ہین جیسے
فضلۂ انسان اور اسیطرح جو طعام کہ خمر (شراب انگور) یا نبیذ مسکر (شراب خرما جو نشہ کرتی ہو) یا فقاع
(شراب جو) مین ممزوج ہو جائے یا طعام مائع (رقیق اور بہنے والا) مین کوئی نجاست گر پڑے جیسے
بول تو اوسکا کھانا حرام ہو جائیگا اور اسیطرح اگر کسی طعام کو کفار بہ رطوبت مس کرین تو اوسکا کھانا
بھی علی الاصح مطلقاً حرام ہو جائیگا اگرچہ وہ کفار اہل ذمہ ہون **چوتھی قسم** خاک ہی پس کسی خاک کا کھانا
حلال نہین ہی البتہ حضرت سید الشہدا جناب امام حسین علیہ السلام کے مشہد مقدس کی خاک کا بغرض
استشفا تناول کرنا حلال ہی لیکن قدر نخود سے تجاوز کرنا صحیح نہین ہی اور گل ارمنی مین بھی ایک روایت جواز

وهي حسن لما فيها من المنفعة الخامس السموم القاتل قليلها وكثيرها اما ما لا يقتل القليل منه كالافيون والسقمونيا فى تناول القليل والقدر الطين الى ربع الدينار

وارد ہوئی ہے اور وہ خوب ہے اسلیے کہ گل ارمنی مین ایسی منفعت موجود ہے جسکی طرف حاجت ہوتی ہے

پانچوین قسم اشیائے محرمہ مین سے وہ سموم (زہر) ہین جنکا قلیل اور کثیر قاتل ہے لکن جن سموم کا قلیل مہلک نہو جیسے افیون و سقمونیا کہ اون مین سے اویہ مسہلہ کے ساتھ ایک یا دو قیراط یا زائد کے تا ربع دینار تناول کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہے اس سلیے کہ مقدار مذکور تک غالباً ضرر سے سلامت و تحفظ حاصل رہتا ہے اور سموم کذائیہ (جنکا قلیل مہلک نہو) مین حد مذکور (جو عادۃ مہلک نہین ہے) سے ایسی مقدار تک تجاوز کرنا جائز نہین ہے جس مین خوف ہلاکت ہو جیسے سقمونیا کا ایک مثقال یا تخم خطل (دھتورہ کے بیج) و شوکران (ایک قسم کی گھاس ہے جسکے پتے ورق خیار سے مشابہ ہوتے ہین اور اوسکی کلیان سفید ہوتی ہین اور اوسکا بیج انیسون کے مانند ہوتا ہے) کی مقدار کثیر اسلیے کہ اس مقدار کا تناول کرنا ثقل مزاج اور افساد طبیعت کو متضمن ہے

قسم پنجم مائعات (جو چیزین رقیق اور بہنے والی ہین) کے بیان مین اور اشیاء مائعہ مین پانچ چیزین حرام ہین **اوّل** خمر (شراب انگور) اور باقی مسکرات (نشہ کرنیوالی چیزین) ہین جیسے نبیذ (شراب خرما) اور بتع (شراب عسل) اور نقیع (شراب مویز) اور فضیخ (شراب گندم) اور مزر (شراب جو) اور فقاع اور حکم حرمت مین اشیائے مذکورہ کا قلیل و کثیر مساوی ہے اور آب انگور اوسوقت حرام ہو جاتا ہے جبکہ اوسمین غلیان (تہ و بالا ہونا) پیدا ہو خود بخود پیدا ہو یا آگ پر جوش دینے سے اور اوسوقت تک حلال نہوگا جبتک کہ اوسکے دو ثلث نہ جل جائین یا سرکہ نہو جائے اور اسیطرح وہ چیز بھی حرام ہو جاتی ہے جسمین اشیائے مذکورہ یا اونمین سے کوئی ایک مخلوط ہو جائے اور اسیطرح وہ اشیاء مائعہ بھی حرام ہو جاتے ہین جنمین منجملہ اشیائے مذکورہ کوئی شے واقع ہو **دوم** خون جہندہ (جو قطع رگ یا ذبح کے وقت قوت سے خارج ہوتا ہے) نجس ہے اور اوسکا تناول کرنا حلال نہین ہے اور جو خون کہ جہندہ نہین ہے جیسے مینڈک اور قراد کا خون پس وہ اگرچہ نجس نہین ہے لکن اوسکا کھانا اوسکے خبیث ہونے کیوجہ سے حرام ہے اور جس خون کو کہ حیوان مذبوح

لئے ذبح ہونے کے وقت دفع نہین کرتا اور اوسکے گوشت مین باقی رہجاتا ہی وہ طاہر ہی اور نجس اور حرا[م]
نہین ہی اور اگر خون نجس کی مقدار قلیل جیسے ایک اوقیہ (جسکی مقدار دس درہمون کے برابر ہی) یا اوس[سے]
بھی کم کسی ایسی دیگ مین گرجائے جو آگ پر جوش کہاتی ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوس دیگ کے شور[بے]
کا کہانا حلال ہوگا بشرطیکہ جوش کیوجہ سے وہ خون برطرف ہوجائے اور بعض علماء نے روایت مذکو[رہ]
کی صحت کو منع فرمایا ہی اور یہ خوب ہی لکن جو چیز کہ جامد ہی جیسے گوشت اور توابل (مصالح وغیرہ) پس
اوسکے کہانے مین کوئی مضائقہ نہین ہی بشرطیکہ پاک کرلیا جائے **سوم** جبکہ کسی شی مین کوئی نجاست حاصل
ہوجائے جیسے خون یا بول و براز پس اگر شی مذکور مائع (رقیق) ہو تو اوسکا کہانا حرام ہوجائیگا اگرچہ
کُر سے زائد ہو اور اوسکا پاک کرنا کسیطرح ممکن نہوگا اور اگر مائع مذکور کے لیے جمود کی حالت بہم پہونچی ہو
اور اوسی حالت جمود مین کوئی نجاست اوس سے ملاقات کرے جیسے شیرہ بستہ اور روغن بستہ
اور شہد بستہ تو نجاست مذکورہ کا دور کرنا اور اوسکے اطراف مین سے اوس مقدار کا دفع کرنا لازم
ہوگا جہانتک کہ نجاست کا اثر ہوا ہو اور باقی کا کہانا حلال ہوگا اور اگر مائع مذکور دہن ہو تو اوسکے ساتھ
زیر آسمان چراغ جلانا جائز ہوگا اور زیر سقف جائز نہوگا اور آیا یہ حکم دخان دہن کے نجس ہونے کیوجہ سے
ہی یا کسی اور وجہ سے پس اقرب یہ ہی کہ اسکا سبب نجاست دخان نہین ہی بلکہ حکم تعبدی ہی اگرچہ اوسکی
کوئی وجہ ہمکو معلوم نہین ہوئی اور ہمارے نزدیک اعیان نجسہ کا دخان پاک ہی اور اسیطرح جس چیز کو کہ آگ نے
خاکستر یا دخان کر دیا ہو وہ بھی ہمارے نزدیک پاک ہی اور دخان دہن کے پاک ہونے مین تردد ہی
اور ادہان نجسہ (جنکو نجاست عارض ہوئی ہو) کا بیع کرنا جائز ہی اور اونکی قیمت حلال ہی لکن ادہان مذکورہ
کی نجاست پر مشتری کا مطلع کرنا واجب ہوگا اور اسیطرح اگر کسی روغن مین وہ حیوان گر کر مرجائے
جو نفس سائلہ اور خون جہندہ رکھتا ہو تو اوسکا بھی یہی حکم ہوگا لکن جو حیوان کہ نفس سائلہ نہین رکھتا جیسے
ذباب (مکھی) اور خنافس اوسکے مرجانے سے روغن نجس نہین ہوتا اور اسیطرح حیوان مذکور کے زندہ

گرجانے سے بھی کوئی شے نجس نہین ہوتی اور جملہ کفار علی اشہر الروایتین نجس ہین اور اشیاء مائعہ اونکے
مس کرنے سے نجس ہو جاتے ہین خواہ کفار حربی ہون یا ذمی اور اسیطرح کفار کے اون ظروف کا
استعمال کرنا جائز نہین ہے جنکو کہ اونھون نے اشیاء مائعہ مین استعمال کیا ہو تا وقتیکہ وہ ظروف
پاک نکیے جائین اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ جب کوئی مسلم کسی مجوسی کے ساتھ کھانیکا
ارادہ کرے تو اوسکو ہاتھ دھونے پر مامور کرے اور یہ روایت شاذ ہے اور اگر کسی دیگ مین
ایسے حیوان کا مردہ گر پڑے جو نفس سائلہ رکھتا ہو تو دیگ کے اندر جملہ اشیاء نجس ہو جائینگے پس
جو اشیاء کہ مائع اور رقیق ہین (جیسے شوربا) اونکا بہا دینا متعین ہوگا اسلیے کہ وہ قابل طہارت
نہین ہین جیساکہ ابھی مذکور ہوا اور جو اشیاء کہ جامد ہین پاک کرنے کے بعد اونکا کھانا جائز ہوگا
اور اگر آب نجس مین کوئی شے (جیسے آٹا) خمیر کیجائے تو پختہ ہو جانے کیوجہ سے آگ اوسکو علی الاشہر
پاک نکریگی **چہارم** ابیان نجسہ ہین جیسے حیوان غیر ماکول اللحم کا پیشاب خواہ وہ حیوان نجس ہو
جیسے سگ و خوک یا طاہر ہو جیسے شیر اور پلنگ اور آیا حیوان ماکول اللحم کا پیشاب بھی حرام ہے یا
نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شتر کے سوا ہر حیوان کا پیشاب حرام ہے اور خصوص شتر کے پیشاب کا
دفع مرض اور حصول شفا کی غرض سے تناول کرنا جائز ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہر حیوان
ماکول اللحم کا پیشاب حلال ہے اسلیے کہ وہ پاک ہے لیکن اوسکا حرام ہونا اشبہ ہے اسلیے کہ وہ خبیث ہے
پنجم حیوان غیر ماکول اللحم کا شیر ہے جیسے شیر لبوہ (مادہ شیر) و مادہ گرگ و مادہ گربہ اور جس حیوان کا کہ گوشت
مکروہ ہے اوسکا شیر بھی مکروہ ہے جیسے خر مادہ خواہ اوسکا شیر مائع ہو یا جامد ہو اور اوسکا کھانا حرام نہین ہے
قسم ششم لواحق کے بیان مین اور اوسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** سور کے بالون کا حالت اختیار مین استعمال کرنا جائز نہین ہے اور اگر
کوئی شخص اونکے استعمال کرنے مین مضطر ہو تو اوسے چربی کے بالون کا اختیار کرنا اور اپنے ہاتھون کا طاہر کرنا متعین ہوگا
زراعت و باغ وغیرہ کے لیے حیوان مردہ کی جلد کے ڈول سے پانی کھینچنا جائز ہے گرچہ وہ نجس ہے اور اوسکے پانی سے طہارت

نماز کا ادا کرنا بھی جائز نہین ہی اسلیے کہ وہ پانی نجس ہو جاتا ہی اور جلد مذکور کے ڈول سے پانی کا نہ کھینچنا افضل ہی دوسرا مسئلہ جبکہ کسی قسم کا گوشت موجود ہو اور اوسکا مذکی یا میتہ ہونا مجہول ہو تو بعض علمارنے فرمایا ہی کہ وہ گوشت آگ پر ڈالا جائے پس اگر وہ منقبض ہو جائے تو اوسپر احکام مذکی جاری کیے جاینگے اور اگر منبسط ہو تو اوسپر احکام مردہ کیسے جاری کیے جاینگے تیسرا مسئلہ انسان کو کسی دوسرے شخص کے مال کا بدون اوسکی اجازت کے کھالینا جائز نہین ہی اور عدم اجازت کی صورت مین شرع نے فقط اون لوگون کے مکانون سے لیکر کھالینے کی رخصت مرحمت فرمائی ہی جنکو آیہ شریفہ متضمن ہی بشرطیکہ جماعت مذکورہ کا ناراض ہونا معلوم نہو اور درصورت رخصت فقط جماعت مذکورہ کے مکانون ہی مین تناول کرنا جائز ہوگا اور وہانسے کسی دوسرے مقام پر کھانے کے لیے اوٹھا کر لیجانا صحیح نہوگا اور اسیطرح عدم اجازت کیصورت مین انسان کو اوس درخت خرما کے ثمر کا تناول کرنا بھی جائز ہی جسکی طرف سے اوسکا اتفاقاً مرور ہوا ہو اور زرع و شجر کا بھی یہی حکم ہی اور اسمین تردد ہی چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص خمر یا کسی دوسری نجس چیز کو تناول کرے تو اوسکا آب دہن اوسوقت تک طاہر نہوگا جبتک کہ متلون بہ نجاست ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی دوا نجس کو آنکھ مین لگائے تو اوسکا آنسو اوسوقت تک طاہر نہوگا جبتک کہ متلون بہ نجاست ہو اور اگر اوسکا متلون بہ نجاست ہونا مجہول ہو تو اوسپر احکام طہارت جاری کیے جاینگے اسلیے کہ اصل طہارت ہی پانچوان مسئلہ اگر کافر ذمی کسی شخص کے ہاتھ خمر یا خوک کو فروخت کرے اور ثمن پر قبضہ کرنے کے قبل مسلمان ہو جائے تو اوسکو ثمن مذکور پر قبضہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ مشتری کے ذمہ قبل اسلام اوسکا استقرار ہو چکا ہی لہذا اوسی کا استصحاب کیا جائیگا چھٹا مسئلہ جبکہ شراب سرکہ کی طرف منقلب ہو جائے تو حلال ہو جائیگی خواہ یہ انقلاب بوجہ علاج ہوا ہو یا ازخود حاصل ہوا ہو اور خواہ وہ شی باقی ہو جس سے علاج کیا گیا ہو یا مستہلک ہو گئی ہو اگرچہ علاج کرنا مکروہ ہی اور ازخود منقلب ہو جانے کیصورت مین کراہت نہین ہی اور اگر شراب مین سرکہ ڈالا جائے اور وہ شراب اوس سرکہ کو مستہلک کر دے تو حلال

وطاہر ہنوگی و رسیطرح اگر سرکہ مین شراب ڈالدی جائے اور وہ سرکہ اوس شراب کو مستہلک کردے تو حلال و طاہر ہنوگا بلکہ ملاقات شراب سے نجس ہوجائیگا اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ اگر وہ سرکہ اوسقدر زمانتک باقی رکھا جائے جس مین شراب مستہلک سرکہ ہوجائے تو مجموع سرکہ حلال ہوجائیگا اور اس قول کی کوئی وجہ نہین ہی اسلیے کہ ملاقات شراب سے وہ سرکہ نجس ہوچکا ہی پس اگر شراب مستہلک سرکہ بھی ہوجائے تب بھی وہ سرکہ نجس ہی باقی رہیگا **ساتوان مسئلہ** شراب کے اون ظروف کا استعمال کرنا جائز نہین ہی جو لکڑی یا کدو یا سفال سے بنائے جاتے ہین اور روغنی نہین ہوتے اسلیے کہ شراب کے اجزاء اون مین نفوذکر جاتے ہین لہذا اونکا اجزائے مذکورہ سے رہا کرنا مستبعد ہی لکن عین نجاست کے دور کرنے اور ظروف کے تین مرتبہ پاک کرنے کے بعد اونکے استعمال کا جائز ہونا اقرب ہی **آٹھوان مسئلہ** کوئی رُب یا شربت حرام نہین ہی اگرچہ اوس سے بوئے شراب آتی ہو جیسے رُب انار یا رُب سیب اسلیے کہ اوسکی مقدار کثیر مُسکر نہین ہی **نوان مسئلہ** جس شی کو جُنب یا حائض نے مس کیا ہو اوسکا کھانا مکروہ ہی جبکہ وہ دونون نجاست مین بے پروائی کرنے کے ساتھ متہم ہون اور باب طہارت و نجاست مین مامون اور محل اعتماد ہنون اور اسیطرح اوس شی کا تناول کرنا بھی مکروہ ہی جسکو ایسے شخص نے مس یا درست کیا ہو جو نجاسات سے پرہیز اور اجتناب نہین کرتا اور اسیطرح کسی مسکر کا چوپایہ وغیرہ کو پلادینا بھی مکروہ ہی اور اسیطرح عصیر عنبی (شیرۂ انگور) کا بیع سلف کے عنوان پر خرید و فروخت کرنا بھی مکروہ ہی اور اسیطرح عصیر عنبی کے پکانے پر اوس شخص کا امین قرار دینا بھی مکروہ ہی جو ذہاب ثلثین سے قبل اوسکے پینے کو حلال جانتا ہی بشرطیکہ شخص مذکور مسلم ہو اور اگر شخص مذکور کافر ہو تو اوسکا امین قرار دینا حرام ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ شخص مذکور کا امین قرار دینا جائز نہین ہی مسلم ہو یا کافر اور قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اسیطرح ایسے آب گرم کا حصول شفا کی غرض سے استعمال کرنا مکروہ ہی جو پہاڑ سے جوش مارکر نکلتا ہی اور منجملہ لواحق وہ احکام ہین جو حالت اضطرار

متعلق ہین اسلیے کہ مسائل سابقہ مین جن اشیاء کے تناول کرنے کی ممانعت مذکور ہوئی ہو وہ حالت اختیار سے مخصوص ہو اور حالت اضطرار مین اونکا تناول کرنا جائز ہو اسلیے کہ حق سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہو فمن اضطر غیر باغٍ ولا عادٍ فلا اثم علیہ اور نیز ارشاد فرماتا ہو فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانفٍ لاثم فان اللہ غفور رحیم اور ارشاد فرماتا ہو وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ پس اسمقام پر دو امر قابل بحث ہین امر اول مضطر کے بیان مین مضطر سے وہ شخص مراد ہو جسکو عدم تناول کیصورت مین تلف نفس کا خوف حاصل ہو اور اسیطرح وہ شخص بھی مضطر مین داخل ہو جو ترک تناول کیصورت مین خوف مرض رکھتا ہو اور اسیطرح وہ شخص بھی مضطر مین داخل ہو جسکو ترک تناول ایسے ضعیف کیطرف منجر ہو جو رفقائی سفر کی رفاقت سے باز رکھے اور باز رہنے مین امارت ہلاکت ظاہر ہو یا سوار ہونے مین ایسے ضعف کے حادث ہو جانے کا خوف رکھتا ہو جو منجر بہلاکت ہو پس ایسی صورتون مین اوسکو شی محرم کی اوس مقدار کا تناول کرنا حلال ہو جائیگا جو ضرورت کو زائل کر دے اور یہ حکم اشیاء محرمہ مین سے کسی خاص قسم کے ساتھ مخصوص نہین ہو البتہ حکم مذکور سے بعض محرمات مستثنی ہین جو عنقریب مذکور ہونگے اور تناول حرام مین شخص باغی کے لیے حالتِ ضرورت مین بھی رخصت نہین ہو جس سے وہ شخص مراد ہو جو امام برحق پر خروج کرے اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ باغی سے وہ شخص مراد ہو جسنے طلب میتہ مین اوسکے تناول کرنے کے لیے خروج کیا ہو اور اسیطرح تناول حرام مین شخص عادی کے لیے بھی رخصت نہین ہو جس سے قاطع الطریق مراد ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ عادی سے وہ شخص مراد ہو جو زائد از شبع (سیر ہونا) کھاتا ہو امر دوم کیفیت استباحت کے بیان مین پس تناول حرام مین اوسی مقدار کی اجازت حاصل ہو جس سے رمق جان محفوظ رہے اور اوس سے زائد کا تناول کرنا حرام ہو اسلیے کہ فقط حفظ نفس مقصود ہو اور آیا حفظ نفس کے لیے شی حرام کا تناول کرنا واجب ہو یا نہین بعض علماء نے

فرمایا ہو کہ واجب ہو اور یہی قول حق ہو پس اگر خوف تلف کی حالت مین شی حرام کے تناول کرنے سے
پرہیز کریگا تو جائز نہو گا اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے طعام کی طرف مضطر ہوا اور اوسکی قیمت
نہ رکھتا ہو تو صاحب طعام پر اوسکا مضطر کے لیے بذل کرنا واجب ہو گا اسلیے کہ صورت امتناع مین
قتل مسلم پر اعانت ہو جو حرام ہو اور آیا صاحب طعام کو مضطر سے ثمن طعام کا مطالبہ صحیح ہو گا یا نہین
بعض علما نے فرمایا ہو کہ صحیح نہو گا اسلیے کہ صاحب طعام پر اوسکا بذل واجب ہو لہذا اوسکا عوض لازم
نہوگا اور اگر مضطر کے پاس قیمت طعام موجود ہوا اور صاحب طعام اوسکی ثمن مثل کو طلب کرے
تو مضطر پر ثمن کا صاحب طعام کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اگر اس صورت مین بذل عوض سے شخص مضطر
انکار کرے تو صاحب طعام پر اوسکا بذل کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ جس ضرورت کیوجہ سے کہ طعام غیر کا
بدون عوض اخذ کر لینا مباح تھا وہ مضطر کے ثمن پر قادر ہونے کیوجہ سے زائل ہو گئی اور اگر
ثمن مثل سے زائد کا مطالبہ کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ مضطر پر زیادتی کا بذل کرنا وجب نہوگا
لکن بذل زیادتی کے وجوب کا قائل ہونا خوب ہو اسلیے کہ تمکن کیوجہ سے ضرورت مرتفع ہو جاتی ہو
اور اگر باوجود بذل زیادتی کے صاحب طعام امتناع کرے تو مضطر کو ضرر ہلاکت کے دفع کرنے کے لیے
صاحب طعام سے قتال کرنا جائز ہوگا اور اگر مضطر نے صاحب طعام کی موافقت کی اور کراہیت
خونریزی کیوجہ سے طعام کو زائد از ثمن مثل کے ساتھ خرید کر لیا تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ مضطر پر
فقط ثمن مثل کا صاحب طعام کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور زیادتی کا حوالہ کرنا واجب نہوگا اسلیے کہ
اوسنے زیادتی کو اپنے اختیار سے بذل نہین کیا اور یہین اشکال ہو اسلیے کہ جس ضرورت کیوجہ سے
کہ مضطر کو صاحب طعام کے ناراض ہونے کی حالت مین اوسکے طعام کا اخذ کر لینا صحیح و جائز تھا وہ
مضطر کے بذل زیادتی اور حالت اختیار کے بہم پہونچا لینے پر قادر و متمکن ہونے کیوجہ سے مرتفع
ہو جاتی ہو اور اگر مضطر کے پاس میتہ اور طعام غیر موجود ہو اور شخص غیر اپنے طعام کو مضطر کے لیے

بدون عوض یا ایسے عوض کے مقابل بذل کرے جسپر کہ مضطر قادر رہے تو اوسکو میتہ کا تناول کرنا
حلال نہوگا اسلیے کہ اوسکو طعام کے بہم پہونچانے پر تمکن حاصل ہوا اور اگر صاحب طعام غائب ہو یا حاضر ہو
لکن بذل نکرتا ہو اور اپنے طعام سے مضطر کے دفع کرنے کی قوت رکھتا ہو تو مضطر کو میتہ کا تناول
کرنا جائز ہوگا اور اگر صاحب طعام ضعیف ہو اور طعام سے مضطر کے دفع کرنے پر قادر نہو تو
مضطر کو ضامن رہنے کے ساتھ اوسکے طعام کا تناول کرنا جائز ہوگا اور میتہ کا تناول حلال نہوگا
اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ طعام غیر کا بدون اوسکی اجازت کے تناول کرنا اوس صورت مین مباح
ہوتا ہے جبکہ کسی دوسری شے کے تناول پر قدرت نرکھتا ہو اور صورت فرض مین چونکہ مضطر کو اکل
میتہ پر قدرت حاصل ہے لہذا اوسکا تناول جائز اور طعام غیر کا تناول ناجائز ہونا چاہیے اور جب کہ
مردہ آدمی کے سوا کوئی شے دستیاب نہو تو مضطر کو اوسکے گوشت سے اپنے رمق جان کا روک لینا حلال
ہوجائیگا اور اگر وہ آدمی زندہ ہو اور اوسکا قتل کرنا جائز نہو تو مضطر کو اوسکے گوشت کا
تناول کرنا حلال نہوگا اور اگر اوسکا قتل کرنا جائز ہو (جیسے کافر حربی) تو مضطر کو اوسکا قتل کرنا
جائز اور اوسکے گوشت مین سے اوس مقدار کا تناول کرنا حلال ہوگا جو میتہ کے گوشت مین سے
حلال ہوتی اور اگر مضطر کو اپنے نفس کے سوا کوئی شے ایسی بہم نہ پہونچے جس سے اوسکو اپنی
رمق جان کا روک لینا ممکن ہو تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ اوسکو اپنے بدن مین سے اون مقامات
کے گوشت کا تناول کرنا جائز ہوگا جو زیادہ گوشت رکھتے ہین جیسے ران اور یہ قول کچھ نہین ہے
اسلیے کہ اسمین ضرر کا ضرر کے ساتھ دفع کرنا لازم آتا ہے اور ہاتھ کے بوجہ اکلہ قطع کرنے کی تجویز اس قبیل سے
نہین ہے اسلیے کہ اوسکی تجویز سرایت حاصلہ کے قطع کرنے کی غرض سے ہے اور محل بحث (اپنے بدن کے
گوشت کا تناول کرنا) مین احداث سرایت ہے اور اگر کوئی شخص شراب یا پیشاب کے تناول کیطرف
مضطر ہو تو پیشاب کو تناول کریگا اور اگر شراب کے سوا اوسکو کوئی شے دستیاب نہو تو شیخ الطائفہ نے

کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہو کہ شراب کے ساتھ ضرورت کا رفع کرنا جائز نہین ہو اور کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہو کہ
جائز ہو اور یہی محمل اشبہ باصول مذہب کے موافق ہو اور شراب یا نبیذ یا کسی ایسی چیز کے ساتھ اکلاً یا شرباً علاج کرنا
جائز نہین ہو جسمین منجملہ مسکرات کے کوئی جزو شریک ہو اور بحالت ضرورت مین شراب کے ساتھ مرض چشم کا علاج کرنا جائز ہو

خاتمہ

آداب طعام کے بیان مین اور وہ کئی ہین **اول** تناول طعام سے قبل اور بعد دونون ہاتھون کا
دھونا **دوم** بعد طعام ہاتھون کا دھوکر رومال سے مسح کرنا **سوم** وقت شروع بسم اللہ کہنا **چہارم**
بعد فراغ حمد خدا بجالانا **پنجم** ہر لون پر بانفرادہ بسم اللہ کہنا اور اگر الوان متعددہ کی صورت مین بسم اللہ
علی اولہ وآخرہ پر اکتفا کرے تو کافی ہوگا **ششم** طعام کا حالت اختیار مین داہنے ہاتھ سے
تناول کرنا **ہفتم** صاحب طعام کا ابتدا کرنا **ہشتم** صاحب طعام کا سب کے بعد تک ہاتھ نہ ہٹانا
نہم صاحب طعام کے ہاتھ دھونے کے بعد اوس شخص کے ہاتھ دھلانے مین ابتدا کرنا جو اوسکے
داہنی طرف ہو بعد ازان ہاتھ دھلانے مین اون سب پر دورہ کرنا اور اوس شخص پر انتہا کرنا جو
اوسکے بائین جانب بیٹھا ہو **دہم** سب ہاتھون کے غسالہ کا ایک ظرف مین مجتمع کرنا **یازدہم**
اکل کا بعد اکل استلقا (چت ہوکر لیٹنا) کرنا **دوازدہم** حالت استلقا مین اپنے دہنے پاؤن کا
بائین پاؤن پر رکھنا اور تکیہ کرکے کھانا مکروہ ہو اور اسیطرح بہت سیر ہوکے کھانا بھی مکروہ ہو اور
بسا اوقات تناول طعام مین افراط کرنا حرام ہوجاتا ہو اسلیے کہ وہ مقتضی ضرر ہو اور اسیطرح سیر ہونیکے
بعد تناول کرنا بھی مکروہ ہو اور اسیطرح بائین ہاتھ سے کھانا کھانا بھی مکروہ ہو اور اوس دسترخوان پر
کھانا کھانا حرام ہو جسپر فقاع یا کسی مسکر کا استعمال ہوتا ہو

کتاب الغصب

اور اس کتاب مین تین مقصد ہین **پہلا مقصد** سبب کے
بیان مین غصب عرف فقہا مین مال غیر پر از راہ تعدی اثبات ید (قبضہ کرنا) کے ساتھ استقلال کرنا
مراد ہو اور تحقق غصب مین فقط قبضہ مالک کا رفع کردینا کافی نہین ہو جبتک کہ غاصب اوسپر اپنا قبضہ نکرے

پس اگر شخص غیر کو اوسکے دابہ مرسلہ (چھوٹا ہوا چوپایہ) کے روکنے سے کوئی شخص مانع ہوا اور دابہ مذکورہ
تلف ہوجائے تو منع کنندہ اوسکا ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر مالک کو اوسکے فرش پر بیٹھنے یا اوسکی
متاع کے فروخت کرنے سے کوئی شخص منع کرے تا اینکہ اوسکی قیمت سوقیہ کم ہوجائے یا عین مال تلف
ہوجائے تب بھی منع کنندہ اوسکا ضامن نہوگا لکن اگر کوئی شخص فرش غیر پر بیٹھ جائے یا اوسکے دابہ
پر سوار ہوجائے تو ضامن ہوگا اور عقار (آب و زمین) مین بھی غصب متحقق ہوتا ہے اور غاصب
اوسکا ضامن ہوتا ہے اور عقار کا غصب اوسپر بدون اجازت مالک مستقلاً قبضہ کرنے کے ساتھ متحقق
ہوتا ہے اور اسیطرح اگر مکان غیر مین کسی شخص کو کوئی شخص ساکن کردے تو ساکن کنندہ اوسکا ضامن ہوگا
پس اگر کسی مکان مین اوسکے مالک کے ساتھ کوئی شخص قہراً سکونت کرے تو اصل مکان کا ضامن نہوگا
بلکہ اوسکی اجرت کا ضامن ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ نصف مکان کا ضامن ہوگا اور اس مین
تردد ہوا اسلیے کہ شخص مذکور نے بدون مالک تصرف کرنے مین استقلال نہین کیا اور اگر مالک کی مقاومت
سے شخص ساکن ضعیف ہو تو ضامن نہوگا اسلیے کہ وہ تصرف کرنے مین مستقل نہین ہوا اور اگر مالک مکان
غائب ہو تو ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی چوپایہ کی مہار کو دراز کرکے کھینچ لیوے
اور وہ تلف ہوجائے تو ضامن ہوگا اور اگر مالک چوپایہ اوسپر سوار اور متحفظ پر قادر ہو تو ضامن
نہوگا اور کنیز حاملہ کا غصب کرنا غصب ولد کو مستلزم ہوا اسلیے کہ غاصب اون دونون پر قبضہ
کرنے مین مستقل ہوا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی کنیز حاملہ کو بیع فاسد کے ذریعہ سے خرید کرے تو اوسکی
ولد کا بھی ضامن ہوگا اور اگر مال مغصوب پر یکے بعد دیگرے کئی قبضے متحقق ہون تو مالک کو اوسمین سے
ہر ایک غاصب کے الزام دینے یا مجموع غاصبین سے عوض واحد کے مطالبہ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا
اور اگر کوئی شخص کسی آزاد کو غصب کرے تو اوسکا ضامن نہوگا اگرچہ صغیر ہو اسلیے کہ آزاد کسی کا مال
نہین ہوتا بلکہ اگر وہ قبضہ غاصب مین بدون اوسکی تسبیب (سبب بننا) کے جل جائے یا غرق ہوجائے

یا مرجائے تب بھی غاصب اوسکا ضامن ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط کی کتاب الجراح مین ارشاد فرمایا ہے کہ اگر شخص مغصوب صغیر ہو اور کسی سبب سے تلف ہوجائے (اگرچہ غاصب کی طرف سے وہ سبب نہو) جیسے سانپ یا بچھو کا کاٹ لینا یا دیوار کا گر پڑنا تو غاصب اوسکا ضامن ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی حر سے خدمت لے تو غاصب پر خدمت کی اجرۃ المثل لازم ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی کاریگر کو محبوس کردے تو اوسکی اجرت کا ضامن ہوگا تاوقتیکہ اوس سے منتفع ہووے اسلیے کہ اوسکے منافع اوسکے قبضہ مین ہین کیونکہ وہ حر ہے اگرچہ اوسکو کسی عمل کے لیے اجیر کیا ہو اور بعد ازان اوسکو اوسقدر مدت تک محبوس و بیکار رکھا ہو جسمین کہ استیفاء عمل ممکن تھا اور اسمین تردد ہے اور اجرت کا ذمہ غاصب پر مستقر ہونا اقرب ہے اسلیے کہ منافع حر اوسکے قبضہ مین ہوتے ہین جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور یہ حکم اوس صورت مین جاری ہوگا جبکہ کسی چوپایہ کو کرایہ لیکر بقدر انتفاع محبوس رکھے اسلیے کہ چوپایہ اپنے منافع کا مالک نہین ہے اور جبکہ کوئی شخص کسی مسلمان سے شراب کو غصب کرلے تو اوسکا ضامن ہوگا اگرچہ اوسکو کافر ہی نے غصب کیا ہو اور جبکہ کوئی شخص کسی ایسے کافر ذمی سے شراب کو غصب کرلے جو اوسکو پوشیدہ رکھتا ہو تو غاصب اوسکا ضامن ہوگا اگرچہ اوسکو کسی مسلمان ہی نے غصب کیا ہو اور غصب خوک کا بھی یہی حکم ہے اور شراب اپنی اوس قیمت کے ساتھ مضمون ہوتی ہے جو اوسکے مستحلین (حلال جاننے والے) کے نزدیک مقرر ہو اور اپنے مثل کے ساتھ مضمون نہین ہوتی اگرچہ اوسکا تلف کنندہ کافر ذمی ہو اسلیے کہ شریعت اسلام مین استحقاق شراب کا حکم ممتنع ہے اور تعذر مثل کیصورت مین قیمت کیطرف رجوع کرنا متعین ہے اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ اہل ذمہ کے نزدیک شراب کا مال مملوک ہونا واضح ہے لہذا اونکے مذہب کے موافق اوسکے مضمون بالمثل ہونے مین کوئی مضائقہ نہین ہے اور اسمقام پر اسباب مذکورہ کے علاوہ بعض اسباب اور ہین جنکے ساتھ ضمان واجب ہوتی ہے اور وہ کئی ہین اوّل مباشرت اتلاف ہے

خواہ مال تلف شدہ عین ہو جیسے حیوان مملوک کا قتل کرنا اور کپڑے کا جلا دینا یا منفعت ہو جیسے مکان مین سکونت کرنا اور چوپایہ پر سوار ہونا اگرچہ اس مقام پر غصب نہین ہوا اسلیے کہ غصب سے مال غیر مین تصرف کرنا مراد ہی اور اوسکا تلف کرنا مراد نہین ہی دوم تسبیب ہی جس سے ہر ایسا فعل مراد ہو جسکے سبب سے کسی شی کا تلف حاصل ہو جیسے ملک غیر مین کنوان کھودنا یا پھسلنے کی چیزون کا راستہ مین ڈالدینا لکن جبکہ کسی مقام پر سبب اور مباشر دونون مجتمع ہو جائین تو تعلق ضمان مین صاحب سبب پر مباشر کی تقدیم کیجائیگی مثلاً زید نے ملک غیر مین ازراہ تعدی کنوان کھودا اور عمرو نے کسی انسان کو اوسمین گرا دیا پس اس صورت مین گرا دینے سے جو جنایت حاصل ہوگی اوسکی دیت کا عمرو سے تعلق ہوگا اور اگر کوئی انسان کسی شخص کو مال غیر کے تلف کرنے پر مجبور کرے تو شخص مکرہ اوس مال کا ضامن ہوگا اگرچہ مباشر اتلاف ہوا ہو بلکہ ضمانت مال اوس شخص سے متعلق ہوگی جسنے مجبور کیا تھا اسلیے کہ اکراہ کیوجہ سے مباشرت مین ضعف حادث ہوگیا ہی پس صاحب سبب اس مقام پر اقوی ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی ملک مین پانی چھوڑ دے اور اوسمین کسی غیر کا مال غرق ہو جائے یا اپنی ملک مین آگ روشن کرے اور اوسمین کسی غیر کا مال محترق ہو جائے تو مال مذکور کا وہ شخص ضامن ہوگا جب کہ اوسنے حالت اختیار مین قدر حاجت سے تجاوز کیا ہو یا اوسکو پانی یا آگ کی اوس مقدار کا ضرر غیر تک متعدی ہونا معلوم یا مظنون ہو والّا ضامن ہوگا اور سبب اتلاف پر کئی حکم متفرع ہوتے ہیں اول اگر کوئی شخص کسی طفل صغیر یا ایسے حیوان ضعیف کو درندون کے مقام پر چھوڑ دے جو فرار کرنے سے عاجز ہو اور درندہ اوسکو قتل کر ڈالے تو ضامن ہوگا دوم اگر کوئی شخص کسی بزہ (بکری) کو غصب کرے بعد ازان اوسکا بچہ بھوک سے مرجائے تو ضمان مین تردد ہے اور اسی طرح اگر

کوئی شخص کسی چوپایہ کے مالک کو اوسکی حراست سے باز رکھے اور وہ چوپایہ تلف ہوجائے تب بھی ضمان مین تردد ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی چوپایہ کو غصب کرے اور اوسکے پیچھے اوسکا بچہ بھی نکل آئے اور تلف ہوجائے تب بھی ضمان مین تردد ہی سوم اگر کوئی شخص کسی چوپایہ یا غلام مجنون کی قید کو کھول ڈالے اور وہ چوپایہ یا غلام بھاگ جائے تو شخص مذکور اوسکا ضامن ہوگا اسلیے کہ یہ ایسا فعل ہی جس سے تلف کرنا مقصود ہوتا ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی پرند کے قفس کو کھولدے اور وہ پرند اوڑ جائے تو ضامن ہوگا خواہ اوسیوقت پرواز کرے یا کچھ زمانہ کے بعد پرواز کرے اور اگر کوئی شخص کسی حجرہ کا دروازہ کھولدیوے اور مال کو کوئی چور لیجاوے یا کوئی شخص کسی غلام عاقل کو قید سے رہا کردے اور وہ بھاگ جائے تو حکم مذکور (صاحب سبب کا ضامن ہونا) جاری نہوگا اسلیے کہ ان دونون صورتون مین بہ نسبت سبب کے مباشرت اقوی ہی لہذا صاحب سبب سے ضمانت کا تعلق نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی مال پر جماعت سراق (چورون کا گروہ) کو دلالت کرے تب بھی صاحب سبب اوسکا ضامن نہوگا بلکہ جماعت سراق سے ضمانت متعلق ہوگی اسلیے کہ اسمقام پر بھی بہ نسبت سبب کے مباشرت کو قوت حاصل ہی اور اگر کوئی شخص کسی ظرف کے سربند کو دور کردے اور اوسکا روغن بہ جائے تو وہ شخص اوسکا ضامن ہوگا بشرطیکہ ظرف مذکور مین جبس روغن کے لیے اوس سربند کے علاوہ کوئی دوسری شی نہو اور اسیطرح اگر بند مشک کے دور کرنے سے روغن کے بعض اجزا زمین پر گرکر اوسکو نرم کردین بعد ازان اوسکا تمام روغن گرجائے تب بھی ضامن ہوگا اسلیے کہ اتلاف روغن کے لیے اوسکا فعل (مشک کا کھولدینا) سبب مستقل ہی کیونکہ اوسی کے فعل (مشک کا کھولدینا) سے زمین مین ایسی رطوبت کا حادث ہونا مفروض ہی جسنے باقی روغن کو مائل کرکے ساقط کردیا لکن اگر کوئی شخص کسی ظرف کے سر کو کشادہ کردے بعد ازان ہوائے تند اوسکو منقلب کردے یا آفتاب اوسکو گداختہ کردے تو شخص مذکور اوسکا ضامن ہوگا

یا نہین اِسمین تردد ہی اور شاید کہ اوسکا ضامن ہونا اشبہ ہو اسلیے کہ ہوا اور آفتاب پر مباشر کا حکم جاری ہی لہذا سبب کا حکم باطل ہوگا اور منجملہ اون اسباب کے جو غصب کی طرح موجب ضمانت ہین وہ قبضہ ہی جو عقد فاسد یا سوم کے ذریعہ سے متحقق ہوا ہو اور اسیطرح جس منفعت کا استیفا اجارہ فاسدہ کے ذریعہ سے متحقق ہو وہ اجرۃ المثل کے ساتھ ضامن ہونے کا سبب ہوگا دوسرا مقصد حکم غصب کے بیان مین مال مغصوب کا مالک کیطرف رد کرنا اوسوقت تک لازم ہے جبتک کہ اوسکا عین باقی ہو اگرچہ اوسکا رد کرنا مشکل اور ضرر غاصب کو مستلزم ہو جیسے لکڑی کا داخل بنا کردینا یا تختہ کا داخل کشتی کردینا اور مالک عین پر اوسکی قیمت کا اخذ کرنا لازم نہین ہی اور اسیطرح اگر مال مغصوب کو غیر مغصوب مین اسطرح مخلوط کردے کہ اوسکا تمیز دینا شاق ہو جائے جیسے گیہون کا جو کیساتھ اور چینا کا کاکن کیساتھ مخلوط کرنا) تب بھی عین مال کا اوسکے مالک پر رد کرنا لازم ہوگا اور غاصب کو اوسکے تمیز کرنے اور مالک پر رد کرنے کی تکلیف دیجائیگی اور اگر کوئی شخص اپنے کپڑے کے رشتہائے غصبی کیساتھ خیاطت (سینا) کرے اور اونکا نزع (نکال لینا) ممکن ہووے تو غاصب کو اونکے نزع کا الزام دیا جائیگا اور اگر اونمین کوئی نقصان حادث ہوگا تو اوسکا ضامن ہوگا اور اگر صورت نزع مین ضعیف ہونے کیوجہ سے اونکے تلف ہونیکا خوف ہو تو اونکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی حیوان محترم کے زخم پر رشتہائے غصبی کے ساتھ ٹانکے لگائے تو غاصب کو اونکی نزع کا بھی اوسی صورت مین الزام دینا صحیح ہوگا جب کہ حیوان مذکور کے تلف ہونے یا معیوب ہوجانے سے امن حاصل ہو اور غاصب اونکا ضامن ہوگا اور اگر مال مغصوب مین کوئی عیب حادث ہوجائے جیسے خرمے مین کرم کا پڑجانا یا کپڑے کا پھٹجانا تو غاصب کو اوسکا مالک مال پر مع ارش (تفاوت مابین صحیح و معیوب) رد کرنا لازم ہوگا اور اگر وہ عیب غیر مستقر اور ساری ہووے جیسے عفونت گندم تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ مال مغصوب کی قیمت کا ضامن ہوگا

سوم سے کسی مال پر اوسکے خریدنے کی غرض سے قبضہ کرنا مراد ہے

اور اگر قائل ہون کہ غاصب پر عین مال کا اوس ارش کے ساتھ مالک پر رد کرنا واجب ہے جو وقت رد
حاصل ہو بعد ازان جسقدر عیب بڑھتا جائے اوس زیادتی کے ارش کا حوالہ مالک کرنا لازم ہو تو طلب بالائے تو خوب ہے
اور اگر مال مغصوب اپنی حالت پر باقی ہو تو فقط اوسیکا مالک کے حوالہ کردینا لازم ہوگا اور قیمت سوقیہ
کے تفاوت کا ضامن نہوگا اور اگر مال مغصوب تلف ہو جائیگا تو غاصب اوسکے مثل کا ضامن ہوگا
اگر مثلی ہو جس سے وہ مال مراد ہے جسکے اجزا کی قیمت مساوی ہو اور اگر اوسکا مثل متعذر (دشوار)
ہو تو اوس قیمت کا ضامن ہوگا جو یوم اقباض (قبضہ دینے کے روز) قرار پائیگی اور اوس قیمت کا ضامن
نہوگا جو یوم تلف قرار پائیگی اور اگر تلف ہونے کے بعد اوسکی قیمت زائد یا ناقص ہوجائے تو
غاصب پر وہ قیمت لازم نہوگی جسکو حاکم شرع نے مشخص کیا تھا بلکہ اوسی قیمت لازم ہوگی جو یوم تسلیم
مالک کے سپرد کرنے کے روز) قرار پائیگی اسلیے کہ ذمہ غاصب پر اوسکا مثل ثابت ہے اور قیمت کو فرض کرنا
تعذر مثل کیوجہ سے واجب ہوا ہے لہذا وقت قبض کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر مثلی ہو تو اوس قیمت کا ضامن
ہوگا جو یوم غصب مشخص ہوگی اور یہی قول کو اکثر علما نے اختیار فرمایا ہے لیکن شیخ الطائفہ نے کتاب مبسوط او
خلاف مین فرمایا ہے کہ اوس قیمت کا ضامن ہوگا جو وقت غصب سے وقت تلف تک کی قیمتون مین
اعلی اور زائد ہوگی اور یہ قول خوب ہے اور اوسکے بعد قیمت کے زائد یا ناقص ہونیکا اعتبار نہوگا اور
اسمین تردد ہے اور طلا و نقرہ اپنے مثل کے ساتھ مضمون ہوتے ہین اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ وہ
دونون قیمی (جسکے اجزا کی قیمت مساوی نہو) ہین اور نقد بلد کے ساتھ مضمون ہونگے جسطرح کہ کوئی شخص
کسی ایسے مال کو تلف کرے جو مثل نرکھتا ہو اور مذہب مختار (طلا و نقرہ کا مثلی ہونا) کی بنا پر اگر اونکا مثل متعذر
ہو تو نقد بلد کے ساتھ مضمون ہونگے پس اگر نقد بلد اپنی جنس مین مال مضمون (طلا و نقرہ) کے مخالف ہو تو
غاصب اوسکا نقد بلد کے ساتھ ضامن ہوگا اور اگر نقد بلد اپنی جنس مین مال مضمون (طلا و نقرہ) کے
موافق اور باعتبار وزن مساوی ہو تب بھی غاصب کا نقد مذکور کے ساتھ ضامن ہونا صحیح ہوگا

اور اگر باعتبار وزن مساوی ہو تو اوسکا نقد مذکور کے ساتھ ضامن ہونا صحیح ہو گا اسلیے کہ وہ مستلزم ربا ہی بلکہ مال مضمون (طلا و نقرہ) کی دوسری غیر جنس کے ساتھ تقویم (قیمت لگانا) کیجائیگی تاکہ ربا سے سالم اور محفوظ ہے اور حرمت ربا کے مختص بالبیع ہونیکا گمان نکرنا چاہیئے بلکہ ربا ہر ایک معاوضہ مین اون ربویون پر ثابت ہوتا ہی جو متفق الجنس ہون اور اگر مال مغصوب کسی ایسی صنعت محللہ پر مشتمل ہو جسکے لیے غالباً قیمت ہوتی ہو تو غاصب پر مثل مال و قیمت صنعت کا اوسکے مالک پر رد کرنا واجب ہوگا اگرچہ اصل مال سے ان دونون (مثل اصل و قیمت صنعت) کا مجموعہ زائد ہو خواہ مال مذکور ربوی ہو یا غیر ربوی اسلیے کہ صنعت کے لیے قیمت ہوتی ہی جو اوس صنعت کے ازراہ عدوان زائل کردینے پر ظاہر ہوتی ہی اگرچہ بدون غصب ہو اور اگر مال مغصوب کسی صنعت محرمہ (جیسے طلا و نقرہ کا ظرف ہونا) پر مشتمل ہو تو قیمت صنعت کا ضامن نہو گا اور اگر مال مغصوب کسی شخص کا چوپایہ ہو اور اوسپر غاصب یا غیر غاصب جنایت کرے یا من جانب اللہ اوسمین کوئی عیب حادث ہوجائے تو غاصب پر اوسکا ارش نقصان کے ساتھ (کمی کا تاوان) رد کرنا لازم ہوگا اور لزوم ارش مین چوپایہ قاضی و غیر قاضی مساوی ہی اور چوپایہ کے اعضاء کی قیمت مین شارع کیطرف سے کوئی مقدار معین نہین ہی بلکہ ارش سوقی کیطرف رجوع کرنا معین ہوگا البتہ چشم چوپایہ کے اوکھاڑ ڈالنے مین اوسکی قیمت کے ربع کا لازم ہونا منقول ہوا ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے (کتاب مبسوط و خلاف مین) چوپایہ کی ایک آنکھ کے اوکھاڑ ڈالنے مین نصف قیمت کے لازم ہونے کو اور دونون آنکھون کے اوکھاڑ ڈالنے مین کمال قیمت کے لازم ہونے کو اصحاب سے حکایت کیا ہی اور اسیطرح شیخ نے چوپایہ کے ہر اوس عضو مین کمال قیمت کے لازم ہونے کو اصحاب سے نقل کیا ہی جسکے دو عدد بدن چوپایہ مین موجود ہوتے ہین جیسے کان - ہاتھ - پاؤن - وغیرہ لکن ارش سوقی کیطرف رجوع کرنا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اگر کوئی شخص کسی غلام یا کنیز کو غصب کرے بعد ازان خود غاصب اوسکو قتل کر ڈالے

یا اور کوئی شخص مار ڈالے تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا بشرطیکہ دیت حر (دس ہزار درہم) سے اوسکی
قیمت متجاوز (زائد) نہو اور اگر متجاوز ہوگی تو زیادتی کا ضامن ہوگا اور اگر قاتل ہون کہ غاصب
اپنے غصب کرنے کیوجہ سے زائد کا بھی ضامن ہوگا تو خوب ہو اور قاتل غیر غاصب اوسکی قیمت کے
سوا اور کسی چیز کا ضامن نہین ہوتا تا وقتیکہ دیت حر سے تجاوز نکرے اور اگر دیت حر سے
تجاوز کریگی تو اوسی کیطرف رد کیجائیگی اور اگر مقدار جنایت (دیت حر) سے مقدار ارش (قیمت)
زائد ہو تو زیادتی کا مطالبہ غاصب سے کیا جائیگا اور جانی (جنایت کرنیوالا) سے نکیا جائیگا لکن اگر
قبضۂ غاصب مین وہ غلام یا کنیز مرجائے تو غاصب اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اگرچہ دیت حر سے
متجاوز ہو اور اگر غاصب اوسپر ایسی جنایت واقع کرے جو قتل نفس سے کم ہو پس اگر وہ جنایت از قبیل
تمثیل کسی عضو کا قطع کرنا ہو تو شیخ الطائفہ رہ نے فرمایا ہو کہ وہ غلام آزاد ہو جائیگا اور غاصب پر اوسکی
قیمت لازم ہوگی ور اسمین تردد ہو اسلیے کہ فقط تمثیل آقا کا حریت غلام کے لیے سبب ہونا ثابت
ہوا ہو لہذا اوسی پر اقتصار کرنا لازم ہوگا اور غیر آقا کی تمثیل کا سبب حریت ہونا ثابت نہین ہوا
لہذا اس صورت مین اصل رقیت کا استصحاب کیا جائیگا اور جس جنایت کی دیت کہ حر مین مقدر ہو
پس وہ مملوک مین بھی اوسکی قیمت کے حساب سے مقدر ہو اور جس جنایت کی دیت کہ حر مین مقدر
نہین ہو اوسمین غاصب پر حکومت (ارش) (تفاوت قیمت) لازم ہوتی ہو اور اگر قاتل ہون کہ غاصب پر وہ مقدار
لازم ہوگی جو دیت مقدرہ اور ارش مین زائد ہو تو خوب ہو اور اگر غلام مغصوب کی جنایت نے
اوسکی قیمت کا استغراق کرلیا ہو جیسے اوسکی ناک یا عضو تناسل کا قطع کردینا جسکی دیت قتل نفس کی
دیت کے مساوی ہو تو شیخ الطائفہ رہ نے فرمایا ہو کہ مالک کو غلام مجنی کی سپرد غاصب کر دینے ور
اوسکی قیمت کے اخذ کرلینے مین اور غلام مذکور کے روک لینے اور غاصب سے کسی شی کے مطالبہ نکرنے مین
اختیار ہوگا اور اس حکم مین جانی کا غاصب یا غیر غاصب ہونا مساوی ہو اور اسمین تردد ہے

اسلیے کہ حکم مذکور کا غیر غاصب سے مختص ہونا اور خصوص غاصب پر غلام و دیت دونونکے حوالہ مالک
کر دینے کا لازم ہونا بھی محتمل ہے اور اگر جنایت کے سبب سے مملوک کی قیمت زائد ہو جائے جیسے اوسکا
خصی (خواجہ سرا) کر دینا یا اوسکے انگشت زائد کا قطع کرڈالنا تو غاصب کو مملوک مذکور کا مع دیت اوسکے
مالک پر رد کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ شریعت مطہرہ مین انگشت زائد کی دیت (انگشت اصلی کی دیت کا ثلث)
بھی مقدر ہے اور غلام مدبر اور مکاتب مشروط اور ام ولد مین بھی یہی حکم ہوگا جو غلام محض مین مذکور ہوا
اور جبکہ مال مغصوب کا اوسکے مالک کے سپرد کرنا متعذر ہو تو غاصب پر اوسکے بدل کا مغصوب منہ
کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور مغصوب منہ اوسکا مالک ہوگا اور عین مغصوبہ کا غاصب مالک نہوگا
اور اگر عین مغصوبہ عود کرے اور غاصب کو اوسکے حوالہ مالک کر دینے پر تمکن ہو جائے تو اون
دونون (مغصوب منہ اور غاصب) مین سے ہر ایک کو دوسرے سے اپنے مال کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا
اور غاصب پر مال مغصوب کی اوس اجرۃ المثل کا حوالہ مالک کرنا واجب ہوگا جو وقت غصب سے
دفع بدل کے وقت تک قرار پائے بشرطیکہ اوسکے لیے باعتبار عادت کوئی اجرت معین ہو اور
بعض علما نے فرمایا ہے کہ غاصب پر وہ اجرۃ المثل واجب ہوگی جو مال مغصوب کے واپس کرنے تک
قرار پائیگی اور قول اول اشبہ ہے اور اگر کوئی شخص ایسی دو چیزون کو غصب کرے جنمین سے حالت انفراد مین
ہر ایک کی قیمت ناقص ہو جاتی ہو جیسے جفت پاموزا اور اون دونون مین سے ایک چیز تلف ہو جائے
تو غاصب پر تلف شدہ کی اوس قیمت کا حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا جو حالت اجتماع مین مقرر ہو
اور باقی ماندہ کا اوس نقصان کے ساتھ مالک پر رد کرنا واجب ہوگا جو حالت انفراد مین حادث
ہوا ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی کپڑے کے دو حصے کر دے اور اوسکے شق کرنے سے ہر ایک
حصہ کی قیمت ناقص ہو جائے بعد ازان اون دونون حصون مین سے ایک حصہ تلف ہو جائے
تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر کوئی شخص ایسے دو موزون مین سے ایک موزہ کو غصب کرے

جنکی قیمت دس درہمون کے مساوی ہو اور قبضۂ غاصب مین وہ موزہ تلف ہو جائے اور دوسرا موزہ اپنے مالک کے قبضہ مین باقی رہے جسکی قیمت بوجہ انفراد ناقص ہوگئی ہو تو غاصب پر موزۂ تلف شدہ کی اوس قیمت کا حوالہ مالک کرنا معیّن ہوگا جو حالت اجتماع مین قرار پائیگی اور آیا غاصب سے اوس نقصان کی ضمانت بھی متعلق ہوگی یا نہین جو دوسرے موزہ مین بوجہ انفراد حادث ہوا ہی اسمین تردد ہی اور اگر عین مغصوبہ مین غاصب نے کسی عمل کیوجہ سے تغیر دیا ہو اور اوسکو اسم و منفعت سے خارج کردیا ہو تو غاصب اوسکا مالک نہوگا خواہ فعل غاصب سے یہ تغیر ہوا ہو یا کسی دوسرے شخص کے فعل سے جیسے گندم کا سائیدہ ہونا اور کتان کا مغزول یا منسوج ہونا اور اگر کوئی شخص کسی شئ ماکول کو غصب کرے اور مالک کو کھلا دیوے یا کسی گوسپند کو غصب کرے اور مالک سے اوسکے ذبح کرنے کی استدعا کرے اور مالک پر اصلی حال مجہول ہو تو غاصب اوسکا ضامن ہوگا اور اگر اوس طعام کے ساتھ غیر مالک کا اطعام کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ مالک کو اون دونون (آکل و غاصب) مین سے ہر ایک کا الزام دینا صحیح ہوگا لکن اگر غاصب کو الزام دیگا تو غاصب کو آکل پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اور اگر آکل کو الزام دیگا تو آکل کو غاصب پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ غاصب نے اوسکو فریب دیا ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوّل امر سے اوسکا غاصب ہی ضامن ہوگا اور اوسکی ضمانت کا آکل سے تعلق نہوگا اسلیے کہ غاصب کی فریب دہی سے مباشر کا فعل ضعیف ہوگیا ہی لہذا اوس سے ضمانت کا تعلق نہوگا پس اسمقام پر سبب قوی ہو گا اور اگر کوئی شخص کسی فحل (نر) کو غصب کرے اور اوسکو کسی انثیٰ (مادہ) پر چھوڑ دیوے تو جو لڑکا اون دونون سے حاصل ہوگا وہ صاحب انثیٰ کا مملوک ہوگا اگرچہ اوس انثیٰ کا مالک خود غاصب ہو اور اگر فحل مغصوب مین مادہ پر چھوڑنے کیوجہ سے کوئی نقصان حادث ہوگا تو غاصب اوسکا ضامن ہوگا اور غاصب پر اوسکی اجرۃ المثل کا حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی

کہ اجرت کا ضامن نہوگا اسلیے کہ کسب فحل منہی عنہ ہی اور قول اول اشبہ ہی اسلیے کہ کسب فحل پر اجرت کا لینا ہمارے نزدیک حرام نہین ہی اور کسب فحل مین جو نہی وارد ہوئی ہی وہ کراہت پر محمول ہی اور اگر کوئی شخص ایسی شی کو غصب کرے جسکے لیے باعتبار عادت کوئی اجرت معین ہی اور دست غاصب مین وہ شی اوسقدر زمانے تک باقی رہے جسمین ناقص ہوجائے جیسے کپڑے کا کہنہ اور چارپایہ کا لاغر ہوجانا تو غاصب پر اوسکی اجرۃ المثل اور ارش کا حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا اور ان دونون مین تداخل نہوگا خواہ استعمال کرنے کے سبب سے وہ نقصان حادث ہوا ہو یا بدون استعمال اور اگر زیت مغصوب کو جوش دیوے اور اوسکا وزن ناقص ہوجائے تو غاصب اوسکے نقصان کا ضامن ہوگا اور اگر عصیر مغصوب کو جوش دیوے اور اوسکا وزن ناقص ہوجائے تو شیخ الطائفہ رہ نے فرمایا ہی کہ غاصب اوسکے نقصان کا ضامن نہوگا اسلیے کہ عصیر کے جوش دینے مین عین مال باقی رہتا ہی اور فقط اوس رطوبت کا نقصان ہوجاتا ہی جو قیمت نہین رکھتی بخلاف زیت کے کہ وہان پر عین مال ہی مین نقصان ہوتا ہی اور اس فرق مین تردد ہی اسلیے کہ عصیر کی رطوبت کا قبل فنا بے قیمت ہونا مسلم نہین ہی

تیسرا مقصد

لواحق غصب کے بیان مین اور اونکی دو قسمین ہین پہلی قسم لواحق احکام کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ فعل غاصب سے مال مغصوب کی قیمت زائد ہوجائے پس اگر وہ فعل از قبیل عین نہو بلکہ اثر محض ہو جیسے صنعت کا تعلیم کرنا اور کپڑے کا خیاطت (سینا) کرنا یا مغزول (کتا ہوا) کا بُن لینا یا گندم کا آرد کرلینا تو غاصب پر مال مغصوب کا حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا اور غاصب کو فعل مذکور کے عوض مین کسی شی کا استحقاق نہوگا اور اگر فعل غاصب سے مال مغصوب کی قیمت ناقص ہوجائے تو اوسکی ارش کا ضامن ہوگا اور اگر وہ فعل از قبیل عین ہو (جیسے زمین پر درخت کا لگانا) تو غاصب کو اوس عین کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اور مال مغصوب کا مالک پر رد کرنا معین ہوگا اور

المطلب الثالث فی اللواحق وهی نوعان الاول

اگر عین مذکورہ کے اخذ کرنے سے اوسمین کوئی نقصان حادث ہوگا تو اوسکی ارش کا حوالہ مالک کرنا بھی لازم ہوگا اور اگر غاصب نے ثوب مغصوب کو رنگ لیا ہو تو اوسکو ازالہ رنگ کا اختیار حاصل ہوگا لیکن اگر ازالہ رنگ کیوجہ سے اصل ثوب مین کوئی نقصان حادث ہوگا تو ارش کا ضامن ہوگا اور مالک ثوب کو بھی اوس رنگ کے زائل کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ بغیر حق اوسکی ملک مین موجود ہے اور اگر اون دونون (مالک و غاصب) مین سے کوئی شخص دوسرے کے مال کو بقیمت لینا چاہے تو دوسرے شخص پر اوسکی اجابت واجب نہوگی اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے ایک شخص دوسرے کو اپنا مال ہبہ کرے تو موہوب لہ پر اوسکی ہبہ کا قبول کرنا واجب نہوگا پس اگر اوس عین کا مالِ مغصوب سے جدا کرنا ممکن نہو یا وہ دونون باہم شریک رہنے پر راضی ہوجائین تو مال مذکور مین وہ دونون شریک ہونگے پس اگر اون دونون کے مال کی قیمت ناقص نہو (بلکہ ہر ایک کا مال اپنی قیمت اصلیہ پر باقی رہے) تو حاصل کا اون دونون کو استحقاق ہوگا اور اگر رنگنے سے اون دونون کی قیمت زائد ہوجائے جیسے ہر ایک کی قیمت کا دس درہم سے پندرہ درہم ہوجانا تب بھی حاصل کا اون دونون کو استحقاق ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک کے مال کی قیمت زائد ہوجائے تو زیادتی کا استحقاق اوسی شخص کو حاصل ہوگا جسکے مال مین کہ وہ حادث ہوئی ہو اور اگر رنگ کیوجہ سے قیمتِ ثوب ناقص ہوجائے تو غاصب پر اوسکے ارش کا حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا اور اگر خود رنگ کی قیمت ناقص ہوجائے تو مالک پر اوسکی ارش کا حوالہ غاصب کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوسنے تعدی نہین کی اور اگر ثوب مذکور کے بحالت رنگ فروخت ہونے مین قیمت رنگ ناقص ہوجائے تو غاصب کو اوسکی قیمت مین سے کسی شی کا استحقاق اوسوقت تک حاصل نہوگا جبتک کہ مغصوب منہ اپنے ثوب کی پوری قیمت کا استیفا نکرلے اور اگر بحالت رنگ فروخت ہونے مین قیمت ثوب ناقص ہوجائے تو غاصب پر اوسکی

قیمت کا تمام کرنا لازم ہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی روغن کو غصب کرے جیسے روغن چراغ یا روغن زرد اور اوسکو ایسے روغن مین مخلوط کردے جو باعتبار ذات وصفت اوسکی مثل ہو تو مجموع روغن مین وہ دونون (مالک و غاصب) شریک رہینگے اور اگر ایسے روغن مین مخلوط کردے جو اوس سے اودن یا اجود ہووے تو بعض علمار نے فرمایا ہو کہ غاصب اوسکے مثل کا ضامن ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین عین مال کا حوالہ مالک کرنا متعذر رہا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ اگر روغن مغصوب کو اجود مین مخلوط کیا ہو تو مالک کا زیادتی جودت مین غاصب شریک ہوگا اور اگر اردی مین مخلوط کیا ہو تو مالک کے نقصان روائت کا ضامن ہوگا البتہ اگر عین مال کے اخذ کرنے پر اوسکا مالک راضی ہوجائے تو غاصب پر نقصان روائت کی ضمانت نہوگی لیکن اگر مال مغصوب کو اوسکی غیرجنس مین مخلوط کردے جیسے روغن چراغ کا شیرہ مین اور آرد گندم کا آرد جو مین مخلوط کردیا تو اس صورت مین مال مغصوب مستہلک ہوجائیگا اور غاصب اوسکے مثل کا ضامن ہوگا او عین کا ضامن نہوگا تیسرا مسئلہ فوائد مغصوب بھی بوجہ غصب مضمون ہوتے ہین اور مغصوب منہ کے مملوک ہونے مین اگرچہ دست غاصب مین متجدد ہوئے ہون خواہ وہ فوائد اعیان ہون جیسے شیر - مو - ولد - ثمر - یا منافع ہون جیسے سکونت مکان - رکوب چوپایہ اور سطح جس شی کے لیے کہ باعتبار عادت کوئی اجرت مقرر ہوگی تو اوسکی منفعت مین بھی یہی کلام کیا جائیگا اور اگر دست غاصب مین چوپایہ مغصوب فربہ ہوجائے یا مملوک مغصوب کسی صنعت یا علم کو حاصل کرلے اور اوسکی قیمت زائد ہوجائے تو غاصب اوس زیادتی کا ضامن ہوگا پس اگر چوپایہ لاغر ہوجائیگا یا مملوک صنعت یا علم کو فراموش کریگا اور بوجہ فراموشی اوسکی قیمت ناقص ہوجائیگی تو غاصب اوسکی ارش کا ضامن ہوگا اگرچہ عین مال کو اوسکے مالک پر رد کردے اور اگر عین مال تلف ہوجائے تو اصل و زیادتی کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اس مقام پر دو فرعین بیان کیجاتی ہین

[حاشیہ:] وبعضهم الزم تفصیل الجودة ... بحیث یکون ممتزجا ... العین وقیل ... لفقدہ ... فیلزمه ضمان المثل ... بالادون او الاجود وان خلطه ... فعلیه ضمان ... کالزیت والشیرج ... فخلطه بغیرہ ... اذا غصب دهنا ... الثانیة [illegible] ... مستهلکا ... فیضمن المثل ... الثالثة فوائد المغصوب ... مغصوبة بالغصب ... وهی مملوکة ... للمغصوب عنه وان تجددت فی ید الغاصب اعیانا ... اللبن والشعر ... والولد ... النمار ... منفعة ... المنافع ... العادة ... ولو تعلم ... الدابة ... منفعة ... [illegible]

مال مغصوب کی قیمت کسی صفت کیوجہ سے زائد ہوجائے پھر وہ صفت زائل ہوجائے بعد ازان صفت مذکورہ اور قیمت دونون عود کرین تو غاصب پر صفت تالفہ کی قیمت لازم نہوگی اسلیے کہ صفت ثانیہ کے ساتھ وہ منجبر ہوگئی ہے اور اگر صفت اولیٰ کی قیمت سے صفت ثانیہ ناقص ہو تو غاصب سے قدر تفاوت کی ضمانت متعلق ہوگی اور اگر صفت اولیٰ کے علاوہ کوئی دوسری صفت متجدد ہووے جیسے قیمت کنیز کا اوسکے فربہ ہونے کیوجہ سے زائد ہونا بعد ازان لاغر ہوجانے کیوجہ سے اوسکی قیمت کا ناقص ہونا بعد ازان اوسکی قیمت کا کسی صنعت کے حاصل کر لینے کیوجہ سے زائد ہوجانا تو غاصب پر مغصوب کا اوس تفاوت کے ساتھ حوالہ مالک کرنا لازم ہوگا جو صفت اولیٰ کے زائل ہونے کیوجہ سے حاصل ہوا ہے دوم غاصب ایسے زیادت متصلہ کا ضامن نہوگا جسکی وجہ سے مال مغصوب کی قیمت زائد نہوئی ہو جیسے سمن مفرط (فربہی زائد) کا برطرف ہونا اور قیمت مغصوب کا بحالہ باقی رہنا یا زیادہ ہوجانا چوتھا مسئلہ مشتری اوس متاع کا مالک نہوگا جسپر کہ اوسنے بیع فاسد کے ذریعہ سے قبضہ کیا ہو بلکہ متاع مذکور اور اوسکے منافع متجددہ کا ضامن ہوگا اور اسیطرح قیمت متاع کی اوس زیادتی کا بھی ضامن ہوگا جو اوسمین کسی صفت کے زائد ہوجانے کیوجہ سے حادث ہوئی ہوگی پس اگر دست مشتری مین وہ متاع تلف ہوجائیگی تو عین متاع کا اوس قیمت کے ساتھ ضامن ہوگا جو وقتِ قبض سے وقت تلف تک کی قیمتون مین اعلیٰ اور زائد قرار پائیگی بشرطیکہ وہ متاع مثلی نہو ورنہ اوسکے مثل کا ضامن ہوگا اور اگر متاع مذکور کو مشتری نے کسی غاصب سے خرید کیا ہو تو عین متاع اور اوسکے منافع کا ضامن ہوگا اور مشتری مذکور کو غاصب کیطرف رجوع کرنیکا اختیار نہوگا بشرطیکہ وہ مشتری عالم بالغصب ہو اسلیے کہ اوسنے اس صورت مین مال غیر کے اخذ کرنے پر دیدہ و دانستہ اقدام کیا ہے اور مالک متاع کو اون دونون (مشتری و غاصب) مین سے ہر ایک شخص پر رجوع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا پس اگر غاصب پر

رجوع کریگا تو غاصب کو مشتری پر رجوع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اگر مشتری پر رجوع کریگا تو مشتری کو غاصب پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ تلف متاع کو دست مشتری مین استقرار ہوا اور اگر وہ مشتری جاہل الغصب ہو تو اوسکو بائع (غاصب) پر اوس قیمت کے ساتھ رجوع صحیح ہوگا جو اوسنے مالک کے حوالہ کی ہو اور مالک کو مشتری سے ورک متاع (وہ مقدار تفاوت جو متاع کی قیمت سوقیہ و ثمن مین حاصل ہو) کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہوگا اور مشتری کو اوسکے ساتھ غاصب پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ جب مشتری نے اوسپر قبضہ کیا تھا وہ مضمون تھا اور اگر مالک نے ورک متاع کا غاصب سے مطالبہ کیا تو غاصب کو مشتری پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اگر مشتری پر ایسا تاوان واقع ہو جسکے مقابل مین اوسکو کوئی نفع حاصل نہوا ہو جیسے حیوان مغصوب کا نفقہ یا مکان مغصوب کی تعمیر (جبکہ بائع اوسکا نقض کرے) تو مشتری کو بائع (غاصب) سے اوسکا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ بائع نے اوسکو فریب دیا ہو اور اگر مال مبیع کوئی جاریہ ہو اور مشتری سے اوسکی ولادت ہو تو ولد پر احکام حریت جاری کیے جائینگے اور مشتری پر مالک جاریہ کے لیے قیمت ولد کی غرامت (تاوان) لازم ہوگی اور مشتری کو بائع (غاصب) پر قیمت ولد کے ساتھ رجوع کرنا صحیح ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ اس مسئلہ مین مالک جاریہ کو اون دونون (مشتری و غاصب) مین سے ہر ایک پر رجوع کرنا صحیح ہوگا لکن اگر مشتری سے مطالبہ کریگا تو مشتری کو بائع (غاصب) پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اگر بائع (غاصب) سے مطالبہ کریگا تو بائع کو مشتری پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اور اسمین ایک احتمال اور ہو جس سے مالک کا فقط بائع پر رجوع کرنا مراد ہو اور یہ احتمال ضعیف ہو اسلیے کہ مشتری نے ملک مالک کی نماء کو تلف کیا ہو لہذا مشتری پر رجوع مالک کے صحیح نہونے کی کوئی وجہ نہین ہو اور اگر مشتری پر ایسا تاوان واقع ہو جسکے مقابل مین اوسکو کوئی نفع حاصل ہوا ہو جیسے سکونت مکان اور ثمرۂ درخت اور شیر گوسپند اور شیر گاؤ وغیرہ تو بعض

علمانے فرمایا ہو کہ تاوان مذکور کا غاصب ضامن ہوگا اور مشتری اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ وہ سبب
اتلاف ہو اور مباشرت مشتری اوسکے معذور ہونیکی وجہ سے ضعیف ہو پس بہ نسبت مباشر
کے سبب اقوی ہوگا جسطرح کہ طعام مغصوب کا اوسکے مالک کو اطعام کرنا اور بعض علماؤنے
فرمایا ہو کہ مالک کو اون دونون مین سے ہر ایک کا الزام دینا صحیح ہوگا پس غاصب کا الزام دینا
اسلیے صحیح ہوگا کہ وہ مالک اور اوسکی ملک کے درمیان حائل ہوا ہے اور مشتری کا الزام دینا اسلئے صحیح ہوگا کہ وہ مباشر اتلاف
ہوا ہے بنا برین اگر مالک نے غاصب سے مطالبہ کیا تو غاصب کو مشتری پر رجوع کرنا ہوگا اسلیے کہ تلف اوسکی قبضہ مین استقرار
ہوا اور اگر مالک نے مشتری ہی سے مطالبہ کیا تو مشتری کو غاصب پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اور قول اول اشبہ ہو
پانچوان مسئلہ اگر غاصب کنیز اوس سے وطی کرے اور وہ دونون (غاصب و کنیز) جاہل
بہ تحریم ہون تو غاصب پر کنیز مذکورہ کے مہر المثل کا مالک کنیز کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ اوس سے
وطی بالشبہ واقع ہوئی ہو اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ غاصب پر قیمت کنیز کا عشر (دسوان حصہ) لازم
ہوگا اگر وہ باکرہ ہو اور نصف عشر لازم ہوگا اگر وہ ثیبہ ہو اور بعض اصحاب نے حکم مذکور
(مہر المثل یا عشر و نصف عشر کا لازم ہونا) کو وطی بعقد شبہ پر مقصور کیا ہو اور اگر کنیز مغصوبہ کی
بکارت کو اپنی انگلی سے زائل کرے تو اوسپر ازالہ بکارت کی دیت لازم ہوگی اور اگر ازالہ بکارت
کے ساتھ وطی بھی کرے گا تو اوسپر دونون امر (دیت بکارت اور مہر المثل) لازم ہونگے اور
غاصب کو کنیز مذکورہ کی اوس اجرۃ المثل کا مالک کنیز کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو وقت غصب سے
وقت عود تک قرار پائیگی اور اگر کنیز کو اوسکا غاصب حاملہ کر دیوے تو غاصب سے اوسکا
مولود ملحق ہوگا اور غاصب پر مولود کی اوس قیمت کا آقائے کنیز کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو
اوسکے زندہ پیدا ہونے کے وقت قرار پائیگی اور اگر وہ مولود مردہ پیدا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہو کہ غاصب اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ قبل از ولادت اوسکا زندہ ہونا معلوم نہین ہے

یضمنه الغاصب لانه سبب الاتلاف ومباشرة المشتری مع الغرور ضعیفة فیکون السبب اقوی کما لو غصب طعاما واطعمه المالک وقیل له الزام ایهما شاء اما الغاصب فلمکان الحیلولة واما المشتری فلمباشرة الاتلاف فان رجع علی الغاصب رجع علی المشتری لاستقرار التلف فی یده وان رجع علی المشتری لم یرجع علی الغاصب

الخامسة اذا غصب جاریة فوطئها فان کانا جاهلین بالتحریم لزمه مهر امثالها للشبهة وقیل عشر قیمتها ان کانت بکرا او نصف العشر ان کانت ثیبا وخص بعض الاصحاب هذا الحکم بالوطء بعقد الشبهة ولو افتضها باصبعه لزمه دیة البکارة ولو وطئها مع ذلک لزمه الامران وعلیه اجرة مثلها من حین غصبها الی حین عودها ولو احبلها لحق به الولد وعلیه قیمته یوم سقط حیا ولو سقط میتا قال الشیخ لم یضمنه لعدم العلم بحیاته

اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ اگر کنیز حرہ کے حمل کو کوئی اجنبی ساقط کر دیتا ہو تو اوسکی قیمت کا شخص اجنبی
ضامن ہوتا ہو حالانکہ قبل ولادت اوسکا زندہ ہونا معلوم نہین ہوتا پس اسیطرح غاصب کو بھی اوسکی
قیمت کا ضامن ہونا چاہیے اگرچہ قبل ولادت اوسکا زندہ ہونا معلوم نہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے
حمل کے بوجہ جنایت اور بدون جنایت ساقط ہونے مین فرق کیا ہو پس صورت اولی مین اجنبی کو
قیمت مولود کا ضامن قرار دیا ہو اور صورت ثانیہ مین اوسکو ضامن نہین قرار دیا اور اگر کنیز مذکور
کو کوئی اجنبی ضرب لگائے اور اوسکا جنین ساقط ہو جائے تو غاصب کے لیے ضارب پر جنین حر کی دیت
اور مالک کے لیے غاصب پر جنین کنیز کی دیت لازم ہوگی اور اگر وہ دونون (غاصب و کنیز) عالم
بتحریم ہون اور غاصب نے کنیز کو وطی کرنے پر مجبور کیا ہو تو آقائے کنیز کو اوسکے مہر المثل کا غاصب سے
مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور غاصب پر حد زنا جاری کیجائیگی اور اگر کنیز نے وطی کرنے مین مطاوعت کی ہو
تو واطی (غاصب) پر حد زنا جاری کیجائیگی اور آقاء کنیز کے لیے مہر کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ کنیز مذکورہ
(بلکہ اون دونون پر حد زنا جاری ہوگی ۱۲ م)
زانیہ ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ صورت مطاوعت مین بھی غاصب پر عوض وطی لازم ہوگا اسلیے کہ
وہ حق مالک ہو لیکن قول اول اشبہ ہو البتہ اگر وہ کنیز باکرہ ہو تو غاصب پر ارش بکارت لازم ہوگی
اور اگر اس صورت مین وہ کنیز حاملہ ہو جائے تو مولود اون دونون سے ملحق نہوگا اور آقائے کنیز کا
مملوک ہوگا اور غاصب اوس نقصان کا ضامن ہوگا جو کنیز مین بوجہ ولادت حادث ہوا ہو اور
اگر دست غاصب مین کنیز مذکورہ کا مولود مرجائے تو غاصب اوسکا ضامن نہوگا اور اگر وہ
مولود مردہ پیدا ہوا ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ غاصب اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ قبل ولادت
اوسکا زندہ ہونا ہمکو معلوم نہین ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ جنین مردہ بھی مملوک ہو اور حمل چوپایہ کا
حکم رکھتا ہو لہذا اوسکے مضمون نہونے کی کوئی وجہ نہین ہو اور اگر حمل مذکور بوجہ جنایت ساقط
ہوا ہو تو جانی (جنایت کرنیوالا) پر جنین کنیز کی دیت لازم ہوگی جیسا کہ باب جنایات مین مذکور ہوگا

ولو كان الغاصب عالما وهي جاهلة لم يلحق الولد ووجب الحد والمهر ولو كان بالعكس لحق به الولد وسقط عنه الحد السادسة اذا غصب حبا فزرعه او بيضا فاستفرخه

اور اگر فقط غاصب کو تحریم وطی کا علم حاصل ہو اور کنیز کو حاصل نہو تو واطی غاصب سے کنیز مذکورہ کا مولود ملحق نہوگا اور اوسپر حد زنا اور مہر واجب ہوگا اور صورت سابقہ کا عکس (کنیز کو تحریم وطی کا علم ہونا اور غاصب کو نہونا) فرض کیا جائے تو غاصب سے مولود ملحق ہوگا اور اوس سے حد زنا ساقط ہوگا اور کنیز پر حد زنا جاری کیجائیگی چھٹا مسئلہ جبکہ دانہ غلہ کو کوئی شخص غصب کر کے بو دیوے یا تخم مرغ کو غصب کر کے بچہ نکلوائے تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ زراعت اور بچہ کا غاصب مالک ہوگا اسلیے کہ عین مغصوبہ کا تلف ہونا مفروض ہے لہذا غاصب پر اوسکی قیمت یا مثل کا حوالہٴ مالک کرنا متعین ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے اون دونون (زراعت و بچہ) کا مغصوب منہ مالک ہوگا اور یہی قول اشبہ ہے اسلیے کہ زراعت و بچہ کا اوسی کے مال سے تکون ہوا ہے اور اگر عصیر یعنی (آب انگور) کو کوئی شخص غصب کرے اور قبضہٴ غاصب مین وہ شراب ہوجائے بعد ازان سرکہ ہوجائے تو اوسکا استحقاق مالک کو حاصل ہوگا اور اگر قیمت عصیر سے سرکہ کی قیمت ناقص ہوگی تو غاصب پے اوسکی ارش لازم ہوگی ساتوان مسئلہ اگر غاصب زمین اوسمین زراعت کرے یا درخت لگائے تو زرع اور اوسکی نما کا زارع غاصب کو استحقاق ہوگا اور اوسپر زمین کی اجرت کا حوالہ مالک کرنا اور اپنی زرع و درخت کا برطرف کرنا اور گڑھون کا ہموار کرنا لازم ہوگا اور زمین مغصوب مین زراعت کرنے یا درخت وغیرہ کے اکھاڑنے سے کوئی نقصان حادث ہوگا تو غاصب پر اوسکی ارش کا حوالہٴ مالک کرنا بھی لازم ہوگا اور اگر غاصب کے لیے قیمت غرس کو صاحب زمین بذل کرے تو غاصب پر اوسکا قبول کرنا واجب نہوگا اور اسیطرح اگر مالک (صاحب زمین) کے لیے قیمت یا اجرت زمین کو غاصب بذل کرے تو مالک پر اوسکا قبول کرنا واجب نہوگا اگرچہ غاصب اپنی زرع و غرس کو بدون عوض اوسکے لیے ہبہ بھی کرے اور اگر زمین مغصوب مین غاصب نے کوئی کنوان کھودا ہو تو غاصب پر اوسکا پر کرنا واجب ہوگا اور اگر اوسکے پر کرنے سے صاحب زمین

ناخوش ہو تب بھی غاصب کو اوسکا پر کرنا صحیح ہوگا یا نہین پس بعض علمار نے فرمایا ہے کہ صحیح ہوگا تاکہ
ضمان تردی (کنوئین مین گر پڑنے کی ضمانت) سے محفوظ رہے اور اگر قائل ہون کہ مالک غاصب کا
منع کرنا صحیح ہو تو خوب ہو اور جبکہ مالک زمین اوسکے باقی رکھنے پر رضی ہوجائیگا تو غاصب سے
ضمان تردی ساقط ہوجائیگی آٹھوان مسئلہ جبکہ کوئی چوپایہ کسی مکان مین داخل ہوا اور اوسکا
خارج ہونا بدون ہدم ممکن نہو پس اگر مکان مذکور مین وہ چوپایہ کسی ایسے سبب کیوجہ سے
داخل ہوا ہو جسکو صاحب مکان نے مہیا کیا تھا تو اوسکو ہدم مکان اور اخراج چوپایہ کا الزام
دیا جائیگا اور صاحب چوپایہ پر ہدم مکان کا تاوان لازم نہوگا اور اگر وہ چوپایہ کسی ایسی
وجہ سے داخل ہوا ہو جسکو صاحب چوپایہ نے مہیا کیا ہو تو ہدم مکان کا وہی ضامن ہوگا
اور اسیطرح اگر اون دونون (صاحب مکان وصاحب چوپایہ) مین سے کسی شخص نے تفریط
کی ہو تب بھی ہدم مکان کا صاحب چوپایہ ہی ضامن ہوگا اسلیے کہ ہدم مکان اوسی کی
مصلحت کے لیے وقوع مین آیا ہو اور اگر کوئی چوپایہ اپنے سر کو کسی دیگ مین داخل کردے
اور اوسکا خارج کرنا اوسوقت تک ممکن نہو جبتک کہ وہ دیگ شکستہ نکیجائے پس اگر چوپایہ پر
اوسکا مالک قابض ہو یا اوسنے اپنے چوپایہ کی حفاظت مین تفریط کی ہو تو اوسکا ضامن ہوگا
اور اگر چوپایہ پر اوسکا مالک قابض نہو اور صاحب دیگ نے تفریط کی ہو مثلاً اوسنے اپنی
دیگ کو راستہ مین ڈالدیا ہو تو اخراج چوپایہ کے لیے دیگ کا شکستہ کرنا معین ہوگا اور
صاحب چوپایہ سے اوسکے شکستہ کرنے کی ضمانت متعلق نہوگی اور اگر اون دونون (صاحب
دیگ صاحب چوپایہ) مین سے کسی شخص نے بھی تفریط نکی ہو اور صاحب چوپایہ اوسکے ہمراہ
موجود نہو اور دیگ مذکور اپنے مالک کی ملک مین موجود ہو تو دیگ کا شکستہ کرنا
متعین ہوگا اور صاحب چوپایہ سے اوسکے شکستہ کرنے کی ضمانت متعلق ہوگی اسلیے کہ

دیگ کی شکستگی اوسکی مصلحت کے لیے وقوع مین آئی ہو **نوان مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہو جبکہ کسی دیوار کے گرنے کا خوف ہو تو اوسکا چوب غیر کے ساتھ بدون اوسکی اجازت کے محکم کرنا جائز ہوگا اور اوسپر اجماع (نفی خلاف) کا دعوی کیا ہو اور دعوائے اجماع (نفی خلاف) مین نظر ہو **دسوان مسئلہ** جبکہ عبد مغصوب کسی شخص پر عمداً اجنایت کرنے کیوجہ سے قتل کردیا جائے تو غاصب اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور صورت مفروضہ مین ولی دم (وارث مقتول) طالب دیت ہو تو غاصب پر وہ مقدار لازم ہوگی جو قیمت عبد اور دیت جنایت مین سے کم ہو اور اگر عبد مغصوب ایسی جنایت کرے جسکا قصاص کمتر از قتل نفس ہو (جیسے ہاتھ کا قطع کردینا) اور عبد مذکور سے قصاص لیا جائے تو غاصب اوسکی ارش کا ضامن ہوگا اور اگر مجنی علیہ (جسپر جنایت ہوئی ہو) کسی مال کے عوض مین اخذ قصاص سے درگذر کرے تو غاصب پر اقل الامرین (دیت جنایت و عوض مذکور مین سے جو امر کمتر ہو) لازم ہوگا **گیارھوان مسئلہ** جبکہ مال مغصوب کو بلد غصب کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر منتقل کردے تو غاصب پر اوسکا اعادہ (بلد غصب مین واپس کرنا) لازم ہوگا اور اگر غاصب سے مالک مال اوسکے اعادہ کی اجرت کو طلب کرے تو غاصب پر لازم نہوگی اسلیے کہ اوسپر اعادہ مغصوب واجب ہو اور اجرت اعادہ واجب نہین ہو اور اگر مالک اوسی مقام سے مال مغصوب کے اخذ کرنے پر رضی ہوجائے تو غاصب کو اوسکا اعادہ پر مجبور کرنا صحیح نہوگا

دوسری قسم مسائل نزاع کے بیان مین اور وہ چھ ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ مال مغصوب تلف ہوجائے اور اوسکی قیمت مین مابین مالک و غاصب اختلاف ہو تو مالک کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اسیکو اکثر علما نے اختیار فرمایا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ غاصب کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور یہی قول اشبہ ہو لکن اگر غاصب ایسے امر کا مدعی ہو

یا ارش کا ضامن ہوجائے اور اس مطلب کی تائید خود شیخ رح کے کلام سے کی گئی ہو جسکے ذکر کرنے مین طول ہے ۱۲ منہ

جسکا کذب معلوم ہوجائے جیسے قیمت کنیز کا ایک دانہ گندم یا ایکدرہم بیان کرنا تو اوسکا قول مقبول نہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ مال مغصوب تلف ہو جاسے اور مالک مال و ہمین ایسی صفت کے موجود ہونیکا مدعی جسکی وجہ سے اوسکی قیمت زائد ہوتی ہو جیسے معرفت صنعت تو غاصب کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل عدم اوسکے لیے شاہد ہو لیکن اگر غاصب مال و ہمین کسی عیب کے موجود ہونیکا مدعی ہو جیسے یک چشم ہونا اور مالک اوسکا انکار کرے تو مالک کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل صحت ہی خواہ مال مغصوب موجود ہو یا معدوم **تیسرا مسئلہ** جبکہ غاصب کسی شی کو فروخت کرے بعد ازان وہ شی اوسکی طرف کسی سبب صحیح کے ذریعہ سے منتقل ہو اور مشتری سے کہے بعتک ملکا املاث اور اثبات دعوی کے لیے بینہ قائم کرے تو آیا اوسکا بینہ مسموع
مین نے تیرے ہاتھ وہ شی فروخت کی تھی جسکا مین مالک تھا ۱۲
ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوسکا بینہ مسموع نہوگا اسلیے کہ وہ اپنے مباشرۂ بیع ہونیسے بینہ کی تکذیب کرتا ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اگر مال مغصوب کے فروخت کرنے مین غاصب نے فقط لفظ بیع پر اقتصار کیا ہو اور اوسکو ساتھ ایسے الفاظ کا انضمام نکیا ہو جو ادعائے ملکیت کو متضمن ہون تو اوسکا بینہ مقبول ہوگا ورنہ مردود ہوگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ عبد مغصوب وفات پائے اور غاصب اوسکے قبل وفات حوالہ مالک کر دینے کا مدعی ہو اور مالک اوسکے بعد وفات رد کر دینے کا مدعی ہو تو قول مالک اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ اگر صورت مذکور مین قرعہ پر عمل کیا جائے تو جائز ہوگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ مال مغصوب کے تلف ہونے مین مابین مالک و غاصب اختلاف واقع ہو تو غاصب کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا پس جبکہ غاصب اوسکے تلف ہوجانے پر حلف کریگا تو مالک کو اوس سے قیمت مغصوب کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین غاصب کو عین مغصوب کا رد کرنا متعذر ہی **چھٹا مسئلہ** جبکہ مالک و غاصب اون اشیا مین نزاع کرین جو عبد مغصوب کے پاس موجود ہین جیسے کپڑا یا انگشتری وغیرہ تو غاصب کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ غاصب ذو الید ہی اور مجموع اشیا پر اوسیکا قبضہ ہی اور قبضۂ مالک منقطع ہوچکا ہی +

کتاب الشفعۃ شفعہ سے عرف فقہا میں احد الشریکین کو حصۂ شریک کے استحقاق کا اوس مال معین کے عوض حاصل ہونا مراد ہی جسکے عوض وہ کسی شخص کی طرف بواسطۂ بیع منتقل ہوا ہو- اور یہ کتاب پانچ مقصدون کے بیان کو مستدعی ہی پہلا مقصد اس مین اون اشیاء کا بیان کیا جاتا ہی جن مین حق شفعہ ثابت ہوتا ہی پس یہ حق زمینون مین اجماعاً ثابت ہوتا ہی جیسے مکان- میدان- بستان وغیرہ اور آیا یہ حق اشیاء منقولہ (جیسے کپڑے- آلات- کشتیان- حیوان وغیرہ) مین بھی ثابت ہوتا ہی یا نہین بعض فقہا نے فرمایا ہی کہ ثابت ہوتا ہی تاکہ کلفت قسمت برطرف ہو اور اس قول کا مستند روایت یونس ہی جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ثابت نہین ہوتا تاکہ مال مسلم پر تسلط کے حاصل ہونے مین مورد اجماع پر اقتصار رہے اور روایت مشار الیہا (جسکی طرف قول اول مین اشارہ کیا گیا ہی) ضعیف ہی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی لیکن اشجار اور درخت خرما اور ابنیہ (مکان و دیوار وغیرہ) مین حق شفعہ بہ تبعیت زمین ثابت ہوتا ہی پس اگر اشیاء مذکورہ مع زمین فروخت کی جائین تو حق شفعہ اونمین بھی ثابت ہوگا اور اگر تنہا (بدون زمین) فروخت کی جائین تو حق شفعہ کے ثبوت اور عدم ثبوت مین قولین سابقین پر بنا کیجائیگی اور بعض اصحاب نے حق شفعہ کو فقط مملوک مین واجب کیا ہی اور اوسکے علاوہ کسی دوسرے حیوان مین واجب نہین کیا اور آیا یہ حق نہر اور طریق (راستہ) اور حمام مین بھی ثابت ہوتا ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا ثابت نہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اسیطرح جن اشیاء کا قسمت کرنا مضر ہی اونمین بھی حق شفعہ کا ثابت ہونا محل اشکال ہی اور عدم ثبوت اشبہ ہی اور حصول ضرر سے اوس مال کا قسمت کرنے کے بعد قابل انتفاع نرہنا مراد ہی پس شخص متضرر (جسکو ضرر پہونچتا ہو) کا قسمت مال پر مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اگر حمام یا طریق یا نہر کی منفعت اوسکے

قسمت کرنے سے باطل نہوتی ہو توشخص ممتنع (انکار کرنیوالا) کا قسمت ال پر مجبور کرنا صحیح ہوگا اور حق شفعہ ثابت ہوگا اور اسیطرح اگر کنوین کے ساتھ کچھ بیاض زمین بھی موجود ہو اور اون شخصون مین سے ایک کے لیے کنوین کا اور دوسرے کے لیے بیاض مذکور کا با وجود تعدیل کے سالم رہنا ممکن ہو تب بھی ممتنع کا قسمت پر مجبور کرنا صحیح ہوگا اور اوسمین شفعہ ثابت ہوگا اور جبکہ دولاب (چرخ) اور ناعورہ (کورہ چرخ) فروخت کیے جائین تو آیا یہ دونون (دولاب و ناعورہ) بھی شفعہ مین داخل ہونگے یا نہین اسمین تردد ہے اسلیے کہ باعتبار عادت وہ دونون غیر منقول ہیں داخل ہین اور شفعہ مین وہ رسّی داخل نہوگی جسپر کہ ڈول قائم کیا جاتا ہے اسلیے کہ ڈول کیطرح وہ بھی منقولات ہی جن مین ہمارے نزدیک شفعہ ثابت نہین ہوتا البتہ جو لوگ ہر بیع مین ثبوت شفعہ کے قائل ہوئے ہین اونکے نزدیک اوسمین بھی حق شفعہ ثابت ہوگا اور میوہ مین حق شفعہ ثابت نہین ہوتا اگرچہ رؤس نخل (درخت خرما) و شجر پر مع اصل و زمین فروخت کیا جائے اسلیے کہ وہ اشیائے منقولہ کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اوسکا باقی رکھنا مقصود نہین ہوتا اور شرکت طریق (آمد و رفت کی راہ) و شرب (پانی پینے کا مقام جیسے نہر یا ساقیہ یا کنوان وغیرہ) کی وجہ سے ارض مقسومہ (وہ زمین جسکی قسمت ہو چکی ہو) مین بھی حق شفعہ ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ وہ دونون (طریق و شرب) ارض مذکورہ کے ساتھ فروخت کیے جائین اور اگر تنہا ارض مقسومہ کی بیع واقع ہو تو زمین مین حق شفعہ ثابت نہوگا اور اگر تنہا طریق یا شرب کی بیع واقع ہو تو اوس مین بھی حق شفعہ ثابت ہوگا بشرطیکہ اوسکے وسیع ہونے کی وجہ سے اوسکی قسمت ممکن ہو اور اگر کوئی شخص عرصۂ مقسومہ (وہ میدان جسکی قسمت ہو چکی ہو) کو کسی دوسری زمین کے حصۂ مشترک (غیر مقسومہ) کے ساتھ ایک ہی عقد مین فروخت کرے تو حق شفعہ تنہا حصۂ مشترک مین بہ نسبت قیمت ثابت ہوگا اور ثبوت شفعہ مین حصۂ مشترک کا بواسطۂ بیع منتقل ہونا شرط ہے پس اگر کوئی شخص

اپنے حصۂ مشترکہ کو بعوض صداق یا بطور ہبہ یا بواسطہ صلح کسی کی طرف منتقل کرے تو شریک کے لیے اوسمین شفعہ کا استحقاق حاصل نہوگا (خواہ ہبہ بعوض ہو یا بغیر عوض کے) اور اگر کسی مکان کے بعض اجزاء (جیسے نصف) وقف اور بعض آخر طلق (غیر وقفی) ہون بعد ازان حصۂ طلق کو اوسکا مالک کسی کے ہاتھ فروخت کرے تو موقوف علیہ کو شفعہ کا استحقاق نہوگا اگرچہ بیع شریک کے وقت ایک ہی موقوف علیہ موجود ہو اسلیے کہ وہ بالخصوص رقبہ مکان کا مالک نہین ہو بلکہ اوس سے حق بطون بھی متعلق ہو اور جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ موقوف علیہ کے لیے مطلقاً (خواہ بیع شریک کے وقت متحد ہو یا متعدد) شفعہ کا استحقاق ثابت ہوگا دوسرا مقصد شفیع کے بیان مین شفیع سے وہ شخص مراد ہو جو کسی مال مین بحصۂ مشاع (جسکے اجزاء ممتاز اور منقسم ہون جیسے نصف و ثلث و ربع وغیرہ) شریک ہو اور ادائے قیمت پر قدرت رکھتا ہو اور جبکہ مشتری (خریدار) مسلمان ہو تو شفیع کا مسلم ہونا بھی شرط ہو اسلیے کہ کافر کو اہل اسلام پر تسلط نہین ہو سکتا پس جوار (ہمسایہ ہونا) کیوجہ سے شفعہ کا استحقاق حاصل نہوگا اور اسیطرح مال مقسوم (جسکی قسمت ہو چکی ہو) اور ممتاز (جسمین ہر ایک شریک کا حصہ دوسرے کے حصہ سے جدا ہو) مین بھی اوسوقت تک حق شفعہ ثابت نہوگا جبتک کہ اوسکے طریق یا نہر مین شرکت نہو اور دو شریکون مین حق شفعہ اتفاقاً ثابت ہوتا ہو اور اگر ایک سے زائد شفیع ہون تو آیا حق شفعہ ثابت ہوگا یا نہین اسمین کئی قول ہین ایک قول یہ ہو کہ اونمین سے ہر ایک کو مطلقاً (ہر مبیع مین) حق شفعہ ثابت ہوگا اور دوسرا قول یہ ہو کہ در صورت تعدد فقط زمین مین حق شفعہ ثابت ہوگا اور مملوک مین حق شفعہ اوسیوقت ثابت ہوگا کہ جب ایک ہی شریک ہو اور تیسرا قول یہ ہو کہ در صورتِ تعدد کسی شے مین بھی حق شفعہ ثابت نہوگا اور یہی قول اظہر (فتوے کے موافق) ہو اور جبکہ کوئی شفیع اوسکی قیمت کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو حق شفعہ باطل ہوجاتا ہو اور یہی طرح اگر مماطلت (قیمت کا باوجود قدرت ادا نکرنا) کرے تب بھی

حیلۃ صداقا او ہبۃ او صلحا فلا شفعۃ ولو بیع کان بعض الدار وقفا وبعضہا طلقا فبیع الطلق لم یکن للموقوف علیہ شفعۃ ولو کان واحدا لانہ لا یملک الرقبۃ علی الخصوص وقال المرتضی رحمہ اللہ تثبت

الشفعۃ

الفصل الثانی فی الشفیع

وہو کل شریک بحصۃ مشاعۃ قادر علی الثمن ویشترط فیہ الاسلام اذا کان المشتری مسلما فلا تثبت بالجوار ولا فیما قسم ومیز الا مع الشرکۃ فی طریقہ او نہرہ وتثبت بین الشریکین ولا تثبت لما زاد علی شفیع واحد وقیل تثبت مطلقا علی عدد الرؤس والثالث تثبت فی الارض مع الکثرۃ ولا تثبت فی العبد الا للواحد والثالث لا تثبت مع الزیادۃ وہو الاظہر وتبطل الشفعۃ بعجز الشفیع عن الثمن

کتاب الشفعۃ

حق شفعہ باطل ہوگا اور سیطرح اگر شفیع بھاگ جائے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر غیبتِ ثمن
(قیمت کا غائب ہونا) کا مدعی ہو تو اوسکو تین روز کی مہلت دیجائیگی پس اگر قیمت کو حاضر
نکریگا تو اوسکا استحقاق شفعہ باطل ہوگا پس اگر مال کا کسی دوسرے بلد مین موجود ہونا
بیان کرے تو اوسکو بلد مذکور تک پہونچنے کی مدت کے علاوہ تین روز کی مہلت دیجائیگی
بشرطیکہ اس تاخیر مین مشتری کا ضرر نہو اور حق شفعہ غائب اور سفیہ کے لیے بھی ثابت ہوتا ہے اور
اسی طرح مجنون اور صبی (طفل نابالغ) کے لیے بھی ثابت ہوتا ہے اور ان دونون (مجنون وصبی)
کی طرف سے اونکا ولی اخذ شفعہ مین متولی ہوگا بشرطیکہ اخذ شفعہ مین اونکے لیے کوئی فائدہ اور
مصلحت ہو اور اگر اونکا ولی حق شفعہ کے مطالبہ کو ترک کرے بعد ازان صبی بالغ ہوجائے یا مجنون
کو افاقہ حاصل ہو تو اون دونون (صبی و مجنون) مین سے ہر ایک کو اخذ شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا
اسلیے کہ اہتمام پر تاخیر مین عذر (جنون اور طفولیت) موجود تھا اور ولی کے تقصیر کرنے سے
اونکا وہ حق ساقط نہوگا جو اونکو حالتِ عذر مین ثابت تھا اور اگر مجنون وصبی کے لیے
اخذ شفعہ مین کوئی فائدہ و مصلحت نہو اور باوجود اسکے اونکا ولی اخذ کرے تو صحیح نہوگا اور
کافر کے لیے کافر پر شفعہ ثابت ہوتا ہے پس اگر بائع مسلم اپنے حصۂ مشترکہ کو کسی کافر کے ہاتھ
فروخت کرے تو شریک کافر کو شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور کافر کے لیے مسلم پر حق شفعہ ثابت
نہین ہوتا اگرچہ مال مبیع کو اوسنے کسی کافر ذمی (یہودی نصرانی) سے خرید کیا ہو اور مسلم کے لیے
مسلم اور کافر دونون پر حق شفعہ ثابت ہوتا ہے اور جبکہ یتیم کا باپ یا دادا اوسکے کسی مال مین
بحصۂ مشاع شریک ہو اور حصۂ یتیم کو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کرے تو اوسکو شفعہ کا استحقاق
حاصل ہوگا اور تہمت اہتمام پر برطرف ہو اسلیے کہ مال مذکور کا بواسطہ شفعہ اخذ کرنا اوسکے
خرید کر لینے سے زائد نہین ہے پس جسطرح کہ یتیم کے باپ دادا کو اوسکے مال کا خود خرید کر لینا جائز ہے

اسیطرح اوسکے مال کا بواسطہ شفعہ اخذ کرلینا بھی جائز ہوگا اور اگر صورتِ مفروضہ مین یتیم کے باپ دادا کے مقام پر کوئی وصی موجود ہو تو آیا اوسکو بھی اخذ شفعہ کا استحقاق حاصل ہوگا یا نہین پس شیخ الطائفہ نے فرمایا ہے کہ حاصل نہوگا اسلیے کہ وصی محلّ تہمت ہے اور اگر اسمقام پر بھی وکیل کیطرح جواز کے قائل ہون تو اشبہ ہے اور مکاتب کے لیے بھی شفعہ کا اخذ کرنا جائز ہے اور آقا کو اوس سے تعرّض کرنا صحیح نہین ہے اسلیے کہ مکاتب سے طرق اکتساب مین آقا کی مزاحمت ساقط ہے اور اگر کوئی عامل (دوسرے شخص کے مال سے تجارت کرنیوالا) کسی ایسے جزء متاع (جسکے اجزاء ممتاز اور منقسم نہون جیسے نصف و ثلث وغیرہ) کو مال مضاربت کے ساتھ خرید کرے جس مین کہ صاحب مال (مال مضاربت کا مالک) شریک ہو تو صاحب مال جزء مذکور کا بوجہ شراء مالک ہوگا اور بوجہ شفعہ مالک نہوگا اس لیے کہ جزء مذکور اوسیکے مال سے خرید کیا گیا ہے پس جبکہ وہ جزء اوسکا بوجہ شراء مملوک ہوچکا تو اوسی کا بواسطہ شفعہ مملوک ہونا غیر معقول ہے پس اگر صاحب مال جزء مذکور کے اخذ کرنے اور عقد مضاربت کے فسخ کرنے کا قصد کرے اور کوئی نفع ظاہر نہوا ہو تو عامل کو اوس سے مزاحمت کرنا صحیح نہوگا ہان اوسکو صاحب مال سے اپنے عمل کی اجرت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اس مقام پر منجملہ اون فروع کے جو تعدد شفعاء کی صورت مین ثبوت شفعہ کے قائل ہونے پر مترتب ہوتے ہین دس فرعون کا ذکر کیا جاتا ہے **فرع اوّل** اگر کسی ملک مین چار شخص شریک ہون اور اونمین سے ایک شخص اپنے حصّہ کو فروخت کرے اور ایک شخص اپنے حق شفعہ کو ساقط کردے تو باقی دونون شریکون کو مجموع مبیع کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور پہلے دونون شریکون کے فعل سے اونکا حق ساقط نہوگا اور اون دونون کو فقط اپنے حق کے اخذ کرنے پر اقتصار کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ حق شفعہ ضرر کے دور کرنے کی غرض سے مشروع ہوا ہے اور

بالشراء ولا بالشفعة ولا اعتراض للعامل ان لم يظهر فيه ربح وله الاجرة عليه فروع على القول بثبوت الشفعة مع كثرة الشفعاء وهي عشرة الاول لو كان الشفعاء اربعة فباع احدهم وعفا آخر فللآخرين اخذ المبيع ولو اقتصرا في الاخذ على حقهما لم يكن لهما لان الشفعة ... الضرر

... قال الشيخ لا ... ولو قيل ... التهمة ... بالجواز كالوكيل ... للمكاتب ... الاخذ بالشفعة ولا اعتراض ... عليه ولو ابتاع العامل في القراض شقصا وصاحب المال شفيعه فقد ملكه

البعض ولو كان الشفعاء غيبا فالشفعة لهم فاذا حضر واحد وطالب فاما ان ياخذ الجميع او يترك لانه لا يشفع الآن غيره ولو حضر آخر اخذ من الاخر النصف او ترك وان حضر الثالث اخذ الثلث او ترك وان حضر الرابع اخذ الربع او ترك

الفرع الثاني لو امتنع الحاضر او عفا لم تبطل الشفعة وكان للغيب اخذ الجميع وكذا لو امتنع ثلاثة او عفوا كانت الشفعة بجملتها للرابع ان شاء

الفرع الثالث اذا حضر احد الشركاء فاخذ بالشفعة وقاسم ثم حضر الآخر وطالب فسخ القسمة وشارك الاول

بعض حق کا اخذ کرنا مشتری کے ضرر کو مستلزم ہے اور اگر بعض یا کل شرکاء غائب ہون تو شفعہ کا استحقاق اون سب کے لیے حاصل ہوگا پس جبکہ اونمین سے ایک شخص حاضر ہو کر حق شفعہ کا مطالبہ کرے تو اوسکو مجموع ملک کے اخذ کرنے اور ترک کرنے مین اختیار رہوگا اور فقط بعض مال کا اخذ کرنا صحیح نہوگا کیونکہ اگر اوسکو بعض ملک کے اخذ کرنے کی اجازت دی جائے اور شریک غائب اپنے حق شفعہ کا مطالبہ نکرے تو تبعیض صفقہ کیوجہ سے مشتری کا ضرر لازم آئیگا پس گویا کہ فی الحال اوسکے سوا کوئی شخص مستحق شفعہ نہین ہے لہذا اوسکو کل ملک کے اخذ یا کل ملک کے ترک کا اختیار کرنا لازم ہوگا اور اگر بعد ازان دوسرا شخص بھی حاضر ہوا اور شفعہ کا مطالبہ کرے تو اوسکو شخص اول سے نصف ملک کے اخذ کرنے یا ترک کرنے مین اختیار رہوگا اس لیے کہ فی الحال ان دونون کے سوا کوئی شخص مستحق شفعہ نہین ہے اور اسیطرح اگر تیسرا شخص بھی حاضر ہوا اور مطالبہ کرے تو اوسکو ثلث ملک کے اخذ و ترک مین اختیار رہوگا اور علی ہذا القیاس اگر چوتھا شخص بھی حاضر ہوا اور مطالبہ کرے تو اوسکو ربع ملک کے لے لینے یا چھوڑ دینے مین اختیار حاصل ہوگا **فرع دوم** اگر شریک حاضر حق شفعہ کے مطالبہ کرنے سے انکار کرے یا اوسکو مشتری کے لیے عفو کر دے تو باطل نہوگا اور شرکاء غائبین کو مجموع مال کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر اونمین سے تین شریک شفعہ کا انکار کرین یا اوسکو مشتری کے لیے عفو کر دین تو شریک چہارم کو مجموع شفعہ کا استحقاق حاصل ہے **فرع سوم** جبکہ شرکاء غائبین مین سے کوئی شخص حاضر ہوا اور مجموع ملک کو بواسطہ شفعہ اخذ کرے اور شرکاء غائبین کے وکلاء کے ساتھ مقاسمت (باہم کسی ملک کا تقسیم کرنا) کرے بعد ازان دوسرا شریک بھی حاضر ہوا اور شفعہ کا مطالبہ کرے تو اوسکو قسمت کے فسخ کرنے اور شخص اول کے شریک ہو جانیکا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکا حق (جسکو شریک اول نے بواسطہ شفعہ اخذ کیا ہے)

اور باقی سہام (حصّے) مین شائع (مشترک اور غیر ممتاز) ہو اور اسیطرح اگر شفیع اوّل مجموع ملک کو کسی عیب کیوجہ سے رد کرے بعد ازان کوئی دوسرا شریک حاضر ہو اور حق شفعہ کا مطالبہ کرے تو اوسکو مجموع ملک کے اخذ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اس لیے کہ شخص اوّل کا رد کر دینا بمنزلہ عفو ہی **فرع چہارم** اگر شریک اوّل جزء مشاع (مشترک) کو بہ کرایہ دے (یعنی اوسمین شریک اوّل کے اخذ کرنے کے بعد اور شریک ثانی کے اخذ کرنے سے قبل کوئی ایسا ثمرہ اور نما ظاہر ہو جو باعتبار شرع اپنی اصل کا تابع نہو) بعد ازان شریک دوم حاضر ہو تو اوسکو شریک اوّل کے ساتھ جزء مذکور مین شریک ہونے کا اختیار حاصل ہوگا اور اوسکے کرایہ مین شریک ہونیکا استحقاق نہوگا اسلیے وہ کرایہ شریک اوّل کی ملک مختص کا ثمرہ ہی کیونکہ شریک دوم کے شریک ہونے سے پہلے اوسکا مالک تنہا وہی تھا **فرع پنجم** اگر شریک حاضر یہ کہے کہ مین شفعہ کو اوسوقت تک اخذ نکرونگا جبتک کہ شریک غائب حاضر نہو تو اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ کسی غرض کیوجہ سے تاخیر کرنا ترک شفعہ کو متضمن نہین ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ مطالبہ شفعہ مین فوریت درکار ہی اور تاخیر مذکور بظاہر اوسکے منافی ہی **فرع ششم** اگر شریک حاضر مال مبیع کو بواسطہ شفعہ اخذ کرے اور اوسکی تمام قیمت مشتری کے حوالہ کرے بعد ازان شریک غائب بھی حاضر ہو کر اوسکا شریک ہو جائے اور اوس قیمت کا نصف شریک حاضر کے حوالہ کرے جو اوسنے بعوض مبیع مشتری کو دی تھی بعد ازان حصہ مبیع کا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو اوس مال کی ضمانت مشتری سے متعلق ہوگی جو شریک غائب نے شریک حاضر کے حوالہ کیا تھا اور شفیع اوّل سے متعلق نہوگی اس لیے کہ وہ (شفیع اوّل) شفیع دوم سے قیمت کے اخذ کرنے مین مشتری غائب کی مثل ہی پس جسطرح کہ مشتری سے مال حاضر کی ضمانت متعلق تھی اسیطرح مال غائب کی ضمانت بھی متعلق ہوگی **فرع ہفتم** اگر کوئی مکان تین شخصون مین مشترک ہو اور اونمین سے ایک شریک اپنے

الثالث الشفعة استحق دون المشتري لانه لا يستحق على نفسه وقيل بينهما لكونه اقرب لعله الثامن لو باع اثنان من ثلثة صفقة فللشفيع اخذ الجميع وان ياخذ من اثنين ومن واحد لان هذه الصفقة بمنزلة عقود متعددة

حصہ کو دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کرے تو شفعہ کا استحقاق فقط تیسرے شریک کو
حاصل ہوگا اور دوسرے شریک کو حاصل نہوگا اس لیے کہ انسان کو اپنے نفس پر کسی شی کے استحقاق
کا حاصل ہونا معقول نہین ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شفعہ کا استحقاق اون دونون شریک دوم و سوم
مین مشترک ہوگا اور شاید کہ یہی قول اقرب الی الصواب ہو اس لیے کہ سبب استحقاق مین وہ دونون
مشترک ہین اور تملک مبیع کے لیے دو سبب (بیع و شفعہ) کا مجتمع ہونا ممتنع نہین ہے اس لیے کہ
علل شرعیہ از قبیل معرفات ہین جنکا معلول واحد پر مجتمع ہونا جائز اور صحیح ہے **فرع ہشتم** اگر کسی
ملک مین تین شخص شریک ہون اور اونمین سے دو شریک اپنے حصون کو بصفقہ وحدہ
(ایک ہی عقد مین) تین شخصون کے ساتھ فروخت کرین تو شفیع (شریک سوم) کو مجموع ملک کا تینون
مشتریون سے یا فقط دو حصون کا دو مشتریون سے یا فقط ایک حصہ کا ایک مشتری سے
اخذ کر لینا صحیح ہوگا اسلیے کہ یہ صفقہ اگرچہ بظاہر عقد واحد ہے لکن تعدد بائع و مشتری کیوجہ سے
عقود متعددہ (چھ عقد) کا حکم رکھتا ہے لہذا بعض مشترین سے اخذ کرنے اور بعض آخر کے لیے
عفو کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہے ہان ہر ایک مشتری سے اوسکے مجموع حصہ کا اخذ کرنا یا مجموع حصہ کا
ترک کرنا شفیع پر لازم ہوگا اور اوس مین سے بعض کا لے لینا اور بعض آخر کا چھوڑ دینا صحیح نہوگا کیونکہ
اس صورت مین تبعیض صفقہ کیوجہ سے مشتری کا ضرر لازم آئیگا جو قاعدہ شفعہ کے منافی ہے اور
اسیطرح اگر شریک اپنے حصہ کو دو شخصون کے ہاتھ فروخت کرے تو اوسکو شفعہ کا دونون یا
احدہما (دونون مشتریون مین سے ایک) سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ یہ صفقہ اگرچہ عقد واحد ہے
لکن دو عقدون کا حکم رکھتا ہے لہذا ایک مشتری سے اخذ کرنے اور دوسرے کے لیے عفو کرنے مین
کوئی مضائقہ نہوگا ہان ہر ایک کے حصہ مین تبعیض کرنا بعض کا اخذ اور بعض کا ترک کرنا صحیح نہوگا
اور اسیطرح اگر دو شریک اپنے حصون کو بصفقہ واحدہ دو شخصون کے ہاتھ فروخت کرین تو دوسرے

التاسع لو باع واحد من اثنين كان له ان ياخذ منهما ومن احدهما وبعبارة اخرى

چار عقدون کا حکم جاری کیا جائیگا پس شفیع کو کل شفعہ کے اخذ کرنے اور کل شفعہ کے عفو کرنے
یا ربع شفعہ کے لے لینے اور باقی کے چھوڑ دینے یا دو ربع کے مطالبہ کرنے اور باقی دو ربع
کے ترک کرنے یا تین ربع کے لینے اور ربع باقی سے درگذر کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ
حصص چہارگانہ (چار ربع) مین سے ہر ایک حصہ (ربع) پر عقد بیع واقع ہوا ہی البتہ اگر
حصص مذکورہ مین سے کسی ایک حصۂ مبیع (ربع) کی تبعیض (جیسے نصف ربع کا اخذ کرنا
اور نصف آخر کا چھوڑ دینا) کریگا تو صحیح نہوگا کیونکہ یہ ضرر مشتری کو مستلزم ہی جو قاعدہ شفعہ کے مخالف ہی
اور صورت مفروضہ (عقد واحد مین مشتری کا متعدد ہونا) مین بعض مشترین (خرید کرنیوالے) کو
بعض آخر سے حق شفعہ کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل نہوگا اسلیے کہ مال مبیع کا اون سب کیطرف
ایک ہی دفع انتقال ہوا ہی اور اوسکے تملک مین بعض کو بعض پر تقدم نہین ہی لہذا آخذ
(شفعہ کا لینے والا) و ماخوذ منہ (جس سے کہ حق شفعہ کا مطالبہ کیا جائے) مین تساوی ہوگی
اور اگر شریک اپنے حصہ کو عقود متعاقبہ (یکے بعد دیگرے تین عقد) مین تین شخصون کے ہاتھ
فروخت کرے تو شفیع کو جملہ مشترین سے مجموع حصص کے اخذ کرنے اور چھوڑ دینے مین اختیار
حاصل ہوگا اور اسیطرح اوسکو بعض مشترین سے مطالبہ کرنے اور بعض آخر کے لیے عفو کر دینے
مین بھی اختیار ہوگا اسلیے کہ تعدد مشترین کو تعدد شفعہ لازم ہی اور وہ بائع کا ہر عقد کیوقت
شریک تھا لہذا بعض مشترین سے لینے اور بعض کے لیے عفو کر دینے مین تبعیض نہوگی پس اگر
مشتری اول سے اخذ کریگا تو مشتری دوم و سوم اوسکے شریک نہونگے اسلیے کہ وہ
دونون شراء اول کے وقت شریک نہ تھے لہذا اونکو شفعہ کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر
مشتری اوّل و دوّم سے اخذ کریگا تو مشتری سوم اوسکا شریک نہوگا اسلیے کہ وہ (مشتری سوم)
اون دونون (اوّل و دوّم) کے خرید کرنیکے وقت اوسکا شریک نہ تھا لہذا اوسکو شفعہ کا

کان ذلک بمنزلة عقود اربعة فللشفیع ان یاخذ الکل او یعفو وان یاخذ النصف او الربع وان یاخذ ثلثة ارباع ویعفو عن الربع
لیس لبعضهم مع الشفیع شفعة لان انتقال الملک الیهم دفعة فیستوی الآخذ والماخوذ منه ولو باع الشریک حصته من ثلثة فی عقود متعاقبة فللشفیع ان یاخذ الکل وان یعفو وان یاخذ من البعض فان اخذ من الاول لم یشارکه الثانی والثالث وان اخذ من الاول والثانی لم یشارکه الثالث

استحقاق حاصل ہوگا اور اگر وہ شفیع اپنا حق شفعہ کو مشتری اول کے لیے عفو کرے اور مشتری دوم
سے اوسکو اخذ کرے تو مشتری اول بھی اوسکا شریک ہوگا اسلیے کہ عفو شفیع کی وجہ سے
اوسکی ملک مستقر ہوگئی اور مشتری دوم کے خرید کرنے کے وقت وہ اوسکا شریک تھا لہذا
اوسکو (مشتری اول کی) شفعہ کا (شفیع کا) استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر مشتری سوم سے شفعہ کا مطالبہ کرے اور
اول و دوم کے لیے عفو کرے تو وہ دونون (اول و دوم) بھی اوسکے شریک ہونگے اسلیے
عفو شفیع کیوجہ سے اونکی ملک کو استقرار ہوچکا ہے **فرع نہم** اگر کسی ملک مین چار شخص
شریک ہون اونمین سے دو شخص حاضر اور دو شخص غائب ہون اور احد الحاضرین (دونون حاضر
شریکون مین سے ایک شخص) اپنے حصہ کو کسیکے ہاتھ فروخت کرے تو فی الحال فقط دوسرا شریک
حاضر شفیع ہوگا اور اوسیکو مجموع شفعہ کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ اسوقت
اوسکے سوا کوئی شخص حاضر نہین ہے پس اگر اوسکے اخذ کرنے کے بعد احد الغائبین (دونون
غائب شریکون مین سے ایک شخص) سفر سے واپس آئے اور شفعہ کا مطالبہ کرے تو شخص حاضر
(جسنے شفعہ کو اخذ کیا ہے) کا اوس حصۂ مبیع مین بالسویہ شریک ہوگا جو اوسنے بواسطۂ شفعہ
اخذ کیا ہے اسلیے کہ فی الحال ان دونون کے سوا کوئی اور شفیع نہین ہے اور اگر دوسرا شریک
غائب بھی سفر سے مراجعت کرنے کے بعد شفعہ کا مطالبہ کرے تو اون دونون (حاضر اول جسنے
شفعہ کو اخذ کیا تھا اور شفیع دوم جو سفر سے واپس آکر اوسکا شریک ہوا تھا) کا اوس حصۂ مبیع مین
شریک ہوگا جو اونھون نے اخذ کیا ہے پس اوسکو (یعنی اوس شریک غائب کو جو اب سفر سے
واپس آکر اون دونون کا شریک ہوا ہے) اوس مال کے ثلث کا استحقاق ہوگا جو اون دونون
مین سے ہر ایک کے لیے حاصل ہوا ہے **فرع دہم** اگر کوئی مکان دو بھائیون مین مشترک ہو
اور اون دونون بھائیون مین سے ایک بھائی وفات پائے اور اوسکے دو شخص (دو بیٹے مثلاً) وارث ہون

بعد اذان احد الوارثین (دو وارثون مین سے ایک شخص) اپنے حصّہ کو فروخت کرے تو حق شفعہ عم (چچا) اور ابن اخ (بھتیجا) دونون سے متعلق ہوگا اسلیے کہ وہ دونون استحقاق شفعہ مین مساوی ہین کیونکہ مکانِ مذکور مین اون دونون کی شرکت متحقق ہے اگرچہ سبب ملک مین اختلاف ہے اور اسیطرح اگر میّت کے کئی وارث ہون اور اونمین سے ایک شخص اپنے حصّہ کو فروخت کرے تو باقی جملہ ورثہ (قریب ہون یا بعید) کو شفعہ کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا جسکی وجہ ابھی مذکور ہوئی

تیسرا مقصد اخذ شفعہ کی کیفیت کے بیان مین شفیع کو مشتری سے شفعہ کے اخذ کرنیکا استحقاق عقد بیع کے واقع ہونے اور خیار فسخ کی مدّت کے منقضی ہو جانے سے حاصل ہوتا ہے اسلیے کہ لزوم بیع کا وقت یہی ہے بشرطیکہ یہ خیار بائع یا کسی اجنبی کو حاصل ہو اور بعض علمار نے فرمایا ہے کہ شفعہ کا استحقاق محض عقد بیع سے حاصل ہوتا ہے اگرچہ مدّتِ خیار منقضی نہو اسلیے کہ مال بیع کا انتقال محض عقد کیوجہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے لیکن اگر فسخ بیع کا اختیار فقط مشتری کو حاصل ہو تو اخذ شفعہ کا استحقاق محض عقد سے حاصل ہوگا اسلیے کہ انتقال متحقق ہے اور شفیع کو اپنے حق کے لینے مین تبعیض کرنا (بعض حق کا اخذ کرنا اور بعض کا ترک کرنا) صحیح نہین ہے بلکہ اوسکو مجموع حق کے اخذ کرنے یا مجموع حق کے ترک کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اسیطرح شفیع کو اپنے حق کا اوس قیمت کی مثل کے ساتھ اخذ کرنا صحیح ہوگا جسپر عقد بیع واقع ہوا ہے اگرچہ حصّہ مبیع کی قیمت زائد یا ناقص ہو اور اسیطرح شفیع پر اون اخراجات کا حوالہ مشتری کرنا لازم نہوگا جو اوسنے دلّال یا وکیل بیع کی اجرت یا دیگر امور مین صرف کیے ہین اسلیے کہ یہ جملہ اخراجات داخل قیمت نہین ہین اور اگر مشتری عقد بیع اور انقضا خیار کے بعد مال مبیع کی قیمت مین کچھ زیادتی کردے تو وہ زیادتی شفیع سے متعلق نہوگی بلکہ مشتری کی طرف سے بائع کے لیے ہبہ شمار کیجائیگی جسکا دفع کرنا شفیع پر واجب نہین ہے اور اگر اوسکی قیمت

قیمت سے اہتمام پر مثل قیمت مراد ہے ۱۲

وان كانت الزيادة في زمان الخيار قال الشيخ تلحق بالعقد لانها بمنزلة ما يفعل في العقد وهو يتمشى على القول بانتقال الملك بالعقد وكذا لو حط البائع من الثمن لم يلحق بالعقد ولا يلزم المشتري دفع الشقص قبل بذل الثمن الذي وقع عليه العقد ولو اشترى شقصا وعرضا في صفقة اخذ الشفيع الشقص بحصته من الثمن ولا خيار للمشتري لاستحقاق الشفعة

زمانِ خیار مین زائد کردے تو شیخ الطائفہ نے فرمایا ہو کہ وہ زیادتی عقد سے ملحق ہوگی اسلیے کہ
یہ زیادتی اوس مال کا حکم رکھتی ہو جو وقت عقد مقرر کیا جائے اور یہ قول اون لوگون کے نزدیک
خالی از اشکال نہین ہو جنکے نزدیک مال مبیع کا انتقال محض عقد کیوجہ سے حاصل ہوتا ہو اوسیطرح اگر
بائع عقد بیع کے بعد مال مبیع کی قیمت مقررہ مین سے کسی مقدار کو ساقط کردے تو شفیع سے
ساقط نہوگی اسلیے کہ یہ بائع کیطرف سے مشتری کے لیے بمنزلہ ہبہ ہو لہذا شفیع پر اوسی قیمت کا مشتری
کے حوالہ کرنا واجب رہیگا جسپر کہ عقد واقع ہوا ہو اور مشتری پر مال مبیع کا اوسوقت تک حوالہ شفیع کرنا
لازم نہوگا جبتک کہ وہ اوس قیمت کو حوالہ مشتری نہ کرے جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا ہو اور اگر کوئی شخص
کسی حصّہ مشاع (مال مشترک و غیر منقسم جس مین کہ حق شفعہ ثابت ہوتا ہو) کو کسی متاع کے ساتھ
ایک ہی عقد مین خرید کرے تو شفیع کو فقط حصّہ مشاع کا حصّہ قیمت کے مقابل مین اخذ کرلینا صحیح ہوگا
اور مشتری کو حصّہ مذکورہ کے بواسطۂ شفعہ خارج ہوجانے اور بعض مبیع کے باقی رہجانے کیوجہ سے
فسخ بیع کا اختیار حاصل نہوگا اسلیے کہ شفیع کو حصّہ مبیع مین شفعہ کا استحقاق ملک مشتری ہوجانے
کے بعد حاصل ہوا ہو اور ملک بائع مین حاصل نہین ہوتا تا انیکہ اوسکو تبعض صفقہ کیوجہ سے خیار فسخ
حاصل ہو بلکہ مشتری کا یہ ضرر (تبعض صفقہ) خود اوسیکے اقدام کرنے اور حصۂ مشاع کے خریدنے سے
حادث ہوا ہو اور جس صورت مین کہ قیمت مبیع مثلی ہو (جیسے سونا اور چاندی وغیرہ) تو شفیع پر اوسکے
مثل کا حوالۂ مشتری کرنا لازم ہوگا اور اگر مثلی نہو (جیسے حیوان اور کپڑا اور جواہر وغیرہ)
تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ شفعہ ساقط ہوگی اس لیے کہ اس صورت مین مثل قیمت کا حوالہ کرنا
متعذر (دشوار) ہو اور اسیکو علی بن رئاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
بھی روایت کیا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ صورت مذکورہ (قیمت مبیع کا مثلی نہونا) مین
شفیع کو حق شفعہ متاع کی اوس قیمت کے ساتھ اخذ کرنا صحیح ہوگا جو وقت عقد قرار پائے

ويدفع الشفيع مثل الثمن ان كان مثليا كالذهب والفضة وان لم يكن مثليا كالحيوان والثوب والجوهر قيل يسقط الشفعة لتعذر المثل وهو رواية علي بن رئاب عن ابي عبد الله عليه السلام وقيل يأخذه بقيمة العرض

اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اور جبکہ شفیع کو ثبوت شفعہ پر اطلاع حاصل ہو تو اوسکو
فی الحال اوسکا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر مطالبہ شفعہ کو کسی ایسے عذر کیوجہ سے موخر کرے
یا جس مین اوسکا خود مباشر طلب ہونا اور اوسمین وکیل کا مقرر کرنا دشوار ہو تو اوسکی شفعہ باطل نہوگی
اور اسیطرح اگر مطالبہ شفعہ کو کسی مارت سے کثرت ثمن کے متوہم ہونے کی بناپر ترک کرے بعد ازان
اوسکا قلیل ہونا ظاہر ہو تب بھی اوسکی شفعہ باطل نہوگی اور اسیطرح اگر شفیع کو کسی مارت سے
قیمت مبیع کا سونا ہونا متوہم ہوا اور اس بناپر مطالبہ نکرے بعد ازان اوسکا چاندی ہونا
معلوم ہو تب بھی اوسکی شفعہ باطل نہوگی اور اسیطرح اگر اوسکو ثمن مبیع کا حیوان ہونا متوہم ہو
اور مطالبہ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان اوسکا قماش (پارچہ) ہونا ظاہر ہو تب بھی یہی حکم ہوگا
اور اسیطرح اگر شفیع ایسے حق کیوجہ سے محبوس ہو جسکے ادا کرنے پر اوسکو قدرت نہو اور اخذ شفعہ
کے لیے وکیل بھی نکر سکتا ہو تب بھی اوسکا حق شفعہ ساقط نہوگا اور جبکہ کسی شخص کو سبب شفعہ کے
تحقق کا یقین حاصل ہو تو اوسکے مطالبہ مین باعتبار عرف و عادت مبادرت (تعجیل) کرنا لازم
ہوگا اور عادت سے زائد مبادرت کرنا اور عادت کے خلاف اپنی رفتار مین سرعت کرنا
لازم نہوگا اور اگر کسی عبادت واجبہ یا مستحبہ مین مشغول ہو تو مطالبہ شفعہ کے لیے اوسکا قطع کرنا
واجب نہوگا بلکہ اوسکے تمام کرنے تک صبر کرنا جائز اور صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر شفیع پر وقت صلوۃ
داخل ہو تو اوسکو طہارت کرنے اور نماز کے بتانی (اطمینان) بجالانے تک صبر کرنا جائز ہوگا اور اگر شفیع
کو ثبوت شفعہ پر بحالت سفر مین اطلاع حاصل ہو پس اگر اخذ شفعہ کے لیے اوسکو خود یا بذریعہ وکیل
سعی کرنے پر قدرت حاصل ہو اور باوجود اسکے مطالبہ نکرے تو اوسکی شفعہ باطل ہو جائیگی
اور اگر دونون امرون (خود سعی کرنا اور وکیل کا مقرر کرنا) سے عاجز ہو تو ساقط نہوگی اگرچہ
مطالبہ شفعہ پر کسی شاہد کو مقرر نکرے اور اگر عقد بیع کو بائع و مشتری فسخ کردین تو استحقاق شفعہ

باطل نہوگا اسلیے کہ حق شفعہ عقد بیع کے واقع ہونے کے بعد ثابت ہوجاتا ہی لہذا بائع و مشتری کو
اوسکے ساقط کرنے کا اختیار حاصل نہوگا اور اگر مبیع کا ملک غیر ہونا ثابت ہوگا تو اوسکی ضمانت
مشتری کے ذمہ پر باقی رہیگی ہان اگر عقد بیع کے واقع ہونے پر شفیع راضی ہوجائے بعد ازان وہ
دونون (بائع و مشتری) اقالہ کرین تو شفیع کو شفعہ کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ اقالہ داخل فسخ ہی اور
از قبیل بیع نہین ہی اور اگر حصہ مبیع کو اوسکا مشتری کسی شخص کے ہاتھ فروخت کردے تو
شفیع کو عقد بیع کے فسخ کرنے اور مشتری اوّل سے حق شفعہ کے مطالبہ کرنے کا اختیار
حاصل ہوگا اور اوسکو مشتری دوّم سے مطالبہ کرنا بھی جائز ہوگا اسلیے کہ عقد اوّل و دوّم
مین سے ہر ایک عقد ثبوت شفعہ کے لیے سبب تام ہی لہذا اونمین سے ہر ایک کے معیّن کرنیکا
استحقاق شفیع کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر مال مبیع کو اوسکا مشتری وقف کردے یا اوسکو مسجد قرار دے
تب بھی شفیع کو تصرّفات مذکورہ (وقف وغیرہ) کے زائل کرنے اور بذریعہ شفعہ اخذ کرلینے کا اختیار
حاصل ہوگا اور شفیع کو مال مبیع کا فقط مشتری سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر مال مبیع کا ملک غیر ہونا
ثابت ہوگا تو اوسکی ضمانت بھی مشتری سے متعلّق ہوگی اور اوسکا بائع سے مطالبہ کرنا صحیح نہوگا
لکن اگر شفیع کا بائع سے مطالبہ کرنا فرض کیا جائے اور مال مبیع بھی بائع کے پاس موجود ہو تو شفیع
سے کہا جائیگا کہ تم اوسکو بائع سے یا اخذ کرلو یا چھوڑ دو اور مطالبہ نکرو اور مشتری کو بائع سے مال مبیع
کے لے لینے اور اوسپر قبضہ کرنے کی تکلیف نہ دیجائیگی اگر وہ انکار کرتا ہو اگرچہ شفیع نے مشتری سے
اسکا التماس بھی کیا ہو اور شفیع کا مال مبیع کو بائع سے اخذ کرنا اور اوسپر قبضہ کرنا قبضہ مشتری کے
قائم مقام سمجھا جائیگا اسلیے کہ شفیع کا حق مشتری کے ذمّہ پر ثابت ہوجاتا ہی اور مال مبیع محض
عقد بیع کے بعد ملک بائع سے خارج اور ملک مشتری مین داخل ہوجاتا ہی اور مع ذالک اگر مال مذکور کا
ملک غیر ہونا ثابت ہوگا تو اوسکی ضمانت مشتری سے متعلّق ہوگی اور شفیع کو اوس عقد بیع کے

منح

الشفيع فسخ البيع ولو نوى الفسخ ولو اخذ من البائع لم يصح ولو انهدم المبيع او عاب فان كان بغير فعل المشتري او بفعله قبل مطالبة الشفيع فهو بالخيار ان شاء اخذ بكل الثمن والانقاض والنقوض المنفصلة او الشفيع باقية كانت في المبيع او منقولة عنه لانه صارت نصيبها من الثمن وان كان العيب بفعل المشتري بعد المطالبة ضمنه المشتري وقيل لا يضمنه لانه لا يملكه بنفس المطالبة بل بالاخذ والاول اشبه ولو غرس المشتري

فسخ کرنیکا اختیار نہوگا جو ابین بائع و مشتری واقع ہوا ہو اور اگر اوسکے فسخ کرنے اور بائع سے
مال مذکور کے اخذ کرنیکا قصد کرے تو صحیح نہوگا اور اوسکا قبضہ کرنا باطل ہوگا اسلیے کہ عقد بیع
کے فسخ کرنیکا اختیار فقط بائع و مشتری کو حاصل ہوتا ہی بلکہ اگر ثبوت شفعہ پر مطلع ہونے کے بعد
فسخ عقد مین مشغول ہوگا تو اشتراط فوریت کی بنا پر اوسکا حق شفعہ سے باطل ہوجائیگا اور اگر کوئی
شخص زمین کے ساتھ کسی مکان مشترک کو بھی خرید کرے بعد ازان وہ مکان منہدم یا معیوب
ہوجائے پس اگر انہدام یا عیب مشتری کے فعل سے یا قبل مطالبہ اوسکے فعل سے حادث
ہوا ہو تو شفیع کو مال مبیع کا مجموع قیمت کے عوض اخذ کرنا یا چھوڑ دینا صحیح ہوگا اور اوسکا تاوان
مشتری سے متعلق نہوگا اور جبکہ کسی عمارت شکستہ مین وقت بیع کچھ آلات منہدمہ (تاتم) ہون
تو اونکے اخذ کرنے کا استحقاق بھی شفیع کو حاصل ہوگا خواہ مال مبیع مین باقی ہون یا اوس سے
کسی دوسری جگہ پر منتقل کر دیئے گئے ہون کیونکہ صورت مذکورہ مین بیع کے اوس قیمت معینہ
کا کوئی حصہ آلات بنا کے لیے بھی مفروض ہی جسکے عوض کہ شفیع نے مال مبیع کو بذریعہ شفعہ اخذ
کیا ہی اور اگر وہ عیب مطالبہ شفیع کے بعد خود مشتری کے فعل سے حادث ہوا ہو تو قیمت
عیب کا مشتری ضامن ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ ضامن نہوگا اسلیے کہ شفیع
فقط مطالبہ کرنے سے مال مبیع کا مالک نہین ہوجاتا بلکہ اوسکے اخذ کر لینے کے بعد مالک
ہوتا ہی لکن قول اول (مشتری کا ضامن ہونا) اشبہ ہی اور اگر مشتری مال مبیع مین کوئی
درخت لگائے یا اوسپر کوئی مکان بنائے بعد ازان شفیع اپنے حق شفعہ کا مطالبہ کرے
پس اگر مشتری اپنے درختون کے اوکھاڑنے یا اپنے مکان کے منہدم کرنے پر راضی ہوجائے
تو اوسکو اختیار ہوگا اسلیے کہ وہ درخت یا مکان اوسکی ملک ہی اور
صورت مذکورہ مین مشتری پر زمین کا ہموار کرنا واجب نہوگا اسلیے کہ تصرف مذکور

المشتري فطالبه الشفيع بحقه فان اختار المشتري قلعه فله ذلك ولا يجب عليه اصلاح الحفر

(درخت کا اوکھاڑ ڈالنا اور مکان کا منہدم کردینا) اوسکی ملک مین واقع ہوا ہو لہذا اوسکا ضامن ہوگا اور شفیع کو مال مبیع کا مجموع قیمت کے عوض اخذ کرنے یا چھوڑ دینے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر مشتری اپنے درخت کے اوکھاڑنے یا مکان کے دور کرنے سے انکار کرے تو شفیع کو بہ رضائے مشتری درخت وبناء کے بعوض ارش صحیح ومعیب کی قیمت کا تفاوت مال مبیع سے دور کرنے اور مطالبہ شفعہ کے چھوڑ دینے مین اختیار حاصل ہوگا اور اسیطرح اوسکو رضائے مشتری سے درخت وبناکی بعوض قیمت اخذ کرنے اور مطالبہ شفعہ کے ترک کرنے مین بھی اختیار حاصل ہوگا اور جبکہ مال مبیع مین کوئی نماء (زیادتی) متصل حادث ہو جو حق شفعہ مین بہ تبعیت اصل داخل ہوتی ہو جیسے خرمہ کا وہ درخت صغیر جو زمین کے ہمراہ خرید کیا گیا ہو بعدازان درخت کبیر ہوجائے یا کسی دوسرے درخت کا چھوٹا پودہا اوسکے ہمراہ خرید کیا جائے بعدازان درخت عظیم ہوجائے تو شفیع کو اوسکے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ بمنزلہ جزو درخت ہو لہذا اتصال حکم مین اپنی اصل کا تابع ہوگا اور اگر کوئی نماء منفصل حادث ہو جیسے مکان کی سکونت یا درخت کا میوہ تو وہ مشتری کا مال ہوگا اور اگر مشتری کے خرید کرنے کے بعد درخت خرما باردار ہوجائے اور شفیع مال مبیع کو قبل تابیر (نر درخت خرما کے شگوفہ کا مادہ درخت خرما پر داخل کرنا) اخذ کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ شگوفہ کا استحقاق شفیع کو حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ (شگوفہ) درخت خرما کی شاخ کا حکم رکھتا ہو جو تابع اصل ہو اور اس حکم کا فقط عقد بیع کے ساتھ مخصوص ہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور شفعہ کا بیع سے ملحق کرنا دخل قیاس ہو جو ہمارے مذہب مین باطل ہو اور اگر کوئی شخص دو مکانون مین سے دو مشترک حصون کو فروخت کرے پس اگر دونون مکانون کا شفیع ایک ہی شخص ہو اور دونون مکانون مین سے شفعہ کو اخذ کرے

وبین التنازل عن الشفعة واذا رضاء المشتری زاد ما یدخل ویکون له مع فی الشفعة الغراس والبناء بتبعا کالولدی وبین بذل بقیمة المتجدد مع الاصل ودفع الارش فیصیر بینهما بین ازالته وان الغرس من الشفیع عینا الشجر فیعظم من الاولة کان فالزیادة للشفیع ان عقد المشتری آمتا النماء الثمن او بدلع المنفصل یاخذ بحمل کالثمرة والشفیع ان السکنی الدار وثمرة النخل فهو للمشتری ولو حمل بعد النخل بعد الابتیاع فاخذه الشفیع قبل التابیر قال الشیخ رحمه الله الطلع للشفیع لانه بحکم السعف وهو اشبه بالاصل ولا یقال فی الحکم اختصاص بالبیع وتعدیته الی الشفعة من باب القیاس ولو باع شقصین من دارین فللشفیع اخذهما

یا دونون کو چھوڑ دے تو جائز ہوگا اور اسیطرح اگر ایک مکان کی شفعہ کو اخذ کرے اور
دوسرے مکان کی شفعہ کو عفو کرے تب بھی جائز ہوگا اور اگر ایک ہی مکان مین سے
بعض حق کو اخذ کرے اور بعض کو ترک کرے تو جائز نہوگا اسلیے کہ یہ تبعیض صفقہ کو مستلزم ہی
جس مین مشتری کا ضرر لازم آتا ہی اور اگر اس قیمت کا مالک غیر ہونا ثابت ہو جسکو
مشتری نے حوالہ بائع کیا ہی پس اگر یہ شرا (خرید) کسی عین مال پر واقع ہوئی ہی تو استحقاق
شفعہ حاصل نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین عقد بیع باطل ہوگا اور شفعہ کا استحقاق
عقد بیع کی صحت پر متفرع ہوتا ہی اور اصل کا باطل ہونا ابطال فرع کو مستلزم ہی اور اگر
یہ شرا (خرید) ما فی الذمہ (وہ مال کلی وغیر متعین جو ذمہ مشتری سے متعلق ہو) پر واقع
ہو تو استحقاق شفعہ ثابت ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین عقد بیع صحیح ہی اگرچہ اوس
عین مال کا مالک غیر ہونا ثابت ہو جو مشتری نے بائع کے حوالہ کیا ہی اور اگر اوس قیمت کا
مالک غیر ہونا ثابت ہو جسکو شفیع نے حوالہ مشتری کیا ہی تو اوسکا حق شفعہ دونون
خواہ عین مال
تقدیرون پر باطل نہوگا اسلیے کہ شفیع کو اخذ شفعہ کا استحقاق محض عقد بیع سے حاصل ہو چکا ہی
یعنی عوض معین اخذ کرے یا ما فی الذمہ کے
اور قیمت کے دینے کو اوسمین کوئی مدخلیت نہین ہی اور اگر مال مبیع مین کوئی عیب
ظاہر ہو اور مشتری اوسکی ارش کو بائع سے اخذ کرے تو شفیع کو مال مبیع کا اوس
قیمت کیساتھ اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا جو اخذ ارش کے بعد باقی رہے اور اگر مشتری اوسکے
ارش کا بائع سے مطالبہ نکرے بلکہ مبیع معیب ہی کا امساک (روک لینا) کرے تو شفیع
کو مال مبیع کا مجموع قیمت کے ساتھ اخذ کرنا یا حق شفعہ کا ترک کرنا صحیح ہوگا اور اوسکو
مقدار ارش کا ساقط کرنا اور فقط ما بقی کے عوض مین مال مبیع کا اخذ کرنا صحیح نہوگا
کیونکہ قیمت بیع سے وہی مال مراد ہوتا ہی جسپر کہ عقد بیع واقع ہوتا ہی اور ما بقی پر عقد بیع

واقع نہین ہوا اور اس مقام پر چھ مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر شفیع سے
مشتری بیان کرے کہ مین نے نصف مبیع کو سو درہمون کے عوض خرید کیا ہی اور وہ
(شفیع) مطالبہ شفع کو ترک کرے بعد ازان مشتری کا ربع مبیع کو پچاس درہمون کے عوض
خرید کرنا ظاہر ہو تو اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اگرچہ وجوب فوریت کے قائل بھی ہون
اوراسیطرح اگر مشتری بیان کرے کہ مین نے ربع مبیع کو پچاس درہمون کے عوض خرید کیا ہی
اور وہ مطالبۂ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان مشتری کا نصف مبیع کو سو درہمون کے
عوض خرید کرنا ظاہر ہو تو تب بھی اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ کبھی شفیع کے پاس ثمن
زائد موجود نہین ہوتی اور اسیوجہ سے مطالبہ کو ترک کر دیتا ہی اور کبھی شفیع کو مبیع ناقص
کیطرف رغبت نہین ہوتی اور اسیوجہ سے مطالبہ نہین کرتا پس درصورت مذکورہ شفیع کا
مطالبہ شفع کو ترک کرنا دخل تقصیر نہوگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ شفیع کو حصۂ مشاع کے فروخت
ہونے کی خبر معلوم ہو اور وہ اس خبر کو سُنکر کہے اخذت بالشفعۃ (مین نے مال بیع کو
بواسطہ شفعہ اخذ کیا) پس اگر اوسکو قیمت بیع کی مقدار معلوم ہو تو اوسکا اخذ کرنا صحیح ہوگا والا
صحیح نہوگا اسلیے کہ کسی مال کے بواسطۂ شفعہ اخذ کرنے کی مشروعیت اوسیوقت ثابت ہی جب کہ
شفیع کو قیمت مبیع معلوم ہو اور اگر شفیع کہے اخذت بالثمن بالغا ما بلغ (مین نے مال
مبیع کو بواسطہ شفع اوس قیمت پر اخذ کیا جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا ہی خواہ وہ قیمت زائد ہو یا ناقص
تب بھی مجہول ہونے کی وجہ سے صحیح نہوگا تاکہ دھوکا اوٹھانے اور فریب کھانے سے
خلاصی ہووے **تیسرا مسئلہ** شفیع پر قیمت کا اوّلاً (مبیع پر قبضہ کرنے سے قبل)
حوالہ مشتری کرنا واجب ہی اور اگر شفیع انکار کرے تو مشتری پر مال مبیع کا اوسوقت تک
حوالہ شفیع کرنا لازم نہوگا جبتک کہ وہ اوسکی قیمت پر قبضہ نکرے **چوتھا مسئلہ** اگر شفیع کو

مشتری کے متعدد (جیسے دو یا تین) ہونے کی خبر معلوم ہو اور وہ مطالبہ شفعہ کو ترک کرے
بعد ازان مشتری کا واحد ہونا ظاہر ہو یا شفیع کو مشتری کے واحد ہونے کی خبر معلوم ہو اور
وہ مطالبہ شفعہ کو ترک کرے بعد ازان مشتری کا متعدد ہونا ظاہر ہو یا شفیع کو مشتری کا
اپنے نفس کے لیے خرید کرنا معلوم ہو اور وہ مطالبہ کو ترک کرے بعد ازان اوس کا کسی
دوسرے شخص کے لیے خرید کرنا ظاہر ہو یا شفیع کو مشتری کا کسی دوسرے شخص کے لیے
خرید کرنا معلوم ہو اور وہ مطالبہ کو ترک کرے بعد ازان اوسکا اپنے نفس کے لیے خرید کرنا
ظاہر ہو تو ان جملہ صورتون مین شفیع کا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ اسمین اغراض مختلف
ہوا کرتے ہین **پانچوان مسئلہ** جبکہ زمین مبیع کسی ایسی زراعت کے ساتھ مشغول ہو جسکا
باقی رکھنا واجب ہو تو شفیع کو زمین مذکورہ کے بواسطہ شفعہ فی الحال اخذ کرنے اور تا وقت
درو (کھیتی کا کٹنا) صبر کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکی زمین کے
فی الحال اخذ کرنے مین غرض صحیح موجود ہے کہ وہ انتفاع بالمال ہے اور جبتک کہ زمین مذکورہ
زراعت کے ساتھ مشغول ہے اوسوقت تک اوس سے کسی نفع کا حاصل کرنا متعذر ہے
اور آیا اخذ زمین مین تاخیر کرنے کے ساتھ بھی حق شفعہ باقی رہسکتا ہے یا نہین اس مین تردد ہے
اس لیے کہ حق شفعہ کے اخذ کرنے مین فوریت لازم ہے اور تاخیر کرنا اوسکے منافی ہے
چھٹا مسئلہ جبکہ شخص بائع شفیع سے اقالہ بیع (عقد بیع کا فسخ کرنا) کا سوال کرے اور وہ
اوسکی خواہش کے موافق اقالہ کر دے تو صحیح نہوگا اسلیے کہ عقد بیع کے اقالہ کرنے کا
فقط بائع و مشتری کو اختیار ہوتا ہے لہذا فقط اونھین دونون کا اقالہ صحیح ہوگا اور
اونکے علاوہ (جیسے بائع و شفیع) کسی کا اقالہ کرنا صحیح نہین ہے **مقصد چہارم** اون
لواحق کے بیان مین ہے جو کسی مال کے بواسطہ شفعہ اخذ کرنے سے متعلق ہین اور اوسمین کئی

مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی ایسے مال کو بقیمت موجلہ (جسکے ادا کرنے کی مدت معین ہو) خرید کرے جسمین کہ حق شفعہ ثابت ہوتا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ شفیع کو مال مذکور کا قیمت معینہ کے ساتھ عاجلاً (مدت مقررہ کے گذرنے سے قبل) اخذ کر لینا صحیح ہو اور اوسکو مطالبہ شفعہ مین تا مدت معینہ تاخیر کرنا اور انقضائے مدت کے بعد اوسکی قیمت مقررہ کے ساتھ اخذ کرنا بھی جائز ہی اور کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ شفیع کو مال مذکور کا عاجلاً اخذ کرنا لازم ہوگا اور اوسکی قیمت مقررہ تا وقت عدم اوسکے ذمہ باقی رہیگی جسکا حلول مدت کے بعد حوالہ مشتری کرنا واجب ہوگا اور اگر شفیع مذکور مالدار نہو تو مشتری کو اوس سے ضامن مال کا طلب کرنا صحیح اور شفیع کو اوس کا مشتری کے لیے مقرر کر دینا لازم ہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اسلیے کہ حق شفعہ کا مطالبہ فوری ہی اور تا مدت معینہ اوسمین تاخیر کرنا فوریت کے منافی ہی اور شفیع پر قیمت کا قبل مدت حوالہ مشتری کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ شفیع پر اوس قیمت کا حوالہ مشتری کرنا لازم ہوتا ہی جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا ہو اور صورت فرض مین قیمت موجلہ پر عقد واقع ہوا ہی لہذا اوسی کا حوالہ کرنا لازم ہوگا او قیمت حالہ کا دفع کرنا واجب نہوگا

دوسرا مسئلہ جناب شیخ مفید اور جناب سید مرتضیٰ علیہما الرحمہ نے فرمایا ہی کہ حق شفعہ سے میراث متعلق ہوتی ہی اور شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ حق شفعہ سے میراث متعلق نہین ہوتی ہی اور اس قول مین اونھون نے روایت طلحہ بن زید پر اعتماد کیا ہے اور وہ (طلحہ بن زید) تبری (وہ شخص جو امامت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کا قائل ہو) ہی جسکی روایت قابل اعتبار نہین ہی اور قول اول (حق شفعہ کا متعلق میراث ہونا) اشبہ ہی اسلیے کہ آیہ میراث کا عموم محل فرض کو بھی شامل ہی کیونکہ آیہ شریفہ

کل ماترک کے داخل ارث ہونے پر دلالت کرتی ہی جس مین حق شفعہ بھی مندرج ہی **تیسرا مسئلہ** حق شفعہ مین بھی اوسیطرح میراث جاری ہوتی ہی جسطرح کہ مال مین جاری ہوتی ہی اسلیے کہ شفعہ بھی حقوق مالیہ مین داخل ہی پس اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور ایک مولود کو وارث چھوڑے تو اوسکی زوجہ کو مال مشفوع (جس مین شفعہ ثابت ہوئی ہی) کے ثمن (آٹھوان حصہ) کا اور اوسکے مولود کو باقی کا استحقاق ہوگا اور اگر منجملہ ورثہ ایک شخص اپنے حصہ کو عفو کرے تو حق شفعہ ساقط نہوگا اور اون ورثہ کو مجموع شفعہ کے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا جنھون نے کہ عفو نہین کیا اور اس قول مین تردد ضعیف ہی اس لیے کہ ایک وارث کے ساقط کر دینے سے مجموع شفعہ کا ساقط ہوجانا بھی محتمل ہی اسلیے کہ وارث اپنے مورث کا قائم مقام ہوتا ہی اور مورث کا بعض حق کو ساقط کر دینا بعض آخر کے سقوط کو بھی مستلزم ہوتا ہی تا کہ تبعیض صفقہ لازم نہ آئے اگرچہ ایک شریک کے ساقط کرنے سے کل شفعہ ساقط نہو اور دوسرے شریک کو مجموع شفعہ کے اخذ کرنے اور ترک کر دینے مین اختیار حاصل رہے اور اس تردد کے ضعیف ہونے کیوجہ یہ ہی کہ شرکاء ارث بھی اصل شفعہ کے شرکاء کی مثل ہوتے ہین اور ہر ایک کا حق بعض مال سے متعلق ہوتا ہی لہذا ایک وارث کے ساقط کرنے سے مجموع شفعہ ساقط نہوگا اور شرکاء ارث کا اونکے مورث پر قیاس کرنا صحیح نہین ہی اسلیے کہ اوسکا حق مجموع من حیث ہو مجموع سے متعلق ہوتا ہی اور ابعاض سے متعلق نہین ہوتا پس اوسکا بعض حق کو عفو کرنا مجموع حق کے عفو کرنے کو مستلزم ہوگا **چوتھا مسئلہ** اگر شفیع اپنے حصہ کو حق شفعہ پر مطلع ہونے کے بعد کسیکے ہاتھ فروخت کر دے تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکا حق شفعہ باطل ہوجائیگا اسلیے کہ شفیع کو شفعہ کا استحقاق اوسکے حصہ کیوجہ سے حاصل ہوتا ہی لہذا اوسکے

الثالثة وهي تورث كالاموال فلو ترك زوجة وولدا فللزوجة الثمن وللولد الباقي ولو عفا احد الوراث عن نصيبه لم تسقط وكان للباقين اخذ الجميع وفيه تردد ضعيف

الرابعة اذا باع الشفيع نصيبه بعد العلم بالشفعة قال الشيخ سقطت شفعته لان الاستحقاق بسبب النصيب

فروخت ہوجانے سے استحقاق شفعہ بھی برطرف ہو جائیگا لکن اگر اپنے حصّہ کو ثبوت شفعہ پر
مطلع ہونے کے قبل فروخت کردے تو اوسکا حق شفعہ ساقط نہوگا اسلیے کہ شفعہ کا استحقاق
اوسکو قبل بیع حاصل ہوچکا ہو اور اگر قائل ہون کہ شفیع کو دونون صورتون (قبل علم و بعد علم)
مین اخذ شفعہ کا استحقاق حاصل نہوگا تو خوب ہو اسلیے کہ اوسکے استحقاق کا جو
سبب تھا وہ زائل ہوچکا جس مین قبلیت و بعدیت علم بالشفعہ کو کوئی دخل نہین ہو
اور اسمقام مین قول شیخ علیہ الرحمہ کی بنا پر ایک تفریع کا ذکر کیا جاتا ہو اگر کوئی شریک
(زید) اپنے حصّہ کو کسی (عمرو) کے ہاتھ فروخت کردے اور خیار فسخ کی مشتری (عمرو)
کے لیے شرط ہوجائے بعد ازان شفیع (بکر) اپنے حصّہ کو کسی شخص (خالد) سے کے ہاتھ
فروخت کردے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ شفعہ کا استحقاق مشتری اول (عمرو) کو
حاصل ہوگا اسلیے کہ خیار فسخ فقط مشتری کو حاصل ہوتا تو مال مبیع کا انتقال فقط عقد بیع
کیوجہ سے مشتری کیطرف متحقق ہوگا اور اگر خیار فسخ فقط بائع (زید) یا اون دونون (بائع
و مشتری) کے لیے شرط ہوجائے تو شفعہ کا استحقاق فقط بائع اول کو حاصل ہوگا اسلیے
کہ جب خیار فسخ فقط بائع یا اون دونون کو حاصل ہوتا ہو تو مال مبیع کا انتقال مدت
خیار کے منقضی ہوجانے کے بعد متحقق ہوتا ہو اور فقط عقد بیع کی وجہ سے متحقق
نہین ہوتا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص حصّہ مشترک کو مرض الموت مین اپنے کسی وارث
کے ہاتھ فروخت کرے اور اوسمین محابات (کسی شی کا ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرنا)
واقع کرے مثلاً دوسو درہم کے مال کو سو درہمون کے عوض مین فروخت کرے) پس اگر
میت کے ثلث متروکہ مین مقدار محابات کی گنجایش ہو تو بیع مذکور صحیح ہوگی اور شریک
کو حصّہ مذکورہ کا بواسطہ شفعہ اوس قیمت کے عوض اخذ کرلینا صحیح ہوگا جسپر کہ عقد بیع واقع

شرط الخیار للمشتری ثم جاء الشفیع حیث قال الشیخ الشفعۃ للمشتری الاول لان الانتقال یتحقق بالعقد ولو کان الخیار للبائع او لہما فالشفعۃ للبائع الاول بناء علی ان الانتقال لا یحصل الا بانقضاء الخیار

خیرۃ فی قولہ رحمہ اللہ لو باع الشریک الخ و لو قیل لیس لہ الاخذ فی الصورتین کان حسنا لان السبب زال سابق علی البیع الا ان یقال لا یعلم لہ تحقق سقوط الشفعۃ قبل ان ییأس او باع قبل

السادسۃ لو باع شقصا فی مرض الموت من وارث و حابی فان خرج من الثلث صح و کان الشریک ان یاخذ بالشفعۃ

ہو اہو اور اگر ثلث متروکہ مین اوسکی گنجایش نہو تو بائع مریض کیطرف سے حصہ مذکورہ مین فقط اوسقدر مال کی بیع صحیح ہوگی جو ثمن مثل کے مقابل واقع ہوا اور اوسقدر مال کی محابات صحیح ہوگی جسکی کہ ثلث متروکہ گنجایش رکھتا ہو بشرطیکہ اوسکے ورثہ اجازت ندین اور شفیع کو مجموع ثمن کے ساتھ اوسکے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا پس اگر حصہ مذکورہ کی قیمت دوسو درہم فرض کیے جائین اور مریض اوسکو سو درہم کے عوض فروخت کرے اور اوسکے پاس حصہ مذکورہ کے سوا کوئی دوسرا مال نہو تو اوسکے پانچ سدس (یعنی نصف و ثلث) مین بیع صحیح ہوگی اور اوس سدس مین باطل ہوگی جسکے مقابل ثمن کا کوئی حصہ واقع نہین ہوا اور شفیع کو اوسکے پانچ سدس کا کل ثمن کے مقابل بذریعہ شفعہ اخذ کرنا صحیح ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مریض مذکور کی بیع اوسکے مجموع حصہ مین اصل متروکہ سے نافذ ہوگی اور شفیع کو مجموع حصہ کا بذریعہ شفعہ اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اس قول کا مبنی یہ ہے کہ مریض کے تصرفات منجزہ (جو بعد موت پر معلق نکیے جائین) اوسکے اصل متروکہ مین نافذ ہوتے ہین **چھٹا مسئلہ** جبکہ مشتری شفیع سے ترک شفعہ پر صلح کرے تو صحیح ہوگی اور اوسکا حق شفعہ باطل ہوجائیگا اسلیے کہ وہ حق مالی (وہ حق جو مال سے متعلق ہو اور بدن سے متعلق نہو) ہے لہذا اوسمین صلح نافذ ہوگی **ساتوان مسئلہ** جبکہ بابین بائع و مشتری کسی حصہ مشترک کی خرید و فروخت واقع ہو اور شفیع نے بائع کیطرف سے عہدہ مبیع کی یا مشتری کی جانب سے عہدہ ثمن کی ضمانت کی ہو یا بائع و مشتری نے شفیع کے لیے خیار فسخ کی شرط کی ہو تو اسکی وجہ سے حق شفعہ کا استحقاق ساقط نہوگا اور اسیطرح اگر شفیع اون دونون (بائع و مشتری) مین سے ایک شخص کے لیے وکیل ہوجائے تب بھی حق شفعہ ساقط نہوگا اسلیے کہ شفیع کا عقد بیع پر رضی ہونا حق شفعہ کے ساقط کردینے پر دلالت نہین کرتا کیونکہ حق شفعہ عقد بیع کی

صحت پر مترتب ہوتا ہو پس عقد بیع پر راضی ہونا اوسکے اسقاط کو مقتضی ہوگا اور سمین
تردد ہو اسلیے کہ شفیع کا ضامن یا وکیل ہونا یا خیار فسخ کو قبول کر لینا عقد بیع کے ساتھ
راضی ہونے کی امارت (علامت) ہے آٹھوان مسئلہ جبکہ شفیع مال مبیع کو بذریعہ شفعہ اخذ
کرے بعد ازان شفیع کو اوسکا ایسے عیب کے ساتھ معیوب ہونا معلوم ہو جو عقد بیع کے
قبل و سمین موجود تھا پس اگر شفیع و مشتری دونون اوسکے عیب کو جانتے ہون تو ان دونون
کے سیکو اوسکے واپس کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر وہ دونون اوسکے عیب کو نجانتے ہون
پس اگر شفیع اوسکو مشتری کیطرف رد کرے تو مشتری کو بائع کیطرف مال مبیع کے واپس کرنے
اور اخذ ارش (وہ مقدار تفاوت جو صحیح و معیب کی قیمت مین حاصل ہو) کے ساتھ رکھ لینے مین
اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسنے مال مبیع مین کوئی تصرف نہین کیا اگرچہ اوسنے ملک مشتری سے
منتقل ہونے کے بعد اوسکی طرف پھر عود کیا ہو اور اگر شفیع اوسکو واپس نکرے بلکہ اوسکے اخذ
کرنے کو اختیار کرے تو مشتری کو عقد بیع کے فسخ کرنیکا اختیار حاصل نہوگا اسلیے کہ مال مبیع
اوسکے قبضہ سے خارج اور ملک شفیع مین داخل ہو چکا اور آیا اس صورت مین مشتری کو بائع
سے اخذ ارش (مقدار تفاوت) کا بھی اختیار حاصل ہوگا یا نہین پس جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ
نے فرمایا ہو کہ مشتری کو بائع سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکو شفیع سے وہ مجموع قیمت
وصول ہو چکی ہو جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا تھا اور اگر قائل ہون کہ مشتری کو بائع سے ارش کا
مطالبہ کرنا صحیح ہوگا تو خوب ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین مشتری نے بائع سے اپنے پورے
حق کا استیفا نہین کیا اور جو قیمت کہ اوسکو شفیع سے حاصل ہوئی ہو اوسکا حق مشتری سے
ناقص ہونا مفروض ہو لہذا بقیہ حق کے مطالبہ کرنے کا کوئی مانع نہین ہو اور اسیطرح اگر شفیع
مال مبیع کے عیب پر اطلاع ہو اور مشتری کو اطلاع نہو تب بھی یہی حکم ہوگا یعنے شفیع اور

مشتری دونون کو واپس کرنیکا اختیار نہوگا اسلیے کہ شفیع اوسکو جانتا تھا اور مشتری کے
قبضہ سے مال مبیع خارج ہوچکا اور اگر مشتری کو مال مبیع کا معیوب ہونا معلوم ہوا اور شفیع کو
اوسپر اطلاع نہو تو شفیع کو مال مبیع کے واپس کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ جاہل تھا
اور مشتری کو بائع سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اس لیے کہ وہ عالم تھا **نوان مسئلہ**
جبکہ کوئی شریک اپنے حصہ مشاع (مشترک وغیر منقسم) کو ایسے مال معین کے عوض مین فروخت
کرے جو مثل نرکھتا ہو جیسے غلام پس اگر قائل ہون کہ ثبوت شفعہ مین مال مبیع کی قیمت کا مثلی
ہونا شرط ہی اور غیر مثلی مین حق شفعہ ثابت نہین ہوتا تو کوئی بحث نہین ہی اور اگر قائل ہون
کہ غیر مثلی مین بھی شفعہ ثابت ہوتا ہی اور شفیع پر اوسکی قیمت کا حوالہ مشتری کرنا واجب ہوتا ہی
پس اگر شفیع صورت مذکورہ مین مالِ مبیع کو قیمتِ غلام کے عوض اخذ کرے بعد ازان غلام مذکور
(جو ثمن مبیع ہی) مین کوئی عیب ظاہر ہو تو بائع کو اوس غلام کا مشتری پر رد کرنا اور مال مبیع کی
قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا بشرطیکہ غلام مذکور مین بائع کے پاس کوئی ایسا امر حادث نہوا ہو
جو اوسکے رد کرنیکا مانع ہوا اور بائع کو شفیع سے مال مبیع کے واپس لینے کا استحقاق حاصل نہوگا
اسلیے کہ بیع صحیح کے بعد جو فسخ حاصل ہوتا ہی وہ حق شفعہ کو باطل نہین کرسکتا پس اگر مال مبیع
کسی ملک جدید کیوجہ سے مشتری کیطرف عود کرے مثلاً شفیع اوسکو مشتری کے لیے ہبہ کردے
یا بواسطۂ ارث اوسکی طرف منتقل ہو تو مشتری کو بائع پر اوسکے رد کردینے کا استحقاق حاصل
نہوگا اور اسیطرح اگر مال مبیع کو بائع طلب کرے تو مشتری پر اوسکی اجابت لازم نہوگی
اسلیے کہ شارع علیہ السلام نے اوسکی قیمت کو قبل ازین اوسکا بدل قرار دیا تھا لہذا اوسی کا
استصحاب کیا جائیگا اور اون دونون مین سے کسیکو اوسکے باطل کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر
اس حال مین مال مبیع کی قیمت کا غلام کی قیمت سے کم ہونا ظاہر ہو تو آیا شفیع کو مشتری سے

ولو علم المشتري دون الشفيع كان للشفيع الرد **التاسعة** اذا باع الشقص بعوض معين لا مثل له كالعبد فان قلنا لا شفعة فلا بحث وان اوجبنا الشفعة بالقيمة فاخذه الشفيع وظهر في الثمن عيب كان للبائع رده والمطالبة بقيمة الشقص اذا لم يحدث عنده ما يمنع الرد ولا يسترجع الشقص لان الفسخ المتعقب للبيع الصحيح لا يبطل الشفعة ولو عاد الشقص الى المشتري بملك مستأنف كالهبة او الميراث لم يملك رده على البائع ولو طلبه البائع لم يكن للمشتري اجابته ولو كانت قيمة الشقص والشفعة اقل من قيمة العبد هل يرجع الشفيع

تفاوت قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا صحیح نہونا اشبہ ہی اسلیے کہ شفیع
کو مال مبیع کا اوسی قیمت کے ساتھ اخذ کرنا صحیح ہی جسپر کہ عقد بیع واقع ہوا ہی اور صورت فرض مین
مال مشاع کی بیع غلام کے ساتھ واقع ہوئی ہی لہذا شفیع پر غلام مذکور کی قیمت کا حوالہ مشتری کرنا
معین ہوگا اگرچہ وہ قیمت مال مبیع کی قیمت سوقیہ سے زائد ہو اور اگر مال مبیع ہنوز قبضۂ مشتری
مین موجود ہو اور شفیع نے اوسکو اخذ نکیا ہو اور غلام مذکور (جو ثمن مبیع ہی) کو اوسکا بائع کسی
عیب کیوجہ سے مشتری پر رد کرے تو اوسکو شفیع کا مال مبیع کے اخذ کرنے سے منع کرنا صحیح
نہوگا اسلیے کہ اوسکا حق اسبق ہی پس شفیع کو مال مبیع کا غلام مذکور کی اوس قیمت کے ساتھ اخذ
کرنا جائز ہوگا جو حالت صحت مین قرار پائے اسلیے کہ عقد بیع اوسی قیمت کو مقتضی ہی کیونکہ
غلام صحیح پر بیع ہوئی ہی اور غلام معیب پر نہین ہوئی اور بائع کو مشتری سے مال مبیع کی قیمت کے
مطالبہ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ غلام مذکور کی قیمت سے زائد بھی ہو اور اگر غلام مذکور
بائع کے پاس کوئی ایسا امر حادث ہو جائے جسکی وجہ سے اوسکا رد کرنا ممتنع ہو تو بائع کو مشتری
سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور مشتری کو شفیع سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا درصورتیکہ
شفیع نے مال مبیع کو غلام صحیح کی قیمت کے عوض مین اخذ کیا ہو دسوان مسئلہ اگر کوئی مکان
دو شخصون مین مشترک ہو اور اون دونون مین سے ایک شخص حاضر اور دوسرا غائب ہو اور
غائب کے حصہ پر کوئی تیسرا شخص قابض ہو اور حصۂ غائب کو فروخت کر دے اور اوسکی
اجازت کے حاصل ہونیکا مدعی ہو تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ
شفعہ ثابت ہوگا اور شاید کہ شفعہ کا ثابت نہونا اشبہ ہو اسلیے کہ استحقاق شفعہ ثبوت بیع کا
تابع ہی اور فقط قابض کے دعوے سے بیع کا ثبوت نہین ہو سکتا پس اگر صورت مذکورہ
مین قول قابض کی بنا پر ثبوت شفعہ کا حکم کیا جائے بعد ازان شخص غائب حاضر ہو اور قابض کی

کی تصدیق کرے تو کوئی بحث نہین ہی اور اگر اوسکی تکذیب کرے تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا
اور اوسکو مال بیع کا شفیع سے واپس لینا صحیح ہوگا اور اوسکو وقت قبضہ سے وقت رد تک
اپنے حصہ کی اجرت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا پس اوسکو اختیار ہی خواہ بائع سے اجرت کا مطالبہ
کرے اسلیے کہ وہ سبب اتلاف (ضائع کرنا) ہی خواہ شفیع سے مطالبہ کرے اسلیے کہ وہ
مباشر اتلاف ہی پس اگر اوسنے اپنے حصہ کی اجرت کا مدعی وکالت سے مطالبہ کیا تو وکیل کو
شفیع پر رجوع کرنیکا استحقاق نہوگا اور اگر اوسنے شفیع سے مطالبہ کیا تو شفیع کو وکیل پر
رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسنے شفیع کو فریب دیا ہی اور اس مقام پر شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے
کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ اگر مدعی وکالت سے مالک مال اپنے حصہ کی اجرت کا
مطالبہ کرے تو مدعی وکالت کو شفیع کیطرف رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ تلف مال کو اوسی کے
قبضہ مین استقرار ہوا ہی اور سبب اتلاف سے مباشر اتلاف اقوی ہوتا ہی اور یہ قول ضعیف ہی
اس لیے کہ اس مقام پر مباشر اتلاف سے سبب اتلاف اقوی ہی کیونکہ مباشر کی قوت کو
سبب اتلاف کی قوت فریب نے ضعیف کردیا ہی اور قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے
موافق ہی اور اگر کوئی شخص کسی مال مشترک کو سو درہمون کے ساتھ خرید کرے اور اونکے
عوض مین ایسی متاع بائع کے حوالہ کرے جسکی قیمت دس درہم ہون تو شفیع پر سو درہمون کا
تسلیم کرنا یا حق شفعہ کا ترک کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ شفیع کو اوس ثمن کے ساتھ مال بیع کے
اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوتا ہی جسکو کہ عقد بیع متضمن ہو اگرچہ وقوع عقد کے بعد بائع بعوض
قیمت ایسے مال پر راضی ہو جائے جو اوس سے کم ہو اور اس مقام پر منجملہ لواحق اون امور کا
ذکر کیا جاتا ہی جنسے کہ حق شفعہ باطل ہوجاتا ہی اور ترک مطالبہ سے حق شفعہ باطل ہوجاتا ہی
بشرطیکہ شفیع کو ثبوت شفعہ پر اطلاع حاصل ہو اور کوئی عذر نرکھتا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہی

شفیع جبتک حق شفعہ کے ساقط کردینے کی تصریح نکریگا اوسوقت تک وہ باطل نہوگا اگرچہ مدت دراز
گذرجائے لکن قول اول اظہر (موافق فتوی) ہی اسلیے کہ ثبوت شفعہ خلاف اصل ہی اور اوسکا علی الفور
ثابت ہونا قدر متیقن ہی لہذا اوسی پر اقتصار کرنا لازم ہوگا علاوہ برین اخذ شفعہ مین فوریت
کا شرط ہونا اخبار معتبرہ سے مستفاد ہوتا ہی اور اگر کوئی شخص حق شفعہ کو قبل بیع ساقط کردے تو
وقت بیع باطل نہوگا اسلیے کہ ثبوت شفعہ کا وقت یہی ہی اور ادلہ شفعہ کے اطلاق مین محل فرض
بھی داخل ہی اور اوسکا قبل بیع ساقط کردینا اوس حق کے ابطال کو مستلزم ہی جو ہنوز ثابت
نہین ہوا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ شفیع کا حق شفعہ کو قبل بیع ساقط کردینا رضا بالبیع
(عقد بیع کے ساتھ راضی ہونا) پر دلالت کرتا ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص عقد بیع مین شاہد ہو
یا مشتری خواہ بائع کو مبارکباد دے یا مشتری کو خرید کرنے کی یا بائع کو فروخت کرنے کی
اجازت دے تب بھی اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اسلیے کہ امور مذکورہ کا شفیع سے
صادر ہونا اسقاط قبل البیع (عقد کے قبل باطل کرنے) سے ابلغ نہین ہی پس جبکہ اصل حق کے ساقط کرنے
سے (جس مین ابطال حق کی تصریح ہی) اوسکا استحقاق ساقط نہوا تو امور مذکورہ سے بدرجہ اولی
ساقط نہوگا کیونکہ ان امور مین اسقاط حق کی تصریح نہین ہی لکن اس صورت مین بھی صورت سابقہ
کیطرح تردد و اشکال ہی کیونکہ امور مذکورہ بھی رضا بالبیع پر دلالت کرتے ہین اور اگر شفیع کو
کسی ایسے طریقہ سے عقد بیع کے واقع ہونے کی خبر ہونچے جس سے نظر شارع علیہ السلام مین
اوسکا ثبوت ممکن ہو (جیسے تواتر یا شہادت عدلین) اور باوجود اسکے حق شفعہ کا مطالبہ
نکرے اور کہے کہ مجھکو وقوع بیع کا یقین نہین ہی تو اوسکا حق شفعہ باطل ہوجائیگا
اور اوسکا عذر مقبول نہوگا اور اگر کوئی فاسق یا طفل نابالغ اوسکو وقوع بیع کی خبر دے
اور وہ باوجود اسکے مطالبہ نکرے تو اوسکا حق شفعہ باطل نہوگا اور اوسکا عذر مقبول ہوگا

اور اسیطرح اگر کوئی عادل اوسکو وقوع بیع کی خبر دے اور وہ مطالبہ نکرے تب بھی اوسکا
حق شفعہ باطل نہوگا اور اوسکا عذر قبول کیا جائیگا اسلیے کہ خبر واحد حجت نہین ہی اور اگر
شفیع و مشتری دونون کو کسیوجہ سے (جیسے دونون کا بھول جانا یا بیع کا بوکالت واقع ہونا
اور وکیل کا وفات پانا الی غیر ذٰلک) مقدار ثمن کا علم نہو تو شفیع کو اوسوقت تک شفعہ کا استحقاق
نہوگا جبتک کہ مقدار ثمن یاد نہ آئے اسلیے کہ صورت مذکورہ مین شفیع کو ثمن بیع کا بروجہ معتبر
حوالہ مشتری کرنا متعذر (دشوار) ہی اور اگر شفیع کو مال بیع کا کسی بلد بعید مین موجود ہونا معلوم ہو
اور باوجود اسکے بلد مال تک پہونچنے کی توقع مین مطالبہ شفعہ کو مؤخر کرے تو اوسکی شفعہ باطل
ہوگی اسلیے کہ مطالبہ شفعہ مین فوریت شرط ہی اور اگر عقد بیع کسی ثمن معین پر واقع ہو (اور ما فی الذمہ
پر واقع نہو) بعد ازان اوسکا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو وہ عقد بیع باطل ہوگا اور اوسکے
باطل ہونے کیوجہ سے حق شفعہ بھی باطل ہوگا اسلیے کہ اصل (عقد بیع) کا باطل ہونا بطلان
فرع (شفعہ) کو مقتضی ہی اور اسیطرح اگر ثمن مذکور کی غصبیت پر مشتری و شفیع دونون اتفاق
کرین یا فقط شفیع اوسکی غصبیت کا اقرار کرے تو مطالبۂ شفعہ سے ممنوع کیا جائیگا اور
اسی طرح اگر ثمن معین تحقق قبضہ کے قبل تلف ہو جائے تب بھی شفعہ باطل
ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین بطلان بیع متحقق ہی جسکو بطلان شفعہ بھی لازم ہی اور اسمین
تردد و اشکال ہی اسلیے کہ محض عقد بیع کا صحیح واقع ہونا حق شفعہ کے ثبوت کو کافی ہی
اور اوسپر فسخ کا طاری ہو جانا ثبوت شفعہ مین قادح نہین ہی اور اسمقام پر منجملہ اون
حیل مشروعہ کے جنسے کہ حق شفعہ کا ساقط کرنا صحیح ہی تین صورتون کا ذکر کیا جاتا ہی
پہلی صورت مال بیع کو بائع اوس قیمت سے زائد کے ساتھ فروخت کرے جسپر کہ تراضی طرفین
ہوئی ہی بعد ازان قیمت مقررہ کے عوض مین مشتری کسی عوض قلیل یا ایسی متاع کو بائع کے

حوالہ کرے جسکی قیمت اوس سے کم ہو پس اگر مال مبیع کو اس صورت مین شفیع بواسطہ شفعہ اخذ کریگا تو اوس قیمت کا حوالہ مشتری کرنا اوسپر لازم ہوگا جسکو کہ عقد بیع متضمن ہوا ہو اور فقط عوض یا متاع مذکور کی قیمت کا ادا کردینا کافی نہوگا اسلیے کہ یہ دوسرا معاوضہ ہو جو مابین بائع و مشتری واقع ہوا ہو دوسری صورت مال مبیع کو بائع ثمن مثل سے زائد کے ساتھ فروخت کرے بعد ازان بعض ثمن پر قبضہ کرے اور بعض باقی سے مشتری کا ابراء (کسی حق کا ساقط کرینا) کردے پس اگر مال مبیع کو شفیع اخذ کریگا تو اوسپر مجموع ثمن کا حوالہ مشتری کرنا لازم ہوگا تیسری صورت مال مبیع کو عقد بیع کے علاوہ کسی دوسرے عقد کے ذریعہ سے مشتری کیطرف منتقل کرے جیسے ہبہ یا صلح پس اس صورت مین شفیع کو مال مبیع کا بواسطہ شفعہ اخذ کرنیکا استحقاق نہوگا اسلیے کہ حق شفعہ فقط عقد بیع سے ثابت ہوتا ہو جسکا فقدان مفروض ہو اور اگر شفیع کسی شخص پر مال مشترک کے خرید کرنیکا دعوی کرے اور شخص مذکور اوسکی تصدیق کرے بعد ازان بیان کرے کہ مین نے ثمن معین کو فراموش کیا تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا پس اگر شفیع اوسکا ثمن کے فراموش کرنے پر احلاف (قسم دینا) کرے تو حلف مشتری کے بعد شفیع کا حق شفعہ باطل ہوجائیگا لکن اگر مشتری بیان کرے کہ مجھکو مقدار ثمن معلوم نہین ہو تو اوسکا جواب صحیح نہوگا اور اوسکو دوسرے جواب کی تکلیف دیجائیگی اسلیے کہ اس جواب مین دو احتمال ہین اوّل یہ کہ وہ مقدار ثمن کو ابتداءً نجانتا ہو دوم یہ کہ اوسکو ابتداءً جانتا تھا بعد ازان بھول گیا ہو لہذا ایسے جواب مجمل پر اکتفا نکی جائیگی کیونکہ احتمال اوّل کی بنا پر عقد بیع کا باطل ہونا لازم آتا ہو جو مسموع نہین ہوسکتا پس اوسکو ایسے جواب کی تکلیف دیجائیگی جو بیان مقصود مین صریح اور احتمال خلاف سے عاری ہو اور اگر شفیع اپنے عالم بقدر الثمن ہونے کا مدعی ہو تو شیخ الطائفہ رہ نے فرمایا ہو کہ اس صورت مین شفیع پر قسم کی رد کیجائیگی اور اوسکی قسم کے بعد مشتری کو اوس مقدار ثمن کا

وان اخذ الشفيع الكل بقيمة الثمن العقد
قضاء البائع
وكذا ان باعه بثمن بعضا فقبض بعضا وابرأ من البقية
وكذا الوكيل
الشخص بغير البيع كالهبة او الصلح
ولو ادعى الابتياع عليه فصدقه وقال انسيت الثمن فالقول قوله مع يمينه فاذا احلفه بطلت الشفعة
واما لو قال لم اعلم كمية الثمن لم يكن جوابا صحيحا وطولب جوابا غيره
وقال الشيخ يرد اليمين على الشفيع

المقصد الخامس فی التنازع وفیه مسائل الاول اذا اختلفا فی الثمن فالقول قول المشتری مع یمینه لانه الذی ینتزع منه ولو اقام احدهما بینة قضی بها

الزام دیا جائیگا جبپر کہ شفیع نے قسم کہائی ہو پانچوان مقصد اون احکام کے بیان مین جو نزاع شفیع ومشتری وغیرہ سے متعلق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ مقدار ثمن مین شفیع ومشتری اختلاف کرین اور اون دونون مین سے کسیکے پاس بینہ نہو تو مشتری کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ مشتری کے قبضہ سے قیمت کا انتزاع کیا جاتا ہی لہذا اقدر متیقن پر اکتفا کیجائیگی اور شفیع کا قول خلاف اصل ہی اسلیے کہ وہ زیادتی ثمن کا مدعی ہی اور اصل عدم زیادتی ہی اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص بینہ قائم کریگا تو اوسیکے موافق حکم کیا جائیگا اور بائع کی شہادت کا اون دونون مین سے کسی کے لیے بھی اعتبار نکیا جائیگا اسلیے کہ بائع کا اپنی شہادت مین جالب نفع ہونا محتمل ہی اور اگر اون دونون (مشتری و شفیع) مین سے ہر ایک شخص بینہ قائم کرے تو بینۂ مشتری کے موافق حکم کیا جائیگا اسلیے مشتری ہی اقلام زیادت ثمن کا مدعی ہی جسکا ثبوت اوسکے بینہ سے مفروض ہی اور شفیع اوسکا منکر ہی اور منکر کے بینہ کا اعتبار نہین ہی بلکہ اوسپر فقط قسم متوجہ ہوتی ہی جبکہ مدعی کے پاس بینہ نہو لیکن اس صورت مین بینۂ شفیع کے موافق حکم کرنا بھی محتمل ہی اسلیے کہ وہ خارج ہی جو بینہ و خارج مقدم ہی اور اگر مقدار ثمن مین مابین بائع ومشتری اختلاف واقع ہو پس اگر اون دونون مین سے ایک کے لیے بینہ موجود ہو تو اوسیکے موافق حکم کیا جائیگا اور اگر دونون کے پاس بینہ موجود ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اون دونون مین قرعہ کے ساتھ حکم کیا جائیگا اسلیے کہ قرعہ ہر امر مشتبہ کے لیے مقرر ہوا ہی اور اس قول مین اشکال ہی اسلیے کہ قرعہ فقط اوسی مقام سے مخصوص ہی جہان پر حکم شرعی مشتبہ ہو اور اسمقام پر حکم شرعی مشتبہ نہین ہی اسلیے کہ جب بتقارع کیصورت مین (جیسا کہ محل بحث مین مفروض ہی) قول بائع کے مع قسم مقبول ہونے اور اوسکے منکر قرار پانے پر فتوی کا استقرار ہوچکا اور اسیکو خود شیخ علیہ الرحمہ نے بھی اختیار فرمایا ہی

توحکم شرعی کے مشتبہ ہنے کی کوئی وجہ نہین ہو لہذا بائع کا بیّنہ مسموع نہوگا اسلیے کہ وہ منکر ہو
اور منکر پر فقط قسم متوجہ ہوتی ہو اور اوسکا بیّنہ مقبول نہین ہوتا اور مشتری کا بیّنہ
بے اشکال مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ مدعی اور خارج ہو اور جبکہ مابین بائع و مشتری کسی ثمن کا
حکم کردیا جائے تو شفیع کو اوس ثمن کے ساتھ مال مبیع کے اخذ کرنے اور چھوڑ دینے مین اختیار ہوگا
دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص مدعی ہو کہ مین نے اپنے حصہ کو فلان اجنبی کے ہاتھ فروخت کیا ہو
اور اجنبی مذکور اوس سے انکار کرے تو شریک بائع کے لیے ظاہر اقرار کے موافق ثبوت شفعہ
کا حکم کیا جائیگا اسلیے کہ حق شفعہ کے ثبوت مین تحقق بیع کافی ہو جسکے ثبوت مین اقرار بائع کافی ہو
اور بائع کے اقرار کا حق مشتری مین نافذ نہونا خود بائع کے حق مین بھی نافذ نہونے کو مستلزم نہین ہو
اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ حق شفعہ کا ثابت ہونا ثبوت ابتیاع (خرید کرنا) پر موقوف ہو علاوہ برین
شفیع کو مشتری سے اخذ کرنے کا استحقاق ہوتا ہو اور صورت فرض مین کوئی مشتری متحقق نہین
ہوا لہذا شفعہ بھی ثابت نہوگا اور شاید کہ قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو
تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص مدعی ہو کہ میرے شریک نے فلان مکان کے حصہ کو میرے بعد خرید کیا ہو
اور شریک انکار کرے تو اوسکا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اس لیے کہ وہ منکر ہو
پس اگر شریک مذکور حلف کرے کہ مجھپر کسی شخص کو استحقاق شفعہ حاصل نہین ہو تو جائز ہوگا اور
اوسکو مدعی کے بعد خرید کرنے پر قسم کھانے کی تکلیف نہ دیجائیگی اور اگر دونون شریکون مین سے
ہر ایک شخص مدعی ہو کہ مین اسبق ہون لہذا میرے ہی لیے اخذ شفعہ کا استحقاق ہو تو اون دونون
مین سے ہر ایک شخص مدعی قرار دیا جائیگا اور جبکہ اون دونون مین سے کسی کے پاس بیّنہ موجود نہو
تو ہر ایک کو دوسرے کے دعوے کی نفی پر قسم دیجائیگی اور بعد قسم اوس مکان مین وہ دونون
شریک کردیے جائینگے اسلیے کہ انحصار حق اون دونون مین مفروض ہو اور اونمین سے

فتکون البینة بینة المشتری واذا قضی بالثمن تخیر الشفیع فی الاخذ بذلک والترک الثانیة لو ادعی انه باع نصیبه من اجنبی فانکر الاجنبی قضی بالشفعة للشریک بظاهر الاقرار وفیه تردد من حیث توقف الشفعة علی ثبوت الابتیاع والاول اشبه الثالثة لو ادعی ان الشریک ابتاع بعده وانکر فالقول قول المنکر مع یمینه فان حلف انه لا یستحق علیه شفعة جاز ولا یکلف الیمین انه لم یشتر بعده ولو ادعی کل منهما السبق فقد ادعی کل منهما الشفعة مع عدم البینة حلف کل منهما وتثبت الدار بینهما

ولو كان لاحدهما بيّنة بالشراء مطلقا وللآخر بيّنة بالشراء ولكن تشهد بيّنة لاحدهما بالتقادم على صاحبه قضي بها

کسیکو ترجیح نہین ہی اور اگر اون دونون مین سے ایک شریک کے پاس فقط اوسکے خرید کرنیپر بینہ موجود ہو اور اوسکے مقدم ہونے سے کچھ تعرض نکرے تو اوسکے لیے کوئی حکم نہوگا کیونکہ اوسمین کوئی فائدہ نہین ہی اسلیے کہ مطلق شراء محل نزاع نہین ہی ہان اگر اون دونون مین سے ایک شخص کا بینہ اوسکے خرید کرنے مین مقدم ہونے کی شہادت دے تو اوسکے موافق حکم کیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا کوئی معارض نہین ہی اور اگر اون دونون کے لیے بینہ موجود ہو اور ہر ایک کا بینہ اوسکے مطلق شراء (خرید کرنا) کی شہادت دے اور اوسکے مقدم یا موخر ہونے سے متعرض نہو یا ایک ہی تاریخ مین خرید کرنے کو بیان کرے تو کسیکو ترجیح ندیجائیگی اور اگر ہر ایک کا بینہ خرید کر نیمین اوسکے مقدم ہونے کی شہادت دے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ قرعہ کا استعمال کیا جائیگا اسلیے کہ وہ ہر امر مشتبہ کے لیے مشروع ہوا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ تعارض کیوجہ سے دونون بینے ساقط کر دیے جائینگے اور مکان مذکور اون دونون مین شرکت پر باقی رہیگا چوتھا مسئلہ جبکہ احد الشریکین (دو شریکون مین سے ایک) شریک متاخر پر حصۂ مکان کی اشتراء (خرید کرنا) اور شریک متاخر اوسکے بواسطۂ ارث پہونچنے کا دعوی کرے اور اون دونون مین سے ہر ایک شریک اپنے دعوے پر بینہ قائم کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اسلیے اون دونون کے دعوی مین تعارض متحقق ہی اور اگر شریک متاخر حصۂ مکان کے بذریعہ ودیعت موجود ہونیکا اور شفیع بذریعہ اشتراء (خرید کرنا) منتقل ہونے کا دعوی کرے اور اونمین سے ہر ایک شخص اپنے دعوے پر بینہ قائم کرے تو شفیع (مدعی شفعہ) کے بینہ کو ترجیح دیجائیگی اسلیے کہ مال کا بذریعہ ودیعت موجود ہونا منافی اشتراء (خرید کرنا) نہین ہی کیونکہ مودع (مالک ودیعت) کا حصۂ مذکورہ کو ودیعت رکھنے کے بعد فروخت کر دینا ممکن ہی اور اگر شفیع (مدعی شفعہ) کا بینہ شریک متاخر کے فقط

ولو كان لكل منهما بيّنتان بالابتياع مطلقا او في تاريخ واحد او ترجيح او تشهد بيّنة كل واحد منهما بالتقادم يستعمل القرعة وقيل يقضى وقيل بالملك على الشركة الرابعة اذا ادّعى الابتياع وزعم الشريك انه ورث

بل كل الشفعة

ولو ادعى الابتياع ... الشفيع من المبتاع ... قدّمت بيّنة الابتياع ولو ادّعى التعارض ... تحقق زعمه بينهما ... قال الشيخ ... واقاما البيّنة

خرید کرنے کی شہادت دے اور کسی تاریخ کو معین نکرے اور شریک کا بینہ اوس تاریخ سے بعد کی تاریخ مین مالک ودیعت کا حصۂ مذکورہ کو شریک کے پاس ودیعت رکھنا بیان کرے جس تاریخ مین کہ شفیع اوسکے بواسطۂ شراء شریک کیطرف منتقل ہونیکا دعوی کرتا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ بینہ شریک کو (جو بواسطہ ودیعت منتقل ہونیکا مدعی ہی) ترجیح دیجائیگی اسلیئے کہ وہ حصۂ مذکورہ کے مالک نہ ہونیکو مفید ہو اسلیے کہ مال ودیعت کا غیر مملوک ہونا محتمل نہین ہو اور بینہ شفیع سے فقط صورت بیع کا واقع ہونا معلوم ہوتا ہو جسمین مال مبیع کے غیر مملوک ہونیکا بھی احتمال ہو کیونکہ ملک غیر کا فروخت کر دینا ممکن ہو بعد ازان مودع (مالک ودیعت) سے بذریعہ کتابت دریافت کیا جائیگا پس اگر مودع نے شریک کی اوسکے دعوی ودیعت مین تصدیق کی تو اوسکے بینہ کے موافق حکم کیا جائیگا اور حصۂ مذکورہ مین حق شفعہ باطل ہوگا اور اگر اوسکی تکذیب کی تو شفیع کے بینہ کے موافق حکم کیا جائیگا اور اگر بینہ شفیع بیانکرے کہ بائع نے حصۂ مذکورہ کو اوسوقت فروخت کیا تھا جسوقت کہ وہ اوسکا مملوک تھا اور بینہ شریک فقط اوسکے پاس ودیعت رکھنے کی شہادت دے اور حصۂ مذکورہ کے مملوک ہونے یا نہونے سے تعرض نکرے تو بینہ شفیع کے موافق حکم کیا جائیگا اور مودع سے مراسلت نکیجائیگی اسلیئے اس صورت مین مراسلت کرنیکے کوئی معنی نہین ہین کیونکہ دونون بینون مین تعارض نہین ہی اور عقد بیع کا ودیعت رکھنے کے بعد واقع ہونا ممکن ہی پانچوان مسئلہ جبکہ ثمن مبیع کے مغصوب ہونے اور عقد بیع فاسد ہونیپر بائع و مشتری اتفاق کرین اور شفیع انکار کرے تو اوسی کا قول مقبول ہوگا اور بائع و مشتری سے غصبیت ثمن اور فساد بیع کا دعوی بدون بینہ مسموع ہوگا اور اقرار کا ضرر فقط مقر سے متعلق ہوتا ہی اور حق غیر مین نافذ نہین ہوتا اور اون دونوکو شفیع سے قسم لینے کا استحقاق بھی ہوگا ہان اگر ثمن کے مغصوب اور بیع کے فاسد ہونیمین علم شفیع کا بھی دعوی کیا جائے تو شفیع کو نفی علم پر قسم کھانیکی تکلیف دیجائیگی

الشفعة وان انكر قضى ببينة الشفيع ان البائع باع وهو ملكه ويشهد بينة المودع مطلقا قضى ببينة الشفيع ولا يراسل المودع لانه لا معنى للمهلة

وان اتفق البائع والمشتري ان الثمن مغصوب وانكر الشفيع فالقول مع يمينه على العلم

کتاب احیاء الموات (زمین ہائے افتادہ وخراب کا تعمیر کرنا) اور اسمین چار مطلب ہین

مطلب اوّل احکام ارضین (زمینین) کے بیان مین اور اونکی دو قسمین ہین **پہلی قسم** عامر اور عامر سے وہ زمین مراد ہی جسمین کوئی زراعت یا عمارت موجود ہو اور زمین مذکور اپنے مالک کی ملک ہوتی ہی اور اوسمین بدون اوسکی اجازت کے تصرف کرنا جائز نہین ہی اور اسیطرح اوس مقام پر بھی تصرف کرنا جائز نہین ہی جسمین کہ زمین عامر کی صلاح ہو جیسے طریق (راہ مرور) اور شرب (نہر وغیرہ) اور قنات (جوئے آب جو زیر زمین بنائی جاتی ہی اور اوسکا پانی بالائے زمین جاری ہوتا ہی) اور حکم مذکور (تصرف کا بدون اذن مالک جائز نہونا) مین بلاد اسلام اور بلاد شرک کی زمینین مساوی ہین لکن بلاد اسلام کی زمین کا بذریعہ غنیمت اخذ کرنا جائز نہین ہی اور بلاد شرک کی زمین کا بواسطہ قہر وغلبہ اخذ کر لینا جائز ہی **دوسری قسم** موات ہی اور موات سے وہ زمین مراد ہی جسکے ساتھ بوجہ تعطل منتفع ہونا ممکن نہو اور اسباب تعطل بہت ہین جیسے پانی کا اوس سے منقطع ہونا یا پانی کا اوسپر مستولی (غالب) ہونا یا اوسکا نیستان ہونا یا ان امور کے علاوہ اور کسی ایسے سبب کا موجود ہونا جسکی وجہ سے قابل انتفاع نرہے اور زمین مذکور کا استحقاق فقط امام علیہ السلام کو حاصل ہی اور زمین مذکور کا کوئی شخص اوسوقت تک مالک نہوگا جبتک کہ اوسکے لیے امام علیہ السلام اجازت ندین اگرچہ اوسنے زمین مذکور کا احیاء کیا ہو اور اوسکے تملک مین اذن امام علیہ السلام شرط ہی پس اجازت امام کے بعد شخص محیی اوسکا مالک ہوگا بشرطیکہ مسلم ہو اور کافر اوسکا مالک نہین ہوسکتا اور اگر قائل ہون کہ اذن امام ع کے بعد کافر بھی اوسکا مالک ہوسکتا ہی تو خوب ہو اور ارض مفتوحہ عنوۃ (وہ زمین جسکو کہ مسلمانون نے کفار حربی سے بقہر وغلبہ اخذ کیا ہو) کا استحقاق جملہ مسلمین کو حاصل ہی اور زمین مذکور کے رقبہ کا کوئی شخص مالک نہین ہوسکتا اور اوسکا فروخت کرنا اور رہن رکھنا صحیح نہین ہی اور اگر زمین کو

خراب ہوجائے تو اوسکا احیار اور تعمیر کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا مالک معروف ہے جس سے
جملہ مسلمین مراد ہین اور زمین مذکور مین سے جو مقامات کہ وقت فتح از قبیل موات تھے اونکا استحقاق
فقط امامؑ کو حاصل ہے اور اسیطرح جس زمین پر کہ کسی مسلمان کی ملک جاری نہوئی ہو اوسکا استحقاق
بھی امامؑ ہی حاصل ہوتا ہے اور جس زمین پر کہ کسی مسلمان کی ملک جاری ہوئی ا وسکا وہی مالک ہوگا
اور بعد وفات اوسکے ورثہ کی طرف منتقل ہوگی اور اگر کسی زمین کے لیے کوئی مالک معروف
موجود نہو تو اوسکا استحقاق امامؑ کو حاصل ہوگا اور اوسکا احیار کرنا اوسوقت تک جائز نہوگا
جبتک کہ امامؑ اجازت ندین اور اگر کوئی شخص بدون اجازت اوسکے احیار کرنے مین مبادرت
(پیش دستی) کرے تو مالک نہوگا اور اگر امامؑ غائب ہون تو زمین مذکور مین تصرف کرنیکے ساتھ
وہی شخص احق (سزاوار) ہوگا جسنے کہ اوسکا احیا کیا ہے تا وقتیکہ اوسکی تعمیر کرتا رہے اور اگر اوسکو
چھوڑ دے تا اینکہ اوسکے آثار محو ہوجائین اور کوئی دوسرا شخص احیار کرلے تو وہ اوسکا
مالک (جائز التصرف) ہوجائیگا اور حضور امام کے زمانے مین امامؑ کو زمین مذکور سے اوسکے
قبضہ کے برطرف کردینے کا اختیار حاصل ہوگا اور زمین موات کے جو مقام کہ زمین عامر
کے قریب واقع ہو اوسکا احیار کرنا بھی صحیح ہے بشرطیکہ زمین عامر کا مرفق (وہ مقام جو اوسکے لیے
ضروری ہو جیسے راہ مرور) یا حریم نہو اور زمین موات کے بوجہ احیار مالک ہونے مین پانچ شرطون
کا تحقق ہونا معتبر ہے **شرط اول** زمین مذکور پر کسی مسلم کا قابض اور متصرف نہونا اسلیے کہ کسی مسلمان
کا اوسمین متصرف ہونا غیر متصرف کے مباشر احیار ہونے سے مانع ہوتا ہے **شرط دوم** زمین مذکور کا
کسی زمین عامر کے لیے حریم (گرداگرد) نہونا جیسے طریق (راہ مرور) اور شرب (نہر) اور حریم چاہ
(کنوئین کا گرداگرد) و حریم چشمہ و دیوار پس جو شخص کہ زمین مباح مین ابتدا اگر کوئی عمارت قائم کرے تو اوسکے طریق
کی مقدار پانچ ذراع قرار پائیگی و بعض علما نے فرمایا ہے کہ سات ذراع قرار پائیگی اور جو شخص کہ اوس مین شخص اول کے بعد

کسی عمارت کا قائم کرنا چاہیگا اوسکو شخص اوّل کی عمارت کی مقدار مذکور کا چھوڑ دینا لازم ہوگا
اور حریم نہر وہ مقام ہی جہان پر اوسکی مٹی ڈالی جاتی ہو اور اوسکے دونون طرف سے آمد و رفت
ہوتی ہو اور اگر کوئی نہر کسی شخص غیر کی ملک مین واقع ہو اور صاحب نہر اوس زمین کے حریم
ہونیکا مدعی ہو جو اوسکے گرد واقع ہوئی ہو تو اوسکی قسم کے ساتھ زمین مذکور پر اوسکی نہر کے
حریم ہونیکا حکم کیا جائیگا اسلیے کہ وہ ایسے امر کا مدعی ہی جسپر ظاہر حال شاہد ہو اور ہمین تردد ہی
کیونکہ زمین مذکور مین تصرف غیر کا متحقق ہونا اوسکے مملوک غیر ہونے پر دلالت کرتا ہی لہذا
صاحب نہر کا قول مقبول ہونا چاہیے اور بیر معطن (وہ کنوان جس سے شرب اہل کے
لیے پانی کھینچا جاتا ہی) کے حریم کی مقدار ہر جانب سے چالیس ذراع ہو اور بیر ناضح (وہ کنوان
جس سے سراب کش پر زراعت وغیرہ کے لیئے پانی کھینچا جاتا ہی) کے حریم کی مقدار ساٹھ ذراع
ہو اور حریم عین (چشمہ) کی مقدار زمین نرم مین ہزار ذراع اور زمین سخت مین پانچسو ذراع
ہو اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ حریم عین کی حد یہ ہی کہ عین دوم سے عین اوّل کے لیے کوئی ضرر نہو
لکن پہلا قول مشہورتر ہو اور حریم حائط سے جو زمین مباح مین واقع ہو وہ مقام مراد ہی جسپر اوسکی
خاک جاکر گرتی ہو اسلیے کہ مقدار مذکور کے انہدام دیوار کیوقت عادةً حاجت ہوتی ہو
اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ حریم دار (مکان) وہ مقام ہی جسپر اوسکی خاک اور اوسکے ناودان
کا پانی گرتا ہو اور دخول و خروج مین اوسکی حاجت ہو اور جن مقامون کے لیے کہ مقدار
حریم بیان کی گئی اوس سے وہ مقام مراد ہین جو زمین موات مین ابتداءً بنائے جاتے ہین اور
جو مقام کہ املاک معمورہ مین بنائے جاتے ہین اونکے لیے حریم نہین ہوتی **فرع** اگر کوئی شخص
کسی زمین موات کا احیا کرے اور اوسکے اطراف مین ایسے درخت لگائے کہ اگر وہ باقی رکھے
جائین تو زمین مباح تک اونکی شاخین پھیل جائین یا زمین مذکور تک اونکی رگین سرایت کرین

تو غیر غارس (درخت لگانیوالا) کے لیے زمین مباح کی اوس مقدار کا احیار کرنا صحیح نہوگا جسمین درخت کی شاخون کا پھیل جانا یا اوسکی رگون کا سرایت کرنا مفروض ہی پس اگر کوئی دوسرا شخص اوسکے احیا کا قصد کریگا تو غارس کو اوسکا منع کرنا صحیح ہوگا **شرط سوم** زمین مذکور کا شارع کی جانب سے مشعر عبادت ہونا جیسے عرفہ اور منی اور مشعر الحرام اسلیے کہ شریعت نے اماکن مذکورہ کے موطن عبادات ہونے کے ساتھ مختص ہونے پر دلالت کی ہی پس اونکے تملک مین مصلحت مذکورہ کی تفویت لازم آئیگی لیکن اگر اماکن مذکورہ مین ایسی عمارت مختصرہ بنائی جائے جس سے اونکا حاجت متعبدین کی مقدار سے تنگ ہونا لازم نہ آئے جیسے کنوان تو مین اوسکی ممانعت کا حکم نہین کر سکتا **شرط چہارم** زمین مذکور کا اون املاک مین سے ہونا جنکا امام اصل نے کسیکے لیے اقطاع (امام کا قطعہ زمین کو عطا کرنا) کیا ہوا گرچہ وہ ملک از قبیل موات اور خالی از تحجیر (پتھر وغیرہ کا منصوب کر دینا) ہو جسطرح کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ الاطیاب نے موضع دورہ کا عبد اللہ بن مسعود کے لیے اور ایک زمین کا جو حضر موت مین واقع تھے وابل بن حجر کے لیے اور ایک زمین کا جسکی مسافت حضر فرس زبیر تھی زبیر کے لیے اقطاع فرمایا پس شخص غیر کے لیے ایسے مواضع کا احیار کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ امام ع کا عطا کر دینا مقید اختصاص ہی جو شخص دیگر کی مزاحمت سے مانع ہی پس اوس اختصاص کا بذریعہ احیار رفع کرنا صحیح نہوگا **شرط پنجم** زمین مذکور کی کسی شخص نے تحجیر (کسی شے سے روک دینا) نکر لی ہو اسلیے کہ تحجیر مفید اولویت ہوتی ہی اور ملک رقبہ کے لیے مفید نہین ہوتی اگرچہ محجر اوسکے سبب سے مالک تصرف ہو جاتا ہی حتی کہ اگر اوسپر وہ شخص ہجوم و غلبہ کرے جو زمین مذکور کے احیا کا قصد رکھتا ہو تو محجر کو اوسکا منع کرنا صحیح ہوگا اور اگر وہ شخص از راہ قہر و غلبہ اوسکا احیا کریگا تو مالک نہوگا اور تحجیر سے زمین مذکور پر پارہ ہائے سنگ کا نصب کر دینا یا کسی دیوار کے ساتھ اوسکا احاطہ کر لینا مراد ہی اور اگر کوئی شخص فقط تحجیر کرنے پر اقتصار کرے اور تعمیر کا اہمال کرے

چھوڑ دینا ۱۲

تو امام علیہ السلام کو اوسکا احیاء اور تخلیہ (ترک مزاحمت کرنا) مین سے ایک امر پر مجبور کرنا صحیح ہوگا اور اگر وہ شخص دونون امرون سے امتناع کریگا تو حاکم شرع کو زمین مذکور کا اوسکے قبضہ سے خارج کردینا صحیح ہوگا تاکہ اوسکو معطل نکردے اور اگر کوئی شخص اوسکے احیاء کرنے مین مبادرت (پیشدستی) کرے تو صحیح نہوگا تاوقتیکہ حاکم شرع اوسکے قبضہ کو برطرف نکرے یا اوسکے احیاء کرنے کی اجازت ندے اور رسول خداؐ کو زمین موات مین سے کسی مقام کا اپنے لیے محبوس کرلینا صحیح ہے اور اسیطرح دیگر مصالح مسلمین کے لیے بھی اوسکا محبوس کرلینا صحیح ہے جیسے نعم زکوۃ کے لیے چراگاہ کا معین کردینا اور ہمارے نزدیک امام اصلؑ کا بھی یہی حکم ہے اور نبیؐ اور امام اصلؑ مذکور کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو زمین موات کا محبوس کرلینا صحیح نہین ہے اور اگر کوئی شخص اوس مقام کا احیاء کرے جسکو کہ نبیؐ یا امامؑ نے حمی قرار دیا ہو تو اوسکا مالک نہوگا تاوقتیکہ حمی مستمر ہے اور جس مقام کو کہ نبی یا امامؑ نے کسی مصلحت کے لیے حمی قرار دیا ہو اور وہ مصلحت زائل ہوگئی ہو تو اوسکا نقض کردینا جائز ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جس مقام کو کہ خصوص نبیؐ نے حمی قرار دیا ہو اوسکا نقض کرنا کسی طرح جائز نہوگا اسلیے کہ حضرت کا کسی مقام کو حمی قرار دینا مثل نص ہے جسکے مقابل اجتہاد کرنا جائز نہین ہوتا **مطلب دوم** کیفیت احیاء کے بیان مین اور تحقق احیاء مین عرف مرجع ہے اسلیے کہ شرع ولغت نے کسی کیفیت خاصہ پر تنصیص نہین کی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص بقصد سکونت کسی زمین کی دیوار بندی کردے اگرچہ لکڑی یا بانس کے ساتھ ہو اور زمین مذکور کے اوسقدر مقام کو مسقف کردے جسمین سکونت کرنا ممکن ہو تو تحقق احیاء مین کافی ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص بقصد خطیرہ کسی زمین کی فقط دیوار بند کردے اور اوسکو مسقف نکرے تب بھی تحقق احیاء مین کافی ہوگا اور تحقق احیاء مین دروازہ کا بنانا شرط نہین ہے اور اگر زمین موات مین کوئی شخص زراعت کرنیکا ارادہ رکھتا ہو تو اوسکے تملک مین مرز

المطلب الثانی فی کیفیۃ الاحیاء والمرجع فیہ الی العرف لعدم التنصیص لغۃ وشرعا

التحجير بحائط او مسناة وارسوق الماء اليها بساقية او ماشابهها ولا يشترط حرثها ولا زرعها لان ذلك انتفاع كالسكنى ولو غرس ارضا فنبت فيها الغرس وساق اليها الماء تحقق الاحياء وكذا لو كانت مستاجمة فعضد شجرها واصلحها وكذا لو قطع عنها المياه الغالبة وهيأها للعمارة فان العادة قاضية بتسمية ذلك كله احياء لانه اخرجها بذلك الى حد الانتفاع الذي هو ضد الموات ومن فقهائنا الآن من يكتفي بالتحجير في الاحياء وهو بعيد

القسم الثالث في المشتركات ... الطرق والمساجد والمدارس ... فالطرق فائدتها الاستطراق والناس فيها شرع ... ولا يجوز الانتفاع بها في غير ذلك ... منفعة الاستطراق كالجلوس غير المضر بالمارة واذا قام بطل حقه ولو عاد بعد ان ... متعمداً ...

(خاک کا گرد اگرد جمع کرنا) یا مناۃ (خاک کا اسطرح جمع کرنا کہ نیچے کی خاک زائد ہو) کے ساتھ محجر کرنا اور پانی کا بواسطۂ ساقیہ (جدول) وغیرہ اوسکی طرف روان کرنا کافی ہوگا اور زمین مذکور کی حراست کرنا یا اوسمین زراعت کرنا تحقق احیار کے لیے لازم نہین ہو اسلیے کہ حراست یا زراعت بھی سکنی کیطرح ایک قسم کا انتفاع ہو جسکو تحقق احیار مین کوئی مداخلت نہین ہو اور اگر کوئی شخص کسی زمین موات مین درخت لگائے اور وہ درخت روئیدہ ہون اور اونکی طرف پانی کو روان کرے تو احیار متحقق ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی زمین موات از قبیل نیستان ہو اور اوسکے درختون کو قطع کرے اور اوسکی اصلاح کرے تب بھی احیار متحقق ہوگا اور اسیطرح اگر زمین موات سے کوئی شخص میاہ غالبہ کو قطع کرے اور اوسکو عمارت کے قابل کردے تب بھی احیار تحقق ہوگا اسلیے کہ باعتبار عادت ان جملہ امور کو احیار کہتے ہین کیونکہ اوسنے زمین کو امور مذکورہ کے ذریعہ سے انتفاع کی طرف خارج کیا ہو جو ضد موات ہو اور اس زمانے مین ہمارے بعض فقہار شیخ نجیب الدین بن نما اوستاذ مصنف رح) نفس تحجر کو مطلقًا (خواہ لغرض سکونت ہو یا نہو) احیا کہتے ہین اور افادۂ تملک مین کافی جانتے ہین اور یہ قول بعید ہو اسلیے کہ باعتبار عادت ہر نوع کے لیے طریقۂ احیار جداگانہ ہو جیسا کہ مذکور ہوا

مطلب سوم منافع مشترکہ کے بیان مین اور اونکی کئی قسمین ہین

پہلی قسم طرق ہین جنکا فائدہ محض استطراق (راہ چلنا) ہو اور اوسمین جملہ مردم مساوی ہین پس طرق مین انتفاع استطراق (راہ چلنے کا فائدہ) کے سوا کسی ایسے منفعت کا حاصل کرنا جائز نہین ہو جس سے منفعتِ استطراق فوت ہو البتہ ایسے انتفاع مین کوئی مضائقہ نہین ہو جس سے منفعت استطراق فوت نہو جیسے جلوس بشرطیکہ آمد و رفت کرنے والون کے لیے مضر نہو اور اگر شخص جالس نے بدون نیت عود قیام کو اختیار کیا ہو تو اوسکا حق جلوس باطل ہو جائیگا پس اگر شخص مذکور عود کرے اور اوسکے مقام جلوس کیطرف کوئی دوسرا شخص سبقت کرچکا ہو تو اوسکو

دوسرے شخص کے دفع کرنیکا استحقاق حاصل نہوگا لکن اگر جالس اول نے قبل استیفاء غرض کسی ایسی
حاجت کے لیے قیام کو اختیار کیا ہو جسکے ساتھ عود کرنیکا قصد ہوتا ہو تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ
اس صورت مین جالس اول اپنے مقام جلوس کے ساتھ احق (سزاوار تر) ہوگا اور اگر طریق
مین بغرض بیع وشراء (خرید وفروخت) کوئی شخص نشست کرے تو اوسکا ممنوع ہونا بوجہ
نہین ہو اسلیے کہ یہ ایسا انتفاع ہو جسکے لیے وہ موضوع نہین ہو البتہ باعتبار عرف وعادت مواضع
متسعہ مین بغرض بیع وشراء نشست کرنیکا کوئی مضائقہ نہین ہو جیسے رحاب (فضا واسع) پس اگر
کوئی شخص بغرض بیع وشراء نشست کرے بعد ازان کسیوجہ سے قیام کو اختیار کرے اور اوسکا
اسباب باقی ہو تو مقام مذکور کے ساتھ احق ہوگا اور اگر اوسنے بقصد عود اپنے اسباب کو
اوٹھالیا ہو بعد ازان عود کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مقام مذکور کے ساتھ احق ہوگا تاکہ
اوسکو اپنے اہل معاملے کے متفرق ہوجانے کیوجہ سے ضرر نہ پہونچے اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اوسکا
حق باطل ہوجائیگا کیونکہ اختصاص کے لیے کوئی سبب نہین ہو اور یہی قول اولی ہو اور سلطان
کے لیے طرق کا اقطاع (قطعۂ زمین کا کسیکو دیدینا) کرنا صحیح نہین ہے جسطرح کہ اونکا احیاء بالتحجیر کرنا
صحیح نہین ہو اسلیے کہ طرق سے جملہ مردم کا حق متعلق ہو **دوسری قسم** مساجد ہین اور شخص کہ
مسجد کے کسی مقام کیطرف سبقت کرے وہ اوسمقام کے ساتھ احق ہوگا تا وقتیکہ جالس ہو پس اگر
مقام مذکور سے دست بردار ہوکر کھڑا ہوجائے تو اوسکا حق باطل ہوجائیگا اگرچہ مشغول ہوجانے
کے بعد اوسکی طرف عود بھی کرے اور اگر اوسنے بہ نیت عود مفارقت کی ہو اور اوسکا اسباب
باقی ہو تو مقام مذکور کے ساتھ احق ہوگا ورنہ اوسمین سائر مسلمین کا مساوی ہوگا اور بعض علماء
نے فرمایا ہو کہ اگر اوسنے تجدید طہارت یا ازالۂ نجاست وغیرہ کی غرض سے مفارقت کی ہو تو
اوسکا حق باطل نہوگا اور اگر مسجد کے کسی مقام کیطرف دو شخص سبقت کرین اور وہ دونون

اما لو قام قبل استیفاء غرضه لحاجة ینوی معها العود قیل کان احق لمکانه ولو جلس للبیع والشراء فالوجه المنع الا فی المواضع المتسعة کالرحاب نظرا الی العادة ولو قام ولو کان ذلک قام ورحله باق فهو احق به ولو رفعه ناویا العود فعاد قیل کان احق به لئلا یتفرق معاملوه فیستضر وقیل یبطل حقه اذ لا سبب للاختصاص وهو اولی ولیس للسلطان ان یقطع ذلک ولا یجوز احیاؤه بالتحجیر

واما المسجد فمن سبق الی مکان منه فهو احق به ما دام جالسا فلو قام مفارقا بطل حقه ولو عاد

ولو قام ناویا للعود فان کان رحله باقیا فهو احق به والا کان مع غیره سواء وقیل ان قام لتجدید طهارة او ازالة نجاسة وما اشبهه لم یبطل حقه ولو استبق اثنان

ایک ہی وقت مین اوس مقام تک پہونچ جائین اور اجتماع ممکن ہو تو مقام مذکور مین اون دونون کا نشست کرنا جائز ہوگا اور اگر اجتماع ممکن نہو تو اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا تیسری قسم مدارس اور ربط (کاروان سرا) ہین پس اگر مدرسہ یا رباط (کاروانسرا) کے حجرہ مین کوئی ایسا شخص سکونت کرے جو وہانپر سکونت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو حجرۂ مذکورہ کے ساتھ احق ہوگا اور اوسکا وہانسے خارج کرنا جائز نہوگا اگرچہ مدت دراز منقضی ہوجائے مگر اوسیصورت مین کہ واقف نے کسی مدت معینہ کی شرط نکرلی ہو والا مدت معینہ کے بعد اوسکو خروج کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر واقف نے وہانکی سکونت کو تشاغل علم کے ساتھ مشروط کیا ہو اور وہ اہمال کرے تو خروج کا الزام دیا جائیگا اور اگر شرائط وقف پر شخص ساکن مستمر رہے تو اوسکا خارج کرنا جائز نہوگا اور اوسکو اپنے ہمراہ سکونت کرنے سے دوسرے شخص کا منع کرنا بھی صحیح ہے تا وقتیکہ اون شرائط کے ساتھ متصف رہے جسکی وجہ سے اوسکو وہان کی سکونت کا استحقاق حاصل ہوا ہو اور اگر اوس مقام سے بوجہ عذر مفارقت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وقت عود اوس مقام کے ساتھ اولیٰ ہوگا اور اس مین تردد ہے اور شاید کہ سقوط اولویت اقرب ہو **مطلب چہارم** معادن کے بیان مین اور اونکی دو قسمین ہین **قسم اول** معادن ظاہرہ کے بیان مین اور معادن ظاہرہ سے وہ معادن مراد ہین جو محتاج اظہار نہین ہین جیسے نمک اور نفط (ایک قسم کا روغن ہے) قیر پس معادن مذکورہ بوجہ احیار مملوک نہین ہوتے اور اگر کوئی شخص اونکی تحجیر کرے تو محجر کے ساتھ مختص نہونگے اور آیا امام علیہ السلام کو معادن مذکورہ اور میاہ (پانی) کا اقطاع (ایک قطعہ کا عطا کرنا) کرنا جائز ہے یا نہین اسمین تردد ہے اور اسیطرح اشیاء مقطع بہا (جنکا اقطاع کیا گیا ہو) کے مختص بامام ہونے مین بھی تردد ہے اور جو شخص کہ معادن ظاہرہ کی طرف سبقت کرے اوسکو اپنی حاجت کے موافق

اخذ کرلینا جائز ہوگا اور اگر اونکی طرف دو شخص سُرعت کرین تو سابق اولی ہوگا اور اگر وہ دونون شخص ایک ساتھ پہونچین اور اونمین سے ہر ایک کو قدر حاجت کا اخذ کرلینا ممکن ہو تو اسمین کوئی بحث نہین ہو والّا درصورتِ نزاع اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ مقدار ماخوذ اون دونون پر تقسیم کیجائیگی اور یہ قول خوب ہی اور ہمارے بعض فقہار نے معادن کو امام علیہ السلام کے ساتھ مخصوص کیا ہی پس معادن اونکے نزدیک داخل انفال (جو اشیار بدون قتال دستیاب ہون جسکی تفصیل کتاب خمس مین مذکور ہی) ہین اور اس قول کی بنا پر معادن ظاہرہ و باطنہ دونون مملوک نہونگے اور اگر بوجہ احیار اونکا تملک صحیح ہو تو اونکے قول سے اذنِ امام ع کا مشروط ہونا لازم آئیگا اور یہ امور ثابت نہین ہوئے اور اگر جانب نمک زار مین ایسی زمین موات موجود ہو کہ جب اوسمین کنوان کھودا جائے اور اوسکی طرف پانی روان کیا جائے نمک ہوجائے تو زمین مذکور پر احکام معادن جاری نہونگے بلکہ احیا کرنے کے ساتھ اوسکا تملک صحیح ہوگا اور محجّر کو اوسکے ساتھ اختصاص حاصل ہوگا اور امامؑ کو اوسکا اقطاع (قطعۂ زمین کا عطا کرنا) صحیح ہوگا قسم دوم معادنِ باطنہ کے بیان مین اور معادن باطنہ سے وہ معادن مراد ہین جو بدونِ عمل ظاہر نہوسکتے ہون جیسے معادن طلا و نقرہ و مس وغیرہ پس معادن مذکورہ بوجہ احیار مملوک ہوتے ہین اور امام ع کو اونکا اقطاع جائز ہی تا وقتیکہ بوجہ احیار اونکا مالک نہوا ہو اور اونکے احیا کرنے کی حقیقت حصول مقصود ہی اور اگر کوئی شخص اونکی تحجیر (ایسا فعل کرنا جس سے مقصود حاصل نہو) کرے تو شخص مذکور اونکے ساتھ احق ہوگا لاکن بدون احیا اونکا مالک نہوگا اور اگر کوئی شخص فقط تحجیر کے بعد اونکو چھوڑ دے تو اپنے عمل کے تمام کرنے یا اونسے دست بردار ہونے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر کوئی عذر

بیان کریگا تو حاکم شرع کو اوسقدر مدت تک اوسکا مہلت دینا صحیح ہوگا جس مین کہ وہ عذر زائل ہوسکتا ہے بعد ازان اوسکو احد الامرین کا الزام دیا جائیگا

فرع اگر کوئی شخص کسی زمین کا احیا کرے اور اوس مین منجملہ معادن باطنہ کوئی معدن ظاہر ہو تو بہ تبعیت زمین اوس معدن کا بھی مالک ہوگا اس لیے کہ وہ منجملہ اجزائے زمین ہے اور منجملہ اشیائے مشترکہ پانی ہے پس اگر کوئی شخص اپنی ملک یا کسی زمین مباح (موات) مین بقصد تملک کنوان کھودے تو اوسکے ساتھ محجّر کیطرح مختص ہوگا پس جب کہ اوسکے کھودنے سے پانی نکل آئے تو کنوین اور پانی کا مالک ہوجائیگا اور شخص غیر کو اوسکی طرف تخطی کرنا جائز نہوگا اور اگر بدون اجازت اوس مین سے کچھ پانی اخذ کریگا تو اوسکا اعادہ واجب ہوگا اور پانی کا کیل و وزن کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے اور مجموع آب کا فروخت کرنا جائز نہین ہے اس لیے کہ اوسکا مشتری کے حوالے کرنا متعذر ہے کیونکہ وہ آب مستخلف (جو رفتہ رفتہ نکلتا ہے) کے ساتھ مخلوط ہوجاتا ہے اور اگر کوئی شخص محض اپنے منتفع ہونے کی غرض سے کنوان کھودے اور بقصد تملک نہ رکھتا ہو تو وہ شخص اپنی مدت اقامت تک اوس کنوین کے ساتھ احق ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہے کہ شخص مذکور کو پانی کی اوس مقدار کا بذل کرنا واجب ہوگا جو اوسکی حاجت سے فاضل ہے اور اسی طرح بعض علمار نے چشمہ و نہر کے پانی مین بھی قدر فاضل کے بذل کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر قائل ہون کہ قدر زائد کا بذل کرنا واجب نہین ہے تو خوب ہو اور جب کہ شخص مذکور اوس کنوین سے بقصد اعراض مفارقت کرے تو جو شخص کہ اوسکی طرف سبقت کریگا اوسکے ساتھ نفع پانے مین احق ہوگا اور منجملہ اشیائے مشترکہ آب عیون (چشمے) و آبار (کنوین) و غیوث (بارشین) ہے

فانتقل فیھا سواء ومن اغترف منھا شیئا بانا اوماشاء فی حوضہ اوصنعہ فھو ملکہ فصل فی مسائل یفیض النھر المملوک

پس جملہ مردم اوسمین مساوی ہین اور جو شخص کہ آب مذکور کی کسی مقدار کو اپنے ظرف مین اوٹھالیوے یا اپنے حوض یا شفیع (وہ بھی از قبیل حوض ہی جو جمع آب کے لیے بنالیا جاتا ہی) مین بقصد تملک جمع کرے تو اوسکا مالک ہوجائیگا اور اس مقام پر کئی مسئلے قابل بیان ہین **پہلا مسئلہ** جو پانی کہ نہر مملوک مین کسی آب مباح سے جمع کیا جاتا ہی آیا وہ مالک نہر کا مملوک ہوتا ہی یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ حافر نہر اوس پانی کا مالک نہوگا جسطرح کہ آب سیل کسی زمین مملوک کی طرف روان ہو البتہ حافر نہر کو دیگر اشخاص کی بہ نسبت اوس پانی مین تصرف کرنے کی اولویت حاصل ہوگی اس لیے کہ وہ اوسپر قابض ہی اور جب کہ حفر نہر مین کئی شخص شریک ہون اور جملہ شرکا کے لیے اوسکا پانی گنجایش رکھتا ہو یا آپس مین اونھون نے اوسکو تقسیم کرلیا ہو تو اس مین کوئی بحث نہین ہی اور اگر جملہ شرکا کے لیے وہ پانی کافی نہو اور نزاع واقع ہو تو وہ پانی اون سب پر حصص ضیاع (زمینین) کے موافق تقسیم کردیا جائیگا بنا برآن علیہ اگر اوس زمین مین بعض شرکا کا حصہ سو جریب اور بعض آخر کا حصہ ہزار جریب فرض کیا جائے تو اول کو پانی کے گیارہ جزون مین سے ایک جز کا اور دوم کو دس جزون کا استحقاق ہوگا اور اگر قائل ہون کہ جملہ شرکا پر وہ پانی اون حصون کے موافق تقسیم کیا جائے جو اونکو نہر مذکور مین حاصل ہین تو خوب ہی بنا بر آن علیہ اگر اوس نہر مین جملہ شرکا مساوی ہون تو مجموع آب اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اگرچہ اوسکی زمین مین بعض کا حصہ سو جریب اور بعض آخر کا حصہ ہزار جریب ہو **دوسرا مسئلہ** جب کہ چند شخص ملکر بقصد تملک کوئی تازہ نہر کھودوائین تو محض کھدوانے کی وجہ سے نہر مذکور کے ساتھ وہ لوگ اولے ہوجائینگے لکن اوسکے مالک نہونگے پس جب کہ

من الماء المباح فقال الشیخ لا یملکہ الحافر بل کما اذا جری السیل الی ارض مملوکۃ بل الحافر اولی بہ بما انہ من غیرہ اولیٰ الماء الموات برحلیۃ فاذا کان فیہ جماعۃ فان وسعھم او تراضوا فیھا والا فیھم وان تعاسرا قسم بینھم علی سعۃ الضیاع ولو قیل یقسم علی قدر انصبائھم من النھر کان حسنا فلا تصغیر لذا استجد جماعۃ نھرا فھو بینھم علی قدر ما عملوا

اوسکے کھدوانے مین بھرائے آپ تک پہونچ جائینگے تو مالک بھی ہو جائینگے
اور بعض مذکور زمین وہ لوگ اوس نسبت کے ساتھ شریک ہونگے جو عمل نہر کے
نفقات و مصارف مین حاصل ہو گی پس اگر نہر مذکور کے بنوانے مین بعض شرکا،
کے مصارف سو دینار اور بعض آخر کے مصارف دو سو دینار فرض کیے جائین
تو شخص اول ثلث کا شریک اور شخص دوم دو ثلث کا شریک ہوگا **تیسرا مسئلہ**
جب کہ کبھی آب مباح یا سیل وادی پر املاک متعددہ مجتمع ہو جائین اور جملہ املاک
کے ایکدفعہ سینچنے کو آب مذکور کافی نہو تو اول فالاول سے ابتدا کی جائیگی اور
اول وہ زمین ہے جو آب مذکور کے دہانہ سے متصل ہو پس زراعت کے
لیے بند نعل تک اور درخت کے لیے قدم تک اور نخل (درخت خرما) کے لیے
ساق پا تک پانی چھوڑا جائیگا بعد ازان آب مذکور اوسکی طرف چھوڑا جائے گا
جو اوس زمین سے متصل ہوگی اور زمین پائین مین پانی کا زمین بالا کے قبل پہنچانا
واجب نہین ہے اگرچہ تلف آخر کی طرف مودی ہو **چوتھا مسئلہ**
اگر ایسے آب مباح پر کوئی شخص کسی زمین موات کا احیار کرے تو آب مذکور
مین ملاک سابقین کا یہ شخص شریک نہوگا اس لیے کہ اونکا حق سابق ہے اور
اسکے لیے اوس پانی مین سے حصہ دیا جائیگا جو اونکی
حاجت سے فاضل رہے گا اور اسمین تردد ہو

تمّ احیاء الموات

فقط

کتاب اللقطہ لقطہ کا عرف فقہا مین اوس مال افتادہ اور طفل ضائع پر اطلاق کیا جاتا ہی جو کسی جگہ سے اوٹھا لیا جائے اور ملقوط (وہ مال افتادہ و طفل ضائع جو کسی مقام سے اوٹھا لیا جائے) کی باعتبار احکام تین قسمین ہین **اوّل** انسان دوم حیوان سوم وہ مال جو پہلی دونون قسمون کے علاوہ ہو جیسے طلا و نقرہ وغیرہ پس قسم اول (انسان) کو لقیط اور ملقوط اور منبوذ کہتے ہین اور یہ قسم تین مقصدون کے بیان کو مستدعی ہی پہلا مقصد لقیط کے بیان مین لقیط سے وہ انسان ضائع مراد ہی جسکا کوئی کفیل نہو اور طفل غیر ممیز (جو تمیز نرکھتا ہو جیسے دو سالہ یا سہ سالہ) کے التقاط (اوٹھا لینا) سے حکم لقطہ کے متعلق ہونےمین کوئی شک نہین ہی جسطرح کہ بالغ عاقل کے التقاط سے حکم لقطہ کے ساقط ہونے مین کوئی کلام نہین ہی اسلیے کہ وہ اپنے نفس کو ضرر سے محفوظ رکھسکتا ہی اور آیا طفل ممیز (جو تمیز رکھتا ہو جیسے دہ سالہ و یازدہ سالہ) کے التقاط سے بھی احکام لقطہ متعلق ہونگے یا نہین اسمین تردد ہی لکن اوسکے التقاط کا جائز ہونا اشبہ ہی اسلیے کہ وہ صغیر السن ہی اور اپنے ضرر کے دفع کرنے سے عاجز ہی اور اگر کسی طفل ضائع کا باپ یا دادا یا اوسکی مان موجود ہو تو اوسکے اخذ کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی لقیط (انسان ضائع) کے اخذ کرنے مین سبقت کرے بعد از ان اوسکو چھوڑ دے اور کوئی دوسرا شخص اخذ کرلے تو شخص اوّل پر اوسکا اخذ کرنا لازم کیا جائیگا اسلیے کہ احکام التقاط اوس سے متعلق ہو چکے تھے لہذا اونکا استصحاب کیا جائیگا اور اوسکے چھوڑ دینے سے وہ احکام برطرف نہونگے کیونکہ اسپر کوئی دلیل نہین ہی اور اگر کوئی شخص کسی مملوک کا التقاط کرے تو اوسپر مملوک مذکور کی حفاظت لازم اور اوسکے مالک کے پاس پہونچا دینا واجب ہوگا اور ملتقط (اخذ کرنیوالا)

اسلیے کہ وہ اوّلا منبوذ (انداختہ افتادہ) ہوتا ہی اور ثانیاً ملقوط و لقیط (برداشتہ) کا مصداق ہوتا ہے ۱۲

اگر اوسکا نکاح (ملک مین لانا) صحیح نہوگا خواہ وہ مملوک لڑکا ہو یا لڑکی اور اگر مملوک مذکور
اوسکے پاس سے بدون تفریط بھاگ جائے یا بدون تفریط تلف ہو جائے تو ملتقط
اوسکا ضامن نہوگا اس لیے کہ وہ حکم امین رکھتا ہو اور اگر اوسکی تفریط سے
بھاگ جائے یا تلف ہو جائے تو ضامن ہوگا اور اگر تحقق تفریط مین مملوک مذکور کا مالک
اور ملتقط اختلاف کرین اور اونمین سے کسی کے پاس بینہ نہو تو قول ملتقط اوسکی
قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر مملوک مذکور پر ملتقط نے انفاق کیا ہو اور مقدار نفقہ کا
مالک مملوک سے وصول کرنا متعذر (دشوار) ہو تو بعوض نفقہ اوسکا فروخت کرنا صحیح ہوگا
دوسرا مقصد ملتقط کے بیان مین اور ملتقط کا احکام لقطہ کے متعلق ہونمین
بالغ اور عاقل اور حر (آزاد) ہونا شرط ہو پس التقاط طفل و مجنون کے لیے
کوئی حکم نہوگا اور اسیطرح التقاط عبد (مملوک) پر بھی کوئی حکم مترتب نہوگا اسلیے کہ
منافع عبد پر اوسکے آقا کو تسلط ہوتا ہو جسکی وجہ سے اوسکو تحفظ لقیط پر قدرت
حاصل نہین ہوتی اور اگر عبد کو اوسکا آقا اجازت دے تو اوسکا التقاط کرنا صحیح ہوگا
اور اوس سے حکم لقطہ متعلق ہوگا جسطرح کہ آقا کو کسی لقیط کا اخذ کرکے حوالہ عبد کرنا
صحیح ہو اور جبکہ لقیط محکوم باسلام ہو تو اوسکے ملتقط کا مسلم ہونا بھی شرط ہوگا
یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہو کہ شرط ہوگا اسلیے کا فر کو اوس ملقوط پر تسلط نہین ہو سکتا
جو ظاہر امحکوم باسلام ہو علاوہ برین کافر کے ملقوط مسلم (جو بظاہر محکوم باسلام ہو)
کو برگشتہ از دین کر دینے سے امن حاصل نہین ہو اور اگر ملتقط فاسق ہو
تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ حاکم شرع کو لقیط کا اوس سے انتزاع کرکے کسی
عادل کے سپرد کرنا واجب ہوگا اس لیے کہ لقیط کے حضانت (تربیت) از قبیل

اذا تعذر استیفاؤھا باعہ فی النفقۃ انفق علیہ مع بینۃ ولو لابینۃ فالقول قول الملتقط فی التفریط او عنی ولو لاتفاقا کان متفریطا یضمن ولو تفریط لم او ضاع من غیر ولو ابق منہ

الثانیۃ فی الملتقط ویراعی فیہ البلوغ والعقل والحریۃ فلا حکم لالتقاط الصبی ولا المجنون ولا العبد لانہ مشغول باستیفاء منافعہ ولو اذن لہ المولی جاز کالو اخذہ المولی ودفعہ الیہ وھل یراعی الاسلام قیل نعم لانہ لاسبیل للکافر علی الملقوط لو کان مسلما ولانہ لا یومن خداعہ عن الدین ولو کان الملتقط فاسقا قیل ینتزعہ الحاکم من یدہ ویدفعہ الی عدل لان حضانتہ

استیمان ہی اور فاسق مین صفت امانت مفقود ہی لکن انتزاع کرنا اشبہ ہی اسلیے
کہ مسلم مطلقاً محل امانت ہی اور حضانت کا استیمان حقیقی ہونا مسلم نہین ہی اور اشتراط عدالت
خلاف اصل ہی علاوہ برین اگر ملتقط کا عادل ہونا شرط ہوتا تو کافر کو محکوم بکفر کا
التقاط کرنا بھی جائز نہوتا حالانکہ وہ بلا خلاف جائز ہی اور اگر کسی لقیط کو وہ شخص
بدوی (صحرا نشین) اخذ کرے جسکو مقام التقاط (اخذ کرنا) پر استقرار نہو یا وہ شخص
حضری (شہری) اخذ کرے جو بعد لقیط سفر کرنیکا ارادہ رکھتا ہو تو بعض علما
نے فرمایا ہی کہ لقیط کا اوس کے ہاتھ سے انتزاع کر لینا واجب ہوگا اسلیے کہ اوسکے
پاس باقی رکھنے مین نسب لقیط کے ضائع ہونیکا خوف ہی کیونکہ لقیط کا غالباً موضع
التقاط ہی پر تفحص کیا جاتا ہی لکن اون دونون (بدوی و مرید سفر) کے التقاط کا جائز
ہونا بے وجہ نہین ہی کیونکہ محل نزاع کو عموم ادلہ شامل ہی اور انتزاع کا واجب ہونا
مخالف اصل ہی اور ہمارے یہان ملتقط کے لیے ولا نہین ہی لہذا ملتقط کو فقدان
وارث کے صورت مین ولاء عتق و ضمان جریرہ کیطرح اوسکی میراث کا استحقاق
نہوگا (ہان ولاء التقاط کا قول بعض عامہ سے منقول ہی) بلکہ لقیط خود مختار ہی جسکو
چاہے اپنا ضامن جریرہ مقرر کرے پس ضامن جریرہ کو عدم وارث کی صورت
مین اوسکی میراث کا استحقاق ہوگا اور جبکہ ملتقط کے پاس کوئی ایسا حاکم شرع
موجود ہو جو بیت المال سے لقیط پر انفاق کر سکتا ہو تو اوسپر حاکم مذکور سے استعانت
کرنا لازم ہوگا اور اگر حاکم شرع نہو تو مسلمین سے استعانت کرنا واجب ہوگا
اور نفقہ کا بذل کرنا مسلمین پر لقیط کے لیے کفایۃً واجب ہوگا
اسلیے کہ نفس محترمہ سے حالت قدرت مین ضرر کا دور کرنا لازم ہی اور ملتقط پر

استیمان ولا امانۃ لفاسق وکالاشبہ انہ لا ینتزع ولو التقطہ بدوی لا استقرار لہ فی موضع التقاطہ او حضری یرید السفر بہ قیل ینتزع من یدہ لما یؤمن من ضیاع نسبہ فانہ انما یطلب فی موضع التقاطہ والاقوی الجواز ولا ولاء للملتقط علیہ بل ہو سائبۃ یتولی من شاء واذا لم یوجد سلطان ینفق علیہ استعان بالمسلمین وبذل النفقۃ علیہم واجب علی الکفایۃ

اگرچہ لقیط کی حفاظت واجب ہی لکن اوسپر انفاق کرنا اوسیوقت واجب ہوگا جبکہ کوئی دوسرا شخص بہم نہ پہونچے اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ ضرورت کا دور کرنا تبرع (احسان کرنا) پر موقوف نہین ہی بلکہ بطور قرض یا بقصد رجوع انفاق کرنا دفع ضرورت کے لیے کافی ہی اور اگر دونون امر (انفاق حاکم و انفاق مسلمین) متعذر ہون تو ملتقط پر انفاق کرنا لازم ہوگا پس اگر بقصد رجوع انفاق کرے تو اوسکو لقیط سے اوسکی موسر ہونے کے بعد مقدار نفقہ کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر بقصد تبرع انفاق کرے تو مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو کسی دوسرے شخص سے استعانت کرنا ممکن ہو اور باوجود اسکے انفاق کرے تب بھی مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اگرچہ بقصد رجوع انفاق کیا ہو

تیسرا مقصد احکام لقیط کے بیان مین اور وہ کئی مسئلہ ہین پہلا مسئلہ شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ لقیط کا اخذ کرنا واجب کفائی ہی اسلیے کہ اوسکا اخذ کرنا از قبیل اعانت علی البر (امر خیر پر مدد کرنا) ہی کیونکہ وہ مضطر ہی جسکی ضرورت کا دفع کرنا لازم ہی لکن اوسکا مستحب ہونا بے وجہ نہین ہی اسلیے کہ اصل عدم وجوب ہی دوسرا مسئلہ لقیط کو شخص کبیر کیطرح اہلیت ملک (مالک ہونے کی قابلیت) حاصل ہی اور اوسکا کسی نقد یا جنس وغیرہ پر قابض ہونا قبضہ بائع کیطرح اوسکے مملوک ہونے پر دلالت کرتا ہی اسلیے کہ اوسکو اہلیت تملک حاصل ہی پس جبکہ لقیط کے پاس کوئی کپڑا موجود ہو تو اوسپر ملک لقیط کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح اگر اوسکے نیچے کوئی کپڑا از قسم فرش وغیرہ یا اوسکے اوپر از قسم لحاف وغیرہ موجود ہو تو اوسپر بھی ملک لقیط ہی کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح اگر اوسکے کپڑے مین کوئی شی (جیسے درہم و دینار وغیرہ) بندھی ہوئی ہو تو اوسپر بھی اوسی کی مملوک ہونیکا حکم کیا جائیگا

اور اسیطرح اگر لقیط کسی چوپایہ یا اونٹ پر سوار ہو یا کسی خیمہ یا خرگاہ مین موجود ہو تو وہ بھی اوسیکی ملکیت کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح جو اشیاء کہ خیمہ وغیرہ مین موجود ہون وہ بھی اوسیکی مملوک قرار دیجائینگی اور اسیطرح اگر وہ کسی ایسے مکان مین موجود ہو جسکا کوئی مالک معلوم نہو تو وہ مکان بھی اوسی کا مملوک قرار دیا جائیگا اور اگر کوئی شی لقیط کے سامنے یا اوسکے پہلو مین رکھی ہوی ہو تو آیا اوسپر بھی ملک لقیط ہی کا حکم کیا جائیگا یا نہین اسمین تردد ہے لکن اوسپر ملکیت لقیط کا حکم نکرنا اشبہ ہے اسلیے کہ کسی شی کے سامنے یا پہلو مین ہونے سے قبضہ کا حکم کرنا مشکل ہے اور اصل عدم ملکیت ہے اور یہی بحث اوس صورت مین بھی جاری ہوگی جبکہ لقیط کسی دکہ (چبوترہ) پر بیٹھا ہو اور اوسپر کوئی متاع رکھی ہو بلکہ اس صورت مین ملکیت لقیط کا حکم نکرنا اوضح (ظاہرتر) ہے خصوصاً جبکہ متاع مذکور پر کسی شخص کا متصرف ہونا ملاحظہ ہو **تیسرا مسئلہ** اخذ لقیط کے وقت کسی کا شاہد کرنا واجب نہین ہے اسلیے کہ وہ امانت ہے پس مثل استیداع (امانت رکھنا) ہے جسمین شاہد کرنا واجب نہین ہے **چوتھا مسئلہ** جبکہ منبوذ (لقیط) کے پاس کوئی مال ہو تو ملتقط کو لقیط پر مال مذکور کے انفاق کرنے مین حاکم شرع کی اجازت کا حاصل کرنا ضرور ہوگا اسلیے کہ ملتقط کو اوسکے مال پر کوئی ولایت حاصل نہین ہے پس اگر بدون اجازت حاکم اوس مال مین سے انفاق کرنیکی طرف مبادرت (مسارعت) کریگا تو ضامن ہوگا اسلیے کہ یہ انفاق وہ تصرف ہے جو مال غیر مین بدون ضرورت واقع ہوا ہے اور اگر حاکم شرع کی اجازت کا حاصل کرنا متعذر (دشوار) ہو تو اوسمین سے لقیط پر انفاق کرنا جائز ہوگا اور ملتقط سے اوسکی ضمانت بھی متعلق نہوگی اسلیے کہ اس صورت مین ضرورت متحقق ہے **پانچوان مسئلہ** جو لقیط کہ دار الاسلام (وہ بلد جسمین احکام

ولو كان على دابة او جمل او وجد في خيمة او فسطاط قضي له بذلك وبما فيه وكذا لو وجد في دار لا مالك لها وفيما يوجد بين يديه او الى جانبه تردد اشبهه انه لا يقضي له وكذا لو كان على دكة وعليها متاع وعدم القضاء له هنا اوضح خصوصا اذا كان هناك يد متصرفة **الثالثة** لا يجب الاشهاد عند اخذ اللقيط لانه امانة فهو كالاستيداع **الرابعة** اذا كان للمنبوذ مال افتقر الملتقط في الانفاق عليه الى اذن الحاكم لانه لا ولاية له في ماله فان بادر فانفق عليه منه ضمن لانه تصرف في مال الغير لا لضرورة ولو تعذر الحاكم جاز الانفاق ولا ضمان عليه لتحقق الضرورة **الخامسة** الملقوط في دار الاسلام

اسلام نافذ ہوتے ہون) سے اخذ کیا جائے وہ محکوم باسلام ہوگا اگرچہ اوسپر اہل کفر نے قبضہ کیا ہو بشرطیکہ اوسمین کوئی ایسا مسلم موجود ہو جس سے لقیط مذکور کی ولادت ممکن ہو اسلیے کہ اس صورت مین اوسکے مولود مسلم ہونیکا احتمال ہی اگرچہ بعید ہو تاکہ علم اسلام کو حکم کفر پر غلبہ رہے اور اگر وسمین کوئی مسلم بصفت مذکورہ موجود نہو تو لقیط مذکور پر حکم رقیت (مملوک ہونا) جاری کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی لقیط دار الشرک (وہ بلد جسمین احکام اسلام نافذ نہوتے ہون) سے اخذ کیا جائے اور اوسمین کوئی ایسا مسلم موجود نہو جس سے لقیط مذکور کی ولادت کا احتمال ہو تو اوسپر بھی حکم رقیت جاری کیا جائیگا چھٹا مسئلہ جبکہ نسب لقیط مجہول ہو اور اوسکا کوئی شخص ضامن جریرہ نہو تو اوسکا عاقلہ (دیت کا ادا کرنیوالا) ہمارے نزدیک فقط امام علیہ السلام قرار پائینگے تاوقتیکہ وہ صغیر السن ہی خواہ اوسنے عمداً جنایت کی ہو یا خطاءً اور اگر بالغ ہونے کے بعد کسی پر از راہ عمد جنایت کرے تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر از راہ خطا جنایت کرے تو اوسکی دیت کا ادا کرنا امام علیہ السلام سے متعلق ہوگا اور اگر اوسکی جنایت شبیہ بعمد ہو تو دیت کا ادا کرنا اوسی کے مال سے متعلق ہوگا اور اگر لقیط صغیر السن (نابالغ) کو کوئی شخص عمداً قتل کر ڈالے تو جانی (جنایت کرنیوالا) سے قصاص لیا جائیگا اور اگر خطاءً قتل کرے تو اوس سے دیت لی جائیگی اور اگر اعضاء لقیط مین سے کسی عضو پر کوئی شخص جنایت کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکے لیے قصاص یا دیت کا اخذ کرنا صحیح نہ ہوگا اسلیے کہ لقیط کے نابالغ ہونے کی حالت مین معلوم نہین ہوسکتا کہ بالغ ہونے کے بعد اوسکی مراد کیا ہوگی اور لقیط صغیر اوس طفل

نعم بغیر اذن کا ن محکوما باسلامه وان ملکه اهل الکفر اذا کان فیہ مسلم یحتمل الاستیلاد الشرک فیما الحکم برقہ وکذا اذا کان فیہ مسلم الامام اذا لم یظهر لہ نسب ولم یتوال احدا ضامن الجریرة (اللقیط) علی الامام عاقلته

نعم بعد دار الشرک وکان فیہ مستوطن من المسلمین ولو واحد فالحکم بالاسلام ولو لم یکن فیہ مسلم فهو رق عاقلة اللقیط الامام اذا لم یظهر له نسب ولم یتوال احدا (اللقیط) جنی عمدا او خطأ ما دام صغیرا ولو بلغ فعمده القصاص وخطاؤه فی الدیة علی الامام وفی شبیه العمد فی ماله وهو علیه صغیرا فان کان النفس فالاقرب

ان کانت عمدا فالقصاص وان کانت خطأ فالدیة الی الطرف قال الشیخ لا یقتص له ولا یاخذ الدیة لانه لا یدری مراده عند بلوغه فهو کالصبی

نابالغ کے مثل قرار دیا جائیگا جسکے عضو پر کسی شخص نے جنایت کی ہو پس جسطرح
کہ طفل مذکور کے باپ یا حاکم شرع کو اوسکے لیے قصاص یا دیت کا اخذ کرنا صحیح
نہین ہوتا اور اوسکے حق کا تا زمان بلوغ موخر کرنا لازم ہوتا ہی اسیطرح لقیط
صغیر کے لیے بھی قصاص و دیت کا اخذ کرنا صحیح نہوگا اور تا زمان بلوغ اوسکے
اخذ کرنے مین تاخیر کیجائیگی اور اگر قائل ہون کہ ولی طفل کو مراعات مصلحت کے
ساتھ دیت کا اخذ کرنا جبکہ اوسپر از راہ خطا جنایت ہوئی ہو یا قصاص کا اخذ کرنا
جبکہ اوسپر از راہ عمد جنایت ہوئی ہو جائز ہی تو خوب ہو اسلیے کہ اخذ حق مین
باوجود تحقق سبب کے تاخیر کرنا بے معنی ہی اور ملتقط کو اخذ دیت و قصاص کا متولی
ہونا صحیح نہین ہی اسلیے کہ اوسکو حضانت (تربیت) کے علاوہ لقیط پر کسی قسم کی
ولایت نہین ہی ساتوان **مسئلہ** جبکہ لقیط کو اوسکے بالغ ہونے کے بعد کوئی
شخص زنا کی نسبت دے اور اوسکی رقیت کا مدعی ہو اور لقیط مذکور اپنی حریت
کا مدعی ہو پس شیخ الطائفہ رح کے اس مسئلہ مین دو قول ہین اول یہ کہ قاذف (زنا
کی نسبت دینے والا) پر حد نہوگی اسلیے کہ لقیط کے حریت کا حکم یقینی نہین ہی بلکہ ظاہری
ہی جسمین احتمال خلاف بھی موجود ہی پس اسصورت مین وہ شتباہ متحقق ہوگا جسکی
وجہ سے حد ساقط ہو جاتی ہی دوم یہ کہ قاذف پر حد جاری کیجائیگی اسلیے کہ لقیط ظاہر الحکم
بحریت ہی اور امور شرعیہ غالباً ظاہر ہی پر منوط (معلق) ہین لہذا اوسپر حد جاری کیجائیگی جسطرح
کہ جانی لقیط پر قصاص ہوتا ہی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی آٹھوان
مسئلہ اگر کوئی لقیط اپنے مملوک ہونیکا اقرار کرے تو مقبول ہوگا بشرطیکہ وہ بالغ رشید ہو
اور اوسکی حریت معلوم نہو اور وہ خود بھی قبل ازین اپنی حریت کا مدعی نہوا ہو اسلیے کہ عقلاء

ولا یقبض له بعوامه ولا ابوه ولا جده بل یؤخر حقه الی بلوغه وفیه وجه بجواز استیفاء الولی الدیة مع الغبطة ان کانت خطاء والقصاص ان کان عمدا اذ لا معنی للتاخیر مع وجود السبب ولا یتولی الملتقط اذ لا ولایة له

السابعة اذا بلغ فقذفه قاذف وقال انت رق فقال بل حر فالشیخ رحمه الله تعالی فیه قولان احدهما الاحتمال لوجوب الحد لعدم تعین الحریة بل علی الظاهر وهو محتمل فیحقق الشبهة المسقطة للحد والثانی ثبوته لان الشارع علق الحکم بظاهر الحریة والامور الشرعیة منوطة بالظاهر فیثبت الحد کثبوت القصاص والجرح اشبه

الثامنة قبل اقرار اللقیط علی نفسه بالرق اذا کان بالغا رشیدا ولم یعلم حریته ولا ادعاها قبل

کا اقرار اوسکے ضرر پر مقبول ہوتا ہی نوان مسئلہ اگر کوئی شخص اجنبی کسی لقیط کی بنوت (ولدیت) کا مدعی ہو تو اوسکا قول مقبول ہوگا جبکہ مدعی باپ ہو اگرچہ کوئی بینّہ قائم نکرے اسلیے کہ لقیط مجہول النسب ہو پس مدّعی مذکور اوسکے ساتھ بہ نسبت باقی لوگون کے احق ہوگا خواہ وہ مدعی حر (آزاد) ہو یا عبد مسلم ہو یا کافر اور اسیطرح اگر مدّعی مذکور ماں ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر قائل ہون کہ محض اقرار سے اوسوقت تک نسب ثابت نہوگا جبتک کہ لقیط اپنے بالغ اور رشید ہونے کے بعد اوسکی تصدیق نکرے تو خوب ہو اور جبکہ کوئی لقیط دار الاسلام مین موجود ہو تو اوسکی رقیت (مملوک ہونا) اور کفر کا حکم نکیا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اگر کوئی کافر اوسکی بنوت (ولدیت) پر بینّہ قائم کردے تو اوسکے کفر کا و الا اسلام کا حکم جاری کیا جائیگا اسلیے کہ وہ دار الاسلام مین پایا گیا ہی اگرچہ اوسکا نسب بوجہ بینّہ کافر سے ملحق ہوجائے اور قول اول اولی ہی اسلیے کہ قول بینّہ کو تبعیت دار الاسلام کی بہ نسبت قوت ہی اور اسی مقام سے احکام نزاع بھی ملحق کیے جاتے ہین جسکا بیان پانچ مسئلون مین کیا جاتا ہی پہلا مسئلہ اگر مقدار انفاق مین مابین لقیط و ملتقط اختلاف واقع ہو تو مقدار متعارف کی بہ نسبت ملتقط کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر مقدار متعارف سے زائد کا مدّعی ہو تو زیادتی کی نفی مین قول ملقوط کا اعتبار کیا جائیگا اسلیے کہ اصل عدم زیادتی ہی اور اگر اصل انفاق کا انکار کرے تو ملتقط کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر لقیط کے پاس کچھ مال موجود ہو اور ملتقط اوسکے انفاق کا مدّعی ہو اور لقیط اسکا انکار کرے تب بھی ملتقط ہی کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ مال مذکور کا وہ امین ہی جسکی طرف صورت انکار مین فقط قسم متوجہ ہوتی ہی دوسرا مسئلہ اگر التقاط طفل مین دو شخص باہم نزاع کرین اور ہر ایک شخص اوسکے التقاط کا مدّعی ہو اور اپنے حق حضانت کو دوسرے

کے لیے ترک کرے اور شرائط التقاط مین وہ دونون مساوی ہون تو قرعہ ڈالاجائیگا اسلیے کہ عدم رجحان مفروض ہو اور اون دونون کا شریک کردینا بسا اوقات ضرر طفل کو مستلزم ہوتا ہی لکن حق حضانت مین اون دونون کے مشترک رہنے کا بھی احتمال ہی بشرطیکہ ضرر طفل کا تحفظ ممکن ہو ہان اگر ضرر کا تحفظ ممکن نہو تو قرعہ معین ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص اپنے حق حضانت کو دوسرے کے لیے چھوڑ دیوے تو صحیح ہوگا اور اوسکے چھوڑ دینے مین حاکم شرع کی اجازت کا حاصل کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ ملک حضانت اونھین دونون مین منحصر ہی تیسرا مسئلہ جبکہ کسی طفل کو دو شخص التقاط کرین اور ہر ایک مین شرائط التقاط اسطرح مجتمع ہون کہ اگر وہ تنہا التقاط کرتا تو طفل مذکور اوسیکے پاس باقی رکھا جاتا اور اخذ طفل مین وہ دونون نزاع کرین تو قرعہ ڈالاجائیگا خواہ وہ دونون شخص موسر (خوشحال) ہون یا اونمین سے ایک شخص موسر اور دوسرا معسر (تنگدست) ہو اور خواہ وہ دونون حاضر ہون یا اونمین سے ایک شخص حاضر ہو اور دوسرا غائب اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے ایک شخص کافر اور دوسرا مسلم ہو تب بھی قرعہ ڈالاجائیگا بشرطیکہ طفل ملقوط محکوم بکفر ہو اسلیے کہ ہر ایک کو اہلیت حضانت حاصل ہو اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص طفل مذکور کے لیے کسی علامت کو بیان کرے (جیسے اوسکا خالدار ہونا) تو اوسکے موافق حکم نکیا جائیگا بلکہ فقط قرعہ سے ترجیح دینا معین رہیگا چوتھا مسئلہ جبکہ طفل ملقوط کی ثبوت (ولادت) کا دو شخص دعوے کرین اور اونمین سے ایک شخص کے پاس بینہ موجود ہو تو اوسکے موافق حکم کیا جائیگا اور اگر دونون کے پاس بینہ موجود ہو تو قرعہ ڈالاجائیگا اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے کسی کے پاس بینہ موجود نہو تب بھی قرعہ ڈالاجائیگا اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص نے

اوسکا التقاط کیا ہو تو اوسکے قبضہ کو ثبوت نبوّت مین کوئی دخل نہوگا اسلیے کہ قبضہ کیلیے ثبوت نسب مین کوئی حکم نہین ہوتا بخلاف مال کے کہ قبضہ کے لیے اوسمین اثر ہوتا ہی

پانچوان مسئلہ جبکہ کسی طفل لقوط کی نبوّت مین کافر و مسلم یا حر او ر عبد اختلاف کرین تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مسلم کو کافر پر اور حر کو عبد پر ترجیح دیجائیگی اسلیے کہ مسلم و حر کو غلبہ حاصل ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ فضل اسلام و حریّت کا ثبوت نسب مین فی نفسہٖ ترجیح ہونا ثابت نہین ہوا اور اقرار نسب مین وہ سب مساوی ہین لہذا بدون بیّنہ کسیکو ترجیح نہونی چاہیے

دوسری قسم حیوان ملتقط (برداشتہ) کے بیان مین اور اسمین تین امر قابل بیان ہین ماخوذ - آخذ - حکم - امر اوّل - ماخوذ کے بیان مین پس ماخوذ سے ہر وہ حیوان مملوک وضائع مراد ہی جسپر کوئی شخص قابض نہو اور وہ اخذ کیا جائے اور اوسکو ضالہ کہتے ہین اور اوسکا صورت جواز مین اخذ کرنا مکروہ ہی مگر جبکہ اخذ نکرنے مین اوسکے تلف ہونے کا خوف ہو تو اخذ کرنا بدون کراہت مباح ہی اور وقت اخذ کسی شخص کا شاہد کر دینا سُنت ہی اسلیے کہ ملتقط کو طمع کے حادث ہونے یا کسی حادثہ کے پیش آجانے سے امن حاصل نہین ہوتا علاوہ برین شاہد کرنے مین ملتقط سے تہمت بھی مرتفع ہوجاتی ہی پس شتر ضال کا اوس صورت مین اخذ کرنا جائز نہین ہی جبکہ وہ آب و گیاہ مین موجود ہو یا صحیح و تندرست ہو اور آب و گیاہ تک اوسکا چلا جانا ممکن ہو اسلیے کہ رسولخدا نے ارشاد فرمایا ہی خفہ حذاؤہ وکرشہ سقاؤہ فلا تھجہ (اوسکا سم اوسکی کفش ہی اور اوسکا شکنبہ اوسکی مشک ہی پس اوسکو برانگیختہ نکرو) پس اگر کوئی شخص اوسکو اخذ کریگا تو ضامن ہوگا اور بعد اخذ اوسکے چھوڑ دینے سے بری الذمہ نہوگا ہان اگر اوسکے مالک کے سپرد کر دیگا تو بری الذمہ ہوجائیگا اور اگر اوسکا مالک مفقود ہو تو اوسکو حاکم شرع کے سپرد کریگا کیونکہ وہ

وہ مصالح مسلمین کے لیے منصوب ہی پس اگر حاکم شرع کے پاس کوئی چراگاہ موجود ہوگی تو شتر
مذکور کو برعایت مصلحت اوسمین چھوڑ دیگا اور اگر چراگاہ نہو تو اوسکو فروخت کریگا اور
قیمت کو مالک شتر کے لیے محفوظ رکھیگا اور دابۂ ضالہ (اسپ گم شدہ) کا بھی یہی حکم ہی اور آیا
بقر و حمار کا بھی یہی حکم ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اون دونون کا مساوی شتر ہونا
اظہر ہی اسلیے کہ اخذ شتر کی جو ممانعت حدیث شریف مین وارد ہوئی ہی اوسکے فحوی سے
یہی مفہوم ہوتا ہی (یعنے مساوی شتر ہونا) اور اگر شتر کو کوئی شخص ایسے مقام مشقت پر چھوڑ دے جہان آب و گیاہ
موجود نہو تو اوسکا اخذ کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ وہ بمنزلۂ تالف (ہلاک شدہ) ہی اور
جو شخص کہ اوسکو اخذ کریگا وہ اوسکا مالک ہوجائیگا اور اوسکا ضامن بھی نہوگا کیونکہ وہ
شی مباح کا حکم رکھتا ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص دابہ (فرس) اور بقر اور حمار کو ایسے
مقام مشقت پر چھوڑ دیوے جہان آب و گیاہ میسر نہو تو اونکا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر
شاۃ ضالہ (گوسپند) کسی بیابان مین موجود ہو تو اوسکا اخذ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ وہ
چھوٹے درندون سے بھی اپنی حفاظت نہین کرسکتی لہذا وہ معرض تلف مین ہی اور
آخذ شاۃ کو اختیار ہی چاہے تملک کا قصد کرے اور مالک شاۃ کے لیے ضامن رہے جو
خالی از تردد نہین ہی اسلیے کہ وہ شی مباح کا حکم رکھتی ہی اور چاہے اوسکو اپنے قبضہ مین
مالک کے لیے بطور امانت باقی رکھے جس مین وہ ضامن نہین ہوتا اور چاہے اوسکو
حاکم شرع کے سپرد کرے تاکہ وہ اوسکی حفاظت کرے یا اوسکو فروخت کرکے اوسکی قیمت کو
مالک کے پاس پہونچا دے اور اسیطرح جو حیوان کہ درندۂ صغیر سے اپنی حفاظت نکرسکتا ہو
(جیسے بچہ شتر و گاؤ و اسپ و خر وغیرہ) او سپر بھی حکم شاۃ جاری کیا جائیگا اور اسمین
تردد ہی اسلیے کہ حیوانات مذکورہ بالخصوص منصوص نہین ہین پس اونکا شاۃ ضالہ سے

ملحق کرنا از قبیل قیاس ہی جو ہمارے نزدیک جائز نہین ہی اور اگر ہرن یا گورخر کے بچے
مملوک ہونے کے بعد گم ہوجائین تو اونکا اخذ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ مال مسلم محترم ہی لہذا اوسمین
تصرف کرنا جائز نہوگا تاوقتیکہ کسی دلیل معتبر سے اوسکی اباحت ثابت نہو علاوہ برین
بچہ ہائے مذکورہ سرعت عدو (دوڑنا) کیوجہ سے اپنی حفاظت کرسکتے ہین اور آب و
گیاہ بیابان سے سیر و سیراب ہوسکتے ہین اور اگر آبادی مین حیوانات گم شدہ موجود ہون
تو اونکا اخذ کرنا مباح نہوگا خواہ اپنی حفاظت کرسکتے ہون جیسے شتر و گاو وغیرہ یا
نہ کرسکتے ہون جیسے بچہ شتر و گاو اور اگر کوئی شخص اونکو آبادی مین اخذ کریگا تو اوسکو ختیار
ہوگا چاہے مالک کے لیے اونکو بطور امانت اپنے پاس رہنے دے اور اس صورت مین
آخذ کو اونپر انفاق کرنا لازم ہوگا اور مالک سے اوس نفقہ کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور
چاہے اونکو حاکم شرع کے سپرد کردے اور اگر حاکم شرع تک اوسکا پہونچنا متعذر ہو تو اوسکو
حیوانات مذکورہ پر انفاق کرنا لازم ہوگا اور مالک سے مقدار نفقہ کے مطالبہ کرنیکا
اوسکو استحقاق حاصل ہوگا اور اگر آبادی مین کوئی شاۃ ضالہ موجود ہو اور کوئی شخص
اوسکو اخذ کرے تو شاۃ مذکورہ کو تین روز تک اپنے پاس محفوظ رکھیگا پس اگر تین روز تک
اوسکا مالک پیدا نہو تو واجد (پانے والا) کو اوسکا فروخت کرنا اور اوسکی قیمت کے
ساتھ تصدق کرنا صحیح ہوگا اور کلب صید (سگ شکاری) کا التقاط کرنا جائز ہی اور ملتقط
پر سال بھر تک اوسکی تعریف لازم ہوگی اور سال بھر کے بعد اوسکو سگ مذکورہ سے منتفع
ہونا صحیح ہوگا اور صورت تلف مین مالک کے لیے اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا امر دوم
واجد (پانیوالا) کے بیان مین اور ہر بالغ عاقل کو ضالہ (حیوان گم شدہ) کا اخذ کرنا
صحیح ہی اور آیا طفل نابالغ اور مجنون کو بھی اوسکا اخذ کرنا صحیح ہی یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے

ولو اخذها کانت بالخیار بین امساکها لصاحبها امانة وعلیه نفقتها من غیر رجوع بها وبین دفعها الی الحاکم وان لم یجد حاکما انفق ورجع بالنفقة وان کانت شاة حبسها ثلاثة ایام فان لم یجد صاحبها باعها الواجد وتصدق بثمنها ویصح التقاط کلب الصید ویلزم تعریفه سنة ثم ینتفع به ویضمن قیمته الثانی فی الواجد ویصح اخذ الضالة لکل بالغ عاقل اما الصبی والمجنون فقطع الشیخ

جواز اخذ پر قطع (جزم) فرمایا ہی اسلیے کہ اوسکا اخذ کرنا اکتساب مال کی قبیل سے ہی جسکا
اون دونون سے واقع ہونا صحیح ہی اور اونکے ولی کو مال لقطہ کا اون دونون سے
انتزاع کرنا اور سال بھر تک تعریف کرنا واجب ہوگا پس اگر سال بھر کے بعد اوسکا
مالک پیدا نہو اور طفل و مجنون کے لیے اوسکے مالک ہونے اور مالک کے واسطے ضامن
رہنے مین کوئی فائدہ و مصلحت ہو تو ولی کو ضمانت کے ساتھ مال لقطہ کا اونکی ملک مین داخل کرنا
معین ہوگا اور اگر اس مین کوئی فائدہ و مصلحت اونکے لیے نہو تو ولی کو اوسکا بطور امانت
باقی رکھنا اور حفاظت کرنا لازم ہوگا اور آیا عبد کا بدون اذن مالک التقاط کرنا جائز ہی یا نہین
اسمین تردد ہی لکن اوسکا جائز ہونا اشبہ ہی اسلیے کہ عبد کو حفظ مال کی اہلیت حاصل ہی اور
آیا واجد حیوان کا مسلم ہونا بھی شرط ہی یا نہین اشبہ عدم اشتراط ہی اسلیے کہ کافر مین حیوان کی
تعریف کرنے اور بطور امانت باقی رکھنے اور ضمانت کے ساتھ مالک ہونے کی قابلیت
حاصل ہی اور واجد حیوان کا عادل ہونا بطریق اولی شرط نہین ہی امر سوم احکام ضالہ کے
بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ آخذ کو ایسے حاکم شرع کے پاس پہونچنا متعذر
ہو جو ضالہ پر انفاق کرے تو اوسکو اپنے پاس سے انفاق کرنا واجب اور مالک ضالہ سے
مقدار نفقہ کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوسکو مطالبہ کرنا صحیح نہوگا
اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسپر حیوان کا محفوظ رکھنا واجب ہی جو بدون انفاق تمام
نہین ہو سکتا اور فعل واجب پر عوض کا مطالبہ جائز نہین ہی لکن مطالبہ کا صحیح ہونا بیوجہ
نہین ہی تاکہ التقاط کیوجہ سے آخذ کیطرف کوئی ضرر عائد نہو اس لیے کہ ضرر ملتقط اوسکے
عدم اخذ کو مقتضی ہی جس مین لقطہ اور مالک کا ضرر لازم آتا ہی اور فعل واجب پر عوض کا
مطالبہ اوسوقت جائز نہین ہی جبکہ اجازت مالک حاصل نہو اور رہمقام پر شارع علیہ السلام

الثالث في الاحكام وهي مسائل الاولى اذا لم يجد الآخذ سلطانا ينفق على الضالة انفق من نفسه

کیطرف سے اجازت التقاط کا حاصل ہونا اجازت مالک کے قائم مقام ہو دوسرا مسئلہ جبکہ لقطہ کے لیے کوئی منفعت موجود ہو جیسے سوار ہونا یا صوف و شیر وغیرہ کا حاصل ہونا یا خدمت لینا تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہو کہ ملتقط کے لیے یہ منفعت اوسکے انفاق کے مقابل قرار پائیگی خواہ اوسکے مساوی ہو یا نہو اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ نفقہ اور قیمت منفعت مین نظر کیجائیگی اور ملتقط و مالک حیوان کو باہم مقاصّہ کرنا صحیح ہوگا تاکہ اون دونون مین سے کسی پر ظلم نہونے پائے اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو تیسرا مسئلہ اخذ ضالہ سے حول تعریف کے بعد اوسکی ضمانت متعلق نہوگی ہان اگر اوسکے تملک کا قصد کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر اوسکی حفاظت کا قصد کریگا تو بدون تعدی و تفریط اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ وہ امین ہو اور اگر قصد تملک کے بعد اوسکی حفاظت کا قصد کریگا تو ضمانت باقی رہیگی اور اگر قصد حفاظت کے بعد اوسکے تملک کا قصد کریگا تو ضمانت لازم ہوگی چوتھا مسئلہ شیخ الطائفہ رہ نے فرمایا ہو کہ مملوک بالغ یا مراہق (قریب البلوغ) کا اخذ کرنا صحیح نہوگا اور مملوک مذکور پر اوس ضالہ کا حکم جاری کیا جائیگا جو اپنے نفس کی حفاظت پر قادر ہو اور مملوک صغیر کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ مملوک صغیر معرض تلف مین ہوتا ہو پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص (زید) اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے بلد مین کسی شخص (عمر) کے پاس اپنے غلام کے موجود ہونیکا مدعی ہو بعد ازان وہ شخص (زید) ایسے شاہدون (خالد و بکر) کو حاکم کے پاس حاضر کرے جنھون نے غلام مذکور کے اوصاف کو اوسکے شہود (حامد و محمود) سے سنا ہو تو فقط اس شہادت کی بنا پر غلام مذکور کا اوس شخص (زید) کے حوالہ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوصاف کے مساوی اور مشترک ہونیکا

لایضمن الملتقط بعد الحول الا مع قصد التملک ولو قصد حفظها لم یضمن الا مع التفریط او التعدی ولو قصد التملک ثم نوی الحفظ لم یزل الضمان ولو قصد الحفظ ثم نوی التملک لزم الضمان

الرابعة قال الشیخ رحمه الله لا یؤخذ المملوک بالغا او مراهقا بل یحفظ کالضالة الممتنعة ولو کان صغیرا جاز وهذا الحسن لانه معرض للتلف

الخامسة لا ینفذ القاضی فی ... (marginal text partly illegible)

الثالثة ... اذا کان للقطة نفع کالظهر واللبن والخدمة قال فی النهایة کان ذلک بازاء ما انفق وقیل ینظر فی النفقة وقیمة المنفعة ویتقاص ...

جبی استعمال ہو بلکہ مدعی مذکور (زید) کو اصلی شہود (حامد ومحمود) کے حاضر کرنے کی تکلیف دیجائیگی تاکہ وہ عین غلام کے مشاہدہ کرنے کی شہادت ادا کرین اور اگر اون شہود (حامد محمود) کا حاضر کرنا متعذر ہو تو قابض غلام پر اوسکا اونکے بلد تک پہونچا دینا یا اوسکا خود مدعی کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کردینا واجب ہوگا جو اونکے بلد تک پہونچا دیوے اسلیے کہ اوسپر کوئی حق ثابت نہین ہی ہان اگر حاکم کے نزدیک ایصال غلام مین کوئی مصلحت ہو تو اوسکو قابض کا ایصال غلام پر مامور کرنا جائز ہوگا اور اگر وہ غلام قبل وصول یا بعد وصول تلف ہوجائے اور رہنوز مدعی (زید) کا دعوی ثابت نہوا ہو تو اوس قیمت غلام اور اجرت ایصال کی ضمانت متعلق ہوگی قسم سوم جس مین لقطہ بالمعنی الاخص (مال صامت جیسے طلا ونقرہ و پارچہ وجواہر وغیرہ) کا بیان کیا جاتا ہی اور اوسمین تین امر قابل ذکر ہین پہلا امر لقطہ سے وہ مال ضائع مراد ہی جو کسی مقام سے اخذ کیا گیا ہو اور اوسپر کوئی شخص قابض نہو پس جس مال کی قیمت ایک درہم سے کم ہو اوسکا اخذ کرنا اور اوسکے ساتھ منتفع ہونا بدون تعریف جائز ہی اور جب مال کی قیمت اوس سے زائد ہو پس اگر حرم مین موجود ہو تو بعض علمار نے فرمایا ہی کہ اوسکا اخذ کرنا حرام ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ مکروہ ہوگا اور یہی قول اشبہ ہی اور لقطہ حرم کا بدون قصد تعریف اخذ کرنا حلال نہین ہی اور سال بھر تک اوسکی تعریف کرنا واجب ہی پس اگر اوسکا مالک پیدا ہو تو اوسکے سپرد کرنا لازم ہوگا و الا اوسکے ساتھ تصدق کرنا یا اوسکا بطور امانت باقی رکھنا معین ہوگا اور آخذ کے لیے اوسکا تملک کرنا صحیح نہین ہی اور اگر حول تعریف کے بعد آخذ اوسکے ساتھ تصدق کردے بعد ازان اوسکا مالک تصدق پر راضی نہو تو آیا آخذ سے اوسکی ضمانت متعلق ہوگی یا نہین اسمین دو قول ہین لکن اون دونون مین اوسکے

ویکلف احضار الشہود لیشہدوا بالعین ولو تعذر احضارہم لزم حمل العبد الی بلدہم او بیعہ علی من یحملہ لانہ لاحق علیہ ولو رای الحاکم المصلحۃ فی حملہ جاز ولو تلف قبل الوصول او بعدہ ولم یثبت دعواہ ضمن المدعی قیمتہ واجرتہ

القسم الثالث فی اللقطۃ بالمعنی الاخص و فیہ امور الاول اللقطۃ کل مال ضائع اخذ ولا ید علیہ فما کان دون الدرہم جاز اخذہ والانتفاع بہ بغیر تعریف وما کان ازید فان وجدہ فی الحرم قیل یحرم اخذہ وقیل یکرہ وہو اشبہ ولا یحل اخذہ الا مع نیۃ التعریف ویعرفہا حولا فان جاء صاحبہا والا تصدق بہا او استبقاہا امانۃ ولیس لہ تملکہا ولو تصدق بعد الحول فکرہ المالک فیہ قولان

ضامن نہونیکا قول ارجح ہی اسلیے کہ مال مذکور اوسکے پاس بطور امانت موجود تھا
جسکو اوسنے بوجہ مشروع صرف کیا ہی اور اگر مال مذکور کو کوئی شخص غیر حرم سے اخذ کرے تو
یعنے لقطہ کی اوس مقدار کو جو درہم کے مساوی یا اوس سے زائد ہو ۱۲
سال بھر تک اوسکا تعریف کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ سال بھر تک وہ مال باقی رہ سکتا ہو جیسے
کپڑا اور متاع اور سونا اور چاندی وغیرہ اور انقضاء سال کے بعد آخذ کو ضمانت قیمت
کے ساتھ اوسکے تملک کرنے اور از جانب مالک اوسکے ساتھ تصدق کرنے اور بدون ضمانت
اپنے پاس مالک کے لیے بطریق امانت باقی رکھنے مین اختیار حاصل ہوگا اور جس صورت مین کہ
مال لقطہ کے ساتھ تصدق کیا جائے اور مالک مال حاضر ہوکر اوسپر راضی نہو تو ملتقط سے
اوسکی مثل یا قیمت کی ضمانت متعلق ہوگی اور اگر سال بھر تک وہ مال باقی نہ رہ سکتا ہو جیسے
طعام وغیرہ تو آخذ کو اپنے نفس پر اوسکی قیمت کا مقرر کرنا اور اوس سے منتفع ہونا جائز ہوگا
اور اوسکو مال مذکور کا حاکم شرع کے سپرد کر دینا بھی صحیح ہی اور اس صورت مین ضامن
بھی نہوگا اور اگر مال لقطہ اپنے باقی رہنے مین علاج کا محتاج ہو جیسے خرمائے تازہ کہ
اوسکو خشک کرنے کی حاجت ہوتی ہی تو آخذ کو اوسکی خبر کا حاکم شرع تک پہونچانا معین ہوگا
تاکہ حاکم شرع اوسمین سے بعض مال کو فروخت کرکے باقی مال کی اصلاح مین صرف کرے
اور اگر حاکم کے نزدیک مجموع مال کے فروخت کرنے اور اوسکی قیمت کے تعریف کرنیمین
کوئی فائدہ ہو تو جائز ہوگا اور آیا نعلین اور مطہرہ آب (وہ ظرف چرمی ہی جس مین طہارت
کے لیے پانی لیا جاتا ہی) اور تازیانہ کا التقاط کرنا بھی جائز ہی یا نہین اس مین اختلاف ہی
لکن اوسکا جائز ہونا اظہر ہی اگرچہ مکروہ ہی اور اسیطرح عصا اور میخ اور ریسمان اور
زانوبند شتر وغیرہ (جن آلات کا نفع زائد اور قیمت کم ہو) کے التقاط مین بھی خلاف
ہی اور اوسکا مکروہ ہونا اظہر ہی اور لقطہ کا مطلقاً (درہم سے زائد ہو یا نہو)

اخذ کرنا ہر شخص کے لیے اور خصوص فاسق کے لیے مکروہ ہی اور اوس فاسق کے لیے التقاط کرنے مین کراہت زائد ہی جو تنگدست بھی ہو اور لقطہ پر شاہد کر لینا مستحب ہی اور اس مقام پر پانچ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جو مال کسی بیابان یا ایسے مکان خراب مین موجود ہو جسکے اہل ہلاک ہو گئے ہون تو واجد (پانے والا) کو اوسکا استحقاق حاصل اور بدون تعریف اوسکے ساتھ منتفع ہونا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسی زمین مین مدفون پائے جسکا کوئی مالک اور بائع نہو تو اوسکا استحقاق بھی واجد ہی کے لیے حاصل ہوگا اور تعریف کی حاجت نہوگی اور اگر اوس زمین کے لیے کوئی مالک یا بائع موجود ہو تو اوسکی تعریف کریگا پس اگر مالک خواہ بائع نے اوسکے اوصاف مشخصہ کو بیان کر دیا تو وہ اوسکے ساتھ احق (سزاوار تر) ہوگا والا اوسکا استحقاق خود واجد کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر چار پائے کے شکم مین کوئی مال موجود ہو اور بائع اوسکے اوصاف و علامات کو بیان نکرے تو وہ بھی واجد ہی کا مال ہوگا لکن اگر کوئی مال شکم ماہی مین موجود ہو تو اوسکا استحقاق واجد کو حاصل ہوگا اسلیے کہ بائع کو اوسپر مطلع نہونے کیوجہ سے اوسکے تملک کا قصد نہین ہوتا دوسرا مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس کوئی دزد (چور) کسی مال کو امانت رکھے اور اُس شخص کو مال مذکور کا ملک مودع سے نہونا معلوم ہو تو اوس مال کا مودع پر رد کرنا جائز نہوگا خواہ مسلم ہو یا کافر اسلیے کہ وہ غاصب ہی پس اگر مال مذکور کا مالک معلوم ہو جائے تو اوسکے حوالہ کرنا معین ہوگا والا اوسپر حکم لقطہ جاری کیا جائیگا تیسرا مسئلہ اگر کسی شخص کے مکان یا صندوق مین کوئی مال موجود ہو اور اوسکو مال مذکور کا مالک معلوم نہو پس اگر اوسکے مکان مین کوئی دوسرا شخص بھی داخل ہوتا ہو یا اوسکے صندوق مین کوئی دوسرا شخص بھی تصرف کرتا ہو تو اوس مال پر حکم لقطہ متعلق ہوگا والا اوسپر اوسی کی ملک کا حکم کیا جائیگا چوتھا مسئلہ جو مال تعریف کے گذرنے سے قبل مال لقطہ ملک ملتقط مین داخل نہین ہوتا

ولو نوى ذلك ولا بعد الحول ما لم يقصد التملك وقيل يملكها بعد التعريف حولا وان لم يقصد وهو بعيد **الخامسة** قال الشيخ رحمه اللقطة تضمن بمطالبة المالك لا بنية التملك وهو بعيد لان المطالبة مترتبة على الاستحقاق

الثالث في الملتقط وهو من له اهلية الاكتساب والحفظ فلو التقط الصبي جاز ويتولى الولي التعريف عنه وكذا المجنون

اگرچہ اوسکے تملک کا قصد بھی کرلے اور اسیطرح حول تعریف کے بعد بھی اوسوقت تک ملک ملتقط مین داخل نہین ہوتا جبتک کہ وہ اوسکے تملک کا قصد نکرے اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ حول تعریف کے بعد اوسکی ملک مین قہرًا داخل ہوجاتا ہی اگرچہ قصد تملک نکیا ہو اور یہ قول بعید ہی **پانچوان مسئلہ** شیخ الطائفہ رہ نے فرمایا ہی کہ ملتقط سے مال لقطہ کی ضمانت اوسوقت متعلق ہوتی ہی کہ جب اوسکا مالک مطالبہ کرے اور محض اوسکے تملک کے نیت کرنے سے متعلق نہین ہوتی اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ مطالبہ کرنا استحقاق مالک پر متفرع ہوتا ہی جس سے ضمانت ملتقط کا مطالبۂ مالک پر سابق ہونا معلوم ہوتا ہی اور اگر ملتقط کی ضمانت اوسکے مطالبہ پر موقوف ہوگی تو دور لازم آئیگا **دوسرا امر** ملتقط کے بیان مین اور ملتقط سے وہ شخص مراد ہی جسکو اکتساب یا حفظ مال کی اہلیت (قابلیت) حاصل ہو پس اگر طفل نابالغ کسی مال کا التقاط کرے تو جائز ہوگا اور اوسکی طرف سے اوسکے ولی کو متولی تعریف ہونا لازم ہوگا اور مجنون کے التقاط کا بھی یہی حکم ہی اور اسیطرح اگر کوئی کافر کسی مال کا التقاط کرے تب بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکو اہلیت اکتساب حاصل ہی اور آیا ان لوگون (طفل و مجنون و کافر) کو لقطہ حرم کا اخذ کرنا بھی صحیح ہی یا نہین اسمین تردد ہی اسلیے کہ اِن لوگون مین اہلیتِ امانت مفقود ہی اور لقطہ حرم کا بطور امانت محفوظ رکھنا لازم ہی کیونکہ اوسکا تملک صحیح نہین ہی لہذا فقط اہلیت اکتساب کافی نہوگی اور غلام مین دونون لقطون (لقطہ حرم وغیر حرم) کے اخذ کرنے کی اہلیت موجود ہی اور روایت ابی خدیجہ مین حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ غلام کو لقطہ سے تعرض کرنا صحیح نہین ہی اور مع ذلک شیخ علیہ الرحمہ نے جواز کو اختیار کیا ہی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اسلیے کہ غلام کو امانت اور اکتساب دونون کی قابلیت حاصل ہی اور روایت ابی خدیجہ کراہت پر محمول ہی

وكذا يصح من الكافر لان له اهلية الاكتساب وفي اخذ لقطة الحرم تردد منشاؤه ... اهلية الاستئمان وللعبد اخذ اللقطتين وفي رواية ابي خديجة عن ابي عبد الله عليه السلام لا يتعرض لها المملوك واختار الشيخ الجواز وهو اشبه لان له اهلية الاستئمان والاكتساب

اور اسیطرح

الثالث فی الاحکام وفیہ مسائل الاولیٰ

اور اسیطرح مدبر او رام ولد کے التقاط کرنے مین بھی یہی کلام جاری ہوگا اور غلام مکاتب کے التقاط کا مطلقًا جائز ہونا اظہر ہی مطلق ہو یا مشروط اسلیے کہ اوسمین البتہ تملک موجود ہی

تیسرا امر احکام لقطہ کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ تعریف لقطہ مین توالی (پے در پے واقع کرنا) شرط نہین ہی پس اگر اوسکو بتفریق واقع کریگا تو جائز ہوگا اور تعریف کے لیے اوسوقت کا اختیار کرنا لازم ہوگا جسوقت کہ مردم مجتمع ہوتے ہون اور باہر نکلتے ہون جیسے صبح اور شام اور جس کیفیت سے کہ ملتقط کو تعریف کرنا سزاوار ہی وہ تعریف یہ ہی کہ تم لوگون مین کون شخص ہی جسکا سونا یا چاندی یا کپڑا مثلاً ضائع ہوا ہو یا ان الفاظ کے علاوہ ایسی عبارت کا استعمال کرے جو مقصود پر دلالت کرتی ہو اور عبارت تعریف مین زیادہ ابہام کرنا احوط ہی مثلاً کہے تم لوگون مین سے کون شخص ہی جسکا کوئی مال یا شے گم ہوئی ہو اسلیے کہ اس قسم کی عبارت کسی شخص اجنبی کے اندازہ وتخمین کرنے سے ابعد ہی اور تعریف کرنیکا زمانہ ایام حج وزیارت اور وہ اوقات ہین جنمین کہ لوگ بکثرت مجتمع ہوتے ہین جیسے یوم عید اور روز جمعہ اور تعریف کرنے کے مکان وہ مواضع ہین جہان پر لوگ مجتمع ہوتے ہین جیسے مشاہد مشرفہ اور مسجدون کے دروازہ اور مسجد جامع اور بازار وغیرہ اور مسجد کے اندر تعریف کرنا مکروہ ہی اور ملتقط کو خود تعریف کرنا یا اوسکے لیے کسی دوسرے شخص کو نائب یا اجیر کر دینا جائز ہی

دوسرا مسئلہ جبکہ مال لقطہ کو ملتقط کسی حاکم شرع کے سپرد کرے اور حاکم اوسکو فروخت کر دے اور اوسکا مالک ظاہر ہو تو اوسکی قیمت کا مالک کے حوالہ کرنا معین ہوگا والا حاکم کو قیمت کا درخواست ملتقط کے بعد اوسے سپرد کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ اوسکو ضامن رہنے کے ساتھ تملک یا تصدق کی ولایت حاصل ہی **تیسرا مسئلہ** بعض علمار نے فرمایا ہی کہ ملتقط پر مال لقطہ کی تعریف کرنا اوسوقت واجب ہی جبکہ وہ سال تعریف کے بعد اوسکے تملک کا

قصد رکھتا ہو اور اگر مالک کے لیے اپنے پاس بطور امانت باقی رکھنے کا قصد رکھتا ہو تو
تعریف کرنا لازم نہوگا اور اس قول مین اشکال ہو اسلیے کہ لقطہ کا حال اوسکے مالک پر مخفی ہو
اور بقدر امکان اوسکا مالک تک پہونچانا لازم ہو جو بدون تعریف حاصل نہین ہو سکتا
اور قصد تملک کو اسمین کوئی دخل نہین ہو اور نصوص مین بھی اوسکے تعریف کرنے کا حکم مطلقًا وارد
ہوا ہو اور مال لقطہ کا مال مجہول المالک پر قیاس کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ وہانپر تعریف کرنیکا
حکم نہین ہوا اور ملتقط کو مال لقطہ کا بدون تعریف تملک کرنا جائز نہین ہو اگرچہ اوسکے پاس
کئی سال تک باقی رہے اور حول تعریف مین مال لقطہ پر حکم امانت جاری کیا جائیگا پس اگر
مدت حول مین بدون تعدی و تفریط تلف ہوگا تو ملتقط اوسکا ضامن نہوگا اور اوسکا
تلف مالک سے متعلق ہوگا اور اگر مال لقطہ مین کوئی زیادتی بہم پہونچے تو وہ بھی مالک کا
مال ہوگا خواہ متصل ہو (جیسے حیوان کا فربہ ہو جانا) یا منفصل (جیسے حیوان سے بچہ کا پیدا ہونا)
اور سال تعریف کے بعد اوسکی ضمانت ملتقط سے متعلق ہوگی بشرطیکہ اوسکے تملک کا قصد
کرے اور اگر امانت کا قصد کریگا تو ضامن نہوگا اور اگر ملتقط اوسکے تملک کی نیت کرے
بعد ازان اوسکا مالک ظاہر ہو تو اوسکو مال لقطہ کے انتزاع کرنے کا استحقاق حاصل نہوگا بلکہ
اوسکے مثل کا مطالبہ کرنا اگر مثلی ہو اور اوسکی قیمت کا مطالبہ کرنا اگر مثلی نہو صحیح ہوگا اور اگر
عین مال کو ملتقط اوسکے حوالہ کرے تو جائز ہوگا اور ملتقط کو اوسکی نمار منفصل کا استحقاق ہوگا
اسلیے کہ وہ اوسکی ملک سے حاصل ہوئی ہو اور اگر مال لقطہ مین قصد تملک کے بعد کوئی
عیب حادث ہو اور ملتقط اوسکو مع ارش مالک کے سپرد کرنا چاہے تو جائز ہوگا اور اسمین
اشکال ہو اسلیے کہ تملک ملتقط کے بعد مالک کا حق غیر عین سے متعلق ہوا ہو لہذا مالک پر
عین معیب کا قبول کرنا لازم نہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی غلام بدون اجازت آقا کسی مال کا

ولو علم المولى فهو في رقبته تعلق الضمان يتبع به اذا اعتق كالقرض الفاسد ولو علم المولى قبل التعريف ولم ينتزعها منه ضمن لتفريطه

بالاهمال ... امينا وفيه تردد ولو عرفها العبد ملكها المولى ان شاء وضمن ولو انتزعها المولى منه لزمه التعريف وله التملك بعد الحول او التصدق مع الضمان او ابقاؤها امانة الخامسة لا تدفع اللقطة الا بالبينة ولا يكفي الوصف ولو وصف صفات لا يطلع عليها الا المالك غالبا مثل ان يصف وكاءها او عفاصها ووزنها وعددها فان تبرع الملتقط بالتسليم لم يمنع وان امتنع لم يجبر وفيه فرعان لو دفعها بالوصف فقامت البينة بها لآخر

التقاط کرے اور اوسکے آقا کو اطلاع نہو بعد ازان غلام مذکور اوس مال کی ایکسال تک تعریف کرے پھر اوسکو تلف کردے تو مال مذکور کی ضمانت اوسکے رقبہ (ذمہ) سے متعلق ہوگی اور آزاد ہونے کے بعد وصول کیا جائیگا جسطرح کہ قرض فاسد [یعنے غلام کے ۱۲] مین وصول کیا جاتا ہی اور اگر قبل تعریف اوسکے آقا کو اطلاع ہو اور مال لقطہ کا اوس سے انتزاع نکرے تو اوسکی ضمانت آقا سے متعلق ہوگی اسلیے کہ اوسنے بوجہ اہمال (چھوڑ دینا) اوسمین تفریط کی ہی بشرطیکہ غلام مذکور امین نہو اور اسمین تردّد ہی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکا اجازت ندینا مفروض ہی اور اصل عدم ضمان اور برارتِ ذمہ ہی اور اگر مال لقطہ کی یکسال تک غلام تعریف کرے تو آقا کو اوسکے مالک ہونے کا اختیار ہوگا اور در صورت تملک اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر آقائے غلام اوس سے مال لقطہ کا انتزاع کرلے تو اوسپر تعریف کرنا لازم ہوگا اور حول تعریف کے بعد اوسکو مال مذکور کا بشرط ضمانت تملک کرنا یا بشرط ضمانت اوسکے ساتھ تصدق کرنا یا بدون ضمانت مالک کے لیے اوسکا بطور امانت باقی رکھنا صحیح ہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر مال لقطہ کا کوئی شخص مدّعی ہو تو بدون بیّنہ اوسکے حوالہ کرنا صحیح نہوگا اور فقط اوسکے وصف کا بیان کرنا کافی نہوگا اور اگر مدّعی مذکور اوسکے ایسے اوصاف کو بیان کرے جنپر غیر مالک کو غالبًا اطلاع نہین ہوسکتی مثلًا مشک کے اوس رشتہ کو بیان کرنا جس سے اوسکا سر باندھا جاتا ہی یا ظرف کے اوس جلد کو بیان کرنا جو اوسکے سر پر ڈالی جاتی ہی یا مال کے وزن یا نقد کو بیان کرے پس اگر ملتقط اوسکو از راہ تبرع (احسان) مدّعی مذکور کے حوالہ کرنا چاہے تو اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا اور اگر اوسکے حوالہ نکرے تو اوسکا مجبور کرنا صحیح نہوگا بشرطیکہ امور مذکورہ سے مدّعی کے راستگو ہونیکا قطع حاصل نہو والّا اوسکے سپرد کرنا معیّن ہوگا اور اسمقام مین دو فرعین مذکور ہوتی ہین **فرع اوّل** اگر بیان وصف کی بنا پر مال لقطہ کو ملتقط کسی مدّعی کے حوالہ کرے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اوسکا مدّعی ہو اور اپنے دعوی کے ثبوت پر بیّنہ قائم کردے تو اوسکو مدّعی اوّل سے

اوسکے انتزاع کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ قول بینہ حجت شرعیہ ہی اور بیان وصف اوسکا معارضہ نہین کرسکتا اور اگر مدعی اول کے پاس سے مال لقطہ تلف ہوگیا ہو تو اوسکو اوسکے عوض کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکے قبضہ کا فاسد ہونا معلوم ہوگیا اور اوسکو ملتقط سے مطالبہ کرنیکا بھی استحقاق حاصل ہی اسلیے کہ اوسنے مال مذکور کو غیر مستحق کے حوالہ کردیا ہی لہذا مدعی دوم اور اوسکے مال مین سبب حیلولت وہی ہی پس اگر مدعی ثانی (جسنے بینہ قائم کیا ہی) نے ملتقط سے مطالبہ کیا تو ملتقط کو مدعی اول کیطرف رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسنے فریب دیا ہو تا وقتیکہ ملتقط نے اوسکی ملک کا اقرار نکیا ہو والا اوسکا رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین خود ملتقط کو مدعی ثانی کے بینہ کی دروغگوئی کا اعتراف ہی اور اگر اوسنے مدعی اول سے مطالبہ کیا تو مدعی اول کو ملتقط کیطرف رجوع کرنا صحیح نہوگا جسکی وجہ واضح ہی **فرع دوم** اگر کوئی شخص مال لقطہ کا مدعی ہو اور بینہ قائم کرے اور مال لقطہ اوسکے حوالہ کردیا جائے بعد ازان کوئی دوسرا شخص بھی اوسکا مدعی ہو اور بینہ قائم کرے پس اگر ان دونون مین سے کسی بینہ کو ترجیح حاصل نہو تو اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا پس اگر مدعی دوم کے نام پر قرعہ خارج ہوا تو مال لقطہ کا مدعی اول سے انتزاع کرنا اور مدعی دوم کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر مال لقطہ تلف ہوجائے تو ملتقط اوسکا ضامن نہوگا بشرطیکہ اوسنے مال لقطہ کو حاکم شرع کے حکم سے مدعی اول کے حوالہ کیا ہو اور اگر اوسنے اپنے اجتہاد کیوجہ سے اوسکے حوالہ کیا ہوگا تو ضامن ہوگا اور اگر انقضاء سال کے بعد بینہ قائم ہو اور ملتقط اوسکا تملک کرچکا ہو اور اوسکے عوض کو مدعی اول کے سپرد کرچکا ہو تو ملتقط سے مدعی دوم کے لیے مال لقطہ کی ضمانت بہرحال متعلق ہوگی خواہ وہ عوض (جو مدعی اول کو دیا ہی) باقی ہو یا تلف ہوچکا ہو اسلیے کہ مدعی دوم کا حق اوسکے ذمہ پر ثابت ہی اور مدعی اول کے حوالہ کرنے سے متعین نہین ہوا اور ملتقط کو مدعی اول کیطرف رجوع کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ حکم اول کا بطلان متحقق ہوگیا۔ فقط

کتاب الفرائض والنظر فی المقدمات فی المقاصد واللواحق والتفاصیل ... اقسام اولی

کتاب الفرائض فرائض سے اس مقام پر وہ سہام (حصے) مقصود مراد ہین جو کتاب اللہ (قرآن مجید) مین بخصوصہا مقدر (مقرر) ہوئے ہین اور اس کتاب مین تین مطلب قابل بیان ہین **پہلا مطلب** مقدمات ارث کے بیان مین اور وہ چار ہین **پہلا مقدمہ** موجبات ارث کے بیان مین اور اونکی دو قسمین ہین **قسم اول** نسب ہے جس سے احد الشخصین کا بوجہ ولادت دوسرے شخص کے ساتھ بوجہ شرعی اسطرح متصل ہونا مراد ہے کہ اوسپر تطرعرف مین اسم نسب صادق آتا ہو خواہ اون دونون مین سے ایک شخص دوسرے شخص کیطرف منتہی ہو جیسے باپ اور بیٹیا یا وہ دونون کسی تیسرے شخص کیطرف منتہی ہون جیسے دو بھائی **قسم دوم** سبب ہے جس سے احد الشخصین کا دوسرے شخص سے بوجہ زوجیت یا بوجہ ولاء متصل ہونا مراد ہے اور نسب کے تین مرتبے ہین **پہلا مرتبہ** مان باپ اور اولاد اگرچہ پست تر (جیسے پوتا پوتی نواسا نواسی اور اونکی اولاد اور اونکی اولاد کی اولاد اور علی ہذا القیاس) ہون **دوسرا مرتبہ** اخوۃ (بھائی بہن) اور اونکی اولاد اگرچہ پست ہون اور اجداد (دادا دادی اور نانا نانی) اگرچہ بلند تر ہون (جیسے پردادا اور پردادی اور پرنانا اور پرنانی اور اونکے آبا و اجداد اور علی ہذا القیاس) **تیسرا مرتبہ** اخوال (ماموں اور خالہ) و اعمام (چچا اور پھوپی) (اگرچہ بلند تر ہون جیسے مان باپ یا اجداد کے اعمام و اخوال) اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہون اور سبب کی دو قسمین ہین زوجیت اور ولاء اور ولاء کے تین مرتبے ہین **پہلا مرتبہ** ولاء عتق **دوسرا مرتبہ** ولاء ضمان جریرہ **تیسرا مرتبہ** ولاء امامت اور وارث کی کئی قسمین ہین پس بعض وہ وارث ہین جو ہمیشہ بفرض وارث ہوتے ہین اور اون سے منجملہ انساب مان مراد ہے پس صورت مشارکت مین

خواہ اعیانی ہون یا علاتی یا اخیافی

اور وہ اعمام و اخوال کا ذکر مصنف نے ... کیا ہے

بیان الانساب ... الام من ... بالفرض ... وبعضہم الوارث ... ولاء الامامۃ ... ولاء ضمان الجریرۃ ... ولاء العتق ... ثلاث مراتب ... والولاء والزوجیۃ

میت کی ہمیشہ بفرض وارث ہوتی ہو البتہ (کبھی صورت انفراد) اوسپر رد بھی ہوتا ہی
اور منجملہ اسباب زوج و زوجہ مراد ہین البتہ صورت نادرہ (جبکہ زوج
اور امام ع کے علاوہ کوئی وارث نہو) مین خصوص زوج پر رد بھی ہوتا ہی اور بعض
وہ وارث ہین جو کبھی بفرض اور کبھی بقرابت وارث ہوتے ہین اور اون سے
باپ اور بیٹی اور بیٹیان اور بہن اور بہنین اور کلالۃ الام (اخیافی بھائی یا بہن)
مراد ہین اور ان لوگون کے علاوہ جو وارث ہین جیسے اخوۃ اور اعمام واخوال
اور اجداد وغیرہم) وہ ہمیشہ بقرابت وارث ہوتے ہین پس جبکہ کوئی وارث منجملہ
اون لوگون کے موجود ہو جنکے لیے کوئی فرض نہین ہی اور اوسکے ساتھ کوئی
دوسرا وارث شریک نہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسی کے لیئے حاصل ہوگا
خواہ وہ وارث نسبی ہو جیسے عم یا سببی ہو جیسے معتق اور اسیطرح اگر وارث
مذکور کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بھی ایسا شریک ہو جائے جسکے لیے فرض نہین ہی
تو مجموع مال کا استحقاق اون دونون کو حاصل ہوگا اور اگر قرابت مین اختلاف ہو
تو ہر طائفہ (گروہ) کو اوس شخص کا نصیب دیا جائیگا جس سے کہ وہ قرابت رکھتا ہی
جیسے خال یا اخوال کا عم یا اعمام کے ساتھ موجود ہونا پس اس صورت مین اخوال
کے لیے نصیب ام (ثلث) کا استحقاق اور اعمام کے لیے نصیب اب (دو ثلث)
کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر کوئی وارث صاحب فرض ہو تو اوسکو اپنے نصیب کا اخذ
کرنا صحیح ہوگا پس اگر اوسکے ساتھ کوئی دوسرا شخص ایسا موجود نہو جو باعتبار طبقہ او مکان
مساوی ہو تو باقی مال بھی اوسی پر رد کیا جائیگا جیسے بنت (میت کی بیٹی) اور اخ
میت کا بھائی یا اخت (میت کی بہن) اور عم (میت کا چچا) پس بنت واخت مین سے

ہر ایک شخص کو اوسکے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال بھی اوسی پر رد کیا جائیگا
اسلیے کہ وہ دونون بہ نسبت اخ اور عم کے اقرب ہین اور زوجہ پر مطلقاً رد کرنا
صحیح نہین ہے خواہ حضور امام ع کا زمانہ ہو یا غیبت کا اور اسیطرح زوج پر بھی وسوقت
رد کرنا صحیح ہوگا جبکہ امام ع کے علاوہ کوئی وارث موجود ہو اور اگر اوسکے ساتھ
کوئی دوسرا صاحب فرض بھی ایسا موجود ہو جو باعتبار طبقہ اوسکا مساوی ہو اور
مجموع ترکہ بقدر سہام ہو تو اوسکا فریضہ پر تقسیم کرنا معین ہوگا اور اگر مقدار ترکہ
اونکی سہام سے زائد ہو تو وہ زائد بھی اونھین پر بقدر سہام تقسیم کیا جائیگا تاوقتیکہ
اونمین سے کسی وارث پر رد کرنیکا کوئی مانع نہو ورنہ فقط باقی ورثہ پر رد کیا جائیگا
یا اونمین سے کوئی وارث زیادتی قرابت کے ساتھ منفرد نہو ورنہ فقط اوسی پر رد
کرنا معین ہوگا اور اگر مقدار اونکے سہام سے ناقص ہو تو فقط بنت یا بنات یا اب
یا متقرب بالاب (باپ کی طرف سے قرابت رکھنے والا) پر نقصان وارد ہوگا
پہلی صورت (ترکہ کا بقدر سہام ہونا) کی کئی مثالین مذکور ہوتی ہین **مثال اول**
ابوین (ماں باپ) اور بنتین (دو بیٹیان) یا بنات (تین یا زائد بیٹیان) ہے پس
اس صورت مین ابوین کو دو سدس اور بنتین یا بنات کو دو ثلث دیے جائینگے
مثال دوم دو کلالۃ الام (اخیافی بھائی یا بہنین) اور دو اخت اعیانی یا علاتی ہے
پس اس صورت مین دونون کلالۃ الام کو ایک ثلث اور دونون اخت اعیانی
یا علاتی کو دو ثلث دیے جائینگے **مثال سوم** زوج اور ایک اخت علاتی ہے پس
اون دونون مین سے ہر ایک کو نصف ترکہ دیا جائیگا اور **دوسری صورت**
(ترکہ کا مقدار سہام سے زائد ہونا) کی مثال ابوین اور بنت اور اخوۃ ہے پس اس صورت مین

سہمٌ علی قدر السہام ... الفریضۃ وان زادت ... کان الزائد ... لہا علیہم علی قدر السہام ما لو یکن حاجب ... یمنع ... او ینفرد بزیادۃ القرب ... الترکۃ ... کان النقص داخلاً علی البنت او البنات او الاب او من یتقرب بہ ...

فاقت اثنی کل ... مساوٍ ... کان معہ ... والام ... وارث ... الزوج ... مطلقاً ... علی الزوجۃ ... اقرب ... فلہما ... الاول ... ابوان ... والاخت ... الزوج ... الثانی ... ابوان و بنت ...

اصل فریضہ چھ سہم قرار پائیگا منجملہ اونکے ابوین کو دو سہم فی کس ایک سہم ہر اور بنت کو
تین سہم دیے جائینگے اور ایک سہم جو باقی رہا وہ اب اور بنت پر ارباعًا رد کیا جائیگا
پس اون مین سے سہام کے موافق ایک حصہ اب کو اور تین حصے بنت کو دیے جائینگے
اور ام کو رد کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ وہ بوجہ اخوۃ محجوب ہی اور تیسری صورت
(ترکہ کا مقدار سہام سے ناقص رہنا) کی کئی مثالین مذکور ہوتی ہین مثال اول ابوین اور
زوج اور بنتین ہی پس اس صورت مین ابوین کے لیے ثلث کا اور زوج کے لیے
ربع کا اور بنتین کے لیے ثلثین کا استحقاق ہونا چاہیے جنکا اجتماع ممکن نہین ہی مثال دوم
ابوین اور زوج اور بنت ہی پس اس صورت مین ابوین کو ثلث کا اور زوج کو ربع کا
اور بنت کو نصف کا استحقاق ہوگا جنکا اجتماع نہین ہوسکتا مثال سوم زوج یا زوجہ
اور دو کلالۃ الام اور دو اخت اعیانی یا علاتی ہی پس زوج یا زوجہ کا سہم نصف
یا ربع ہی اور دو کلالۃ الام کا ایک ثلث اور دو اخت اعیانی یا علاتی کا ثلثین ہی جو
مجتمع نہین ہوسکتے پس ان جملہ صورتون مین نقصان باستقرب بالاب پر نقصان وارد ہوگا
اسلیے کہ عول ہمارے یہان باطل ہی جسکی تفصیل آیندہ آئیگی اور اگر صاحب فرض
کے ساتھ وہ شخص مجتمع ہو جو باعتبار طبقہ اوسکا مساوی ہی اور صاحب فرض نہین
ہی تو صاحب فرض کو اپنے فرض کا اور دوسرے شخص کو مابقی کا استحقاق حاصل ہوگا
اور اسکی کئی مثالین مذکور ہوتی ہین مثال اول ابوین یا احدہما (ماں باپ مین
سے ایک شخص) اور ایک ابن ہی پس ابوین یا احدہما کو ثلث یا سدس کا اور
اور ابن کو مابقی (دو ثلث یا پانچ سدس) کا استحقاق حاصل ہوگا کیونکہ ابن [بیٹا]
کے لیے ابوین کے ساتھ کوئی فرض نہین ہی مثال دوم اب اور زوج یا زوجہ ہی

مثال الثالث ابوان و زوج و بنتان او ابوان و زوج و بنت او زوجة و اثنان من ولد الام مع اخت او اختين للاب و للام او للاب و ان لم يكن المساوي

كما له ان الفرض ذا الفرض وكذا له ما بقي مثاله ابوان او احدهما و ابن ابوان و زوج او زوجة

ب کو سہم زوج یا زوجہ کے بعد ما بقی کا استحقاق حاصل ہوگا کیونکہ عدم ولد کی صورت مین اوسکے لیے کوئی فرض نہین ہی مثال سوم ابن اور زوج یا زوجہ کیونکہ ابن کیلئے کوئی فرض نہین ہی مثال چہارم اخ اور زوج یا زوجہ پس اخ کے لیے کوئی فرض نہین ہی دوسرا مقدمہ موانع ارث کے بیان مین اور وہ تین ہین کفر اور قتل اور رق (مملوک ہونا) جنکا ذکر تین امرون مین کیا جاتا ہی امر اول کفر کے بیان مین پس جو کفر کہ مانع ارث ہی اوس سے وہ شی مراد ہی جسکا معتقد خارج از اسلام ہو جائے بنا ءً علیہ کافر ذمی (یہودی و نصرانی) اور کافر حربی اور مرتد کو مسلم کے میراث کا استحقاق نہوگا اور مسلم کو کافر کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا خواہ وہ کافر اصلی ہو یا مرتد پس اگر کوئی کافر مرجائے اور اوسکے کئی وارث کافر ہون اور فقط ایک وارث مسلمان ہو تو اوسکی میراث کا استحقاق فقط مسلم کو حاصل ہوگا اگرچہ وہ مسلم مولائے نعمت (معتق) یا ضامن جریرہ ہو اور ورثہ کفار مین سے کسی شخص کو اوسکی میراث کا استحقاق حاصل نہوگا اگرچہ اقرب ہو اور اگر کافر مرجائے اور کسی وارث مسلم کو نہ چھوڑے تو اوسکی میراث کا استحقاق وارث کافر کو حاصل ہوگا بشرطیکہ وہ (مورث) کافر اصلی ہو اور اگر کوئی میت مرتد ہو تو اوسکی میراث کا امام علیہ السلام کو استحقاق ہوگا بشرطیکہ اوسکا کوئی وارث مسلم نہو اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ کافر کو اوسکی میراث کا استحقاق بھی حاصل ہوگا اور یہ روایت شاذ ہی اور اگر کوئی مسلم وفات پائے اور اوسکے ورثہ کفار موجود ہون تو اونمین سے کسی شخص کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا بلکہ اوسکی میراث کا استحقاق بھی امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا بشرطیکہ اوسکے

۵۱ مسلم کے وارث کافر ہونے پر اصحاب نے اتفاق کیا ہو اور اخبار کثیرہ اوسپر دلالت کرتے ہین
لکن اکثر علما نے اسمین اختلاف کیا ہو اور حضرت رسالتمآبؐ سے روایت کیا ہو لا یتوارث
اهل ملتین یعنی دو مذہبون کے لوگ باہم میراث نپائین گے اور اونکا یہ قول
ضعیف ہو اور خبر مذکور کا عمل اوسکی تسلیم کے بعد توارث من الجانبین پر
ہوسکتا ہو جسکو کہ تفاعل مقتضی ہو پس احد الطرفین سے میراث کا
ثابت ہونا منافی خبر نہوگا چنانچہ روایت ابو العباس مین
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی جواب
بعینہ منقول ہوا ہو قال سمعت
ابا عبد الله ع یقول لا یتوارث
اهل ملتین یرث هذا
هذا ولا یرث هذا ان المسلم یرث الکافر
والکافر لا یرث المسلم جسکا محصل یہ ہو کہ دو ملتون کے لوگ باہم
میراث نپائینگے بلکہ فقط مسلم کو کافر کی میراث کا استحقاق ہوگا اور کافر کو مسلم کی میراث کا استحقاق نہوگا
ملخص مسالک ۵۲ اس روایت کو ابرہیم بن عبد الحمید نے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی
قال قلت
لابی عبد الله ع نصرانی
اسلم ثم رجع الی النصرانیة
ثم مات قال میراثه لولده
النصاری ومسلم تنصر ثم مات قال
میراثه لولده المسلمین راوی کہتا ہو کہ مین نے
حضرت کی خدمت باسعادت مین عرض کیا کہ ایک نصرانی اسلام لایا
بعد ازان وہ پھر نصرانی ہوکر مرگیا اوسکی میراث کسکو دیجائیگی حضرت
نے ارشاد فرمایا کہ اوسکی میراث کا استحقاق اوسکی اولاد نصاری کو حاصل ہوگا
اور اگر کوئی مسلم نصرانی ہوکر مرجائے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اوسکی میراث کا استحقاق
اوسکی اولاد مسلمین کو حاصل ہوگا اس خبر سے مرتد ملی کی میراث کے استحقاق کا

ورثہ مین کوئی شخص مسلم نہو اور اگر بال میراث کے تقسیم ہونے کے قبل کوئی کافر اسلام
لے آئے اور باعتبار درجہ باقی ورثہ کا مساوی ہو تو اونکا شریک ہوگا اور اگر
باعتبار درجہ بہ نسبت باقی ورثہ کے اقرب ہو تو مجموع میراث کا استحقاق تنہا
اوسی کو حاصل ہوگا اور اگر بعد تقسیم اسلام لائے تو اوسکو میراث کے پانے کا
استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر اتحاد وارث کی صورت مین اسلام لائے تب بھی اوسکو
میراث مین سے کسی حصہ کا استحقاق نہوگا خواہ وارث نے متروکہ پر قبضہ کیا ہو یا
نکیا ہو اور خواہ اوسکے پاس باقی ہو یا تلف ہوچکا ہو اسلیے کہ صورت وحدۃ
مین تقسیم مال صادق نہین آتی علاوہ بریں اوسکے وارث نہونے پر علمانے اجماع
کا دعوی کیا ہو اور اگر کوئی مسلم وفات پائے اور امام کے علاوہ اوسکا کوئی وارث
مسلم نہو بعد ازان اوسکا وارث کافر اسلام لے آئے تو میراث پانے مین امام علیہ السلام
کی بہ نسبت اولی ہوگا جیسا کہ روایت ابو بصیر مین وارد ہوا ہو اور بعض علما نے
فرمایا ہو کہ اگر ترکے کے بیت المال کی طرف منتقل ہونے سے قبل اسلام لائیگا تو اوسکو
میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر انتقال ترکہ کے بعد اسلام لائیگا تو اوسکو
میراث کا استحقاق نہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اوسکو مطلقاً میراث کے پانیکا
استحقاق نہوگا اسلیے کہ امام علیہ السلام بھی وارث واحد کے مثل ہین لہذا میراث کا استحقاق
فقط امام ع کو حاصل ہوگا اور اگر اوسکا وارث مسلم فقط زوج یا زوجہ ہو اور
دوسرا وارث کافر ہو پس اگر وہ کافر اسلام لے آئے تو اوسکو اوس مال کے اخذ کرنیکا
استحقاق حاصل ہوگا جو نصیب زوجیت کے بعد باقی رہے اور اسمین اشکال ہو جو قسمت مال
کے غیر ممکن ہونے سے ناشی (پیدا) ہوتا ہو اور اگر زوجہ کے ساتھ شارک ہونے

ولو اسلم بعد القسمۃ او کان الوارث واحدا لم یکن له نصیب لما لو لم یکن له وارث سوی الامام فاسلم الوارث فهو اولی من الامام ... ابی بصیر ... قبل نقل الترکۃ الی بیت المال ... وارث

اور زوج کے ساتھ شارک ہونے کے قائل ہون تو بیوجہ ہوگا اسلیے کہ فریضہ
زوجہ کی معیت مین ترکہ کا امام ع کے ساتھ تقسیم ہونا ممکن ہی کیونکہ زوجہ پر رد نہین
ہوتا بخلاف زوج کے کہ اوسپر وہ مال رد کیا جاتا ہی جو اوسکے نصیب سے
فاضل رہے پس فریضۂ زوج مین قسمت ترکہ متحقق ہوگی لہذا زوج پر وارث
واحد کا حکم جاری ہوگا جسکے ساتھ وارث کافر کو اسلام لانے کے بعد میراث کا استحقاق
حاصل نہین ہوتا جیسے بنت مسلمہ اور اب (پدر) کافر یا اخت (خواہر) مسلمہ اور اخ (برادر) کافر کان دونون
صورتون مین میراث کا استحقاق فرضاً اور رداً فقط بنت و اخت کو حاصل ہوگا
اور اب و اخ کو اسلام لانے کے بعد کچھ نہ دیا جائیگا اور اس مقام پر چار مسئلے
مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کسی طفل کے ابوین (مان باپ) یا احدہما مسلم ہو تو وہ
طفل بھی محکوم باسلام ہوگا اور اسیطرح اگر احد الابوین اوسکی طفولیت کے زمانہ مین اسلام
کو قبول کرے تو اوسی وقت سے وہ طفل بھی محکوم باسلام ہوگا اور اگر بالغ ہونے
کے بعد اسلام سے انکار کریگا تو اوسپر جبر کیا جائیگا اور اگر کفر پر اصرار کریگا
تو اوس سے مرتد فطری کے احکام متعلق ہونگے دوسرا مسئلہ اگر کوئی نصرانی
مرجائے اور اولاد صغار (اطفال خرد سال) اور ابن اخ (بھتیجا) اور ابن اخت
(بھانجا) کو وارث چھوڑے اور وہ دونون (ابن اخ اور ابن اخت) مسلم
ہون تو متروکہ کے دو ثلث ابن اخ کو اور ایک ثلث ابن اخت کے حوالہ
کیا جائیگا اور اون دونون کو اپنے حق میراث مین سے اولاد پر بہ نسبت
انفاق کرنا واجب ہوگا پس اگر وہ اولاد حالت اسلام مین بالغ ہو تو متروکہ
کے پانے کا اوسیکو استحقاق حاصل ہوگا جیسا کہ مالک بن اعین کی روایت مین

مسائل اربع — الاولیٰ — الثانیۃ

وارد ہوا ہی اور اگر بعد بلوغ کفر کو اختیار کریگی تو ابن اخ اور بنی اخت کی ملک کو اہس مال پر
استقرار ہو جائیگا جسکے وہ وارث قرار دیے گئے تھے اونکے حوالہ کر دیا گیا تھا اور اوسکی
اولاد میراث سے ممنوع کیجائیگی اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ احکام کفر مین اطفال صغار
اپنے ابوین کے تابع اور قائم مقام ہوتے ہین او قسمت ترکہ کا اونکے اسلام پر سابق ہونا
مانع استحقاق ہوتا ہی تیسرا مسئلہ اہل اسلام کو باہم (طرفین سے) میراث پانیکا استحقاق
حاصل ہوتا ہی اگرچہ دین و مذہب مین مختلف ہون جیسے شیعہ و سنی اور اسیطرح اہل کفر کو
البتہ جو فرقے کہ محکوم بکفر ہین اور کسی ضروری دین کا انکار کرتے ہین جیسے غلاۃ اور خوارج اور نواصب اونکو میراث مسلمین کا بالاتفاق استحقاق نہوگا ۱۲
بھی باہم (طرفین سے) میراث پانیکا استحقاق ہوتا ہی اگرچہ ملت و مشرب مین مختلف
ہون جیسے ذمی و حربی چوتھا مسئلہ مرتد فطری کا ترکہ اوسکے ارتداد کے وقت
تقسیم کیا جائیگا اور اوسکی زوجہ بائن (جدا) ہو جائیگی اور اوسکے لیے عدۂ وفات
اور اوسکا قتل کرنا واجب ہوگا ۱۲
(چار مہینے دس روز) رکھیگی خواہ وہ قتل کر ڈالا جائے یا زندہ باقی رہے اور اوس سے
اور کسیوجہ سے مرجائے ۱۲
توبہ نکرائی جائےگی اور زن مرتدہ کا قتل کرنا صحیح نہوگا بلکہ وہ حبس کی جائیگی اور
اوقات نماز مین اوسپر ضرب لگائی جائیگی اور اوسکا ترکہ اوسوقت تک تقسیم نکیا جائیگا
جبتک کہ وہ وفات نپائے اور مرتد ملی سے توبہ کرائی جائیگی پس اگر اوسنے توبہ کی
اور اسلام کی طرف عود کیا فبہا والا قتل کیا جائیگا اور اوسکا ترکہ اوسوقت تک
تقسیم نکیا جائیگا جبتک کہ وفات نپائے یا قتل نہو جائے اور اوسکی زوجہ اوسوقت سے
بائن ہو گی جب سے کہ اون دونون کے دین و مذہب مین اختلاف ہوا ہی
پس اگر انقضاء عدہ کے قبل اسلام کیطرف عود کریگا تو اپنی زوجہ کے ساتھ احق ہوگا
اور اگر ایام عدہ اوسکے اسلام کیطرف عود کرنے سے قبل منقضی ہو جائینگے تو اوسکو
اپنی زوجہ پر کوئی تسلط باقی نرہیگا امر دوم قتل کے بیان مین پس انسان کا

وان اختار الكفر بعد بلوغه استقر ملك الوارث ... الاولاد ... علی ما ... الطفل یجری ... فی الكفر ... القسمة علی الاسلام
الثالثة المسلمون یتوارثون وان اختلفوا فی المذاهب والكفار یتوارثون وان اختلفوا فی الملل
الرابعة المرتد عن فطرة تقسم تركته ... وتبين زوجته وتعتد عدة الوفاة سواء قتل او بقي ولا یستتاب والمرأة لا تقتل وتحبس وتضرب اوقات الصلوة ولا تقسم تركتها حتی تموت ولو كان المرتد لا عن فطرة استتيب فان تاب والا قتل ولا تقسم ماله حتی یموت او یقتل وتعتد زوجته من حین اختلاف دینهما فان عاد قبل خروجها من العدة فهو احق بها وان خرجت من العدة ولم یعد فلا سبیل له علیها وأما القتل

اپنے کسی عزیز کو عمداً (قصداً) از راہِ ظلم قتل کر ڈالنا اوسکو وارث مقتول سے مانع ہوتا ہے اور اگر اوسکو کسی حق کے عوض (جیسے قصاص لینا) قتل کریگا تو مانع ارث نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے کسی عزیز کو از راہ خطا قتل کردے تو اوسکو علی الاشہر میراث کا استحقاق باقی رہیگا اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنے استنباط کی بنا پر ارشاد فرمایا ہو کہ قاتل مذکور (جسنے از راہ خطا قتل کیا ہو) کو دیت مقتول کا استحقاق نہوگا اور اوسکے علاوہ باقی ترکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور یہ قول خوب ہو لکن قول اول اشبہ ہوا ور اس حکم مین باپ اور ولد اور دیگر اقربا مساوی ہین خواہ اقربا نسبی ہون یا سببی اور اگر مقتول کا قاتل کے سوا کوئی اور وارث نہو تو اوسکے میراث کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اسلیے کہ جس شخص کا کوئی وارث نہین ہوتا اوسکے وارث امام ع ہوتے ہین پس اوسکا ترکہ امام ع کے بیت المال کیطرف منتقل کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کو قتل کر ڈالے اور قاتل کا کوئی مولود موجود ہو تو اوسکو اپنے دادا (جو مقتول ہوا ہو) کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا بشرطیکہ مقتول کے لیے کوئی ولد صلبی نہو اور مولود قاتل کا استحقاق اوسکے باپ کی حیات کے سبب سے باطل نہوگا اور اگر قاتل کے لیے کوئی وارث کافر موجود ہو تو وہ دونون (قاتل اور اوسکا وارث کافر) میراث مقتول سے ممنوع کیے جائینگے اور اوسکی میراث کا امام ع کو استحقاق ہوگا اور قاتل کا وارث کافر اسلام لے آئے تو میراث مقتول کا اوسی کو استحقاق ہوگا اور اسیطرح خون مقتول کے مطالبہ کا بھی اوسی کو استحقاق ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اگر متروکہ مقتول کے امام ع کیطرف منتقل ہونے سے قبل اسلام لائیگا تو وارث ہوگا والا وارث نہوگا اور اسمقام پر

(حاشیہ: حتی کہ خون کے مطالبہ کا بھی امام ع ہی کو استحقاق ہوگا ۱۲ ج)

(حاشیہ: اگرچہ اوسکا متروکہ امام ع کی طرف منتقل ہوچکا ہو ۱۲)

الاشہر ویرث علی خطاء القتل ولو کان عن اوغیرہ لو کان ظلماً او عمداً اذا کان من الارث القاتل فجمعہ ومنع المفید من الدیۃ وھو حسن ولا ارث للاشبہ ویستوی فی ذلک الاب والولد وغیرھما من ذوی الانساب والاسباب وارث سوی القاتل کان المیراث لبیت المال ولو قتل ابا ولقاتل ولد ورث جدہ اذا لم یکن ھناک ولد للصلب ولو کان للقاتل وارث کافر منعا جمیعا وکان المیراث للامام ولو اسلم الکافر کان المیراث لہ والمطالبۃ الیہ وفیہ قول آخر

(حاشیہ: ف یعنی فائدہ اگرچہ کسی عزیز کو قتل کرے ... ۱۲ قصاص یا قتل کا جس کا یہ امام ع کے بیت المال کی طرف منتقل ہوگا ... ۱۲)

مسائل ولی

اذا لم یکن للمقتول وارث سوی الامام فله القتل او الدیۃ بالعمد مع التراضی ولیس له العفو الثانیۃ فی حکم الدیۃ مال المقتول تقضی منها دینه وتخرج منها وصایاه سواء قتل عمدا فاخذت الدیۃ او خطاء الثالثۃ یرث الدیۃ کل مناسب ومسابب عدا من یتقرب بالام ففیهم خلاف ولا یرث احد الزوجین القصاص ولو وقع التراضی بالدیۃ ورثا نصیبهما منها

کئی مسئلے مذکور ہوتے ہیں پہلا مسئلہ جبکہ مقتول کے لیے امام ع کے سوا کوئی وارث
نہو تو امام ع کو قاتل سے قصاص کے مطالبہ کرنے یا برضاء قاتل دیت کے اخذ کرنے کا
استحقاق حاصل ہوگا اور امام ع کو عفو کرنیکا اختیار نہوگا دوسرا مسئلہ دیت پر مال مقتول
کا حکم جاری کیا جائیگا پس اوس سے مقتول کا دین ادا کیا جائیگا اور اوسکی وصیتیں
خارج کیجائینگی خواہ عمداً قتل کیا گیا ہو اور دیت لی گئی ہو یا خطاءً قتل کیا گیا ہو
تیسرا مسئلہ دیت کا متقرب بالام کے سوا ہر ایک شخص وارث ہوگا خواہ منجملہ
اقربائے نسبی ہو یا سببی اور بخصوص متقرب بالام کے وارث دیت ہونے اور نہ
ہونے میں من العلماء اختلاف ہے اور احد الزوجین (یعنی زوجین) کو دوسرے کے
قصاص کی وراثت کا استحقاق حاصل نہیں ہوتا اور اگر اخذ دیت پر تراضی ہو جائے
تو اون دونوں کو اوس میں سے اپنے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ
(دیت) مقتول کا مال ہے لہذا اوس سے باقی اموال کے جملہ احکام متعلق ہونگے
جنمیں وراثت زوجین بھی داخل ہے امر سوم رق کے بیان میں پس وارث اور
مورث میں سے ہر ایک کا رق ہونا دوسرے کے لیے مانع ارث ہوتا ہے پس اگر
کوئی شخص انتقال کرے اور اوسکے بعض ورثہ حر اور بعض آخر مملوک ہوں تو میراث
کا استحقاق فقط حر کو حاصل ہوگا اگرچہ بعید ہو اور مملوک کو نہوگا اگرچہ قریب ہو
اور اگر کسی شخص کا وارث مملوک ہو اور اوس وارث کا مولود حر ہو تو مولود مذکور
اپنے باپ کے رقیق ہونے کیوجہ سے ممنوع نہوگا اسلیے کہ مولود مذکور میں مقتضی ارث
(قرابت) موجود ہے اور مانع ارث (رقیت) مفقود ہے اور اگر کسی شخص کے دو یا کئی وارث
ہوں اور اونمیں سے بعض ورثہ حر اور بعض آخر مملوک ہوں اور قسمت ترکہ کے

الرابع الرق وهو یمنع فی الوارث والمورث ولو اجتمع مع الحر فالمیراث للحر دون الرق ولو بعد ولو کان الوارث رقا وله ولد حر ورث ...

قبل اوسکا وارث مملوک آزاد ہوجائے تو باقی ورثہ کا شریک ہوگا اگر باعتبار طبقہ
اونکا مساوی ہو اور اگر بہ نسبت باقی ورثہ کے اقرب ہو تو میراث کا استحقاق
تنہا اوسیکو حاصل ہوگا اور قسمت ترکہ کے بعد آزاد ہوگا تو اوسکو میراث
مین سے کسی حصہ کا بھی استحقاق حاصل نہوگا اور اسیطرح اگر مستحق ترکہ متحد
(ایک ہی شخص) ہو تو وارث مملوک کو آزاد ہونے کے بعد میراث مین سے کسی
حصہ کا استحقاق نہوگا خواہ قبل قسمت آزاد ہو یا بعد قسمت اور اگر کسی میت کے لیے
مملوک کے سوا کوئی وارث نہو تو حاکم شرع یا اوسکے نائب کو مملوک مذکور کا میت مذکور
کے متروکہ سے خرید کرکے آزاد کرنا واجب ہوگا اور خرید کرنے کے بعد متروکہ
کی جو مقدار باقی رہیگی وہ اوسکے حوالہ کیجائیگی اور اگر مملوک مذکور کا آقا اوسکے
فروخت کرنے سے انکار کریگا تو اوسکا مجبور کرنا صحیح ہوگا اور اگر مقدار ترکہ مملوک
کی قیمت سے قاصر (کم) ہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکا مال موجود کرساتھہ چھوڑالینا
لازم ہوگا اور باقی قیمت کے بہم پہونچانے مین سعی کریگا اور بعض علمانے فرمایا ہی
کہ اوسکا چھوڑانا واجب نہوگا اور میراث کا استحقاق امام کو حاصل ہوگا اور
یہی قول اظہر ہی اور اسیطرح اگر کسی شخص کے دو یا کئی وارث مملوک ہون اور
اون مین سے ہر ایک یا بعض کا نصیب اوسکی قیمت سے قاصر ہو تب بھی آزاد کرنا
لازم نہوگا اور میراث کا استحقاق امام ع کو حاصل ہوگا اور اگر کسی غلام کے بعض
اجزا آزاد ہون تو اوسکو اپنے نصیب مین سے اوسقدر مال کا استحقاق حاصل
ہوگا جو اوسکی حریت کے مقابل قرار پائے اور اوسقدر مال سے ممنوع کیا جائیگا
جو اوسکی رقیت کے مقابل قرار پائے اور اسیطرح اگر غلام مذکور (جسکے بعض اجزا

اجزا

آزاد اور بعض آخر مملوک ہو (ن) وفات پائے تو اوسکے [illegible] سے اوسکے وارث
لو بوجہ ارث اوسقدر مال کا استحقاق ہوگا جو اوسنے جزء حر کے ساتھ حاصل کیا ہوگا
اور باقی مال کا اوسکے آقا کو بوجہ ملک استحقاق ہوگا اور کنیز کا بھی یہی حکم ہوگا۔ اور
اسمقام پر دو مسئلے بیان کیے جاتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کسی شخص کے جملہ ورثہ مملوک
ہون تو میراث کے لیے اوسکے ابوین (مان باپ) کا فک (رہا) کرانا اجماعًا واجب ہوگا
اور آیا اوسکی اولاد کا فک کرانا بھی واجب ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن وجوب فک
اظہر ہی اور آیا ابا و اولاد کے علاوہ باقی اقارب کا فک کرانا بھی واجب ہوگا یا نہین
اظہر عدم وجوب ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ ہر ایک وارث کا فک لازم ہوگا
اگرچہ زوج یا زوجہ ہو اور قول اول اولی ہی دوسرا مسئلہ ام ولد اپنے کسی
قریب کی وارث نہین ہو سکتی اسلیے کہ وہ رقیت پر باقی ہی جو مانع ارث ہی اور
اگر ام ولد کو اپنے آقا سے قرابت حاصل ہو تو اوسکی بھی وارث نہوگی اسلیے کہ
اوسکے مولود کا باقی رہنا مفروض ہی لہذا میراث کا استحقاق فقط مولود کو حاصل ہوگا
اور ام ولد کے لیے حاجب ہوگا کیونکہ ام ولد کو اس صورت مین مرتبہ عمومۃ یا
خؤلہ کے سوا اپنے آقا سے اور کوئی قرابت نہین ہو سکتی تاکہ آقا پر اوسکی وطی
حلال ہو اور اسیطرح اگر مملوک مدبر (جسکے آزاد ہونے کی وصیت کی گئی ہو) اپنے
آقائے مدبر (جسنے اوسکے آزاد ہونے کی وصیت کی ہی) کا وارث نہین ہو سکتا جبکہ
اوس سے قرابت رکھتا ہو اسلیے کہ مال میراث اوسکے آزاد ہونے سے قبل
دوسرے وارث کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور اسیطرح مکاتب مشروط اور وہ
مکاتب مطلق بھی وارث نہین ہو سکتا جسنے مال کتابت مین سے ادا نکیا ہو اسلیے

وہ دونون رقیت پر باقی ہین جو مانع ارث ہی اور اس مقام پر اسباب منع کے لواحق مین سے چار امر بیان کیے جاتے ہین پہلا امر لعان کا بین الزوجین واقع ہونا نسب مولود کے ساقط ہونیکا سبب ہوتا ہی ہان اگر وقوع لعان کے بعد مولود کا شخص ملاعن اقرار کریگا تو مولود اوس سے ملحق کیا جائیگا اور اوسکا وارث ہوگا اور مولود مذکور کا وہ وارث نہوگا دوسرا امر شخص مفقود الخبر کے مال پر اوسوقت تک میراث کا حکم جاری نہوگا جبتک کہ اوسکی وفات متحقق نہو یا اوسکی غیبت کو اسقدر زمانہ منقضی نہو جائے جسمین باعتبار عادت اوسکے امثال زندہ نہین رہ سکتے پس اگر دونون امرون (تحقق وفات اور انقضائے مدت مذکورہ) مین سے ایک امر متحقق ہوگا تو اوسکا مال اوسکے اون ورثہ پر تقسیم کردیا جائیگا جو وقت حکم موجود ہونگے اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ وقت غیبت سے دس برس کے بعد اوسکا مال ورثہ پر تقسیم کیا جائیگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکا مال ایسے وارث کے حوالہ کیا جائیگا جو غنی و مالدار ہو اور قول اوّل اولی ہی تیسرا امر حمل اوسوقت وارث ہوگا جبکہ وہ زندہ پیدا ہو اور مردہ پیدا ہوگا تو اوسکو میراث مین سے کسی نصیب کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر کوئی حمل اپنے زندہ پیدا ہونے کے بعد مرجائیگا تو اوسکے نصیب کا استحقاق اوسکے ورثہ کو حاصل ہوگا اور اگر کوئی حمل بوجہ جنایت ساقط ہوجائے تو استحقاق میراث مین اوسکا ایسی حرکت کے ساتھ متحرک ہونا شرط ہوگا جو شخص زندہ سے صادر ہوتی ہی اور ایسے تقلص (جنبش) کا موجود ہونا کافی نہوگا جو باعتبار طبع حاصل ہوتا ہی اور اختیار کو اوسمین دخل نہین ہوتا چوتھا امر جبکہ کوئی شخص وفات پائے اور اوسکے ذمہ پر

او سف. ر دین ہو جو مستوعب ترکہ ہو تو اوسکا مال ورثہ کیطرف منتقل ہوگا اور اوس سے مال میت کا حکم متعلق ہوگا (جسکی تفصیل کتاب الحجر مین مذکور ہو چکی ہے) اور اگر مستوعب نہ ہو تو اوسمین سے فقط وہ مقدار ورثہ کیطرف منتقل ہوگی جو ادائے دین کے بعد باقی رہیگی اور جو مقدار کہ مقابل دین قرار پائیگی وہ مال میت کے حکم پر باقی رہیگی تیسرا مقدمہ حجب کے بیان مین حجب کی دو قسمین ہین اوّل اصل میراث سے محروم کرنا دوم بعض فرض سے منع کرنا اور قسم اول (اصل میراث سے محروم کرنا) کا ضابطہ مراعات قرب ہے پس ولد ولد (پوتا یا نواسا) کو ولد صلبی (بیٹا یا بیٹی) کے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل نہوگا خواہ ذکر ہو یا انثی حتی کہ ابن ابن (پوتا) کو بنت صلبی (بیٹی) کے ساتھ میراث کا استحقاق نہو اور جبکہ اولاد الاولاد (پوتے اور پوتیان اور نواسے اور نواسیان) مجتمع ہو جائین تو اونمین سے جو شخص اقرب ہوگا وہ ابعد کو مانع ہوگا اگرچہ پست تر ہون بناءً علیہ پوتے یا پوتی اور نواسے یا نواسی کے ساتھ اونکی اولاد کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح ولد میت (پوتا یا پوتی نواسا یا نواسی یا اونکی اولاد یا اونکی اولاد کی اولاد وعلی ہذا القیاس) کے ساتھ متقرب بالابوین یا متقرب باحدہما کو میراث کا استحقاق نہوگا جیسے اخوۃ (میت کے بھائی خواہ اعیانی ہون یا علاتی یا اخیافی) یا اونکی اولاد اور اجداد (میت کے دادا دادی اور نانا نانی) اور اونکے آباء (میت کے پردادا اور پردادی اور پرنانا اور پرنانی یا اونکے آباء وعلی ہذا القیاس) اور اعمام (میت کے چچا اور پھوپی) اور اخوال (میت کے ماموں اور خالہ) اور اون دونوں کی اولاد (میت کے چچازاد یا پھوپی زاد یا ماموں زاد یا خالہ زاد بھائی بہن) اور استحقاق میراث مین میت کے ابوین (مان باپ) اور زوج یا زوجہ کے سوا کوئی شخص اوسکی اولاد کا شریک نہین ہو سکتا اگرچہ پست تر ہون اور جبکہ

المقصد الثالث

دین یستوعب الترکۃ لم ینتقل الی الورثۃ وکانت علی حکم مال المیت وان لم یکن مستوعبا انتقل الی الورثۃ ما فضل وما قابل الدین باق علی حکم مال المیت

فی الحجب وہو علی قسمین ... یکون عن اصل الارث ... یکون عن بعض الفرض ... الاول ضابطہ مراعاۃ القرب ... فلا یرث ولد الولد مع ولد الصلب ذکرا کان او انثی حتی ... ابن ابن مع بنت ... اجتمع اولاد الاولاد ... الاقرب منہم یمنع الابعد ... ولا یرث مع الولد وان نزل ... المتقرب بالابوین ... کالاخوۃ ... والاجداد ... والاعمام والاخوال ... ولا یشارک الاولاد ... الا الابوان والزوج او الزوجۃ

میت کے لیے ابوین اور اولاد موجود نہون تو اوسکی میراث کا استحقاق فقط اخوۃ
(میت کے بھائی بہن) اور اجداد (میت کے دادا دادی اور نانا نانی) کو حاصل ہوگا
اور اخ میت کے ساتھ ولد اخ (بھتیجا یا بھتیجی) کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح
جد میت کے ساتھ پدر جد کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اولاد اخوۃ کے بطون متنازلہ
(اولاد الاولاد اور اونکی اولاد اور علی ہذا القیاس) مجتمع ہوجائین تو اونمین سے میراث
کا استحقاق فقط اقرب کو حاصل ہوگا اور ابعد محروم رہیگا بناءً علیہ اولاد اخوۃ
کے ساتھ اوسکی اولاد کو استحقاق نہوگا اور اسیطرح اخوۃ اور اونکی اولاد کے ساتھ
(اگرچہ پست تر ہون) متقرب بالاجداد (جیسے اعمام واخوال اور اونکی اولاد) کو
استحقاق میراث حاصل نہوگا ہان اخوۃ اور اونکی اولاد کے ساتھ آبار اجداد کو بھی
میراث کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ جد اگرچہ بلند تر ہو عنوان جدمین داخل ہے اور اگر
اجداد میت کے بطون متصاعدہ مجتمع ہوجائین تو اونمین سے اقرب الی المیت کو
میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور ابعد محروم رہیگا اور جبکہ میت کے لیے اجداد
اور اخوۃ یا اولاد اخوۃ موجود نہون تو میراث کا استحقاق اوسکے اعمام واخوال اور
اونکی اولاد (اگرچہ پست تر ہون) کو حاصل ہوگا اور اعمام واخوال اور اونکی اولاد
کے ساتھ اب میت کے اعمام واخوال کو میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اب میت
کے اعمام واخوال کی اولاد کے ساتھ جد میت کے اعمام واخوال کو میراث کا استحقاق
نہوگا اور اونمین سے متقرب بالابوین کے ساتھ فقط متقرب بالاب کو استحقاق
میراث حاصل ہوگا بشرطیکہ باعتبار درجہ وہ دونون مساوی ہووین اور جبکہ
میت کے لیے منجملہ اقربائے نسبی کوئی شخص (اگرچہ بعید تر ہو) موجود ہوگا تو مولاۓ نعمت کو

میراث کا استحقاق حاصل نہوگا اور اسیطرح ضامن جریرہ کو ولی نعمت یا اوسکے قائم مقام
کی معیت مین میراث معتق (آزاد کردہ) کا استحقاق حاصل نہوگا اور اسیطرح ضامن
جریرہ کے ساتھ امام علیہ السلام کو میراث کا استحقاق نہوگا اور قسم دوم (بعض فرض سے
منع کرنا) کی بھی دو قسمین ہین اول حجب ولد پس ولد میت (اگرچہ پست تر ہو) اوسکے ابوین کو
زائد از سدسین سے مانع ہوتا ہے خواہ ذکر ہو یا انثی البتہ اگر ابوین کے ساتھ بنت واحدہ
مجتمع ہوجائے تو مانع نہوگی پس صورت مذکورہ مین فریضہ کے علاوہ ایک سدس
باقی رہیگا جو اون تینون پر اخماساً رد کیا جائیگا اور اگر احد الابوین کے ساتھ بنت واحدہ
مجتمع ہوجائے تب بھی مانع نہوگی پس فریضہ کے علاوہ جو ثلث باقی رہیگا وہ اون دونون پر
ارباعاً رد کیا جائیگا اور اسیطرح اگر احد الابوین کے ساتھ بنتین یا بنات مجتمع ہوجائین
تب بھی زائد سے مانع نہونگی پس فریضہ کے علاوہ جو سدس باقی رہیگا وہ اون دونون
(بنتین یا بنات اور احد الابوین) پر اخماساً رد کیا جائیگا اور اسیطرح ولد میت اوسکی
زوج یا زوجہ کو نصیب اعلی (نصف اور ربع) سے مانع ہوتا ہے پس ولد میت کے
ساتھ زوج یا زوجہ کو نصیب ادنی (ربع اور ثمن) کا استحقاق باقی رہتا ہے اور زوج
وزوجہ کے لیے تین حالتین ہوتی ہین حالت اولی اون دونون (زوج وزوجہ)
مین سے کسیکے ساتھ ولد میت کا مجتمع ہونا اگرچہ پست تر ہو پس اس صورت مین زوج
کے لیے ربع متروکہ کا اور زوجہ کے لیے ثمن متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا حالت ثانیہ
اون دونون مین سے کسیکے ساتھ میت کے ولد یا ولد الولد (اگرچہ پست تر ہو) کا
موجود نہونا پس اس صورت مین زوج کے لیے نصف متروکہ کا اور زوجہ کے لیے
ربع متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا حالت ثالثہ اون دونون مین سے کسیکے ساتھ

وکذا ولی النعمة او من قام مقامه فی میراث العتق ویمنع ضامن الجریرة ویمنع ضامن الجریرة الامام واما الحجب عن بعض الفرض فاثنان حجب الولد ویحجب الاخوة اما الولد فانه وان نزل ذکرا کان او انثی یمنع الابوین عما زاد عن السدسین الا مع البنت او البنتین فصاعدا مع احد الابوین ویحجب ایضا الزوج والزوجة عن النصیب الاعلی الی الاخفض وللزوج والزوجة ثلاثة احوال الاولی ان یکون فی الفریضة ولد وان سفل فللزوج الربع وللزوجة الثمن

امام علیہ السلام کے سوا منجملہ اقربائے نسبی و سببی کسی وارث کا موجود نہونا پس اس صورت
مین زوج کو نصف متروکہ دیا جائیگا اور نصف باقی اوسپر رد کیا جائیگا اور زوجہ کو ربع متروکہ
دیا جائیگا اور آیا اوسپر رد کرنا صحیح ہوگا یا نہین اس مین تین قول ہین اول یہ کہ اوسپر مطلقًا
رد کیا جائیگا خواہ امام حاضر ہون یا غائب دوم یہ کہ اوسپر مطلقًا رد نکیا جائیگا بلکہ باقی
متروکہ کا امام علیہ السلام کو استحقاق ہوگا سوم یہ کہ امام علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ مین
اوسپر رد کیا جائیگا اور حضور امامؑ کے زمانہ مین اوسپر رد نکیا جائیگا اور حق یہ ہی کہ اوسپر
رد کرنا صحیح نہین ہی دوم حجب اخوۃ پس اخوۃ میت اوسکی ماں کو زائد عن السدس سے
چار شرطون کے ساتھ مانع ہوتے ہین شرط اول اونکا دو مرد یا زائد یا دو عورت
اور ایک مرد یا چار عورت ہونا پس ایک بھائی یا دو بہنین یا ایک بھائی اور ایک بہن
یا تین بہنین حاجب نہونگی شرط دوم اونکا مملوک یا کافر نہونا پس اگر اخوۃ میت کافر یا
مملوک ہونگے تو اوسکی ماں کے لیے حاجب نہونگے اور آیا اخ قاتل اپنے برادر مقتول
کی ماں کا حاجب ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن ظاہر یہ ہی کہ وہ حاجب نہوگا شرط سوم
پدر میت کا موجود ہونا پس اگر وہ موجود نہوگا تو اخوۃ میت اوسکی ماں کے لیے
حاجب نہونگے شرط چہارم اونکا اعیانی یا علاتی ہونا پس میت کے اخوۃ اخیافی حاجب
نہونگے اور آیا اونکا وفات برادر کے وقت موجود و منفصل ہونا بھی شرط ہی یا نہین
اسمین تردد ہی لکن اونکے منفصل ہونے کا شرط ہونا اظہر ہی اور اونکا حمل ہونا اوسکی ماں
کے محجوب کرنے مین کافی نہوگا اور نہ اخوۃ میت کی اولاد اوسکی ماں کے لیے حاجب ہوگی اور
اسیطرح اگر اخوۃ میت منجملہ خنثٰی مشکلہ ہون اور چار شخصون سے کم ہون تو حاجب نہونگے
کیونکہ اونکے اناث ہونیکا بھی احتمال ہی چوتھا مقدمہ سہام ورثہ کے مقادیر اور

اور کیفیت اجتماع کے بیان مین مجموع سہام چھ ہین نصف (آدھا) اور ربع (چوتھائی) اور ثمن (آٹھوان حصہ) اور ثلثین (دو تہائی) اور ثلث (تہائی) اور سدس (چھٹا حصہ) پس نصف تین شخصون کا فریضہ ہے اول زوج بشرطیکہ میت کے لیے کوئی ولد (اگرچہ پست تر ہو) موجود نہو دوم بنت واحدہ سوم اخت اعیانی یا علاتی اور ربع دو شخصون کا فریضہ ہے اول زوج جبکہ میت کے لیے کوئی ولد موجود ہو اگرچہ پست تر ہو دوم زوجہ جبکہ میت کے لیے کوئی ولد موجود نہو اور ثمن فقط زوجہ کا فریضہ ہے جبکہ ولد میت موجود ہو اگرچہ پست تر ہو اور ثلثین دو شخصون کا سہم ہے اول بنتین یا بنات دوم اختین (دو بہنین) یا اخوات (تین یا زاید بہنین) بشرطیکہ اعیانی یا علاتی ہون اور ثلث بھی دو شخصون کا سہم ہے اول ام (مادر میت) بشرطیکہ اولاد یا اخوۂ میت مین سے کوئی شخص اوسکا حاجب نہو دوم اخوۂ اخیافی بشرطیکہ دو یا زائد ہون اور سدس تین شخصون کا فریضہ ہے اول احد الابوین (میت کے مان یا باپ) جبکہ میت کے لیے کوئی ولد موجود ہو اگرچہ پست تر ہو دوم ام (مادر میت) جبکہ میت کے اخوۂ اعیانی یا علاتی کے ساتھ مجتمع ہو بشرطیکہ پدر میت موجود ہو سوم کلالۃ الام (اخیافی بھائی یا بہن) جبکہ متحد (ایک) ہو خواہ ذکر ہو یا انثی اور فروض مذکورہ مین بعض فروض ایسے ہین جو باہم مجتمع ہو سکتے ہین اور بعض فروض ایسے ہین کہ باہم مجتمع نہین ہو سکتے پس نصف کے اجتماع کی کئی صورتین ہین اول اوسکا اپنے مثل کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور اخت اعیانی یا علاتی دوم اوسکا ربع کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور بنت سوم اوسکا ثمن کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور بنت اور وہ ثلثین کے ساتھ

یعنی نصف

واجتماعها السهام ستة النصف والربع والثمن والثلثان والثلث والسدس فالنصف للزوج مع عدم الولد وان نزل وللبنت وللاخت للابوين او للاب والربع للزوج مع الولد وان نزل وللزوجة مع عدمه والثمن للزوجة مع الولد وان نزل والثلثان للبنتين فصاعدا وللاختين فصاعدا للابوين او للاب والثلث للام مع عدم من يحجبها من الولد وان نزل والاخوة وللاثنين فصاعدا من ولد الام والسدس لكل واحد من الابوين مع الولد وان نزل وللام مع الاخوة للابوين او للاب مع وجود الاب وللواحد من ولد الام ذكرا كان او انثى وهذه الفروض منها ما يمكن ان يجتمع ومنها ما يمتنع فالنصف يجتمع مع مثله ومع الربع والثمن

مجتمع نہین ہوسکتا اسلیے کہ ہمارے نزدیک عول باطل ہی پس جبکہ زوج کے ساتھ اختین یا اخوات
مجتمع ہون تواون دونون (زوج اور اختین یا اخوات) کواپنے فرض کا استحقاق نہوگا
بلکہ فقط اختین پر نقصان وارد ہوگا اور زوج کو اپنے پورے فرض (نصف) کا استحقاق
ہوگا چہارم اوسکا ثلث کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور ام بشرطیکہ کوئی حاجب
موجود نہو پنجم اوسکا سدس کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج اور کلالۃ الام جبکہ متحد ہو اور
ربع اور ثمن باہم مجتمع نہین ہوسکتے اسلیے کہ ثمن کا استحقاق زوجہ کو بوجہ ولد کیصورت مین
حاصل ہوتا ہی اور ربع کا استحقاق اوسکو عدم ولد کیصورت مین حاصل ہوتا ہی اور
ربع کے اجتماع کی کئی صورتین ہین اول اوسکا ثلثین کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوج
اور بنتین دوم اوسکا ثلث کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور کلالۃ الام جبکہ متعدد ہون
سوم اوسکا سدس کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور کلالۃ الام جبکہ متحد ہو چہارم اوسکا
نصف کے ساتھ مجتمع ہونا جو اجتماعات نصف مین مذکور ہو چکی اور ثمن کے اجتماع کی
بھی کئی صورتین ہین اول اوسکا نصف کے ساتھ مجتمع ہونا دوم اوسکا ربع کے ساتھ
مجتمع ہونا اور یہ دونون صورتین اجتماعات نصف و ربع مین مذکور ہو چکی ہین سوم
اوسکا ثلثین کے ساتھ مجتمع ہونا جیسے زوجہ اور بنتین چہارم اوسکا سدس کے ساتھ مجتمع
ہونا جیسے زوجہ اور احد الابوین جبکہ ولد میت موجود ہو اور ثمن کا ثلث کے ساتھ مجتمع
ہونا صحیح نہین ہی اسلیے کہ ثمن کا وجود ولد کیصورت مین زوجہ کو استحقاق حاصل ہوتا ہی
اور ثلث کا اخوۃ اخیافی کو (جبکہ متعدد ہون) یا مادر میت کو عدم ولد کی صورت مین
استحقاق حاصل ہوتا ہی جنکا اجتماع غیر متصور ہی اور ثلث کا سدس کے ساتھ باعتبار فریضہ
مجتمع ہونا صحیح نہین ہی اگرچہ باعتبار قرابت مجتمع ہونا صحیح ہی جیسے زوج اور ابوین کہ اس صورت مین

ولا يجتمع مع الثلثين لبطلان العول بل يكون النقص داخلا على الاختين فصاعدا دون الزوج ويجتمع النصف مع الثلث ومع السدس ولا يجتمع الربع والثمن ويجتمع الربع مع الثلثين ومع الثلث ومع السدس ويجتمع الثمن مع الثلثين ومع السدس ولا يجتمع مع الثلث ولا يجتمع الثلث مع السدس تسمية

وليحجب بالابن مسئلتان لا يثبت الميراث عندنا بالتعصيب واذا بقي من الفريضة فان كان هناك من

زوج نصف کا اور مادر میت کو عدم حاجب کے ساتھ ثلث کا اور پدر میت کو سدس کا استحقاق ہوتا ہی اور وجود حاجب مین مادر میت کو سدس کا اور پدر میت کو ثلث کا استحقاق ہوتا ہی اور علی کلا التقدیرین پدر میت کا سہم باعتبار قرابت ہوگا اور باعتبار فرض ہوگا اور اس مقام سے دو مسئلے ملحق کیے جاتے ہین پہلا مسئلہ ہمارے نزدیک تعصیب (زائد از سہام کا عصبہ کو وارث کرنا اور صاحبان سہام پر اوسکا رد نکرنا) کیوجہ سے میراث ثابت نہین ہوتی اور جبکہ فریضہ کے بعد کچھ مال باقی رہے پس اگر کوئی وارث ایسا موجود ہو جو باعتبار درجہ مساوی ہو اور فرض نرکھتا ہو تو اوسکو باقی مال کا استحقاق باعتبار قرابت حاصل ہوگا جیسے ابوین (میت کے مان باپ) اور زوج یا زوجہ کہ اس صورت مین مادر میت کو ثلث اصل کا اور زوج یا زوجہ کو اپنے نصیب اصلی (نصف و ربع) کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال پدر میت کے حوالہ کیا جائیگا کیونکہ وہ باعتبار درجہ مساوی ہی اور اوسکے لیے اس حالت مین کوئی فریضہ معین نہین ہی اور اگر اخوۃ (میت کے اعیانی یا علاتی بھائی جو اوسکے مال کے حاجب ہوتے ہین) بھی موجود ہون تو مادر میت کو سدس کا اور زوج کو نصف کا استحقاق ہوگا اور باقی مال پدر میت کے حوالہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر ابوین اور ابن اور زوج مجتمع ہوجائین تو زوج کو ربع متروکہ کا اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال ابن کے حوالہ کیا جائیگا اسلیے کہ وہ وارث بقرابت ہوتا ہی اور اسیطرح اگر زوج اور دو یا کئی اخوۃ اخیافی (مادری بھائی یا بہنین) اور ایک یا کئی اخوۃ اعیانی (پدری و مادری بھائی بہنین) یا علاتی (پدری بھائی بہنین) مجتمع ہوجائین تو زوج کو نصف متروکہ کا اور اخوۃ اخیافی کو ثلث متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال کا

لا فرض له فالفاضل له بالقرابة مثل الابوين وزوج او زوجة فللام ثلث الاصل والزوج والزوجة نصيبه والاب الباقي ولو كان هناك اخوة كان للام السدس وللزوج النصف والاب الباقي وكذا ابوان

وابن وزوج وكذا لو خلف زوجا واخوة من ام واخوة من اب وام او من اب

اخوۃ اعیانی یا علاتی کے حوالہ کرنا معین ہوگا اسلیے کہ اونکے لیے کوئی فرض نہین ہو
اور اگر کوئی وارث ایسا موجود ہو جو باعتبار درجہ بعید ہو تو اوسکو میراث کا
استحقاق نہوگا اور جو مال کہ فریضہ سے باقی رہیگا وہ زوج و زوجہ کے سوا باقی
ذوی الفروض پر رد کیا جائیگا جیسے ابوین (میت کے ماں باپ) یا احدہما (اون دونون
مین سے ایک شخص) اور بنت (میت کی بیٹی) اور اخ (میت کا بھائی) یا عم
(میت کا چچا) پس بنت کو نصف کا اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس کا استحقاق ہوگا
اور سدس باقی بہ نسبت سہام اونپر اجمالاً رد کیا جائیگا اور اخ و عم کو کوئی استحقاق نہوگا
دوسرا مسئلہ ہمارے نزدیک عول (فریضہ کا اسطرح زائد کرنا کہ بہ نسبت سہام جملہ ورثہ پر
نقصان وارد ہو) باطل ہوا اسلیے کہ حق تعالیٰ سے کسی مال مین اوسقدر حصون کا
مقرر کرنا محال ہو جنکی کہ وہ گنجایش نہ رکھتا ہو اور لزوم عول مین زوج یا زوجہ کا
بنت یا بنات یا اخت یا اخوات اعیانی یا علاتی کے ساتھ مجتمع ہونا ضرور رہی پس صورت مذکورہ
مین میت کے باپ یا بنت یا بنتین یا متقرب بالابوین (جو ماں اور باپ دونون کی
طرف سے قرابت رکھتا ہو جیسے اخت یا اخوات اعیانی) یا متقرب بالاب (جو تنہا باپ
کی طرف سے قرابت رکھتا ہو جیسے اخت یا اخوات علاتی) پر نقصان وارد ہوگا
اور متقرب بالام (جو تنہا ماں کی طرف سے قرابت رکھتا ہو جیسے اخت یا اخوات اخیافی)
پر نقصان وارد نہین ہوتا جیسے زوج اور ابوین اور بنت پس اس صورت مین
زوج کو ربع متروکہ کا اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا
اور نقصان فقط بنت سے متعلق ہوگا اور باقی مال اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور اسیطرح
اگر زوج اور احد الابوین اور بنتین یا بنات مجتمع ہوجائین تو زوج کو ربع کا اور

احد الابوین کو سدس کا استحقاق ہوگا اور رفقط بنتین یا بنات سے نقصان متعلق ہوگا
اور باقی مال اونکے حوالہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر زوجہ اور ابوین اور بنتین مجتمع ہون
تو زوجہ کو ثمن متروکہ کا اور ابوین مین سے ہرایک کو سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا اور
فقط بنتین سے نقصان متعلق ہوگا اور باقی مال اونکو دیا جائیگا اور اسیطرح اگر زوج
اور کلالۃ الام (مادری بھائی یا بہن) اور اخت یا اخوات اعیانی یا علاتی مجتمع ہوجائین
تو زوج کو نصف کا اور کلالۃ الام کو سدس (اگر متحد ہو) یا ثلث (اگر متعدد ہون)
کا استحقاق ہوگا اور اخت یا اخوات پر نقصان وارد ہوگا اور رفقط باقی مال اونکے
حوالہ کیا جائیگا **دوسرا مطلب** مقاصد ارث کے بیان مین اور وہ تین ہین
پہلا مقصد میراث انساب کے بیان اور وہ تین مرتبے ہین پہلا مرتبہ
ابوین (میت کے مان باپ) اور اولاد ہے پس اگر پدر میت کے سوا کوئی وارث
ایسا موجود نہو جو باعتبار درجہ اوسکا مساوی ہو تو کل متروکہ کا استحقاق اوسیکو
حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر مادر میت کے سوا کوئی وارث موجود نہو تو اوسکو ثلث کا استحقاق
فرضاً حاصل ہوگا اور باقی متروکہ اوسے رد کیا جائیگا اور اگر میت کے مان باپ دونون
مجتمع ہوجائین تو مان کو ثلث کا اور باپ کو باقی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اخوۃ
بھی موجود ہون گے تو مان کو فقط سدس کا اور باپ کو باقی کا استحقاق حاصل ہوگا اور
اخوۃ کو کسی شی کا استحقاق نہوگا اور اگر ایک ابن (لڑکا) کے سوا کوئی وارث موجود نہو
تو مجموع متروکہ کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا اور اگر ایک سے زائد ہون تو استحقاق
مال مین وہ سب مساوی ہونگے اسلیے کہ بعض کو بعض آخر پر ترجیح نہین ہے اور اصل
تساوی ہے اور اگر ایک بنت (لڑکی) کے سوا کوئی وارث موجود نہو تو اوسکو نصف متروکہ

فرضاً استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال او سپر رد کیا جائیگا پس اگر بنتین یا بنات کے سوا کوئی
وارث موجود نہو تو اونکو متروکہ کے ثلثین کا استحقاق فرضاً حاصل ہوگا اور باقی اونپر
رد کیا جائیگا اور جبکہ ذکور و اناث مجتمع ہون تو اون سب پر للذکر مثل حظ الانثیین
(مرد کے لیے دو عورتون کے نصیب کے برابر) تقسیم کیا جائیگا اور اگر ابوین یا احدہما
کے ساتھ اولاد مجتمع ہوجائے تو ابوین مین سے ہر ایک کو سدس کا استحقاق حاصل ہوگا
اور باقی مال اولاد پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا بشرطیکہ جملہ اولاد ذکور یا اناث ہون اور
اگر ذکور کے ساتھ انثی یا اناث بھی موجود ہون تو باقی مال اون سب پر للذکر حظ الانثیین
تقسیم کیا جائیگا اور اگر اونکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہوجائے تو اوسکو اپنے
ادنی حصہ (ربع یا ثمن) کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح ابوین کو بھی فقط دو سدس کا استحقاق
ہوگا اور باقی اولاد کو دیا جائیگا اور اگر ابوین کے ساتھ ایک بنت مجتمع ہوجائے
تو ابوین کو دو سدس کا اور بنت کو نصف کا استحقاق ہوگا اور باقی اون تینون پر
بہ نسبت سہام اخماساً رد کیا جائیگا اور اگر اخوۃ اعیانی یا علاتی موجود ہون تو باقی مال
فقط بنت اور اب پر بہ نسبت سہام ارباعاً رد کیا جائیگا اور ام کو رد کا استحقاق نہوگا
اسلیے کہ اخوۃ اوسکو زائد عن السدس سے مطلقاً محجوب کرتے ہین اور اگر اونکے
ساتھ زوج بھی داخل ہوجائے تو اوسکو اپنے نصیب ادنی (ربع) کا اور ابوین کو
فقط دو سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی مال بنت کو دیا جائیگا اسلیے کہ ہمارے نزدیک
عول باطل ہوا اور اگر اونکے ساتھ زوجہ مجتمع ہوجائے تو ہر ایک صاحب فرض کو اپنے
فرض کے اخذ کرنیکا استحقاق ہوگا پس بنت کو نصف کا اور ابوین کو دو سدس کا اور
زوجہ کو ثمن کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور باقی مال بنت اور ابوین پر اخماساً رد کیا جائیگا اور

والباقی رد علیہما ولو کانت بنتان فصاعداً فلہما الثلثان والباقی رد علیہما او علیہن ولو اجتمع الذکران والاناث فالمال للذکر مثل حظ الانثیین ولو اجتمع الابوان او احدہما مع الاولاد فلکل واحد منہما السدس والباقی للاولاد بالسویہ ان کانوا ذکورا او اناثا وان کان معہم اناث فللذکر مثل حظ الانثیین ولو کان معہم الزوج او الزوجہ اخذ حصتہ الدنیا وکذا الابوان والباقی للاولاد ولو کان مع الابوین بنت فللابوین السدسان وللبنت النصف والباقی رد علیہم اخماسا ولو کان اخوۃ رد علی الاب والبنت ارباعا ولو دخل معہم زوج کان له نصیبه الادنی وللابوین السدسان والباقی للبنت ولو کان زوجۃ اخذ کل ذی فرض فرضه والباقی یرد علی البنت والابوین

زوجہ پر رد کرنا صحیح نہوگا اور جبکہ اخوۃ اعیانی و علاتی جو حاجب ام ہوتے ہین موجود ہون تو باقی مال فقط بنت اور اب پر ارباعاً رد کیا جائیگا اور اگر بنت کے ساتھ فقط احد الابوین مجتمع ہو تو مجموع مال اون دونون پر ارباعاً تقسیم کیا جائیگا اور اگر اون دونون (بنت اور احد الابوین) کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہوجائے تو فاضل کا فقط بنت اور احد الابوین پر رد کرنا معین ہوگا اور زوج یا زوجہ پر رد کرنا صحیح نہوگا اور اگر ابوین کے ساتھ بنتین یا بنات مجتمع ہووین تو ابوین کو دو سدس کا اور بنتین یا بنات کو ثلثین کا بالسویہ استحقاق ہوگا اور اگر اونکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہوجائے تو اوسکو اپنے نصیب ادنی (ربع و ثمن) کا اور ابوین کو دو سدس کا استحقاق ہوگا اور فقط باقی کا استحقاق بنتین یا بنات کو حاصل ہوگا اسلیے کہ عول باطل ہے اور اگر بنتین یا بنات کے ساتھ احد الابوین مجتمع ہو تو احد الابوین کو سدس کا اور بنتین یا بنات کو ثلثین کا استحقاق ہوگا اور باقی اونپر بہ نسبت سہام اخماساً رد کیا جائیگا اور اگر زوج بھی موجود ہوگا تو فقط بنتین یا بنات پر نقصان وارد ہوگا اسلیے کہ عول باطل ہے اور اگر زوجہ موجود ہوگی تو اوسکو اپنے نصیب ادنے (ثمن) کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال احد الابوین اور بنات پر بقدر سہام تقسیم کیا جائیگا اور اگر ابوین کے ساتھ فقط زوج مجتمع ہو تو اوسکو نصف کا اور ام کو ثلث اصل کا استحقاق ہوگا اور باقی مال اب کو دیا جائیگا اور اگر اخوۃ بھی موجود ہونگے تو ام کو فقط سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی مال اب کے حوالہ کیا جائیگا اور اگر ابوین کے ساتھ زوجہ مجتمع ہوجائے تو اوسکو ربع کا اور ام کو ثلث اصل کا (جبکہ اخوۃ نہون) استحقاق ہوگا اور باقی مال اب کے حوالہ کیا جائیگا اور وجود اخوۃ کی صورت مین ام کو فقط سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی اب کو دیا جائیگا اور ہر مقام پر

ومع الزوج او الزوجۃ یرد الباقی علی البنت والابوین او احدہما دون الزوجین ولو اجتمعت البنت مع احد الابوین رد علیہما ارباعاً ولو کان معہا زوج او زوجۃ رد الفاضل علی البنت واحد الابوین ولو کان البنتان فصاعداً مع الابوین فللابوین السدسان وللبنتین او البنات الثلثان بالسویۃ ولو کان معہم زوج او زوجۃ کان لہما نصیبہما الادنی وللابوین السدسان والباقی للبنتین او البنات ولو کان مع البنتین احد الابوین فلہ السدس وللبنتین فصاعداً الثلثان والباقی یرد علیہم اخماساً ولو کان زوج دخل النقص علی البنتین فصاعداً ولو کان زوجۃ کان لہا نصیبہا وهو الثمن والباقی یرد علی احد الابوین والبنات اخماساً ولو کان مع الابوین زوج فلہ النصف وللام ثلث الاصل والباقی للاب ولو کان الاخوۃ فللام السدس والباقی للاب ولو کان معہما زوجۃ فلہا الربع وللام الثلث ان لم یکن اخوۃ والباقی للاب ومع الاخوۃ لها السدس والباقی للاب

الاولی مسائل

اولاد الاولاد يقومون مقام آبائهم في مقاسمة الابوين ويحجبونهم عن اعلى السهمين وشرط ابن بابويه في توريثهم عدم الابوين وهو متروك

الى ادناهما ويمنعون من يتقرب بهم ومن يتقرب بالابوين من الاخوة واولادهم والاجداد وآبائهم والاعمام والاخوال واولادهم ويترتبون الاقرب فالاقرب فلا يرث بطن مع من هو اقرب منه الى الميت ويرث كل واحد منهم نصيب من يتقرب به فيأخذ ابن البنت نصيب امه

کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ میت کے ابوین کی مقاسمت مین اولاد الاولاد
(اگرچہ پست تر ہون خواہ ذکور ہون یا اناث) اپنے آبا کے قائم مقام ہوتی ہی اور اون
دونون کو نصیب اعلیٰ سے محروم کرتی ہی اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے اونکے توریث (وارث کرنا)
اور قائم مقام آبا ہونیمین عدم ابوین (میت کے مان باپ کا موجود نہونا) کو شرط کیا ہی
اور یہ قول متروک ہی اور اولاد اپنے متقربین (جو اون سے قرابت رکھتے ہین)
کو استحقاق میراث سے مانع ہوتی ہی اور اسیطرح متقرب بالابوین (جو مان باپ کیطرف سے
قرابت رکھتے ہین جیسے اخوۃ اور اونکی اولاد اور اجداد اور اونکے آبا اور اعمام
و اخوال اور اونکی اولاد) کو بھی استحقاق میراث سے مانع ہوتی ہی البتہ اولاد کے وارث
ہونے مین اقرب فالاقرب کی مراعات لازم ہی پس اونمین سے کسی بطن کو اوس بطن کے
ساتھ میراث کا استحقاق حاصل نہوگا جو میت سے اونکی بہ نسبت زیادہ قریب ہی پس
اولاد صلبی کے ساتھ اولاد الاولاد کو اور اونکے ساتھ اونکی اولاد کو استحقاق نہوگا اور
اولاد الاولاد مین سے ہر ایک کو اوس شخص کے نصیب کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا
جسکی وجہ سے کہ وہ قرابت رکھتا ہی بناءً علیہ ولد بنت (نواسا یا نواسی) اپنی مان کے
نصیب کا وارث ہوگا خواہ ذکر ہو یا انثی پس جسطرح کہ حالت انفراد مین اوسکی مان کو
نصف متروکہ کا استحقاق تھا اوسیطرح اوسکو بھی حالت انفراد مین نصف متروکہ کا
استحقاق حاصل ہوگا اور جسطرح کہ اوسکی مان کو ابوین کے ساتھ نصف کا استحقاق
ہوتا تھا اوسیطرح اسکو بھی ابوین کے ساتھ نصف کا استحقاق ہوگا اور جسطرح کہ اوسکی
مان پر رد کیا جاتا تھا اوسیطرح اوسپر بھی رد کیا جائیگا اور ولد ابن (پوتا پوتی) اپنے
باپ کے نصیب کا وارث ہوگا خواہ انثی ہو یا ذکر ہو پس جسطرح کہ حالت انفراد مین

جمیع المال ان انفرد وله ما فضل عن حصص الفریضة ان کان معه وارث کالابوین او احدهما او الزوج والزوجة ولو انفرد اولاد البنت واولاد الابن کان

اوسکے باپ کو کل متروکہ کا استحقاق ہوتا اسیطرح صورت انفراد مین اوسکو بھی مجموع مال کا
استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اوسکے ساتھ اور ورثہ بھی مجتمع ہون تو اوسکو اوسکے باپ
کیطرح فقط اوس مال کا استحقاق حاصل ہوگا جو حصص فریضہ کے بعد باقی رہے جیسے ابوین
(ماں باپ) یا احدہما (اون دونون مین سے ایک شخص) اور زوج یا زوجہ پس اس
صورت مین ابوین یا احدہما کو ثلث یا سدس کا اور زوج یا زوجہ کو ربع یا ثمن کا استحقاق
حاصل ہوگا اور ما بقی ولد ابن کے حوالہ کیا جائیگا اور اگر اولاد ابن (اگرچہ اناث ہون)
اور اولاد بنت (اگرچہ ذکور ہون) مجتمع ہون اور اونکے علاوہ کوئی وارث موجود نہو
تو علی الاظہر اولاد ابن کو دو ثلث کا اور اولاد بنت کو ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا
اور اگر اونکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہوجائے تو اوسکو اپنے نصیب ادنی (ربع
اور ثمن) کا استحقاق ہوگا اور ما بقی مین سے ایک ثلث کا اولاد بنت کو اور دو ثلث کا
اولاد ابن کو استحقاق ہوگا دوسرا مسئلہ جسطرح کہ اولاد ابن اپنے نصیب کو للذکر مثل
حظ الانثیین باہم تقسیم کرتی ہے اوسیطرح اولاد بنت بھی اپنے نصیب کو للذکر مثل
حظ الانثیین تقسیم کریگی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اولاد بنت کو اپنے نصیب کا بالسویہ
تقسیم کرنا لازم ہوگا اور یہ قول متروک (شیخ اور قاضی وغیرہ ۱۲) ہے تیسرا مسئلہ ولد اکبر کو اپنے باپ کے متروکہ مین سے
اشیائے ذیل عطا کیجائینگی اول ثیاب بدن دوم خاتم (انگشتری) سوم سیف
(تلوار) چہارم مصحف (قرآن مجید) اور ولد اکبر پر اپنے باپ کے اوس صوم وصلوۃ کا
قضا کرنا واجب ہوگا جسکے ساتھ کہ وہ مشغول الذمہ ہے اور اشیائے مذکورہ کے ساتھ
ولد اکبر کے مختص ہونے مین کئی شرطین ہین اول و دوم اوسکا قول مشہور کی بنا پر سفیہ اور
فاسد الرائے (مخالف مذہب) نہونا اسلیئے کہ سفیہ سے میت کے صوم وصلوۃ کا قضا کرنا

لاولاد الابن الثلثان ولاولاد البنت الثلث علی الاظهر ولو کان معهم زوج او زوجة کان له نصیبه الادنی والباقی بینهم ... المسألة الثانیة اولاد الابن یقتسمون للذکر مثل حظ الانثیین وکذا اولاد البنت وقیل بالسویة وهو متروک

المسألة الثالثة یحبی الولد الاکبر من ترکة ابیه بثیاب بدنه وخاتمه وسیفه ومصحفه وعلیه قضاء ما علیه من صلوة وصیام ... ولا فاسد الرای

مترتب نہیں ہوا اور مال حبوۃ اوسکے عوض کا حکم رکھتا ہو اور مخالف مذہب کے نزدیک مال حبوۃ کا استحقاق حاصل نہیں ہوتا لہذا اوسکے مذہب کے موافق اوسکو الزام دیا جائیگا سوم اشیائے مذکورہ کے علاوہ کسی مال کا متروکہ میت مین موجود ہونا پس اگر اشیائے مذکورہ کے علاوہ کوئی دوسرا مال نہوگا تو ولد اکبر کا اختصاص باطل ہوگا اور اشیائے مذکورہ پر حکم میراث جاری کیا جائیگا اور اگر ولد اکبر انثیٰ ہو تو اوسکو اشیائے مذکورہ کا استحقاق نہوگا بلکہ اونکا استحقاق اولاد ذکور مین سے ولد اکبر کو حاصل ہوگا چوتھا مسئلہ جد (دادا نانا) اور جدہ (دادی نانی) کو اجداد الابوین کے ساتھ میراث مین سے کسی شی کا استحقاق نہین ہوتا لکن ابوین (میت کے ماں باپ) مین سے ہر ایک کو اپنے ماں باپ کے لیے سدس اصل کا اطعام کرنا مستحب ہے بشرطیکہ اوسکا نصیب سدس سے زائد ہو پس اگر کسی میت کے ابوین کی معیت مین اوسکے دادا دادی اور نانا نانی موجود ہون تو اوسکی ماں کو ثلث متروکہ کا استحقاق ہوگا اور اوسمین سے اوسپر نصف نصیب (سدس) کا اپنے ماں باپ (میت کے نانا نانی) کے لیے بالسویہ اطعام کرنا مستحب ہے گا اور اگر اون دونون (میت کے نانا نانی) مین سے فقط ایک شخص موجود ہوگا تو میت کی ماں پر سدس مذکور کا اوسکے لیے اطعام کرنا مستحب ہوگا اور اوسکے باپ کو ثلثین کا استحقاق ہوگا اور اوسمین سے اوسپر اصل متروکہ کے سدس کا اپنے ماں باپ (میت کے دادا دادی) کے لیے بالسویہ اطعام کرنا مستحب ہے گا اور اگر اون دونون مین سے فقط ایک شخص موجود ہوگا تو میت کے باپ پر سدس مذکور کا اوسی کے لیے اطعام کرنا مستحب ہوگا اور اگر میت کے ابوین مین سے ایک شخص کو فقط سدس متروکہ حاصل ہو اور دوسرے شخص کو سدس کے علاوہ کچھ زیادتی بھی حاصل ہو تو استحباب طعمہ فقط صاحب زیادتی سے مخصوص ہوگا اور صاحب سدس سے استحباب طعمہ

متعلق ہوگا پس اگر کسی میت کے ابوین کی معیت مین اخوۃ بھی موجود ہون تو استحباب طعمہ
فقط میت کے باپ سے متعلق ہوگا اسلیے کہ اوسکو صورتِ مذکورہ مین زائد از سدس کا
استحقاق ہے اور اوسکی مان سے متعلق ہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکو فقط سدس کا
استحقاق ہے اور زائد عن السدس سے بوجہ اخوۃ محجوب ہے اور اگر کسی میت کے ابوین کی
معیت مین زوج بھی موجود ہو تو استحباب طعمہ فقط میت کی مان سے متعلق ہوگا اسلیے
اوسکو صورت مذکورہ مین ثلث متروکہ کا استحقاق ہے اور اوسکے باپ سے متعلق ہوگا
اسلیے کہ اس صورت مین اوسکو مزاحمت زوج کیوجہ سے زائد از سدس کا استحقاق
نہین ہے اور میت کے جد پدری (دادا) یا جدۂ پدری (دادی) کا اطعام اوسیوقت
مستحب ہوگا جبکہ اوسکا باپ موجود ہو اور اسیطرح میت کے جد مادری (نانا) یا جدۂ مادری
(نانی) کا اطعام بھی اوسیوقت مستحب (یعنے میت کا باپ ۱۲) ہوگا جبکہ اوسکی مان موجود ہو **دوسرا مرتبہ**
اخوۃ (میت کے بھائی بہن) اور اجداد (میت کے دادا دادی اور نانا نانی) ہے پس
جبکہ میت کا برادر اعیانی منفرد ہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا اور
اگر دو یا کئی برادر اعیانی مجتمع ہون تو ترکۂ میت اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا
اور اگر برادران اعیانی کے ساتھ کوئی انثی (خواہر اعیانی) یا اناث (خواہران اعیانی)
بھی مجتمع ہون تو ذکر (برادر میت) کو دو سہمون کا اور انثی (خواہر میت) کو ایک
سہم کا استحقاق ہوگا اور جبکہ میت کی خواہر اعیانی منفرد ہو تو باعتبار فریضہ اوسکو
نصف متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باعتبار قرابت نصف باقی بھی اوسی پر رد
کیا جائیگا اور اگر دو یا کئی خواہر اعیانی مجتمع ہون تو باعتبار فریضہ اون سبکو
ثلثین کا استحقاق ہوگا اور باعتبار قرابت ثلث باقی بھی اون سب پر رد کیا جائیگا

اور جبکہ اخوۃ اعیانی مین سے کوئی شخص موجود نہو تو استحقاق میراث مین اخوۃ علاتی اونکے
قائم مقام ہونگے اور حالت انفراد و اجتماع مین اونسے وہی احکام متعلق ہونگے
جو اخوۃ اعیانی سے متعلق ہوتے تھے اور کسی برادر یا خواہر علاتی کو برادر یا خواہر اعیانی
کی موجودگی مین میراث کا استحقاق حاصل نہوگا اسلیے کہ اخوۃ اعیانی مین دو سبب (قرابت پدری
و قرابت مادری) مجتمع ہوتے ہین اور اگر اخوۃ اخیافی (برادران و خواہران مادری) مین سے
ایک شخص منفرد ہو تو باعتبار فریضہ اوسکو سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور باعتبار قرابت
باقی متروکہ بھی اوسی پر رد کیا جائیگا خواہ ذکر (برادر) ہو یا انثی (خواہر) ہو اور اگر دو یا
کئی اخوۃ اخیافی مجتمع ہون تو باعتبار فریضہ اون سب کو ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا
جو اون پر بالتسویہ تقسیم کیا جائیگا اور باعتبار قرابت باقی متروکہ بھی اون سب پر رد کیا جائیگا
خواہ جملہ ذکور (برادران میت) ہون یا جملہ اناث (خواہران میت) ہون یا اونمین سے
بعض ذکور ہون اور بعض آخر اناث ہون اور اگر اخوۃ میت متفرق (اعیانی و اخیافی) ہون
تو اونمین سے متقرب بالام (برادر یا خواہر مادری) کو سدس متروکہ کا استحقاق بشرطیکہ واحد ہو
یا ثلث متروکہ کا استحقاق بشرطیکہ متعدد ہو حاصل ہوگا اور ثلث مذکور اون سب پر بالسویہ
تقسیم کیا جائیگا اور اونمین سے متقرب بالابوین (اخوۃ اعیانی) کو ثلثین کا استحقاق حاصل
ہوگا خواہ واحد ہو یا متعدد لیکن اگر فقط اخت واحدہ (ایک خواہر اعیانی) موجود ہوگی
تو باعتبار فریضہ اوسکو نصف متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور باعتبار قرابت باقی مال بھی
بالخصوص اوسی پر رد کیا جائیگا او متقرب بالام پر رد نکیا جائیگا) اور اگر اختین (دو خواہر اعیانی)
یا اخوات (کئی خواہر اعیانی) موجود ہون تو باعتبار فریضہ اونکو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا
پس اگر بعد فریضہ کچھ مال باقی رہیگا تو باعتبار قرابت وہ بھی اونھین پر رد کیا جائیگا پس اگر

للاب والام من الاخوۃ لاجتماع السببین فیہم من ابیہ و امہ و انفرادا کان و ان انفرد حکم الاخ او الاخت من ولد الام کان له السدس ذکرا کان او انثی والباقی یرد علیہ فان کانوا اکثر من ذلک فہم شرکاء فی الثلث یقسم بالسویۃ ذکورا کانوا او اناثا او ذکورا و اناثا و لو کان الاخوۃ متفرقین کان لمن یتقرب بالام السدس ان کان واحدا والثلث ان کانوا اکثر بینہم بالسویۃ والباقی لمن یتقرب بالاب والام واحدا کان او اکثر فان کانت اختا واحدۃ فلہا النصف و الباقی یرد علیہا فان کانتا اثنتین فلہما الثلثان والباقی یرد علیہما و ان کن ثلاثا او اکثر فلہن الثلثان والباقی یرد علیہن

یقین

اختین یا اخوات اعیانی کے ساتھ ایک کلالۃ الام (برادر یا خواہر مادری) مجتمع ہوگا تو سدس فریضہ کا استحقاق کلالۃ الام کو اور ثلثین کا استحقاق اختین یا اخوات عیانی کو حاصل ہوگا اور سدس باقی بھی اختین یا اخوات ہی پر رد کیا جائیگا اور اگر اخوۃ اعیانی ذکور ہوں تو فریضہ کلالۃ الام (سدس یا ثلث) کے بعد جو مال باقی رہیگا یا پنج سدس یا دو ثلث) وہ اخوۃ اعیانی پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر بعض ذکور (برادران اعیانی) ہوں اور بعض اناث (خواہران اعیانی) ہوں تو کلالۃ الام کے بعد جو مال باقی رہیگا اوس میں سے ذکر (برادر اعیانی) کو دو سہموں کا اور انثی (خواہر اعیانی) کو ایک سہم کا استحقاق حاصل ہوگا اور جبکہ جدہ میت (دادا یا نانا) منفرد ہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا خواہ جد پدری ہو یا جد مادری ہو اور اسیطرح اگر جدہ میت (دادی یا نانی) منفرد ہو تو مجموع مال کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا اور جبکہ جد مادری یا جدہ مادری یا جد وجدہ مادری کے ساتھ جد پدری یا جدہ پدری یا جد وجدہ پدری مجتمع ہوں تو اونمیں سے متقرب بالام کو متروکہ کے ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اونمیں سے متقرب بالاب کو متروکہ کے دو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر للذکر مثل حظ الانثیین (ذکر کو دو سہم اور انثی کو ایک سہم) تقسیم کیا جائیگا اور جبکہ اخوۃ مادری کے ساتھ جد اور جدہ مادری دونوں یا اونمیں سے ایک شخص مجتمع ہو تو جد مادری پر اخ للام (برادر مادری) کا حکم جاری کیا جائیگا اور جدہ مادری پر اخت للام (خواہر مادری) کا حکم جاری کیا جائیگا اور ثلث متروکہ اون سب پر بالسویہ تقسیم ہوگا اور اسیطرح اگر اخت یا اختین یا اخوات اعیانی یا علاتی کے ساتھ جد پدری اور جدہ پدری دونوں یا اونمیں سے ایک شخص مجتمع ہوجائے تو جد پدری پر برادر پدری کا اور جدہ پدری پر خواہر پدری کا

ولو کان جدا او جدتا او هما جدا او لام وجدا او جدة او هما لاب کان من تقرب منهم بالام الثلث بینهم بالسویة ومن تقرب بالاب الثلثان للذکر مثل حظ الانثیین وان اجتمعهم مع الاخوة لام جد و جدة او احدهما من قبلها کان الجد کالاخ والجدة کالاخت وکان الثلث بینهم بالسویة

کا حکم جاری کیا جائیگا اور کلالۃ الام کے بعد جو مال باقی رہیگا وہ اون سب پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر اخوۃ میّت کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو جائے تو اوسکو اپنے نصیب اعلیٰ (نصف یا ربع) کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا خواہ اخوۃ میت کی قرابت متفق ہو (جیسے مجموع اخوۃ کا اعیانی یا علاتی یا اخیافی ہونا) یا مختلف ہو (جیسے اونمین سے بعض کا اعیانی یا علاتی ہونا اور بعض آخر کا اخیافی ہونا) اور متقرب بالام کو اصل ترکہ سے اپنے نصیب مفروض (سدس یا ثلث) کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور جو مال کہ باقی رہیگا وہ متقرب بالابوین (اخوۃ اعیانی) کو دیا جائیگا اور اگر متقرب بالابوین موجود نہون تو مال باقی متقرب بالاب (اخوۃ علاتی) کو دیا جائیگا اور رفقط متقرب بالابوین یا متقرب بالاب پر نقصان وارد ہوگا پس اگر شوہر میت کے ساتھ ایک کلالۃ الام (برادر یا خواہر مادری) اور ایک اخت اعیانی یا علاتی مجتمع ہو تو مجموع فریضہ چھ سہم ہوگا جسمین سے تین سہمون (نصف متروکہ) کا استحقاق زوج کو اور ایک سہم (سدس متروکہ) کا استحقاق کلالۃ الام کو حاصل ہوگا اور باقی دو سدس (ثلث متروکہ) اخت اعیانی یا علاتی کے حوالہ کیا جائیگا جسمین اوسپر ایک سدس کا نقصان وارد ہوگا اسلیے کہ اوسکا نصیب مفروض نصف متروکہ ہے اور اگر بعد فریضہ کوئی زیادتی باقی رہیگی تو اوسکا استحقاق فقط اخت اعیانی کو حاصل ہوگا پس اگر اخت اعیانی کے ساتھ ایک کلالۃ الام مجتمع ہو تو اخت اعیانی کو باعتبار فریضہ نصف متروکہ کا استحقاق اور کلالۃ الام کو سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور ثلث باقی بھی خصوصاً اخت اعیانی کے حوالہ کیا جائیگا اور اوسمین سے کلالۃ الام کو کسی شی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر کلالۃ الام کے ساتھ اخت علاتی مجتمع ہو تو آیا اخت علاتی کو بھی مال باقی کے ساتھ اختصاص حاصل ہوگا یا نہین پس بعض علمائے

فرمایا ہے کہ حاصل ہوگا اسلیے کہ زوج یا زوجہ کی مزاحمت سے اوسپر نقصان وارد ہوتا ہے
لہذا مال باقی کا بھی استحقاق اوسکو حاصل ہونا چاہیے اور نیز حضرت ابو جعفر (امام محمد باقر ع) سے
ابن اخت للاب (خواہر علاتی کا بیٹا) اور ابن اخت للام (خواہر اخیافی کا لڑکا) کے اجتماع کی صورت مین
منقول ہوا ہے کہ ابن اخت للام کو فقط سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی کل متروکہ ابن اخت
للاب کے حوالہ کیا جائیگا لیکن اس روایت کے طریق مین علی بن فضال واقع ہوا ہے اور اونمین
ضعف ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اخت علاتی کو مال باقی کے ساتھ اختصاص نہوگا بلکہ
وہ متقرب بالام اور اخت یا اخوات علاتیہ پر ارباعًا (جبکہ اخت للام اور اخت للاب
مجتمع ہون) یا اخماسًا (جبکہ اخت للام اور اختین یا اخوات للاب مجتمع ہون) رد کیا جائیگا
اسلیے کہ وہ دونون (اخت للام اور اخت للاب) باعتبار درجہ مساوی ہین اور یہ قول
اولی ہے اور اس مقام پر تین مسئلے بیان کیے جاتے ہین پہلا مسئلہ جد میت کو اخوۂ میت
کے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل ہوتا ہے اگرچہ اعلی ہو (جیسے پردادا یا اوسکا باپ یا
پرنانا اور اوسکا باپ اور علی ہذا القیاس) بشرطیکہ جد ادنی موجود نہو اور اگر اخوۂ میت کے
ساتھ جد اعلی (ابعد) اور جد ادنی (اقرب) مجتمع ہون تو استحقاق میراث مین اخوۂ میت کا
فقط جد ادنی شریک ہوگا اور جد ابعد استحقاق میراث سے ساقط ہوگا دوسرا مسئلہ
جبکہ کوئی میت اپنے باپ کے جد و جدۂ پدری اور جد و جدۂ مادری کی معیت مین اپنی
مان کے جد و جدۂ پدری اور جد و جدۂ مادری کو وارث چھوڑے تو اجداد اربعہ مادری کو
ثلث ترکہ کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون سب پر ارباعًا تقسیم کیا جائیگا اسلیے کہ اجداد
مادری پر اخوۂ اخیافی کا حکم جاری کیا جائیگا جن پر اونکا سہم بالسویہ تقسیم کیا جاتا ہے اور
اجداد اربعۂ پدری کو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا جو اون پر اثلاثًا تقسیم کیا جائیگا پس

ثلثین مین سے دو ثلث کا پدر میّت کے جد و جدہ پدری پر تقسیم کرنا معیّن ہوگا جو ان پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور ثلثین کا ثلث باقی پدر میّت کے جد و جدہ مادری پر اثلاثا اور للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا جیسا کہ جناب شیخ اطاب اللہ ثراہ نے ذکر فرمایا ہو بنا برین اصل فریضہ مین تین سہم ہوگا جس مین ایک سہم کا مادر میّت کے اجداد کو اور دو سہم کا پدر میّت کے اجداد کو استحقاق ہوگا اور چونکہ فریضہ مذکور فریقین پر منکسر ہوتا ہو لہذا فریق اول (مادر میّت کے اجداد) کے عدد یعنے چار کا فریق دوم (پدر میّت کے اجداد) کے عدد یعنی نو مین ضرب دینا معیّن ہوگا بعد ازان دونون عددون کے حاصل ضرب (چھتیس) کا اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل ایکسو آٹھ سہم ہوتا ہو منجملہ اوسکے چھتیس سہم (جو ایکسو آٹھ کا ثلث ہو) کا استحقاق مادر میّت کے اجداد کو حاصل ہوگا اور ان مین سے ہر ایک کو نو سہم دیے جائینگے اور بہتر سہم (ایکسو آٹھ کے دو ثلث) کا استحقاق پدر میّت کے اجداد کو حاصل ہوگا اور بہتر مین سے چوبیس سہم (بہتر کا ثلث) کا پدر میّت کے اجداد مادری پر تقسیم کرنا معیّن ہوگا جسکے دو ثلث (سولہ سہم) کا استحقاق پدر میّت کے جد مادری کو اور ایک ثلث (آٹھ سہم) کا استحقاق پدر میّت کی جدہ مادری کو حاصل ہوگا اور بہتر مین سے اڑتالیس سہم (بہتر کے دو ثلث) کا پدر میّت کے اجداد پدری پر تقسیم کرنا معیّن ہوگا جسکے دو ثلث (بتیس سہم) کا استحقاق پدر میّت کے جد پدری کو اور ایک ثلث (سولہ سہم) کا استحقاق پدر میّت کی جدہ پدری کو حاصل ہوگا **تیسرا مسئلہ** اگر برادر اخیافی کے ساتھ برادر اعیانی کا بیٹا مجتمع ہو تو مجموع میراث کا استحقاق فقط برادر اخیافی کو حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ اقرب ہو اور ابن شاذان علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ برادر اخیافی کو فقط سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی متروکہ (پانچ سدس) کا برادر اعیانی کے بیٹے کو

ثلثا ذلک لجد و جدۃ لاب بینھما للذکر مثل حظ الانثیین و الثلث الاخر لجد و جدۃ لام اثلاثا ... الشیخ ... اصل الفریضۃ ثلثۃ تنکسر علی الفریقین ... فتصح ... المسئلۃ الثالثۃ ... ام مع ابن اخ لاب و ام المیراث کلہ للاخ ... اقرب وقال ابن شاذان لہ السدس و الباقی لابن الاخ لاب و ام

عطا کر دینا معین ہوگا اسلیے کہ اوسمین دو سبب (قرابت طرفین) متحقق ہیں اور یہ قول ضعیف ہی اسلئے کہ کثرت اسباب کا اوسوقت اثر ہوتا ہی جسوقت کہ باعتبار درجہ دونوں شخص مساوی ہوں اور اوسوقت اوسکا اثر نہیں ہوتا جبکہ باعتبار درجہ دونوں میں تفاوت موجود ہو جیسا کہ محل بحث مین مفروض ہی خاتمہ جبکہ اخوۃ اور اخوات بنت موجود ہوں تو اونکی اولاد اپنے آبا و امہات کے قائم مقام ہوتی ہی اور اونکی اولاد مین سے ہر ایک کو اوس شخص کے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا جسکی طرف سے کہ وہ قرابت رکھتا ہی پس اگر اون مین سے ایک ہی شخص موجود ہوگا تو مجموع نصیب کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا اور اگر کئی شخص موجود ہونگے تو وہ نصیب اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا بشرطیکہ وہ جملہ اشخاص ذکور ہوں یا جملہ اشخاص اناث ہوں اور اگر اونمین سے بعض اشخاص ذکور ہوں اور بعض آخر اناث ہوں تو نصیب مذکور اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا جبکہ وہ جملہ اشخاص اخوۃ اعیانی یا علاتی کی ولاد ہوں اور اگر اخوۃ اخیافی کی اولاد ہونگے تو اوس نصیب کا اونپر بہر حال (اگرچہ بعض ذکور ہوں اور بعض آخر اناث ہوں) بالسویہ تقسیم کرنا معین ہوگا اور اگر اخوۃ اخیافی کی اولاد کے ساتھ اخوۃ اعیانی یا علاتی کی اولاد مجتمع ہوجائے تو اخوۃ اخیافی کی اولاد کے بعد جو مال باقی رہیگا اوسکا استحقاق اخوۃ اعیانی یا علاتی کی اولاد کو اپنے باپ کیطرح حاصل ہوگا اور اخت اعیانی کی اولاد کو فقط نصف متروکہ کا استحقاق ہوگا جو اونکی ماں کا نصیب مفروض ہی البتہ اگر کوئی دوسرا وارث ایسا موجود ہو جو باعتبار درجہ اونکا مساوی ہو تو مال باقی بھی اونپر رد کیا جائیگا اور اختین یا اخوات اعیانی کو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر کوئی وارث اونکا مساوی ہوگا تو باقی مال بھی اونپر رد کیا جائیگا البتہ اگر مزاحمت زوج یا زوجہ کیوجہ سے متروکہ مین گنجایش نہوگی تو زوج یا زوجہ کو اپنے نصیب اعلی کا استحقاق ہوگا اور اولاد اختین کو فقط باقی متروکہ

لانہ یجمع السببین وله ضعف بان کثرۃ الاسباب انما تؤثر مع التساوی فی الدرجۃ لا مع التفاوت فصل اولاد الاخوۃ والاخوات یقومون مقام ابائهم و یرث کل واحد منهم نصیب من تقرب به فان کان له واحد کان له النصیب وان کانوا جماعۃ اقتسموا ذلک النصیب بینهم بالسویۃ ان کانوا ذکرانا او اناثا وان اجتمعوا فللذکر مثل حظ الانثیین وان کانوا اولاد اخوۃ من ام کانت القسمۃ بینهم بالسویۃ ویاخذ اولاد الاخ الباقی کابیهم واولاد الاخت للاب والام النصف نصیب امهم الاعلی بسبیل الرد واولاد الاختین الثلثین نصفا عدا الثلثان بفرض المال بعد خروج الزوج او الزوجۃ فیسوی نصیب الباقی

استحقاق حاصل ہوگا جسطرح کہ اختین کو حاصل ہوتا تھا جنکی وجہ سے انکو قرابت میت حاصل ہوئی ہے
اور اگر کلالۃ الابوین (اخوۃ یا اخوات اعیانی) کی اولاد موجود نہو تو کلالۃ الاب (اخوۃ یا اخوات
علاتیہ) کی اولاد اونکے قائم مقام ہوگی اور برادر اخیانی یا خواہر اخیانیہ کی اولاد کو فقط سدس متروکہ
کا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ متعدد ہون اسلیئے کہ برادر اخیانی یا خواہر اخیانیہ کا بھی نصیب ہی ہے
اور اگر اخوۃ اخیانی مین سے دو شخصون کی اولاد ہو تو اونکو ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا
اور اونمین سے ہر ایک فریق کو اوس شخص کے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا جس سے کہ وہ
قرابت رکھتا ہو اور وہ نصیب اوس فریق پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا پس اگر برادر اخیانی کی اولاد کے
ساتھ خواہر اخیانیہ کی اولاد مجتمع ہو تو اولاد برادر کو سدس کا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ دس شخص ہون
اور اولاد خواہر کو بھی سدس کا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ ایک ہی شخص ہو اور اگر کلالات ثلثہ
(کلالۃ الابوین اور کلالۃ الاب اور کلالۃ الام) کی اولاد مجتمع ہو تو کلالۃ الام کی اولاد کو ثلث متروکہ کا
استحقاق حاصل ہوگا اور کلالۃ الابوین کی اولاد کو ثلثین کا استحقاق حاصل ہوگا اور کلالۃ الاب کی
اولاد ساقط ہو جائیگی اور اگر اونکے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو تو اوسکو اپنے نصیب اعلی
(نصف و ربع) کا استحقاق ہوگا اور متقرب بالام (کلالۃ الام کی اولاد) کو ثلث اصل کا استحقاق حاصل
ہوگا اگر متعدد کی اولاد ہو اور اگر ایک ہی شخص کی اولاد ہوگی تو فقط سدس اصل کا استحقاق حاصل ہوگا
اور باقی متروکہ کا استحقاق کلالۃ الابوین کی اولاد کو حاصل ہوگا خواہ زائد ہو یا ناقص ہو اور اگر
کلالۃ الابوین کی اولاد موجود نہو تو باقی متروکہ کا استحقاق فقط کلالۃ الاب کی اولاد کو حاصل ہوگا
اور اگر اولاد اخوۃ کے سہام سے فریضہ زائد ہو جائے مثلاً کلالۃ الام کی اولاد کے ساتھ اخت للاب
کی اولاد بھی مجتمع ہو تو آیا وہ زیادتی فریقین پر رد کیجائیگی یا اوسکا استحقاق فقط کلالۃ الاب
کی اولاد کو حاصل ہوگا اسمین تردد ہی جیساکہ میراث اخوۃ کے بیان مین گذر چکا ہی اور اگر اولاد

اخوۃ کے ساتھ اجداد بھی مجتمع ہون تو اولاد اخوۃ کو اونکے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل ہوگا
جسطرح کہ خود اخوۃ کو حاصل ہوتا تھا جسکی کیفیت کو ہم قبل ازین بیان کر چکے ہین تیسیرا مرتبہ
اعمام (میت کے چچا او رپھوپیان) اور اخوال (میت کے مامون اور خالائین) ہو پس
عم واحد کو صورت انفراد مین مجموع میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر دو یا کئی
اعمام ایسے مجتمع ہون جو باعتبار مرتبہ آپس مین مساوی ہون تو مال میراث اون سب پر بالتسویہ
تقسیم کیا جائیگا اور میت کے عمہ اور عمتین اور عمات کا بھی یہی حکم ہے اور اگر اعمام و عمات مجتمع ہون
اور جہت قرابت مین باہم مساوی ہون تو مال میراث اون سب پر للذکر مثل حظ الانثیین
تقسیم کیا جائیگا اور اگر متفرق ہون اور جہت قرابت مین مختلف ہون تو متقرب بالام (عم یا عمہ اخیافی)
کو مطلقاً (عم ہو یا عمہ) ایک سدس کا استحقاق حاصل ہوگا بشرطیکہ واحد ہو اور اگر دو یا زائد
ہون تو اونکو مطلقاً (اعمام ہون یا عمات) ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جس مین ذکر
او رانثی مساوی ہونگے اور متقرب بالام کے بعد جو مال باقی رہیگا اوسکا استحقاق متقرب
بالابوین (اعمام و عمات اعیانی) کو حاصل ہوگا جو اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا
خواہ واحد ہو یا دو یا زائد ہون اور متقرب بالابوین (وہ اعمام و عمات جو طرفین سے
قرابت رکھتے ہین) کی موجودگی مین متقرب بالاب (وہ اعمام و عمات جو فقط باپ کیطرف سے
قرابت رکھتے ہین) کو میراث کا استحقاق نہوگا اور جبکہ متقرب بالابوین موجود نہون تو استحقاق
میراث مین متقرب بالاب (اعمام و عمات علاتی) اونکے قائم مقام ہوتے ہین پس ابن عم
(چچا کا بیٹا) کو معیت عم مین میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح
کسی ابعد کو اقرب کے ساتھ میراث کا استحقاق نہین ہوتا لکن اس قاعدہ سے
فقط ایک مسئلہ بالاتفاق مستثنیٰ ہے اور وہ یہ ہے کہ جب متقرب بالاب (عم علاتی)

کے ساتھ متقرب بالابوین (عم اعیانی) کا بیٹا مجتمع ہو تو میراث کا استحقاق ابن عم (عم اعیانی کا بیٹا)
کو حاصل ہوگا اور بہ نسبت عم علاتی کے اقرب ہوگا بشرطیکہ یہی صورت بحالہا باقی رہے پس اگر
اون دونون (عم علاتی اور عم اعیانی کا بیٹا) کے ساتھ کوئی اور وارث (جیسے خال) بھی منضم ہو
تو یہ حکم (ابن عم کا عم علاتی سے اقرب ہونا) متغیر ہو جائیگا اور ابن عم ساقط ہوگا اور حکم مسئلہ
قاعدہ اقربیت کیطرف رجوع کریگا۔ اور خال واحد کو صورت انفراد مین مجموع مال کا استحقاق
حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر دو یا کئی خال مجتمع ہون تو میراث کا استحقاق اونھین کو حاصل ہوگا
اور میت کی خالہ اور خالتین اور خالات کا بھی یہی حکم ہو اور اگر اخوال وخالات مجتمع ہون
اور جہت قرابت مین متحد ہون تو مال میراث اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور مابین ذکر
یعنی جملہ اخوال وخالات متقرب بالابوین ہون یا متقرب بالاب ہون یا متقرب بالام ہون ۱۲
(خال) و انثی (خالہ) کوئی فرق نہوگا اور اگر متفرق الجہت قرابت مین مختلف ہون تو اونمین سے
مثلاً بعض اخوال و خالات متقرب بالابوین ہون اور بعض اخر متقرب بالام ہون ۱۲
متقرب بالام (مادر میت کا برادر یا خواہر اخیافی) کو حالت وحدت مین سدس متروکہ کا استحقاق
اور حالت تعدد مین ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور
مابین ذکر و انثی کوئی تفرقہ نہوگا اور باقی مال متقرب بالابوین (مادر میت کے برادر وخواہر اعیانی)
کو دیا جائیگا جو اونپر للذکر مثل حظ الانثی (مرد کو عورت کے برابر) تقسیم کیا جائیگا اور مابین ذکر و انثی
کوئی تفرقہ نہوگا اور متقرب بالاب (مادر میت کے برادر وخواہر علاتی) کو میراث کا استحقاق نہوگا
البتہ اگر متقرب بالابوین موجود نہون تو استحقاق میراث مین متقرب بالاب اونکے قائم مقام
ہونگے اور اگر اخوال و اعمام مجتمع ہون تو اخوال (ذکور ہون یا اناث) کو ثلث ترکہ کا استحقاق
حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر اخوال مین سے ایک ہی شخص موجود ہو تو اوسکو بھی ثلث ترکہ کا
استحقاق ہوگا خواہ ذکر ہو یا انثی اسلیے کہ اخوال متقرب بالام ہین اور اعمام (ذکور ہون یا اناث)
کو ثلثین کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر اعمام مین سے ایک ہی شخص موجود ہو تو اوسکو بھی ثلثین کا

کا استحقاق حاصل ہوگا اسلئے کہ اعمام متقرب بالاب ہین پس اگر اعمام کے ساتھ اخوال مجتمع ہون
اور جہت قرابت مین جملہ اخوال متحد ہون تو ثلث متروکہ اونپر بالسویہ اور للذکر مثل حظ الانثیٰ
(مرد کو عورت کے برابر) تقسیم کیا جائیگا اور اگر متفرق اور جہت قرابت مین مختلف ہون
تو متقرب بالام (مادر میت کا برادر یا خواہر اخیافی) کو صورتِ وحدت مین ثلث متروکہ
کے سدس کا استحقاق و رصورتِ تعدد مین ثلثِ متروکہ کے ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا
جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور جو مال کہ ثلثِ متروکہ سے فاضل رہیگا وہ متقرب بالابوین
(مادر میت کے برادر یا خواہر اعیانی) کے حوالہ کیا جائیگا جسمین ذکر و انثیٰ مساوی ہونگے
اور باقی دو ثلث کا استحقاق اعمام کو حاصل ہوگا پس اگر جہت قرابت مین جملہ اعمام متحد ہون
تو مال اونپر مطلقًا (اگرچہ متقرب بالام ہون) للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر
متفرق اور جہت قرابت مین مختلف ہون تو اونمین سے متقرب بالام (اعمام اخیافی) کو
صورتِ وحدت مین ثلثین کے ایک سدس کا استحقاق اور صورت تعدد مین ثلثین کے
ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور ما بین ذکور و اناث
کوئی تفرقہ نہوگا اور مال باقی (ثلثین کے پانچ سدس یا اوسکے دو ثلث) کا استحقاق متقرب
بالابوین (اعمامِ اعیانی) کو حاصل ہوگا جو اونپر للذکر مثل حظ الانثیین (مرد کو عورت کا دوچند)
تقسیم کیا جائیگا اور متقرب بالاب (اعمام علاتی) کو میراث کا استحقاق نہوگا ہان جبکہ متقرب
بالابوین (اعمام اعیانی) موجود نہونگے تو متقرب بالاب اونکے قائم مقام ہونگے اور اگر
پدر میت کے عم و عمہ اور خال و خالہ کے ساتھ مادر میت کا عم و عمہ اور خال و خالہ مجتمع ہو جائے
تو جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہو کہ اونمین سے متقرب بالام کو
ثلثِ متروکہ کا استحقاق ہوگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اونمین سی متقرب بالاب کو ثلثین کا

استحقاق ہوگا پس ثلثین کے ایک ثلث کا استحقاق پدر میّت کے خال اور خالہ کو حاصل ہوگا جو
اون دونون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور ثلثین کے دو ثلث کا استحقاق پدر میّت کے عم
اور عمّہ کو حاصل ہوگا جو اون دونون پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا بنابرآن علیہ
اصل فریضہ تین سہم قرار پائیگا جو فریقین پر منکسر ہے پس فریق اوّل (متقرب بالام) کے عدد
یعنی چار کا فریق دوم (متقرب بالاب) کے عدد یعنی نو مین ضرب دینا معین ہوگا جس کا
حاصل ضرب چھتیس ہوا بعد ازان چھتیس کو اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب دیا جس سے
ایکسو آٹھ سہم حاصل ہوئے اونکے ایک ثلث یعنی چھتیس سہم کا استحقاق فی کس نو سہم کے
حساب سے متقرب بالام کو حاصل ہوگا اور اونکے دو ثلث یعنی بہتر سہم کا استحقاق
متقرب بالاب کو حاصل ہوگا پس بہتر کے ثلث یعنی چوبیس سہم کا استحقاق فی کس بارہ سہم کے
حساب سے پدر میّت کے خال اور خالہ کو حاصل ہوگا اور بہتر کے دو ثلث یعنی اڑتالیس
سہم کا استحقاق پدر میّت کے عم اور عمّہ کو حاصل ہوگا جن مین سے بتیس سہم کا عم کے حوالہ کرنا
اور سولہ سہم کا عمّہ کے حوالہ کرنا معین ہوگا اور اس مقام پر پانچ مسئلے قابل بیان ہین
پہلا مسئلہ میّت کے اعمام اور عمات اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہو اور میّت کے
اخوال و خالات اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہو استحقاق میراث مین پدر میّت کے
اعمام و عمات اور اوسکے اخوال و خالات سے اور اسیطرح مادر میّت کے اعمام و عمات
اور اوسکے اخوال و خالات سے اولی ہونگے اسلیے کہ میّت کے اعمام و اخوال اقرب ہین
اور اولاد اپنے ماں باپ کے قائم مقام ہوتی ہے پس جبکہ میّت کے اعمام و عمات اور
اخوال و خالات اور اونکی اولاد (اگرچہ پست تر ہو) مین سے کوئی شخص موجود نہو تو پدر میّت
کے اعمام و عمات اور اخوال و خالات اور مادر میّت کے اعمام و عمات اور اخوال و خالات

اور اونکی اولاد اگرچہ پست تر ہو استحقاق میراث مین اونکے قائم مقام ہونگے اور اسیطرح
اونمین کا ہر ایک بطن اگرچہ پست تر ہو بطن اعلیٰ سے اولیٰ ہوگا دوسرا مسئلہ (یعنے میت کے اعمام وعمات) میت کے
اعمام وعمات (جبکہ جہت قرابت مین مختلف ہون) کی اولاد مین سے ہر ایک فریق کو اپنے
آبا کے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا پس متقرب بالام (عم اخیافی) کی اولاد کو سدس متروکہ
کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے کہ متقرب بالام کا نصیب مفروض صورتِ وحدت مین
فقط سدس ہے اور اگر دو متقرب بالام کی اولاد ہو تو اونکو ثلث متروکہ کا استحقاق حاصل
ہوگا اسلیے کہ متقرب بالام کا نصیب مفروض صورتِ تعدد مین ثلثِ متروکہ ہوتا ہے
اور باقی مال متقرب بالابوین (عم اعیانی) کی اولاد کے حوالہ کیا جائیگا خواہ عم یا عمہ کی اولاد
ہو یا اعمام یا عمات کی اور اسیطرح میت کے اخوال وخالات کی اولاد مین بھی بحث کی جائیگی
تیسرا مسئلہ جبکہ کسی وارث مین میراث کے دو سبب مجتمع ہون اور اونمین سے ایک سبب
دوسرے سبب کا مانع نہو تو وارثِ مذکور کو دونون سببون کی وجہ سے میراث کا استحقاق حاصل ہوگا
مثلاً کوئی شخص میت کے عم علاتی اور خال اخیافی کا بیٹا ہو یا کوئی شخص میت کا زوج اور ابن عم ہو
یا کوئی عورت میت کی زوجہ اور بنت عم ہو یا کوئی عورت میت کی عمہ علاتیہ اور خالہ اخیافیہ
ہو اور اگر اونمین سے ایک سبب دوسرے سبب کا مانع ہو تو فقط سبب مانع کی وجہ سے میراث کا استحقاق
حاصل ہوگا مثلاً کوئی شخص میت کا اخ (برادر اخیافی) اور ابن عم ہو پس اس صورت مین وارث
مذکور کو فقط اخوت کی وجہ سے میراث کا استحقاق ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ میت کے اخوال و
خالات اور اعمام وعمات پر زوج یا زوجہ بھی داخل ہو تو زوج یا زوجہ کو اپنے نصیب اعلیٰ
(نصف و ربع) کا استحقاق اور متقرب بالام (اخوال وخالات) کو اصل ترکہ سے اپنے نصیب اصلی
(ثلث) کا استحقاق حاصل ہوگا اور جو مال کہ باقی رہیگا وہ متقرب بالابوین (اعمام وعمات اعیانیہ)

وأولادهم وإن سفلوا قائمون مقامهم عمومتهم الحكم في عماته وخؤولته وخالاته كعمومته وعماتها وخؤولتها وخالاتها وأولادهم إن تركها كل بطن وإن ترك أولى منهم من البطن العليا الثانية أولاد العمومة المتفرقين يأخذون نصيب آبائهم فبنو العم لأم لهم السدس و لو كانوا بني عم لأم كان لهم الثلث والباقي لبني العم أو لبني العمة أو لبني العمومة أو العمات لأب لأم وكذا البحث في الخؤولة الثالثة إذا اجتمع في الوارث سببان فإن لم يمنع أحدهما الآخر ورث بهما مثل ابن عم لأب هو ابن خال لأم ومثل ابن عم هو زوج أو بنت عم هي زوجة ومثل عمة لأب هي خالة لأم وإن منع أحدهما الآخر ورث بالمانع مثل ابن عم هو أخ فإنه يرث بالأخوة خاصة الرابعة إذا دخل الزوج على الخؤولة والخالات والعمومة والعمات كان للزوج أو للزوجة النصيب الأعلى ولمن يتقرب بالأم نصيب الأم

اوسکو فقدان زوج و زوجہ
کی صورت مین حاصل ہوتا ہی
اور وہ ثلث متروکہ ہی اور
زوج یا زوجہ کی مزاحمت سے
فقط متقرب بالاب (اعمام و
عمات) پر نقص وارد ہوتا ہی
پس اگر عم و خال میت کے
ساتھ زوج بھی فرض کیا جائے
تو خال کے لیے ثلث متروکہ کا
اگر متعدد ہو اور زوج کے لیے
نصف متروکہ کا استحقاق
ہوگا اور باقی متروکہ (سدس)
کا عم کے حوالہ کرنا
معین ہوگا اگرچہ متعدد ہو
اسلیے کہ وہ متقرب بالاب ہی

(ح) قولہ مقام پر بھی عام
مراد ہی جو قریب اور سبب بالمعنی الاخص زوجیت
دونوں کو بھی شامل ہی خواہ دونوں سبب نسب ہون یا نسبت
سبب بالمعنی الاخص ہون یا دونوں سبب بالمعنی الاخص ہون جیسے
زوجیت اور رضاعت جو ہیں ۱۲ (ح ۲) قولہ مثلاً زید کے برادر علاتی عمرو نے اوسکی خواہر اخیافی
ہندہ کے ساتھ عقد کیا اور اون دونوں سے خالد پیدا ہوا پس عمرو پر اس بنا پر خالد کا عم بھی ہوگا
اسلئے کہ وہ اوسکے باپ (عمرو) کا بھائی ہی اور خال بھی ہوگا اسلئے کہ وہ اوسکی مان (ہندہ) کا بھائی ہی
پس اگر خالد وفات پائے اور زید کے بیٹے بکر کو وارث چھوڑے تو بکر اوسکا ابن عم بھی ہوگا اور ابن خال
بھی ہوگا اور اوسکو دونوں قرابتوں کی وجہ سے میراث خالد کا استحقاق ہوگا ۱۲ (ح ۳) قولہ عبارت
معتمت مین ماخ سے برادر اخیافی مراد ہی مثلاً بکر اور خالد دونوں بھائی فرض کیے جائیں اور بکر کے لیے
بطن ہندہ سے زید پیدا ہوا اور خالد کے لیے بطن ہندہ سے عمرو پیدا ہو تو زید کا اس صورت مین
عمرو برادر اخیافی بھی ہوگا اسلئے کہ وہ اوسکی مان ہندہ کا بیٹا ہی اور ابن عم بھی ہوگا
اسلئے کہ وہ اوسکے عم خالد کا بیٹا ہی پس اگر زید مرجائے تو عمرو کو
اوسکی میراث کا فقط اخوت کی وجہ سے استحقاق ہوگا ۱۲ (ح ۴) قولہ نصیب اصلی سے وہ حصہ
مراد ہی جسکا استحقاق

جسمیں نقصان وارد
ہوتا ہی اور متقرب بالام پر نقصان
وارد نہین ہوتا اور اگر اخوال و خالات کا جہت قرابت مین
مختلف ہونا فرض کیا جائے تو اون سب کو ثلث ترکہ کا استحقاق ہوگا
لکن متقرب بالام (مادری بہت کے برادر و خواہر اخیافی) کو صورت وحدت مین
سدس ثلث کا اور صورت تعدد مین ثلث ثلث کا استحقاق ہوگا اور باقی
دو ثلث مین سے باقی رہیگا اوسکا استحقاق متقرب بالابوین (مادری بہت
کے برادر و خواہر اعیانی) کو یا اوسکی عدم موجودگی مین متقرب
بالاب (مادری بہت کے برادر و خواہر علاتی)
کو حاصل ہوگا اور نصف زوج یا
زوجہ کا

حوالہ کیا جائیگا اور جو ... کے بعد
باقی کا نصیب اخوال و زوج کے حوالہ کیا جائیگا
اصل مخرج سے باقی رہیگا وہ اعمام کو تو متقرب بالام (مادری بہت
پس اگر اعمام بھی جہت قرابت مین مختلف ہون تو صورت وحدت مین اوسکے سدس کا استحقاق اور صورت
کے برادر و خواہر اخیافی) کو صورت وحدت مین حاصل ہوگا جو اون نیز بالسویہ تقسیم ہوگا اور
تعدد مین اوسکے ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی کا متقرب بالابوین (پدری بہت کے برادر و خواہر اعیانی) کو یا اوسکی عدم موجودگی مین
متقرب بالاب (پدری بہت کے برادر و خواہر علاتی) کو ... للذکر مثل حظ الانثیین
استحقاق حاصل ہوگا جو اون نیز ... تقسیم کیا جائیگا ۱۲ محصل
مسائل

گویا اونکی عدم موجودگی مین منتسب بالاب (اعمام وعمات علاتیہ) کو دیا جائیگا **پانچوان مسئلہ** اخوال وخالات میت کی اولاد پر بھی زوج یا زوجہ کے ساتھ وہی حکم جاری کیا جائے گا جو خود اخوال وخالات پر جاری کیا گیا تھا پس اگر زوج یا زوجہ اور اولاد اخوال وخالات اور اولاد اعمام وعمات مجتمع ہون تو زوج یا زوجہ کو نصیب زوجیت (نصف یا ربع) کا استحقاق اور اولادِ اخوال وخالات کو اصل متروکہ کے ثلث کا استحقاق اور اولادِ اعمام وعمات کو باقی کا استحقاق حاصل ہوگا **دوسرا مقصد** اون مسائل کے بیان مین جو احکام ازواج سے متعلق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** زوجہ کو اوسوقت تک میراث کا استحقاق حاصل رہتا ہی جبتک کہ وہ حبالِ زوج مین باقی رہے اگرچہ زوج نے اوس سے دخول نکیا ہو اور اسیطرح زوج کو بھی اوسوقت تک میراث کا استحقاق حاصل رہتا ہی جبتک کہ زوجہ اوسکے حبالۂ عقد مین باقی رہے اگرچہ اوس سے دخول نکیا ہو اور اگر کسی عورت کو طلاق رجعی دی جائے تو زن وشوہر مین سے ہر ایک شخص کو دوسرے کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا جبکہ اون دونون مین سے کوئی شخص مابین عدہ وفات پائے اسلیے وہ مطلقہ رجعیہ بحکم زوجہ ہی اور مطلقہ بائن (جس عورت کو طلاق بائن دیجائے) اوسیطرح وارث اور مورث نہین ہوسکتی (یعنی زن ومرد مین سے کسی شخص کو دوسرے کی میراث کا استحقاق نہین ہوتا) جسطرح کہ مطلقہ ثلاث (جس عورت پر تین طلاقین واقع ہوچکی ہون) اور مطلقہ غیر مدخول بہا (وہ عورت جسکو قبل دخول طلاق دی گئی ہو) اور مطلقۂ یائسہ (وہ عورت جسکو یاس کے بعد طلاق دی گئی ہو) بشرطیکہ اوسکے سن کی عورت کو حیض نہ آتا ہو (یعنے بوجہ یاس خون نہ آتا ہو) اور زن مختلعہ (جس عورت پر خلع واقع ہوئی ہو) اور زنِ مباراۃ (جس عورت سے مبارات کی گئی ہو جسکی تفصیل جلد معاملات مین گذرچکی ہی) اور معتدہ عن وطی الشبہ (جو عورت کہ وطی بالشبہ کا عدہ رکھتی ہو) اور

من اصل التركة وما بقي فهو لقرابة الاب والام او الاب و لو كانوا اناثا في الحكم الرابع لاولاد العمومة والخؤولة حكم آبائهم مع الزوج او الزوجة فللزوج او الزوجة نصيبه الاعلى ولبني الاخوال مع بني الاعمام الثلث والباقي لبني الاعمام

المقصد الثاني في مسائل احكام الزوجين الاولى الزوجة ترث وتورث ما دامت في حبال الزوج وان لم يدخل بها وكذا الرجل يرث زوجته ما دامت في حباله وان لم يدخل بها وكذا المطلقة رجعيا يتوارثان اذا مات احدهما في العدة لانها بحكم الزوجة ولا تورث البائن كالمطلقة ثلاثا والتي لم يدخل بها واليائسة وان كانت في سن من تحيض والمختلعة والمباراة والمعتدة عن وطي الشبهة

معتدہ عن الفسخ (جس عورت نے بوجہ فسخ عدّہ رکھا ہو) وارث اور مورث نہین ہوتی دوسرا مسئلہ زوجہ کو ولد میت کے موجود ہونے کی صورت مین ربع متروکہ کا استحقاق ہوتا ہے اور اگر دو یا کئی
یعنی جبکہ میت کا کوئی لڑکا یا لڑکی موجود نہو اگرچہ پست تر ہو تو زوجہ کو ربع متروکہ کا استحقاق ہوگا۔
ازواج (زوجائین) موجود ہون تو ربع متروکہ اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر ولد میت موجود ہو تو جملہ ازواج کو ثمن متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا جو اونپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اوراسیطرح اگر ایک زوجہ ہو تو اوسکو بھی ثمن ترکہ کا استحقاق ہوگا اور ازواج کو ثمن متروکہ کے علاوہ کسی شے کا استحقاق نہین ہوتا تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے ازواج اربعہ مین سے کسی زوجہ کو طلاق دے اور کسی دوسری عورت سے عقد کرکے وفات پائے بعد ازان زوجہ مطلقہ اوسکی پہلی ازواج مین مشتبہ ہو جائے تو زوجہ اخیرہ کو ولد میت کے ساتھ ربع ثمن (ترکہ کے آٹھوین حصہ کا چوتھائی) کا استحقاق ہوگا اور جو باقی مال کہ فاضل رہیگا (ثمن کے تین ربع) وہ باقی چار عورتون (تین زوجائین اور ایک مطلقہ) پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا چوتھا مسئلہ جبکہ صغیرہ (نابالغ لڑکی) کا باپ یا دادا کسی شخص سے اوسکا عقد کردے تو زوج کو اوسکی میراث کا استحقاق اور اوسکو زوج کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر صغیرین کے باپ یا دادا اون دونون کا عقد کردین تب بھی ان دونون مین سے ہر ایک کو دوسرے کی میراث کا استحقاق ہوگا اور اگر باپ یا دادا کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اونکا عقد کردے تو صحت عقد اونکے بالغ اور رشید ہونے کے بعد راضی ہونے پر موقوف ہوگی اور اگر اون دونون مین سے کوئی شخص قبل بلوغ و رشد وفات پائے تو عقد باطل ہوگا اور اونمین سے کسی شخص کو دوسرے کی میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے ایک شخص بالغ ہو کر راضی ہو جائے اور دوسرا شخص قبل بلوغ وفات پائے تب بھی عقد باطل ہوگا اور میراث ساقط ہوگی اور اگر وہ شخص وفات پائے جو عقد پر راضی ہوا ہے تو اوسکے متروکہ مین سے دوسرے شخص کا نصیب اوسکے بالغ ہونے تک

علاحدہ کیا جائیگا پس اگر بالغ ہونے کے بعد عقد پر رضی نہو تو عقد باطل ہوگا اور میراث کا
استحقاق نہوگا اور اگر بالغ ہونے کے بعد عقد پر راضی ہوجائے تو عقد صحیح ہوگا اور اوسکو
اس امر کا حلف دیا جائیگا کہ اوسکو عقد کے ساتھ رضی ہونے پر رغبت میراث داعی نہین ہوئی

پانچوان مسئلہ جبکہ زوجہ کے لیے صلب میت سے کوئی ولد (لڑکا یا لڑکی) موجود ہو تو
اوسکو میت کے مجموع متروکہ سے میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اوسکے لیے صلب میت سے
کوئی ولد موجود نہو تو اوسکو زمین مین سے کسی شی کے میراث کا بھی استحقاق حاصل نہوگا اور
آلات و ابنیہ کی قیمت مین سے اوسکا حصہ اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ
زن مذکورہ (غیر ذات الولد) دور و مساکن کے سوا کسی اور مال سے ممنوع نکی جائیگی اور
جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے قول ثالث کا استنباط فرمایا ہی کہ زمین کی قیمت مشخص کیجائیگی اور
قیمت مین سے اوسکا حصہ دیا جائیگا اور قول اول اظہر ہی **چھٹا مسئلہ** نکاح مریض کا لازم
و مستقر ہونا دخول کے ساتھ مشروط ہی پس اگر قبل دخول اوسی مرض مین وفات پائیگا تو عقد
باطل ہوگا اور زوجہ کو مہر و میراث کا استحقاق نہوگا جیسا کہ روایت زرارہ مین احدہما
(حضرت امام محمد باقر یا حضرت امام جعفر صادق) علیہما السلام سے منقول ہوا ہی

تیسرا مقصد میراث بالولا کے بیان اور اوسکی تین قسمین ہین

پہلی قسم ولائے عتق ہے اور ولائے عتق کے سبب سے منعم کو میراث معتق
کے استحقاق کا حاصل ہونا تین امرون کے ساتھ مشروط ہے **اوّل** منعم کا اپنے
مملوک کو ازراہ تبرع (احسان) آزاد کرنا **دوم** وقت اعتاق (آزاد کرنا) منعم کا جریرہ مملوک
کی ضمانت سے برائت نکرلینا **سوم** معتق (آزاد کردہ) کے کسی وارث نسبی کا موجود نہونا
پس اگر کوئی شخص اپنے مملوک کو کسی واجب (جیسے کفارہ یا نذر یا یمین یا عہد) کے ادا کرنے مین

آزاد کریگا تو اوسکو اپنے معتق کے میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مملوک از راہ
تبرع (احسان) آزاد کرے اور اوسکے جریرہ کی ضمانت کے ساقط ہونیکو شرط کرے تب بھی اوسکو اپنے معتق
کی میراث کا استحقاق حاصل نہوگا اور آیا سقوط ضمان مین منعم کا اپنی میراث پر شاہد کرنا بھی شرط ہی یا نہین اسمین
اشکال ہی لیکن اوسکا شرط نہونا بوجہ نہین ہی اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تنکیل (ناک یا کان یا ہاتھ وغیرہ کا
قطع کرنا) کرے اور وہ مملوک آزاد ہوجائے تو اوسپر حکم سائبہ جاری کیا جائیگا اور معتق کے لیے کوئی وارث
نسبی موجود ہو تو منعم کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا خواہ وارث مذکور قریب ہو یا بعید صاحب فرض ہو یا نہو
اور اگر شخص معتق کا وارث زوج یا زوجہ ہو تو اوسکو اپنے نصیب اعلیٰ کا استحقاق ہوگا اور باقی متروکہ منعم کو یا
اوس شخص کو دیا جائیگا جو اوسکے موجود نہونے کیصورت مین اوسکا قائم مقام ہو اور جبکہ جملہ شرائط مجتمع ہوجائین
تو منعم کو اپنے معتق کی میراث کا استحقاق ہوگا بشرطیکہ واحد ہو اور اگر کئی منعم ہون تو وہ سب اپنے اپنے
بقدر حصص شریک ہونگے خواہ جملہ منعم فقط رجال ہون یا فقط نساء یا اونمین سے بعض رجال ہون اور
بعض آخر نساء ہون اور اگر منعم مفقود ہو تو ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ولاء عتق کا استحقاق اولاد منعم
کو حاصل ہوگا خواہ ذکور ہون یا اناث ہون اور خواہ منعم مرد ہو یا عورت اور یہ قول خوب ہی اور اسیکی
مثل کتاب خلاف مین بھی موجود ہی بشرطیکہ منعم مرد ہو اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ
ولاء عتق کا استحقاق فقط اولاد ذکور کو حاصل ہوگا اور اناث کو حاصل نہوگا خواہ منعم مرد ہو یا عورت
ہو اور شیخ الطائفہ رح نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ استحقاق ولاء فقط اولاد ذکور کو حاصل ہوگا
اور اناث کو حاصل نہوگا بشرطیکہ معتق (منعم) مرد ہو اور اگر معتق عورت ہو تو استحقاق ولاء
اوسکے عصبہ کو حاصل ہوگا اور اوسکی اولاد کو مطلقاً حاصل نہوگا خواہ ذکور ہون یا اناث اور
اس قول پر روایات کثیرہ شاہد ہین اور اگر منعم وفات پالے تو ولاء عتق کے میراث کا استحقاق
منعم کے ابوین (ماں باپ) اور اولاد کو حاصل ہوگا بشرطیکہ منفرد اور اونکے ساتھ معتق کا

زوج یا زوجہ یا کوئی قریب نسبی مجتمع ہو اور جسطرح کہ نسب مین میّت کے ابوین و اولاد کے ساتھ میت کے اور کسی قریب کو استحقاق میراث حاصل نہین ہوتا اسیطرح ولاء عتق مین بھی منعم کا کوئی قریب اوسکے ابوین و اولاد کا شریک اور اونکے ساتھ میراث معتق کا مستحق نہوگا اور اولاد الاولاد اپنے آباء [آباد ۱۲] کے قائم مقام ہوگی جبکہ وہ وفات پائین اور اولاد مین سے ہر ایک کو اوس شخص کے نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا جسکی وجہ سے کہ وہ قرابت رکھتا ہی جسطرح کہ ولاء عتق کے علاوہ باقی مواریث مین مقرر ہی پس اگر ایک شخص ایک بیٹے کو چھوڑ کر اور دوسرا شخص دس بیٹون کو چھوڑ کر وفات پائے تو نصف متروکہ پہلے شخص کے ایک بیٹے کو دیا جائیگا اور نصف باقی دوسرے شخص کے دس بیٹون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر منعم کے ابوین و اولاد موجود نہون تو میراث معتق [آزاد کردہ ۱۲] کا استحقاق اخوت منعم کو حاصل ہوگا [ہا ۱۲] اور آیا میراث معتق (آزاد کردہ) کا استحقاق منعم کے اخوت [برادران ذکور ۱۲] (خواہران) کو بھی حاصل ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن اونکا وارث ہونا اظہر ہی لان الولاء کلحمۃ النسب (ولاء عتق بھی قرابت نسب کیطرح ایک قسم کا رشتہ ہی) اور استحقاق ارث مین اخوت منعم کے ساتھ اوسکے اجداد و جدّات (منعم کے دادا دادی) [۱۲] بھی شریک ہونگے اور جبکہ منعم کے اخوت و اجداد و جدات بھی موجود نہون تو میراث معتق کا استحقاق منعم کے اعمام و عمّات اور اونکی اولاد مین سے اقرب فالاقرب کو حاصل ہوگا جیساکہ میراث نسب مین مذکور ہوا اور ولاء عتق کی وراثت کا استحقاق منعم کے اون اقربا کو حاصل ہوگا جو متقرب بالام ہین (جو ماں کیطرف سے قرابت رکھتے ہین) جیسے اخوت و اخوات [برادران و خواہران اخیافی ۱۲] و خالات [اور اخوال] (ماں کے بھائی بہن) اور اجداد و جدّات مادری (نانا نانی) اور اگر اقرباء منعم مین سے کوئی شخص موجود نہو تو میراث معتق کا استحقاق مولائے مولا (منعم کا منعم جسنے منعم کو آزاد کیا ہو) کو حاصل ہوگا اور اگر مولائے مولا بھی موجود نہو تو میراث معتق کا استحقاق مولائے مولا کے اقربائے پدری کو حاصل ہوگا اور اوسکے اقربائے مادری کو

استحقاق نہوگا اور منعم کی میراث کا استحقاق عبد معتق کو کسی صورت مین حاصل نہوگا اگرچہ منعم کا کوئی وارث موجود نہو پس درصورتیکہ منعم کا کوئی وارث موجود نہوگا تو اوسکی میراث کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور اوسکے معتق (آزادکردہ) کو حاصل نہوگا اور ولاء عتق کا بیع کرنا یا اوسکا ہبہ کرنا یا اوسکا غیر معتق (آزادکنندہ) کے لیے کسی بیع مین شرط کرنا صحیح نہین ہے اور اس مقام پر آٹھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اولاد معتقہ (وہ کنیز جو آزاد کی گئی ہو) کی میراث کا استحقاق اوس شخص کو حاصل ہوگا جو اونکو آزاد کرے اگرچہ اپنی مان کے ساتھ حالت حمل میں آزاد کیے جائین پس اگر مالک حمل اور آقا کنیز مین سے ہر ایک شخص اپنے مملوک کو آزاد کرے تو ہر ایک کو اپنے آزادکردہ کی ولاء کا استحقاق ہوگا اور ایک کا حق ولاء دوسرے کیطرف منتقل نہوگا اور اگر کوئی کنیز اپنے آزاد ہوجانے کے بعد اولاد سے حاملہ ہوجاوے تو اونکے حق ولاء کا استحقاق بھی اونکی ماں کے آقا کو حاصل ہوگا اگر اونکا باپ مملوک ہو اور اگر اونکا باپ دراصل آزاد ہو تو اونکی ماں کے آقا کو اونکا حق ولاء حاصل نہوگا اور اگر اونکا باپ معتق (آزادکردہ) ہو تو اونکا حق ولاء باپ کے آقا سے متعلق ہوگا اور اگر اونکا باپ اونکی ولادت

کے بعد آزاد کیا جائے تو اونکا حق ولا اونکی ماں کے آقا سے برطرف اور باپ کے آقا کی طرف منتقل
ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی مملوک کسی زن معتقہ (آزاد کردہ) سے عقد کرے اور زن مذکورہ کے
مملوک مذکور سے مولود پیدا ہو تو اوس مولود کے حق ولا کا استحقاق زن مذکورہ کے آقا کو
حاصل ہوگا پس اگر پدر مولود وفات پائے اور جد مولود آزاد ہو جائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہی کہ مولود کا حق ولا معتق جد (جد مولود کا آزاد کرنیوالا) کی طرف منتقل ہوگا اسلیے کہ
جد مولود اوسکے باپ کا قائم مقام ہی پس جسطرح کہ باپ کے آزاد ہو جانے کی صورت مین مولود کا
حق ولا مولائے مادر سے مولائے پدر کیطرف منتقل ہو جاتا ہی اسیطرح جد مولود کے آزاد ہو جانے
کی صورت مین مولائے جد کی طرف منتقل ہو جائیگا اسلیے کہ جد بھی باپ کا حکم رکھتا ہے
اور اسیطرح اگر پدر مولود اپنی رقیت پر باقی رہے اور جد مولود آزاد ہو جائے تب بھی ولا
مولود کا حق مولائے جد سے متعلق ہوگا اور اگر عتق جد کے بعد پدر مولود آزاد ہو جائے
(آزاد ہونا)
تو ولا ولد کا حق مولائے جد سے مولائے پدر کی طرف منتقل ہوگا اسلیے کہ وہ اقرب ہے
تیسرا مسئلہ اگر کوئی معتق (آزاد کردہ) اپنی زوجہ معتقہ (زن آزاد کردہ) کے مولود کا انکار
کرے اور اون دونون (معتق و معتقہ) مین لعان واقع ہو تو پس اگر مولود مذکور مر جائے اور
اوسکے لیے کوئی وارث نسبی موجود نہو تو اوسکا حق ولا اوسکی ماں کے آقا سے متعلق ہوگا
اور اگر وقوع لعان کے بعد پدر مولود اوسکا اقرار کرے تو میراث مولود کا استحقاق پدر کو
حاصل نہوگا اور اسیطرح منعم پدر کو بھی میراث مولود کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ اقرار پدر سے
اگرچہ نسبت نے عود کیا لکن پدر کو باعتبار شرع مولود کی میراث کا استحقاق باقی نہین رہا اور
اسیطرح مولود کے اقربا پدری کو بھی مولود کی میراث کا استحقاق باقی نہین رہا **چوتھا مسئلہ**
ولا معتق آقائے مادر سے آقائے پدر کیطرف منتقل ہوتی ہی جیسا کہ مذکور ہو چکا پس اگر

آقائے پدر موجود نہو تو آقائے پدر کے عصبہ (اقربائے پدری) کیطرف منتقل ہوگی اور اگر آقائے پدر
کے عصبہ بھی موجود نہون تو عصبہ آقائے پدر کے آقا کی طرف منتقل ہوگی اور علی ہذا القیاس اور
آقائے پدر سے آقائے مادر کیطرف عود نہ کریگی اسلیے کہ جس شخص سے انتقال ہوچکا اوسکی طرف
دوبارہ عود کرنے پر کوئی دلیل نہین ہے اور اصل عدم عود ہے پس منتقل منہ (جسکی طرف سے ولاء عتق کا
انتقال ہوا ہے) بمنزلہ معدوم سمجھا جائیگا پس اگر پدر معتق (آزاد کردہ) کے موالی اور اونکے عصبات
(خویشان پدری) مین سے کوئی شخص موجود نہو اور معتق کا کوئی ضامن جریرہ موجود ہو تو حق ولا
اوسکی طرف منتقل ہوگا اور میراث معتق اوسکے حوالہ کیجائیگی اور اگر ضامن جریرہ بھی موجود نہو
تو حق ولاء کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی عورت (ہندہ)
اپنے مملوک (زید) کو آزاد کرے بعد ازان وہ مملوک (زید) بھی اپنے آزاد ہوجانے کے بعد
کسی دوسرے مملوک (عمرو) کو آزاد کرے پس اگر معتق اول (زید) وفات پائے اور کوئی وارث
نسبی موجود نہو تو اوسکی میراث کا استحقاق اوس عورت (ہندہ) آزاد کردہ ۱۲ کو حاصل ہوگا جسنے اوسکو
آزاد کیا ہے اور اگر معتق دوم (عمرو) وفات پائے اور کوئی وارث نسبی موجود نہو تو
اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے معتق (زید) آزاد کردہ ۱۲ کو حاصل ہوگا اور اگر معتق اول جو پہلے آزاد کیا گیا

لکن یہ تفصیل ضعیف ہے بلکہ ہر تقدیر رد کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ دونون صورتون مین امام
علاوہ ہر وارث کا مفقود ہونا صادق آتا ہے اگرچہ حیثیت ولاء مختلف ہے اور مقتضائے دلیل بھی یہی ہے

یعنے زید) اور اوسکے اقربا نسبی موجود نہون تو معتق دوم (جو دوبارہ آزاد کیا گیا ہو یعنی عمرو) کی ولاء کا استحقاق اوس عورت (ہندہ) کو حاصل ہوگا جسنے معتق دوم (عمرو) کے مولا (زید) کو آزاد کیا ہو اور اگر کوئی عورت (ہندہ) اپنے باپ (بکر) کو خرید کرے تو وہ محض خرید کرنے سے قہراً آزاد ہو جائیگا پس اگر زن مذکورہ (ہندہ) کا باپ (بکر) اپنے کسی مملوک (خالد) کو آزاد کرکے وفات پائے بعد ازان اوسکا معتق (خالد) بھی مر جائے اور زن مذکورہ (ہندہ) کے سوا کوئی وارث موجود نہو تو معتق مذکور (خالد) کی مجموع میراث زن مذکورہ (ہندہ) کیطرف منتقل ہوگی جس مین سے اوسکے نصف متروکہ کا استحقاق فرضاً اور نصف باقی کا استحقاق رداً حاصل ہوگا اگر قائل ہون کہ اولاد معتق (آزاد کنندہ) کو ارث ولا کا استحقاق مطلقاً حاصل ہوتا ہو اگرچہ اناث ہون تو اس صورت مین زن مذکورہ (ہندہ) کو میراث معتق (خالد) کا استحقاق ولائے پدر کے وارث ہونے کیوجہ سے حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ (ہندہ) بنت منعم (بکر) ہو اور اگر اولاد اناث کے وارث ولا ہونے کے قائل نہون تو زن مذکورہ (ہندہ) کو میراث معتق (خالد) کا استحقاق اوس ولا کے ذریعہ سے حاصل ہوگا جو اوسکو اپنے باپ پر بواسطہ اشتراء (خرید کرنا) آزاد کرنے کیوجہ سے حاصل ہوا تھا اور زن مذکورہ (ہندہ) کو میراث معتق (خالد) کا استحقاق صورت مرقومہ مین اسوجہ سے حاصل نہین ہوا کہ وہ (ہندہ) عصبہ پدر (بکر) مین داخل ہو اس لیے کہ میراث بالتعصیب ہمارے نزدیک صحیح نہین ہو

چھٹا مسئلہ اگر مملوک سے کسی زن معتقہ (آزاد کردہ) کے دو لڑکیان پیدا ہون بعد ازان وہ دونون لڑکیان اپنے باپ کو خرید کرین تو وہ محض خرید کرنے سے قہراً آزاد ہو جائیگا پس اگر اونکا باپ وفات پائے تو اوسکی میراث کا استحقاق اون دونون لڑکیون کو باعتبار نسب حاصل ہوگا پس اوسمین سے دو ثلث متروکہ فرضاً اور ایک ثلث متروکہ رداً اونکو دیا جائیگا

اور اوسکی میراث کا استحقاق باعتبار ولاء حاصل ہوگا اسلیے کہ نسب کے ساتھ میراث بالولا مجتمع نہین ہوسکتی کیونکہ وراثت بالولاء مین عدم نسب شرط ہو اور اگر دونون لڑکیان یا اونمین سے ایک لڑکی وفات پائے اور اونکا باپ موجود ہو اور اوسکے سوا کوئی وارث موجود ہنو تو اونکی میراث کا استحقاق اونکے باپ کو حاصل ہوگا اور اگر اونکا باپ موجود ہنو اور اون دونون مین سے ایک لڑکی کے لیے دوسری لڑکی کے علاوہ کوئی وارث ہنو تو اون مین سے جس لڑکی نے کہ پہلے وفات پائی ہو اوسکی میراث اوسکی بہن کو دیجائیگی جس مین سے اوسکو نصف متروکہ کا استحقاق فرضًا اور نصف باقی کا استحقاق ردًا حاصل ہوگا اور مولاۃ (متوفی کی بہن) کو اوسکی میراث کا استحقاق ہنوگا اسلیے کہ قریب نسبی (جس سے متوفاۃ کی بہن ہی مراد ہو) موجود ہو اور قبل ازین معلوم ہوچکا ہو کہ میراث بالولا نسب کے ساتھ مجتمع نہین ہوسکتی پس اگر دوسری لڑکی بھی وفات پائے اور کوئی وارث موجود ہنو تو آیا اوسکی میراث کا استحقاق اوسکی مان کے آقا کو حاصل ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی جسکا منشا یہ ہو کہ آیا عتق پدر کی وجہ سے ولاء عتق اون دونون لڑکیون کی طرف منتقل ہوئی یا نہین پس اگر انتقال ولاء کے قائل ہون تو میراث متوفاۃ (جس لڑکی نے وفات پائی ہو) کا استحقاق اوسکی مان کے آقا کو حاصل ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اون لڑکیون کا حق ولا کسی شخص سے متعلق نہین ہو کیونکہ جب حق ولاء منعم پدر (جس سے یہانپر خود لڑکیان مراد ہین) کیطرف منتقل ہوجاتا ہو تو پھر منعم مادر کی طرف منتقل نہین ہوتا اور اگر انتقال ولاء کے قائل ہنون تو متوفاۃ کی میراث کا استحقاق اوسکی مان کے منعم کو حاصل ہوگا اس لیے کہ وہ اونکی مان کا معتق ہو جسکی وجہ سے یہ لڑکیان بھی آزاد ہوئی ہین پس ان دونون کا حق ولا بھی اوس سے متعلق ہوگا اور شاید کہ اس مقام پر ولاء عتق کا منتقل ہونا اقرب ہو کیونکہ نسب اور عتق کے ساتھ استحقاق ولا

۱۲ اونکی مان کے منعم کیطرف منتقل ہوگی اور اگر انتقال ولاء کے قائل ہنون تو کل ولاء مان کے منعم کی طرف منتقل ہوگی ۱۲ منہ بعض نسخہ شرح

مجتمع نہین ہوسکتا پس چونکہ معتق پدر اسمقام پر خود لڑکی ہو جسکو قرابت نسبی حاصل ہو لہذا اوسکی وراثت نسبی ہوگی اور وراثت بولاء عتق نہوگی بناءً علیہ میراث کا استحقاق اوسکی مان کے اقا کو حاصل ہوگا **ساتوان مسئلہ** اگر کسی شخص (زید) کے دو لڑکے (حامد و محمود) ہون اور اون دونون مین سے ایک لڑکا (حامد) اپنے باپ (زید) کی معیت مین کسی مملوک (عمرو) کو خرید کرے بعد ازان وہ دونون (زید و حامد) اوس مملوک (عمرو) کو آزاد کردین تو حق ولاء اون دونون (زید و حامد) کو حاصل ہوگا پس اگر باپ (زید) وفات پائے اور اوسکے بعد معتق[آزاد کردہ ۱۲] مذکور (عمرو) بھی مرجائے تو اوسکی میراث کے تین ربع اوس لڑکے (حامد) کو دیئے جائینگے جسنے کہ اوسکو اپنے باپ (زید) کی معیت مین خرید کیا تھا جس مین سے اوسکو نصف متروکہ کا استحقاق ولاء عتق کی وجہ سے اور ایک ربع کا استحقاق ارث ولاء کیوجہ سے حاصل ہوگا اور اوسکی میراث کا ایک ربع دوسرے لڑکے (محمود) کو دیا جائیگا جسکا استحقاق اوسکو ارث ولاء کیوجہ سے حاصل ہوگا **آٹھوان مسئلہ** جبکہ صلب غلام (زید) سے زن معتقہ[آزاد کردہ عورت ۱۲] (ہندہ) کے کوئی مولود (عمرو) پیدا ہو تو آزاد ہوگا اور اوسکا حق ولاء اوس شخص (بکر) کے لیے حاصل ہوگا جسنے کہ اوسکی مان (ہندہ) کو آزاد کیا ہو اسلیے کہ وہ اوسکی مان کا منعم ہو جسکو منعم علیہ اور اوسکی اولاد پر حق ولاء ثابت ہوتا ہو پس اگر مولود مذکور (عمرو) بھی کسی مملوک (خالد) کو خرید کرکے آزاد کردے تو مملوک (خالد) کا حق ولاء اوس مولود (عمرو) کو حاصل ہوگا اسلیے کہ مولود (عمرو) اوسکا منعم ہے جسنے اوسکو بدون واسطہ آزاد کیا ہو اور اوسکا حق ولاء اوسکی مان کے منعم (بکر) کو حاصل نہوگا اسلیے کہ اوسنے آزاد نہین کیا پس اگر مولود مذکور (عمرو) کا مملوک معتق[آزاد کردہ ۱۲] (خالد) اپنے منعم (عمرو) کے باپ (زید) کو خرید کرکے آزاد کردے تو ولاء مولود (عمرو) اوسکی مان کے منعم (بکر) سے باپ (زید) کے منعم (خالد) کی طرف منتقل ہوگی اور اون دونون (عمرو اور خالد)

ین سے ہر ایک شخص کو دوسرے شخص کا حق ولاء حاصل ہوگا پس مولود (عمرو) کو اسلیے حاصل ہوگا
کہ اوسنے مملوک معتق (خالد) کو بدون واسطہ آزاد کیا ہی اور مملوک کو اسلیے حاصل ہوگا کہ اوسنے
مولود (عمرو) کے باپ (زید) کو آزاد کیا ہی اور مولود (عمرو) کا حق ولاء اوسکی مان (ہندہ) کے آقا (بکر)
سے اوسکی طرف منتقل ہوا ہی لہذا اون دونون مین سے ہر ایک شخص کو دوسرے کا حق ولاء حاصل ہوگا
پس اگر باپ (زید) نے وفات پائی تو اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے مولود (عمرو) کو حاصل ہوگا
اور اوسکے منعم (خالد) کو حاصل نہوگا اسلیے کہ وارث نسبی (عمرو) موجود ہی اور اگر مولود
(عمرو) نے وفات پائی اور کوئی وارث نسبی نچھوڑا تو اوسکی میراث کا استحقاق باپ (زید) کے
منعم (خالد) کو حاصل ہوگا جو معتق مولود (عمرو) ہی اور اگر معتق مذکور (خالد) نے وفات
آزاد کردہ ۱۲
پائی اور کوئی وارث نسبی نچھوڑا تو اوسکی میراث کا استحقاق اوس مولود (عمرو) کو حاصل ہوگا
جو اوسکے آزاد کرنیکا مباشر ہوا ہی اور اگر مولود (عمرو) اور معتق (خالد) دونون نے وفات
پائی اور دونون نے کسی وارث نسبی کو نچھوڑا تو شیخ علیہ الرّحمہ نے فرمایا ہی کہ حق ولاء اوس
مولود (عمرو) کی مان کے منعم (بکر) کیطرف عود کریگا اور اسمین تردّد ہی اسلیے کہ حق ولاء
آقائے مادر (بکر) سے آقائے پدر (خالد) کیطرف منتقل ہوچکا ہی اور دوبارہ آقائے مادر
کیطرف رجوع کرنے پر کوئی دلیل نہین ہی **دوسری قسم** ولاء ضمان جریرہ (جنایت کا ضامن ہونا)
ہی ضمان جریرہ (جنایت) سے عرف فقہا مین ایک شخص کا دوسرے شخص کی دیت کو اپنے ذمّہ کرلینا
اور اپنی میراث کو اوسکی طرف منتقل کردینا مراد ہی یہ عقد بھی باقی عقود کی طرح ایجاب وقبول کا
محتاج ہی اس عقد کے ایجاب وقبول مین کسی خاص عبارت کا اعتبار نہین ہی بلکہ ہر وہ لفظ کافی ہی جو
نقل میراث اور التزام دیت پر دلالت کرتا ہو مثلاً متعاقدین میں سے ایک شخص کہے عاقدتك
علیٰ ان تنصرنی وانصرك وتمنع عنّی وامنع عنك وتعقل عنّی واعقل عنك وترثنی وارثك

وان مات الاب فميراثه لابنه وان مات الابن ولا مناسب له فولاؤه لمعتق ابيه وان مات المعتق ولا مناسب له فولاؤه للابن الذي باشر عتقه ولو ماتا ولم يكن لهما مناسب قال الشيخ يرجع الى مولى الام وفيه تردد

القسم الثاني ولاء تضمن الجريرة من توالى الى احد تضمن جريرته ويكون ولاؤه له صح ذلك وثبت به الميراث

اور دوسرا شخص کہے قبلتُ (مین نے قبول کیا) پس جبکہ کوئی شخص بطور مذکور کسی شخص کو اپنا ولی اور
ضامن دیت وجنایت قرار دے اور اپنی ولا اوسکی طرف منتقل کردے توصحیح ہوگا اور اوسکی
وجہ سے ضامن (ضمانت کرنیوالا) کو میراث مضمون (جسکی ضمانت کی ہی) کا استحقاق حاصل ہوگا
لیکن حکم مذکور (ثبوت دیت و میراث) ضامن سے اوسکی اولاد یا دیگر اقارب کی طرف متعدی
(منتقل) نہوگا اور اوسی شخص کی دیت کا ضامن ہونا صحیح ہوگا جو سائبہ (آزادکردہ ولاوارث)
اور اوسپر کسی شخص کو ولاء عتق کا حق حاصل نہو جیسے وہ غلام جو کفارہ یا نذر مین آزاد کیا جائے
یا وہ مملوک جسکو اوسکے مالک نے آزاد کیا ہوا اور اوسکی ضمانت سے برارت کرلی ہو یا وہ
شخص جو اصل مین آزاد ہوا اور کوئی وارث نسبی نرکھتا ہوا اور ضامن جریرہ کو میراث مضمون
کا استحقاق اوس صورت مین حاصل ہوگا جبکہ مضمون کے لیے کوئی وارث نسبی اور معتق
(آزاد کرنیوالا) موجود نہو اور استحقاق میراث مین امام علیہ السلام سے ضامن جریرہ اولی ہی
اور جبکہ ضامن جریرہ کے ساتھ مضمون کا زوج یا زوجہ مجتمع ہو تو اوسکو اپنے نصیب اعلی
(نصف یا ربع) کا استحقاق ہوگا اور باقی مال ضامن کے حوالہ کیا جائیگا اور جبکہ ضامن
جریرہ بھی مفقود ہو تو میراث میّت کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا جو ہر لاوارث کے
وارث ہین اور یہ (ارث امامؑ) ولا کی تیسری قسم ہی پس اگر امام علیہ السلام حاضر ہون تو مجموع
مال کا استحقاق امامؑ کو حاصل ہوگا جسطرح چاہین اوسمین تصرف فرمائین اور جناب امیرالمومنین
علیہ السلام ایسے مال کو بلد میت کے فقرا اور میت کے ضعفا جیران (ہمسایہ) کو از راہ
تبرع (احسان) عطا فرماتے تھے اور اگر امام علیہ السلام غائب ہون تو وہ مال فقرا و مساکین پر
تقسیم کیا جائیگا خواہ بلد میت کے فقرا ہون یا کسی دوسرے بلد کے اور اوس مال کا سلطان جو
(امام عادل) کے سوا کسی دوسرے بادشاہ کے حوالہ کرنا اوسوقت تک جائز نہوگا جبتک کہ اوسکا

واربث له ۔ اوصی لها ۔ والنذور ۔ فی الکفارات ۔ کالمعتق ۔ عنه ۔ ولو اولم ۔ کالسائبة ۔ ولا یتعدی ۔ الضامن ۔ لکن لها
اصلا ولا یرث ۔ هذا الامع فقد ۔ کل مناسب مع ۔ فقد المعتق ۔ وهو اولی من ۔ الامام ویرث ۔ الزوج والزوجة ۔ نصیبها الاعلی ۔ فان اعتق الضامن ۔ کان الامام وارث ۔ من لا وارث له ۔ وهو القسم الثالث ۔ من الولاء ۔ فان کان الامام ۔ موجودا فالمال ۔ له یصنع به ۔ ما شاء وکان ۔ علی علیه السلام ۔ یعطیه فقراء ۔ بلده وضعفاء ۔ جیرانه تبرعا ۔ وان کان غائبا ۔ قسم فی الفقراء ۔ والمساکین و ۔ لا یدفع الی غیر ۔ سلطان الحق

خوف باقہر وغلبہ ہوا اور اسمقام پر تین مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جو مال کہ حالت حرب
مین منجملہ اموال مشرکین اخذ کیا جائے اوسکا استحقاق اخراج خمس کے بعد مقاتلین کو حاصل ہوگا
اور جس مال کو مقدمۃ الجیش نے بدون اجازت امام علیہ السلام اخذ کیا ہو اوسکا استحقاق فقط
امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اوس مال کا استحقاق بھی فقط امام ع کو حاصل ہوگا
جسکو کہ گروہ مشرکین بدون حرب محض خوف کیوجہ سے چھوڑ کر چلے جائین اور جو مال کہ
بذریعہ صلح یا بواسطہ جزیہ اخذ کیا جائے اوسکا استحقاق مجاہدین (جہاد کرنیوالے) کو حاصل ہوگا
اور اگر مجاہدین موجود نہون تو فقرائے مسلمین پر تقسیم کیا جائیگا دوسرا مسئلہ کفار حربی کا جو
مال کہ بذریعہ دزدی وغیرہ اخذ کیا جائے اوسکا اوسکو واپس کرنا لازم ہوگا اگر زمانہ صلح مین
اخذ کیا جائے اور اگر عدم صلح کے زمانہ مین اخذ کیا جائے تو اوس مال کا استحقاق اوسکے اخذ کو
حاصل ہوگا اور اوسمین خمس واجب ہوگا تیسرا مسئلہ اگر کفار حربی مین سے کوئی شخص کچھ
مال چھوڑ کر مرجائے تو اوس مال کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا بشرطیکہ اوسکے لیے
کوئی وارث موجود نہو

تیسرا مطلب

لواحق میراث کے بیان مین اور اوسمین چار فصلین ہین

فصل اول

اور اوسمین دو امر قابل بیان ہین پہلا امر ولد ملاعنہ (وہ عورت جسسے لعان
ہوئی ہو) کی میراث کے بیان مین ولد ملاعنہ کی میراث کا استحقاق اوسکی اولاد اور مان کو حاصل ہوگا
پس سدس متروکہ اوسکی مان کے حوالہ کیا جائیگا اور باقی متروکہ (پانچ سدس) اوسکی اولاد پر للذکر
مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور اگر منجملہ اولاد کوئی شخص (اگرچہ بعید ہو) موجود نہو تو مجموع مال
اوسکی مان کے حوالہ کیا جائیگا جس مین سے اوسکو ایک ثلث کا استحقاق باعتبار فریضہ اور باقی
(دو ثلث) کا استحقاق باعتبار رد حاصل ہوگا اسلیے کہ عموم ادلہ اسیکو مقتضی ہے لیکن ایک روایت
مین حضرت امام محمد باقر ع سے منقول ہوا ہے کہ ولد ملاعنہ کی مان کو فقط ثلث متروکہ دیا جائیگا

اور باقی متروکہ (دو ثلث) کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکی دیت کا ادا کرنا بھی امام ع ہی سے متعلق ہو اور قول اول اشہر ہو اور اگر اوسکی مان اور اولاد مین سے کوئی شخص بھی موجود نہو تو میراث کا استحقاق اوسکے برادران و خواہران اخیافی اور اونکی اولاد اور اجداد و جدات مادری (اگرچہ بلند تر ہون) کو برعایت الاقرب فالاقرب حاصل ہوگا اور اگر ورثۂ مذکورین مین سے بھی کوئی شخص موجود نہو تو اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے اخوال و خالات اور اونکی اولاد مین سے اقرب فالاقرب کو حاصل ہوگا جیسا کہ میراث مین مذکور ہوا اور ہر جگہ قرابت مذکورہ مین ذکر و انثی کا سہم مساوی ہوگا اسلیے کہ متقرب بالام مین مابین ذکور و اناث تفرقہ نہین ہوتا جسکی تفصیل مذکور ہو چکی ہو اور اگر قرابت مادری مین سے کوئی وارث بھی باقی نرہے (اگرچہ بعید ہو) تو اوسکی میراث کا استحقاق اوسکے معتق (آزاد کنندہ) کو حاصل ہوگا اور اگر معتق بھی موجود نہو تو اوسکی میراث کا استحقاق ضامن جریرہ کو حاصل ہوگا اور اگر ضامن جریرہ بھی موجود نہو تو اوسکی میراث کا بھی استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا؛ و زوج و زوجہ کو درجات مذکورہ مین سے ہر درجہ کے ساتھ اپنے نصیب کا استحقاق ہوگا پس عدم ولد (ولد ملاعنہ کے لڑکے یا لڑکی کا موجود نہونا) کیصورت مین زوج کو نصف متروکہ اور زوجہ کو ربع متروکہ دیا جائیگا اور وجود ولد (ولد ملاعنہ کے لڑکے یا لڑکی کا موجود ہونا) کیصورت مین زوج کو ربع متروکہ اور زوجہ کو ثمن متروکہ دیا جائیگا اور خود ولد ملاعنہ کو اپنی اولاد اور مان کی میراث کا استحقاق قطعاً حاصل ہوگا اور آیا اوسکو قرابت مادری (جیسے برادر و خواہر اخیافی اور خال و خالہ اور جد و جدۂ مادری وغیرہ) کی میراث کا بھی استحقاق ہوگا یا نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہو کہ حاصل ہوگا اسلیے کہ مان کی طرف سے اوسکا نسب ثابت ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اوسوقت تک حاصل نہوگا جبتک کہ اوسکا باپ اوسکی ولدیت کا اقرار نکرے اور

اور یہ قول متروک ہی اور ولد ملاعنہ کے باپ اور اقربائے پدری (جیسے برادران وخواہران اعیانی وعلاتی اور اعمام وعمات اور جد وجدۂ پدری وغیرہم) کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا اور اگر وقوع لعان کے بعد اوسکا باپ اوسکی ولدیت کا اقرار کرے تو اوسکو اپنے باپ کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا لیکن باپ کو اوسکی میراث کا استحقاق جب بھی حاصل نہوگا اور آیا صورت اعتراف مین اقارب پدری کو بھی اوسکی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا یا نہین پس بعض علمائے فرمایا ہی کہ حاصل ہوگا لیکن ولد ملاعنہ کو اقربائے پدری کی میراث کے استحقاق کا حاصل نہونا اور اقربائے پدری کو اوسکی میراث کے استحقاق کا حاصل ہونا بوجہ نہین ہو اسلئے کہ لعان کیوجہ سے نسب کا انقطاع ہوگیا ہی اور حکم اقرار (ولد ملاعنہ کا وارث پدر ہونا) نفس مقر (باپ) سے مختص ہوگا اور باقی اقربا کیطرف متعدی نہوگا اور اسمقام پر کئی مسئلے قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ وقوع لعان کیصورت مین باپ کے نسب کا اعتبار نکیا جائیگا پس اگر ولد ملاعنہ اپنے دو بھائیون کو وارث چھوڑے اور اون دونون مین سے ایک بھائی متقرب بالابوین (برادر اعیانی) اور دوسرا بھائی متقرب بالام (برادر اخیافی) ہو تو مقدار میراث مین وہ دونون مساوی قرار دیئے جائینگے اور اسیطرح اگر اپنی دونون بہنون کو یا ایک بھائی اور ایک بہن کو وارث چھوڑے اور اونمین سے ایک شخص متقرب بالابوین اور دوسرا شخص متقرب بالام ہو تب بھی مقدار میراث مین وہ دونون اوسیطرح مساوی قرار دیئے جائینگے جسطرح کہ اخوۃ اور اخوات اخیافی مساوی قرار دیئے جاتے ہین اور اسیطرح اگر دو ابن اخ (برادر زادہ) کو وارث چھوڑے اور اون دونون مین سے ایک شخص متقرب بالابوین (برادر اعیانی) کا مولود اور دوسرا شخص متقرب بالام (برادر اخیافی) کا مولود ہو تو وہ بھی میراث مین مساوی قرار دیئے جائینگے اور اسیطرح اگر برادر اور خواہر اعیانی کو جد یا جدۂ مادری

کے ساتھ وارث چھوڑے تو مال میراث اوپر اثلاثا تقسیم کیا جائیگا جس مین سے ایک ثلث
جد یا جدۂ مادری کو اور دو ثلث برادر اور خواہر اعیانی کو دیا جائیگا جو اوپر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا
اور باپ کے نسب کا اعتبار ساقط ہوگا دوسرا مسئلہ اگر ولدلعان کی مان وفات پائے
اور اوسکے سوا کوئی وارث نچھوڑے تو مجموع میراث کا استحقاق اوسیکو حاصل ہوگا
اور کسی ولدلعان کے ساتھ اوسکی مان کے ابوین (مان باپ) مجتمع ہون تو اون دونون کو متروکہ کے
دو سدس دیے جائینگے اور باقی مال ولدلعان کے حوالہ کیا جائیگا بشرطیکہ ذکر ہو اور اگر انثی ہو
تو اون دونون کو باعتبار فریضہ متروکہ کے دو سدس کا اور ولدلعان کو باعتبار فریضہ نصف
متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال (ایک سدس) اون تینون (ولدلعان اور اوسکی مان کے ابوین)
پر اخماسا تقسیم کیا جائیگا اور اگر ولدلعان کے ساتھ اوسکی مان کا احدالابوین (مان باپ مین سے
ایک شخص) مجتمع ہو تو اوسکو متروکہ کا ایک سدس دیا جائیگا اور باقی مال ولدلعان کے حوالہ کیا جائیگا
بشرطیکہ ذکر ہو اور اگر انثی ہو تو احدالابوین کو باعتبار فریضہ متروکہ کے ایک سدس کا اور ولدلعان
کو باعتبار فریضہ نصف متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال (دو سدس) اون دونون (ولدلعان
اور اوسکی مان کا احدالابوین) پر ارباعا تقسیم کیا جائیگا تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کے
حمل کی ولدیت کا انکار کرے اور مابین زن و شوہر لعان واقع ہو بعد ازان زن مذکورہ سے
دو مولود توام پیدا ہون تو اون دونون مین سے ہر ایک مولود کو دوسرے مولود کی میراث
کا استحقاق من جہۃ الام (مان کی طرف سے) حاصل ہوگا اور من جہۃ الاب (باپ کی طرف سے)
نہوگا اسلیے کہ باپ کیطرف سے اون دونون کا نسب بوجہ لعان منقطع ہوگیا پس اگر اون
دونون مین سے ایک مولود وفات پائے تو دوسرے کو باعتبار فریضہ اوسکی میراث کے
سدس کا استحقاق ہوگا چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی سلطان کے سامنے اپنے مولود کی جنایت اور

میراث سے برات کرے بعد ازان مولود مذکور وفات پائے تو جناب شیخ الطائفہ رحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسکی مجموع میراث کا استحقاق عصبہ پدری (اقرباے پدری) کو حاصل ہوگا اور اوسکے باپ کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا اور یہ قول شاذ اور قواعد میراث کے مخالف ہی دوسرا امر ولد زنا کی میراث کے بیان مین ولد زنا کے لیے اوسکی اولاد کے سوا کسی شخص کے ساتھ علاقہ نسب حاصل نہین ہوتا پس زانی اور زانیہ اوسکے وارث نہونگے اور اسیطرح زانی اور زانیہ کے انساب مین سے بھی کوئی شخص اوسکا وارث نہوگا اور اسیطرح ولد زنا بھی زانی اور زانیہ اور اونکے اقربا کا وارث نہوگا ان اوسکی میراث کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور زوج و زوجہ کو وجود ولد کیصورت اپنے نصیب ادنی (ربع و ثمن) کا استحقاق اور عدم ولد کی صورت مین نصیب اعلی (النصف و ربع) کا استحقاق حاصل ہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ ولد زنا کی میراث کا استحقاق ولد ملاعنہ کیطرح اوسکی ماں کو اور اون لوگون کو حاصل ہوگا جو ماں کیطرف سے قرابت رکھتے ہین اور یہہ روایت متروک ہی **فصل دوم** میراث خنثی کے بیان مین خنثی سے وہ شخص مراد ہی جسمین فرج ذکور اور فرج اناث دونون موجود ہون پس شخص مذکور کی جس فرج کا پیشاب پہلے خارج ہوگا اوسکو اوسی فرج کے موافق میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر دونون علامتون کا پیشاب ایک ہی وقت مین خارج ہو تو اوسکو اوس فرج کی بنا پر میراث کا استحقاق حاصل ہوگا جسکا پیشاب اخیر مین منقطع ہو اور اگر دونون علامتین سبق و تاخر مین مساوی ہون تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین قرعہ پر عمل کرنیکو بدلیل اجماع و اخبار معین فرمایا ہی اور کتاب نہایہ اور ایجاز اور مبسوط مین فرمایا ہی کہ اوسکو مرد و عورت کی میراث مین سے نصف مال کا استحقاق ہوگا اور اس قول پر روایت ہشام بن سالم دلالت کرتی ہی جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حکم جناب امیر علیہ السلام مین منقول ہی

وعن میراثہ تصدقا الولد قال الشیخ یکون ذو النصابۃ میراثہ لعصبتہ ابیہ دون ابیہ وھو قول شاذ ولد الزنا لا نسب لہ فی الولد ولیس بینہ وبین الزانی ولا الزانیہ التی ولدتہ ولا من انتسب الیھما توارث بل ھو وعیرانہ ینتقل عنھم الامام ومع عدمہ الزوج والزوجہ وفی روایۃ یرثہ امہ ومن یتقرب بھا ضل ابن الملاعنہ وھی مطرحۃ الثانی فی میراث الخنثی من لہ فرج الرجال والنساء یورث علی الفرج الذی یسبق منہ البول فان جاء منھما اعتبر علی الذی ینقطع اخیرا فورث علیہ فان تساویا فی السبق والانقطاع قال الشیخ فی الخلاف یعمل فیہ بالقرعۃ محتجا بالاجماع والاخبار وفی النہایۃ والایجاز والمبسوط یعطی نصف میراث رجل ونصف میراث امرأۃ وعلیہ دلت روایۃ ھشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قضی علی علیہ السلام

فان کان سواء اورث میراث الرجال والنساء (اگر دونون علامتین سبق و تاخرمین
مساوی ہون تو اوسکو میراث رجال اور میراث نساء کا استحقاق حاصل ہوگا) اور چونکہ حدیث مذکورمین
مجموع میراث رجال و نساء کا ارادہ کرنا صحیح نہین ہو لہذا ہر ایک کے نصف کا مراد لینا معین ہوگا
اور جناب شیخ مفید اور جناب سید مرتضی علیہما الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہو کہ صورت مذکورہ مین اوسکی
پسلیان شمار کیجائینگی پس اگر دونون پہلو مساوی ہون تو اوسپر احکام زن جاری کیے جائینگے
اور اگر دونون پہلو مختلف ہون تو اوسپر احکام مرد جاری کیے جائینگے جیساکہ شریح قاضی کی
روایت مین فعل حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حکایت کی گئی ہو اور ان دونون بزرگوارون
(شیخ مفید و سید مرتضی رہ) نے روایت مذکورہ کے علاوہ اجماع سے بھی استدلال فرمایا ہو لیکن روایت مذکورہ
ضعیف ہو اور اجماع مدعی ہمارے نزدیک ثابت نہین ہوا اور جبکہ یہ معلوم ہوچکا پس اگر کوئی شخص
فقط ایک خنثی کو وارث چھوڑے تو مجموع مال کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر خناثی متعددہ
(کئی خنثی) کو وارث چھوڑے تو قول بالقرعہ کی بنا پر قرعہ ڈالا جائیگا پس اگر جملہ خناثی کا ذکور ہونا
یا جملہ اناث کا ہونا ثابت ہو تو مجموع مال اونپر بالتسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر اونمین سے بعض کا ذکور
ہونا اور بعض آخر کا اناث ہونا ثابت ہو تو مجموع مال اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا
اور اسیطرح اگر عد اضلاع (پسلیون کا شمار کرنا) کے قائل ہون تب بھی وہی حکم ہوگا جو قرعہ مین
مذکور ہوا اور مختار (میراث مرد و زن مین سے نصف مال کے استحقاق کا حاصل ہونا) کی بنا پر
مال میراث مین جملہ خناثی شریک مساوی قرار دیے جائینگے اگرچہ اونکی مقدار سو نفر ہو اسلیے کہ
استحقاق میراث مین وہ سب مساوی ہین قولہ اگر خنثی کے ساتھ ذکر (جسکی ذکوریت کا یقین حاصل ہو)
مجتمع ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ ذکر کو چار سہمون کا استحقاق اور خنثی کو تین سہمون کا استحقاق
حاصل ہوگا اسلیے کہ نصیب ذکر چار سہم ہو جسکا نصف دو سہم ہوا اور نصیب انثی دو سہم ہی

وقال المفید والمرتضی رہ تعد اضلاعہ فان استوی جنباہ فھو امرأۃ وان اختلفا فھو ذکر وھو روایۃ شریح القاضی حکایۃ لتفصیل علی علیہ السلام واحتجا بالاجماع والروایۃ ضعیفۃ والاجماع لم یتحقق اذا عرف ذلک فان انفرد اخذ المال وان کانوا اکثر فعلی القول بالقرعۃ ... فان کانوا ذکورا او اناثا فالمال سواء وان کان بعضہم ذکورا وبعضہم اناثا فللذکر مثل حظ الانثیین وکذا علی القول بعد الاضلاع وعلی المختار یکون سواء فی المال ولو اجتمع مع الخنثی ذکر قیل للذکر اربعۃ اسہم وللخنثی ثلثۃ اسہم

جسکا نصف ایک سہم اور مجموع نصیبین کا نصف تین سہم ہوئے جسکا استحقاق خنثیٰ کو حاصل ہے
پس صورت مفروضہ (اجتماع ذکر وخنثیٰ) مین مال میراث کا سات سہمون سے تقسیم کرنا معین
ہوگا اور اگر اون دونون (ذکر وخنثیٰ) کے ساتھ انثیٰ بھی مجتمع ہو تو مال میراث کا دو سہمون سے
تقسیم کرنا معین ہوگا جس مین سے دو سہمون کا استحقاق انثیٰ کو حاصل ہوگا اور بعض علمار نے
فرمایا ہے کہ فریضہ کا دو مرتبہ تقسیم کرنا معین ہوگا اور ایک مرتبہ مین خنثیٰ کا ذکر فرض کرنا اور دوسری
مرتبہ مین اوسکا انثیٰ فرض کرنا لازم ہوگا اور نصف نصیبین کا استحقاق خنثیٰ کو حاصل ہوگا اور
اوسکا طریقہ یہ ہے کہ ایسے اقل عدد مین نظر کیجائیگی جس سے اونکے فریضہ کا تقسیم کرنا ممکن ہو
بعد ازان احد الفریضتین کا مخرج دوسرے فریضہ کے مخرج مین ضرب دیا جائے مثلاً کوئی میت
نے ایک ذکر اور ایک خنثیٰ کو وارث چھوڑا پس ایک دفعہ اون دونون کو ذکر فرض کیا اور اون
دونون کے لیے ایسے مال کو طلب کیا جو خود بھی نصف صحیح رکھتا ہو اور اوسکا نصف بھی
نصف صحیح رکھتا ہو اور وہ اقل عدد چار ہے اور دوسری مرتبہ اون دونون کو ذکر اور انثیٰ
فرض کیا اور ایسے مال کو طلب کیا جو ثلث صحیح رکھتا ہو اور اوسکا ثلث نصف صحیح رکھتا ہو
اور وہ اقل عدد چھ ہے اور اون دونون عددون (چھ اور چار) مین توافق بالنصف ہے پس
احد المخرجین کے نصف (دو یا تین) کو دوسرے عدد کے تمام مخرج (چھ یا چار) مین ضرب دیا
جسکا حاصل بارہ عدد ہوئے پس خنثیٰ کو ایک تقدیر (اوسکا فرض کرنا) پر بارہ کے نصف یعنی چھ
کا استحقاق اور دوسری تقدیر (اوسکا فرض کرنا) پر بارہ کے ثلث یعنی چار کا استحقاق حاصل ہوگا
اور اون دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ دس ہوا جسکے نصف (پانچ) کا استحقاق خنثیٰ کو
اور باقی (سات) کا استحقاق ذکر کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر خنثیٰ کے ساتھ انثیٰ مجتمع ہو تب بھی
بارہ عدد سے تقسیم فریضہ صحیح ہوگی پس بارہ مین سے سات کا استحقاق خنثیٰ کو اور پانچ کا استحقاق

انثیٰ کو حاصل ہوگا اسلیے کہ خنثیٰ کو اس صورت مین ایک تقدیر (اوسکا انثیٰ فرض کرنا) پر نصف (چھ) کا استحقاق اور دوسری تقدیر (اوسکا ذکر فرض کرنا) پر دو ثلث (آٹھ) کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ چودہ ہوا جسکے نصف (سات) کا استحقاق خنثیٰ کو حاصل ہوگا اور انثیٰ کو بر تقدیر اوّل (خنثیٰ کا انثیٰ فرض کرنا) نصف (چھ) کا استحقاق اور بر تقدیر ثانی (خنثیٰ کا ذکر فرض کرنا) ثلث (چار) کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ دس ہوا جسکے نصف (پانچ) کا استحقاق انثیٰ کو حاصل ہوگا اور اگر خنثیٰ کے ساتھ ابن اور بنت مجتمع ہون پس اگر خنثیٰ کو ذکر فرض کیا جائے تو وارثیت دو ذکر اور ایک بنت قرار پائینگے اور مال میراث او نپر اخماساً تقسیم کیا جائیگا جسمین سے ایک سہم انثیٰ کا حصہ اور باقی (چار) مین سے دو دو سہم ہر ایک ذکر کا حصہ قرار پائیگا اور اگر خنثیٰ انثیٰ فرض کیا جائے تو وارثیت دو بنت اور ایک ذکر قرار پائینگے اور مال میراث او نپر ارباعاً تقسیم کیا جائیگا جسمین سے دو سہم ذکر کا حصہ اور باقی (دو) مین سے ایک ایک سہم ہر ایک بنت کا حصہ قرار پائیگا پس عدد اقل یعنی چار کے مخرج کو عدد اکثر یعنے پانچ کے مخرج مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل بیس ہوتا ہو لیکن اس صورت مین جو سہم کہ خنثٰے کے لیے حاصل ہوتا ہو وہ نصف صحیح نہین رکھتا اسلیے کہ خنثیٰ کو ایک تقدیر (اوسکا ذکر فرض کرنا) پر ساڑھے سات ($7\frac{1}{2}$) کا استحقاق ہوتا ہو اور دوسری تقدیر (اوسکا انثیٰ فرض کرنا) پر پانچ کا استحقاق ہوتا ہو اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ ساڑھے بارہ ($12\frac{1}{2}$) ہوتا ہو جسکا نصف ($6\frac{1}{4}$) عدد صحیح نہین ہو لہٰذا مخرج نصف یعنی دو کو حاصل ضرب یعنی بیس مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چالیس ہوتا ہو اور اس سے فریضہ بدون کسر صحیح ہو جائیگا پس جبکہ خنثیٰ ذکر فرض کیا جائے تو چالیس مین سے ہر ایک ذکر کو سولہ کا استحقاق اور بنت کو آٹھ کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر خنثیٰ انثیٰ فرض کیا جائے تو

ولو کان مع الخنثیٰ ابن وبنت فانہ یقدر ذکراً فی حق البنت کان المال اخماساً واذا قدرت ذکراً وبنتین کان اربا عا فتضرب اربعۃ فی خمسۃ فیکون عشرین ... لکن الربع ... الحاصل للخنثیٰ نصف صحیح ... صحیح النصف وھو اثنان فی عشرین فیکون اربعین فتصح الفریضۃ بغیر کسر

تو چالیس مین سے ہر ایک بنت کو دس کا استحقاق اور ابن کو بیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور
دونون تقدیرون مین حاصل خنثی کا مجموع چھبیس ہوتا ہے جسکا نصف (تیرہ) اوسکو دیا جائیگا
اور حاصل ابن کا مجموع چھتیس ہوتا ہے جسکا نصف (اٹھارہ) اوسکو دیا جائیگا اور حاصل بنت کا
مجموع اٹھارہ ہوتا ہے جسکا نصف (نو) اوسکو دیا جائیگا پس اگر ورثۂ مذکورین (ابن بنت خنثی)
کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہوجائے تو اولا بطریق مذکور مسئلہ خنثی اور اوسکے مشارکین
(ابن و بنت) کی بدون زوج یا زوجہ تصحیح کیجائیگی بعد ازان حاصل مذکور (چالیس) مین زوج
یا زوجہ کا مخرج ضرب دیا جائیگا مثلاً ابن اور بنت اور خنثی کے ساتھ زوج بھی مجتمع ہو تو اول
خنثی اور اوسکے مشارکین کے سہام مقرر کیے جائینگے جسکا چالیس سے صحیح ہونا ابھی مذکور
ہوچکا ہے پس سہم زوج کے مخرج یعنے چار کو چالیس مین ضرب دیا جسکا حاصل ایکسو ساٹھ عدد
ہوتا ہے جسکا ربع یعنی چالیس زوج کو دیا جائیگا اور ایکسو بیس باقی رہیگا پس خنثی اور اوسکے
مشارکین کے لیے چالیس مین سے جو سہم حاصل ہوا تھا وہ تین مین ضرب دیا جائیگا اور جو
عدد کہ اس ضرب سے حاصل ہوگا وہی عدد ایکسو ساٹھ مین سے اوسکا سہم قرار پائیگا مثلاً
خنثی کو چالیس مین سے تیرہ سہم دیے گئے تھے اوسکو تین مین ضرب دیا جسکا حاصل انتالیس ہوتا ہے
پس خنثی کو ایکسو ساٹھ مین سے انتالیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور ابن کو چالیس مین سے اٹھارہ
سہم دیے گئے تھے اوسکو تین مین ضرب دیا جسکا حاصل چون ہوتا ہے پس ابن کو ایکسو ساٹھ مین
چون کا استحقاق حاصل ہوگا اور علی ہذا القیاس بنت کو چالیس مین سے نو حاصل ہوئے تھے
اور تین مین ضرب دینے کے بعد ستائیس ہوگئے اور اگر خنثی کے ساتھ میت کے ابوین یا اب
یا احدہما مجتمع ہو تو ابوین کو ایک تقدیر (خنثی کا ذکر فرض کرنا) پر متروکہ کے دو سدس کا استحقاق
اور دوسری تقدیر (خنثی کا انثی فرض کرنا) پر متروکہ کے دو خمس کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے

فنضرب خمسة في ستة فيكون للابوين احد عشر وللخنثى تسعة عشر ولو كان مع الابوين خنثيان فصاعدا كان للابوين السدسان والباقي للخنثيين لانه لا ... هنا ولو كان احد الابوين كان ... الله عليهم اخماسا

اس صورت مین اصل فریضہ (چھ) کے نصف (تین) کا استحقاق بنت کو اور اصل فریضہ کے دو سدس (دو) کا استحقاق ابوین کو حاصل ہوگا جسکا مجموع پانچ ہوتا ہے اور ایک سہم جو باقی رہا وہ اونپر انحصار کیا جائیگا پس دو خمس کے مخرج یعنی پانچ کو دو سدس کے مخرج یعنی چھ مین ضرب کیا تیس سہم حاصل ہوئے جن مین سے ابوین کو ایک تقدیر (خنثے کا ذکر فرض کرنا) پر دس سہمون کا استحقاق اور دوسری تقدیر (خنثی کا انثی فرض کرنا) پر باعتبار فرض ورد بارہ سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ بائیس سہم ہوئے پس ابوین کو اوسکے نصف یعنی گیارہ سہم دیئے جائینگے اور خنثی کو ایک تقدیر (اوسکا ذکر فرض کرنا) پر بیس سہمون کا استحقاق اور دوسری تقدیر (اوسکا انثی فرض کرنا) پر اٹھارہ سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونون تقدیرون کے حاصل کا مجموعہ اڑتیس سہم ہوئے پس خنثی کو اوسکے نصف یعنی انیس سہم دیئے جائینگے اور اگر ابوین کے ساتھ دو یا کئی خنثی مجتمع ہون تو ابوین کو اصل متروکے دو سدس دیئے جائینگے اور باقی مال خنثیین (دو خنثی) کے حوالے کیے جائینگے پس اس صورت مین اصل فریضہ چھ سہم قرار پائیگا جس مین سے ابوین کو دو سہمون کا استحقاق اور ہر ایک خنثی کو ہر تقدیر دو سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسمقام پر رد نہوگا اسلیے کہ اگر دونون خنثی انثی ہون تو اونکو باعتبار فرض ثلثین کا استحقاق ہوگا اور ثلث باقی ابوین کو دیا جائیگا اور اگر دونون خنثی ذکر ہوئے تو ابوین کو باعتبار فرض دو سدس کا استحقاق اور دونون خنثی کو باعتبار قرابت باقی مال (چار سدس) کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر ایک خنثی انثی ہوا اور دوسرا ذکر ہوا تب بھی ابوین کو دو سدس کا استحقاق ہوگا اور باقی مال دونون خنثی کے حوالہ کیا جائیگا اور اگر دو خنثی کے ساتھ احد الابوین (میت کے مان باپ مین سے ایک شخص) مجتمع ہو تو احد الابوین کو ایک تقدیر (دونون خنثی کا ذکر ہونا یا ایک کا ذکر اور دوسرے کا انثی ہونا) پر ایک سدس کا

استحقاق باعتبار فرض اور دونون خنثیٰ کو پانچ سدس کا استحقاق باعتبار قرابت حاصل ہوگا اور دوسری تقدیر (دونون خنثیٰ کا انثیٰ ہونا) پر احد الابوین کو باعتبار فرض ایک سدس کا استحقاق اور دونون خنثیٰ کو باعتبار فرض دو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور سدس باقی اون سب پر اخماسًا رد کیا جائیگا اور تصحیح فریضہ مین ایسے عدد کی حاجت ہوگی جس سے دونون تقدیرون پر جملہ سہام بدون کسر تقسیم ہو جائین پس مخرج سدس یعنی چھ کا مخرج خمس یعنی پانچ مین ضرب دینا معین ہوگا اسلیے کہ دونون مخرجون مین تباین ہے اور حاصل ضرب یعنی تیس مخرج نصف یعنی دو مین ضرب دیا جائیگا جسکا مجموعہ ساٹھ سہم ہوتے ہین پس احد الابوین کو ایک تقدیر (دونون خنثیٰ کا انثیٰ ہونا) پر باعتبار فرض و رد ساٹھ کے خمس یعنی بارہ کا استحقاق اور دونون خنثیٰ کو ساٹھ کے چار خمس یعنی اڑتالیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور دوسری تقدیر (دونون خنثیٰ کا ذکر ہونا یا ایک کا ذکر اور دوسرے کا انثیٰ ہونا) پر احد الابوین کو باعتبار فرض دس کا استحقاق اور دونون خنثیٰ کو باعتبار فرض پچاس سہم کا استحقاق حاصل ہوگا اور احد الابوین کا حصہ دونون تقدیرون پر بائیس سہم قرار پائیگا جسکا نصف یعنی گیارہ سہم اوسکو دیے جائینگے اور دونون خنثیٰ کا حصہ دونون تقدیرون پر اٹھانوے سہم قرار پائیگا جسکا نصف یعنے اونچاس سہم اونکو دیے جائینگے اور اگر میت کے اخوت واخوات (بھائی بہن) یا اعمام وعمات (چچا پھوپی) یا اونکی اولاد مین سے کوئی وارث خنثیٰ ہو تو اونکی میراث مین بھی وہی عمل کیا جائیگا جو اولاد کے خنثیٰ ہونے کیصورت مین بیان کیا گیا پس اگر جد پدری کے ساتھ میت کا برادر پدری خنثیٰ مجتمع ہو تو جد پدری کو ایک تقدیر (خنثیٰ کا ذکر ہونا) پر نصف مال کا استحقاق ہوگا اور نصف آخر کا استحقاق خنثیٰ کو حاصل ہوگا اور دوسری تقدیر (خنثیٰ کا انثیٰ ہونا) پر جد پدری کو دو ثلث کا استحقاق اور خنثیٰ کو ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا پس نصف کے مخرج یعنی دو کا

دو ثلث کے مخرج یعنی تین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چھ ہوتا ہی اور اوسکو دو مین ضرب دینگے اور مجموع بارہ قرار پائیگا جسمین سے جد پدری کو ایک تقدیر (خنثیٰ کا ذکر ہونا) پر چھ کا اور دوسری تقدیر (خنثیٰ کا انثیٰ ہونا) آٹھ کا استحقاق ہوگا جسکا مجموعہ چودہ ہوتا ہی لہذا اوسکا نصف یعنی سات اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور برادر پدری کو بر تقدیر اول چھ کا اور بر تقدیر ثانی چار کا استحقاق ہوگا جسکا مجموعہ دس ہوتا ہو لہذا اوسکا نصف یعنے پانچ اوسکو حوالہ کیا جائیگا اور علی ہذا القیاس اگر برادر خنثیٰ کے ساتھ جدہ پدری شریک ہو تو برادر پدری کو سات کا استحقاق اور جدہ پدری کو پانچ کا استحقاق حاصل ہوگا جسکی وجہ ظاہر ہی لکن اگر میت کے برادران وخواہران اخیافی خنثیٰ ہوں تو اونکی میراث کے حساب مین اس زحمت اور مشقت کی حاجت نہین ہو اسلیے کہ استحقاق میراث مین متقرب بالام کے ذکر وانثیٰ مساوی ہوتے ہین اور اسیطرح اخوال وخالات میت کی میراث مین بھی اس مشقت کی حاجت نہین ہو اور آباو اجداد کا خنثیٰ ہونا بعید ہی اسلیے کہ ولادت سے خنثیٰ کا مرد یا عورت ہونا منکشف ہوجاتا ہی لکن اگر شریح قاضی کی اوس روایت پر بنا کیجائے جس مین ایک عورت کا والدہ (جسکے بطن سے مولود پیدا ہو) ماں ہونا ۱۲ اور مولدہ (جس سے کسی دوسری عورت کے مولود پیدا ہو) باپ ہونا ۱۲ ہونا منقول ہو تو آبا واجداد کا خنثیٰ ہونا بھی ممکن ہوگا جبکہ کوئی علامت ایسی موجود ہو جس سے انسان کے مرد یا عورت ہونے کی تشخیص ہوجاتی ہے اور جناب شیخ الطائفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ اگر زوج یا زوجہ خنثیٰ ہو تو اوسکو نصف میراث زوج کا استحقاق اور نصف میراث زوجہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسمقام پر آٹھ مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کسی شخص کے علامات ذکور وانات مین سے کوئی علامات موجود نہو تو اوسکی میراث کے لیے قرعہ ڈالا جائیگا اور اوسکے موافق عمل کیا جائیگا جسکی صورت یہ ہی کہ ایک رقعہ پر عبد اللہ لکھا جائے اور دوسرے رقعہ پر امۃ اللہ

۴

دوسرے

خنثی اسے اس بنا پر عقد کرے

کہ اون دونون مین ایک شخص مرد ہے اور دوسرا

عورت ہے اور اونکا حال مشتبہ رہے یا نکاح کی صحت و

بطلان انکشاف حال پر موقوف رہے بعد ازان قبل انکشاف حال

اون مین سے ایک شخص وفات پائے تو اونمین توارث ہوگا اور یہ قول حق ہے اسلیے کہ اونکے

نکاح کا باعتبار واقع فاسد ہونا محتمل ہے کیونکہ اون دونون کے مرد یا عورت

ہونے کا بھی احتمال ہے اور قول شیخ کو اس قول سے اوس

صورت مین منافات باقی نہین رہتے جبکہ اون دونون مین

کوئی مولود فرض کر لیا جائے اسلیے کہ

اس فرض پر

تحریر کیا جائے اور دونون رقعہ باہم مخلوط کردیئے جائین اور یہ دعا پڑھی جائے اللھم
انت اللہ لا الہ الا انت عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا
فیہ یختلفون بین لنا امر ھذا المولود کیف یورث ما فرضت لہ فی الکتاب
بعد ازان ایک رقعہ کا اخراج کرے پس اگر عبداللہ خارج ہو تو شخص مذکور کو مرد کی میراث
دیجائے اور اگر امۃ اللہ خارج ہو تو اوسکو عورت کی میراث دیجائے **دوسرا مسئلہ**
اگر کسی شخص کی حقو واحد (ایک کمر) پر دو سر یا دو بدن موجود ہون تو اون دونون مین سے
ایک شخص بیدار کیا جائے پس اگر دونون بیدار ہوجائین تو وہ دونون در اصل ایک شخص
قرار دیا جائیگا اور اگر ایک ہی شخص بیدار ہو اور دوسرا سوتا رہے تو وہ دونون شخص
شمار کیے جائینگے **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی حمل زندہ پیدا ہو تو اوسکو میراث کا استحقاق ہوگا اور
اسیطرح اگر کوئی حمل ساقط ہوجائے اور بعد سقوط ایسی حرکت کرے جو احیاء مین ہوتی ہی
تب بھی اوسکو میراث کا استحقاق ہوگا خواہ کسی جنایت (ضرب لگانا) سے ساقط ہوا ہو
یا بدون جنایت اور اگر نصف حمل زندہ خارج ہوا و نصف باقی مردہ خارج ہو تو اوسکو
میراث کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی حمل خارج ہونے کے بعد ایسی حرکت کرے جو استقرار
حیات پر دلالت نکرتی ہو جیسے حرکت مذبوح تب بھی اوسکو میراث کا استحقاق نہوگا اور
روایت ربعی مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ جب حمل مین خارج
ہونے کے بعد حرکت بینہ موجود ہو تو وہ وارث اور مورث قرار دیا جائیگا اور
اسیطرح روایت ابوبصیر مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہوا ہی اور
حمل کا موت مورث کے وقت زندہ ہونا شرط نہین ہی پس اگر کوئی حمل موت واطی (جماع کرنیوالا)
سے چھ مہینے کے بعد پیدا ہو تو اوسکو میراث واطی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی حمل

فاخرج علی علیہ وریحتج بعد الدعاء
الثانیۃ من لہ
رأسان اوبدنان علی
حقو واحد یوقظ
احدھما فان انتبھا
فہو واحد وان انتبہ
احدھما فہما اثنان
الثالثۃ الحمل یرث
ان ولد حیا وکذا
لو سقط بجنایۃ او غیر
جنایۃ فتحرک حرکۃ
الاحیاء ... دون حرکۃ
المذبوح ... لا تدل علی استقرار
الحیوۃ ... الحیاۃ
وفی روایۃ ربعی عن
ابی جعفر علیہ السلام
ان استہل کونہ
حیا عند موت
المورث ... انہ
لو ولد لستۃ
اشھر من موت
الواطی ورث

موت واطی سے نو مہینے کے بعد پیدا ہو تب بھی اوسکو میراث کا استحقاق حاصل ہوگا بشرطیکہ
اوسکی ماں نے کسی دوسرے شوہر سے عقد نکیا ہو ورنہ اوس حمل کے مولود واطی ہونے کا یقین نہوگا
چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی میت ابوین (ماں باپ) یا احدہما (دونون مین سے ایک شخص) اور
زوج یا زوجہ کے ساتھ کسی حمل کو بھی وارث چھوڑے تو صاحبان فروض مین سے ہر شخص کو اوسکا
وہ نصیب ادنی دیا جائیگا جسکا استحقاق اوسکو ہر حال (خواہ حمل ذکر ہو یا انثی ہو متحد ہو یا متعدد)
مین حاصل ہو اور باقی مال کا محفوظ رکھنا لازم ہوگا پس اگر حمل مذکور مردہ پیدا ہو تو ہر وارث
کا نصیب کامل کردیا جائیگا اور اگر زندہ پیدا ہو تو اوسقدر مال مولود کے حوالہ کیا جائیگا
جسقدر کا کہ وہ مستحق ہے پس اگر مال محفوظ مین سے حصہ مولود کے بعد کچھ مال باقی رہا تو صاحبان
فروض پر حصہ رسد تقسیم کیا جائیگا پانچوان مسئلہ شیخ الطائفہ رہ نے فرمایا کہ اگر کوئی میت
حمل کے ساتھ ابن موجود کو وارث چھوڑے تو ابن موجود کو ثلث متروکہ دیا جائیگا اور دو ثلث کا
حمل کے واسطے احتیاطاً محفوظ رکھنا لازم ہوگا اسلیے کہ حمل مذکور کا دو ابن ہونا محتمل ہے جسکا
دو ثلث ہوتا ہے اور دو ثلث سے زائد کا محفوظ رکھنا لازم نہوگا کیونکہ جانب کثرت مین باعتبار
غالب دو ہی مولود پیدا ہوتے ہین اور دو سے زائد کے پیدا ہونیکا احتمال نادر ہے لہذا
اوسکے لیے حصہ کا احتیاطاً باقی رکھنا لازم نہوگا اور اگر کوئی میت بنت موجودہ کے ساتھ
حمل کو وارث چھوڑے تو بنت موجودہ کو خمس متروکہ دیا جائیگا اور چار خمس کا حمل کیواسطے محفوظ رکھنا
لازم ہوگا اور یہ قول خوب ہے چھٹا مسئلہ اگر کوئی جنین اپنی ماں کے شکم مین کسی شخص کی جنایت
سے ہلاک ہوجائے تو اوسکی دیت کا استحقاق اوسکے ماں باپ کو حاصل ہوگا اور اگر ماں باپ
موجود نہون تو اوسکا استحقاق متقرب بالابوین (جو طرفین سے قرابت رکھتا ہو) کو حاصل ہوگا
اور اگر متقرب بالابوین بھی موجود نہو تو اوسکا استحقاق متقرب بالاب (جو باپ کیطرف سے قرابت رکھتا ہو)

حاصل ہوگا خواہ باپ کا قریب نسبی ہو جیسے اخوۃ اور اعمام وغیرہ یا قریب سببی ہو جیسے معتق
اور ضامن جریرہ **ساتوان مسئلہ** جبکہ دو شخصون مین علاقہ نسب کا تحقق ہونا معروف ہو
تو ہر ایک کو دوسرے کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور انکو اقامت بینہ کی تکلیف
نہ دیجائیگی اور اگر نسب مدعی (جسکا دعوی کیا ہی) کے علاوہ وہ دونون شخص کسی دوسرے نسب کے
ساتھ معروف ہون تو بدون بینہ اونکا قول مقبول نہوگا **آٹھوان مسئلہ** شخص مفقود الخبر
کے لیے مال میراث کا محفوظ رکھنا اور اوسکی خبر معلوم ہونیکا انتظار کرنا لازم ہوگا لکن مدت
انتظار کی مقدار مین کئی قول ہین پس بعض علماء نے فرمایا ہی کہ چار سال تک اوسکا انتظار کرنا لازم
ہوگا جیساکہ روایت عثمان بن عیسی مین جسکو سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
نقل کیا ہی وارد ہوا ہی اور یہ روایت ضعیف اور دیگر ادلہ کی معارضہ سے قاصر ہی اور
بعض علماء نے فرمایا ہی کہ دس برس کے بعد اوسکا مکان فروخت کیا جائیگا اور اسی قول کو
جناب شیخ مفید رحمۃ نے اختیار فرمایا ہی جیساکہ روایت علی بن مہزیار مین حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام سے قطعہ مکان کی بیع مین منقول ہوا ہی اور اس روایت سے مفقود الخبر کی موت پر
استدلال کرنا خالی از تعسف نہین ہی اسلیے کہ دس برس کے بعد اوسکے مکان کی بیع کا جائز
ہونا مفقود الخبر کے محکوم بالوفات ہونے پر دلالت نہین کرتا پس ہوسکتا ہی کہ دس برس کے
بعد اوسکے مکان کا کسی مصلحت سے فروخت کرنا صحیح ہو اور مع ذلک شخص مذکور پر حکم حیات
بھی جاری کیا جائے اور شیخ الطائفہ رحمۃ نے فرمایا ہی کہ اگر مفقود الخبر کا مال اوسکے ورثہ حاضرین
کو بشرط ضمانت دیدیا جائے تو جائز ہوگا اور روایت اسحق بن عمار مین حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ اگر مفقود الخبر کے ورثہ مالدار ہون تو اونکو اوسکے مال کا
باہم تقسیم کرلینا صحیح ہوگا پس اگر مفقود الخبر واپس آئے تو مال مذکور کا اوسے سپرد کرنا لازم ہوگا

الثامن یقبل قولهما ... المفقود یتربص بماله ... التربص اقوال قیل اربع سنین وهی روایة عثمان بن عیسی عن سماعة عن ابی عبد الله علیه السلام وفی الروایة ضعف وقیل یباع داره بعد عشر سنین وهو اختیار المفید

اور اسحق بن عمار کے غیر موثق ہونے کی بہ نسبت ایک قول ہو اور طریق روایت مین سہل بن زیاد ہو جو ضعیف ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین ارشاد فرمایا ہو کہ مفقود الخبر کے مال کا اوسقدر مدت کے قبل تقسیم کرنا صحیح نہوگا جسقدر مدت مین کہ وہ باعتبار عادت زندہ نہین رہسکتا اور یہی قول اولی ہو

فصل سوم

غرقی (جو ڈوب کر مرگئے ہون) اور مہدوم علیہم (جو دب کر مرگئے ہون) کی میراث کے بیان مین پس ان لوگون مین سے بعض کو بعض آخر کی میراث کا استحقاق کئی شرطون کے بعد حاصل ہوتا ہی **پہلی شرط** اون سب کے لیے یا اونمین سے بعض کے لیے کسی مال کا موجود ہونا **دوسری شرط** استحقاق میراث کا طرفین سے ثابت ہونا **تیسری شرط** اونمین سے بعض کی موت پر بعض آخر کی موت کے تقدم کا مشتبہ ہونا پس اگر اونکے لیے کوئی مال موجود نہو یا مال موجود ہو لکن طرفین سے استحقاق میراث حاصل نہو یا اونمین سے ایک شخص کو میراث کا استحقاق ہو اور دوسرے شخص کو نہو جیسے دو بھائیون مین سے ایک بھائی کے لیے مولود کا موجود ہونا اور دوسرے کے لیے موجود نہونا تو یہ حکم (توارث) ساقط ہو جائیگا اور اسیطرح اگر دونون کی موت کا ایک ہی وقت مین واقع ہونا معلوم ہو تب بھی یہ حکم ساقط ہوگا **چوتھی شرط** اونکا غرق و ہدم کے سبب سے وفات پانا پس اگر بدون سبب (اپنی موت مرنا جسکو حتف انف کہتے ہین) وفات پائین اور ایک کی موت کا دوسرے کی موت پر مقدم ہونا مشتبہ ہو یا دونون کی موت کا ایک ہی وقت مین واقع ہونا معلوم ہو یا ایک کی موت کا دوسرے کی موت پر مقدم ہونا معلوم ہو تب بھی حکم توارث (طرفین سے وارث ہونا) ساقط ہوگا اور اگر غرق و ہدم کے علاوہ وہ دونون شخص کسی اور سبب (جیسے حرق اور قتل وغیرہ) سے وفات پائین اور ایک کی موت کا دوسرے کی موت پر مقدم ہونا مشتبہ ہو تو آیا تب بھی یہ حکم (توارث) طرفین سے میراث کا استحقاق ہونا ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن کلام شیخ الطائفہ رحمہ کتاب نہایہ مین نسبت

جملہ اسباب اشتباہ کے (خواہ غرق و ہدم ہو یا اور کوئی سبب جیسے قتل وغیرہ) عموم حکم کیطرف اشعار رکھتا ہی اور جبکہ اشتباہ ثابت ہوا اور جملہ شرائط موجود ہون تو جماعت غرقی و مہدوم علیہم مین سے بعض اشخاص کو بعض آخر کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور شخص دوم کو اوس مال کی میراث کا استحقاق حاصل نہوگا جسکا کہ شخص اول وارث ہوچکا ہی اور جناب شیخ مفیدؒ نے فرمایا ہی کہ دوم کو اوسکی میراث کا بھی استحقاق ہوگا جسکا کہ شخص اول وارث ہوچکا ہی اور قول اول صحیح تر ہی اسلیے کہ امر ممکن کا فرض کرنا صحیح ہوتا ہی اور شخص دوم کو مال مذکور کا وارث قرار دینا فرض موت کے بعد اوسکی حیات کے فرض کرنیکو مستدعی ہی جو محال عادی ہی علاوہ برین روایت مین وارد ہوا ہی کہ اگر دونون مین سے فقط ایک شخص کے لیے کوئی مال موجود ہو تو وہ مجموع مال اوس شخص کیطرف منتقل ہوگا جو فاقد المال ہی جس سے معلوم ہوا کہ شخص اول کو اوس مال کا استحقاق نہوگا اور آیا میراث کے دینے مین ضعف (جس شخص کی میراث کا سہم کم ہو جیسے زوجہ) کا اقوی (جس شخص کی میراث کا سہم زائد ہو جیسے زوج) پر مقدم کرنا واجب ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور شیخ الطائفہؒ نے کتاب ایجاز مین ارشاد فرمایا ہی کہ واجب نہین ہی اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ ضعف کا اقوی پر مقدم کرنا اگرچہ واجب ہی لیکن اسکی وجہ سے حکم مین کوئی تغیر نہوگا البتہ اسبارہ مین اخبار کی متابعت معین ہوگی ہان جناب شیخ مفیدؒ کے قول (دوم کو اوس مال کی میراث کے استحقاق کا حاصل ہونا جسکا کہ اول وارث ہوچکا ہی) پر تقدیم ضعف کا فائدہ ظاہر ہوگا اسلیے کہ اگر میراث اقوی سے ضعف کا حصہ اولاً اخذ کیا جائے بعد ازان مال ضعف سے اقوی کا حصہ اخذ کیا جائے تو اقوی کو زیادہ سہم کا استحقاق ہوگا مثلاً زوج و زوجہ لاولد ہون اور دونون غرق ہوجائین اور ہر ایک کا متروکہ چار دینار فرض کیا جائے اور تقدیم ضعف کے قائل ہون تو شیخ مفیدؒ کے قول کی بنا پر زوجہ کو متروکہ زوج یعنی چار کے ربع یعنی یک دینار کا استحقاق ہوگا اور باقی تین دینار

وبابوه ... من بعض بعضهم بعد ثبوت الشرائط حصول هذا الحكم واذا اشتبه المتقدم اسباب غرق وهدم ...

الثاني مما ورث منه وقال المفيد يورث مما ورث منه والاول اصح لانه انما يفرض الممكن والتوريث مما ورث يستدعي الحيوة بعد فرض الموت وهو غير ممكن عادة ولما روى انه لو كان لاحدهما مال صار المال لمن لا مال له وفي وجوب تقديم الاضعف في التوريث تردد قال في الايجاز لا يجب وفي المبسوط لا يتغير به حكم الا انا نتبع الاثر في ذلك وعلى قول المفيد يظهر فائدة التقديم

ورثہ زوج

ورثۂ زوج کے حوالے کیے جائینگے اور زوج کو مال زوجہ یعنی پانچ دینار جسمین چار دینار اصل متروکہ کے اور ایک دینار ارث زوج کا داخل ہو اُسکے نصف یعنی اڑھائی دینار کا استحقاق ہوگا اور باقی اڑھائی دینار ورثۂ زوجہ کے حوالہ کیے جائینگے اور اگر اسکا عکس کیا جائے تو زوج کو متروکۂ زوجہ یعنی چار کے نصف یعنی دو دینار کا استحقاق ہوگا اور باقی دو دینار ورثۂ زوجہ کے حوالہ کیے جائینگے اور زوجہ کو مال زوج یعنی چھ دینار (جس مین چار دینار اصل متروکے اور دو دینار ارث زوجہ کے داخل ہین) کے ربع یعنی ڈیڑھ دینار کا استحقاق ہوگا اور باقی ساڑھے چار دینار ورثۂ زوج کے حوالے کیے جائینگے اور شیخ الطائفہ کے قول (دوم کو اوس مال کی میراث کے استحقاق کا حاصل نہونا جسکا کہ اول وارث ہوچکا ہی) کی بنا پر بہرحال (تقدیم ضعف کے قائل ہون یا نہون) زوجہ کو ایک دینار کا اور زوج کو دو دینارون کا استحقاق حاصل ہوگا اور ہر ایک کے متروکہ کا باقی مال اوسکے ورثہ کو دیا جائیگا لکن حسب قول (تقدیم ضعف کا واجب نہونا) کو کہ شیخ الطائفہ رہ نے ایجاز مین اختیار فرمایا ہی وہ اشبہ بصواب ہی اور اگر تقدیم ضعف کا وجوب ثابت بھی فرض کیا جائے تو محض تعبد ہوگا اور حکم میراث مین اوسکا کوئی فائدہ نہوگا بناءً علیہ اگر زوج و زوجہ غرق ہوجائین تو وفات زوج اول فرض کیجائیگی اور اوسکے متروکہ سے زوجہ کا حصہ (ثمن یا ربع) دیا جائیگا بعد ازان وفات زوجہ فرض کیجائیگی اور اوسکے متروکۂ صلیہ سے زوج کا حصہ (ربع یا نصف) دیا جائیگا اور زوج کو اوس مال مین سے کچھ نہ دیا جائیگا جو زوجہ کو ارث زوج کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہی اوسیطرح اگر اب و ابن غرق ہوجائین تو اب کو متروکۂ ابن سے اوسکا حصہ دیا جائیگا بعد ازان ابن کو متروکۂ اب سے اوسکا حصہ دیا جائیگا پس اگر اون دونون مین سے ہر ایک شخص کو بہ نسبت باقی ورثہ کے اقربیت حاصل ہو تو اون دونون مین سے ہر ایک کا مال دوسرے کی طرف منتقل ہوگا

بعدازان ہرایک کا مال اوسکے باقی ورثہ کیطرف منتقل ہوگا مثلاً ابن کے لیے اخوت اخیافی فرض کیے جائین اور اب کے لیے بھی اخوت موجود ہون تو مال ولد اوسکے والد کیطرف منتقل ہوگا اور اسیطرح والد کا اصل مال اوسکے ولد کیطرف منتقل ہوگا بعدازان جو مال کہ اون دونون مین ہرایک کیطرف منتقل ہوا ہے وہ اوسکے اخوت کیطرف رجوع کریگا اور اگر اون دونون (ابن واب) یا احدہما (ابن واب مین سے ایک) کے لیے کوئی شخص شریک میراث فرض کیا جائے مثلاً ابن واب غریق ہون اور اب کے لیے ابن غریق کے علاوہ کچھ اولاد موجود ہو اور اسیطرح ابن غریق کے لیے بھی اولاد موجود ہو تو اولاً موت ابن فرض کیجائیگی اور اب کو متروکہ ابن اوسکا نصیب یعنی سدس متروکہ دیا جائیگا اسلیے کہ اولاد کی معیت مین حصہ اب سدس متروکہ ہوتا ہے بعدازان موت اب فرض کیجائیگی اور ابن غریق کو اب کے متروکہ صلیبہ مین سے وہ حصہ دیا جائیگا جسکا استحقاق اوسکو معیت اخوۃ مین حاصل ہوگا اور ابن کا باقی متروکہ اس نصیب کے ساتھ اوسکی اولاد کو دیا جائیگا اور اگر ایسے دو وارثون کا غرق ہونا فرض کیا جائے جو استحقاق میراث مین مساوی ہون جیسے دو بھائی تو اون دونون مین سے ایک شخص کا دوسرے پر مقدم کرنا واجب نہوگا اور استحقاق مین وہ دونون مساوی ہونگے اسلیے کہ اس صورت مین ضعف نہین ہے اور اون دونون مین سے ہرایک کا مال دوسرے کیطرف منتقل ہوگا پس اگر اونکے لیے کوئی وارث موجود نہوگا تو اونکی میراث کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص کے لیے کوئی وارث موجود ہوگا تو جو مال کہ اوسکی طرف منتقل ہوا ہے وہ اوسکے وارث کیطرف رجوع کریگا اور جو مال کہ دوسرے شخص (جو لاوارث ہے) کیطرف منتقل ہوا ہے وہ امام علیہ السلام کیطرف رجوع کریگا **فصل چہارم میراث مجوسی کے بیان مین** شخص مجوسی اپنے دین باطل کے شبہہ کی بنا پر کبھی اون عورتون سے نکاح کر لیتا ہے

جسنے شریعت اسلام مین نکاح کرنا حرام ہی اور کبھی اون عورتون سے نکاح کر لینا ہے جنسے شریعت اسلام مین نکاح کرنا حلال ہو جسکی وجہ سے اوسکے لیے نسب صحیح اور فاسد اور سبب صحیح اور فاسد مجتمع ہوجاتے ہین اور فاسد سے نسب یا سبب مراد ہی جو ہمارے نزدیک بوجہ نکاح محرم حاصل ہوا ہو اور وہ نسب یا سبب مراد نہین ہی جو مجوس کے نزدیک بوجہ نکاح محرم حاصل ہوا ہو مثلاً اگر کوئی مجوسی اپنی مان سے نکاح کرے اور اوسکے مولود پیدا ہو تو مولود کا نسب اور مان کی زوجیت کا سبب فاسد ہوگا اور ہمارے جملہ علما نے نسب صحیح اور سبب صحیح کے ساتھ مجوسی کے وارث قرار دینے پر اتفاق کیا ہی اور آیا فاسد کے ساتھ بھی اوسکا وارث قرار دینا صحیح ہوگا یا نہین ہمین اختلاف ہی پس بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ مجوسی کا فقط نسب صحیح اور سبب صحیح کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح ہوگا اور فاسد کے ساتھ وارث قرار دینا مطلقاً (نسب ہو یا سبب) صحیح نہوگا اور یہی قول یونس بن عبد الرحمن اور اونکے متابعین سے منقول ہوا ہی اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ مجوسی کا نسب مین صحیح اور فاسد دونون کے ساتھ اور سبب مین فقط صحیح کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح ہوگا اور سبب فاسد کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح نہوگا اور اسی قول کو فضل بن شاذان نیشاپوری (جو منجملہ قدما ہین) اور اونکے متابعین نے اختیار فرمایا ہی اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کا بھی یہی مذہب ہی اور یہ قول خوب ہی اور جناب شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مجوسی کا ہر ایک نسب و سبب کے ساتھ وارث قرار دینا صحیح ہوگا خواہ صحیح ہو یا فاسد ہو اور اس قول کی بنا پر اگر کسی مجوسی مین دو سبب فاسد مجتمع ہوجائین تو اوسکو دونون کیوجہ سے میراث دیجائیگی مثلاً اگر کوئی مجوسی وفات پائے اور اپنی مان کو جو اوسکی زوجہ ہو وارث چھوڑے اور کوئی مولود موجود نہو تو اوسکا نصیب علاقہ زوجیت کیوجہ سے ربع متروکہ اور علاقہ امومت کیوجہ سے اصل متروکہ کا ثلث

فیصل الی النسب الصحیح والفاسد والسبب الصحیح والفاسد وفیہ بالفاسد ما یکون عن نکاح محرم عندنا لا عندہم کما اذا نکح امہ فولدت منہ ولدا فان نسب الولد فاسد وسبب الام فاسد وفیہا فاسد ... من لا یعرف ... الصحیح ... والسبب ... والسبب ... بن عبد الرحمن ... و... اولاد ... ولو بالسبب ... الفاسد والسبب الصحیح ... الفاسد ... ہو اختیار فضل بن شاذان من القدماء و من تابعہ و ہو مذہب الشیخ المفید و ہو حسن والشیخ ابو جعفر ... بہما صحیحہما و فاسدہما و علی ہذا القول ... لو اجتمع ... ورث ... کما لو خلف ... زوجۃ ورثت نصیبہا ... الربع ... مع عدم الولد ... نصیب الامومۃ من اصل

قرار پائیگا جیسا کہ باب مواریث مین مذکور ہوچکا ہے پس اگر زن مذکورہ کے لیے کوئی دوسرا
شریک جیسے اب (میت کا باپ) موجود نہو تو باقی متروکہ بھی بعلاقہ امومت اوسپر رد کیا جائیگا
اور اسیطرح اگر کوئی مجوسی اپنی بنت (لڑکی) کو جو اوسکی زوجہ ہو وارث چھوڑے تو ثمن متروکہ
باعتبار زوجیت اور نصف متروکہ باعتبار بنتیت اوسکو دیا جائیگا اور باقی متروکہ (تین ثمن)
بھی باعتبار قرابت اوسپر رد کیا جائیگا جبکہ اوسکے ساتھ کوئی شریک موجود نہو اور اگر زن مذکورہ
کے ساتھ ابوین (میت کے ماں باپ) بھی مجتمع ہوں تو اون دونوں کو متروکہ کے دو سدس
اور زن مذکورہ کو متروکہ کا ثمن اور نصف دیا جائیگا اور باقی مال کا ابوین اور زن مذکورہ پر
اخماساً رد کرنا معین ہوگا اور اسیطرح اگر اپنی اخت (خواہر) کو جو اوسکی زوجہ ہو وارث چھوڑے
تو عدم ولد کیصورت مین اوسکو ربع متروکہ کا استحقاق باعتبار زوجیت اور نصف متروکہ کا استحقاق
باعتبار اختیت حاصل ہوگا اور باقی مال بھی باعتبار قرابت اوسی پر رد کیا جائیگا جبکہ اوسکے
ساتھ کوئی شریک موجود نہو اور اگر کسی وارث مین دو سبب مجتمع ہوں اور اون دونوں مین سے
ایک سبب دوسرے سبب کا مانع ہو تو اوسکو فقط سبب مانع کیوجہ سے میراث کا استحقاق ہوگا
مثلاً کوئی مجوسی اپنی بنت (لڑکی) کو جو اوسکی اخت اخیافی (خواہر مادری) ہو وارث چھوڑے
تو زن مذکورہ کو فقط نصیب بنت کا استحقاق ہوگا اور نصیب اخت کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ ہمارے
نزدیک اخت کو بنت کے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل نہین ہوتا جیسا کہ طبقات میراث مین معلوم
ہوچکا ہے اور اسیطرح اگر اپنی بنت (لڑکی) کو جو بنت بنت (نواسی) ہو وارث چھوڑے تو اوسکو
فقط نصیب بنت کا استحقاق ہوگا اور بنت بنت کے نصیب کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ ہمارے
نزدیک بنت بنت کو بنت کے ساتھ میراث کا استحقاق نہین ہوتا اور اسیطرح اگر اپنی عمہ
(پھوپی) کو جو اوسکی اخت علاتیہ ہو وارث چھوڑے تو اوسکو نصیب اخت کا استحقاق ہوگا

اور نصیب عمّہ کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ اُخت کے ساتھ عمّہ کو میراث نہین ملتی اور اسیطرح اگر اپنی
عمّہ (پھوپھی) کو جو اوسکی بنت عمّہ (پھوپھی کی لڑکی) ہو وارث چھوڑے تو اوسکو نصیب عمّہ
کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ عمّہ کی موجودگی مین بنت عمّہ کو میراث کا استحقاق نہین ہوتا اور اسمقام پر
دو مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** مسلم کو سبب فاسد کیوجہ سے میراث کا استحقاق نہین
ہوتا پس اگر کوئی مسلم کسی زن محرمہ (جس عورت سے شریعت اسلام مین نکاح کرنا جائز نہین ہے)
سے نکاح کرے تو اون دونون مین سے کسی شخص کو دوسرے شخص کی میراث کا استحقاق نہوگا
خواہ زنِ مذکورہ سے نکاح کرنے کی حرمت متفق علیہ (اجماعی) ہو جیسے مادر رضاعی یا مختلف فیہ ہو
جیسے مادر مزنی بہا (اوس عورت کی ماں جس سے اوسنے زنا کی ہو) اور دختر زانی (وہ لڑکی جو شخص زانی
کے آبِ منی سے پیدا ہوئی ہو) اور خواہ زوج جو نکاح مذکور کے تحلیل (مباح جاننا) کا
اعتقاد ہو یا نہو **دوسرا مسئلہ** مسلم کو نسب صحیح (جو عقد صحیح سے حاصل ہوا ہو) اور فاسد (جو
وطی بالشبہ سے حاصل ہوا ہو) دونون کے سبب سے میراث کا استحقاق ہوتا ہے اسلیے کہ
التحاق نسب مین وطی بالشبہ پر عقد صحیح کے احکام جاری کیے جاتے ہین

خاتمہ

حساب فرائض کے بیان مین اور وہ کئی مقصدون پر مشتمل ہے

مقصد اول

اسمین فروض ستہ کے مخارج اور طریق حساب کا بیان کیا جاتا ہے اور مخرج سے اہل حساب
کی اصطلاح مین وہ اقل عدد مراد ہے جس سے جزء مطلوب کا بدون کسر خارج کرنا صحیح ہو اور
وہ پانچ مخرج ہین **اول** نصف جو اثنین (دو) سے حاصل ہوتا ہے **دوم** ربع
(چوتھائی) جو اربعہ (چار) سے حاصل ہوتا ہے **سوم** ثمن (آٹھوان حصہ) جو ثمانیہ (آٹھ) سے
حاصل ہوتا ہے **چہارم** ثلث (تہائی) اور ثلثان (دو تہائی) جو ثلثہ (تین) سے حاصل
ہوتا ہے **پنجم** سدس (چھٹا حصہ) جو ستہ (چھ) سے حاصل ہوتا ہے پس جو فریضہ کہ دو نصف

او نصف وما بقي فهي من اثنين وان اشتملت على ربع وما بقي او ربع ونصف فهي من اربعة وان اشتملت على ثمن وما بقي او ثمن ونصف فهي من ثمانية وان اشتملت على ثلث وما بقي او ثلثين وما بقي او ثلث وثلثين فهي من ثلاثة وان اشتملت على سدس وما بقي او سدس وثلث او سدس وثلثين فهي من ستة واذا اختلط النصف بالثلث او بالسدس او بالثلثين فهي من ستة واذا اختلط الربع بكل الثلث او بعضه فهي من اثني عشر

(جیسے زوج اور اخت اعیانی) یا نصف اور مابقی (جیسے زوج اور اخ) پر مشتمل ہوگا وہ دو سے حاصل کیا جائیگا اور جو فریضہ کہ ربع اور نصف (جیسے زوج اور بنت) یا ربع اور مابقی (جیسے زوج اور ولد) پر مشتمل ہوگا وہ چار سے حاصل ہوگا اور جو فریضہ کہ نصف اور ثمن (جیسے بنت اور زوجہ) یا ثمن اور مابقی (جیسے زوجہ اور ولد) پر مشتمل ہو وہ آٹھ سے حاصل ہوگا اور اگر کوئی فریضہ ثلث اور ثلثین (جیسے اخوۃ اخیافی اور اخوۃ اعیانی) یا ثلثین اور مابقی (جیسے بنتین اور اب) پر مشتمل ہو تو اوسکا استخراج تین سے متحقق ہوگا اور اگر کوئی فریضہ سدس اور ثلث (جیسے اب اور ام جبکہ حاجب نہو) یا سدس اور ثلثین (جیسے بنتین اور ام) یا سدس اور مابقی (جیسے اولاد اور ام) پر مشتمل ہو تو اوسکا استخراج چھ سے کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کسی فریضہ مین نصف کے ساتھ ثلث مجتمع ہو تب بھی چھ سے استخراج کیا جائیگا جیسے زوج اور اخوۃ اخیافی پس اسصورت مین زوج کو نصف کا اور اخوۃ اخیافی کو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر سدس کے ساتھ ثلثین مجتمع ہو تب بھی فریضہ کا چھ سے استخراج کیا جائیگا جیسے بنتین اور ام پس اس صورت مین بنتین کو ثلثین کا اور ام کو سدس کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر نصف کے ساتھ سدس اور ثلث مجتمع ہو تب بھی فریضہ کا استخراج چھ سے کیا جائیگا جیسے زوج اور ابوین پس اس صورت مین زوج کو نصف کا اور ام کو ثلث کا اور اب کو سدس کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر نصف کے ساتھ سدس اور ثلثین مجتمع ہو تب بھی اصل فریضہ کا استخراج چھ سے کیا جائیگا جیسے بنتین اور زوج اور احد الابوین پس اس صورت مین زوج کو نصف کا اور بنتین کو ثلثین کا اور احد الابوین کو سدس کا استحقاق ہوگا اور اگر نصف کے مقام پر ربع فرض کیا جائے تو اصل فریضہ کا بارہ سے استخراج ہوگا مثلاً ربع کے ساتھ ثلثین کا اجتماع فرض کیا جائے

جیسے زوج اور بنتین اور اگر نصف کے مقام پر ثمن فرض کیا جائے تو اصل فریضہ کا چوبیس سے
استخراج ہوگا مثلاً ثمن کے ساتھ ثلثین کا اجتماع فرض کیا جائے جیسے زوجہ اور بنتین اور جب کہ
یہ معلوم ہوچکا تو اب معلوم کرنا چاہیے کہ فریضہ کبھی بقدر سہام ہوتا ہے اور کبھی اونسے زائد ہوتا ہے
اور کبھی کم ہوتا ہے بناءً علیہ فریضہ کی تین قسمین ہوئین **پہلی قسم** فریضہ کا بقدر سہام ہونا پس
اگر ورثہ پر فریضہ بدون کسر منقسم ہو تو اس مین کوئی کلام نہین ہے مثلاً اخت اعیانی کے ساتھ
زوج کا اجتماع فرض کیا جائے تو اصل فریضہ دو قرار دیا جائیگا جس مین سے ہر ایک وارث کو
نصف فریضہ کا استحقاق ہوگا اوسیطرح اگر بنتین اور ابوین مجتمع ہون تو اصل فریضہ چھ قرار دیا جائیگا
جو ورثہ پر بدون کسر منقسم ہوگا پس بنتین کو ثلثین کا اور ابوین کو سدسین کا استحقاق ہوگا اور
اسیطرح اگر زوج اور ابوین کا اجتماع فرض کیا جائے تب بھی اصل فریضہ چھ ہوگا جو ورثہ پر
بدون کسر منقسم ہوگا پس اوس مین سے زوج کو نصف (تین) کا اور ام کو ثلث (دو) کا
اور اب کو سدس (ایک) کا استحقاق ہوگا اور اگر ورثہ پر فریضہ منکسر ہو تو اوسکی دو صورتین ہین
پہلی صورت فریضہ کا فریق واحد پر منکسر ہونا پس اس صورت مین اونکے عدد کا اصل فریضہ
مین ضرب دینا معین ہوگا بشرطیکہ اونکے نصیب اور عدد مین توافق نہو بلکہ تباین ہو اور حاصل ضرب
سے مسئلہ صحیح ہوگا مثلاً ابوین کے ساتھ پانچ لڑکیان مجتمع ہون تو اصل فریضہ چھ قرار پائیگا اسلیے
اس صورت مین منجملہ فروض سدس اور ثلثین ہے اور ثلثین کا مخرج (ثلثہ) مخرج سدس (چھ) مین
داخل ہے لہذا مخرج سدس ہی اصل فریضہ ہوگا جس مین سے ابوین کو دو سدس (دو) کا استحقاق
ہوگا اور باقی چار سدس کا پانچون لڑکیون کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو اون پر منکسر ہے اور اونکے
عدد اور فریضہ مین وفق نہین ہے بلکہ تباین ہے لہذا اونکے عدد یعنے پانچ کا اصل فریضہ (چھ)
مین ضرب دینا معین ہوگا اور حاصل ضرب یعنی تیس سے فریضہ صحیح ہوگا جس مین سے ابوین کو

فی کس پانچ سہمون کے حساب سے دس سہمان کا استحقاق ہوگا اور باقی بیس سہمون کا فی کس چار سہمون کے حساب سے پانچون لڑکیون پر تقسیم کرنا معین ہوگا پس منجملہ ورثہ ہر ایک وارث کو جو نصیب کہ قبل ضرب حاصل ہوا تھا اوسکے پانچ مین ضرب دینے سے مقدار نصیب حاصل ہوگی مثلاً ابوین کو قبل ضرب دو سہم اور لڑکیون کو چار سہم حاصل ہوئے تھے پس جب کہ دو سہمون کو پانچ مین ضرب دیا تو دس سہم حاصل ہو جو ابوین کے نصیب کی مقدار ہوا اور جبکہ چار سہمون کو پانچ مین ضرب دیا تو بیس سہم حاصل ہوئے جو پانچون لڑکیون کے نصیب کی مقدار ہوا اور اگر نصیب و عدد مین توافق ہو تو عدد کے وفق کا اصل فریضہ مین ضرب دینا معین ہوگا اور نصیب کا وفق ضرب ندیا جائیگا مثلاً ابوین کے ساتھ چھ لڑکیان مجتمع ہون تو اصل فریضہ چھ ہوگا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا جس مین سے چار سدس کا استحقاق لڑکیون کو حاصل ہوگا جو اونکے عدد (چھ) پر منکسر ہین اور اونکے نصیب (چار) اور عدد (چھ) مین توافق بالنصف ہے پس نصف عدد یعنی تین کا اصل فریضہ یعنی چھ مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل ضرب اٹھارہ حاصل ہوتے ہین اسلیے کہ ابوین کو اصل فریضہ مین سے دو سہمون کا استحقاق تھا پس دونون سہمون کو تین مین ضرب دیا جس سے چھ سہم حاصل ہوئے جو ابوین کا نصیب ہے اور لڑکیون کو اصل فریضہ مین سے چار سہمون کا استحقاق تھا پس چارون سہمون کو تین مین ضرب دیا جس سے بارہ سہم حاصل ہوئے جو لڑکیون پر فی کس دو سہم کے حساب سے تقسیم کیا جائیگا **دوسری صورت** فریضہ کا فریق واحد سے زائد پر منکسر ہونا پس یا ہر فریق کے سہام اور عدد مین توافق ہوگا یا کسی فریق کے سہام اور عدد مین توافق نہوگا یا بعض کے سہام اور عدد مین توافق ہوگا اور بعض آخر کے سہام اور عدد مین نہوگا پس صورت اولی مین ہر ایک فریق کا جزء وفق کیطرف رد کرنا معین ہوگا

اور صورت ثانیہ مین ہر ایک عدد کا بحالہ باقی رکھنا لازم ہوگا اور صورت ثالثہ مین فقط اوس فریق کا جزو وفق کی طرف رد کرنا معین ہوگا جسکے عدد اور سہام مین توافق ہے اور دوسرے فریق کا بحالہ باقی رکھنا لازم ہوگا بعد ازان یا اعداد متماثل ہونگے یا متداخل یا متوافق یا متباین ہیں اگر متماثل ہون تو اون دونون مین سے ایک فریق پر اقتصار کرنا معین ہوگا مثلاً دو برادر اعیانی کے ساتھ دو برادر اخیافی مجتمع ہون تو اصل فریضہ تین عدد ہوگا جو بدون کسر منقسم نہین ہوسکتا پس اس صورت مین احد العددین یعنی دو کا اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چھ ہوتا ہے جن مین سے برادران اخیافی کو دو سہمون کا استحقاق اور برادران اعیانی کو چار سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر دونون عددون مین تداخل ہو تو اقل کا ساقط کرنا اور عدد اکثر کا اصل فریضہ مین ضرب دینا معین ہوگا جس سے مسئلہ صحیح ہوجائیگا مثلاً تین برادر مادری اور چھ برادر پدری مجتمع ہون تو اصل فریضہ تین ہوگا جو فریقین پر منکسر ہو اور ایک فریق دوسرے فریق کا نصف ہو اور دونون عدد متداخل ہین پس عدد اکثر یعنے چھ کا اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب کرنا لازم ہوگا جسکا حاصل اٹھارہ سہم حاصل ہوتے ہین جن مین سے برادران مادری کو فی کس دو کے حساب سے چھ سہم دیئے جائینگے اور برادران پدری کو فی کس دو کے حساب سے بارہ سہم دیئے جائینگے اور اگر دونون عددون مین توافق ہو تو ایک عدد کے وفق کا دوسرے عدد مین ضرب دینا اور حاصل ضرب کا اصل فریضہ مین ضرب دینا معین ہوگا مثلاً چار ازواج کے ساتھ چھ بھائیون کا اجتماع فرض کیا جائیگا تو اصل فریضہ چار ہوگا جو بدون کسر تقسیم نہین ہوسکتا اور فریقین کے عدد یعنی چار اور چھ مین توافق بالنصف ہے پس ایک عدد کے نصف کا دوسرے عدد مین ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل بارہ سہم ہوتا ہے جو اصل فریضہ

یعنی چار مین ضرب دیا جائیگا جسکا مجموعہ اڑتالیس سہم ہوتا ہی جسکے ربع یعنے بارہ سہم کا استحقاق
فی کس تین سہمون کے حساب سے ازواج کو حاصل ہوگا اور باقی یعنی چھتیس سہمون کا استحقاق
فی کس چھ سہمون کے حساب سے بھائیون کو حاصل ہوگا اور اگر دونون عددون مین تباین ہو
تو ایک عدد کا دوسرے عدد مین اور حاصل کا اصل فریضہ مین ضرب دینا لازم ہوگا مثلاً
دو برادر مادری و پانچ برادر پدری کا اجتماع فرض کیا جائے تو اصل فریضہ تین سے
صحیح ہوگا جو بدون کسر تقسیم نہین ہوسکتا اور دونون عددون مین توافق یا تداخل نہین ہی
پس ایک عدد یعنی دو کو دوسرے عدد یعنی پانچ مین ضرب دیا جسکا حاصل دس ہی
دس کو اصل فریضہ یعنی تین مین ضرب دیا اور حاصل ضرب تیس سہم ہوا جس سے قسمت صحیح ہوگی
پس تیس کے ثلث یعنی دس سہمون کا استحقاق فی کس پانچ سہمون کے حساب سے برادران
مادری کو حاصل ہوگا اور باقی بیس سہمون کا استحقاق فی کس چار کے حساب سے برادران پدری کو
حاصل ہوگا **تتمہ** دو عدد یا مساوی (متماثل) ہوتے ہین جیسے چار اور چار یا مختلف
ہوتے ہین جیسے پانچ اور دس اور در صورت اختلاف یا متوافق ہونگے یا متداخل یا متباین
پس متداخلین سے وہ دو عدد مراد ہین جنکا اقل اونکے اکثر کو دو یا کئی مرتبہ مین فنا کردے
اور نصف اکثر سے عدد اقل تجاوز نکرے اور اون دونون کو متناسبین بھی کہسکتے ہین جیسے
تین اور چھ یا تین اور نو پس چھ کو دو مرتبہ مین اور نو کو تین مرتبہ مین تین فنا کردیتا ہی اور تین کو چھ
سے نصف کی نسبت اور نو سے ثلث کی نسبت حاصل ہی اور جیسے چار اور آٹھ یا چار اور
بارہ کہ آٹھ کو دو مرتبہ مین اور بارہ کو تین مرتبہ مین چار فنا کردیتا ہی اور چار کو آٹھ سے نصف
کی نسبت اور بارہ سے ثلث کی نسبت حاصل ہی اور متوافقین سے وہ دو عدد مراد ہین
کہ جب اکثر مین سے اقل کو ایک یا کئی مرتبہ ساقط کرین تو دو یا زائد باقی رہین جیسے دس اور بارہ

پس جبکہ بارہ مین سے دس ساقط کیے جائین تو دو باقی رہتے ہین اور جبکہ دس مین سے دو کو کئی بار (پانچ دفعہ) ساقط کرتے ہین تو دس فنا ہو جاتے ہین پس جبکہ اسقاط کے بعد دو باقی رہین تو وہ دونون عدد متوافق بالنصف کہلاتے ہین اور اگر تین باقی رہین تو متوافق بالثلث کہلاتے ہین اور اسیطرح دس تک منجملہ کسور تسعہ جس کسر مین موافقت ہوگی اوسی کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر ساقط کرنے کے بعد گیارہ باقی رہین تو اوسمین سے جزر کے ساتھ موافقت حاصل ہوگی جیسے بائیس اور تینتیس پس ان دونون کو گیارہ فنا کرتا ہے لہذا ان[۱۱] دونون مین سے ایک عدد کے گیارھوین جزر کا دوسرے عدد کے عین مین ضرب دینا معین ہوگا بناءً علیہ بائیس[۲۲] کے گیارھوین جزء یعنی دو کو تینتیس مین یا تینتیس کے گیارھوین جزء یعنی تین کو بائیس مین ضرب دیا جسکا حاصل چھیاسٹھ ہوتا ہے اور متباینین سے وہ دو عدد مراد ہین کہ جب اکثر مین سے اقل کو ایک یا کئی مرتبہ ساقط کرین تو ایک باقی رہے جیسے تیرہ اور بیس پس جبکہ تیرہ کو بیس سے ساقط کیا تو سات باقی رہے اور جبکہ سات کو تیرہ مین سے ساقط کیا تو چھ باقی رہے اور جبکہ چھ کو

سات مین سے ساقط کیا تو ایک باقی رہا دوسری قسم فریضہ کا مقدار سہام سے قاصر (کم) ہونا
اور فریضہ اوسوقت تک سہام سے قاصر نہین ہوتا جبتک کہ زوج یا زوجہ کی مزاحمت نہین ہوتی
مثلاً ابوین اور بنتین یا بنات کے ساتھ زوج یا زوجہ مجتمع ہو تو فریضہ سے مقدار سہام زائد ہوگی
اسلیے کہ ثلث (حصۂ ابوین) اور ثلثین (حصۂ بنتین یا بنات) اور ربع (حصۂ زوج) سے فریضہ کا
قاصر ہونا ظاہر ہو اور اسیطرح اگر ابوین اور بنت کے ساتھ زوج مجتمع ہو تب بھی سہام سے
مقدار فریضہ قاصر ہوگی اسلیے کہ ثلث (حصۂ ابوین) اور نصف (حصۂ بنت) اور ربع
(حصۂ زوج) کا زائد از فریضہ ہونا واضح ہو اور اسیطرح اگر احد الابوین اور بنتین یا بنات کے
ساتھ زوج کا اجتماع فرض کیا جائے تب بھی مجموع ربع (نصیب زوج) و ثلثین (نصیب بنتین)
وسدس (نصیب احد الابوین) کا مقدار فریضہ سے زائد ہونا لازم آئیگا پس ان جملہ مسائل مین
زوج یا زوجہ کو نصیب ادنی (ربع وثمن) کا استحقاق اور ابوین مین سے ہر ایک کو سدس متروکہ
کا استحقاق حاصل ہوگا اور فقط مابقی کا بنت یا بنتین یا بنات کے حوالہ کرنا معین ہوگا اسلیے
کہ ہمارے نزدیک عول باطل ہو جو قبل ازین مذکور ہوچکا ہو پس خصوص بنت یا بنتین پر
نقص وارد ہوگا اور اسیطرح اگر دو برادر اخیافی اور دو خواہر اعیانی یا علاتی کے ساتھ زوج
یا زوجہ مجتمع ہو یا ایک برادر اخیافی اور ایک خواہر اعیانی یا علاتی کے ساتھ زوج یا زوجہ
مجتمع ہو تو ان مسائل مین زوج یا زوجہ کو نصیب اعلیٰ (نصف وربع) کا استحقاق اور برادران
اخیافی کو ثلث متروکہ کا استحقاق درصورت تعدد اور سدس متروکہ کا استحقاق درصورت وحدت
حاصل ہوگا اور فقط خواہر یا خواہران اعیانی یا علاتی پر نقصان وارد ہوگا اور باقی متروکہ
اونکے حوالہ کیا جائیگا اسلیے کہ عول باطل ہو پس اگر مجموع ورثہ پر فریضہ کی قسمت بدون کسر صحیح
ہو تو اس مین کوئی کلام نہین ہو اور اگر بدون کسر صحیح نہو تو اون ورثہ کے سہام کا اصل فریضہ

والامثلة سهامهن الكسر عليهن النصيب في اصل الفريضة مثال الاول ابوان و زوج و خمس بنات وفريضتهم اثنا عشر

مین ضرب دینا معین ہوگا جنکی اونکا نصیب منکسر ہے صورت اولی (فریضہ کا بدون کسر منقسم ہونا) کی مثال ابوین و زوج اور پانچ لڑکیان ہے جس مین اصل فریضہ بارہ ہوگا اسلیے کہ ربع اور سدس کے مخرج (چار اور چھہ) مین توافق بالنصف ہے لہذا احد العددین کے نصف کو دوسرے عدد مین ضرب دیا جسکا حاصل بارہ ہے پس زوج کو بارہ کی ربع یعنی تین کا استحقاق ہوگا اور ابوین کو بارہ کے دو سدس یعنی چار کا استحقاق ہوگا اور باقی پانچ سہمون کا فی کس ایک سہم کے حساب سے پانچون لڑکیون پر تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اونپر تین سہمون کا نقصان وارد ہوگا اسلیے کہ اونکا فریضہ ثلثین ہے جسکی مقدار آٹھ سہم ہوتی ہے اور صورت ثانیہ (فریضہ کا بدون کسر منقسم نہونا) ابوین اور زوج اور تین لڑکیان ہے اور پانچ جو لڑکیون کا نصیب ہے وہ اونپر منکسر ہے اور اونکے عدد اور نصیب مین تباین ہے لہذا اونکے عدد پر اقتصار کیا جائیگا اور اوسکا اصل فریضہ (بارہ) مین ضرب دینا معین ہوگا جسکا حاصل چھتیس [۳۶] ہوتا ہے جسکے ربع یعنی نو کا استحقاق زوج کو اور اوسکے دو سدس یعنی بارہ کا استحقاق ابوین کو حاصل ہوگا اور باقی پندرہ سہمون کا فی کس پانچ کے حساب سے تینون لڑکیون پر تقسیم کرنا لازم ہوگا تیسری قسم فریضہ کا مقدار سہام سے زائد ہونا پس زیادتی کا صاحبان سہام پر رد کرنا لازم ہوگا البتہ فقط زوج اور زوجہ پر رد کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح مان پر بھی رد کرنا صحیح نہوگا جبکہ اخوۂ میت کیوجہ سے محجوب ہو جسکی تفصیل مذکور ہو چکی ہے اور اگر کسی وارث مین میراث کے دو سبب موجود ہون اور اوسکا اجتماع اوس وارث کے ساتھ فرض کیا جائے جس مین میراث کا فقط ایک سبب موجود ہو تو رد کا استحقاق فقط اوسی وارث کو حاصل ہوگا جس مین دو سبب موجود ہین مثلاً ابوین اور بنت مجتمع ہون تو اصل فریضہ چھہ ہوگا اسلیے کہ وہ مخرج سدس ہے جس مین مخرج نصف داخل ہے جس مین سے

فللزوج ثلاثة وللابوين اربعة وتبقى خمسة للبنات بالسوية ومثال الثاني ابوان و زوج و ثلاث بنات فلا تنقسم الخمسة عليهن فضربت ثلاثة في اصل الفريضة فصارت ستة وثلثين فمنها تصح المسئلة

القسم الثالث

ان تزيد الفريضة فترد على السهام عدا الزوج والزوجة والام مع الاخوة على ما سبق و اذا اجتمع من له سببان مع من له سبب واحد فتستحق السببين الرد بالاولى مثل ابوين وبنت

ابوین کو دو سدس یعنی دو کا استحقاق ہوگا اور بنت کو نصف یعنی تین کا استحقاق اور ایک سہم
حاصل رہے گا پس اگر اخوۂ میّت (جو حاجب ام ہون) موجود ہون تو باقی (ایک سہم) کا
مجموع ورثہ پر اخماساً رد کرنا معیّن ہوگا لہذا رد کے پانچ سہمون کا اصل فریضہ یعنی چھ مین
ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل تیس سہم ہوتا ہے اور تیس سے ابوین کو دو سدس یعنی دس
سہمون کا استحقاق اور بنت کو نصف یعنی پندرہ سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور
باقی پانچ سہمون سے تین سہم کا بنت کے حوالہ کرنا اور دو سہم کا ابوین کے حوالہ کرنا لازم ہوگا
اور اگر اخوۂ میّت موجود نہون تو باقی کا ارباعاً رد کرنا معیّن ہوگا لہذا رد کے چار سہمون کا
اصل فریضہ یعنی چھ مین ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل چوبیس سہم ہوتا ہے اور چوبیس سے
ابوین کو دو سدس یعنی آٹھ سہمون کا استحقاق اور بنت کو نصف یعنی بارہ سہمون کا
استحقاق حاصل ہوگا اور باقی چار سہمون مین سے تین سہم کا بنت کے حوالہ کرنا اور ایک سہم کا
اب کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور مسئلہ رد مین ضابطہ یہ ہے کہ اصل فریضہ مین سہام رد ضرب
کیے جائین اور حاصل ضرب سے فریضہ کی تصحیح کیجائے اور اسیطرح اگر احد الابوین اور
بنتین یا بنات مجتمع ہون تو فاضل اونپر اخماساً رد کیا جائیگا پس سہام رد یعنی پانچ کا اصل فریضہ
یعنی چھ مین ضرب دینا معیّن ہوگا اور حاصل ضرب یعنی تیس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی پس احد الابوین
کو پانچ کا استحقاق اور بنتین یا بنات کو بیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی پانچ مین سے
چار کا بنتین پر رد کرنا اور ایک کا احد الابوین پر رد کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر ایک
کلالۃ الام اور ایک خواہر اعیانی یا علاّتی مجتمع ہون تو علی الاصح اون دونون پر ارباعاً رد
کیا جائیگا اور فقط خواہر اعیانی یا علاّتی سے رد کا اختصاص نہوگا اور اسیطرح اگر دو کلالۃ الام
کے ساتھ ایک اخت اعیانی یا علاّتی مجتمع ہو تو اخماساً رد کیا جائیگا پس سہام رد یعنی چار یا پانچ کا اصل فریضہ

یعنی چھ مین ضرب دینا معین ہوگا اور حاصل ضرب یعنی چھتیس یا تین سے مسئلہ صحیح ہوگا

دوسرا مقصد مناسخات کے بیان مین . مناسخہ بروزن مفاعلہ نسخ سے ماخوذ ہے جو باعتبار لغت نقل اور ابطال مین مستعمل ہے اور نسخ سے اس مقام پر ہماری یہ مراد ہے کہ کوئی انسان مرجائے اور اوسکا متروکہ تقسیم نکیا جائے بعد ازان اوسکے بعض ورثہ بھی وفات پائین اور باقی ورثہ کو کسیوجہ سے فریضتین (دو فریضے) کا اصل واحد کے ساتھ بدون کسر تقسیم کرنا مقصود ہو اور اوسکے استخراج کا طریقہ یہ ہے کہ میت اول کے مسئلہ کی تصحیح کیجائے اور اوسکے متروکہ مین سے میت دوم کے لیے ایسا حصہ مقرر کیا جائے جو اوسکے وارثون پر بدون کسر منقسم ہو پس اگر میت دوم کے ورثہ وہی اشخاص ہون جو میت دوم کے وارث تھے اور قسمت مین اختلاف نہو تو اوسپر فریضۂ واحدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور میت دوم کان لم یکن قرار دیا جائیگا اور باقی ورثہ پر مجموع ترکہ تقسیم کردیا جائیگا مثلاً کوئی شخص تین بھائی اور تین بہنون کو وارث چھوڑکر وفات پائے اور جملہ بھائی بہنین جہت قرابت مین متحد ہون جیسے اون سب کا اعیانی یا علاتی یا اخیافی ہونا اور اگر ایک بھائی وفات پائے بعد ازان دوسرا بھائی مرجائے اوسکے بعد ایک بہن وفات پائے بعد ازان دوسری بہن مرجائے اور فقط ایک بھائی اور ایک بہن باقی رہے پس اس صورت مین جملہ موتی (مردے) کا مجموع مال اون دونون پر اثلاثاً تقسیم کیا جائیگا بشرطیکہ وہ دونون اعیانی یا علاتی ہون اور اگر اخیافی ہون تو مجموع مال اون دونون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور اختلاف کی کئی صورتین ہین **پہلی صورت** فقط جہت استحقاق کا مختلف ہونا مثلاً کوئی شخص اپنے تین لڑکون کو وارث چھوڑکر وفات پائے بعد ازان ایک لڑکا مرجائے اور فقط دونون بھائیون کو وارث چھوڑے پس اس صورت مین اگرچہ دونون میتون کے ورثہ متحد ہین لیکن جہت استحقاق مختلف ہے اسلیے کہ جہت استحقاق فریضہ اولی مین بنوت (ولدیت) ہے

اور فریضۂ ثانیہ مین اخوت ہی **دوسری صورت** فقط وارث کا مختلف ہونا مثلاً کوئی شخص
اپنے دو لڑکون کو وارث چھوڑکر وفات پائے بعد ازان ایک لڑکا مرجائے اور اپنی لڑکی
کو وارث چھوڑے پس اس صورت مین اگرچہ جہت استحقاق (بنوت) متحد ہی لیکن وارث مختلف ہین
اسلیے کہ وارث فریضۂ اولی مین دو لڑکے ہین اور ثانیہ مین ایک لڑکی ہی **تیسری صورت**
جہت استحقاق اور وارث دونون کا مختلف ہونا مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ اور ابن اور
بنت کو وارث چھوڑکر وفات پائے بعد ازان زوجہ بھی مرجائے اور اپنے ابن اور بنت کو
وارث چھوڑے پس اس صورت مین جہت استحقاق اور وارث دونون مختلف ہین اسلیے
فریضۂ اولی مین جہت استحقاق زوجیت ہی اور ثانیہ مین بنوت ہی اور وارث فریضۂ اولی مین
زوجہ اور اولاد ہی اور ثانیہ مین اولاد زوجہ ہی پس ان جملہ صورتون مین اگر میت دوم کا حصہ
اوسکے وارثون پر بدون کسر منقسم ہوجائے تو اسمین کوئی کلام نہین ہی مثلاً کوئی انسان زوجہ کے
ساتھ اپنے اوس ابن و بنت کو وارث چھوڑے جو کسی دوسری زوجہ کے بطن سے پیدا
ہوئے ہون پس اس صورت مین ثمن (حصۂ زوجہ) کے مخرج یعنی آٹھ کو ثلث و ثلثین (حصۂ ابن
و بنت) کے مخرج یعنی تین مین ضرب دیا جسکا حاصل چوبیس سہم ہوئے اور زوجہ کو اوسمین سے
تین سہمون کا استحقاق اور ابن کو چودہ سہمون کا استحقاق اور بنت کو سات سہمون کا استحقاق
حاصل ہوا بعد ازان زوجہ نے ابن و بنت کو وارث چھوڑکر وفات پائی پس اوسکے حصہ
یعنی تین سہمون مین سے دو سہم ابن کو اور ایک سہم بنت کو دیے جائینگے جو اونپر بدون کسر
منقسم ہوجائیگا اور اگر میت دوم کا حصہ اوسکے وارثون پر بدون کسر منقسم نہو تو اسکی دو صورتین
ہین **صورت اولے** یہ ہی کہ میت دوم کے حصہ (جو فریضۂ اولی سے حاصل ہوا ہی)
اور فریضۂ ثانیہ مین توافق ہو پس اس صورت فریضۂ ثانیہ کے وفق کا فریضۂ اولی مین ضرب دینا

او الوارث او هما فانظر نصيب الثاني فان انقسم بالقسمة على المصحح فلا كلام مثل ان يموت امرأة وترك زوجة وابنا وبنتا فللزوجة الثمن ثلثة من اربعة وعشرين ثم ماتت الزوجة عن ابن وبنت وان لم ينقسم نصيبه على ورثته فهنا صورتان الاولى ان يكون بين نصيب الميت الثاني من فريضته الاول وبين الفريضة الثاني موافقة فاضرب وفق الفريضة الثانية في الفريضة الاولى

معین ہوگا (اور میّت دوم کا وفق ضرب ندیا جائیگا) اور حاصل ضرب سے دونون فریضے
صحیح ہوجائینگے مثلاً کوئی شخص زوج کے ساتھ دو برادر اخیافی اور دو برادر اعیانی کو
وارث چھوڑے بعد ازان زوج بھی وفات پائے اور ایک ابن اور دو بنت کو وارث
چھوڑے پس اس صورت مین فریضہ اولی چھ قرار پائیگا اسلیئے کہ نصف (حصہ زوج)
کا مخرج دو ہی اور ثلث (حصہ برادران اخیافی و اعیانی) کا مخرج تین ہی جنکا حاصل ضرب
چھ ہوتا ہی جسکے یعنی تین سہمون کا استحقاق زوج کو اور اوسکے ثلث یعنی دو کا استحقاق
برادران اخیافی کو حاصل ہوگا اور باقی ایک سہم برادران اعیانی کو دیا جائیگا جو اونپر
منکسر ہی لہذا اونکے عدد یعنی دو کا اصل فریضہ یعنی چھ مین ضرب کرنا معین ہوگا جسکا حاصل
بارہ سہم ہوتے ہین جسکے نصف یعنی چھ کا استحقاق زوج کو اور اوسکے ثلث یعنی چار کا استحقاق
برادران اخیافی کو حاصل ہوگا اور باقی دو سہم فی کس ایک سہم کے حساب سے برادران اعیانی
پر تقسیم کیے جائینگے اور زوج کا حصہ یعنی چھ اوسکے ورثہ (ولد اور بنتین) پر منکسر ہوتا ہی
کیونکہ اوسکے ورثہ کے چار سہم (دو سہم بنتین کے اور دو سہم ابن کے) ہین جنپر چھ کا بطور صحیح منقسم ہونا
واضح ہی اور چار اور چھ مین توافق بالنصف ہی پس فریضہ ثانیہ (چار) کے نصف یعنی دو کا
فریضہ اولی یعنی بارہ مین ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل چوبیس ۲۴ سہم ہوتا ہی جس سے دونون
فریضے صحیح ہوجائینگے پس فریضہ اولی مین ہر ایک وارث کو جو حصہ بہم پہونچا تھا اوسکو دو مین
ضرب دیکر اخذ کریگا بناءً علیہ چونکہ برادران اخیافی کو فریضہ اولی سے چار سہم حاصل ہوئے تھے لہذا
اونکو آٹھ سہم (ثلث فریضہ) کا استحقاق حاصل ہوگا جو چار اور دو کے ضرب دینے کے بعد
حاصل ہوئے ہین اور برادران اعیانی کو فریضہ اولی سے دو سہم حاصل ہوئے تھے لہذا
اونکو چار سہم کا استحقاق حاصل ہوگا جو دو مین ضرب دینے کے بعد حاصل ہوئے ہین اور

نصا بلغت صحت منه الفريضتان مثل المتوفين ... وماتت الزوجة وخلف ابنا وبنتين فالفريضة الاولى ستة ... منكسرة ... الى اثنى عشر نصيب الزوج ستة لم تنقسم على اربعة ولكن توافق الفريضة الثانية بالنصف فيضرب جزء الوفق من الفريضة الثانية وهو اثنان في ... النصيب

زوج کو فریضۂ اولی سے چھ سہم حاصل ہوئے تھے لہذا اوسکو بارہ[12] سہم کا استحقاق حاصل ہوگا

جو چھ اور دو کے ضرب دینے کے بعد حاصل ہوئے ہین اور ابن زوج کو حصۂ زوج (چھ) کے

نصف (تین) کا استحقاق تھا لہذا اوسکو دو مین ضرب دیکر حاصل ضرب یعنی چھ کو اخذ کریگا

اور اسیطرح بنتین کو بھی نصف کا استحقاق تھا لہذا اوسکو دو مین ضرب دیکر حاصل یعنی چھ[6] کو

اخذ کرینگے **صورت ثانیہ** یہ ہے کہ میت دوم کے حصہ (جو فریضۂ اولی سے حاصل ہوا ہی)

اور فریضۂ دوم مین تباین ہو پس اس صورت مین فریضۂ ثانیہ کا فریضۂ اولی مین ضرب دینا

معین ہوگا اور حاصل ضرب سے دونون فریضے صحیح ہونگے اور فریضۂ اولی مین ہر ایک وارث کو

جو حصہ پہونچیگا اوسکو فریضۂ ثانیہ مین ضرب دیکر اخذ کریگا مثلاً کوئی شخص زوج کے ساتھ

دو برادران اخیافی اور ایک برادر اعیانی کو وارث چھوڑکر وفات پائے بعد ازان

زوج بھی مرجائے اور ایک لڑکی اور دو لڑکون کو وارث چھوڑے پس اس صورت مین

میت اول کا فریضہ چھ قرار پائیگا اسلیے کہ نصف (حصۂ زوج) کا مخرج دو ہی اور ثلث

(حصۂ برادران اخیافی) کا مخرج تین ہی جنکا حاصل ضرب چھ ہوتا ہی جس مین سے زوج کو تین سہمون

کا استحقاق ہوگا جو اوسکے وارثون پر بدون کسر منقسم نہین ہوسکتا اسلیے کہ اونکے پانچ سہم

ہوتے ہین اور چھ اور پانچ مین تباین ہی لہذا پانچ کو فریضۂ اولی (چھ) مین ضرب دیا جسکا

حاصل تیس سہم ہوتے ہین اور اوس سے دونون فریضے صحیح ہوجاتے ہین پس زوج کو

پندرہ سہم دیے جائینگے جنمین سے لڑکی کو تین سہم اور ہر ایک لڑکے کو چھ سہم دیے جائینگے

اور برادران اخیافی کو دس سہم دیے جائینگے جنمین سے ہر ایک برادر کو پانچ سہم

دیے جائینگے اور باقی پانچ سہم برادر اعیانی کے حوالے کیے جائینگے اور اگر دو فریضون

سے زائد مناسخات جمع ہوجائین تو فریضۂ ثالثہ مین نظر کیجائیگی پس اگر وارث سوم کا حصہ اوسکے

الصورة الثانية في ان يكون للاول ... اخذه مضروبا ... الاول شيء من الفريضة كان له وكل من منه الفريضتان جملة صحت اثنا عشر منها الاول في ... في الفريضة

ان يتباين النصيب والفريضة فتضرب الفريضة الثانية في الاولى فما بلغ صحت منه الفريضتان وكل من كان له من الفريضة الاولى شيء اخذه مضروبا في الثانية ... زوج وابنتين ... ثلاث بنيات ... الزوج ... فريضة الاولى من ستة نصيب الزوج ثلثة لا تنقسم ... لا توافق ... في الفريضة ... الناسخات ... نصيب ...

اولاً تونیز یہ دونون کا منقسم ہوجانا تو اس مین کوئی کلام نہین ہے والا اوسکے فریضہ مین پہلے دونون
فریضون کے ساتھ وہی عمل کیا جائیگا جو فریضۂ ثانیہ مین فریضۂ اولی کے ساتھ کیا گیا تھا
اور یہی طرح اگر وارث چہارم یا زائد کی موت فرض کیجائے تب بھی یہی عمل کیا جائیگا

تیسرا مقصد اس مین ترکۂ میت سے سہام ورثہ کی معرفت کے حاصل کرنیکا
بیان کیا جاتا ہے پس اگر میت کا ترکہ از قبیل زمین ہے تو اوسکا اونھین سہام پر تقسیم کرنا
ممکن ہوگا جنسے کہ عمل مسئلہ صحیح ہوا ہے اور ترکہ کوئی دوسرا عمل کرنا لازم ہوگا اور اگر
از قبیل مکیل موزون ہو یا ذرع وغیرہ کے ساتھ شمار کیا جاتا ہو تو اوسکے تقسیم
کرنے مین عمل کی حاجت ہوگی جسکے اہل علم نے مختلف طریقے بیان کیے ہین پہلا طریقہ جو
اقرب طرق ہے یہ ہے کہ ہر ایک وارث کے سہام کو اصل فریضہ کیطرف منسوب کرین پس
اوسکے سہام کو اصل فریضہ سے جو نسبت حاصل ہوا اوسی نسبت کے ساتھ متروکۂ میت سے
اوسکا حصہ اخذ کیا جائے مثلاً کوئی شخص زوجہ اور ابوین کو وارث چھوڑے اور کوئی
حاجب موجود نہو تو اصل فریضہ بارہ[12] قرار پائیگا اسلیے کہ اس صورت مین زوجہ کو
ربع متروکہ دیا جائیگا جسکا مخرج چار[4] ہے اور مادر میت کو ثلث متروکہ دیا جائیگا جسکا مخرج
تین ہے اور دونون کا حاصل ضرب بارہ ہوتا ہے جسمین سے زوجہ کو تین سہمون کا استحقاق
ہوگا جو بارہ کا ربع ہے لہذا اوسکو ربع متروکہ دیا جائیگا اور مادر میت کو چار سہمون کا
استحقاق ہوگا جو بارہ کا ثلث ہے لہذا اوسکو ثلث متروکہ دیا جائیگا اور باقی پانچ سہمون کا
استحقاق پدر میت کو حاصل ہوگا جو بارہ[12] کا ربع اور سدس ہے لہذا اوسکو متروکہ کا
ربع اور سدس دیا جائیگا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ متروکۂ میت کو اصل فریضہ پر تقسیم کرین
اور خارج قسمت کو ہر ایک وارث کے سہام مین ضرب دین پس جو حاصل ضرب ہوگا وہ اوس

وارث کا حصہ قرار پائیگا مثلاً کوئی شخص ابوین و زوج کو وارث چھوڑے اور مقدار متروکہ
دس دینار فرض کیے جائین پس اصل فریضہ چھ قرار پائیگا اسلیے کہ اس صورت مین زوج کو
نصف متروکہ دیا جائیگا جسکا مخرج دو ہی اور مادر میت کو ثلث متروکہ دیا جائیگا جس کا
مخرج تین ہی اور دونون کا حاصل ضرب چھ ہوتا ہی پس متروکہ کے دس دینارون
کو چھ پر تقسیم کیا جسکا خارج قسمت ایک دینار اور دو ثلث دینار (۱ ۲/۳) ہوتا ہی
بعد ازان زوج کے حصہ یعنی تین سہمون کو اوسمین ضرب دیا تو حاصل ضرب پانچ دینار
ہوا جو نصیب زوج ہی اور اسیطرح مادر میت کے حصہ یعنے دو سہمون کو اوسمین ضرب دیا
حاصل ضرب تین دینار اور ثلث دینار (۳ ۱/۳) ہوا جو مادر میت کا نصیب ہی اور
اسیطرح پدر میت کے حصہ ایک سہم کو اوسمین ضرب دیا حاصل ضرب ایک دینار اور ثلثین دینار
ہوا جو پدر میت کا نصیب ہی تیسرا طریقہ جو ترکہ صحیح العدد کے ساتھ اختصاص
رکھتا ہی یہ ہی کہ جب میت کا متروکہ عدد صحیح رکھتا ہو اور کوئی کسر اوسمین نہو جیسے دس
اور بارہ تو اوس عدد کا استخراج کرنا چاہیے جس سے اصل فریضہ صحیح ہو بعد ازان ہر ایک
وارث کے حصہ کو عدد ترکہ مین ضرب دین اور حاصل ضرب کو اوس عدد پر تقسیم کرین
جس سے کہ فریضہ صحیح ہوا ہی پس جو عدد خارج قسمت قرار پائیگا وہ اوسی وارث کا حصہ
ہوگا مثلاً کوئی شخص زوج اور ابوین اور بنت کو وارث چھوڑ کر وفات پائے اور
مقدار متروکہ دس دینار فرض کیجائے پس اصل فریضہ بارہ سہم ہوگا اسلیے کہ
اس صورت مین زوج کو ربع متروکہ کا استحقاق جسکا مخرج چار ہی اور ابوین کو متروکہ کے
دو سدس کا جسکا مخرج چھ ہی حاصل ہوگا اور بنت کو باقی متروکہ دیا جائیگا اور چھ و
چار مین توافق بالنصف ہی لہذا ایک کے وفق دوسرے مین ضرب دیا جسکا حاصل

حصہ کل وارث اضربہ فی الترکۃ فما حصل فاقسمہ علی العدد الذی صحت منہ الفریضۃ فالخارج نصیب ذلک الوارث

بارہ ہوتا ہی جسکے ربع یعنی تین سہمون کا استحقاق زوج کو حاصل ہوگا اوسکو عدد متروکہ
یعنے دس مین ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنے تیس کو بارہ پر (جو اصل فریضہ ہی)
تقسیم کیا اور خارج قسمت دو دینار اور نصف دینار ($2\frac{1}{2}$) ہوا پس زوج کو
متروکہ کے دس دینارون مین سے ($2\frac{1}{2}$) دینار کا استحقاق ہوگا جو اوسکا ربع ہی
اور اسیطرح بارہ کے دو سدس یعنی چار سہمون کا استحقاق ابوین کو حاصل ہوگا
اوسکو بھی عدد متروکہ یعنی دس مین ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنی چالیس
کو بارہ پر (جو اصل فریضہ ہی) تقسیم کیا اور خارج قسمت تین اور ایک
ثلث دینار ($3\frac{1}{3}$) ہوا پس ابوین کو متروکہ کے دس دینارون مین سے $3\frac{1}{3}$
دینار کا استحقاق ہوگا جو اوسکے دو سدس ہین اور اسیطرح بارہ مین سے باقی پانچ
سہمون کا استحقاق بنت کو حاصل ہوگا اوسکو بھی عدد متروکہ یعنی دس مین ضرب دیا
اور حاصل ضرب یعنی پچاس کو بارہ پر (جو اصل فریضہ ہی) تقسیم کیا اور خارج قسمت
چار دینار اور سدس دینار ($4\frac{1}{6}$) ہوا پس بنت کو متروکہ کے دس دینارون مین
سے $4\frac{1}{6}$ دینار کا استحقاق ہوگا **چوتھا طریقہ** جو ترکہ منکسر العدد کے
ساتھ اختصاص رکھتا ہی یہ ہی کہ جب میت کے متروکہ مین کسر ہو جیسے ساڑھے دس
اور ساڑھے بارہ پس اس صورت مین مجموع متروکہ کو اوس کسر کی جنس سے
کرلینا چاہیے باین معنی کہ اوس کسر کے مخرج کو ترکہ مین ضرب دین اور جو کچھ کہ
حاصل ہو وہ اوسی کے ہمجنس کی کسرین شمار کی جائین بعد ازان اوسمین
وہی عمل کیا جائے جو عدد صحیح مین کیا جاتا تھا اور ہر وارث کے لیے جو حصہ
مجتمع ہوا اوسکو کسر مذکور کے مخرج پر تقسیم کرین پس اگر کسر مذکور نصف ہو تو اوسکو

الطریق الرابع

وان کان نصیبا بکسر فاضربه فی الترکة ... الکسر ... فی الترکة ... فاجمع الوارث قسمة علی ذلك المخرج فان کان الکسر نصف

دو پر تقسیم کرین اور اگر ثلث ہو تو اوسکو تین پر تقسیم کرین اور علیٰ ہذا القیاس
دس تک جو کسر واقع ہو اوسیکے مخرج پر تقسیم کرین اور جو کچھ کہ خارج قسمت
ہوگا وہ حصہ وارث قرار دیا جائیگا مثلاً زوج اور ابوین اور بنت مجتمع ہون
اور مقدار متروکہ ساڑھے دس روپیہ فرض کی جائے اس صورت مین اصل فریضہ
بارہ ۱۲ ہوگا جس مین سے زوج تین ۳ سہم اور ابوین کو چار سہم اور بنت کو پانچ
دیئے جائینگے جیساکہ قبل ازین مذکور ہوا پس مجموع متروکہ یعنے ساڑھے دس روپیہ
کو مخرج نصف یعنی دو مین ضرب دیا جسکا حاصل اکیس ۲۱ انصاف ہوتے ہین
بعد ازان حصہ زوج یعنے تین سہمون کو اکیس ۲۱ مین ضرب دیا اور حاصل ضرب
یعنی ترسٹھ کو اصل فریضہ یعنے بارہ ۱۲ پر تقسیم کیا اور خارج قسمت یعنے پانچ اور
ربع (۵ ¼) کو دو ۲ پر (جو مخرج کسر ہی) تقسیم کیا جسکا خارج قسمت دو ۲ اور نصف
اور ثمن ہوتا ہی جو زوج کا نصیب ہی اور اسی طرح حصہ ابوین یعنے
چار سہمون کو اکیس ۲۱ مین ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنے چوراسی کو اصل فریضہ
یعنی بارہ ۱۲ پر تقسیم کیا اور خارج قسمت یعنے سات کو دو ۲ پر (جو مخرج کسر ہی)
تقسیم کیا جسکا خارج قسمت ساڑھے تین ہوتا ہی جو ابوین کا نصیب ہی اور
اسیطرح حصہ بنت یعنی پانچ سہمون کو اکیس ۲۱ مین ضرب دیا اور حاصل ضرب
یعنی ایکسو پانچ کو اصل فریضہ یعنی بارہ ۱۲ پر تقسیم کیا اور خارج قسمت یعنی آٹھ
اور تین ربع کو دو ۲ پر تقسیم کیا جسکا خارج قسمت چار اور تین ثمن ہوتا ہی جو
بنت کا نصیب ہی اور اگر عدد فریضہ اصم اور کسور تسعہ سے خالی ہو جیسے
گیارہ ۱۱ یا تیرہ ۱۳ تو ترکہ کا فریضہ پر تقسیم کرنا لازم ہوگا پس اگر قسمت ترکہ کے بعد

پورا دینار فاضل رہے تو اوسکا عدد فریضہ کی طرف منسوب کرنا کافی ہوگا
مثلاً چار لڑکے اور تین لڑکیاں مجتمع ہوئیں تو اصل فریضہ گیارہ ہوگا اب اگر
مقدار ترکہ بارہ دینار فرض کیے جائیں تو ہر ایک لڑکے کو دو دینار اور
ہر ایک لڑکی کو ایک دینار صحیح دیا جائیگا اور دینار باقی کے گیارہ جزؤن مین سے
ہر ایک لڑکے کو دو جزء اور لڑکی کو ایک جزء دیا جائیگا جو گیارہ کی طرف منسوبہ
ہوگا پس صورت مرقومہ مین کہا جائیگا کہ ہر ایک ابن کو دو دینار اور ایک
دینار کے گیارہ جزؤن مین سے دو جزء کا استحقاق اور ہر ایک بنت کو
ایک دینار اور ایک دینار کے گیارہ جزؤن مین سے ایک جزء کا استحقاق
حاصل ہوا اور اگر قسمت ترکہ کے بعد پورا دینار فاضل نرہے تو کسر دینار کا
قیراط پر بسط کرنا اور قیراط کا حوالۂ ورثہ کرنا معین ہوگا پس اگر تقسیم کے بعد
پورا قیراط فاضل نرہے تو کسر قیراط کا حبات پر بسط کرنا اور حبات کا حوالۂ
ورثہ کرنا لازم ہوگا اور اگر تقسیم کے بعد پورا حبہ فاضل نرہے تو کسر حبہ کا
ارزات پر بسط کرنا اور اونکا ورثہ کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اگر تقسیم
کے بعد پورا ارزہ بھی فاضل نرہے تو اوسکی کسر کا ارزہ کی طرف منسوب کرنا معین
ہوگا اسلیئے کہ ارزہ کے بعد کوئی اسم خاص نہین ہے پس اگر صورت مذکورہ مین
بارہ دینار کے مقام پر متروکہ کی مقدار گیارہ دینار اور تین ربع دینار فرض کیجائے
تو کسر دینار یعنے تین ربع کے قیراط بنائے جائینگے جنکی مقدار پندرہ قیراط ہوتی ہے
اسلیئے کہ ایک دینار کے بیس قیراط ہوتے ہین پس جبکہ پندرہ قیراط کو گیارہ پر
تقسیم کیا تو چار قیراط باقی رہے اونکو حبات پر بسط کیا جنکی مقدار بارہ حبہ ہوتی ہے

اسلیے کہ ایک قیراط کے تین حبہ ہوتے ہین پس جبکہ با۱۲رہ حبہ کو گیارہ پر تقسیم کیا تو ایک حبّہ باقی رہا اوسکو ارزات (چانول) پر بسط کیا جنکی مقدار چار ارزہ ہوتی ہو جسکا اعتبار جزر کے ساتھ کیا جائے گا پس صورت مرقومہ مین ہر ایک لڑکے کو دو دونیار اور دو قیراط اور دو حبّہ اور ارزہ کے آٹھ جزؤن کا استحقاق اور ہر ایک لڑکی کو ایک دنیار اور ایک قیراط اور ایک حبّہ اور ارزہ کے چار جزؤن کا استحقاق حاصل ہوگا اور کبھی حساب فرائض مین غلطی واقع ہو جاتی ہو لہذا اسکی معرفت کے لیے ورثہ کے جملہ سہام کو مجمع کرے پس اگر مجموع سہام کی مقدار مقدار ترکہ کے مساوی ہو تو تقسیم صحیح ہوگی والّا غلط تصوّر کی جائے گی

فقط

فابسطه ارزات واقسمه فان بقی ما لا یبلغ ارزة فانسبه بالاجزاء الیها وقد یغلط الحاسب فاجمع ما یحصل للورثة فان ساوت الترکة فالقسمة صواب والا فهی خطاء کذا فی الدر المنتقی

کتاب القضاء (حکم کرنا) قضا سے عرف فقہا میں ولایت حکم مراد ہی جو اشخاص معینہ پر ایسے شخص کے لیے حاصل ہوتی ہی جسکو قوانین شرعیہ کے جزئیات مین اہلیت فتوی حاصل ہو اور اس کتاب مین کئی بحثین ہین بحث اول صفات قاضی کے بیان مین اور قاضی مین کئی شرطون کا متحقق ہونا معتبر ہی اول بالغ ہونا دوم کامل العقل ہونا سوم مومن (شیعہ اثنا عشری جو اصول خمسہ کا اعتقاد رکھتا ہو) ہونا چہارم عادل ہونا پنجم طاہر المولد ہونا ششم عالم ہونا ہفتم مذکر (مرد) ہونا پس صبی (نابالغ) اور طفل مراہق (قریب البلوغ) کے لئے قضا منعقد نہین ہوسکتی اور اسیطرح کافر کے لیے بھی قضا منعقد نہین ہوسکتی اسلیے کہ وہ اہلیت امانت نہین رکھتا اور فاسق کا بھی یہی حکم ہی اور جنس عدالت مین امین ہونا اور فعل واجبات پر محافظت کرنا بھی داخل ہو اور اسیطرح ولد الزنا کے لیے بھی قضا منعقد نہوگی بشرطیکہ اوسکا ولد الزنا ہونا معلوم ہو جسطرح کہ نماز مین اوسکی امامت (پیشنمازی) اور اشیاء جلیلہ مین اوسکی شہادت صحیح نہین ہی اور اسیطرح اوس شخص کے لیے بھی قضا منعقد نہوگی جو عالم اور اہلیت فتوی مین مستقل نہو اور اوسکے عالم ہونے مین فتاوے علما پر مطلع ہونا کافی نہین ہی بلکہ اوسکا مدارک احکام پر مطلع ہونا لازم ہے اور اسیطرح قاضی کا ان امور پر مطلع ہونا بھی ضرور ہی جن مین کہ وہ متولی حکم ہوتا ہی اور امور مذکورہ مین اوسکا ضابط (حافظ) ہونا بھی داخل ہی پس اگر نسیان اوسپر غالب ہو تو اوسکا منصوب کرنا جائز نہوگا اور آیا اوسکا عالم بکتابت ہونا بھی شرط ہی یا نہین اسمین تردد ہی اسلیے کہ حضرت رسالت مآب مختص بریاست عامہ تھے اور مع ذلک اپنے اوائل مین صنعت کتابت سے خالی تھے لکن علم بکتابت کا شرط ہونا اقرب ہی اسلیے کہ قاضی ایسے امور کی طرف مضطر ہوتا ہی جو غیر نبی کو بدون کتابت میسر نہین ہوسکتے اور عورت کے لیے قضا منعقد نہین ہوسکتی اگرچہ قضا کے جملہ شرائط اوسمین موجود ہون اور آیا اعمی (نابینا) کے لیے بھی قضا منعقد ہوسکتی ہی یا نہین اسمین تردد ہی لکن اوسکا اعمی سکے سلیے

منعقد ہونا اظہر ہی اسلیے کہ قاضی کو بین الخصوم تمیز دینے کی حاجت ہوتی ہی جو حق اعمی
مین امور قلیلہ کے سوا متعذر ہی اور آیا قاضی کا حر (آزاد) ہونا بھی شرط ہی یا نہین پس
شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ شرط ہی لکن اوسکا شرط نہونا اقرب ہی اور
اس مقام پر کئی مسئلے قابلِ بیان ہین پہلا مسئلہ ثبوتِ ولایت مین امام علیہ السلام یا اوس شخص
کے اذن کا حاصل ہونا شرط ہی جسکو کہ امام نے قاضی کے مقرر کرنے کی اجازت دی ہو اور اگر
کسی شخص کو اہل بلد قاضی مقرر کرین تو اوسکی ولایت ثابت نہوگی ہان اگر رعیت مین سے کسی شخص
پر خصمین راضی ہو جائین اور اوسکی طرف مرافعہ کرین اور شخص مذکور کوئی حکم نافذ کرے
تو اون دونون کو اوس حکم پر عمل کرنا لازم ہوگا اور صدور حکم کے بعد اون دونون کا راضی ہونا
شرط نہوگا اور شخص مذکور مین بھی اون شرائط کا تحقق ہونا ضرور ہوگا جن شرائط کا قاضی منصوب
من الامام (جسکو امامؑ نے مقرر فرمایا ہو) مین متحقق ہونا ضرور ہی اور خصمین کے کسی شخص پر
راضی ہونے کا جواز کسی خاص حکم کے ساتھ مخصوص نہین ہی بلکہ جملہ احکام مین ثابت ہی اور
غیبتِ امامؑ کے زمانہ مین من جملہ فقہاء اہلِ بیت علیہم السلام اوس فقیہ کا حکم نافذ ہوتا ہی جو
صفات معتبرہ فی الفتویٰ کا جامع ہو اسلیے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا ہے
فاجعلوہ قاضیا فانی قد جعلتہ قاضیا فتحاکموا الیہ (جو شخص ہمارے احکام پر مطلع ہو
اوسکو قاضی مقرر کرو اسلیے کہ مین نے اوسکو قاضی مقرر کیا ہی پس اوسی کے طرف مرافعہ کرو)
اور اگر کوئی شخص صورت مذکورہ (فقیہ جامع الشرائط کا موجود ہونا) مین قضاۃ جور کی طرف
رجوع کرے گا تو مخطی (گنہگار) ہوگا دوسرا مسئلہ اوس شخص کا متولی قضا ہونا مستحب ہی جسکے لیے
اپنے نفس سے شرائط قضا پر عمل کرنیکا وثوق حاصل ہو اور بسا اوقات متولی قضا ہونا واجب
ہو جاتا ہی اور اوسکا وجوب کفائی ہی اور جبکہ امامؑ کو کسی قسم کے بلد کا قاضی سے خالی ہونا معلوم ہو

جسکو قاضی کی طرف حاجت ہو تو امام پر بلد مذکور کی طرف کسی قاضی کا مبعوث کرنا لازم ہوگا
اور اگر اوس قاضی کے منع کرنے پر (اور اوسکی طرف رجوع نکرنے پر) اہل بلد اتفاق کرین گے
تو آثم (گنہگار) ہونگے اور اون سے قتال کرنا حلال ہوگا تاکہ وہ اجابت کرین اور اوسکے
حکم پر راضی ہون اور اگر کوئی شخص ایسا موجود ہو جسمین شرائط قضا مجتمع ہون اور وہ متولی
قضا ہونے سے انکار کرے تو اوسکا مجبور کرنا جائز نہوگا درصورتیکہ اوسکی مثل کوئی دوسرا
شخص موجود ہو اور اگر متولی قضا ہونے کو امام ۱۲ وسپر لازم فرمائین تو شیخ علیہ الرحمہ نے
کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ اوسکو انکار کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ امام اوس پر جس امر کو لازم
فرمائین اوسکا بجالانا واجب ہی اور ہم صورت مذکورہ (اوسکی مثل کا موجود ہونا) مین امام کے
لازم کرنے کو منع کرتے ہین اسلیے کہ امام ؑ اوس امر کو لازم نہین کرتے جو باعتبار شرع لازم نہو
لکن اگر شخص مذکور کے سوا کوئی دوسرا شخص موجود نہو تو اوسکا متولی قضا ہونا معین ہوجائیگا
اور اوسپر اجابت لازم ہوگی اور اگر امام کو اوسکا حال معلوم نہو تو اوسکو امام ؑ کا اپنے
حال پر مطلع کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ متولی قضا ہونا از قبیل امر بالمعروف ہی اور آیا متولی قضا ہونے
کے لیے مال کا بذل کرنا جائز ہی یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ جائز نہین ہی اسلیے کہ وہ
رشوت کا حکم رکھتا ہی تیسرا مسئلہ جبکہ دو شخص ایسے موجود ہون جو فضیلت مین متفاوت ہون
لکن شرائط معتبرہ اون دونون مین متحقق ہون پس اگر امام منصب قضا کو شخص افضل سے متعلق
فرمائین تو قطعاً جائز ہوگا اور آیا امام ؑ کو اوسکے متعلق کرنے مین افضل سے مفضول کیطرف عدول کرنا
جائز ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن جواز عدول ہو جہ نہین ہی اسلیے کہ اوسکا خلل نظر امام ؑ
کے ساتھ منجبر ہوجائیگا (نقصان فضیلت ۱۲) چوتھا مسئلہ جبکہ امام کسی قاضی کو استخلاف (نائب کرنا) کی اجازت
دین تو اوسکو اپنے لیے کسی شخص کا (خلیفہ و نائب) مقرر کرنا جائز ہوگا اور اگر امام نے اوسکو

استخلاف کی ممانعت فرمائی ہو تو جائز نہو گا اور اطلاق تولیہ کی صورت مین اگر کوئی امارت ایسی موجود ہو جو اذن استخلاف پر دلالت کرتی ہو جیسے ولایت کا اسقدر وسیع ہونا کہ شخص واحد اوسکا ضبط نکر سکتا ہو تو اوسکو نائب کا مقرر کرنا جائز ہو گا والا جائز نہو گا اسلئے کہ متولی قضا ہونا اذن امام پر موقوف ہی **پانچوان مسئلہ** جبکہ ایسا شخص متولی قضا ہو جسپر قضا متعین نہین ہی پس اگر اوسکے پاس اسقدر مال موجود ہو جو اوسکی ضروریات کے لیئے کافی ہو تو اوسکے لیئے رزق کا بیت المال سے طلب نکرنا افضل ہی اور اگر طلب کرے گا تو جائز ہو گا اسلیے کہ وہ منجملہ مصالح ہی اور اگر اوسپر قضا متعین ہو اور اسقدر مال موجود نہو جو اوسکے ضروریات کو کافی ہو تو اوسکو رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہو گا اور اگر اوسکے پاس اسقدر مال موجود ہو جو ضروریات کے لیے کافی ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوسکو رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز نہو گا اسلیے کہ وہ فعل واجب کو ادا کرتا ہی جسپر اجرت کا اخذ کرنا حرام ہے اور آیا قاضی کو متخاصمین (مدعی و مدعی علیہ) سے جعل (اجرت) کا اخذ کرنا جائز ہی یا نہین پس اسمین بین العلما اختلاف ہی اور اس مقام پر شخص مضطر و غیر متعین القضا اور اوسکے غیر مین تفصیل کرنا بیوجہ نہین ہی پس جبکہ اوسپر متولی قضا ہونا متعین نہو اور ضرورت حاصل ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اسصورت مین قاضی کو جعل کا متخاصمین سے اخذ کرنا جائز ہو گا لیکن عدم جواز کا قائل ہونا اولے ہے اور اگر دونون شرطون (قضا کا متعین نہونا اور ضرورت کا حاصل ہونا) مین سے کوئی شرط مختل ہو جاے جیسے اوسپر قضا کا متعین ہونا یا ضرورت کا حاصل نہونا تو اوسکو جعل کا اخذ کرنا جائز نہو گا اور شاہد (گواہ) کے لیئے اولے شہادت پر اجرت کا اخذ کرنا جائز نہین ہی اسلئے کہ بصورت امکان اوسپر اقامت شہادت متعین ہی اور موذن اور قاسم اموال اور کاتب قاضی اور مترجم اور صاحب دیوان (دفتر) اور والی بیت المال (جو بیت المال کی حفاظت

کرتا ہی کو رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہوا اسلیے کہ وہ مصالح مسلمین میں داخل ہی اور اسیطرح اوس شخص کو بھی رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہی جو لوگون کے لیے کیل (ناپنا) یا وزن (تولنا) کرتا ہو اور اسیطرح معلم قرآن و آداب کو بھی رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہی **چھٹا مسئلہ** قاضی کی ولایت (حکومت) استفاضہ (شیوع و شہرت) سے ثابت ہوتی ہی اور اسیطرح نسب اور ملک مطلق (جسمین کوئی شخص متصرف ہوا اور اوسکے مالک ہونے کی وجہ معلوم نہو) اور موت اور نکاح اور وقف اور عتق بھی استفاضہ سے ثابت ہوتے ہین اسلیے کہ امور مذکورہ پر بینہ کا قائم کرنا غالبًا متعذر ہوتا ہی اور اگر ولایت قاضی کی سبب حد استفاضہ پر بالغ نہو جیسے اوسکے ولایت کے مقام کا محل قضا کی مقام (جس جگہہ پر کہ وہ قاضی مقرر ہوا ہی) سے بعید ہونا الی غیر ذلک من الاسباب تو امام یا اونکے منصوب (جو امام کی طرفسے مقرر ہو) کو قاضی مذکور کی ولایت (حکومت) پر دو عادلون کا اسبات مین شاہد کرنا کہ فلان شخص کو امام یا اونکے منصوب نے فلان بلد کا قاضی مقرر فرمایا ہی اور ان دونونکا اہل بلد کے سامنے ادائے شہادت کے لیے قاضی مذکور کے ہمراہ کرنا ضرور ہوگا اور اہل ولایت پر عدم بینہ کی صورت مین قاضی مذکور کے دعوی کا اوسوقت تک قبول کرنا واجب نہوگا جب تک کہ اون کو قاضی مذکور کے صادق ہونیکا یقین حاصل نہو اگرچہ اوسکے صادق ہونے پر امارات (وہ علامات جو مفید ظن ہوتے ہین) شاہد ہون **ساتوان مسئلہ** دو قاضیونکا بلد واحد (ایک شہر) مین اس طرح منصوب کرنا جائز ہی کہ ہر ایک کے لیے علی انفرادہ کوئی جہت معین نہو جیسے اون دونون مین سے ایک کا اموال مین اور دوسرے کا دماء و فروج مین قاضی مقرر کرنا اور ایا جہت واحدہ مین اون دونون کا شریک کرنا بھی جائز ہی یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ جائز نہین ہی تاکہ اختیار قاضی مین اختلاف متخاصمین کا مادہ منقطع ہو جائے

لکن اوسکا جائز ہونا بے وجہ نہین ہی اسلیے کہ قضا وہ نیابت ہی جو اختیار منوب عنہ (امام) کے تابع ہی آٹھوان مسئلہ جبکہ قاضی مین کوئی ایسا مانع حادث ہوجاے جسکے ساتھ قضا منعقد نہو سکتی ہو جیسے جنون اور فسق تو وہ قاضی عہدۂ قضا سے ازخود معزول ہوجائیگا اگرچہ امامؑ اوسکو معزول نفرمائین اور اگر حدوث مانع کے بعد کوئی حکم صادر کریگا تو وہ حکم نافذ نہوگا اور آیا امامؑ کو قاضی کا بلا سبب معزول کردینا بھی جائز ہی یا نہین اسمین تردد ہی لکن عدم جواز بے وجہ نہین ہی اسلیے کہ باعتبار شرع اوسکی ولایت مستقر ہوچکی ہے پس محض ملاحظۂ طلب (خواہش نفس سے زائل نہو گے لکن اگر امامؑ یا اونکے نائب کے نظر مین کسی وجہ سے اوسکا معزول کردینا مصلحت ہو یا کوئی دوسرا شخص ایسا موجود ہو جو اوس سے افضل ہو تو اوسکا معزول کردینا جائز ہوگا اسلیے کہ اسمین جملہ مسلمین کے مصالح کی مراعات ہی نوان مسئلہ جبکہ امام علیہ السلام انتقال فرمائین تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ ہمارے مذہب کا مقتضی یہ ہی کہ جملہ قضاۃ ازخود معزول ہوجائین اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ معزول نہونگے اسلیے کہ باعتبار شرع اونکی ولایت ثابت ہوچکی ہی پس انتقال امامؑ کی وجہ سے زائل نہوگی اور قول اول اشبہ ہی اور اگر قاضی اصلی وفات پاے تو اوسکا نائب معزول نہوجائیگا اسلیے کہ نائب کا مقرر کرنا اذن امام کے ساتھ مشروط ہی پس قاضی اصلی کے نائب پر نائب امام کا حکم جاری کیا جائیگا پس وفات واسطہ (قاضی اصلی) کی وجہ سے معزول نہوگا لکن اوسکے معزول ہوجانیکا قائل ہونا اشبہ ہی دسوان مسئلہ جبکہ کوئی مصلحت ایسے شخص کے متولی قضا کرنے کو مقتضی ہو جسمین مجموع شرائط متحقق نہون جیسے اوسکا عادل یا عالم نہونا تو اوسکی ولایت منعقد ہوجاے گی اسلئے کہ اوس مصلحت کی مراعات لازم ہی جسکا تحقق نظر امامؑ مین مفروض ہی جیسا کہ حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کے زمانہ مین بعض قضاۃ (قاضی شریح

کے لیئے اتفاق ہوا اور بعض علمانے اسکو منع فرمایا ہی اسلیئے کہ جناب امیر ؑ قاضی غیر مرضی کے
لیئے امور قضا کی تفویض نفرماتے تھے بلکہ جن احکام کو کہ قاضی مذکور نافذ کرتا تھا اون احکام مین
اوسکے شریک رہتے تھے پس در اصل حضرت ہی قاضی رہتے تھے اور شخص منصوب قاضی نہوتا تھا **گیارہوان**
مسئلہ جس شخص کی شہادت مقبول نہین ہوتی اوسکا حکم بھی نافذ نہین ہوتا جیسے ضرر
والد پر اوسکے مولود کا حکم اور ضرر مولا پر اوسکے غلام کا حکم اور ضرر خصم پر اوسکے خصم کا حکم اور
مولود کے ضرر و نفع مین والد کا حکم اور بھائی کے نفع و ضرر مین بھائی کا حکم اوسیطرح نافذ
ہوتا ہے جسطرح کو انکی شہادت جائز و مقبول ہوئی ہی **بحث دوم** آداب قاضی کے
بیان مین اور اونکی دو قسمین ہین **قسم اول** آداب مستحبہ کے بیان ہین اور وہ کئی ہین
اول یہ کہ قبل ورود اپنے اہل ولایت مین سے کسی شخص معتمد کو طلب کرے اور اوس سے
اون احوال کا سوال کرے جنکی طرف اوسکو امور بلد مین حاجت ہوتی ہے جیسے علما
و ثقات و ارکان کا دریافت کرنا تاکہ مستحق تعظیم کو غیر مستحق سے امتیاز دے اور اوسکے امور
مین سہولت حاصل ہو **دوم** یہ کہ بعد ورود وسط بلد مین سکونت کرے تاکہ اوسپر خصوم کے
وارد ہونے مین مساوات رہے **سوم** یہ کہ اپنے وارد ہونے پر اہل بلد کو مطلع کرے اگر وہ بلد
وسیع ہو اور بدون اطلاع اوسکی خبر منتشر نہوسکتی ہو **چہارم** یہ کہ قضا کے لئے موضع بارز
(مکان ظاہر) مین جلوس کرے جیسے رحبہ (وہ صحرا جو سواد شہر مین واقع ہو) و فضا
(مقام کشادہ) تاکہ اہل بلد کو اوسکے پاس پونہچنے مین سہولت ہو **پنجم** یہ کہ اولاً اون
اشیاء کو اخذ کرے جو حاکم معزول کے پاس موجود ہون جیسے لوگون کی اسنادین اور
اونکی امانتین تاکہ اوسکو احوال مردم و انکے حقوق و حوائج کی تفصیل معلوم ہوجاے **ششم** یہ کہ
اگر احکام قضا کو مسجد مین جاری کرے تو تحیۃ مسجد کی دو رکعتون کو وقت دخول بجالاے

بولایتہ ولو حکم فی المسجد صلی عند دخولہ تحیۃ المسجد

بعد ازان پشت بقبلہ ہوکر نشست کرے تاکہ جماعت خصوم روبقبلہ ہو اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ قاضی کو روبقبلہ ہوکر نشست کرنا مستحب ہے اسلیے کہ رسولخدا م نے ارشاد فرمایا ہے خیر المجالس ما استقبل بہ القبلۃ (بہترین مجالس وہ مجلس ہے جسمین روبقبلہ نشست ہو) لکن قول اول اظہر ہے ہفتم یہ کہ جب اراوہ قضا کرے تو اولًا اہل سجون کے احوال کی تفتیش کرے اور اونکے اسما کو تحریر کرے اور اہل شہر کو مطلع کرے کہ فلان وقت امر محبوسین مین نظر کیجائیگی (اور اوسکے لیے کوئی روز اور روقت معین کردے) پس جس شخص کا کوئی محبوس ہو وہ وقت معین پر حاضر ہو پس جبکہ جماعت خصوم مجتمع ہو تو ایک ایک محبوس کا نام نکالتا جائے اور اوسکے محبوس ہونے کی وجہ کو دریافت کرتا جائے اور وجہ حبس کو اوسکے خصم پر پیش کرے پس اگر اوسکے حبس کی کوئی وجہ شرعی ثابت ہو تو محبس کی طرف اوسکا اعادہ کرے اور اگر اوسکے محبوس ہونے کی کوئی وجہ ثابت نہو تو اوسکے حال کو مشتہر کردے پس اگر اوسکا کوئی خصم پیدا نہو تو اوسکو رہا کرے اور اسیطرح اگر کسی محبوس کو حاضر کرے اور وہ محبوس کہے کہ میرے لیے کوئی خصم نہین ہے تب بھی اوسکے حال کو بلد مین مشتہر کرے پس اگر اوسکے لیے کوئی خصم ظاہر نہو تو اوسکو رہا کرے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ محبوس مذکور کو مع ذلک قسم بھی دیجائیگی ہشتم یہ کہ جب اہل سجون سے فارغ ہو تو اوصیاء ایتام (جو لوگ یتیمون پر وصی مقرر ہین) کے احوال سے سوال کرے اور اونکے ساتھ وہ احکام بجا لائے جو واجب العمل ہین جیسے کسی وصی کا ضامن قرار دینا یا اوسکے حکم کا نافذ کرنا یا اسی وجہ سے (جیسے یتیم کا بالغ ہوجانا یا خیانت وصی کا ظاہر ہونا) یا اوسکی ولایت کا ساقط کرنا یا درصورت عجز اوسکے ساتھ کسی شریک کا منضم کرنا نہم یہ کہ جب احوال وصیا سے فارغ ہو تو حاکم معزول (برطرف شدہ) کے امنا و معتمدین مین نظر کرے جو اون یتیمون کے مال کی حفاظت کرتے ہین جنکی ولایت

حاکم کے متعلق ہوئی ہے یا اموال مردم اونکے پاس موجود ہین جیسے ودیعت یا مال محجور علیہ (ممنوع التصرف) پس امناء مذکورین مین سے خائن کو معزول (برطرف) کرے اور ضعیف کے لیئے کسی دوسرے شخص کو اوسکا معین قرار دے یا حسب مصلحت اوسکے بدلے کسی دوسرے شخص کو مقرر کرے دہم یہ کہ جب امناء حاکم مین نظر کرنے سے فارغ ہو تو ضوال (حیوانات گم شدہ) و لقطہ (اشیاء برداشتہ شدہ) مین نظر کرے پس جس مال کے تلف ہونیکا خوف ہو یا اوسکے نفقہ نے اوسکی قیمت کا استیعاب کیا ہو اوسکو فروخت کرے اور جس مال کی کہ ملتقط نے ایک سال تک تعریف کی ہو اوسپر اپنا قبضہ کرے اگر اس قسم کا کوئی مال امناء حاکم کے پاس موجود ہو اور اگر منجملہ ضوال و لقطہ کوئی مال ایسا نہو جسکے تلف ہونیکا خوف ہو یا اوسکی قیمت اور نفقہ مساوی ہو یا ملتقط اوسکے ایک سال تک تعریف کر چکا ہو جیسے جواہر اور اثمان (طلا و نقرہ) تو قاضی کو ارباب مال کے لیے اوسکا باقی اور محفوظ رکھنا لازم ہوگا تاکہ وقت حضور اونکے حوالہ کرے جسکی تفصیل کتاب لقطہ مین مذکور ہو چکی ہے یازدہم یہ کہ اہل علم (مجتہدین) مین سے وقت قضا اون لوگون کو حاضر کرے جو اوسکے حکم کا مشاہدہ کرین اور در صورت خطا اوسکو تنبہ کرین اسلیئے کہ ہمارے نزدیک ایک ہی شخص مصیب ہوتا ہے اور اونکے ساتھ اون مسائل نظریہ مین مباحثہ کرے جو اوسپر مبہم ہون تاکہ اوسکا فتوی بر وجہ تحقیق واقع ہو اور اگر کسی مسئلہ مین قاضی خطا کرے اور بعد تلف اوسکو اپنی خطا معلوم ہو تو ضامن نہوگا اور بیت المال سے اوسکی ضمانت متعلق ہوگی دوازدہم یہ کہ جب طریق شرع سے احد الغریمین (مدعی یا مدعی علیہ) تعدی کرے تو خطاب برفق و نرمی اوسکو مطلع کرے پس اگر عود کرے تو اوسکو زجر و توبیخ کرے اور اگر پھر عود کرے تو حسب حال اوسکی تادیب کرے اور اوسی حد پر اقتصار کرے جسکو ضبط شرعی

امر ۱۲

مقتضی ہو قسم دوم آداب مکروہہ کے بیان مین اور وہ بھی کئی ہین اول یہ کہ وقت قضا
کسی صاحب کو مقرر کرے دوم یہ کہ مسجد کو دائما مجلس قضا قرار دے اور کسی قضیہ کا اتفاقا مسجد
مین فیصل کرنا مکروہ نہین ہی اور بعض علمانے اوسکی کراہت کو مطلقا منع فرمایا ہی اسلیئے کہ جناب
امیرع کا جامع کوفہ مین متولی قضا ہونا معلوم ہی سوم یہ کہ حالت غضب مین حکم کرے اور اسیطرح
یہ ایسے وصف کے ساتھ حکم کرنا مکروہ ہی جو شغل نفس مین مساوی غضب ہو جیسے جوع عطش
غم - فرح - وجع - مدافعت اخبثین (بول و براز) - غلبہ نعاس اور اگر احوال مذکورہ مین
کوئی حکم جاری کرے تو نافذ ہوگا جبکہ حق ہو چہارم یہ کہ اپنے لئے خود متولی بیع و شرا ہو بلکہ کسی دوسرے
شخص کا وکیل کر دینا مستحب ہی اور اسیطرح اگر قاضی کو کسی شخص کے ساتھ کوئی خصومت
پیش آجائے تو اوسکا خود متولی خصومت ہونا مکروہ اور کسی کا وکیل کر دینا مستحب ہوگا پنجم
یہ کہ خصم کے ساتھ ایسے انقباض کا استعمال کرے جو اونکے لیئے اظہار حجت سے مانع ہو ششم
یہ کہ ایسے نرمی کے ساتھ پیش آئے جسکی وجہ سے جرأت خصم مامون نہو ہفتم یہ کہ اداے شہادت
کے لیئے جماعت عدول مین سے ایک قوم کو معین کرے اور بعض آخر کی شہادت کو سماعت نکرے
اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ یہ حرام ہی اسلیئے کہ موجب قبول مین جملہ عدول مساوی ہین علاوہ برین
اسمین لوگون پر کلفت اقتصار سے مشقت لازم آتی ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے قابل بیان ہین
پہلا مسئلہ امام ع کو اپنے علم کے موافق مطلقا حکم کرنا صحیح ہی اور امام ع کے علاوہ باقی قضاۃ کو
حقوق ناس مین اپنے علم کے موافق حکم کرنا قطعا جائز ہی اور آیا حقوق اللہ مین بھی اوسکو
اپنے علم کے موافق حکم کرنا جائز ہی یا نہین اسمین دو قول ہین لکن اون دونون مین جواز
قضا صحیح تر ہی اور صور مذکورہ مین جواز حکم کے لیئے کسی شاہد کا حاضر ہونا لازم نہین ہی
دوسرا مسئلہ جبکہ مدعی اپنے دعوے پر کوئی بینہ قائم کرے اور حاکم کو بینہ مذکورہ کی عدالت

معلوم نہوا اور قاضی سے منکر کے اوس وقت تک محبوس رکھنے کا مدعی التماس کرے جبتک
کہ اوسکی تعدیل کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ قاضی کو منکر کا محبوس کر دینا جائز ہوگا
اسلیئے کہ دعوائے مدعی پر بینہ قائم ہوچکا ہی اور اسمین اشکال ہی اسلیئے کہ بینہ مذکورہ سے
مدعی کا کوئی حق ایسا ثابت نہین ہوا جو منکر کے لیئے موجب عقوبت ہو
اگر کوئی حاکم کسی غریم پر ضمانت مال کا حکم اور اوسکے حبس کرنے کا امر کرے اور حاکم ثانی
حاضر ہو تو اوسپر حاکم اول کے حکم مین نظر کرنا لازم ہوگا پس اگر حکم اول موافق حق ہو تو
اوسکو نافذ کریگا اور اگر مخالف حق ہو تو اوسکو باطل کریگا خواہ حکم دوم
جیسے اجماع خبر متواتر یا اجتہادی (ظنی) ہو جیسے خبر واحد۔ منصوص العلیہ
جس حکم کو کہ حاکم اول جاری کرے اور حاکم ثانی کے لیے حکم مذکورہ مین اوسکی خطا ثابت
ہوجائے تو اوسکا نقص کرنا جائز ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی حاکم کسی حکم کو جاری کرے
بعد ازان خود اوسی کو اپنی خطا معلوم ہوجائے تو اوسکو حکم اول کا باطل کرنا اور حکم کا
بر وجہ صواب استیناف کرنا لازم ہوگا۔ **چوتھا مسئلہ** حاکم پر اون قضاۃ کے احکام کا
تتبع کرنا لازم نہین ہی جو اوسکے قبل مقرر تھے لکن اگر محکوم علیہ مدعی ہو کہ حاکم اول نے اوسپر
جور کے ساتھ حکم کیا ہی تو اوسکو حکم اول مین نظر کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر حاکم دوم کے نزدیک
ایسا امر ثابت ہوجائے جس سے حاکم اول کا حکم باطل ہوتا ہو تو اوسکو باطل کرے گا خواہ
حقوق اللہ سے متعلق ہو یا حقوق ناس سے **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص مدعی ہو کہ حاکم
معزول نے دو فاسقون کی شہادت کے سبب سے مجھپر حکم کیا ہی تو حاکم منصوب کو حاکم معزول کا
حاضر کرنا واجب ہوگا اگرچہ مدعی نے کوئی بینہ قائم نکیا ہو پس اگر حاکم معزول نے حاضر ہوکر
صدق مدعی کا اعتراف کیا تو اقرار کے موافق اوسکو الزام دیا جائیگا اور اگر حاکم معزول نے

حاضر ہوکر بیان کیا کہ مین نے شہادت عدلین کے سوا کسی اور سبب سے اوسپر حکم نہین کیا تو
شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ حاکم معزول کو اقامت بینہ کی تکلیف دیجائیگی اسلیے کہ اوسنے مدعی
سے مال کے منتقل ہونے کا اعتراف کیا ہی اور مع ذالک بسبب امر کا دعوی کیا ہی جو ضمانت کو اوسسے
زائل کرے لہذا اوسپر نفی ضمان کے لیے بینہ کا قائم کرنا لازم ہوگا اور یہ قول خالی از اشکال
نہین ہی اسلیے کہ ظاہر یہ ہی کہ احکام شرعیہ مین حکام اعتبار کرتے ہین کیونکہ وہ اسمین امین
قرار دیے گئے ہین لہذا حاکم کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہونا چاہیے اسلیے کہ وہ مدعی
نفی ہی اور بینہ کا قائم کرنا اوس شخص پر لازم ہوتا ہی جو خلاف ظاہر کا مدعی ہو چھٹا مسئلہ
جبکہ حاکم کو سماع شہادت وغیرہ کے لئے کسی مترجم کی حاجت ہو تو اوسکو عدل واحد پر قناعت
کرنا صحیح نہوگا بلکہ شاہدین عدلین کے ترجمہ کا قبول کرنا معین ہوگا اسلیے کہ ترجمہ عدلین کا
معتبر ہونا متفق علیہ ہی اور ترجمہ کا از قبیل روایت ہونا جسمین قول واحد معتبر ہی مشکوک ہی
لہذا اوسکا از قبیل شہادت ہونا جسمین تعدد کا اعتبار لازم ہی اقرب الی الاحتیاط ہوگا
ساتوان مسئلہ جبکہ قاضی کسی کاتب کو مقرر کرے تو اوسمین صفات ذیل کا مجتمع ہونا لازم
ہوگا اول اوسکا بالغ ہونا دوم اوسکا عاقل ہونا سوم اوسکا مسلم ہونا چہارم اوسکا
عادل ہونا اسلیے کہ وہ امین ہی پنجم اوسکا طرق کتابت پر بصیر ہونا تاکہ اوسکے انخداع
(فریب کھانا) سے امن رہی اور اگر صفات مذکورہ کے ساتھ فقیہ بھی ہو تو خوب ہے
آٹھوان مسئلہ اگر حاکم کو شاہدین کا عادل ہونا معلوم ہو تو اون کی شہادت کی بنا پر
حکم کرنا لازم ہوگا اور اگر اونکا فاسق ہونا معلوم ہو تو اونکی شہادت کا رد کرنا معین ہوگا
اور اگر حاکم پر اون کا عادل یا فاسق ہونا مجہول ہو تو اون کے احوال کا تحقیق کرنا واجب
ہوگا اور اسیطرح اگر حاکم کو اونکا مسلم ہونا معلوم ہو اور اونکا عادل ہونا مجہول ہو تو

توقف کریگا تاوقتیکہ اونکا عادل یا مجروح ہونا متحقق ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ حاکم کو مجہول کا بمنزلہ عادل قرار دینا اور اوسکے موافق حکم کرنا صحیح ہو نا اور اسبارہ مین جو روایتین وارد ہوئی ہین وہ شاذ ہین اور عامہ کے موافق ہین یہ اگر حاکم کو کسی طریقہ معتبرہ سے شاہدین کا عادل ہونا ثابت ہو اور اوسکے موافق حکم کرے بعد ازان اونکا وقت حکم فاسق ہونا معلوم ہو جائے تو اپنے حکم کو باطل کریگا اور شہادت مین حسن ظاہر پر تعویل (اعتماد) کرنا جائز نہین ہی اور تزکیہ شاہدین سے درپردہ سوال کرنا سزاوار ہے اسلیے کہ یہ تہمت سے ابعد ہی اور ثبوت عدالت مین بیان تفصیلی کی طرح اجمالی بھی کافی ہی اور تحقیق عدالت ایسی معرفت باطنیہ کے حصول پر موقوف ہی جو اس شہادت پر سابق ہو اور ثبوت جرح مین بیان تفصیلی ہونا لازم ہی اور اجمالی کافی نہین ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ ثبوت جرح مین بھی مطلق بیان کافی ہی اگرچہ اجمالی ہو اور جرح کو تقادم معرفت کی حاجت نہین ہی اور وجہ جرح کا معلوم ہونا کافی ہی اور اگر تعدیل و جرح مین شہود مختلف ہون تو جرح کا مقدم کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ وہ ایسے فعل کی شہادت ہی جسکا باقی شہود پر مخفی رہنا ممکن ہی اور اگر جرح و تعدیل مین دو بینے متعارض ہون تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ حکم مین فقدان مرجح کے سبب سے توقف کیا جائیگا لیکن اگر بینہ جرح پر عمل کرنے کے قائل ہون تو خوب ہی اسلیے کہ سبب حکم کے متحقق ہونے مین اصل عدم ہی تو ان مسئلہ شہود کے متفرق کرنے اور ہر ایک شاہد سے بدون آخر سوال کرنے مین کوئی مضائقہ نہین اور ایسے شہود کا متفرق کرنا مستحب ہی جنکی عقل و بصیرت مین قوت نہو دسوان مسئلہ شاہد جرح کو اوسوقت تک شہادت دینا صحیح نہین ہی جبتک کہ ایسے فعل کا مشاہدہ نکرے جو قادح عدالت ہی یا وہ فعل مابین مردم اس حد پر شایع ہو

توقف حتی تحقیق ما یبنی علیہ من عدالۃ او جرح ... [illegible]

[illegible marginal notes]

جو موجب علم ہوتی ہی جیسے شیاع کا بحد تواتر بالغ ہونا اور ایک یا دس شخصون سے جرح کے
سماع کرنے پر تعویل کرنا صحیح نہین ہی اسلیئے کہ اونکے خبر سے یقین حاصل نہین ہوتا اور جبکہ
عدالت شاہد ثابت ہوجائے تو اوسکی عدالت کے مستمر رہنے کا حکم کیا جائیگا تاوقتیکہ اوس سے
کسی ایسے امر کا صادر ہونا معلوم ہو جو منافی عدالت ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ جب اسقدر
مدت گذر جائے جسمین حال شاہد کا متغیر ہونا ممکن ہو تو حاکم کو اوسکی عدالت سے از سر نو بحث
کرنا لازم ہوگا اور اسکے لیئے کوئی حد معین نہین ہی بلکہ رائے حاکم پر اوسکا مدار ہی **گیارھوان مسئلہ**
حاکم کے لیئے ہر ہفتہ کی قضایا یا احکام اور اوسکے وثائق اور حجج مردم (لوگون کی اسنادین) کا جمع کرنا اور اونپر تاریخ و روز
وغیرہ کا تحریر کردینا سزاوار ہی اور اسیطرح جبکہ ایک مہینہ کی قضایا یا احکام اور اوسکے حجج
و وثائق مجتمع ہوجائین تو اونپر اوس مہینہ کا ضبط کرنا سزاوار ہی اور اسیطرح جبکہ ایک سال
کے قضایا و احکام وغیرہا مجتمع ہوجائین تو اون کا جمع کرنا اور اونپر اوس سال کا ضبط کرنا
سزاوار ہوگا تاکہ دفتر احکام سے اخراج مطلوب مین سہولت ہو **بارھوان مسئلہ** جس مقام
مین کہ حاکم پر کسی محضر کا تحریر کرنا واجب ہو تو اوسکے مقدمات کا بہم پہونچانا اوسپر لازم نہوگا
لکن اگر بیت المال سے وہ اشیاء اوسکے حوالہ کردیے جائین جنکے صرف کرنے کی کتابت مین
حاجت ہوتی ہی تو اوسپر کتابت کرنا واجب ہوگا اور اسیطرح اگر خود ملتمس (صاحب غرض
جسکا محضر لکھا جاتا ہے) اون اشیاء کو اپنے مال مخصوص مین سے حاضر کرے تب بھی حاکم پر
کتابت کرنا واجب ہوگا اور حاکم پر قرطاس کا اپنے مال مخصوص مین سے دفع کرنا واجب نہوگا
تیرھوان مسئلہ حاکم کے لیے شہود پر مشقت کا داخل کرنا اور انکو امور ناگوار کے تکلیف دینا مکروہ
جبکہ وہ لوگ صاحبان بصیرت ہون اور ادیان قویہ رکھتے ہون جیسے اونکا متفرق کرنا اسلیئے کہ
اسمین اونکے لیے ایک نوع کی سبکی اور خواری ہی البتہ ایسے امور کا مواضع ریبہ و مواقع تہمت مین

مسئلہ رابعہ عشر لا یجوز للحاکم ان یتعتع الشاهد وهو ان یداخله فی التلفظ بالشهادة او یتعقبه بل یکف عنه حتی ینتهی ما عنده وان تردد فی الشهادة او توقف لم یجز ترغیبه الی الاقامة ولا تزهیده فی اقامتها وکذلک لا یجوز

استعمال کرنا مستحب ہی **چودھوان مسئلہ** حاکم کو تعتعۂ شاہد جائز نہین ہی جس سے حاکم کا اثناء تلفظ بالشہادۃ مین کسی ایسے کلام کو جو نافع یا مضر ہو داخل کردینا یا بعد فراغ کسی ایسے لفظ کو جو تمۂ شہادت قرار پاسکے زائد کردینا مراد ہی بلکہ حاکم کو اوسوقت تک کف لسان کرنا واجب ہی جب تک کہ وہ اپنے بیان کو تمام کرے اگرچہ وہ اپنی شہادت مین ہیبت حاکم وغیرہ کے سبب سے تردد بھی کرے (اور اوسکے قابل سماعت یا لائق رد کردے ۱۲) اور اگر شاہد کسی وجہ سے اوسے شہادت مین توقف کرے تو حاکم کو اوسکا اقامت شہادت پر اقدام کرنے مین رغبت دلانا جائز نہین ہی اور اسیطرح حاکم کو شاہد کا ترک شہادت پر آمادہ کرنا بھی جائز نہین ہی اور اسیطرح حاکم کو مدعی علیہ کا اقرار بحق سے باز رکھنا بھی جائز نہین ہی اسلیئے کہ اسمین مدعی پر ظلم لازم آتا ہی ہان حاکم کو حقوق اللہ مین مجرم کا اقرار بحق سے باز رکھنا جائز ہی اسلیئے کہ جب ماعز نے زنا کا اعتراف کیا تو رسولخدا ۱۲ نے اوس سے ارشاد فرمایا لعلک قبلتہا لعلک لمستہا (شاید کہ تو نے اوسکا بوسہ لیا ہو شاید تو نے اوسکا لمس کیا ہو) اور حضرت نے اس کلام رحمت انضمام مین ایثار ستار (اخفاء جرم کو اختیار کرنا) کی تعریض کی ہی **پندرھوان مسئلہ** حاکم کو احد الخصمین کا بدون آخر مہمان کرنا مکروہ ہی **سولھوان مسئلہ** رشوۃ اور اوسکے آخذ (لینے والا) پر مطلقاً حرام ہی اور دافع رشوۃ اوسوقت مین آثم ہوتا ہے جبکہ اوسکے ساتھ حکم بالباطل کی طرف توصل کرے (حکم حق کرے ۱۲) اور اگر حکم بحق کی طرف توصل کرے تو آثم نہوگا اور مرتشی کو رشوت کا اوسکے مالک پر رد کرنا واجب ہی اور اگر قبل وصول الی المالک (مالک تک پہونچنے سے پہلے) وہ تلف ہوجائے تو مرتشی (رشوت کا لینے والا ۱۲) اوسکا مالک کیلئے ضامن ہوگا **سترھوان مسئلہ** جبکہ احد الخصمین (مدعی) دوسرے خصم (مدعی علیہ) کے مجلس حکم مین حاضر کرنیکا حاکم سے التماس (درخواست) کرے پس اگر وہ حاضر بلد ہو تو حاکم کو اوسکا مطلقاً (خواہ اہل مروت سے ہو یا نہو) حاضر کرنا لازم ہوگا خواہ مدعی نے اپنے دعوے کو محرر کیا ہو یا نکیا ہو

الخامسة عشرة یکره ان یضیف احد الخصمین دون صاحبه السادسة عشرة الرشوة حرام علی المرتشی ... اداء حضوره وان کان حاضرا سواء کان ذا مروة او لم یکن

اور اگر غائب ہو تو حاکم کو اوسکا طلب کرنا اوسوقت تک لازم نہوگا جب تک کہ مدعی اپنے
دعوے کو تحریر نکرے اور بین الصورتین یہ فرق ہی کہ صورت ثانیہ مین مشقت وضرر لازم آتا ہے
اسلیئے کہ دعوی مدعی کا قابل سماعت نہونا بھی محتمل ہی لہذا اگر غائب کا طلب کرنا تحریر دعوی
کے قبل مشروع ہو اور مدعی کا دعوی قابل سماعت نہو تو مدعی علیہ پر محض مشقت وضرر کا لازم
آنا واضح ہی بخلاف صورت اولی کے کہ وہان پر یہ محظور لازم نہین آتا اسلیئے کہ اگر دعوے
مدعی کا قابل سماعت نہونا فرض بھی کیا جاے تو طلب حاضر کے مشروع ہونے مین اوسکا ضرر
لازم نہین آتا یہ کلام اوس صورت مین ہی کہ جب مدعی علیہ اون مواضع مین سے کسی مقام پر
موجود ہو جو ولایت حاکم سے متعلق ہین اور مقام مذکور مین حاکم کا کوئی نائب ایسا موجود
نہو جو بین الخصمین حکم کرتا ہو والا حاکم کو صورت واقعہ سے اپنے نائب کا مطلع کرنا معین ہوگا
تاکہ وہ اون دونون مین بروجہ صواب حکم کرے اور اگر مدعی علیہ کسی ایسے مقام پر موجود ہو
جو ولایت حاکم سے متعلق نہو تو حاکم کو اوسپر حکم کا بحجت شرعیہ ثابت کرکے حوالہ مدعی کرنا
معین ہوگا اگر چہ وہ غائب ہو اور مدعی کو کسی دوسرے حاکم کی وساطت سے اوسکے حاضر
کرانیکا اختیار حاصل رہیگا اور اگر کوئی شخص کسی عورت پر دعوی کرے اور وہ عورت
باہر نکلنے کی عادت رکھتی ہو تو اوس سے مرد کے احکام متعلق ہونگے اور اگر وہ عورت پردہ نشین
ہو اور باہر نکلنے کی عادت نرکھتی ہو تو حاکم کو اوسکے پاس کسی ایسے شخص کا نائب کرکے
مبعوث (روانہ) کرنا لازم ہوگا جو اون دونون (عورت اور اوسکا مدعی) مین حکم کرے

بحث سوم کیفیت حکم کے بیان مین اور اوسمین کئی مقصد ہین پہلا مقصد وظائف
حکم کے بیان مین اور وہ سات ہین اول حاکم کو سلام کرنے اور محل نشست کے مقرر کرنے
اور نظر کرنے اور کلام کرنے اور استماع کرنے اور عدل کے ساتھ حکم کرنے مین بین الخصمین

(مدعی ومدعی علیہ) مساوات کرنا اور میل قلبی بین مساوات کرنا واجب نہین ہی اسلئے کہ وہ
غالباً متعذر (دشوار) ہی دوم حاکم کو امور مذکورہ مین بین الخصمین مساوات کرنا اُسوقت واجب
ہوگا جبکہ وہ دونون (مدعی و مدعی علیہ) اسلام وکفر مین مساوی ہون اور اگر احدہما مسلم
ہو تو کافر ذمی کا قائم رکھنا و مسلم کا قاعد (نشستہ) یا باعتبار منزل اعلی رکھنا جائز ہوگا دوم
حاکم کو احد الخصمین کے لئے ایسے امر کا تلقین کرنا جائز نہین ہی جسمین دوسرے خصم کے لئے
ضرر ہو اور اسیطرح حاکم کو احد الخصمین کا وجوہ احتجاج (استدلال کرنا) کی طرف ہدایت کرنا
بھی جائز نہین ہی اسلئے کہ ان امور سے ابواب منازعت مفتوح ہوتے ہین حالانکہ وہ
ابواب منازعت کے مسدود کرنے کی غرض سے منصوب کیا گیا ہی سوم جبکہ خصمین سکوت
کرین تو حاکم کو اون دونون سے کلام کرنے کی فرمائش کرنا مستحب ہی مثلاً کہے تکلما (تم
دونون کلام کرو) یا کہے لیتکلم المدعی منکما (تم دونون مین جو مدعی ہو وہ کلام کرے)
اور اگر حاکم کو اون دونون کا اپنی ہیبت کی وجہ سے ساکت ہونا معلوم ہو تو اس امر پر
کسی دوسرے شخص کو مامور کرے اور حاکم کو احد الخصمین سے مواجہہ کرکے خطاب کرنا مکروہ ہی
اسلئے کہ یہ دوسرے خصم کے ایحاش (وحشت کرنا) کو متضمن ہی چہارم جبکہ دو خصم مرافعہ کرین
اور حکم واضح ہو تو قاضی پر حکم کرنا لازم ہوگا لیکن قاضی کو اون دونون کا صلح کی طرف ترغیب
کرنا مستحب ہی اور اگر وہ دونون صلح سے انکار اور منازعت کو اختیار کرین تو حاکم پر اون
دونون مین حکم کرنا معین ہوگا اور اگر حکم مشکل ہو تو قاضی پر حکم کا موخر کرنا لازم ہوگا
تا اینکہ واضح ہو اور تاخیر کے لیئے وضوح کے سوا کوئی حد مقرر نہین ہے پنجم جبکہ کئی خصم مترتب
(یکی بعد دیگرے) وارد ہون تو قاضی کو الاول فالاول کے ساتھ ابتدا کرنا واجب ہوگا اور
اگر ایکہی دفعہ وارد ہون تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اون مین بطریق متعارف قرعہ ڈالا جائیگا

في المكرمة يجب التسوية في الميل بالقلب لتعذره غالبا وانما تجب التسوية مع التساوي في الاسلام او الكفر ولو كان احدهما مسلما جاز ان يكون الذمي قائما والمسلم قاعدا او على منزل

الثانية لا يجوز ان يلقن احد الخصمين ما فيه ضرر على خصمه ولا ان يهديه لوجوه الحجاج لان ذلك يفتح باب المنازعة وقد نصب لسدها

الثالثة اذا سكت الخصمان استحب ان يقول لهما تكلما او ليتكلم المدعي ولو احس منهما باحتشامه امر من يقول ذلك ويكره ان يواجه بالخطاب احدهما لما يتضمن من ايحاش الآخر

الرابعة اذا ترافع الخصمان وكان الحكم واضحا لزمه القضاء ويستحب ترغيبهما في الصلح فان ابيا الا التناجز حكم بينهما فان اشكل اخر الحكم حتى يتضح ولا حد للتاخير الا الوضوح

الخامسة اذا ورد الخصوم مترتبين بدأ بالاول فالاول فان وردوا جميعا قيل يقرع بينهم

اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ فقط اسماء مدعین کا تحریر کرنا کافی ہوگا اور خصوم کے ذکر کرنیکی حاجت نہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ خصوم کا ذکر کرنا بھی ضرور ہوگا تا کہ خصومت مدعی اوسی مدعی علیہ کے ساتھ منحصر ہو اور یہ قول معتمد نہیں ہی پس جن اوراق پر کہ اسماء مدعین مکتوب ہین حاکم کو اونکا زیر ساتر رکھنا اور ایک ایک رقعہ کا خارج کرنا بعد ازان صاحب رقعہ کا بترتیب طلب کرنا لازم ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اسماء مدعین کا تحریر کرنا اوس صورت مین صحیح ہوگا جبکہ قرعہ کا ڈالنا بوجہ کثرت متعسر (شاق) ہو **ششم** جبکہ دعوی مدعی کو مدعی علیہ کسی دعوی کے ساتھ قطع کرے تو اوسکا دعوی اوسوقت تک مسموع نہوگا جب تک کہ دعوی مدعی کا جواب ندے اور حکومت ختم نہو جاے بعد ازان مدعی علیہ کو اپنے دعوے کا از سر نو بیان کرنا صحیح اور حاکم کو سماع دعوی کے بعد اوسکے موافق حکم کرنا لازم ہوگا **ہفتم** جبکہ دو خصم نزاع کرین اور اون دونون مین سے ہر ایک خصم اپنے مدعی ہونیکا مدعی ہو اور احد الخصمین اپنے دعوے کے بیان کرنے مین مبادرت (پیش دستی) کرے تو وہ اولی ہوگا اور حاکم کو اوس کے دعوی کا دعوی آخر کے قبل سماعت کرنا لازم ہوگا اور اگر تقریر دعوی مین دونون خصم ایک ہی وقت مبادرت کرین تو حاکم کو اولاً اوس شخص کے دعوی کا سماع کرنا لازم ہوگا جو اپنے خصم کے داہنی طرف مقیم ہی اور اگر احد الخصمین مسافر اور خصم آخر حاضر ہو تو سماع دعوی مین وہ دونون مساوی ہون گے تا وقتیکہ تاخیر سماع مین احدہما کا ضرر نہو والا حاکم کو اوس کے دعوے کی سماعت کا مقدم کرنا لازم ہوگا اور حاکم کو اسقاط حق یا ابطال دعوی مین شفاعت کرنا مکروہ ہی **دوسرا مقصد** اون مسائل کے بیان مین جو دعوے سے متعلق ہین اور وہ پانچ ہین **پہلا مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی حاکم پر اوس دعوی کا سماعت کرنا واجب نہین ہی جو مجہول ہو جیسے کسی گھوڑے یا پارچہ کا دعوی کرنا اور اوسکی صفت کا بیان نکرنا اور اوسپر اقرار مجہول کا

ویلزم تفسیره وفی الاول اشکال لان الدعوی وصیة بمجهول وان کانت الوصیة بالمجهول جائزة

قبول کرنا اور مقر کو اوسکی تفسیر (تفصیل) کا الزام دینا واجب ہی اور اول مین اشکال ہی
اسلیئے کہ کبھی مدعی کو اپنے حق کا بعض وجوہ سے علم ہوتا ہی اور بعض آخر سے نہین ہوتا پس ایسے
دعوی کا سماعت نکرنا مدعی کی حق تلفی کو مستلزم ہوگا اور اگر کوئی شخص ایسی وصیت کا دعوی
کرے جسمین مال موصی بہ (جسکے ساتھ وصیت کی گئی ہی) مجہول ہو جیسے شے۔جزء۔قلیل۔کثیر۔
عظیم۔بعض وغیرہ تو اوسکا یہ دعوی مسموع ہوگا اسلیئے کہ مجہول کے ساتھ وصیت کرنا جائز ہی
جیساکہ کتاب الوصایا مین مذکور ہوچکا ہی اور مدعی پر اپنے دعوے کا بصیغہ جزم وارد کرنا ضرور ہی
پس اگر کوئی شخص کہے اظنُّ (مین گمان رکھتا ہون) یا کہے اتوہم (مین توہم کرتا ہون)
تو اوسکا دعوی مسموع نہوگا اور بعض معاصرین (شیخ نجیب الدین محمد بن نما اوستاد مصنف رحمہما اللہ تعالی)
دعوای غیر جازمہ کے مسموع ہونے کو مقام تہمت (جبکہ مدعی علیہ متہم ہو) مین تجویز فرماتے تھے
اور منکر (مدعی علیہ) کے حلف دینے کو لازم جانتے تھے اور یہ قول بعید ہی اسلیئے کہ مدعی علیہ کے
متہم ہونے سے قول مذکور (ظن و اتوہم وغیرہ) کا مصداق دعوی ہونا لازم نہین آتا کیونکہ
دعوے سے قول جازم مراد ہوتا ہی اور تہمت مدعی علیہ کی صورت مین قول مذکور (ظن وغیرہ)
پر قول جازم صادق نہین آتا لہذا دعوائے حقیقیہ کے افراد سے دعوائے غیر جازمہ کا خارج
اور غیر مسموع ہونا معین ہوگا دوسرا مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی جبکہ کوئی شخص ثمن
(طلا و نقرہ) کا دعوی کرے تو اوسکے جنس اور وصف اور نقد کے ذکر کرنے کی حاجت ہوگی
اور اگر کسی متاع مثلی جیسے گندم وغیرہ کا دعوی کرے تو صفات کے ساتھ اوسکا ضبط کرنا
ضرور ہوگا اور اوسکے قیمت کے ذکر کرنے کی حاجت نہوگی اگرچہ قیمت کا ذکر کرنا احوط ہے
اور اگر وہ متاع مثلی نہو جیسے مروارید وغیرہ تو اوسکی قیمت کا ذکر کرنا ضرور ہوگا اور اس قول مین
اشکال ہی جو دعوی اور اقرار کے مساوی ہونے سے پیدا ہوتا ہی پس جسطرح کہ اقرار مجہول مسموع

ولا بد من ایراد الدعوی بصیغة الجزم فلو قال اظن او اتوهم لم تسمع وکان بعض من عاصرناه یسمعها فی التهمة ویحلف المنکر وهو بعید عن شبه الدعوی

الثانیة قال الشیخ اذا کان المدعی من الاثمان افتقر الی ذکر جنسه و وصفه ونقده وان کان عرضا مثلیا ضبطه بالصفات ولم یفتقر الی ذکر قیمته وذکر القیمة احوط وان لم یکن مثلیا فلا بد من ذکر القیمة وفی هذا اشکال ینشأ

ہوتا ہی اسیطرح دعواے مجہولہ بھی مسموع ہونا چاہیے تیسرا مسئلہ جبکہ دعواے مدعی تمام ہوجائے
تو آیا قاضی کو مدعی علیہ سے مطالبہ کرنا بدون التماس صحیح ہوگا یا التماس مدعی پر موقوف ہوگا
اسمین تردد ہی لکن اوسکا التماس مدعی پر موقوف ہونا بے وجہ نہین ہی اسلیئے کہ وہ حق مدعی ہی
لہذا قاضی کا مطالبہ کرنا مطالبہ مدعی پر موقوف ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ رعیت مین سے کوئی
شخص قاضی پر دعوی کرے اور اوس مقام پر امام موجود ہون تو اونکی طرف مرافعہ کرنا
معین ہوگا اور اگر امام موجود نہون اور قاضی مذکور اپنی ولایت کے علاوہ کسی دوسرے
مقام پر موجود ہو تو اوسی مقام کے قاضی کی طرف مرافعہ کرنا معین ہوگا اور اگر قاضی مذکور
اپنی ولایت مین موجود ہو تو اوسکے خلیفہ (نائب) کی طرف مرافعہ کرنا معین ہوگا پانچوان
مسئلہ خصمین کے لیئے حاکم کے سامنے نشست کرنا مستحب ہی اور اون دونون کو قاضی کے سامنے
قائم رہنا بھی جائز ہی تیسرا مقصد جواب مدعی علیہ کے بیان مین جواب مدعی علیہ تین
حال سے خالی نہین ہی اول اقرار کرنا پس اس صورت مین قاضی کو مدعی علیہ کا اوسکے
اقرار کے موافق الزام دینا معین ہوگا بشرطیکہ جائز التصرف ہو اور آیا حاکم کو مدعی علیہ کا
بدون استدعاء مدعی اوسکے اقرار کے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی
کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ وہ مدعی کا حق ہی لہذا قاضی کو بدون اوسکی مسئلت کے اوسکے حق کا
استیفا کرنا جائز نہوگا اور صورت حکم یہ ہی کہ قاضی کہے الزمتك (یعنے تجھپر لازم کیا)
یا قضیت علیك (مین نے تجھپر حکم کیا) یا ادفع الیہ مالہ (اوسکا مال اوسکے حوالہ کر)
اور اگر قاضی سے مدعی اپنی لیئے مدعی علیہ کے اقرار کی تحریر (لکھنا) کا التماس کرے تو قاضی پر اوسکا
تحریر کرنا واجب نہوگا تاوقتیکہ اوسکے اسم ونسب کو معلوم نکرے یا اوسکے اسم ونسب پر دو
عادلون کی شہادت نہو اور اگر دو عادل اوسپر حلیہ وصفت شخصہ (جو ممتاز کرنیوالی)

کے ساتھ شہادت دین تو جائز ہوگا اور اوسکے اسم و نسب کے معلوم کرنے کی حاجت نہوگی
اور فقط ذکر حلیہ پر اکتفا کرنا صحیح ہوگا اور اگر مدعی علیہ اپنے اعسار (تنگدستی) کا دعوے
کرے تو قاضی پر اوسکے حال سے بحث و تفتیش کرنا لازم ہوگا پس اگر بعد تفتیش اوسکا فقیر ہونا
ظاہر ہو تو قاضی کو اوسکے لیئے تا وقت یسار (خوشحالی) مہلت دینا واجب ہوگا اور آیا
قاضی کو مدعی علیہ کے تا وقت یسار مہلت دینے اور اوسکے سپرد غرماء (قرضخواہ) کرنے مین
(تاکہ وہ اوس سے بعوض مال خدمت لین یا اجیر کرلین) اختیار حاصل ہوگا یا نہین اسمین
دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین لکن اشہر روایتین یہ ہین کہ قاضی کو مدعی علیہ کا تا
وقت یسار مہلت دینا معین ہوگا اور اوسکا سپرد غرما کرنا صحیح نہوگا اور آیا قاضی کو احوال
مدعی علیہ کے معلوم ہونے تک اوس کا حبس کرنا جائز ہوگا یا نہین اسمین تفصیل ہی جو باب مفلس مین
مذکور ہو چکی دوم انکار کرنا پس جبکہ حق مدعی سے مدعی علیہ انکار کرے مثلاً کہے لا حق له علی
(مدعی کے لیئے مجھپر کوئی حق نہین ہی) اور مدعی کو انکار مدعی علیہ کی صورت کا موضع مطالبہ بالبینہ
ہونا معلوم ہو تو حاکم کو مدعی سے وجود بینہ کے استفسار کرنے (مثلاً کہے الک بینة) اور ساکت رہنے
مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر مدعی کو صورت مذکورہ (انکار مدعی علیہ) کا موضع مطالبہ بالبینہ
ہونا معلوم نہو تو حاکم کو مدعی سے وجود بینہ کا استفسار کرنا (جیسے الک بینة وغیرہ کہنا) واجب
ہوگا پس اگر مدعی کے لیئے کوئی بینہ نہو تو مدعی سے حاکم بیان کریگا کہ اس صورت مین تمکو مدعی علیہ
کے قسم دینے کا استحقاق ہی اور حاکم کو مدعی علیہ کا قسم دینا اوسوقت تک صحیح نہوگا جب تک کہ مدعی
اوسکی استدعاء (درخواست) نکرے اسلیئے کہ وہ مدعی کا حق ہی لہذا اوسکا استیفاء کرنا مطالبہ
مدعی پر موقوف ہوگا اور اگر مدعی علیہ اپنے حلف کرنے مین یا حاکم اوسکے حلف دینے مین تبرع
کرے تو حلف مذکور کا اعتبار نکیا جائیگا اور حاکم کو مدعی علیہ سے دوبارہ حلف لینا معین ہوگا

اگر مدعی اوسکی استدعا کرے اور جبکہ منکر پر حلف لازم کیا جائے تو تین حال سے خالی نہین اول
یہ کہ وہ حلف کرے پس اس صورت مین دعوی مدعی ساقط ہو جائیگا اور اگر مدعی کو حلف غریم
(مدعی علیہ) کے بعد اوسکا مال دستیاب ہو جاے تو اوسکے لیئے غریم سے مقاصہ (اپنے مال کے عوض
مین مال مدیون کا اخذ کرنا) کرنا صحیح نہوگا اور اگر دوبارہ مطالبہ کریگا تو آثم (گنہگار) ہوگا اور
اوسکا دعوی مسموع نہوگا اور اگر اوس حق کے اثبات پر بینہ قائم کرے جسکی نفی پر منکر نے حلف
کیا ہی تو اوسکا بینہ مسموع نہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ بینہ مدعی پر عمل کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ منکر
نے اپنے حلف کرنیمین حق مدعی کے ساقط ہونیکو شرط نکر لیا ہو اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر اپنے
بینہ کو مدعی نے فراموش کیا ہو تو حلف منکر کے بعد بھی مسموع ہوگا اور قول اول (بینہ مدعی کا حلف
منکر کے بعد مطلقاً مسموع نہونا) مروی ہی اور اسیطرح اگر حلف منکر کے بعد ایک شاہد کو قائم کرے
اور اوسکے ساتھ اپنے حلف کو مبذول کرے تو اوسکا شاہد و حلف بطریق اولی مسموع نہوگا اسلیئے
کہ وہ بینہ سے ضعیف ہی لیکن اگر حالف (حلف کرنیوالا) یعنی منکر اپنے نفس کی اقرار کے ساتھ تکذیب کرے تو
مدعی کو اوس سے اپنے حق کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اسیطرح اوسکے مال سے مدعی کو اوسکا مقاصہ کرنا بھی
حلال ہوگا اگر تسلیم حق سے انکار رکھتا ہو **دوم** یہ کہ مدعی علیہ قسم کو مدعی پر رد کرے تو مدعی کو
حلف کرنا لازم ہوگا اور اگر مدعی کو نکول (قسم کا انکار کرنا) کریگا تو اوسکا دعوی ساقط
ہو جائیگا **سوم** یہ کہ مدعی علیہ نکول کرے جس سے اوسکا حلف کرنے اور حلف کے مدعی پر رد
کرنے سے انکار کرنا مراد ہی پس اس صورت مین مدعی علیہ سے حاکم کہیگا اگر تونے حلف کیا یا
اوسکو مدعی پر رد کیا فبہا و الا تجھپر احکام ناکل جاری کرونگا اور حاکم کو مدعی علیہ سے بنظر
احتیاط اس کلام کا تین مرتبہ مکرر واقع کرنا سزاوار ہوگا اگرچہ واجب نہین ہی پس اگر
مدعی علیہ نے نکول پر اصرار کیا تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ حاکم کو اوسپر محض نکول کی وجہ سے

حق مدعی کا حکم کر دینا جائز ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ نکول مدعی علیہ کی صورت مین
حاکم کو قسم کا مدعی پر رد کرنا لازم ہوگا پس اگر مدعی نے حلف کیا تو اوسکا حق ثابت ہو جائیگا
اور اگر حلف سے انکار کیا تو اوسکا حق ساقط ہو جائیگا اور قول اول (محض نکول سے حکم کرنا)
اظہر ہے اور روایت مین بھی وہی وارد ہوا ہی اور اگر حکم بالنکول کے بعد مدعی علیہ حلف
کرے تو اوسپر التفات نکیا جائیگا اور اگر مدعی کے پاس بیّنہ بھی موجود ہو تو حاکم کو مدعی کا
احضار بیّنہ (شہود کا حاضر کرنا) کے ساتھ مامور کرنا جائز ہوگا اسلیئے کہ وہ حق مدعی ہے
اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ جائز ہوگا اور یہ قول خوب ہی اسلیئے کہ امر باحضار سے اُسکا لازم
کرنا مراد نہین ہی بلکہ اذن واعلام مراد ہی اور حضور بیّنہ کی صورت مین حاکم کو اوس سے سوال کرنا
صحیح ہوگا تاوقتیکہ مدعی التماس نکرے اور اسیطرح حاکم پر اقامت شہادت کے بعد بھی حاکم کو اُس
وقت تک حکم کرنا واجب ہوگا جب تک کہ مدعی التماس نکرے اور جبکہ حاکم کو عدالت بیّنہ اس طرح
معلوم ہو کہ اثبات حق کے لیئے صلاحیت رکھتا ہو تو حاکم پر خصم (مدعی علیہ) سے بینہ مذکورہ کی جرح کا
سوال کرنا ضرور ہوگا مثلاً کہے ھل عندک جرح (آیا تیرے پاس کوئی جرح ہی) پس اگر وجود جرح کا
خصم اقرار کرے مثلاً کہے نعم (ہان میرے پاس جرح موجود ہی) اور اثبات جرح مین مہلت کا طالب ہو تو
حاکم کو اوسکا تین روز تک مہلت دینا معین ہوگا اور اگر مدت مہلت مین جرح متعذر ہو تو حاکم کو سوال
مدعی کے بعد اوسپر حکم کرنا واجب ہوگا اور حاکم کو مدعی کا اقامت بینہ کے بعد قسم دینا صحیح نہوگا البتہ
اگر بیّنہ نے کسی میت پر شہادت دی ہو تو حاکم کو مدعی کا ذمہ میت پر حق کے باقی رہنے کی بابت
احتیاطاً قسم دینا لازم ہوگا اور اگر بیّنہ کسے طفل نابالغ یا مجنون یا غائب پر شہادت دے تو آیا ان
صورتون مین بھی حاکم کو بیّنہ کے ساتھ قسم مدعی کا ضم کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن
قسم کا نہونا اشبہ ہی اور حاکم کو مال غائب مین سے اخذ کفیل مدعی سے اوس شخص کے لئے خدا کا

قیل یرد الیمین علی المدعی فان حلف ثبت حقہ وان امتنع سقط والاول اظہر وھو المروی ولو بذل المنکر یمینہ بعد النکول لم یلتفت الیہ ولو کان للمدعی بینۃ لم یقل احضرھا لان ذلک حق لہ وقیل یجوز وھو حسن وصع حضورھا لا یسالہا الحاکم ما لم یلتمس المدعی ومع اقامتہا لا یحکم الا بمسئلتہ وبعد ان یعرف عدالۃ البینۃ یقول ھل عندک جرح فان قال نعم وسال الانظار فی اثباتہ انظرہ ثلثا فان تعذر الجرح حکم بعد سوال المدعی ولا یستحلف المدعی مع البینۃ الا ان تکون الشہادۃ علی میت فیستحلف علی بقاء الحق فی ذمتہ استظہارا ولو شہدت علی صبی او مجنون او غائب ففی ضم الیمین الی البینۃ تردد اشبہ انہ لا یدفع الی الغائب ماله من مال الا بکفیل ویدفع الحق بعد تکفیل

فان غاب حبس حتی یبین الزم الجواب فان اعتمد السکوت ولا مطالبته بکفیل ولیس لملازمته اطلاقه فیغیب بین الصدد خیرة الحاکم ان لبینة قائمة ذکر المدعی بالمال ولو القابض

اخذ کرنا جو مال غائب پر قابض ہی) کے بعد قدر حق کا حوالہ مدعی کرنا صحیح ہوگا اور اگر مدعی اپنے بینہ کا غائب ہونا بیان کرے تو حاکم کو مدعی کا تا حضور بیّنہ صبر کرنے اور مدعی علیہ کے قسم دینے مین مخیّر کرنا صحیح ہوگا اور مدعی کو ملازمت مدعی علیہ (اسطرح اوسکے ہمراہ رہنا جو بدون دعوی جائز نہوتا) صحیح نہوگی اور اسیطرح اوسکو مدعی علیہ کا حبس کرنا یا اوس سے کفیل کا مطالبہ کرنا بھی صحیح نہوگا سوم سکوت کرنا (جواب مدعی علیہ کا سکوت ہونا) پس اگر مدعی علیہ عمداً سکوت کرے تو حاکم کو اوسپر جواب کا لازم کرنا معین ہوگا اسلیے کہ مقام دعوی مین محض سکوت جواب نہین ہوسکتا پس اگر از راہ عناد جواب ندے تو حاکم کو مدعی علیہ کا اوسوقت تک حبس کرنا جائز ہوگا جب تک کہ جواب ندے اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ حاکم کو اوسکا جواب دینے پر مجبور کرنا صحیح ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ صورت مذکورہ مین حاکم اوس سے کہیگا کہ جواب دو والا تمہر ناکل (حلف کرنے اور حلف کے مدعی پر رد کرنے سے انکار کرنے والا) کا حکم (قسم کا مدعی پر رد کرنا) جاری کیا جائیگا اور مدعی پر قسم رد کی جائیگی اور اگر مدعی علیہ نے اسکے بعد بھی سکوت کرنے پر اصرار کیا تو حاکم کو قسم کا مدعی پر رد کرنا صحیح ہوگا لیکن قول اول (مدعی علیہ کا تا بیان جواب محبوس رکھنا) مروی ہی اور قول اخیر (مدعی علیہ پر حکم نکول کا جاری کرنا اور قسم کا مدعی پر رد کرنا) عدم قضا بالنکول (تنہا نکول پر فیصلہ نکرنا) پر مبنی ہی والا مدعی پر رد قسم کی حاجت نہوتی [اور قول دوم کا ماخذ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہی ۱۲ مترجم] اور اگر مدعی علیہ مؤف (آفت رسیدہ) یا علیل ہو جیسے اوسکا بہرہ یا گونگا ہونا تو حاکم کو معرفت جواب مین ایسے اشارہ کے ساتھ توصل کرنا معین ہوگا جو مفید یقین ہو اور اگر اوسکا اشارہ ایسا مغلق ہو جس سے جواب کے حاصل کرنے مین کسی مترجم کی حاجت ہو تو حاکم کو ایک مترجم پر اکتفا کرنا صحیح نہوگا بلکہ اوسکے اشارہ کی شہادت مین مترجمین عدلین کی حاجت ہوگی اور اس مقام پر دو مسائل بیان کیے جاتے ہین جو حکم علی الغائب سے متعلق ہین اور وہ تین ہین پہلا مسئلہ جو شخص کہ مجلس قضا مین حاضر نہو اوس پر حاکم کو مطلقاً حکم کرنا صحیح ہوگا خواہ اوسنے سفر کیا ہو یا بلد قضا

وقیل یجبر حتی یجیب وقیل یقول الحاکم اما اجبت والا جعلتک ناکلا ورددت الیمین علی المدعی فان اصر رد الحاکم الیمین علی المدعی

ولو کان به صمم او خرس توصل الی معرفة جوابه بالاشارة المفیدة للیقین ولو استغلقت اشارته بحیث یحتاج الی المترجم لم یکف الواحد

[اور قول اخیر قضا بالنکول پر مبنی ہی]

مسائل الحکم علی الغائب الاولی یقضی علی من غاب عن مجلس القضاء مطلقا

ہین حاضر ہوا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ حاضر پر پراو سوقت تک حکم کرنا صحیح ہو گا جبتک کہ مجلس حاکم
ہین حاضر ہونے سے معذور رہو دوسرا مسئلہ غائب پر حقوق مردم ہین حکم کرنا صحیح ہے جیسے
دیون اور عقود وغیرہ اسلیے کہ وہ احتیاط پر مبنی ہین اور حقوق اللہ مین حکم کرنا صحیح نہین ہے
جیسے زنا اور لواطہ وغیرہ اسلیے کہ حقوق اللہیہ تخفیف پر مبنی ہین اور بوجہ احتمال ساقط ہوجاتے ہین
جو محل بحث مین متحقق ہی کیونکہ غائب کے پاس کسی ایسے حجت کا موجود ہونا بھی محتمل ہی جو حجت
مدعی کو باطل کردے اور اگر حکم مدعی ہر دو نون حقون (حق اللہ و حق الناس) پر مشتمل ہو تو حاکم
کو غائب پر حق الناس کے متعلق حکم کردینا صحیح اور حق اللہ کے متعلق حکم کردینا باطل ہوگا مثلاً
کسی غائب کے سرقہ کرنے پر بینہ قائم ہو تو حاکم کو اوسپر تاوان مال کے ادا کرنیکا حکم کرنا صحیح ہوگا
اور آیا قطع ید کا حکم کرنا بھی صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اسلیئے کہ وہ دونون (تاوان مال
اور قطع ید) ایک ہی علت (سرقہ) کے معلول ہین لہذا قطع ید کے حکم کا صحیح ہونا محتمل ہی اور
چونکہ قطع ید حق اللہ ہی اور حق اللہ مین غائب پر حکم کرنا جائز نہین ہی لہذا قطع ید کے حکم کا صحیح
نہونا بھی محتمل ہی تیسرا مسئلہ اگر صاحب حق (مدعی) غائب ہو اور غریم (مدیون مدعی علیہ)
سے اوسکا وکیل اوسکے حق کا مطالبہ کرے اور غریم اوسکے حوالۂ موکل (وکیل کرنیوالا مدعی) کر چکنے کا
مدعی ہو اور بینہ رکھتا ہو تو آیا حاکم کو غریم مذکور پر حق مدعی کا لازم کردینا صحیح ہوگا یا نہین اسمین
تردد ہی اسلیے کہ غریم کا حق مدعی کو ادا کردینا بھی محتمل ہی جو حاکم کے حکم مین توقف کرنیکو مقتضی ہے
اور چونکہ حاکم کا توقف کرنا طلب حقوق بواسطۂ وکلاء کے متعذر (دشوار) ہونے کی طرف منجر
ہوتا ہی لہذا حاکم کو غریم پر حق کے لازم کرنے کا اور دعوای غریم کے لغو قرار دینے کا صحیح ہونا
بھی محتمل ہی لیکن اول (غریم پر حق مدعی کے لازم کردینے کا صحیح ہونا) اشبہ ہی چوتھا مقصد
کیفیت استحلاف (قسم دینا) کے بیان مین اور اوسمین تین امر قابل بحث ہین امر اول

ولو كان صاحب الحق غائبا فطالب الوكيل فادعى الغريم التسليم الى الموكل وله بينة دفعي فيه التوقف في الحكم

قسم کے بیان میں پس کسی شخص کو اللہ جلشانہ اور اوسکے اسماء مخصوصہ کے سوا کسی شی کا حلف دینا صحیح نہیں ہی اگرچہ وہ شخص کافر ہو اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ حلف مجوسی مین فقط لفظ جلالہ (اللہ) پر انتصار کرنا صحیح نہوگا اسلیئے کہ وہ تو کہتے ہیں الہ بہت ہیں بلکہ اس لفظ شریف کے ساتھ کسی ایسے صفت کا منضم کرنا ضرور ہوگا جو اس احتمال کو زائل کر دے اور غیر اسماء اللہ تعالیٰ کے ساتھ حلف دینا جائز نہیں ہی جیسے کتب منزلہ اور رسل معظمہ اور اماکن شریفہ اور اگر حاکم کی راے مین کافر ذمی (یہودی و نصرانی) کو اون اشیاء کا حلف دینا باعث خوف زیادہ ہو جن کو اوسکا دین مقتضی ہی جیسے توریت اور انجیل تو جائز ہوگا اور حاکم کے لیئے قسم پر وعظ کا مقدم کرنا اور عاقبت قسم سے خوف دلانا مستحب ہی اور حاکم کو حالف (قسم کھانیوالا) سے حق مدعی کی نفی پر قسم لینا کافی ہوگا مثلاً کہے قل ماله قبلی حق (کہہ تو کہ قسم بخدا میری طرف اوسکا کوئی حق نہیں ہی) اور کبھی قسم مین تغلیظ کی جاتی ہی لیکن وہ لازم نہیں ہی اگرچہ حاکم سے مدعی اوسکا التماس بھی کرے بلکہ حکم مین اوسکا از راہ احتیاط استعمال کرنا مستحب ہی اور اوسکی کئی صورتین ہین اول کسی قول کے ساتھ تغلیظ کرنا جیسے حاکم کا حالف سے کہنا قل واللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم الطالب الغالب الضار النافع المدرك المهلك الذي يعلم من السر ما يعلم من العلانية ما لهذا المدعي علي شئ مما ادعاه

(کہہ تو کہ مین قسم کھاتا ہون اوس معبود برحق کی جو رحمن اور رحیم اور طالب اور غالب اور ضار اور نافع اور مدرک اور مہلک اور ظاہر و باطن کو یکسان جانتا ہی کہ اس مدعی کے لیئے مجھ پر مجملہ اون حقوق کے جن کا اوس نے دعوی کیا ہے کوئی حق نہیں ہی ۱۲)

اور حاکم کے لیئے الفاظ مذکورہ کے سوا اور عبارت کے ساتھ بھی قسم مین تغلیظ کرنا جائز ہی دوم کسی مکان کی ساتھ تغلیظ کرنا جیسے مسجد اور حرم محترم یا من جملہ اماکن معظمہ کوئی اور مکان سوم کسی زمان کے ساتھ تغلیظ کرنا جیسے یوم جمعہ اور روز عید اور ماہ رمضان یا من جملہ اوقات مکرمہ کوئی اور وقت اور کافر پر اون اماکن کے ساتھ تغلیظ کرنا جائز ہوگا جنکے شرف کا اوسکو اعتقاد ہو جیسے بیع (معابد یہود) اور کنائس (معابد نصاری) اور اسیطرح کافر پر اون اوقات کے ساتھ بھی تغلیظ کرنا صحیح ہوگا

ہیکی حرمت اوسکی مذہب مین ثابت ہو اور حاکم کو کل حقوق مین قسم کا مغلظ کرنا مستحب ہے اگرچہ وہ بمقدار قلیل ہو البتہ اوس مال میں تغلیظ قسم مستحب نہین ہی جسکی مقدار قطع ید کے نصاب (ثقال ذہب کا ایک ربع) سے کم ہو اور اس مقام پر دو فرعین مذکور ہوتے ہین **فرع اول** اگر تغلیظ قسم کے قبول کرنے سے منکر امتناع کرے تو حاکم کو اوسکا تغلیظ قسم پر مجبور کرنا صحیح نہوگا اور امتناع مذکور سے نکول قسم متحقق نہوگا **فرع دوم** اگر تغلیظ قسم کے قبول نکرنے پر منکر حلف کرے تو اوسکی قسم منعقد ہو جائیگی پس اگر حاکم سے تغلیظ قسم کی اوسکا خصم (مدعی) درخواست کرے تو منکر کی قسم منحل نہوگی (حکم قسم اوس سے برطرف نہوگا) کیونکہ منکر کے لیئے تغلیظ قسم مرجوح ہی لہذا اوس کے ترک پر قسم کے منعقد ہو جانے کا کوئی مانع نہین ہی اور درخواست مدعی سے اوسکے منحل ہو جانے پر کوئی دلیل نہین ہی بناءً علیہ اگر منکر اپنی قسم مین تغلیظ کریگا تو حانث ہوگا اور اخرس (گونگا) کو اشارہ مفہمہ کے ساتھ قسم دیجائیگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اخرس کے ہاتھ کا حق تعالی کے اُس اسم مقدس (لفظ اللہ) پر وضع رکھنا کرنا معین ہوگا جو مصحف (قرآن شریف) یا کسی کاغذ مین مکتوب (لکھا ہوا) ہو اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ صورت یمین کا کسی لوح (تختہ) یا کاغذ مین لکھکر ہو لینا اور بعد اعلام (مطلع کرنا) اوسکے پی لینے پر اخرس کو مامور کرنا معین ہوگا پس اگر اخرس نے اوسکو پی لیا تو حکم حالف (قسم کھانیوالا) اوسپر جاری کیا جائیگا اور گر اوسکے پینے سے انکار کیا تو حق مدعی اوسپر لازم کیا جائیگا اسلیئے کہ جناب امیر ع نے ایک اخرس کے واقعہ مین اسیطرح حکم فرمایا تھا اور حاکم کو مجلس قضا کے سوا کسی دوسرے مقام پر حلف لینا صحیح نہین ہی تا وقتیکہ حالف (قسم کھانیوالا) کے لئے کوئی عذر نہو جیسے اوسکو کسی ایسے مرض کا لاحق ہونا جو مجلس قضا مین حاضر ہونے سے مانع ہو پس اس صورت مین حاکم کو کسی ایسے شخص کا نائب کرنا صحیح ہوگا جو اوسکے مکان پر جاکر اوس سے حلف لے اور اسیطرح اگر حاکم کو کسی ایسی عورت سے حلف لینا مطلوب ہو جو مجمع

بجمع الرجال والممنوعة عن الخروج الی الحاکم ...

پینے سے انکار کیا تو حضرت نے دین کو اوسپر لازم فرمایا ۱۲

رجال مین نکلنے کی عادت نرکھتی ہو یا کسی عذر کی وجہ سے نکلنے پر قادر نہو تب بھی حاکم کو اوس
حلف لینے کے لیے کسی نائب کا مقرر کرنا صحیح ہوگا امر دوم یمین منکر و مدعی کے بیان مین
پس منکر پر یمین متوجہ ہوتی ہی اسلیئے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے البینة علی المدعی
والیمین علی من انکر (مدعی پر بینہ کا قائم کرنا اور منکر پر حلف کرنا لازم ہی) اور مدعی پر
بھی کئی مقام مین یمین متوجہ ہوتی ہی مقام اول منکر کا قسم کو مدعی پر رد کرنا مقام
دوم مدعی کا اثبات حق کے لئے فقط ایک شاہد کو پیش کرنا کہ اس صورت مین شاہد دوم
کے مقام پر یمین مدعی کا قائم کرنا صحیح ہوگا مقام سوم دعوای خون مین لوث کا موجود
اور حاکم کے لیئے صدق مدعی کا بواسطۂ امارات مظنون ہونا جسکی توضیح عنقریب آئیگی
انشاء اللہ اور جبکہ مدعی کے پاس بینہ موجود ہو تو منکر کو مدعی پر یمین کا متوجہ کرنا صحیح نہوگا
اسلیے کہ بینہ سے تہمت مرتفع ہی کیونکہ وہ حجت شرعیہ ہے اور اوس کے ساتھ یمین مدعی کی انضمام
کی حاجت نہین ہی اور فقدان بینہ کی صورت مین یمین کا نفی دعوی کے لیئے منکر پر متوجہ
ہونا اولے ہوگا اسلئے کہ اوس کا قول برائت اصلیہ کے موافق ہی اور اوسکا اثبات دعوی
کے لیے مدعی پر متوجہ ہونا صحیح نہوگا اسلیئے کہ اوسکا قول اصالت عدم کی مخالف ہے اور جبکہ
یمین متوجہ ہو تو منکر کو نفی دعوی پر بطریق جزم و یقین حلف کرنا معین ہوگا اور کسی
دعوی مین نفی علم پر حلف کرنا کافی نہوگا البتہ اگر فعل غیر پر حلف کیا جای تو فقط
نفی علم پر حلف کرنا کافی ہوگا پس اگر کسی شخص پر متاع کے خرید کرنے یا دینا کے قرض لینے
یا جنایت کے واقع کرنیکا دعوی کیا جائے اور شخص مدعی علیہ انکار کرے تو اوسکو بطریق جزم
و یقین حلف کرنا لازم ہوگا اسلیئے کہ وہ اوسیکا فعل ہی لکن اگر کسی شخص کے پدر پر دعوی
کیا جائے تو شخص مذکور کے طرف اوسوقت تک یمین متوجہ نہوگی جب تک کہ اوسکے علم کا

دعوی نکیا جاے پس اگر اوسکے علم کا دعوی کیا جائیگا تو اوسکو اپنے علم کی نفی پر حلف کرنا کافی
ہوگا مثلاً کہے لا اعلم (مین اسکو نہین جانتا) اور اسیطرح اگر وکیل مدعی کے قبضہ کر لینے اور مدعی
کے عالم ہونیکا مدعا علیہ دعوی کرے مثلاً کہے قد قبض ما علی وکیلک وانت تعلمہ (تیرے
وکیل نے اوس حق پر قبضہ کر لیا ہی جو مجھپر ثابت تھا جسکو تو بھی جانتا ہی) تو مدعی کو بھی اپنے علم کی
نفی پر حلف کرنا کافی ہوگا مثلاً کہے لا اعلم (وکیل کے قبضہ کر لینے کو مین نہین جانتا) لکن جبس
مدعی کے پاس گواہ موجود ہو تو اوس پر یمین متوجہ نہوگی البتہ قسم کے رد کرنے
یا ایک قول کی بنا پر نکول کرنے مین مدعی پر بھی یمین متوجہ ہوتی ہے پس اگر یمین
کو منکر رد کریگا تو مدعی کو بطریق جزم حلف کرنا متعین ہوگا اور اگر مدعی نکول (انکار)
کریگا تو اوسکا دعوے اجماعاً ساقط ہو جائیگا اور اگر مدعی پر قسم کو منکر رد کرے
بعد ازان قبل احلاف (مدعی سے قسم لینے کے پہلے) اوسکو بدل کرے تو شیخ علیہ
الرحمہ نے فرمایا ہے کہ منکر کو اس صورت رد قسم مین بدل یمین کا اوسوقت تک اختیار
ہوگا جبتک کہ مدعی راضی نہووے اسیلئے کہ رد قسم کے بعد اوسکا استحقاق ساقط ہو جاتا ہی
اور اسمین تردد ہی اسیلئے کہ رد یمین سے اوسکا تفویض یمین کردینا مراد ہوتا ہی اور حق یمین کا ساقط
کردینا مراد نہین ہوتا اور صورت انکار مین مدعی علیہ کو استحقاق مدعی
کی نفی پر حلف کرنا کافی ہوگا اور خصوص دعوی کی نفی پر حلف کرنا لازم نہوگا
اسلیے کہ نفی استحقاق سے جملہ جہات کی نفی ہو جاتی ہی جسمین جہت دعوی بھی داخل
ہی اور اگر کسی شخص پر متاع وغیرہ کے غصب کرنے یا اجارہ (بکرایہ لینا) لینے کا
دعوی کیا جاے اور وہ اوسکی نفی کرنے کے ساتھ جواب دے مثلاً کہے انی لم اغصب (مینے غصب
نہین کیا) یا کہے انی لم استاجر (مینے بکرایہ نہین لیا) تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اسکو جواب

کے موافق حلف کرنا لازم ہوگا اسلیئے کہ اوسنے جواب مذکور کو اوسکے ساتھ حلف کرنے پر قادر ہونے کی حالت مین اختیار کیا ہی لکن حلف کا موافق جواب لازم ہونا بے وجہ نہین ہی بس اگر وہ از راہ تطوّع (تبرع) جواب کے موافق حلف کرے مثلاً کہے واللہ انی ابرأتہ عمّا ادعاہ تو صحیح ہوگا اور اگر فقط نفی استحقاق پر اختصار کرے مثلاً کہے واللہ ما لہٰذا المدعی عندی حق تو کافی ہوگا اور اگر مدعی کے ابرار (ساقط کرنا) کردینے یا اوسکے حوالہ کرچکنے کا دعوی کرے اور مدعی انکار کرے تو اس صورت مین منکر کا مدعی ہونے کے طرف اور مدعی کا منکر ہونے کی طرف انقلاب ہوجائیگا پس مدعی کو بقار حق پر حلف کرنا کافی ہوگا اور اگر وہ اپنے ابرار کرنے یا اوسکے قبضہ دے چکنے کی نفی پر حلف کرے تو دعوای خصم کے دفع کرنے مین آکد (جو تاکید پر مشتمل ہو) ہوگا لکن وہ لازم نہین ہی اور جس مقام مین کہ مدعی علیہ پر دعوی کا جواب دینا لازم ہوتا ہی وہان جواب کے ساتھ اوس پر یمین بھی متوجہ ہوتی ہی اسلیئے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا ہی الیمین علی من انکر اور صورت نکول مین منکر پر حکم کیا جائیگا جیسے عتق نکاح بسبب طلاق وغیرہ اور یہ قول قضا بالنکول پر مبنی ہی اور قول آخر کی بنا پر یمین کا مدعی کی طرف متوجہ کرنا معین ہوگا پس حلف مدعی کے ساتھ اوسکے موافق اور نکول مدعی کے ساتھ اوسکی مخالف حکم کیا جائیگا اور اس مقام پر آٹھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ وارث کی طرف کسی دعوے مین اوسوقت تک یمین متوجہ نہوگی جب تک کہ مورث کے مرجانے یا حق کی ثابت ہونے پر اوسکے مطلع ہونیکا اور اوسکے قبضہ مین کسی مال کے ترک کرنے کا دعوی نکیا جاے اور اگر منجملہ امور ثلثہ (موت مورث وثبوت حق وترک مال) کسی امر کے معدوم ہونے پر مدعی بھی مساعد ہوگا تو وارث کی طرف یمین متوجہ نہوگی اور اگر وارث پر موت مورث یا ثبوت حق کے ساتھ عالم ہونیکا دعوی کیا جائیگا تو وارث کو نفی علم پر حلف کرنا

وبالنفی للمدعی علی بقاء الحق والمدعی منکرا لہ فیقلب مدعیا والقیمین منفیا اد الابراء الکلی ولو ادعی علی نفی الابراء والاقباض او الاقتضاء کان آکد لکنہ غیر لازم ومن توجہ علیہ الجواب عن الدعوی فانکر توجہت علیہ الیمین للنص او یقضی علیہ بالنکول وتوجہ علیہ الجواب متوجہ مع الیمین (؟) ولو حلف علی نفی ذلک کان آکد والنسب والطلاق علی القول بالقضاء بالنکول وعلی القول الآخر ترد الیمین علی المدعی ویقضی لہ مع الیمین وعلیہ مع النکول ولا یلزم الوارث الیمین الا مع العلم

علی الوارث یتوجہ علیہ الیمین لنفی العلم بموت المورث والعلم بالحق وانہ ترک فی یدہ مالا ولو ساعد علی عدم احد ہذہ الامور لم یتوجہ علیہ الیمین ولو ادعی علیہ العلم بموت او بالحق

کافی ہوگا اور اگر مدعی مذکور اپنے حق اور وفات مورث کو ثابت کردے اور قبضہ وارث مین مال مورث کے موجود ہونیکا مدعی ہو تو وارث کو نفی مال پر بطریق جزم حلف کرنا لازم ہوگا اور نفی علم پر حلف کرنا کافی نہوگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی غلام پر ایسے مال کا دعوی کرے جو اوسکے آقا کی طرف راجع ہو تو احکام مدعی علیہ بھی اوسکے آقا سے متعلق ہونگے اور اسمین دعوائے مال اور دعوائے جنایت دونون مساوی ہین پس اگر کوئی شخص اوس مال پر دعوی کرے جو قبضۂ غلام مین موجود ہو اور آقائے غلام اوسکا اقرار کرے تو مال کا حوالہ مدعی کرنا لازم ہوگا اگرچہ غلام اوسکا انکار کرتا ہو اور اگر آقائے غلام اوسکا انکار کرے تو آقا پر یمین متوجہ ہوگی اگرچہ غلام اوسکا اقرار کرتا ہو **تیسرا مسئلہ** (اجرائے) حدود مین وہ دعوے مسموع نہوگا جو بینہ سے مجرد (خالی) ہو اور منکر پر یمین متوجہ نہوگی ہان اگر کسی شخص کا قذف (زنا کی نسبت دینا) کیا جاے اور قاذف (زنا کی نسبت دینیوالا) کے پاس بینہ موجود نہو اور وہ شخص مقذوف (جسکو زنا کی نسبت دی گئی ہی) اوس (قاذف) پر دعوی کرے مثلاً کہے قذفنی فلان (فلان شخص نے مجکو زنا کی نسبت دی ہی) اور قاذف یمین کو مقذوف پر رد کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مقذوف کا یمین مردودہ کے ساتھ حلف کرنا جائز ہوگا تاکہ ذمۂ قاذف پر حد قذف ثابت ہو اور اسمین اشکال ہی اسلیئے کہ اجرائے حد مین یمین متوجہ نہین ہوتے **چوتھا مسئلہ** منکر سرقہ پر اسقاط غرامت (تاوان) کے لیئے یمین متوجہ ہوتی ہی اور اگر نکول (حلف سے انکار کرنا) کرے تو اوسپر مال کا ادا کرنا لازم ہوگا لکن اوسکے نکول سے ہاتھ کا قطع کرنا جائز نہوگا اور یہ حکم قضا بالنکول پر مبنی ہی اور یہی اظہر ہی اور اگر قضا بالنکول کے قائل نہون تو یمین کا مدعی پر رد کرنا معین ہوگا پس اگر اوسنے حلف کیا تو سارق کو ادای مال کا الزام دیا جائیگا اور اگر مدعی نے حلف سے انکار کیا تو اوسکا دعوی ساقط ہوجائیگا لکن دونون

الاظہر والا حلف المدعی ولا یثبت الحد

تولون کی بنا پر حدّ سرقہ ثابت نہوگی اور اسیطرح اگر اثباتِ سرقہ کے لیے ایک شاہد کو قائم کرے اور شاہد دوم کے عوض مین حلف کرے تب بھی منکر پر حد سرقہ ثابت نہوگی پانچوان مسئلہ اگر مدّعی کے پاس بینہ موجود ہو لکن اوس سے حسب مصلحت اعراض کرکے یمین منکر کا التماس کرے یا بینہ کے ساقط کرنے اور یمین منکر پر قناعت کرنے کی تصریح کرے مثلاً کہے اسقطت البینۃ وقنعت بالیمین (مینے بینہ کو ساقط کیا اور حلف منکر پر قناعت کی) تو آیا اوسکو بینہ کی طرف رجوع کرنا جائز ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ جائز نہوگا اور اسمین تردد ہی اور شاید کہ جواز رجوع اقرب ہو اور اسیطرح اگر شاہد واحد (ایک گواہ) کو قائم کرے بعد ازان اوس سے اعراض اور یمین منکر پر قناعت کرے تب بھی یہی بحث جاری ہوگی چھٹا مسئلہ اگر صاحب نصاب (جسکے پاس مال کی وہ مقدار موجود ہو جسمین زکوٰۃ واجب ہوتی ہی) اثناء حول مین اوس کے بدل ڈالنے کا مدعی ہو تو اوسکا قول بدون قسم مقبول ہوگا اور اسیطرح اگر کسی شخص کی زراعت یا ثمر پر بعد تخمین اوسکے بقدر نصاب ہونیکا حکم کیا جائے بعد ازان صاحب زراعت یا ثمر اسکے ناقص ہونیکا دعویٰ کرے تب بھی اوسکا قول بدون قسم مقبول ہوگا اور اسیطرح اگر کافر ذمی اپنے قبل حول مسلمان ہونیکا دعویٰ کرے تب بھی اوسکا قول مقبول ہوگا اور اوس سے مال جزیہ ساقط ہو جائیگا لکن اگر صغیر حربی اسیر ہونے کے بعد اپنے بالغ ہونے اور موی عانہ (پیڑو) کو بوجہ علاج (دوا کرنا) اور بدون سن تکمل آنیکا مدعی ہو تاکہ اوسکو قتل سے رہائی حاصل ہو تو اسمین تردد ہی اور شاید کہ اوسکے قول کا بدون بینہ مقبول نہونا اقرب ہو ساتوان مسئلہ اگر کوئی شخص (زید) وفات پائے اور اوسکا کوئی وارث نہو بعد ازان کوئی شاہد (خالد) ایسا ظاہر ہو جو کسی شخص (بکر) پر میت مذکور (زید) کے مدیون (جسپر کسی کا قرضہ آتا ہو) ہونے کی شہادت دے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ شخص مذکور (بکر) کا اوسوقت تک محبوس کرنا جائز ہوگا جب تک

که حلف یا اقرار نکرے اسلیئے کہ یمین کا طرف مشہود لہ (میت ← زید) مین رد کرنا متعذر ہی اور اسیطرح
(جسکے لئے شہادت دی گئی ہی)
اگر وارث پر کوئی وصی اس امر کا دعوی کرے کہ میت نے فقرا کے لیئے وصیت کی ہی اور ایک شاہد بھی
اوسکے موافق گواہی دے اور وارث اسکا انکار کرے تو وارث مذکور کا اوسوقت تک محبوس کرنا
جائز ہوگا جب تک کہ حلف یا اقرار نکرے اسلیئے کہ یمین کا مشہود لہ (میت) پر رد کرنا متعذر ہے اور ان
دونون مقامون مین اشکال ہی اسلیئے کہ محبوس کرنا عقوبت ہی جسکا موجب ثابت نہین ہوا **آٹھوان
مسئلہ** اگر کوئی شخص انتقال کرے اور دین نے اوسکے ترکہ کا احاطہ کیا ہو تو وارث کی طرف اوسکا
ترکہ منتقل نہوگا اور اوسپر مال میت کا حکم جاری کیا جائیگا اور اگر دین نے ترکہ کا احاطہ نکیا ہو تو
ترکہ کی وہ مقدار وارث کی طرف منتقل ہوگی جو مقدار دین سے فاضل رہے اور دونون
حالتون مین وارث کے لئے اپنے مورث کے اوس مال پر محاکمہ کرنا صحیح ہوگا جو کسی شخص کے ذمہ
ثابت ہی اسلیئے کہ وہ حلف وغیرہ مین اپنے مورث کا قائم مقام ہی **تیسری بحث** شاہد واحد
اور یمین کے بیان مین بس شاہد واحد اور یمین کے ساتھ فی الجملہ حکم کرنا جائز ہی اسلیئے کہ رسول خدا
اور اونکے بعد جناب امیر المومنین ع نے شاہد و یمین کی بنا پر حکم فرمایا ہی اور شاہد کا ثابت العدالۃ
ہونا اور شہادت کا اوّلاً قائم کرنا بعد ازان مدعی کا حلف کرنا شرط ہی اور اگر حلف کے ساتھ
ابتدا کی جائیگی تو لغو قرار پائیگا اور مدعی کو اقامت شاہد کے بعد اپنے حلف کا اعادہ کرنا لازم
ہوگا اور شاہد و یمین کے ساتھ اموال مین حکم ثابت ہوتا ہی جیسے دین - قرض - غصب اور
اسیطرح معاوضات مین بھی ثابت ہوتا ہی جیسے بیع - صرف - صلح - اجارہ - مضاربت - ہبہ - وصیت
جو اوسکے لئے کی گئی ہو - وہ جنایت جو موجب دیت ہو جیسے قتل خطا - قتل خطا جو شبیہ بعمد ہو - باپ کا
اپنے بیٹے کو قتل کرنا - حر کا عبد کو قتل کرنا - کسر عظام (ہڈی کا توڑ ڈالنا) - جائفہ (اوس آلہ کا زخم جو بدن کے اندر
پونہچ جاے) - ماموںہ (وہ زخم جو کہ ام الراس تک پونہچ جاے) اور جو دعوے کہ شاہد اور یمین کے ساتھ

البحث الثالث

الموجبة للدية كالخطاء وعمد الخطاء وقتل الوالد ولده والحر العبد وكسر العظام والجائفة والمأمومة

ثابت ہوتے ہین اون کا ضابطہ یہ ہی کہ وہ مال سے متعلق ہون یا اُنسے تحصیل مال مقصود ہو
اور آیا شاہد و یمین سے نکاح بھی ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن شاہد و یمین سے خلع
اور طلاق اور رجعت اور عتق اور تدبیر اور کتابت اور نسب اور وکالت اور اُسکی طرف
وصیت کرنا اور عیوب نساء وغیرہ ثابت نہین ہوتے اور آیا ثبوت وقف مین بھی شاہد و یمین
مقبول ہونگے یا نہین اسمین اشکال ہی جسکا منشاء وہ اختلاف ہی جو مال موقوف کے موقوف
علیہم یا حقسبحانہ کی طرف منتقل ہونے مین واقع ہوا ہی لکن اُسکے ثبوت مین شاہد و یمین کا
مقبول ہونا اشبہ ہی اسلئے کہ وہ موقوف علیہم کی طرف منتقل ہوتا ہی اور دعوای جماعت
کے ثابت ہونے مین شاہد واحد کافی نہین ہی تا وقتیکہ جماعت مذکورہ مین سے ہر ایک
شخص حلف نکرے اسلئے کہ اُن کا دعوی اگرچہ بظاہر ایک ہی لکن درحقیقت دعاوی متعدد
کی طرف منحل ہوتا ہی پس اگر اُس جماعت کے بعض اشخاص حلف کرنے سے انکار کرین
تو اُنھین لوگون کا نصیب ثابت ہوگا جنھون نے کہ حلف کیا ہی اور اُن لوگون کا نصیب
ثابت نہوگا جنھون نے کہ حلف سے انکار کیا ہی اور اُس شخص کو حلف کرنا صحیح نہوگا جو محلوف
علیہ کا یقین نرکھتا ہو اور حلف کی وجہ سے غیر حالف کا مال ثابت نہوگا پس اگر غریم میت
کسی شخص کے ذمہ پر مال میت کے ثابت ہونے کا ایک شاہد کے ساتھ دعوی کرے
اور وارث حلف کرے تو مدعی علیہ پر مال میت ثابت ہوجائے گا اور اگر حلف سے وارث
انکار کرے تو غریم کا حلف دینا صحیح نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص (زید) کسی شخص
(عمرو) کے قبضہ مین مال غیر (بکر) کے بطور رہن موجود ہونے کا دعوی کرے اور اُسکے
مال راہن ہونے پر ایک شاہد کو قائم کرے تو مدعی کا حلف دینا صحیح نہوگا اسلئے کہ مال غیر کے
ثابت کرنے مین اُسکے یمین کا اعتبار نہین ہی اور اگر ایک جماعت اپنے مورث کے مال کا

دعوی کرے اور شاہد کے ساتھ ہر ایک شخص حلف بھی کرے تو اونکا دعوی ثابت ہوگا اور
جماعت مذکورہ پر اُس مال کا بطور فریضہ تقسیم کر دینا معین ہوگا اور اگر جماعتِ مذکورہ کا
دعوی وصیت ہوگا تو اوس مال کا اون پر بالسویہ تقسیم کرنا لازم ہوگا تا وقتیکہ موصی کیطرف
سے کسی شخص کے لئے زیادتی کے ساتھ وصیت کرنا ثابت نہو اور اگر حلف کرنے سے
جماعت مذکورہ انکار کرے تو اونکے موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اس لئے کہ اُنکے حجت تمام
نہین ہوئی اور اگر حلف کرنے سے بعض اشخاص انکار کرین تو اونکو اپنے حصہ کے اخذ
کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور وہ لوگ اُسکے ساتھ شریک نہون گے جنھون نے کہ حلف
سے انکار کیا ہے اور اگر جماعت مذکورہ مین کوئی شخص ایسا موجود ہو جسپر کسی دوسرے
شخص کے لئے ولایت حاصل ہے جیسے صغیر یا مجنون تو اُسکا نصیب باقی رکھا جائیگا
پس اگر اُسنے کامل و رشید ہونے کے بعد حلف کیا تو اُسکو حصۂ مذکورہ کا استحقاق حاصل
ہوگا اور اگر حلف سے اُسنے انکار کیا تو اُسکی موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اور اگر وہ شخص اپنے
کامل و رشید ہونے سے قبل وفات پائیگا تو اُسکے وارث کو حلف کے بعد اُسکے نصیب کا
استحقاق حاصل ہوگا اور اس مقام پر پانچ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی
شخص کسی کنیز کے مملوک اور ام ولد ہونے کا دعوی کرے مثلاً کہے هذه الجارية مملوكتي
وام ولدي (یہ کنیز میری مملوک اور میری مولود کی مان ہے) اور شاہد واحد کے ساتھ حلف
کرے تو شاہد و حلف سے کنیز مذکورہ کی رقیت ثابت ہو جائیگی اسلئے کہ وہ مال ہے اور نسب
ولد ثابت نہوگا اسلئے کہ وہ مال نہین ہے اور اثبات ولدیت مین شاہد واحد اور حلف
کافی نہین ہے اور کنیز مذکورہ پر اُسکے اقرار کی موافق ام ولد کے احکام جاری کیے جائینگے
دوسرا مسئلہ اگر بعض ورثہ مدعی ہون کہ میت نے فلان مکان کو اپنے ورثہ اور

اونکے نسل پر وقف کردیا ہی پس اگر ورثہ مدعین نے اپنے شاہد کے ساتھ حلف کرلیا تو اُ
موافق حکم کیا جائیگا اور اگر حلف سے انکار کیا تو مکان مذکور پر احکام میراث جاری کئے
جائینگے اور نصیب مدعین سے اونکے اقرار کی موافق احکام وقف متعلق ہونگے اور اگر
مدعین مین سے بعض اشخاص حلف کرین تو نصیب حالف پر احکام وقف اور باقی
احکام طلق (جو وقف نہو) جاری ہونگے جس سے دیون و وصایا کا ادا کرنا معین
ہوگا اور ادائے دین و وصیت کے بعد جو مال فاضل ہی گا اُس سے احکام میرا
متعلق ہونگے اور مال فاضل مین سے جو حصہ کہ مدعین کی طرف منتقل ہوگا اُسپر احکا
وقف جاری کئے جائینگے اور اگر شخص ممتنع (جس نے کہ حلف کرنے سے انکار کیا ہی
منقرض ہوجائے تو اُنکی اولاد کو شاہد کے ساتھ حلف کرنے اور بعد حلف اپنے حق
اخذ کرنے کا استحقاق باقی رہیگا اور امتناع اول کی وجہ سے اُنکا حق باطل نہ
تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ میت نے مجھپر اور میرے بعد میرے اولاد
فلان مکان کو وقف کیا ہی اور شاہد واحد کو قائم کرے اور بجاے شاہد دوم حلف کر
تو اُسکا دعوی ثابت ہوجائیگا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی اولاد پر یمین مستا
متوجہ نہوگی اسلئے کہ ثبوت اول کافی ہی اور تجدید ثبوت کی حاجت نہین ہی اور اسیطر
اگر کل بطون کا منقرض ہوجانا اور وقف کا فقراء و مساکین کی طرف منتقل ہونا فر
کیا جائے تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ میت نے وقف مین میر
اولاد کو میرا شریک کیا ہی تو بطن دوم کو یمین کی طرف احتیاج ہوگی اسلئے بطن د
موجود ہونے کے بعد اون لوگون کا حکم جاری کیا جائیگا جو وقت دعوی موجود تھے
پس اگر تین بھائی مدعی ہون کہ میت نے فلان مکان کو ہمپر اور ہماری اولاد پر مشتر

وقف کیا ہی اور ایک شاہد کو پیش کریں اور شاہد دوم کے مقام پر اپنے حلف کو قائم
کریں بعد ازاں اُنمیں سے کسی شخص کے مولود پیدا ہو تو مال وقف کے چار حصے
قرار دیئے جائینگے اور مولود مذکور کا حصہ اُسوقت تک ثابت نہو گا جبتک کہ وہ حلف
نکرے اسلئے کہ وہ وقف کو اصل واقف سے اخذ کرتا ہی لہذا اُسپر اون لوگوں کے
احکام جاری کئے جائینگے جو وقت دعوی موجود تھے اور اُسکے لئے (ربع وقف یعنی چوتھائی
حصہ) کا تا بلوغ ورشد باقی رکھنا معین ہوگا پس اگر اُسنے کامل (بالغ عاقل) ہونیکے
بعد حلف کیا تو اُسکو حصہ مذکورہ کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر اُسنے
حلف سے انکار کیا تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اُوسکا ربع کلی (اخوت تینوں بھائیوں) کیطرف رجوع
کرے گا اسلئے کہ اُنھوں نے اصل وقف میں اپنے موقوف علیہم ہونے کو ثابت کیا ہی
تا وقتیکہ کوئی مزاحم موجود نہو اور امتناع حلف کے بعد وہ مولود بمنزلہ معدوم فرض
کیا جائیگا اور اسمیں اشکال ہی اسلئے کہ اخوت کو (بھائیوں کو) استحقاق ربع کے حاصل نہونے کا
اعتراف ہی اور اگر ان تینوں میں سے بلوغ مولود کے قبل ایک شخص وفات پائے تو
وفات میت کے وقت سے اُسکے لیے ایک ثلث باقی رکھا جائیگا اسلئے کہ اس صورت
میں وقف کی تین حصے ہو گئے اور اُسکے لیئے وفات میت تک ایک ربع باقی رکھا گیا
تھا پس اگر مولود مذکور نے اپنے بالغ ہونیکے بعد حلف کیا تو اُسکو اخذ مجموع کا استحقاق حاصل
ہوگا اور اگر اُسنے حلف کو رد کیا تو ورثہ میت اور اخوین کو وقتِ وفات تک ربع کا استحقاق
ہوگا اور اخوین کو وقت وفات سے ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسمیں بھی اول
کی طرح اشکال ہی اسلئے کہ اُن کو اپنے مستحق نہونے کا اعتراف ہی لہذا رد حلف کی صورت
میں بھی اُسکو مولود مذکور کے حوالہ کرنا چاہیئے چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص اُس غلام کا

دعوی کرے جو کسے دوسرے شخص کے قبضہ مین موجود ہو اور بیان کرے کہ یہ غلام میرا مملوک تھا اور مین نے اُسکو آزاد کردیا ہی اور شخص قابض انکار کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اُسکو ایک شاہد کے ہمراہ حلف کرکے غلام مذکور کا استنقاذ کرنا صحیح ہوگا اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ مدعی مذکور کسی مال کا دعوی نہین کرتا ہی بلکہ حریت غلام کا دعوے کرتا ہی جسکا از قبیل مال نہونا واضح ہی لہذا اُسکے ثبوت مین شاہد واحد اور یمین کافی نہوگی۔ **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر قتل کا دعوی کرے اور شاہد واحد کو پیش کرے پس اگر اُسنے قتل خطاء یا عمد خطا کا دعوی کیا ہی تو حلف مدعی کے بعد اُسکے موافق حکم کیا جائیگا اسلئے کہ یہ دعوی اس صورت مین مال سے متعلق ہی جسکے ثبوت مین شاہد و یمین کافی ہی اور اگر اُسنے قتل عمد کا دعوی کیا ہی جو موجب قصاص ہوتا ہی تو اُسکے ثبوت مین شاہد و یمین کافی نہوگی اور شہادت شاہد از قبیل لوث ہوگی اور مدعی کو اپنے دعوی کا قسامت (کثرت حلف) کے ساتھ ثابت کرنا جائز ہوگا **خاتمہ** اور وہ دو فصلون پر مشتمل ہی **فصل اول** کتاب قاضی الی القاضی (حاکم کا کسی دوسرے حاکم سے کتابت کرنا) کے بیان مین پس حاکم کو اپنے حکم پر کسی دوسرے حاکم کی مطلع کرنیکی کئی صورتین ہین **صورت اولی** کتابت (لکھنا) کرنا اور کتابت کا کوئی اعتبار نہین ہی اسلئے کہ خط و مُہر کا ملتبس کردینا یا حقیقت معنی کا قصد نکرنا ممکن ہی **صورت ثانیہ** بالمشافہہ کہدینا جیسے ایک حاکم کسی دوسرے حاکم سے کہی حکمت بکذا (مین نے فلان نزاع مین اسطرح حکم کیا ہی) یا کہے انفذت کذا (مین نے فلان خصومت مین یہ حکم نافذ کیا ہی) یا کہے امضیت کذا (مین نے فلان واقعہ مین اس حکم کو جاری کیا ہی) اور آیا حاکم دوم کو اُس حکم کا جاری کرنا جسکو حاکم اول نے بالمشافہہ بیان کیا ہی صحیح ہوگا

یا نہین اسمین تردد ہی لکن شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلافت مین اُسکے مقبول ہونے پر
نص فرمائی ہی صورت ثالثہ دو عادلون کا شہادت دینا پس اگر بینہ شہادت دی کہ
حاکم اوّل نے فلان خصومت مین یہ حکم کیا ہی اور ہم دونون کو اُسپر شاہد کیا ہی تو حاکم
دوم پر اُس بینہ کے قول کا قبول کرنا معین ہوگا اسلئے کہ اسکی حاجت ہوتی ہی کیونکہ
بلاد بعیدہ مین ارباب حقوق کو اُن (حقوق) کے ثابت کرنے کی غالباً احتیاج ہوتی
ہی اور اون بلاد کی طرف نقل و حرکت کرنے پر شہود اصل کا مکلف کرنا متعذر
(دشوار) یا متعسر (شاق) ہوتا ہی پس تباعد غرما کی صورت مین استیفاء حقوق کیلئے
کسی وسیلہ کا موجود ہونا ضرور ہی اور رفع احکام الی الحکام (حکمون کا حاکمون تک پہنچانا)
کے سوا کوئی وسیلہ نہین ہی اور رفع احکام کیلئے کوئی ایسا طریقہ جو از راہ احتیاط اَلم
ہو اُس صورت کے سوا موجود نہین ہی جسکو کہ ہم نے بیان کیا اور اگر شہود اصل پر شہادت
کے حاصل کرلینے اور حاکم دوم کے سامنے شہود فرع کے شہادت ادا کرنے کو رفع احکام
کا وسیلہ قرار دین تو یہ بھی خالی از اشکال نہوگا اسلئے کہ بلاد بعیدہ کی طرف نقل
و حرکت کرنے پر بسا اوقات شہود فرع مساعدت نہین کرتے اور شہادت ثالثہ قابل
سماعت نہین ہی علاوہ برین اگر اعلام احکام کی مشروعیت کے قائل نہون تو تطاول
مدت کی صورت مین حجتون کا باطل ہونا لازم آتا ہی اور اُسکا منع کرنا واقعہ واحدہ
مین خصومت کے مستمر رہنے کی طرف منجر ہوجاتا ہی اسلئے کہ اگر حاکم اول کے حکم کا شخص
محکوم علیہ کسی دوسرے حاکم کی طرف مرافعہ کرے اور دوسرا حاکم اُس حکم کو نافذ نکرے
جسکو کہ حاکم اوّل نے جاری کیا ہی تو منازعت متصل رہیگی اور مع ذلک اگر حاکم دوم
کے سامنے متخاصمین (مدعی و مدعی علیہ) اس امر پر اتفاق کرین کہ حاکم اوّل نے

ہم پر فلان حکم نافذ کیا ہی تو حاکم دوم کو اُن دونون کا اُس حکم کے ساتھ الزام دینا بالاتفاق جائز ہوگا جسکو کہ حاکم اوّل نے جاری کیا ہی پس جسطرح کہ صورت مذکورہ مین حاکم دوم کو حاکم اوّل کے حکم کی بنا پر اُن دون کا الزام دینا صحیح ہوا اسی طرح قیام بیّنہ کی صورت مین بھی عمل کرنا چاہیے اسلئے کہ قول بیّنہ سے وہی حکم ثابت ہوتا ہی جو غریم پر بصورت اقرار لازم ہو جاے اور اگر عمل بالبینہ کی ممانعت پر اسطرح استدلال کیا جاے کہ اصحاب نے ایک قاضی کے دوسرے قاضی سے کتابت کرنے اور اُسپر عمل کرنے کی ممانعت پر فتوی دیا ہی جسکا اطلاق محل نزاع کو بھی شامل ہے اور روایت طلحہ بن زید و سکونی مین جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی وارد ہوا ہی کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کسی قاضی کے دوسرے قاضی سے کتابت کرنے اور اُسپر عمل کرنے کی مطلقاً (حد سے متعلق ہو یا غیر حد سے) اجازت نہ دیتے تھے تا آنکہ متغلّبین بنی امیہ نے اپنی حکومت کے زمانہ مین بینون پر عمل کرنیکی اجازت دی تو یہ استدلال صحیح نہوگا اسلئے کہ دلیل اوّل سے ہم جواب دینگے کہ موضع نزاع کے خلاف پر دعوائی اجماع ممنوع ہی کیونکہ کتاب قاضی الی القاضی پر عمل کے ممنوع ہونے سے حکم حاکم پر باوجود ثبوت عمل کا ممنوع ہونا ثابت نہین ہوتا اور کتاب قاضی کا اعتبار ہمارے نزدیک بھی ثابت نہین ہی خواہ مختوم (مہر کردہ) ہو یا مفتوح (خالی از مہر) اور جسکو کہ ہمنے ذکر کیا ہی اُسی کیطرف جناب شیخ ابو جعفر رحمہ اللہ نے بھی کتاب خلاف مین ایماء فرمایا ہے اور دلیل دوم سے ہم جواب دینگے کہ روایت مذکورہ مقدوح ہی کیونکہ طلحہ بتری (امامت ابتر کا قائل) ہی اور سکونی عامی (مخالف) ہی اور اگر روایت مذکورہ تسلیم بھی کیجاے تو اُسکے مقتضا پر عمل کرنیکے ہم قائل ہین کیونکہ ہم کتاب من حیث ہو کتاب پر اصلا عمل نہین کرتے اگرچہ اُسکے کتاب قاضی ہونے پر بیّنہ بھی قائم ہو جاے

پس کتاب من حیث ہو کتاب بلغی ہو گی اور قاضی کے اُس حکم پر عمل کرنے کو ہم
تجویز کرتے ہین جسکی انشا پر عادلین نے شہادت دی ہی اگرچہ وہی حکم اُسکی کتاب مین
بھی مسطور ہوا ور جبکہ یہ معلوم ہو چکا تو اب جاننا چاہیے کہ عمل بالبیّنہ کا جواز فقط
حقوق الناس پر مقصور ہی اور حدود وغیرہ مین جو حقوق اللہ کی قبیل سے ہین اُسپر
عمل کرنا صحیح نہین ہی پس جس چیز کا کہ حاکم کو اعلام کیا جائیگا وہ دو امر ہین اول وہ
حکم ہی جو حاکم اول نے متخاصمین مین واقع کیا ہو دوم وہ حکم ہی جو حاکم اول نے کسی
غائب پر ثابت کیا ہو پس در صورت اولی (حاکم اول کے حکم کا بین متخاصمین واقع ہونا)
اگر خصومت خصمین کے وقت دو شاہد حاضر ہون اور اُس حکم کی سماعت کرین جسکو حاکم نے
صادر کیا ہو اور حاکم نے اُن دونون کو اپنے حکم پر شاہد کر دیا ہو بعد ازان حاکم دوم کے
پاس وہ دونون اُس حکم کی شہادت دین تو اونکی شہادت سے حاکم دوم کی نزدیک
حاکم اول کا حکم ثابت ہو جائیگا اور حاکم دوم اُس حکم کو نافذ کریگا اور حاکم دوم پر
اُس حکم کے فی نفس الامر صحیح ہونے کا حکم کرنا واجب نہوگا اسلئے کہ حاکم دوم کو اُسکی صحت
نفس الامریہ کا علم حاصل نہین ہی بلکہ اُسکے نافذ کر دینے کا فائدہ قطع خصومت ہی تاکہ
متخاصمین اُس واقعہ مین دوبارہ نزاع نکرین اور اگر خصومت متخاصمین کے وقت وہ
دونون حاضر نہون اور حاکم نے اُن دونون سے واقعہ کی حکایت کی ہو اور صورت حکم
کو بیان کیا ہو اور متخاصمین کو اُنکے نام یا نسب وغیرہ کے ساتھ معین کیا ہو اور اُن
دونون کو اپنے حکم پر شاہد کر دیا ہو بعد ازان وہ دونون صورت حال کو بجنسہ حاکم دوم
کے سامنے بیان کرین تو آیا حاکم دوم کو اُسکا قبول کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی
لکن اُسکا قبول کر لینا اولی ہی اسلئے کہ جسطرح اوسکا حکم نافذ تھا اسی طرح اُسکا حکم سے

خبر دینا بھی نافذ ہونا چاہیئے اور درصورت ثانیہ (دعوای مدعی کو غائب پر ثابت کرنا) پس اگر دعوی کرنے اور غائب پر شہود اصل کی شہادت دینے اور اُنکی شہادت کے موافق حاکم اول کے حکم کرنے مین شہود فرع حاضر ہون اور حاکم نے اُنکو اپنے حکم پر شاہد کیا ہو بعد ازان حاکم دوم کے پاس وہ دونون اُس حکم کی شہادت دین تو حاکم دوم کو اونکی شہادت کا قبول کرنا اور حکم کا نافذ کردینا صحیح ہوگا اور اگر واقعہ مین شہود فرع حاضر نہون اور حاکم اول نے انکو اسطرح شاہد کیا ہو کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان پر فلان مال کا دعوی کیا ہوا ور اُسکے دعوی کے فلان اور فلان شخص نے شہادت دی اور اُن دونون کے عدالت یا تزکیہ کا ذکر کرے بعد ازان بیان کرے کہ مین نے مدعی علیہ پر حکم کیا اور نافذ کیا اور حاکم دوم کے پاس شہود فرع اسی عنوان کی شہادت دین تو آیا حاکم دوم کو اُسکا قبول کرنا اور نافذ کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن اُسکا قبول کرلینا ارجح ہی خصوصًا درصورتیکہ وہ کتاب بھی حاضر کرین جو دعوی اور شہادت شہود کو متضمن ہو لکن اگر حاکم دوم کو حاکم اول خبر دے کہ میرے نزدیک فلان امر ثابت ہوا ہی تو حاکم دوم کو اُسکا نافذ کرنا لازم نہوگا اسلئے کہ ثبوت پر حکم صادق نہین آتا لہذا اولہ انفاذ مین مندرج نہوگا اور اگر حاکم دوم سے حاکم اول کہے حکمت (مین نے حکم کیا) تو آیا حاکم دوم کو اُسکا نافذ کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اور صورت اعلام (شہود فرع کا حاکم دوم کو حاکم اول کے حکم پر مطلع کرنا) یہ ہی کہ شہود فرع نے جس واقعہ کا مشاہدہ کیا ہی یا جس کلام کی حاکم سے سماعت کی ہی اُسکو بیان کرین اور کہین کہ فلان حاکم نے ہمکو حکم کے صادر کرنے اور اُسکے امضا کرنے پر شاہد کیا ہی اور اگر حاکم دوم اُن دونوں کے

سامنے اُس کتاب کی قرأت کرے جو حاکم اول کے حکم پر مشتمل ہو بعد ازان وہ دونون اُس
کتاب پر حوالہ کرین اور بیان کرین کہ حاکم اول نے ہمکو اپنے اس حکم کے صادر اور مضا کرنے
پر شاہد کیا ہی تو حاکم دوم کو اُنکی شہادت کا قبول کرنا جائز ہیگا اسلئے کہ یہ شہادت ایسے امر پر
واقع ہوئی ہی جو بوجہ قرأت اُنکو مفصلا معلوم ہو چکا ہی اور شہادت مین شی مشہود بہ کا ایسے
اوصاف کے ساتھ ضبط کرنا ضرور ہی جو اُس سے جہالت کو برطرف کر دین پس اگر حاکم دوم پر
مشہود بہ مشتبہ ہو تو اُسکو حکم کا اُسوقت تک موقوف کرنا صحیح ہوگا جبتک کہ مدعی اُسکو
بطریق شرعی واضح نکرے اور اگر حکم کے بعد حاکم اول کا حال اُسکے مرجانے یا معزول
ہوجانے کی وجہ سے متغیر ہوجاے تو یہ تغیر اُسکے حکم پر عمل کرنے مین قادح نہوگا اور اگر اُسکا
حال بوجہ فسق متغیر ہوجاے تو اُسکے حکم پر عمل کرنا صحیح نہوگا لکن جس حکم کا انفاذ اُسکے فسق سے
قبل ہو چکا ہی وہ بحالہ باقی رکھا جائیگا اور حال مکتوب الیہ کے متغیر ہوجانیکا کتاب مین کوئی
اثر نہوگا بلکہ شہادت بینہ سے جس حاکم کے پاس اُسکا حاکم اول سے صادر ہونا اور اُسکا نتیجہ
اپنے حکم پر شاہد کرنا معلوم ہوجائیگا وہی حاکم اُسپر عمل کریگا اسلئے کہ ہر ایک حاکم پر دیگر
حکام کے احکام کا نافذ کرنا لازم ہی اور اس مقام پر تین مسئلے قابل ذکر ہین **پہلا مسئلہ** اگر
مشہود علیہ اپنے محکوم علیہ ہونے کا اقرار کرے تو حق مدعی اُسپر لازم کیا جائیگا اور اگر انکار
کرے اور شہادت شہود ایسے اوصاف کے ساتھ واقع ہوئی ہو جو غالبا محتمل شرکت
ہوتے ہین تو اُسکا قول اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا تاوقتیکہ مدعی اُسکے محکوم علیہ ہونے
پر بینہ کو قائم نکرے اور اگر شہادت شہود ایسے اوصاف کے ساتھ واقع ہوئی ہو جو غالبا
محتمل شرکت نہین ہوتی بلکہ اول اوصاف مین بطور ندرت شرکت ہوتی ہی تو اُسکے انکار
کی طرف التفات نکیا جائیگا اسلئے کہ وہ خلاف ظاہر ہی اور اگر مشہود علیہ ایسے شخص کی موجود

بلد ہونے کا مدعی ہو جو اسم و نسب مین اُسکا مساوی ہی تو اُسکو اپنے دعوی کے واضح
کرنے کی تکلیف دی جائیگی پس اگر شخص مساوی زندہ ہو اور اپنے غریم ہونے کا
اقرار کرے تو اُسکو حق مدعی کا الزام دیا جائیگا اور شخص اول چھوڑ دیا جائیگا اور اگر اپنے
غریم ہونے کا انکار کرے تو حکم مین اُسوقت تک توقف کیا جائیگا جبتک اصلی حال منکشف
ہو اور اگر شخص مساوی مردہ ہو اور کوئی امارت اُس (مردہ) کی بری الذمہ ہونے پر
دلالت کرتے ہو جیسی اُسکا ہمعصر مدعی نہونا یا تاریخ حق کا اُسکی موت سے متاخر
ہونا تو شخص اول کو حق مدعی کا الزام دیا جائیگا اور اگر اُس (مردہ) کے مشغول الذمہ
ہونے کا بھی احتمال ہو تو حکم مین تا انکشاف توقف کیا جائیگا دوسرا مسئلہ مشہود علیہ کو حق
کی تسلیم قابض (مدعی) کرنے سے بدون شاہد کے امتناع کرنا جائز ہی اور اگر قابض کے لئے
اُسکے حق کا کوئی شاہد نہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ مشہود علیہ کو کسی کا شاہد کرنا لازم نہوگا
اور اگر لزوم شاہد کے قایل ہون تو خوب ہو تاکہ مادۂ منازعت منقطع ہو اور مشہود علیہ پر
یمین متوجہ نہو تیسرا مسئلہ مدعی پر وفاء حق کی صورت مین اپنی سند کا مدعی علیہ کے
حوالہ کرنا واجب نہین ہی اسلئے کہ اگر مال مقبوض (جسکو مدعی علیہ نے مدعی کے حوالہ کیا ہی)
کا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو مدعی کے لئے وہ سند حجت ہوگی اور اسی طرح اگر بائع سے کتاب
اصل کو مشتری طلب کرے تب بھی یہی کلام کیا جائیگا اور بائع پر اُسکا حوالہ مشتری کرنا
واجب نہوگا اسلئے کہ اگر مبیع کا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو بائع اول سے ثمن کے مطالبہ
کرنے مین اصل کتاب اُسکے لئے حجت ہوگی **دوسری فصل** اُن لواحق کے بیان مین
جو احکام قسمت سے متعلق ہین اور وہ چار ہین اول قاسم کے بیان مین پس امام علیہ
السلام کو کسی قاسم کا منصوب کرنا مستحب ہی جسطرح کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کیلئے

ایک قاسم تھا (جو عبداللہ بن یحییٰ کے ساتھ مشہور ہے) اور جو قاسم کہ امام عدل کی طرف سے منصوب ہو اُسمین بلوغ اور کمال عقل اور ایمان اور عدالت اور معرفت حساب شرط ہے اور اُسمین حریت آزادی شرط نہین ہے اور اگر کسی قاسم پر متخاصمین راضی ہوجائین تو اُسکا عادل ہونا شرط نہوگا اور آیا قسمت کا فریق متخاصمین کا راضی ہونا جائز ہے یا نہین اسمین نظر ہے لکن اُسکا جائز ہونا اقرب ہے جسطرح کہ اُن دونون کا بدون کسی قاسم کے خود قسمت پر راضی ہوجانا جائز ہے اور جو قاسم کہ امام ع کی طرف سے منصوب ہوگا اُسکی قسمت بنفس قرعہ نافذ ہوگی اور بعد قرعہ اُن دونون کے رضا کا اعتبار نہوگا اور جو قاسم کہ غیر امام ع کی طرف سے منصوب ہوگا اُسکی قسمت کے لازم ہونے مین بعد قرعہ اُنکی رضا کا بھی اعتبار کیا جائیگا اور اسمین اشکال ہے اسلئے کہ قرعہ کو شارع نے تعیین حق کا وسیلہ قرار دیا ہے اور اُسکے ساتھ اُن کے رضا کا مقارن ہونا مفروض ہے لہذا اُسکے بعد اُنکی رضا کا اعتبار نہونا چاہیئے اور جبکہ قسمت مین رد نہو تو قاسم واحد کافی ہوگا اور قسمت ردمین دو قاسمون کا ہونا ضرور ہوگا اسلئے کہ قسمت رد تقویم (قیمت لگانا) کو متضمن ہے پس اُسکے ساتھ قاسم واحد کا منفرد ہونا صحیح نہوگا اور فقط شریک کی صورت مین قاسم دوم کا اعتبار ساقط ہوگا اور قاسم کی اجرت بیت المال سے متعلق ہوگی اسلئے کہ وہ منجملہ مصالح ہے پس اگر امام حاضر نہون یا بیت المال مین گنجایش نہو تو اُسکی اجرت متقاسمین سے متعلق ہوگی پس اگر متقاسمین مین سے ہر ایک شخص نے اُسکو کسی اجرت معینہ کے عوض اجیر کیا ہو تو اسمین کوئی بحث نہین ہے اور اگر اُسکو عقد واحد مین اجیر کیا ہو اور اجرت مین سے ہر ایک کے نصیب کو معین نکیا ہو تو جملہ شرکا ہر حصہ رسد اجرت لازم ہوگی اور اسی طرح اگر شرکا نے کسی اجرت

[حاشیہ:] وشرط البلوغ وکمال العقل والایمان والعدالۃ والمعرفۃ بالحساب ولا یشترط الحریۃ ولو تراضی الخصمان بقاسم لم یشترط العدالۃ وفی التراضی بقسمۃ الکافر نظر اقربہ الجواز کما لو تراضیا بانفسہما من غیر قاسم والمنصوب من قبل الامام تمضی قسمتہ بنفس القرعۃ ولا یشترط رضاہما بعدہا وفی غیرہ یقف اللزوم علی الرضا بعد القرعۃ وفی ہذا الاشکال من حیث ان القرعۃ وسیلۃ الی تعیین الحق وقد قارنہا الرضا فلا یفتقر الی الرضا بعدہا ویجزی القاسم الواحد اذا لم یکن فی القسمۃ رد ولا بد من اثنین فی قسمۃ الرد لانہا تتضمن تقویما فلا ینفرد بہ الواحد ویسقط اعتبار الثانی مع رضا الشریک واجرۃ القاسم من بیت المال فان لم یکن امام او کان ولا سعۃ فی بیت المال کانت اجرتہ علی المتقاسمین فان استاجرہ کل واحد باجرۃ معینۃ فلا بحث وان استاجروہ فی عقد واحد ولم یعین نصیب کل واحد من الاجرۃ لزمتہم الاجرۃ بالحصص وکذا لو لم یقدروا اجرۃ

کی تعیین نکی ہو تو جملہ شرکا پر حصہ رسد اُسکی اجرۃ المثل لازم ہوگی اور با لتسویہ لازم نہ

دوم مال مقسوم کی بیان مین مال مقسوم یا متساوی الاجزاء ہی جیسے حبوب اور ادہن

یا متفاوت الاجزاء ہی جیسے درخت اور عقار (زراعت وغیرہ کی جگہ) پس صورت اولی

(مال مقسوم کا متساوی الاجزاء ہونا) مین اگر قسمت مال کا کوئی شریک مطالبہ کرے

تو تقسیم کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی شریک اُسکی قسمت سے انکار کرے گا تو مجبور کیا جائیگا

اسلئے انسان کے لئے اپنے مال مین تصرف کرنے اور منتفع ہونے کی ولایت حاصل ہے

اور حالت انفراد من انتفاع کامل ہوسکتا ہی اور اُسکا کیل اور وزن کے ساتھ تقسیم کرنا

صحیح ہی خواہ شرکاء کے حصے متساوی ہون یا متفاضل اور خواہ مال مقسوم ربوی ہو یا غیر

ربوی اسلیئے کہ قسمت مال از قبیل بیع نہین ہی بلکہ از قبیل تمیز حق ہی اور صورت ثانیہ

(مال مقسوم کا متفاوت الاجزاء ہونا) مین یا جملہ شرکاء کا ضرر لازم آئیگا یا بعض

یا کسی شریک کا ضرر لازم نہ آئیگا پس پہلی صورت (جملہ شرکا کا متضرر ہونا) مین اگر

کوئی شریک اُسکی قسمت سے انکار کرے تو اُسکا مجبور کرنا صحیح نہوگا جیسے جواہر یا دکان تنگ

تنگ) اور دوسری صورت (بعض شرکا کا متضرر ہونا) مین اگر شریک متضرر اُسکی

قسمت کا مطالبہ کرے تو اُس شریک کا مجبور کرنا صحیح ہوگا جو متضرر نہین ہی اور اگر شریک

متضرر اُسکی قسمت سے امتناع کرے تو اُسکا مجبور کرنا صحیح نہوگا اور جو ضرر کہ شریک

ممتنع کے مجبور کرنے سے مانع ہی اُس سے حصہ کا قسمت مال کے بعد قابل انتفاع نہ ہونا

مراد ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اُس سے قسمت حصہ کا قسمت مال کے بعد ناقص

ہو جانا مراد ہی اور یہی قول اشبہ ہی اور شیخ علیہ الرحمہ کی تفسیر ضرر مین دو قول ہین پس

اگر مال مقسوم مین رد اور ضرر نہو تو ممتنع (قسمت سے انکار کرنے والا) کا مجبور کرنا صحیح

ہوگا اور اُسکو قسمت اجبار کہتے ہین اور اگر مال مقسوم مین رد یا ضرر لازم آئے
تو ممتنع کا مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اسکو قسمت تراضی کہتے ہین اور جب کپڑے کی قیمت
اُسکے قطع کرنے سے ناقص نہو اُسکا قطع کرنا اُسی طرح صحیح ہوگا جسطرح کہ زمین کا قطع
کرنا صحیح ہی اور اگر کسی کپڑی کی قیمت اُسکے قطع کرنے سے ناقص ہوجاتی ہو تو اُسکا تقسیم کرنا
صحیح نہوگا اسلئے کہ اس صورت مین اُسکے تقسیم کرنے سے ضرر لازم آتا ہی اور ممالیک
و پارچہاے متعددہ کا تعدیل بالقسمت کے بعد قسمت اجبار کے عنوان سے تقسیم کرنا
صحیح ہی اور جبکہ کسی مال مین دو شخص شریک ہون اور وہ دونون حاکم سے اُسکی تقسیم کرنی
کی درخواست کرین اور اُنکے پاس مال مذکور کی ملک کا بینہ موجود ہو تو حاکم کو اُنکا
تقسیم کرنا جائز ہوگا اور اگر مال مذکور پر وہ دونون قابض ہون اور کوئی شخص اُنکے
ساتھ منازعت نکرتا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ حاکم کو
اُسکا تقسیم کرنا جائز نہوگا اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ جائز ہوگا اور یہی قول اشبہ
ہی اسلئے کہ مال مذکور مین اُن دونون کا متصرف و قابض ہونا اُنکی ملک پر دلالت کرتا ہی
سوم کیفیت قسمت کے بیان مین پس اگر مقدار قسمت مین جملہ شرکا کے حصے
متساوی ہون تو مال مشترک کا سہام حصص کے برابر کرکے تقسیم کرنا معین ہوگا اسلئے
کہ یہ تقسیم اُسکی قیمت کو بھی متضمن ہی بنا بر علیہ اگر کسی مکان مین دو شخص شریک ہون اور
اُسکی قیمت متساوی ہو (جیسے اُسکے ہر ایک نصف کی قیمت کا بیس دینار ہونا) تو
اُسکے دو سہم کئے جائینگے اور تعدیل قسمت (مکان کے دو حصے مساوی قرار دینا) کے
بعد قاسم کو اسماء (شرکاء کے نام) اور سہام (مکان کے حصے) پر رقعہاے قرعہ کے
خارج کرنے مین اختیار حاصل ہوگا پس اول اسماء شرکاء پر رقعہاے قرعہ کا خارج

کرنا) کا طریقہ یہ ہی کہ مکان ہذا کے ہر ایک نصف کو ایک رقعہ مین تحریر کرے اور ہر ایک
شریک کے لئے ایسے وصف ذکر کرے جو اُسکو دوسرے شریک سے ممتاز کر دے
بعد ازان اُن رقعون کو کسی ساتر مین محفوظ رکھے جیسے موم یا مٹی وغیرہ اور
اُن دونون رقعون مین سے احد الشریکین کے نام پر ایک رقعہ کے نکالنے کے لئے
اُس شخص کو مامور کرے جو صورت حال پر مطلع نہو پس جس نصف کا رقعہ خارج ہوگا
وہ اُسی شریک کے حوالہ کیا جائیگا جسکے قصد سے کہ وہ خارج کیا گیا ہی اور دوم (سہام
شرکاء پر رقعہ کا خارج کرنا) کا طریقہ یہ ہی کہ ہر ایک شریک کا نام ایک رقعہ پر تحریر کیا
جائے اور اُن دونون کو بطور سابق کسی ساتر مین محفوظ رکھے پس جس شریک کا نام
خارج ہوگا اُسکو وہی سہم دیا جائیگا جس سہم پر کہ وہ نام خارج کیا گیا ہی اور اگر جملہ شرکاء کے
حصے باعتبار مقدار مساوی اور باعتبار قیمت متفاوت ہون تو باعتبار قیمت اُن
جملہ سہام کے تعدیل کیجائیگی اور مقدار کا اعتبار ساقط کیا جائیگا پس اگر ثلثین اپنی
قیمت مین ثلث کے مساوی ہون تو ثلث کا محاذی ثلثین قرار دینا معین ہوگا
اور اُسپر قرعہ ڈالنے کی وہی کیفیت ہوگی جو ابھی مذکور ہوئی اور اگر جملہ شرکاء کے
حصے باعتبار قیمت مساوی اور باعتبار مقدار متفاوت ہون جیسے کسی ملک مین ایک
شریک کے حصہ کا نصف اور دوسرے شریک کے حصہ کا ثلث اور تیسرے شریک کے
حصہ کا صحیح سدس ہوتا اور ملک مذکور کے اجزاء کی قیمت کا مساوی ہوتا تو جملہ
سہام کا تسویہ اُس شخص کے نصیب پر کیا جائیگا جسکا نصیب جملہ شرکاء مین کم ہو
بنا برعلیہ ملک مذکور کے چھ سدس کئے جائینگے اور آیا اس صورت مین رقعہائے
قرعہ کا اسماء شرکاء (یعنی عدد) کے موافق تحریر کرنا لازم ہوگا یا سہام شرکاء (چھ عدد)

کے موافق تحریر کرنا لازم ہوگا اسمین تردد ہے لیکن عدد شرکاء پر اقتصار کرنا اقرب ہے اسلئے کہ اس سے اصل مراد حاصل ہوجاتی ہے پس زیادتی کا التزام داخل کلفت ہے پس صورت مذکورہ مین تین رقعون کا فی اسم ایک رقعہ کے حساب سے تحریر کرنا کافی ہوگا اور سہام کیلئے سہم اول اور سہم دوم تا سہم ششم مقرر کیا جائیگا اور سہام کے اس ترتیب مین متقاسمین کو اختیار ہوگا اور اگر وہ دونون نزاع کرین تو اُن کا معین کرنا قاسم سے متعلق ہوگا بعد ازان ایک رقعہ خارج کیا جائیگا پس اگر وہ رقعہ صاحب نصف کے نام کو متضمن ہوا تو اُسکو پہلے تین سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا بعد ازان دوسرا رقعہ خارج کیا جائیگا پس اگر صاحب ثلث کا نام خارج ہوا تو اُسکو دو سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور تیسرے رقعہ کے خارج کرنیکی حاجت نہوگی بلکہ وہ رقعہ صاحب سدس کے حوالہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر صاحب ثلث کا نام پہلے خارج ہو تو اُسکو پہلے دو سہمون کا استحقاق ہوگا بعد ازان دوسرا رقعہ خارج کیا جائیگا پس اگر صاحب نصف کا نام خارج ہوا تو اُسکو سہم سوم و چہارم و پنجم کا استحقاق ہوگا اور تیسرے رقعہ کے خارج کرنیکی حاجت نہوگی اسلیے کہ سہم ششم کا استحقاق سوم کے مالک کو حاصل ہوگا اور اسی طرح اگر صاحب سدس کا نام پہلے خارج ہو تو اُسکو سہم اول کا استحقاق ہوگا بعد ازان دوسرا رقعہ خارج کیا جائیگا پس اگر صاحب ثلث کا نام خارج ہوا تو اُسکو سہم دوم و سوم کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی کا استحقاق صاحب نصف کو حاصل ہوگا اور اگر دوسرے رقعہ مین صاحب نصف کا نام خارج ہوا تو اُسکو سہم دوم و سوم و چہارم کا استحقاق ہوگا اور باقی دو سہمون کا استحقاق صاحب ثلث کو حاصل ہوگا اور اُسکی نام کا خارج کرنا لازم نہوگا اور اس صورت مین رقعہا ے

قرعہ کا سہام پر خارج کرنا صحیح نہوگا بلکہ اون کا اسمار شرکار پر خارج کرنا معین ہوگا اسلئے
کہ تفرق سہام کی طرف اُسکے مودی ہوجانے سے امن حاصل نہین ہی اور وہ ضرر ہی
مثلاً اس صورت مین سہم دوم کا صاحب سدس کے نام پر خارج ہونے کا بھی احتمال
ہی جو صاحب ثلث یا صاحب نصف کی ملک کی متفرق ہوجانے کو مقتضی ہی جسمین
اُنکا ضرر واضح ہی اور اگر سہام شرکا، اور قسمت مال دونون مختلف ہون تو سہام
کے باعتبار قسمت تعدیل کیجائیگی اور کل سہام کا تسویہ اُس شریک کے سہم پر
کیا جاے جسکا نصیب اقل ہو اور اسمار شرکا پر قرعہ ڈالا جائیگا جسکی صورت مذکور
ہوچکی لکن اگر قسمت مال سے از قبیل قسمت رد ہو جسکو بنا، یا درخت یا کوئین وغیرہ
کے مقابلہ مین کسی مال کے رد کرنیکی حاجت ہوتی ہی تو قسمت مذکورہ اُسوقت تک
صحیح نہوگی جبتک کہ دونون شریک معاً راضی نہون اسلئے کہ یہ قسمت ایسے ضمیمہ کو
متضمن ہی جو بدون تراضی مستقر نہین ہوسکتا اور جبکہ وہ دونون قسمت رد پر اتفاق
کرین اور سہام کی تعدیل کریجاے تو آیا رد کرنا بنفس قرعہ لازم ہوجائیگا یا نہین
پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ بنفس قرعہ لازم نہوگا اسلئے کہ وہ متضمن معاوضہ
ہی اور اُن دونون مین سے کسی شریک کو اپنے لئے عوض کے حاصل ہونے کا علم
نہین ہی لہذا اخراج قرعہ کے بعد رضاء مستانف کی حاجت ہوگی اور اس مقام پر
تین مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر کسی مکان کیلئے علو طبقہ بالا اور سفل (طبقہ
پائین) موجود ہو اور احد الشریکین اُسکے اسطرح تقسیم ہونیکی درخواست کرے کہ
ہر ایک شریک کو تعدیل کے موافق اُسکے علو و سفل مین سے ایک حصہ حاصل
ہو تو اُسکا تقسیم کرنا جائز ہوگا اور شریک ممتنع و جو اسکی قسمت سے انکار کرتا ہو کا

مجبور کرنا صحیح ہوگا بشرطیکہ ضرر نہو اور اگر احد الشریکین اُس مکان کے علو یا سفل کے ساتھ اپنے منفرد رہنے کی درخواست کریں تو شریک ممتنع کا مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اسی طرح اگر احد الشریکین اُس مکان کے ایک طبقہ کے منفرد و تقسیم ہونے کا التماس کرے تب بھی شریک ممتنع کا مجبور کرنا صحیح نہوگا تا وقتیکہ دوسرا طبقہ بھی منضم نکیا جاے

دوسرا مسئلہ اگر زمین اور زراعت مین دو شخص شریک ہون اور احد الشریکین فقط زمین کی تقسیم ہونے کا التماس کرے تو شریک ممتنع کا مجبور کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ زراعت پر متاع مکان کا حکم جاری ہوگا اور ایک کا تقسیم کرنا دوسرے کی تقسیم کرنے پر موقوف نہوگا اور اگر احد الشریکین فقط زراعت کے تقسیم ہونے کا التماس کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ دوسرے شریک کا مجبور کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ سہام زراعت کی تعدیل ممکن نہین ہو اور اسمین اشکال ہو کیونکہ سہام زراعت کی تعدیل بھی قیمت کے ساتھ ممکن ہو بشرطیکہ مقدار زراعت مین جہالت نہو اور اگر وہ زراعت از قبیل تخم ہو جو زمین سے ہنوز ظاہر نہوا ہو تو اُسکی قسمت صحیح نہوگی اسلئے کہ اُسمین جہالت متحقق ہو اور اگر از قبیل خوشہ ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اُسکی قسمت بھی صحیح نہوگی کیونکہ اُسکی مقدار مجہول ہوتے ہو اور یہ قول خالی از اشکال نہین ہو اسلئے کہ ہمارے نزدیک زراعت کا بیع کرنا جائز ہو تیسرا مسئلہ اگر دو شخصو نمین قرحان متعددہ (وہ زمینین جو درخت و بنا سے خالی ہون) مشترک ہون اور احد الشریکین اُنمین سے بعض قرحان کے ساتھ بعض آخر کے تقسیم ہونے کا التماکرے تو شریک ممتنع کا مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اگر اُنمین سے ہر ایک کے بالفرادہ تقسیم ہونے کا التماس کرے تو دوسرے شریک کا مجبور کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر دو شخصو نمین حبوب متفرقہ (مختلف غلّے)

بحیث لم یجبر الممتنع الزرع کالمتاع قال الدروس ولو طلب قسمۃ الزرع قال الشیخ لم یجبر الاخر لان تعدیل ذلک بالسہام غیر ممکن وفیہ اشکال من حیث امکان التعدیل بالتقویم اذا لم یکن فیہ جہالۃ بان کان بذرا لم یظہر لم یصح القسمۃ لتحقق الجہالۃ ولو کان سنبلا قال ایضا لا یصح وہو مشکل لجواز بیع الزرع عندنا

الثالثۃ لو کان بینہما قرحان متعددۃ وطلب واحد قسمتہا

بعضہا فی بعض لم یجبر الممتنع ولو طلب قسمۃ کل واحد بانفرادہ اجبر الاخر وکذا لو کان بینہما حبوب مختلفۃ

مشترک ہون جیسے گندم وجو وچانول وغیرہ تب بھی یہی کلام کیا جائیگا اور قراح وَاحد (ایک زمین) کا قسمت کرنا صحیح ہی اگرچہ اُسکے اقطاع کے درخت مختلف ہون جسطرح که مکان وسیع کا قسمت کرنا صحیح ہی بشرطیکہ اُسکی بنائین مختلف ہون اور دکاکین متجاورہ (متصلہ) مین سے بعض کا بعض آخر کے ساتھ بطور قسمت اجبار تقسیم کرنا صحیح نہین ہی اسلئے کہ وہ املاک متعددہ ہین اور ہرایک شریک کو اُنمین علی الفرادہ سکونت کرنا مقصود ہوتا ہی لہذا اُن پر افرحہ متعددہ کا حکم (اجبار ممتنع کا صحیح نہونا) جاری کیا جائیگا چہارم لواحق قسمت کے بیان مین اور وہ تین مسئلے ہین پہلا مسئلہ اگر احد الشریکین نے قسمت کے بعد اُسمین غلطی واقع ہونے کا قاسم پر دعوی کیا تو اُسکا دعوی مسموع نہوگا پس اگر بینہ قائم کرے تو مسموع ہوگا اور بطلان قسمت کا حکم کیا جائیگا اسلئے کہ قسمت کا فائدہ تمیز حق ہی جو حاصل نہین ہوا اور اگر اُسکی مابین بینہ موجود نہو اور شریک دوم پر یمین کے متوجہ کرنے کا التماس کرے تو جائز ہوگا بشرطیکہ اپنے شریک پر اُسکے عالم بہ غلط ہونے کا دعوی کرے دوسرا مسئلہ جبکہ مال مشترک کو دونون شریک آپسمین تقسیم کرلین بعد ازان بعض مال کا ملک غیر ہونا ثابت ہو پس اگر مال مذکور معیّن اور احد الشریکین کے ساتھ مخصوص ہو تو قسمت باطل ہوجائیگی اسلئے کہ فقط دوسرے حصّہ مین بدون تعدیل شرکت باقی رہجاتی ہی اور اگر مال مذکور ان دونون مین بالتسویہ مشترک ہو تو قسمت باطل نہوگی اسلئے کہ فائدہ قسمت باقی ہی جس سے ہرایک حق جدا اور ممتاز ہونا مراد ہی اور اگر مال مذکور مین وہ دونون بالسویہ مشترک نہون تو قسمت باطل ہوگی اسلئے کہ شرکت متحقق ہی اور اگر مال مذکور اُن دونون مین بطور اشاعت (غیر معین ہونا) مشترک ہو تو شیخ علیہ الرحمۃ کے دو قول ہین اوّل یہ کہ اُس مال مین قسمت باطل نہوگی جو ملک غیر سے زائد ہی اور دوم یہ کہ قسمت باطل ہوگے اسلئے کہ وہ بدون

اذن شریک واقع ہوئی ہو اور یہی قول اشبہ ہی تیسرا مسئلہ اگر کسی ترکہ کو اُسکے ورثہ
تقسیم کرلین بعد ازان میت کا کسی دین کے ساتھ مشغول الذمہ ہونا ظاہر ہو
اور ورثہ اُسکو ادا کردین تو قسمت باطل نہوگی اور اگر اُسکے ادا کرنے سے امتناع
کرین تو باطل ہوجائیگی اور ترکہ میت سے اُسکے دین کا ادا کرنا متعین ہوگا بحث چہارم
احکام دعوی کے بیان مین اور وہ ایک مقدمہ اور کئی مقصد کے بیان کو مقتضی ہی پس مقدمہ
دو فصلون پر مشتمل ہی **فصل اول** مدعی کے بیان مین اور مدّعی سے وہ شخص مراد ہے
جسکا ترک خصومت کی صورت مین ترک کردینا صحیح ہو اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ مدعی سے
(یعنے صورت سکوت مین اُس سے مزاحمت نکیجائیگی ۱۲)
وہ شخص مراد ہی جو خلاف اصل یا ظاہر کا دعوی کرتا ہو اور مدعی کے جو تعریف بھی اختیار کیجائے
پس منکر سے مقابل مدعی مراد ہی اور مدعی مین چار امرون کا موجود ہونا شرط ہی اول اُسکا
بالغ ہونا دوم اُسکا عاقل ہونا سوم اُسکا اپنے لئے یا اُس شخص کیلئے دعوی کرنا جسکی طرف سے
اُسکو ولایت دعوی حاصل ہی چہارم ایسے چیز کا مطالبہ کرنا جسکا تملک اُسکے لئے صحیح
ہو پس طفل صغیر یا مجنون کا دعوی قابل سماعت نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی
دوسرے شخص کے مال کا دعوی کرے کا تب بھی اُسکا دعوی قابل سماعت نہوگا تاوقتیکہ
وکیل یا وصی یا ولی یا حاکم یا امین حاکم نہو اور اسی طرح اگر کوئی مسلم شراب یا خوک کا
دعوی کرے تو اُسکا دعوی بھی مسموع نہوگا اور اسی طرح دعوی کے مسموع ہونے مین اُسکا
صحیح اور لازم ہونا ضرور ہی پس اگر کوئی شخص ہبہ کا دعوی کریگا تو مسموع نہوگا تاوقتیکہ
اقباض کا بھی دعوی نکرے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مال کے رہن ہونے کا دعوی کرے
تو وہ بھی مسموع نہوگا تاوقتیکہ اقباض کا دعوی نکرے اور اگر شخص منکر (مدعی علیہ) حاکم
یا شہود کے فاسق ہونے کا دعوی کرے اور شہود لہ کے علم کا بھی مدعی ہو تو آیا مشہود لہ

نفی علم کیلئے یمین متوجہ ہوگی یا نہین اسمین تردد ہی لکن اُسکا متوجہ نہونا اشبہ ہی اسلئے
کہ وہ حق لازم نہین ہی اور نکول اور یمین مردودہ کے ساتھ ثابت نہوگا علاوہ برین
یمین کے مشہود لہ پر متوجہ ہونے مین اثارت فساد اور اختلال احکام متصور ہی اور اسیطرح
اگر منکر نے شہادت کے ساتھ یمین مدعی کے منضم ہونے کا التماس کیا تو اُسکی اجابت لازم
نہوگی اسلئے کہ حق مدعی کے ثابت کرنے مین قول بینہ کافی ہی اور اگر کوئی شخص کسی
دوسرے شخص پر اقرار حق کا دعوی کرے اور مدعی علیہ سکوت کرے تو آیا حاکم کو مدعی علیہ
پر دعوای مذکورہ کے جواب کا لازم کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اسلئے کہ اقرار سے
نفس الامر مین مقر لہ کیلئے کوئی حق مقر کے ذمہ پر ثابت نہین ہوتا بلکہ اقرار کی وجہ سے
ظاہر مین حق مقر لہ کے ثابت ہونے کا حکم کیا جاتا ہی لہذا مقر پر جواب کے لازم کرنیکا
کوئی فائدہ نہوگا اور صحت دعوی مین اسباب کے مفصل بیان کرنے کی حاجت
نہین ہی خواہ نکاح سے متعلق ہو یا غیر نکاح سے ہان بسا اوقات صحت دعوی کو اسباب
کے مفصل بیان کرنیکی دعوی قتل مین احتیاج ہوتی ہی اسلئے کہ اُسکی غلطی کا تدارک نہین
ہوسکتا اور اگر کوئی عورت کسی مرد پر نکاح کا دعوی کرے تو اُسکو اپنے قول ھذا زوجی
دیہ شخص میرا شوہر ہی پر اقتصار کرنا صحیح ہوگا اور قول مذکور کے ساتھ منجملہ حقوق زوجیت کسی
حق کے دعوی کی حاجت نہوگی اسلئے کہ نکاح کا دعوی کرنا لوازم زوجیت کے دعوی کو
متضمن ہی اور اگر شوہر نکاح کا انکار کرے تو اُسکو حلف کرنا لازم ہوگا اور اگر نکول
کریگا تو قضا بالنکول کی بنا پر ثبوت نکاح کا حکم کیا جائیگا اور دوسرے قول کی بنا پر
یمین کا زوجہ پر رد کرنا لازم ہوگا پس جبکہ وہ حلف کریگی تو زوجیت ثابت ہوجائیگی
اور اگر کوئی مرد کسی عورت پر نکاح کا دعوی کرے تب بھی یہی کلام جاری ہوگا اور اگر

کوئی شخص کسی عورت پر دعوی کرے کہ فلان عورت میری کنیز کی لڑکی ہو مثلا کہے ھذہ بنت امتی تو اُسکا دعوی قابل سماعت نہوگا اسلئے کہ کنیز مذکورہ سے اُس لڑکی کی ولادت کا ملک غیر مین متحقق ہونا اور بعد ازان کنیز مذکورہ کا ملک مدعی کی طرف منتقل ہونا بھی محتمل ہی پس اس صورت مین دعوای مذکورہ سے مدعی علیہ کا کوئی حق لازم ثابت نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے ھذہ ولدتھا امتی فی ملکی (یہ لڑکی میری کنیز سے اُس وقت پیدا ہوئی ہی جبکہ وہ کنیز میری ملک مین داخل تھی) تب بھی اُسکا دعوی قابل سماعت نہوگا اسلئے کہ اُس لڑکی کا آزاد یا ملک غیر ہونا بھی محتمل ہی اور اسی طرح اگر بینہ بھی بطور مذکور شہادت دے تو اُسکا قول بھی مسموع نہوگا ہان اگر مدعی اُس لڑکی کے مملوک ہونے کا دعوی کرے یا بینہ اُسکے مملوک مدعی ہونیکی شہادت دے تو مسموع ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے ھذہ ثمرۃ نخلی (یہ میرے درخت کا ثمر ہی) اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کیلئے اُس ثمر کا اقرار کرے جو اُسکے قبضہ مین موجود ہی مثلا کہے ھذہ ثمرۃ نخلتک (یہ تیرے درخت کا ثمر ہی) یا اُس مملوکہ کی لڑکی کا اقرار کرے جو اُسکے قبضہ مین موجود ہی مثلا کہے ھذہ بنت مملوکتک التی ولدتھا فی ملکک (یہ تیری اُس مملوکہ کی لڑکی ہی جو اُس سے تیرے مملوک ہونیکی حالت مین پیدا ہوئی ہی) تو شخص مقر پر حکم اقرار جاری نکیا جائیگا اگر اپنے کلام کے ایسی تفسیر کرے جو منافی ملک ہو لکن اگر کوئی شخص کہے ھذا الغزل من قطن فلان حال کونہ ملکالہ یا کہے ھذا الدقیق من حنطتہ تو یہ کلام داخل اقرار ہوگا اور اُسکی ایسی تفسیر مقبول نہوگی جو منافی ملک ہو اسلئے کہ قطن (روی) و حنطہ (گندم) کے مملوک مقرلہ ہونے کو غزل و دقیق کا مملوک ہونا بھی لازم ہی کیونکہ بیان پر احد ہما عین آخر ہی **فصل دوم** توصل الی الحق کے بیان مین پس اگر کسی شخص کا عین مال کسی دوسرے شخص کے قبضہ مین موجود ہو تو

صاحب مال کو اُسکا انتزاع (چھین لینا) کرنا جائز ہی اگرچہ بقہر و غلبہ ہوتا وقتیکہ اُسکے
انتزاع کرنے مین اثارت فتنہ متصور نہوا اور اُسکا انتزاع کرنا اذن حاکم پر موقوف نہین ہی
اور اگر کسی شخص کا کسی دوسرے شخص کے ذمہ پر کوئی دین ہو اور غریم (مدیون)
اُسکا اقرار کرتا ہو اور اُسکی بذل پر آمادہ ہو تو مدعی کو بدون اجازت حاکم اُسکے انتزاع
کرنے مین استقلال کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ غریم کو جہات قضا مین اختیار ہی پس حق مدعی
کسی خاص شی مین منحصر نہوگا تا وقتیکہ خود غریم یا حاکم شرع (درصورت امتناع) اُسکو معین نکرے
اور اگر مدیون کو حق مدعی کا انکار ہو اور مدعی کیلئے بیّنہ موجود ہو جسکے ذریعہ سے حق کا حاکم شرع
کے نزدیک ثابت کر دینا اور حاکم تک پہونچنا ممکن ہو تو جواز اخذ مین تردد ہی لکن اُسکا جائز
ہونا اشبہ ہی اور اُسی کو جناب شیخ الطائفہ رہ نے کتاب خلاف و مبسوط مین ذکر فرمایا ہی اور
عموم اذن فی الاقتصاص (اپنے حق کا بطور مقاصہ اخذ کرلینے کی اجازت کا عام ہونا)
بھی اسی پر دلالت کرتا ہی اور اگر مدعی کے پاس بیّنہ موجود نہو اور حاکم تک پہونچنا
متعذر ہو اور مدعی کو مدیون کا وہ مال دستیاب ہو جائے جو اُسکے مال کا ہمجنس ہو تو اُسکو
بطور استقلال مقاصہ کرلینا جائز ہوگا ہان اگر مدعی کے پاس مدیون کا وہ مال بطور امانت
موجود ہو تو جواز مقاصہ مین تردد ہی لکن اُسکا مکروہ ہونا اشبہ ہی اور اگر مال مدیون غیر جنس
ہو تو مدعی کو بقیمت عدل مقاصہ کرنا جائز ہوگا اور رضاء مالک کا اعتبار بوجہ امتناع
(اداے حق سے انکار کرنا) اُسی طرح ساقط ہو جائیگا جسطرح کہ ہمجنس مین اُسکی رضا کا
اعتبار ساقط ہو جاتا ہی اور مدعی کو مدیون کے عین مال کی بیع کا بنفسہ متولی ہونا اور
اُسکی قیمت مین سے اپنے دین پر قبضہ کرنا جائز ہوگا تاکہ اُسکے روکنے کی مشقت برطرف
ہو جاسے اور اگر وہ عین مال جس سے اُسنے بطور مقاصہ اپنے حق کا اخذ کرنیکا قصد کیا تھا قبل

بیع تلف ہو جاے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ہمارے مذہب کی بنا پر مدعی سے عین مذکورہ کی ضمانت کا متعلق ہونا الیق ہی اسلئے کہ وہ امانت شرعیہ کا حکم رکھتی ہی لکن مدعی سے اُسکی ضمانت کا متعلق ہونا بے وجہ نہین ہی اسلئے کہ وہ ایسا قبضہ ہی جسمین مالک نے اجازت نہین دی اور صورت تلف مین مالک و مدعی کو اُسکی قیمت کے ساتھ تقاصہ کرنا صحیح ہوگا اور اس مقام پر دو مسئلے قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص ایسے مال کا دعوی کرے جسپر کوئی شخص قابض نہو تو وہ مال اُسکے حوالہ کیا جائیگا اور وہ کیسۂ زر بھی اسی قبیل سے شمار کی جائیگی جو کسی جماعت کے درمیان موجود ہو اور جماعت مذکورہ سے اُسکا سوال کیا جاے کہ آیا یہ کیسہ تمھارا مال ہی یا نہین اور وہ جماعت اُسکی ملکیت کا انکار کرے اور منجملہ اُنکے ایک شخص اُسکی ملکیت ہونیکا مدعی ہو پس وہ کیسۂ زر اُسی شخص کے حوالہ کر دی جائیگی جسنے اُسکا دعوی کیا ہی دوسرا مسئلہ اگر کوئی کشتی کسی دریا مین ٹوٹ جاے تو اُسکی جس متاع کو کہ دریا نے خارج کیا ہی اُسکا استحقاق اُن لوگون کو حاصل ہوگا جو اُسکے مالک ہین اور جو متاع کہ بذریعہ غوص (غوطہ لگانا) خارج کی گئی ہی اُسکا استحقاق اُس شخص کو حاصل ہوگا جسنے کہ اُسکو خارج کیا ہی جیسا کہ روایت شعیری مین حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہوا ہی لکن اُس روایت کی سند مین ضعف ہے

مقصد اوّل اوس اختلاف کے بیان مین جو دعوای املاک سے متعلق ہی اور اُسمین کئی مسئلے مذکور ہوئے ہین پہلا مسئلہ اگر کسی عین مال پر دو شخص قابض ہون اور اُسمین سے ہر ایک شخص اُسکا دعوی کرے اور بینہ موجود نہو تو مال مذکور کا اُن دونون پر بالسّویہ تقسیم کر دینا معین ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ ہر ایک شخص کو دوسرے شخص کے دعوی کی نفی پر حلف دیا جائیگا اور اگر مال مذکور پر فقط ایک شخص قابض ہو تو مال مذکور اُسی شخص کی

ملکیت کا حکم کیا جائیگا جو اُسپر قابض ہی اور اُسکو دوسرے شخص کے دعوی کی نفی پر حلف دیا جائیگا بشرطیکہ اُسنے قابض کے حلف دینے کا التماس کیا ہو اور اگر مال مذکور سے اُن دونون کا قبضہ خارج ہو اور اُسپر کوئی تیسرا شخص قابض ہو اور قابض مذکور اُن دونونمین سے ایک شخص کی تصدیق کرے تو وہ مال اُسی شخص کے حوالہ کیا جائیگا جسکے کہ قابض نے تصدیق کی ہی اور اُسکو دوسرے مدعی کی دعوی کی نفی پر حلف دیا جائیگا اور اگر قابض مذکور اُن دونون کی تصدیق کرے تو مال مذکور اُن دونون پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اور ہر ایک شخص کو دوسرے شخص کیلئے حلف کرنا لازم ہوگا اور اگر قابض مذکور اُن دونون کی تکذیب کرے تو وہ مال اُسی کے قبضہ مین باقی رکھا جائیگا دوسرا مسئلہ دو شہادتون مین تعارض اُسوقت متحقق ہوگا جبکہ ایک شہادت دوسری شہادت کی ضد ہو مثلاً ایک بینہ کسی حق معین پر ملک زید ہونیکی شہادت دے بعد ازان دوسرا بینہ اُسی حق پر ملک عمرو ہونیکی شہادت دے یا ایک بینہ شہادت دے کہ فلان کپڑے کو اُسکے مالک نے صبح کے وقت عمرو کے ہاتھ فروخت کیا ہی اور دوسرا بینہ شہادت دے کہ اُسی کپڑے کو اُسکے مالک نے اُسی وقت مین خالد کے ہاتھ فروخت کیا ہی اور جہانتک کہ دو شہادتونمین جمع و توفیق ممکن ہو وہانتک اُن دونونمین جمع کرنا لازم ہوگا پس اگر اُن دونونمین تعارض متحقق ہو تو تین حالسے خالی نہین اول یہ کہ عین مال پر دونون شخص قابض ہون اس صورت مین مال مذکور کا اُن دونون پر بالسویہ تقسیم کر دینا متعین ہوگا اسلئے کہ اُن دونون مین ہر ایک شخص کے قبضہ کا نصف مال پر متحقق ہونا مفروض ہی اور دوسرے شخص نے بینہ کو قائم کیا ہی لہذا ہر ایک کیلئے اُس مال کے ملکیت کا حکم کیا جائیگا جسپر کہ اُسکا خصم قابض ہی دوم یہ کہ عین مال پر اُن دونونمین سے ایک شخص قابض ہو اس صورت مین مال مذکور کا شخص خارج (غیر قابض) کی حوالہ کرنا متعین ہوگا اور داخل (قابض) کے حوالہ کرنا صحیح نہوگا بشرطیکہ دونون بینون نے اُن دونون

کے لئے ملک مطلق کی شہادت دی ہو اور سبب ملک کو بیان نہ کیا ہو اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ بینہ قابض کو مطلقاً ترجیح دیجائیگی خواہ ملک مطلق کی شہادت دی یا سبب ملک کو بھی بیان کرے اور اس قول کو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین ذکر فرمایا ہی اور وہ بعید ہی اور اگر دونون بینون نے سبب ملک کی شہادت دی ہو تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ مال مذکور کا صاحب ید (قابض) کے لئے حکم کیا جائیگا اسلئے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایک چوپایہ مین بھی حکم فرمایا تھا اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ مال مذکور کا خارج (غیر قابض) کے لئے حکم کیا جائیگا اسلئے کہ صاحب ید کو اقامت بینہ کا استحقاق نہین ہو جسطرح کہ مدعی کو حلف کرنیکا استحقاق نہین ہو کیونکہ رسالتمآب نے ارشاد فرمایا ہو البینۃ علی من ادعی والیمین علی من انکر اور تفصیل قاطع شرکت ہو اور یہی قول اولی ہو لیکن اگر بینۂ قابض نے اُسکے لئے سبب ملک کی شہادت دی ہو اور بینۂ خارج نے اُسکے لئے ملک مطلق کی شہادت دی ہو تو صاحب ید (قابض) کے لئے حکم کیا جائیگا خواہ وہ سبب متکرر نہوتا ہو جیسے زمان کا بچہ دینا اور یا جیسے کتان کا بننا یا متکرر ہو جیسے خرید و فروخت کرنا اور زرگری کرنا اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ خارج غیر قابض کیلئے حکم کیا جائیگا اگرچہ اُسکے بینہ نے ملک مطلق کی شہادت دی ہو اور سبب ملک کو بیان نکیا ہو اسلئے کہ خبر نبوی (البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر) کا مقتضی یہی ہو اور قول اول اشبہ ہو سوم یہ کہ عین مال پر کوئی تیسرا شخص قابض ہو اس صورت مین مال مذکور کا اُس شخص کے حوالہ کرنا معین ہوگا جسکے بینہ کو باعتبار عدالت رجحان حاصل ہو اور اگر باعتبار عدالت وہ دونون مساوی ہون تو مال مذکور کا اُس شخص کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جسکے شہود زائد ہون اور اگر عدد اور عدالت مین دونونکے شہود مساوی ہون تو اُن دونونمین قرعہ ڈالا جائیگا پس جسکا نام خارج ہوگا اُسکو حلف دیا جائیگا اور مال مذکور کا

اُسی کیلئے حکم کیا جائیگا اور اگر حلف کرنے سے انکار کرے گا تو دوسرے شخص کو حلف دیا جائیگا
اور مال مذکور کا اُسی کیلئے حکم کیا جائیگا اور گر دونون شخص نکول (قسم سے انکار) کرین تو
مال مذکور مین وہ دونون بالتسویہ شریک کئے جائینگے اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط
مین ارشاد فرمایا ہے کہ اگر دونون بینون نے ملک مطلق کی شہادت دی ہوگی تو قرعہ کی بنا پر حکم کرنا
معین ہوگا اور اگر دونون بینون نے ملک مقید کی شہادت دی ہوگی تو مال مذکور کا مابین
متخاصمین تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اگر دونون بینون مین سے ایک بینہ نے ملک مقید کی شہادت
دی ہوگی تو اُسی بینہ کے موافق حکم کیا جائیگا اور دوسرے بینہ کے موافق حکم کرنا صحیح نہوگا
اور قول اول اُن روایات سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے جو اسبارے مین منقول ہوئی ہین
اور شاہدین اور شاہد و امرتین (دو عورتین) مین بھی تعارض متحقق ہوتا ہے اور شاہدین اور
(اسلئے کہ رسم بینہ اون دونو کو شامل ہے ۱۲ ج)
شاہد و یمین (قسم) مین تعارض متحقق نہین ہوتا کیونکہ روایات مذکورہ سے بینہ کا باعتبار عدالت راجح ہونا مستفاد ہوتا ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے
(اسلئے کہ ان دونون پر صادق نہین آتا ۱۲ ج)
اپنے قول ثانی مین فرمایا ہے کہ جو دونون متعارض ہوتی ہین اُن دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور شاہد و امرتین اور شاہد و یمین مین
بھی تعارض متحقق نہین ہوتا بلکہ شاہدین اور شاہد و مرئتین کے موافق حکم کرنا معین ہوگا
اور شاہد و یمین کے موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اور ہمنے جس مقام پر کہ قسمت کرنیکا حکم دیا ہے
اُس سے وہ مقام مراد ہے جہان پر قسمت کا فرض کرنا ممکن اور شرکت کا فرض کرنا صحیح ہو جیسے
متنازع فیہ کا مال ہونا اور اُس مقام پر قسمت کرنیکا حکم نہین دیا ہے جہان پر قسمت کا فرض
کرنا ممتنع اور شرکت کا فرض کرنا باطل ہے جیسے دو شخصون کا کسی عورت کی زوجیت مین
نزاع کرنا پس اور ہر ایک کا بینہ کو قائم کرنا پس ایسی صورت مین قرعہ ڈالنا لازم ہوگا اور جبکہ
ایک بینہ کسیکے ملک قدیم ہونیکی اور دوسرا بینہ اُسی مال کی ملک جدید ہونیکی شہادت دے
تو ملک قدیم کی شہادت کو ملکِ جدید کی شہادت پر ترجیح دی جائیگی مثلاً ایک بینہ کسی

مال کی فی الحال ملک زید مین داخل ہونیکی اور دوسرا بینہ اُسی مال کے قدیم سے ملک زید مین
داخل رہنے کی شہادت دی تو ملک قدیم کی شہادت کا ملک حال کے شہادت پر مقدم کرنا
معین ہوگا اور اسی طرح اگر ایک بینہ کسی مال کے ایک سال سے ملک زید ہونیکی اور
اور دوسرا بینہ اُسی مال کے دو سال سے ملک زید ہونیکی شہادت دے تو دو سال
کی شہودت کا ایک سال کی شہادت پر مقدم کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح شہادت
ملک کا شہادت قبضہ پر مقدم کرنا لازم ہی اسلئے کہ شہادت قبضہ مین عدم ملک کا احتمال
بھی متحقق ہوتا ہی اور اسی طرح سبب ملک کی شہادت کا تصرّف کے شہادت پر مقدم کرنا
بھی واجب ہی اسلئے کہ تصرف عام ہی **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی عین مال کا دعوے
کرے اور اگر مدعی علیہ بیان کرے کہ یہ مال فلان شخص کے ملک ہی تو اُس سے مخاصمت
برطرف ہو جائیگی خواہ مقرلہ (جسکے لئے اقرار کیا گیا ہو) حاضر ہو یا غائب پس اگر مدعی
کہے کہ اس (مدعی علیہ) کو حلف دیا جاے کہ اُسکو مال مذکور کا میرے ملک مین داخل ہونا
معلوم نہین ہے تو اُس (مدعی علیہ) پر یمین متوجہ ہوگی اسلئے کہ اس یمین کا فائدہ یہ ہی
کہ اُس سے عین مال کی قیمت کا تاوان متعلق ہو اور اُسکا فائدہ یہ نہین ہی کہ صورت نکول
یا رد مین عین مال اُسکے حوالہ کیا جاے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اُسپر حلف کرنا اور
صورت نکول مین قیمت مال کا ادا کرنا لازم نہوگا لکن قیمت مال کے تاوان کا اُس سے
متعلق ہونا اقرب ہی اسلئے کہ وہ مال مذکور اور اُسکے مالک مین غیر مالک کیلئے اقرار کرنے
کی وجہ سے حائل ہوا ہی اور اگر مقرلہ اُسکا انکار کرے تو اُسکی حفاظت کا حاکم شرع سے
متعلق ہوگا اسلئے کہ عین مذکورہ پر ملک مقر سے خارج ہونے کا حکم ہو چکا اور ملک
مقرلہ مین اُسکے داخل ہونے کا حکم نہین ہوا ہی اور اگر مدعی اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے

تو عین مذکورہ اُسکے حوالہ کی جائیگی لکن اگر مدعی علیہ نے عین مذکورہ کا کسی مجہول کیلئے اقرار کیا
تو اُس سے خصومت برطرف نہوگی بلکہ اُوسپر شخص مجہول کا بیان کرنا لازم کیا جاوے گا
چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص مدعی ہو کہ مین نے فلان شخص کو اپنا چوپایہ بکرایہ دیا ہی
اور شخص مذکور مدعی ہو کہ اُسنے اُسکو میرے پاس ودیعت رکھا ہی اور ہر ایک شخص اپنے
دعوی پر بینہ قائم کرے تو تعارض متحقق ہوگا اور قرعہ پر عمل کرنا معین ہوگا بشرطیکہ اُسمین
سے کسی شخص کی بینہ کو دوسرے شخص کے بینہ پر باعتبار عدد یا عدالت رجحان حاصل نہو
پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص اُس مکان کا دعوی جسپر کوئی دوسرا شخص قابض ہو اور
مکان مذکور کے ایک روز یا ایک مہینہ قبل اپنے قبضہ مین ہونے پر بینہ قائم کرے تو بعض
علما نے فرمایا ہی کہ بینہ مذکورہ کا قول مسموع نہوگا اور اسی طرح اگر مکان مذکور کے ایک روز
قبل اُسکی ملک مین داخل ہونے پر بینہ قائم ہو تب بھی بینہ کا قول مسموع نہوگا اسلئے کہ
ظاہر ید (قبضہ) اُس مکان کی فی الحال ملک قابض ہونے پر دلالت کرتا ہی جو کسی امر محتمل سے
ساقط نہین ہو سکتا اور اسمین اشکال ہی اور شاید کہ بینہ کا قبول ہونا اقرب ہو لکن اگر
بینہ مدعی بیان کرے کہ صاحب ید نے مکان کو غصب کیا ہی یا مدعی سے اُسکو بکرایہ لیا تو بینہ کی
موافق حکم کیا جائیگا اسلئے کہ اُسنے ملک مدعی کی شہادت دی ہی اور شخص دوم کے قبضہ
کا سبب بیان کیا ہی۔ اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے کہ تو نے فلان مکان کو
مجھسے غصب کیا ہی اور دوسرا شخص کہے کہ صاحب ید نے مکان مذکور کا میرے لئے اقرار
کیا ہی اور ہر ایک شخص اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے تو مغصوب منہ کے موافق حکم کیا جائیگا اسلئے
کہ بینہ نے اُسکے لئے ملک مکان کی شہادت دی ہی اور صاحب ید کے قبضہ کا سبب بیان
کیا ہی اور مکان مذکور کا مقر لہ کیلئے مقر ضامن نہوگا اسلئے کہ مکان مذکور اور مقر لہ مین

اُسکے اقرار کی وجہ سے حیلولت نہین ہوا بلکہ بیّنۂ مدّعی کی وجہ سے حیلولت ہوئی ہو مقصد دوم
اُس اختلاف کے بیان مین جو عقود سے متعلق ہو جبکہ دو شخص موجر و مستاجر کسی مکان معیّن
کے ماہ معیّن مین بکرایہ ہونے پر اتفاق اور مقدار اجرت مین اختلاف کرین اور ہر ایک
شخص اُس مقدار پر بیّنہ قائم کرے جسکے معین ہونے کا وہ مدّعی ہو پس اگر ایک بیّنہ کے
عقد کی تاریخ مقدّم ہو (جیسے ایک بیّنہ کے عقد کی تاریخ کا ماہ رمضان ہونا اور دوسرے
بیّنہ کے عقد کی تاریخ کا ماہ شوال ہونا) تو اُسی پر عمل کرنا معیّن ہوگا اسلئے کہ اس صورت
مین عقد دوم باطل ہوگا اور اگر دونون کی عقد کی تاریخ ایک ہو تو تعارض متحقق ہوگا اسلئے
کہ وقت واحد مین عقدین متنافیین کا واقع ہونا ممکن نہین ہو پس اُن دونون مین قرعہ
ڈالا جائیگا اور اُس شخص کے موافق اُسکی قسم کے ساتھ حکم کیا جائیگا جسکا
نام خارج ہوا اور اس قول کو ہمارے شیخ رہ نے کتاب مبسوط مین اختیار فرمایا ہو اور بعض
علما نے فرمایا ہو کہ بیّنہ موجر کے موافق حکم کرنا معیّن ہوگا اسلئے کہ اگر موجر کے پاس بیّنہ
نہوتا تو نفی زیادتی مین مستاجر کا قول اُسکی قسم کی ساتھ مقبول ہوتا کیونکہ بیّنہ کا قائم کرنا
مستاجر پر واجب نہین ہو لہذا اُسکا قول مقبول ہوگا اور جبکہ عدم بیّنہ کی صورت مین کسی
شخص کا قول مقبول ہوتا ہو تو بیّنہ کا قائم کرنا طرف مدّعی مین واجب ہوتا ہو پس صورت
مذکورہ مین چونکہ موجر نے زیادتی کا دعوی کیا ہو اور اُسپر بیّنہ کو قائم کیا ہو لہذا اُسکے بیّنہ کے
موافق حکم کرنا واجب ہوگا اور دونون قولون مین تردد ہو اور اگر کوئی شخص کسی مکان کے بکرایہ
لینے کا مدعی ہو اور موجر اُس مکان مین سے فقط ایک حجرہ کے بکرایہ دینے کا اقرار کرے تو
شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اُن دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اس صورت
مین موجر کا قول مقبول ہوگا اور قول اوّل اشبہ ہو اسلئے کہ اُن دونون مین سے ہر ایک شخص مدعی

ہی اور اگر اُن دونون مین سے ہر ایک شخص بیّنہ قائم کرے تو تعارض متحقق ہوگا بشرطیکہ دونون کا ایک تاریخ پر اتفاق ہو اور اگر دونون کی تاریخ مین تفاوت ہو تو اُس بیّنہ کے موافق حکم کیا جائیگا جسکی تاریخ مقدم ہو لکن اگر بیّنہ حجرہ کی تاریخ مقدم ہوگی تو اجارہ حجرہ کی اجرت معینہ کا حکم کیا جائیگا اور بقیہ مکان کیلئے اُس اجرت کا حکم کیا جائیگا جو اجرت حجرہ کی نسبت ملاحظہ کرنے سے مشخص ہوگی پس اگر مقدار اجرت کے دس دینار ہونے پر دونون کا اتفاق ہو اور بقیہ مکان کی اجرت کو اجرت حجرہ سے نصف کی نسبت حاصل ہو تو بیّنہ حجرہ کے مقدم ہونیکی صورت مین متاجر پر پندرہ دینار کا حوالہ موجر کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ بیّنہ موجر سے دس دینار کا فقط اجرت حجرہ ہونا ثابت ہوا لہذا بقیہ مکان کی اجرت اُسکا نصف (پانچ دینار) قرار پائیگا اور مستاجر کو مجموع اجرتین (پندرہ دینار) کا حوالہ موجر کرنا معین ہوگا اور اگر دو شخصوں مین کسی ہر ایک شخص کسی شخص معین سے کسی مکان معین کے خرید کرنے اور اُسکی قیمت کے حوالہ بائع کر دینے کا مدعی ہو اور بائع مکان اُسپر قابض ہو اور ہر ایک شخص اپنے دعویٰ پر بیّنہ قائم کرے تو اُن دونون مین بواسطۂ قرعہ حکم کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ عدالت وعدد و تاریخ مین دونون بیّنے مساوی ہون اور مکان مذکور کا اُس شخص کیلئے اُسکی قسم کے بعد حکم کیا جائیگا جسکا نام خارج ہو اور اگر بائع مکان اُن دونون مین سے ایک شخص کی تصدیق اور دوسرے شخص کی تکذیب کرے تو اُسکا قول مقبول نہوگا اسلئے کہ اُسکا قول مخالف بیّنہ ہی اور بائع کو قیمت مکان کا دوسرے شخص پر واپس کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ بائع کا دونون قیمتون پر قبضہ کر لینا ممکن ہی پس دونون بیّنے اُسمین مجتمع ہونگے اور اگر وہ دونون نکول کرین تو مکان مذکور اُن دونون مین تقسیم کر دیا جائیگا اور اُن دونون مین سے ہر ایک کو بائع سے نصف قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور آیا اُن دونو کو فسخ بیع کا بھی اختیار ہوگا یا نہین پس اقرب یہ ہی کہ اختیار ہوگا اسلئے کہ مبیع پر قبضہ کرنیکے قبل اُسمین تبعیض ہوگئی ہی کیونکہ ہر ایک مجموع مکان کو خرید کیا تھا

اور نصف مکان کا خرید کرنا مطلوب تھا اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص اُسکو فسخ کرے تو دوسرے شخص کو مجموع مکان کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ اُسکا کوئی مزاحم نہین ہے اور آیا اُسکو مجموع مکان کا اخذ کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین تردّد ہے لکن اُسکا لازم ہونا اقرب ہے اور اگر دو شخص مدعی ہون کہ کسی تیسرے شخص نے اون سے فلان مال معیّن کو خرید کیا ہے اور اُن دونون مین سے ہر ایک شخص اپنے دعوے پر بینہ قائم کرے پس اگر صاحب ید اُن دونون مین سے ایک شخص کے لئے اقرار کرے تو اُسپر قیمت کا حکم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر اُن دونون کے لئے اقرار کرے تو اُسپر دو نون قیمتون کا حکم کیا جائیگا اور اگر صاحب ید انکار کرے اور دونون بینونکی تاریخ مختلف ہو یا ہر ایک بینہ نے مطلقا شہادت دی ہو اور کوئی تاریخ معیّن نکی ہو تو اُسپر دونون قیمتون کا حکم کیا جائیگا اسلئے کہ باختلاف تاریخ اُسکا دونون سے خرید کرنا بھی محتمل ہے اور اگر دونون بینون کی تاریخ ایک ہو تو تعارض متحقق ہوگا اسلئے کہ وقت واحد مین ملک واحد کا دو شخصونکے لئے حاصل ہونا صحیح نہین ہے اور زمان واحد مین دو عقدون کا واقع کرنا ممکن نہین ہے اور اُن دونون مین قرعہ ڈالا جاے گا پس جس شخص کا نام خارج ہوگا بعد اُسکے لئے حکم کیا جاے گا اور اگر حلف کرنے سے وہ دونون انکار کرین تو قیمت کا اُن دونون مین تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص زید سے کسی مبیع کے خرید کرنے اور قیمت پر قبضہ دلا دینے کا مدعی ہو اور دوسرا شخص عمرو سے اُسی مبیع کے خرید کرنے اور قیمت پر قبضہ دلا دینے کا مدّعی ہو اور دونون شخص ایسے دو بینے

قائم کرین جو عدالت و عدد و تاریخ مین مساوی ہون تو تعارض متحقق ہوگا پس اس صورت مین
بذریعہ قرعہ فیصلہ کرنا معین ہوگا اور جس شخص کا نام خارج ہوگا بعد حلف اُسکے لئے حکم کیا جائیگا
اور اگر وہ دونون شخص حلف سے نکول کرین تو مال مبیع اُن دونون مین تقسیم کردیا جائیگا
اور اُن دونون مین سے ہر ایک شخص کو اپنے بائع سے نصف قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا
اُن دونون کو عقد کے فسخ کرنے اور دونون قیمتون کے مطالبہ کرنیکا بھی اختیار ہوگا اور اگر اُن
دونون مین سے ایک شخص فسخ کرے تو جائز ہوگا اور دوسرے شخص کو مجموع مبیع کا اخذ کرنا صحیح
نہوگا اسلئے کہ نصف آخر نے اُسکے بائع کی طرف رجوع نہین کی اور اگر کوئی غلام مدّعی ہو
کہ اُسکے آقا نے اُسکو آزاد کیا ہی اور دوسرا شخص مدّعی ہو کہ اُسکے آقا نے میرے ہاتھ
اُسکو فروخت کیا ہی اور وہ دونون بیّنہ قائم کرین تو اُس شخص کے موافق حکم کیا جائیگا جسکا
بیّنہ از روے تاریخ سابق ہو اور اگر دونون کے بیّنون کی تاریخ متفق ہو تو قرعہ ڈالا
جائیگا اور اُس شخص کے موافق اُسکی قسم کے ساتھ حکم کرنا معیّن ہوگا جسکا کہ نام
خارج ہوا ہی اور اگر وہ دونون قسم سے امتناع کرین تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ غلام مذکور
کا نصف پر احکام حرّیت جاری کئے جائینگے اور نصف آخر پر مدعی ابتیاع خریدنیکا
دعوی کرنیوالا کے رفیق ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اُسکو نصف قیمت کا بائع سے واپس
لینا صحیح ہوگا اور اگر عقد بیع کو مدعی ابتیاع فسخ کردے تو مجموع غلام پر احکام حرّیت جاری
کئے جائینگے اسلئے کہ اس صورت مین اُس بیّنہ کا کوئی مزاحم نہین ہی جسنے کہ اُسکے آزاد
ہونیکی شہادت دی ہی اور آیا غلام مذکور کے بائع پر اُسکی قیمت لازم ہوگی یا نہین پس
اقرب یہی کہ لازم ہوگی اسلئے کہ بیّنہ نے اُسکے عتق کی مباشرت پر شہادت دی ہی
اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر بیّنہ نے کسی مدّت معیّنہ سے

چوپایہ کے ملک مدعی مین موجود ہونیکی شہادت دیجے ہو بعد ازان اُس چوپایہ کے سن سے اُسکے مدت معینہ سے کم یا زائد ہونے پر قطعًا دلالت کی ہو تو بینہ کا اعتبار ساقط ہو جائیگا اسلئے کہ صورت مذکورہ مین اُسکا کذب متحقق ہے دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص اس چوپایہ کا دعوی کرے جو بقبضہ زید مین موجود ہے اور اُسکے عمرو سے خرید کرنے پر بینہ قائم کرے پس اگر بینہ نے چوپایہ مذکورہ کی ملک بائع ہونے اور مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے یا اُسکے مشتری ہونے اور بائع سے خرید لینے یا سپرد مشتری کر دینے کی شہادت دی ہو تو مدعی کے موافق حکم کرنا لازم ہوگا اور اگر بینہ نے مشتری کے فقط خرید لینے کی شہادت دی ہو تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ اُسکے موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ خرید و فروخت کبھی ملک غیر مین بھی واقع ہو جاتی ہے پس قبضہ معلومہ کا مظنون کی وجہ سے رفع کرنا جائز نہوگا اور یہ قول قوی ہے اور بعض علمانے فرمایا کہ اُسکے موافق حکم کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ خرید کرنا تصرف سابق کے متحقق ہونیکو مقتضی ہے جو ملکیت پر دلالت کرتا ہے تیسرا مسئلہ جبکہ صغیر مجہول النسب کسی شخص کے قبضہ مین موجود ہو اور شخص قابض اُسکی رقیت کا مدعی ہو تو صغیر مذکور پر باعتبار ظاہر اُس (قابض) کے رقیق ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر صغیر مذکور پر دو شخص قابض ہون تب بھی یہی حکم ہوگا اور صغیر مذکور کے اقرار یا انکار کا کوئی اعتبار نہوگا اور اگر کبیر مجہول النسب پر کوئی شخص قابض ہو اور اپنی رقیت کے دعوی کا انکار کرے تو اُسکا قول مقبول ہوگا اسلئے کہ اصل حریت ہے اور اگر دو شخص اُس (کبیر) کی رقیت کا دعوی کرین اور وہ اُن دونو نکے لئے اپنے رقیق ہونیکا اقرار کرے تو اُسپر دونون کی مملوک ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اُن دونون مین سے ایک شخص کیلئے اپنے رقیق ہونیکا اقرار کرے تو اُسی کی مملوک ہونیکا

اُسپر حکم کیا جائیگا اور شخص دوم کی مملوک ہونیکا حکم نکیا جائیگا چوتھا مسئلہ اگر کسی ذبیحہ کا دو شخص دعوی کرین اور اُن دونونمین سے ہر ایک شخص بعض ذبیحہ پر قابض ہو اور ہر ایک شخص بینہ قائم کرے تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ ہر ایک کیلئے اُس جزکا حکم کیا جائیگا جو دوسرے کے قبضہ مین موجود ہو اور یہ حکم غیر ذوالید کا ترجیح دینا ہمارے مذہب کے اصول کے موافق ہو اور اسی طرح اگر ہر ایک کے قبضہ مین ایک گوسفند موجود ہو اور مجموع گوسفند کا ہر ایک شخص مدعی ہو اور دونون شخص بینہ قائم کرین تو ہر ایک کیلئے اُس گوسفند کا حکم کیا جائیگا جو دوسرے کے قبضہ مین موجود ہو **پانچوان مسئلہ** جبکہ زید اُس گوسفند کا دعوی کرے جو قبضہ عمرو مین موجود ہو اور بینہ قائم کرکے گوسفند مذکورہ پر قبضہ کرلے بعد ازان بھی دوسرا بینہ اُسکی گوسفند کی ملک عمرو (جسکے قبضہ مین وہ موجود تھی) ہونیکی شہادت دی تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ حکم اوّل کا نقض کرنا اور گوسفند مذکورہ کا عمرو کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہ قول صاحب ید کی ترجیح دینے اور تعارض بینہ کی صورت مین قابض کے موافق فیصلہ کرنے پر مبنی ہو لکن حکم اول کے نقض کا صحیح نہوگا اور گوسفند مذکورہ کا قبضہ زید مین باقی رکھنا اولی ہو چھٹا مسئلہ اگر خالد اُس مکان کا دعوی کرے جو قبضۂ زید مین موجود ہو اور اُسی مکان کے نصف کا عمرو دعوی کرے اور وہ دونون (خالد و عمرو) بینہ قائم کرین تو مدعی کل یعنے خالد کیلئے اُس مکان کے نصف کا حکم کیا جائیگا اسلئے کہ نصف مکانمین اُسکا کوئی مزاحم نہین ہو اور نصف دوم مین دونون بینے متعارض ہون گے پس اُن دونونمین قرعہ ڈالا جائیگا اور اُس شخص کے موافق اُسکی قسم کے ساتھ حکم کیا جائیگا جسکا کہ نام خارج ہوا اور اگر وہ دونون قسم سے انکار کرین تو مکان مذکور

کے اُن دونون مین بالسویہ مشترک ہونیکا حکم کیا جائیگا پس مدعی کل یعنی خالد کو مکان مذکور کے تین ربع کا اور مدعی نصف یعنے عمرو کو اُسکے ایک ربع کا استحقاق ہوگا اور وہ دونو (خالد و عمرو) اُس مکان پر قابض ہون اور اُن دونون سے ایک شخص (خالد) مجموع مکان کا اور دوسرا شخص (عمرو) نصف مکان کا مدعی ہو اور ہر ایک شخص اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے تو مجموع مکان کا مدعی کل (خالد) کیلئے حکم کیا جائیگا اور مدعی نصف (عمرو) کیلئے کسی شی کا بھی حکم نکیا جائیگا اسلئے کہ ذوالید کا بینہ اُس نصف مین مقبول نہین ہو سکتا جسپر کہ وہ قابض ہی اور اگر ایک شخص (خالد) نصف مکان کا اور دوسرا شخص (عمرو) ثلث مکان کا اور تیسرا شخص (بکر) سدس مکان کا مدعی ہو اور مکان مذکور پر تینون شخص قابض ہون تو اُن مین سے ہر ایک شخص کا قبضہ اُس مکان کے ثلث پر متحقق ہوگا لکن صاحب ثلث (عمرو) اُس حصے سے زائد کا مدعی نہین ہی جسپر کہ وہ قابض ہی اور صاحب سدس (بکر) کے قبضہ مین وہ حصہ سدس بھی موجود ہی جسکا کہ وہ اور مدعی ثلث (عمرو) نہین کرتا لہذا حصہ مذکورہ (سدس فاضل کا مدعی نصف (خالد) کے حوالہ کرنا معین ہوگا جسکے بعد اُسکا نصف کامل ہوجائیگا اور اسی طرح اگر اُن مین سے ہر ایک شخص اپنے دعوے پر بینہ قائم کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ایک شخص (خالد) مجموع مکان کا اور دوسرا شخص (عمرو) نصف مکان کا اور تیسرا شخص (بکر) ثلث مکان کا مدعی ہو اور مکان مذکور پر تینون شخص قابض ہون اور اُنکے پاس بینہ نہو تو اُنمین سے ہر ایک مدعی کیلئے ثلث مکان کا حکم کیا جائیگا اسلئے کہ ثلث پر اُنکے قبضہ کا تحقق ہونا مفروض ہی اور دوسرے (عمرو) اور تیسرے (بکر) شخص پر مدعی مجموع (خالد) کیلئے حلف کرنا لازم ہوگا اور مدعی مجموع (خالد) اور مدعی ثلث (بکر) پر مدعی نصف (عمرو) کیلئے حلف کرنا لازم ہوگا اور اگر اُنمین سے ہر ایک شخص اور مدعی ثلث پر اُن دونونکے لئے حلف کرنا لازم نہوگا اسلئے کہ وہ اُس حصے سے زائد کا مدعی نہین جسپر کہ وہ قابض ہے ١٢

تیسرا حصہ ١٢ — چھٹا حصہ ١٢ — جو ثلث مکان کا مدعی ہی ١٢ — جو سدس مکان کا مدعی ہی ١٢

بینّہ قائم کرے پس اگر صورت تعارض مین بینّہ داخل (قابض) کے موافق فیصلہ کرنے کے
قابل ہون تو اس صورت مین بھی وہی حکم جاری کیا جائیگا جو فقدان بینّہ کی صورت مین
جاری تھا اسلئے کہ اُنھین سے ہر ایک شخص کا ثلث مکان پر بینّہ کا قائم کرنا اور اُسپر قابض
ہونا مفروض ہی لہذا مکان مذکور اُن پر اثلاثًا تقسیم کیا جائیگا اور اگر بینّہ خارج (غیر قابض)
کے موافق فیصلہ کرنیکے قابل ہون (چنانچہ مذہب صحیح یہی ہی) تو مدعی کل کیلئے اپنے مقبوض مین
سے منجملہ بارہ حصون کے تین حصون کا استحقاق بدون معارض حاصل ہوگا اسلئے کہ مدعی
کل اُس مکان مین سے ثلث کے چار حصون پر قابض ہی اور مدعی نصف کو اُس سے
فقط ایک حصّہ کی بابت نزاع ہی اور اسی طرح مدعی کل کیلئے اُن چار حصون کا بھی استحقاق
حاصل ہوگا جسپر کہ مدعی نصف قابض ہی اسلئے کہ مدعی کل کیلئے اُن حصون کے بینّہ نے
شہادت دی ہی اور مدعی نصف کا بینّہ اُن چارون حصون کے بہ نسبت ساقط ہوجائیگا کیونکہ
بینّہ داخل (مدعی نصف) کا اُسکے مقبوض کی بہ نسبت مقبول نہونا مفروض ہی اور اسی طرح
مدعی کل کیلئے مدعی ثلث کے مقبوض مین سے تین حصون کا استحقاق ہوگا اسلئے کہ مدعی
کل کا بینّہ اُن حصون کی بہ نسبت بینّہ خارج ہی جسکا مقبول ہونا مفروض ہی اور مدعی ثلث
کا بینّہ اُن حصون کے بہ نسبت بینّہ داخل ہی جسکا اُسکے مقبوض کے بہ نسبت مقبول نہونا
مفروض ہی اور مدعی نصف کے لئے اُس ایک حصہ کا استحقاق حاصل ہوگا جسپر مدعی
کل قابض ہی اسلئے کہ مدعی نصف کا بینّہ اُس حصہ کی بہ نسبت بینّہ خارج ہی جسکا مقبول
ہونا مفروض ہی اور جو ایک حصہ کہ مدعی ثلث کے قبضہ مین باقی رہا اُس حصہ سے مدعی
نصف اور مدعی کل کا دعوی متعلق ہوگا اور اُن دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور اُن
دونون مین سے جس شخص کا نام خارج ہوگا وہ حصہ اُسکی قسم کے بعد اُسکے حوالہ کیا

جائیگا اور اگر وہ دونون حلف کرنے سے امتناع کرینگی تو اُس حصہ کا اُن دونون مین بالسویہ
تقسیم کرنا معین ہوگا پس صورت مرقومہ مین مدعی کل کیلئے ساڑھے دس حصونکا استحقاق
اور مدعی نصف کیلئے ڈیڑھ حصہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور مدعی ثلث کا دعوی ساقط ہوجائیگا
اسلئے کہ اُسکا بیّنہ داخل ہی جسپر بیّنۂ خارج کا مقدم کرنا لازم ہی اور اگر کسی مکان پر چار
شخص قابض ہون اور اُنمین سے ایک شخص کل کا اور دوسرا شخص ثلثین کا
اور تیسرا شخص نصف کا اور چوتھا شخص ثلث کا مدعی ہو تو ربع مکان پر ہر ایک شخص قابض
ہوگا پس اگر انمین سے کسی مدعی کے پاس بیّنہ نہوگا تو ہر ایک کیلئے اُس حصّہ کا حکم
کیا جائیگا جسپر کہ وہ قابض ہی اور ہر ایک مدعی کو دوسرے مدعی کیلئے حلف دیا
جائیگا اور اگر مکان مذکور پر اُنمین سے کوئی شخص بھی قابض نہو اور ہر ایک کے
پاس بیّنہ موجود ہو تو مدعی کل کیلئے ثلث مکان کا استحقاق بدون معارض حاصل
ہوگا اسلئے کہ ثلث مکان مین اُسکا کوئی مزاحم نہین ہی اور مدعی کل اور مدعی ثلثین
کے بیّنہ مین سدس کے بابت تعارض واقع ہوگا پس اُن دونونمین اُسکی بابت قرعہ
ڈالا جائیگا بعد ازان مدعی کل اور مدعی ثلثین اور مدعی نصف کے بیّنہ مین بھی سدس
کے بابت تعارض واقع ہوگا پس اون تینون مین بھی اُسکی بابت قرعہ ڈالا جائے گا
بعد ازان چارون مدعیون کے بیّنہ مین ثلث کے بابت تعارض واقع ہوگا پس اُن
چارون مین اُسکی بابت قرعہ ڈالا جائیگا اور اُسکے ساتھ وہ شخص مخصوص کیا جائیگا جسکے
نام پر کہ قرعہ خارج ہوگا اور جس شخص کا کہ نام خارج ہوگا اُسکے لئے بدون اُسکی قسم کے
حکم نکیا جائیگا اور کل مکان کا مدعی کل کیلئے بواسطہ قرعہ خارج ہونا مقام استبعاد اور محل
استعجاب نہین ہی اسلئے کہ حق تعالی نے جس امر کا حکم دیا ہی اُسمین خطا نہین ہی لہذا

تعارض بینات کی صورت مین استبعاد مذکور کی وجہ سے بدون قرعہ قسمت کرنا صحیح نہوگا
اور اگر حلف کرنے سے چارون مدعی نکول کرین تو ہر مرتبہ مین جس حصہ کی بابت کہ دفع
واقع ہوگی اُس حصہ کا مابین متنازعین بالتسویہ تقسیم کر دینا معین ہوگا پس صورت مذکورہ
مین چھتیس ۳۶ سہمون سے قسمت کرنا صحیح ہوگا جنمین سے مدعی کل کو بیش ۲۰ سہمون کا اور
مدعی ثلثین کو آٹھ سہمون کا اور مدعی نصف کو پانچ سہمون کا اور مدعی ثلث کو تین
سہمون کا استحقاق ہوگا اور اگر مکان بہ پر وہ چارون شخص قابض ہون تو ہر ایک
شخص کے قبضہ مین ربع مکان حاصل ہوگا پس جبکہ اُنمین سے ہر ایک شخص اپنے دعوی پر
بینہ قائم کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ہر ایک مدعی کیلئے ربع مکان کا حکم کیا جائیگا
کیونکہ اُسکے لئے بینہ اور ید (قبضہ) دونون موجود ہین لکن بینۂ خارج کے موافق حکم کرنا
بہ وجہ نہین ہی جسکی تقریر ہم ابھی بیان کر چکے ہین بناء علیہ ہر ایک شخص کے بینہ کا
اعتبار اُس حصہ کی بہ نسبت ساقط ہوجائیگا جسپر کہ وہ قابض ہی اور اُسکے بینہ کا
ثمرہ اُس حصہ کی بہ نسبت ظاہر ہوگا جسپر کہ اُسکا غیر قابض ہی پس ثلثہ تین مدعی کے
دعوی اُس مقدار مین جمع کئے جائینگے جسپر کہ چوتھا مدعی قابض ہی اور اُسمین سے اُنکا
حصہ انتزاع کر لیا جائیگا جو قرعہ اور قسم کے ساتھ اُنکو دیا جائیگا اور اگر قسم سے امتناع کرین
تو مدعی کل اور مدعی نصف اور مدعی ثلث کے دعوی اُس مقدار مین جمع کئے جائینگے
جسپر کہ مدعی ثلثین قابض ہی جسکی مقدار بہتر کا ربع یعنے اٹھارہ سہم ہوتی ہی پس
مدعی کل اُسکے مجموع کا اور مدعی نصف اُسمین سے چھ سہمون کا اور مدعی ثلث اُسمین
سے دو سہمون کا مدعی ہی پس اُن (اٹھارہ سہمون) مین سے دس سہمون کا استحقاق
مدعی کل کو حاصل ہوگا اسلئے کہ بینہ نے اُسکے لئے مجموع کی شہادت دی ہی جسمین دس

بھی داخل ہین اور وہ چھ سہم باقی رہجاینگے جنکا کہ صاحب النصف مدعی [illegible] کیا ہی لہذا اُن چھ سہمون مین مدعی کل اور مدعی نصف کیلئے قرعہ ڈالا جائیگا اور سہام مذکورہ بعد قسم اُس شخص کے حوالے کئے جاینگے جسکا نام خارج ہوگا اور صورت اقتناع مین اُن دونون پر بالتسویہ تقسیم کئے جاینگے اور [illegible] ثلث اور مدعی کل کیلئے قرعہ ڈالا جائیگا جنکا کہ صاحب ثلث مدعی ہو اور بعد حلف اُس شخص کے حوالہ کئے جاینگے جسکا کہ نام خارج ہوا اور صورت اقتناع مین اُن دونون پر بالتسویہ تقسیم کئے جاینگے بعد ازان اُن (چارون مدعیون) مین سے تین شخصونکے دعوی اُن سہمون پر مجتمع ہونگے جن پر کہ مدعی نصف قابض ہی پس صاحب ثلثین اُس (مدعی نصف) پر دس سہمون کا اور مدعی ثلث اُسپر [illegible] سہمون کا مدعی ہی اور اُس (مدعی نصف) کے پاس چھ سہم باقی رہینگے جنکا مدعی کل کے علاوہ کوئی شخص دعوی نہین کرتا ہی لہذا وہ چھ سہم اُسی (مدعی کل) کے حوالے کئے جاینگے اور مدعی ثلثین اور مدعی ثلث کے ساتھ دس [illegible] کیلئے قرعہ ڈالا جائیگا اور جسکا نام خارج ہوگا بعد حلف اُسی کے حوالہ کردئے جاینگے اور اگر قسم سے انکار کرین تو مدعی کل کو اُن [illegible] دن کے نصف کا اخذ کرلینا صحیح ہوگا جنکا کہ اُن دونون (یعنی مدعی ثلثین و مدعی ثلث) مین سے ہر ایک نے دعوی کیا ہی بعد ازان اُن (چارون) مین سے تین شخصونکے دعوی اُن اٹھارہ سہمون پر مجتمع ہونگے جن پر کہ مدعی ثلث قابض ہی پس مدعی ثلثین اُنہین سے دس سہمون کا اور مدعی نصف چھ سہمون کا مدعی ہوگا پس مدعی کل کیلئے دو سہم بلا معارض باقی رہینگے اور مدعی کل اور مدعی ثلثین اور مدعی نصف کے نام پر اُن سہمونمین قرعہ ڈالا جائیگا جن کا کہ اُنہون نے دعوی کیا ہی

کا نام خارج ہوگا بعد قسم وہ سہم اُسی کے حوالہ کیے جائینگے پس اگر قسم سے انکار

تو مدعی کل اور اُن دونون مین ہر ایک پر متنازع فیہ کا بالتسویہ تقسیم کردینا (مدعی ثلثین مدعی نصف)

بعد انکار اُن (چارون مدعیون) مین سے تین شخصون کے دعوی اُن سہام

ہو گئے جن پر کہ مدعی کل قابض ہو پس مدعی ثلثین اُن مین سے دس سہم کا

نصف چھ سہمون کا اور مدعی ثلث دو سہمون کا مدعی ہوگا پس مدعی کل

سے جملہ سہام کا خارج کرلینا اور باقی مدعیون پر اُن کا بعد بینہ و ثبوت تقسیم کردینا

ہوگا پس درصورت مفروضہ مدعی کل کیلئے اصل مسئلہ (بہتر سہم) مین سے

سہم اور مدعی ثلثین کیلئے بیس سہم اور مدعی نصف کیلئے بارہ سہم اور مدعی

کیلئے چار سہم کامل ہوجائینگے اور یہ تقسیم اُس صورت مین صحیح ہوگی جبکہ حلف

صاحب قرعہ اور اُسکے منازع (نزاع کرنے والا) نے امتناع کیا ہو والا مقا

ہوگی جیسا کہ قبل ازین بھی مذکور ہوچکا ہے ساتوان مسئلہ متاع بیت مین

نزاع کرین تو متاع مذکور اُس شخص کے حوالہ کی جائیگی جسکا کہ بینہ قائم ہوا اور اگر

موجود نہو تو اُن دونون مین سے ہر ایک کا قبضہ نصف متاع پر متحقق ہوگا پس

شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہے کہ اُن دونون مین سے ہر ایک کو دوسرے شخص

کیلئے حلف کرنا لازم ہوگا اور بعد قسم وہ متاع اُن دونون پر بالسویہ تقسیم کی جائیگی خواہ

وہ متاع اُس اسباب کے قبیل سے ہو جو مختص برجال ہے جیسے عمامہ۔ سلاح۔

زرہ وغیرہ یا اُس اسباب کے قبیل سے ہو جو مختص بہ النساء ہے جیسے زیور مقنعہ وغیرہ

یا اُس اسباب کے قبیل سے ہو جو رجال و نساء دونون کیلئے صلاحیت رکھتا ہے

جیسے فرش۔ ظرف وغیرہ اور خواہ مکان اُن دونون کا مملوک ہو یا اُنمین سے

ایک شخص کا او بخواہ زوجیت باقی ہو یا برطرف ہو چکی ہو اور اس حکم مین زوجین اور
اُنکے وارث کی نزاع مساوی ہی اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ جو متاع مردونکے
قابل ہوگی وہ مرد کے حوالہ کیجائیگی اور جو متاع عورتون کے قابل ہوگی وہ عورت کے
حوالہ کیجائیگی اور جو متاع اُن دونونکے قابل ہوگی وہ اُن دونون پر تقسیم کردی جائیگی
اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ وہ متاع عورت کے حوالہ کیجائیگی اسلئے کہ وہ
متاع کو اپنے اہل کے یہان سے لاتی ہی لکن جو کچھ کہ شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین
فرمایا ہی وہ بین الروایات اشہر اور بین العلماء اظہر ہی اور اگر زن مردہ کا باپ مدعی ہو
کہ مین نے اشیاء متاع وغیرہ اُسکو عاریت دی تھین تو اُسکو باقی انساب کی طرح اقامت
بینہ کی تکلیف دی جائیگی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ باپ کو اقامت بینہ کی
تکلیف نہدی جائیگی باقی اقربا کو بینہ کی تکلیف دی جائیگی لکن یہ روایت ضعیف ہی تیسرا مقصد دعوا مواریث کی
بیان مین اور اُسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی مسلم دو بیٹے چھوڑکر وفات
پاے اور وہ دونون بھائی ایک بھائی کی موت پدر سے قبل اسلام لانے پر
متفق ہون بعد ازان یہ دوسرا بھائی بھی اُسکی طرح اپنے اسلام لانے کا بھی مدعی
ہو اور اُسکا بھائی انکار کرے تو اُس بھائی کا قول مقبول ہوگا جسکے اسلام کا
مقدم ہونا متفق علیہ ہی اور اُسکو دوسرے بھائی کیلئے اپنے علم کی نفی پر حلف کرنا
لازم ہوگا مثلاً کہے واللہ انی لا اعلم ان اخی اسلم قبل موت ابی (قسم بخدا کہ مجکو
اپنے بھائی کا وفات پدر کے قبل اسلام لانا معلوم نہین ہی) اور اسی طرح اگر دو شخص
مملوک ہون اور وہ دونون آزاد ہو چکے ہون اور ایک کی حریت کے مقدم ہونے پر
متفق ہون اور دوسرے کی حریت کے مقدم ہونے مین اختلاف ہو تب بھی

یہی حکم ہوگا او دوسرا مسئلہ اگر ایک بھائی کے شعبان مین اسلام لانے اور دوسرے بھائی کے غرہ رمضان مین اسلام لانے پر وہ دونون متفق ہون بعد ازان شخص متقدم (جسکا اسلام شعبان مین متحقق ہوا ہی) اپنے باپ کے قبل رمضان وفات پانیکا مدعی ہو اور شخص متاخر (جسکا اسلام رمضان مین متحقق ہوا ہی) دخول رمضان کے بعد اسکی وفات کے واقع ہونیکا مدعی ہو تو اسکی حیات کے باقی رہنے کا حکم کیا جائیگا اسلئے کہ اصل بقاء حیات ہی اور مال ترکہ ان دونون بالسویہ تقسیم کیا جائیگا تیسرا مسئلہ جبکہ کسی مکان پر کوئی شخص قابض ہو اور کوئی دوسرا شخص مدعی ہو کہ یہ مکان میری اور میری برادر غائب کے ملک مین ہمارے باپ کی میراث کے ذریعہ سے منتقل ہوا ہی اور شخص قابض انکار کرے اور شخص مدعی اپنے دعوے پر بینہ قائم کرے پس اگر وہ بینہ کامل ہو اور شہادت دے اس مکان کا ان دونون کے سوا کوئی شخص وارث نہین ہی تو نصف مکان اسکے حوالہ کیا جائیگا اور نصف باقی اس شخص کے قبضہ مین باقی رکھا جائیگا جو اس مکان پر قابض تھا تاوقتیکہ شخص غائب عود کرے اور شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہی کہ نصف باقی اسوقت تک کسی امین کے پاس باقی رکھا جائیگا جب تک کہ غائب عود کرے اور قابض نصف وارث جسنے نصف مکان پر قبضہ کیا ہی کو اپنے مقبوض پر ضامن کا قائم کرنا لازم ہوگا اور بینہ کاملہ سے وہ بینہ مراد ہی جو احوال میت پر معرفت سابقہ اور خبرت باطنہ رکھتا ہو اور اگر وہ بینہ کامل نہو اور ان دونون کے سوا کسی شخص کے وارث ہونے سے اپنی لاعلمی کی شہادت دے تو سپرد مدعی کرنے مین اسوقت تک تاخیر کرنا لازم ہوگا جب تک کہ حاکم شرع اسکے وارث کا اسطرح تفحص کامل نکرلے کہ اگر کوئی وارث

ہوتا تو ظاہر ہوجاتا اور جبکہ تفحص کے بعد بھی کوئی وارث پیدا نہوا تو حاکم کو نصیب اُسکے حوالہ کرنا اور احتیاطاً اُس سے ضامن کا اخذ کرنا معین ہوگا اور اگر مدعی مذکور ورثہ مین داخل ہو جو صاحبان فروض ہین جیسے زوج یا زوجہ تو اُسکا نصیب تام اُسکو عطا کیا جائیگا جبکہ کسی اور وارث کے منتفی ہونے کا الیقین حاصل ہوا اور بر تقدیر ثانی (بینہ کا کامل نہونا) اُس وارث کو وہ حصہ دیا جائیگا جو قدر متیقن ہو پس زوج کو ربع کا اور زوجہ کو ربع ثمن (آٹھوین حصہ کا چوتھائی) کا بدون تضمین (ضامن لینا) فی الحال دیدینا صحیح ہوگا اور بعد تفحص اُسکے حصہ کا اخذ ضامن کے ساتھ تمام کرنا جائز ہوگا اور اگر مدعی مذکور اُن ورثہ مین داخل ہو جنکو دوسرا وارث محجوب کرتا ہو جیسے برادر پس اگر وہ بینہ کاملہ قائم کرے تو مال کا اُسکے حوالہ کردینا صحیح ہوگا اور اگر بینہ غیر کاملہ قائم کرے تو تفحص کرنے اور احتیاطاً ضامن لینے کے بعد مال کا اُسکے حوالہ کرنا صحیح ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ کسی شخصکی زوجہ اور مولود وفات پائے پس برادر زوجہ مدعی ہو کہ مولود نے اپنے ماں کے قبل وفات پائی ہی لہذا نصف میراث کا استحقاق مجکو اور نصف آخر کا استحقاق شوہر کو حاصل ہی اور شوہر مدعی ہو کہ عورت نے قبل مولود وفات پائی ہی لہذا مجموع میراث کا استحقاق مجکو حاصل ہی تو اُس شخصکے دعوی کے موافق حکم کیا جائیگا جو بینہ قائم کرے اور اگر بینہ نہو تو ان دونو مین سے کسی کے موافق بھی حکم نکیا جائیگا اسلئے کہ میراث کا استحقاق اُسوقت تک نہین ہوسکتا جب تک کہ حیات وارث متحقق نہو بناءً علیہ زن مذکور اپنے مولود کے وارث نہوگی اور مولود مذکور اپنی ماں کا وارث نہوگا اور ترکۂ مولود کا استحقاق اُسکے باپ کو حاصل ہوگا اور ترکہ زوجہ اُسکے بھائی اور شوہر پر تقسیم کیا جاے گا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی وارث میت مدعی ہو کہ یہ کنیز میرے باپ کی میراث ہی اور جو

میت مدعی ہو کہ اس کنیز کو تیرے باپ نے میرا مہر قرار دیا تھا بعد ازان اُن دونون سے ہر ایک شخص اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے تو عورت کے بینہ کے موافق حکم کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ اُسکا بینہ ایسے امر کی شہادت دیتا ہی جسکا بینہ وارث پر محقق رہنا ممکن ہی

چوتھا مقصد اُس اختلاف کے بیان مین جو کسی مولود سے متعلق ہو جبکہ دو شخص کسی عورت سے ایسے وطی کرین جو باعتبار شرع لحوق نسب کا سبب ہو (جیسے زن مذکورہ کا ایک شخص کیلئے زوجہ ہونا اور دوسرے شخص پر مشتبہ ہونا یا اُسکا دونون پر مشتبہ ہونا یا دونون شخصون کا اُسپر عقد فاسد کو واقع کرنا) بعد ازان اُس عورت کے وقت وطی سے چھ مہینہ یا زائد کے بعد اور انقضای حمل کے قبل مولود پیدا ہو تو اُن دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور مولود مذکور اُس شخص سے ملحق کیا جائیگا جسکا نام خارج ہو خواہ وہ دونون شخص مسلم ہون یا کافر غلام ہون یا آزاد یا اسلام و کفر اور حریت و رقیت مین مختلف ہون یا اُنمین سے ایک شخص باپ ہو اور دوسرا شخص اُسکا بیٹا ہو اور یہ حکم اُس صورت مین جاری ہوگا جبکہ کسی شخص کیلئے بینہ نہو اور فراش منفرد اور دعوای منفردہ اور فراش مشترک اور دعوای مشترکہ کی وجہ سے نسب ملحق ہوتا ہی اور صورت اشتراک مین بینہ کے موافق حکم کرنا متعین ہوگا اور عدم بینہ کی صورت مین قرعہ کے موافق حکم کرنا لازم ہوگا

کتاب الشہادات شہادت سے عرف فقہا مین غیر حاکم کا اُس حق سے بطور جزم دینا مراد ہی جو غیر پر لازم ہو اور اس کتاب مین پانچ امرون کا بیان کرنا ضرور ہی امر اول صفات شہود کے بیان مین شاہد مین چھ وصفون کا موجود ہونا معتبر ہی وصف اول اُسکا بالغ ہونا پس طفل نابالغ کی شہادت مقبول نہوگی تاوقتیکہ وہ مکلف (بالغ عاقل) نہو جاے اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ طفل دہ سالہ کی شہادت مطلقاً

مقبول ہوگی اور یہ قول متروک ہے اور اطفال کی شہادت کے بارے مین عبارات اصحاب مختلف ہین جو زخم اور قتل سے متعلق ہون پس جمیل نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کیا ہی کہ قتل مین انکی شہادت مقبول ہوگی اور انکے اول کلام کا اخذ کرنا لازم ہوگا اور محمد بن حمران نے بھی حضرت امام جعفر صادقؑ سے اسی مضمون کو نقل کیا ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ جراح و قصاص مین انکی شہادت مقبول ہوگی اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ جراح مین انکی شہادت مقبول ہوگی تا وقتیکہ وہ متفرق نہون اور کسی امر مباح پر مجتمع ہون لیکن قتل نفوس پر خبر واحد و وجہ جرأت کرنے مین خطر ہے پس خصوص جراح مین انکی شہادت کے مقبول ہونے پر اقتصار کرنا اولی ہی بشرطیکہ تین امر متحقق ہون اول ان اطفال کا دہ سالہ ہونا دوم انکے اجتماع کا باقی رہنا اور باہم متفرق نہونا سوم ان کا کسی امر مباح پر مجتمع ہونا تا کہ موضع وفاق پر اقتصار [illegible] دوم مہ کامل العقل ہونا پس مجنون مطبق کی شہادت جسکی عقل کا زوال دائمی ہو بالاجماع مقبول نہوگی اور حالت افاقہ مین مجنون ادواری کی شہادت کا بھی کوئی مضائقہ نہین ہے بشرطیکہ حاکم نے اسمین حضور ذہن اور کمال فطنت کے متحقق ہونیکا یقین بہم پہنچا لیا ہو ورنہ اسکی شہادت کا طرح کرنا متعین ہوگا اور اسی طرح جس شخص کو غالبا سہو و نسیان عارض ہوتا ہے اسکا بھی یہی حکم ہوگا اسلئے کہ ایسا شخص بسا اوقات کسی چیز کو سنتا ہی اور اسمین سے بعض کو بھول جاتا ہی جسکی وجہ سے معنی لفظ مختل اور فائدہ لفظ متغیر ہو جاتا ہی پس حاکم کو اسکی شہادت مین احتیاط کرنا لازم ہوگا اور تا وقتیکہ حاکم کو شہود کے ثابت اور خالی از سہو ہونے کا اطمینان نہو جاے اسوقت تک اسکی شہادت کا قبول کرنا صحیح نہوگا اور اسی طرح اس مغفل کی شہادت کا بھی یہی حکم ہے

جسمین از راہ جبلت بلہ کا مادہ مخلوق ہوا ہو اسلئے کہ ایسا شخص بسا اوقات سرا پائے
امور شفلین نہو سف اور مصالح و مفاسد امور پر متنبہ نہونیکی وجہ سے غلطی مین پڑجاتا ہی
پس ایسے شخصکی شہادت سے اعراض کرنا اولی ہی ہان اگر مشہود بہ ایسا امر جلی ہو جسکے
محفوظ اشاہ ہونے اور اُسکے مثل مین شاہد کے سہو نکرنیکا یقین حاصل ہوجائے تو اُسکی
شہادت کا قبول کرنا بھی صحیح ہوگا وصف سوم اُسکا مؤمن ہونا پس غیر مؤمن کی
شہادت مقبول نہو گی اگرچہ وہ صفت اسلام کے ساتھ متصف بھی ہو خواہ اُسنے
کسی مؤمن پر شہادت دی ہو یا کسی اور شخص پر اسلئے کہ وہ صفت فسق و ظلم کے ساتھ
متصف ہی جو قبول شہادت سے مانع ہی ہان وصیت مال مین خصوص اُس کافر ذمی کی
شہادت مقبول ہی جو اپنی اہل ملۃ کے نزدیک عادل ہو جبکہ عدول مسلمین سے کوئی شخص ایسا موجود نہو جو اُس وصیت
کی شہادت دی اور اُسکی شہادت کے مقبول ہونے مین موصی کا مسافر اور غریب الوطن
ہونا شرط نہین ہی اور ایک روایت مین اُسکا شرط ہونا منقول ہوا ہی لکن وہ متروک
ہی اور ایمان شاہد کے ثابت ہونے مین معرفت حاکم یا قیام بینہ یا اقرار کافی ہی اور
آیا کافر ذمی پر کافر ذمی کی شہادت مقبول ہو گی یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ
مقبول نہ ہوگی اور اسیطرح غیر ذمی بھی اُسکی شہادت مقبول نہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ ہر ایک ملت پر اور ملت
کے لوگونکی شہادت مقبول ہوگی جبکا مستند روایت سماعہ ہی لکن اُنکی شہادت کا مقبول نہونا اشبہ ہی وصف چہارم اُسکا عادل
اسلئے کہ متظاہر فسق کی شہادت پر اطمینان نہین ہو سکتا اور ارتکاب کبائر کی وجہ سے
عدالت کے زائل ہوجانے مین کوئی شک نہین ہی جیسے قتل زنا۔ لواط۔ اموال
محترمہ کا غصب اور اسیطرح صغائر پر اصرار کرنے یا اُنکے غالباً واقع کرنیکی وجہ سے
بھی عدالت کے زائل ہونے مین کوئی شک نہین ہی لکن اگر کسی شخص سے گناہ صغیرہ نادراً

واقع ہو جاے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ وہ قادح عدالت نہوگا اسلئے کہ غالب لوگون کیلئے
صغیرۂ مذکورہ (نادر الوقوع) سے اجتناب کرنا متعسر ہی پس اُسکے شرط کرنے مین عسر
وحرج ومشقت شدید لازم آتی ہی جو کتاب اور سنۃ منفی ہی اور بعض علمانے فرمایا کہ صغیرۂ
نادر الوقوع بھی قادح عدالت ہی اور عسر وحرج لازم نہ آیگا اسلئے کہ استغفار کی وجہ سے
اُسکی تلافی ممکن ہی لیکن قول اول اشبہ ہی اور ہمارے اصحاب مین سے بعض علمانے
توہم کیا ہی کہ صغائر کا اطلاق اُن گناہون پر اُسی وقت صحیح ہوتا ہی جبکہ
احباط (اعمال صالحہ مین مقابلہ کرنا) کے قائل ہون پس اس صورت مین جو گناہ کہ
بوجہ طاعت ساقط ہو جاتا ہی اُسپر صغیرہ کا اطلاق اور جو گناہ کہ طاعت کو ساقط کردیتا ہی
اُسپر کبیرہ کا اطلاق کیا جاتا ہی اور اس قول سے اعراض کرنا سزاوار ہی اسلئے کہ احباط
کا قول باطل ہی اور صغائر کا اطلاق فقہا کے نزدیک اضافی ہی اور ہر ایک گناہ پر
بہ نسبت بعض معاصی کے صغیرہ کا اور بہ نسبت بعض آخر کے کبیرہ کا اطلاق کیا جاتا ہی
خواہ جملہ معاصی کے کبائر ہونے کو اختیار کرین یا معاصی مخصوصہ کے کبیرہ ہونیکو اختیار
کرین ہان اُن لوگون کی اصطلاح مین مناقشہ نہین ہو سکتا جو احباط کے قائل ہین کیونکہ
ہر فریق کو دوسرے فریق کے مقابلہ مین اپنی اصطلاح کے قائم کرنیکا اختیار ہی اور امور
مندوبہ کا ترک کرنا بھی عدالت مین قادح نہین ہی اگرچہ جمیع مندوبات کے اصرار ہو
بشرطیکہ اُنکا ترک کرنا سنن ہونہ کے تہاون واستخفاف کی طرف مودی نہو جاے اور
اس مقام پر کئی مسئلے قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ اُس شخصکی شہادت کا رد کرنا لازم ہوگا
جو منجملہ اصول عقائد کسی عقیدہ مین مخالف ہو خواہ اُسکی مخالفت کا مستند تقلید ہو یا
اجتہاد اور معتقدین حق مین سے اُس شخصکی شہادت کا رد کرنا صحیح نہوگا جو فروع مین

[حاشیہ (عربی متن):]
فی النادر قادح فقیل لا یقدح لعسر التکلیف بعدمہ... وقیل یقدح لامکان التدارک بالاستغفار والاول اشبہ وربما توہم ان الصغائر لا تطلق الا علی الذنب الا مع الاحباط وہذا بالاعراض عنہ حقیق فان اطلاقہا بالنسبۃ ولکل فریق اصطلاح ولا یقدح ترک المندوبات ولو اصر مضربا عن الجمیع ما لم یبلغ حدا یوذن بالتہاون بالسنن وہنا مسائل الاولی لا تقبل شہادۃ من خالف فی شیء من اصول العقائد سواء استند فی ذلک الی التقلید او الی الاجتہاد ولا ترد شہادۃ

مخالف ہو لیکن اسکا قول مخالف اجماع نہو اور اسکے فسق کا حکم کرنا بھی صحیح نہوگا اگرچہ اپنے
اپنے اجتہاد مین خطا کی ہو دوسرا مسئلہ شہادت قاذف (زنا کی نسبت دینے والا) مقبول
نہین ہی اور اگر توبہ کرلے تو مقبول ہوگی اور حد توبہ یہ ہی کہ اپنے نفس کی تکذیب کرے
اگرچہ صادق ہو اور صورت صدق مین اسکو باطنًا توریہ کرنا لازم ہوگا اور بعض
علما نے فرمایا ہی کہ حد توبہ یہ ہی کہ اپنے نفس کے تکذیب کرے اگر کاذب ہو اور اگر صادق
ہو تو مجمع عام مین اپنے نفس کا تخطیہ کرے اور قول اول مروی ہی اور آیا قاذف پر توبہ
کے علاوہ کسی عمل صالح کا بجالانا بھی شرط ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی بعض علمانے فرمایا ہی
کہ شرط ہوگا اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہی الا الذین تابوا واصلحوا جس سے توبہ کے علاوہ اصلاح
عمل کا شرط ہونا مستفاد ہوتا ہی لیکن اصلاح عمل مین استمرار توبہ پر اکتفا کرنا اقرب ہی اسلئے
کہ اسکا توبہ پر باقی رہنا بھی از قبیل اصلاح ہی اگرچہ ایک ہی ساعت ہو اور اگر قاذف
اپنے دعوی پر بینہ قائم کرے اور مقذوف اسکی تصدیق کرے تو اسپر حد جاری نہ
کیجائیگی اور اسکی شہادت کا ادا کرنا صحیح نہوگا تیسرا مسئلہ آلات قمار کے ساتھ بازی
کرنا حرام ہی جیسے شطرنج ۔ نرد ۔ اربعة عشر (چودہ خانہ) ۔ وغیرہ خواہ قصد حذاقت ہو یا قصد
لہو ہو یا قصد قمار ہو چوتھا مسئلہ شارب المسکر (نشہ کی چیز کا پینے والا) کی شہادت کا
ادا کرنا معین اور اسکے فاسق ہونے کا حکم کرنا لازم ہی خواہ وہ مسکر خمر ہو یا نبیذ ہو یا تبع ہو
یا منصف (جسکا نصف پانی ہو) ہو یا فضیخ ہو اگرچہ اسمین سے ایک ہی قطرہ کو پیا ہو اور
فقاع کا بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر شیرۂ انگور مین غلیان (تہ و بالا ہونا) پیدا ہو تو اسکا
بھی یہی حکم ہوگا خواہ وہ غلیان ازخود پیدا ہوا ہو یا آگ کی وجہ سے اگرچہ وہ مسکر نہو
اسلئے کہ بعد غلیان اسپر نجاست و حرمت کا مطلقًا حکم کیا جاتا ہی البتہ اگر بوجہ غلیان

اُسکے دو حصے کم ہوجائین تو حلال ہوجائیگا اور شیرۂ انگور کے سوا باقی شیرون پر
حکم حلت جاری کیا جائیگا اسلئے کہ اصل عنت ہی تاوقتیکہ مسکر نہو والا اُسپر حکم حرمت
جاری کیا جائیگا جیسے شیرۂ منقی یا شیرۂ خرمہ اور سرکہ بنانے کی غرض سے شراب کے
جمع کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہی پانچوان مسئلہ فاعل غنا کے فسق کا حکم کرنا اور
اُسکی شہادت کا رد کرنا لازم ہے اور مستمع غنا (غنا کا بقصد سننے والا) کا بھی یہی حکم ہی
اور غنا سے ایسی آواز کا دراز کرنا مراد ہی جو ترجیع مطرب پر مشتمل ہو خواہ شعر مین اسکا
استعمال کیا جاے یا قرآن یا دعا یا تعزیہ مین اور حداء شتر (وہ غنا جو اونٹ کی
سرعت کیلئے استعمال کی جاتی ہی) مین کوئی مضائقہ نہین ہی اور منجملہ اشعار ایسے شعر کا
پڑھنا حرام ہی جو دروغ یا ہجاء مومن یا اُس زن معروفہ کی نسبت تشبیب پر مشتمل ہو جو اُسکے لئے
حلال نہین ہی اور اسکے علاوہ باقی اشعار کا پڑھنا مباح ہی البتہ اسکا اکثار مکروہ ہی
چھٹا مسئلہ نے اور عود اور چنگ اور دیگر آلات لہو کے ساتھ بازی کرنا حرام ہی
اور اُنکے فاعل اور مستمع پر حکم فسق کا جاری کرنا اور اُنکی شہادت کا رد کرنا متعین ہی
اور دف کا بخصوص املاک (عروسی) اور ختنہ مین استعمال کرنا مکروہ ہی ساتوان مسئلہ
حسد (نعمت مومن کے زوال کی آرزو کرنا) معصیت ہی اور اسی طرح بغض مومن بھی
معصیت ہی اور اُن دونو نکے ساتھ تظاہر (اعلان) کرنا عدالت مین قادح ہی
آٹھوان مسئلہ رجال کو غیر حرب مین اپنے اختیار سے حریر محض کا پہننا حرام ہی اور
لابس حریر (پہننے والا) کی شہادت کا رد کرنا لازم ہی اور آیا رجال کیلئے حریر پر تکیہ کرنا یا اُسکا
فرش بنانا بھی حرام ہی یا نہین اسمین تردد ہی لکن اُسکا جائز ہونا مروی ہی اور اسی طرح
رجال کو انگشتر طلا کا پہننا اور اُسکے ساتھ زینت کرنا بھی حرام ہی نوان مسئلہ

کبوتر و تماشا انس یا ارسال خطوط کی غرض سے پالنا حرام نہین ہی اور اُنکا سیر و تماشہ
کرنے اور اوڑانیکی غرض سے پالنا مکروہ ہی اور قادح عدالت نہین ہی اور اُنپر مسابقت کرنا
حرام اور داخل قمار ہی اور اُس حیوان کے سوا جو خف یا حافر رکھتا ہو کسی حیوان مین
مسابقت کرنا جائز نہین ہی جسکی تفصیل کتاب سبق و رمایہ مین مذکور ہو چکی ہی دسوان مسئلہ ارباب صنائع مکروہہ
کی شہادت کا رد کرنا صحیح نہین ہی جیسے صباغت (رنگریزی) بیع رقیق (غلام و کنیز کو فروخت کرنا) اور اسیطرح ارباب صنائع دنیہ کی شہادت کا رد کرنا
بھی صحیح نہین ہی جیسے حیاکت حجامت اگرچہ یہ صنعتین غایت دنائت پر دلالت کرتی ہون جیسے دبال (دستگری فروشی)
اور وقاد (ہیمہ کشی) اسلئے کہ اُسکی شہادت کا قبول کرنا اُسکے تقوی اور صلاحیت
کی طرف مستند ہی جسمین صنائع مذکورہ قادح نہین ہو سکتی وصف پنجم اُس سے
تہمت کا مرتفع (برطرف) ہونا اور اس مقصود کی تحقیق چند مسئلون کے بیان پر موقوف
ہی پہلا مسئلہ اُس شخصکی شہادت مقصود مقبول نہوگی جسکی شہادت مین اُسکا نفع مقصود ہو
جیسے ایک شریک کا شریک آخر کیلئے مال مشترک مین شہادت دینا یا صاحب دین کا
محجور علیہ (جو اپنے مال مین تصرف کرنے سے ممنوع ہو) کیلئے شہادت دینا یا آقا کا اپنے غلام ماذون (جسکو قرض دینکی اجازت دیگئی)
کیلئے شہادت دینا یا وصی کا مال موصی بہ مین شہادت دینا اور اسی طرح اُس شخصکی
شہادت بھی مقبول نہوگی جسکی شہادت سے اُسکا ضرر دفع ہوتا ہو جیسے عاقلہ کا شہود
جنایت کی جرح پر شہادت دینا اور اسی طرح وصی و وکیل کا اُس شخصکی شہود کی جرح
پر شہادت دینا جسنے موصی و موکل پر دعوی کیا دوسرا مسئلہ عداوت دینیہ کسی
شخصکی شہادت کی مقبول ہونے سے مانع نہین ہو سکتی پس کافر پر مسلم کی شہادت
مقبول ہوگی البتہ قبول شہادت سے عداوت دنیویہ مانع ہوتی ہی خواہ وہ عداوت
متضمن فسق اور قادح عدالت ہو یا نہو اور دو شخصون مین عداوت کے متحقق ہونیکی

معرفت کئی طرح سے ممکن ہی اول ایک شخص کا دوسرے شخص کی ناخوشی سے خوش ہونا دوم ایک شخص کا دوسرے شخص سے
خوشی مین ناخوش ہونا سوم اُن دونون مین تقاذف (باہم قذف کرنا) کا واقع ہونا اور اسی
طرح اگر رفقاء سفر مین سے بعض اشخاص بعض آخر کیلئے کسی قاطع الطریق پر شہادت
دین تب بھی مقبول نہوگی اسلئے کہ تہمت متحقق ہی لکن اگر کوئی دشمن اپنے دشمن کیلئے شہادت
دے تو مقبول ہوگی اسلئے کہ اس صورت مین تہمت منتفی ہی تیسرا مسئلہ نسب اگرچہ
قریب ہو قبول شہادت سے مانع نہین ہوسکتا جسطرح باپ کا اپنے مولود کے نفع
یا ضرر پر شہادت دینا یا مولود کا اپنے باپ کے نفع پر شہادت دینا یا بھائی کا اپنے بھائی
کے نفع یا ضرر پر شہادت دینا اور آیا مولود کی شہادت کا اُسکے باپ کے ضرر پر قبول
کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین بین العلما اختلاف ہی لکن اوسکا مقبول نہونا اظہر ہے
خواہ کسی مال کی شہادت دے یا کسی ایسے حق کی شہادت دے جو اُسکے بدن سے
متعلق ہو جیسے قصاص اور حد اور اسی طرح زوج کی شہادت اُسکی زوجہ کیلئے بدون
ضمیمہ مقبول ہوگی اور زوجہ کی شہادت اُسکے زوج کیلئے اُس صورت مین مقبول ہوگی
جبکہ اہل عدالت مین اُسکے ساتھ کوئی غیر بھی منضم ہو اور بعض علمانے شہادت
زوجہ کی طرح زوج کی شہادت مین بھی ضمیمہ کو شرط کیا ہی اور اُسکی کوئی وجہ نہین ہی اور
شاید کہ اُن دونون فرق کرنیکی وجہ یہ ہو زوج کو مزاج کی ایسی قوت کے ساتھ
اختصاص حاصل ہی جسکی وجہ سے دواعی رغبت اُسکو شہادت زوجہ کی طرف
جذب نہین کرسکتے لہذا ضمیمہ کی حاجت نہوگی اور زوجہ کیلئے چونکہ یہ قوت مزاجیہ
حاصل نہین ہی اسلئے دواعی رغبت کا اُسکو شہادت زور کی طرف مائل کردینا
مستبعد نہین ہی لہذا ضمیمہ کی حاجت ہوگی اور طرف زوج مین نزاع مذکور کا ثمرہ اُسوقت

ظاہر ہوگا جبکہ زوج ایسے واقعہ مین زوجہ کیلئے شہادت دے جہان پر قسم مدعی کے
ساتھ ایک شاہد کی شہادت مقبول ہوتی ہی پس اس صورت مین حاکم کو قول اول
(یمین ضمیمہ کا شرط نہونا) پر فقط قسم زوجہ اور شہادت زوج کے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا
اور دوسرے قول کی بنا پر ضمیمہ کی بھی حاجت ہوگی اور طرفین زوجہ مین نزاع مذکور
کا ثمرہ اس وقت ظاہر ہوگا جبکہ زوجہ اپنے زوج کیلئے وصیت مین شہادت دے
اور صدیق کیلئے صدیق کی شہادت مقبول ہوتی ہی اگرچہ ان دونون مین صحبت وملاطفت
مستحکم ہو اسلئے کہ مسامحہ کرنے سے اسکی عدالت مانع ہی چوتھا مسئلہ سائل بکف کی
شہادت مقبول نہین ہی اسلئے کہ جب کوئی شخص اسکے سوال کو رد کردیتا ہی تو وہ غضبناک
ہوتا ہی علاوہ برین سائل بکف ہونا خواری نفس پر دلالت کرتا ہی پس اسکا اموال امین
کرنا صحیح نہوگا کیونکہ اسکے فریب مین آجانیکا بھی احتمال ہی اور اگر فعل مذکور (سائل بکف ہونا)
کا حالت ضرورت مین کوئی شخص بطریق ندرت مرتکب ہو تو اسکی شہادت کے مقبول
ہونے مین قادح نہوگا پانچوان مسئلہ مہمان کیلئے میزبان کی شہادت اور میزبان کیلئے
مہمان کی شہادت مقبول ہی اگرچہ ان دونون کو مشہود لہ کی طرف میلان ہو لیکن انکا
امانت کے ساتھ متمسک ہونا تہمت کو برطرف کردیتا ہی اور اس باب کے لواحق مین
چھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ صغیر اور کافر اور وہ فاسق جو اپنے فسق کا
اعلان کرتا ہی کسی شی کی معرفت حاصل کرین بعد ازان ان سے مانع مرتفع ہوجاے اور
شہادت مذکورہ کی اقامت کرین تو مقبول ہوگی اسلئے کہ اداے شہادت کے وقت
انھین شرائط قبول کا کامل ہونا مفروض ہی اور اگر انھین سے کوئی شخص اس شہادت
کو وجود مانع کے وقت ادا کرے اور وہ شہادت رد کردے جاے بعد ازان

زوال مانع کے بعد اُسی کا اعادہ کرے تو مقبول ہوگے اور اسی طرح اگر کسی غلام نے اپنے آقا پر شہادت دی اور وہ شہادت رد کر دی جاے بعد ازان بعد آزادی کے اُسی کا اعادہ کرے تو وہ بھی مقبول ہوگی اور اسی طرح اگر کسی مولود نے اپنے باپ پر شہادت دی ہو اور وہ رد کر دی گئی ہو بعد ازان باپ کی وفات کے بعد اُسکا اعادہ کرے تو مقبول ہوگی لیکن اگر کسی فاسق مستتر کی شہادت رد کر دی جاے بعد ازان وہ شخص توبہ کرے اور شہادت سابقہ کا اعادہ کرے تو اس مقام مین دفع شبہہ پر حریص ہونیکی تہمت حاصل ہوگی کیونکہ اُسکو اپنے ظاہر کی اصلاح کرنے مین اہتمام ہی لیکن اُسکی شہادت کا مقبول ہونا اشبہ ہی **دوسرے** بعض علمانے فرمایا ہی کہ مملوک مطلقاً مقبول نہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مطلقاً مقبول ہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی مطلقاً مقبول ہوگی لیکن ضرر آقا پر مقبول نہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مطلقاً مقبول نہوگی لیکن ضرر آقا پر مقبول ہوگی لیکن اُسکی شہادت کا مطلقاً مقبول ہونا اور خصوص ضرر آقا پر مقبول نہونا اشہر ہی اور اگر وہ غلام آزاد ہوجاے تو ضرر آقا پر بھی اُسکی شہادت مقبول ہوگی اور غلام مدبر اور مکاتب مشروط کا بھی یہی حکم ہی اور اگر مکاتب مطلق اپنے کتابت مین سے بعض مال کو ادا کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ ضرر آقا پر اُسکی شہادت بقدر حریت مقبول ہوگی اور اسمین تردد ہی اور اُسکا مقبول نہونا اقرب ہی **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی شخص کے اقرار کی سماعت کرے تو شاہد ہوجائیگا اگرچہ مشہود علیہ نے اُسکی سماعت کرنیکی استدعا نکی ہو اور اسی طرح اگر کوئی شخص اُس عقد کی سماعت کرے جسکو کہ دو شخصون نے واقع کیا ہی تو شاہد ہوجائیگا جیسے بیع اجارہ

Margin notes (marginal glosses, partly legible):
خواہ آقا کی نسبت شہادت دی یا غیر آقا کے نفع کیلیے شہادت دی یا ضرر کیلیے
الثالث اذا سمع الاقرار صار شاهدا وان لم يستدعه المشهود عليه وكذا لو سمع اثنين يوقعان عقدا كالبيع والاجارة

نکاح وغیرہ اور اسی طرح اگر کسی شخص کی غصب یا خیانت کرنے کا کوئی شخص مشاہدہ کرے تو شاہد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر غیر کی (دستخاصین) کسی شخص کو اُسپر شہادت دینے کی ممانعت کردین بعد ازان شخص مذکور اُن دونون یا احد ہما سے اُس امر کی سماعت کرے تو موجب حکم ہو تب بھی شاہد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کسی شخص نے مشہود علیہ کے کلام کو مخفی ہو کر سماعت کیا ہو تب بھی شاہد ہو جائیگا اسلئے کہ جملہ صور تو نمین شاہد کیلئے علم مشہود بہ کا حاصل ہونا مفروض ہی جو شہادت کے ادا کرنے اور اُسکے مقبول ہونے مین معتبر ہی **چوتھا مسئلہ** کسی شخص کا ادائے شہادت مین بدون سوال تبرع کرنا اُسکے متہم ہونے کا سبب ہوتا ہی جو قبول شہادت کا مانع ہوتا ہی لکن حقوق اللہ (جیسے شرب خمر و زنا وغیرہ) یا مصالح عامہ (جیسے قناطر و مدارس وغیرہ) کیلئے ادائے شہادت مین تبرع کرنا قبول شہادت کا مانع نہین ہوتا اسلئے کہ اُنکے لئے کوئی مدعی نہین ہی اور اسمین تردد ہی **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص مشہور بہ فسق ہو اور شہادت کے مقبول ہونیکی غرض سے توبہ کرے تو اُسکی شہادت کا مقبول ہونا بے وجہ نہین ہی تا وقتیکہ صلاح اُسکا استمرار ثابت نہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ حاکم کو شخص مذکور کا قبول شہادت کیلئے توبہ پر مامور کرنا اور بعد توبہ اُسکی شہادت کا قبول کرنا جائز ہو مثلاً حاکم کہی تب اقبال شہادتک (تو توبہ کرلے تاکہ تیری شہادت کو قبول کرون) **چھٹا مسئلہ** جبکہ شہود مین حکم حاکم کے بعد ایسے امر کا موجود ہونا معلوم ہو جو مانع قبول ہی پس اگر حکم حاکم کے اُس امر کا حدوث ہوا ہی تو حکم سابق مین کوئی قباحت لازم نہ آئیگی اور اگر اقامت شہادت کے قبل اُس امر کا موجود ہونا معلوم ہوا اور حاکم پر وقت حکم مخفی ہو گیا ہو تو حکم سابق کا منقوض ہوگا **وصف ششم** اُسکا طاہر المولد ہونا پس ولد الزنا کی شہادت مطلقاً مقبول

نہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ مال قلیل مین اُسکی شہادت مقبول ہوگی بشرطیکہ
متمسک بصلاح ہو اور اس قول کا مستند روایت نادرہ ہو اور اگر کوئی شخص
مجہول الحال ہو تو اُسکی شہادت مقبول ہوگی اگرچہ بعض مردم اُسکو والد الزنا کہتے
ہون امر دوم اُن امور کے بیان مین جسکی وجہ سے انسان کو شاہد ہونیکی ملیت
حاصل ہوتی ہو اور اُسکا ضابطہ حصول یقین ہو اسلئے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہو
ولا تقف ما لیس لک بہ علم اور حضرت رسول خدا نے حال شہادت سے سوال
کرنیکے جواب مین ارشاد فرمایا ہو ہل تری الشمس علی مثلہا فاشہد او دع اور مستند
شہادت کی تین قسمین ہین قسم اول مشاہدہ ہو پس جو امور کہ محتاج مشاہدہ ہین
وہ افعال ہین اسلئے کہ آلہ سماع اُنکا ادراک نہین کرسکتا جیسے غصب۔ سرقہ۔
قتل۔ رضاع۔ ولادت۔ زنا۔ لواط پس امور مذکورہ مین سے کسی شی کا کوئی
شخص اُسوقت شاہد نہوگا جبتک کہ اُسکا مشاہدہ نکرے اور اُسمین شہادت
اصم (بہرہ کی گواہی) بھی مقبول ہو اور ایک روایت مین وارد ہوا ہو کہ اُسکے
قول اول کا اخذ کرنا معین ہوگا اور قول دوم کا اخذ ناصحیح ہوگا اور یہ روایت نادرہ
قسم دوم سماع ہو پس جن امور مین کہ سماع کافی ہو وہ نسب اور موت اور ملک
مطلق ہو اسلئے کہ امور مذکورہ پر غالباً بواسطہ مشاہدہ مطلع ہونا متعذر ہوتا ہو اور
امور مذکورہ مین سے ہر ایک کے متحقق ہونیکے دو طریقے ہین اول خبر متواتر
جس سے اُس جماعت کثیرہ کا خبر دینا مراد ہو جن کی خبر مفید قطع و یقین ہو اور اُنکو
قید موافقت نے فراہم نکیا ہو دوم خبر مستفیض جس سے اُس جماعت کا خبر
دینا مراد ہو جن کی خبر ایسے ظن کا افادہ کرے جو متاخم (قریب) بعلم ہو اور اسمین ایسے

نزدیک تردد ہے اسلئے کہ تحمل شہادت مین یقین کا اعتبار ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر دو عادل کسی شخص کے سامنے شہادت دین تو سامع مذکور اُس شہادت کا متحمل اور شاہد اصل ہو جائیگا اور اُنکی شہادت کا شاہد ہوگا اسلئے کہ استفاضہ کا ثمرہ حصول ظن ہے جو قول عدلین مین بھی موجود ہے اور یہ قول ضعیف ہے اسلئے کہ ایک شاہد کے قول سے بھی ظن حاصل ہوتا ہے پس قول مذکور کی بنا پر سامع کا خبر واحد کی وجہ سے بھی متحمل شہادت اور شاہد اصل ہونا لازم آتا ہے حالانکہ اسکا کوئی قائل نہین ہے فرع اگر کوئی شخص کسی کبیر کی بنوت کا دعوی کرے مثلاً کہے ھذا ابنی (یہ شخص میرا بیٹا ہے) اور کبیر مذکور سکوت کرے یا کسی شخص مسن کی ابوت کا دعوی کرے مثلاً کہے ھذا ابی (یہ شخص میرا باپ ہے) اور مسن مذکور سکوت کرے اور مدعی مذکور کے اس کلام کو زید نے سماعت کیا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہے کہ زید متحمل شہادت ہوگا اسلئے کہ مدعی علیہ کا معرض بیان مین سکوت کرنا قول مدعی کے ساتھ بحسب عرف راضی ہونے پر دلالت کرتا ہے اور یہ قول بعید ہے اسلئے کہ سکوت عام ہے اور اُسمین غیر رضا کا بھی احتمال ہے اور شہادت باستفاضہ کے قائل ہونے پر جو امور متفرع ہوتے ہین اُنمین سے دو امرون کا ذکر کیا جاتا ہے اول جو شخص کہ بوجہ استفاضہ شہادت دیتا ہے وہ سبب کی شہادت نہین دیتا ہے جیسے بیع ہبہ استغنام اسلئے کہ استفاضہ سے اسباب مذکورہ کا ثبوت نہین ہوتا پس شاہد کو ملک یا اُسکی طرف منسوب کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ ملک کا اُس شہادت کے ساتھ ثابت کرنا مقرر ہے جو استفاضہ کی طرف مستند ہے الا نسبت مذکورہ مین اسکا کاذب ہونا لازم آئیگا لکن اگر ملک کو میراث

لان الظن یحصل بالواحد وھو ضعیف حاصل بھا الظن فھو الاستفاضة لان ثمرة علی تحملہ وشاھدا لما شاھدا اصل ما الرجع تحملا فیلہا عدلا فی شعیر وقال الشیخ ردد فرع لو ادعی بنوة الکبیر ھذا ابنی او ھو مالک او قال ھذا ابی وھو مسکت قال فی المبسوط صار متحملا لان سکوتہ فی معرض ذلک رضی بقولہ عرفا کان له ان یشھد باستفاضة بعید لاحتمال غیر الرضا فرع علی القول بالاستفاضة الاول ان الشاھد بالاستفاضة لا یشھد بالسبب بالبیع والھبة والاستغنام لان ذلک لا یثبت بالاستفاضة فلا یعزی الملک الیہ مع ان بانہا ثابتة بالاستفاضة اما لو عزاہ الی المیراث

کی طرف منسوب کرے تو صحیح ہوگا اسلئے کہ میراث ایسا سبب ہی جو بعد موت ثابت ہوتا ہی اور موت کا استفاضہ سے ثابت ہونا ممکن ہی اور دونون صورتون مین فرق کرنا خالی از تکلف نہین ہی اسلئے کہ جب ملک کی بوجہ استفاضہ ثابت ہونیکو صحیح فرض کرلیا تو اُسکے ساتھ بیع یا ہبہ وغیرہ کا منضم کردینا قبول شہادت مین قادح نہوگا کیونکہ صورت مذکورہ مین اُس امر استفاضہ کا متحقق ہونا مفروض ہی جو شہادت کے جائز ہونیکو مقتضی ہی دوم جبکہ کوئی شاہد کسی ملک کی بوجہ استفاضہ شہادت دے تو آیا اُسکو مشاہدۂ قبضہ وتصرف کی بھی حاجت ہوگی یا نہین اسمین اشکال ہے لکن اُسکا مشاہدۂ ید وتصرف کی طرف محتاج نہونا بے وجہ نہین ہی کیونکہ استفاضہ سے ملک مطلق ثابت ہوتی ہی لہذا اُسکے ساتھ کسی دوسرے امر کے منضم کرنے کی حاجت نہوگی لکن اگر ایک شاہد کا مستند قبضہ ہو اور دوسرے شاہد کا مستند سماع مستفیض ہو تو قبضہ کا ترجیح دینا بے وجہ نہوگا اسلئے کہ سماع مستفیض مین خصاص مطلق کا مضاف ہونا بھی محتمل ہی جو ملک اور غیر ملک دونون کو محتمل ہی اور خصوص ملک پر دلالت نہین کرتا ہی پس سماع محتمل کی وجہ سے مقتضائے قبضہ کا (جو خصوص ملک پر دلالت کرتا ہی) برطرف کرنا صحیح نہوگا اور اس مقام پر تین مسئلے قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ کسی شخص کا کسی مکان مین بنا اور ہدم اور اجارہ کے ساتھ بدون منازع تصرف کرنا بلا شبہہ اُسکی ملک مطلق پر دلالت کرتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی مکان پر قابض ہو تو اُسکے لیے قبضہ کی شہادت کے جائز ہونے مین کوئی شبہہ نہین ہی اور آیا قابض مذکور کیلئے ملک مطلق کے شہادت بھی صحیح ہوگی یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگی اور یہی مروی بھی ہی اور اسمین اشکال ہی

اسلئے کہ اگر قبضہ سے ملک مطلق ثابت ہوتی تو اُس شخص کا دعوی مسموع ہوتا جو بیان کرے

کہ فلان مکان جو فلان شخص کے قبضہ مین ہی میرا مملوک ہی جسطرح کہ اوس شخص کا دعوی مسموع

نہین ہوتا جو بیان کرے کہ فلان شخص کی ملک میرا مال ہی دوسرا مسئلہ وقف اور نکا

بوجہ استفاضہ ثابت ہوتا ہی پس اگر استفاضہ مین حصول علم کا اعتبار کیا جاے جیسا

ہم قائل ہوے ہین تو اسمین کوئی شک نہین ہی اور اگر اُس استفاضہ کا اعتبار کیا

جو ظن غالب کو مفید ہوتا ہی تو ثبوت وقف و نکاح مین وہ بھی کافی ہوگا پس ثبوت

وقف مین اسلئے کافی ہوگا کہ وہ وقف دوام و تابید کیلئے ہوتا ہی پس اگر اسمین استفا

مذکورہ مسموع نہو تو امتداد زمان اور فناء شہود کی صورت مین وقوف کا باطل ہونا

آئیگا اور ثبوت نکاح مین اسلئے کافی ہوگا کہ ہم حضرت خدیجہ کے زوجۂ نبی ہونے

حکم کرتے ہین جسطرح کہ اُنکے مادر فاطمہ ہونیکا حکم کرتے ہین اور اگر ثبوت زوجیت میں

تحقق تواتر کے قائل ہون تو ہم کہ سکتے ہین کہ تواتر کا دعوی اُسوقت تک تمام

جبتک کہ سماع کا مستند امر محسوس نہو اور اسمین شک نہین کہ مخبرین نے عق

کے مشاہدہ کرنے اور نبی کے اقرار کرنیکی خبر نہین دی بلکہ طبقات متاخرہ کی نقل

اُس استفاضہ کی طرف مستند ہی جو طبقہ اولی کا مستند تھا اور شاید کہ یہی اشبہ بصوا

تیسرا مسئلہ اخرس گونگے کا متحمل شہادت ہونا اور اُسکا ادا کرنا صحیح ہی اور حاکم کو اسی حکم میں

اوس مطلب پر بنا لازم ہوگا جسکی نسبت اوسکو اشارۂ اخرس کے مدلول ہونیکا علم حاصل ہوجا

اور اگر حاکم کو اُسکے اشارہ کا مدلول معلوم نہو تو اُسکو ایسے شخص کے ترجمہ پر اعتماد کرنا معتبر

ہوگا جو اُسکے اشارہ کی معرفت رکھتا ہو ہان حاکم کو ایک مترجم پر اعتماد کرنا صحیح نہ

بلکہ دو مترجمون کی حاجت ہوگی اسلئے کہ ترجمہ منجملہ شہادت ہی جسمین تعدد کا اعتبار

الثالث ... كالنكاح والبيع والشراء والصلح والاجارة ...

اور دونون مترجم اُسکی شہادت کے شاہد نہونگے بلکہ حکم حاکم کا مستند شہادت اخرس
قرار پائیگا جو شہادت اصل ہی اور اُسکا مستند شہادت مترجمین قرار نہ پائیگی جو [illegible]
فرع ہے قسم سوم وہ امور ہین جن کو سماع و مشاہدہ دونون کی حاجت ہی [illegible]
بیع وشرا و صلح اجارہ۔ اسلئے کہ فہم لفظ مین حاسۂ سمع کافی ہی اور معرفت [illegible]
بصر کی حاجت ہوتی ہی اور اُس شخص کی شہادت کے قبول ہونے مین کہ [illegible]
جسکے لیے دونون حاسّے (سمع و بصر) مجتمع ہون لیکن اعمی الیس وقوع عقد [illegible]
قطعاً مقبول ہوگی کیونکہ اُسکے لئے السماع کا متحقق ہونا مفروض ہی [illegible]
اور اگر شہادت اعمی کے ساتھ ایسے دو شخص بھی منضم ہوجائین جنھون نے اُس (اعمی)
کے سامنے عاقد (صیغہ کے ساتھ تلفظ کرنے والا) کی تعریف کی ہو تو اعمی کو انھین دونون کی
طرف استناد کرکے عاقد پر شہادت دینا بھی جائز ہوگا جسطرح کہ شخص بصیر (بینا) کسی کی
تعریف غیر پر اعتماد کرکے شہادت دیتا ہی اور اگر وہ معرفت اُسکے لئے بہم نہ پہنچین اور
اُسکو صوت عاقد کی معرفت اسطرح حاصل ہو کہ اشتباہ برطرف ہوجاسے تو شیخ علیہ
الرحمہ نے فرمایا ہی کہ صورت مذکورہ مین اُسکی شہادت مقبول نہوگی اسلئے کہ اصوات
متماثل ہوتے ہین لیکن اُسکا مقبول ہونا بے وجہ نہین ہی اسلئے کہ احتمال [illegible]
بوجہ یقین مندفع ہوجاتا ہی کیونکہ حصول یقین ہی کے تقدیر پر ہم کلام کرتے ہین [illegible]
متحمل شہادت ہونا اور اپنے علم کے موافق اُسکا ادا کرنا صحیح ہی اور اسی طرح اُسکو
اُن امور مین استفاضہ کے موافق بھی شہادت کا ادا کرنا صحیح ہی جن مین کہ بوجہ استفاضہ
شہادت دینا جائز ہی جیسے نکاح وقف اور اگر کوئی شخص حالت بصارت (بینائی)
مین کسی شہادت کا تحمل کرے بعد ازان اعمی (نابینا) ہوجائے پس اگر اُسکو مشہود علیہ

لان الاصوات تتماثل والوجه انها تقبل فان الاحتمال يندفع باليقين لانا نتكلم على تقديره ...

... المستفاضة ... ولو تحمل شهادة وهو بصير ثم عمي فان ...

کا نسب معلوم ہو تو مشہود علیہ پر اُسکو شہادت کا قائم کرنا جائز ہوگا اور اسی طرح اگر عین شخص پر شہادت دے اور اُسکی آواز کو یقیناً جانتا ہو تب بھی جائز ہوگا لکن اعمی کی شہادت اُس شخص پر قطعاً نافذ ہوگی جسپر کُسنے اپنے ہاتھ سے قبضہ کیا ہوا اور اسی طرح اعمی سے شہادت ترجمہ بھی مقبول ہوگی مثلاً حاکم کے پاس ایسا شخص حاضر ہو جسکی زبان پر وہ مطلع نہو اور اعمی اُسکے عبارت کا حاکم کیلئے ترجمہ کردے تو یہ شہادت مقبول ہوگی اسلئے کہ مشہود علیہ کو حاکم جانتا ہی اور اُسکی عبارت کا ترجمہ وجود بصارت پر موقوف نہین امر سوم اقسام حقوق کے بیان مین جملہ حقوق دو قسمو نکی طرف راجع ہوتی ہین پہلی قسم حق اللہ ہی اور اُسکی کئی صنفین ہین صنف اوّل وہ حقوق ہین جو فقط چار مردون کی شہادت سے ثابت ہوتے ہین جیسے زنا - لواط (اغلام) سحق - (عورت کا عورت کے ساتھ جفت ہونا) اور اتیان بہائم (چوپاؤن کے ساتھ مرتکب ہونا) مین دو قول ہین لکن اُسکا دو شاہد والے قول سے ثابت ہونا اصحّ قولین ہی اور خصوص زنا کے ثبوت مین تین مرد اور دو عورتین یا دو مرد اور چار عورتین بھی کافی ہین لکن خصوص اخیر (دو مردون اور چار عورتون کی شہادت) سے رجم (سنگسار کرنا) کا ثبوت نہین ہو سکتا البتہ اُس (اخیر) سے حد زنا ثبوت ہو سکتا ہی اور امور مذکورہ کے سوا کسی امر سے زنا ثابت نہین ہوتے صنف دوم وہ حقوق ہین جن کے ثبوت مین قول شاہدین کافی ہی اور اُن سے وہ جنایات مراد ہین جو ثلثہ مذکورہ (زنا- لواط- سحق) کے سوا ہین اور موجب حد ہوتے ہین جیسے سرقہ- شرب خمر- ردّہ (بعد اسلام کافر ہو جانا) وغیرہ اور حقوق الٰہیہ مین سے کسی حق کے ثبوت مین ایک شاہد اور دو عورتین یا ایک شاہد اور قسم یا تنہا عورتون کی شہادت اگرچہ کتنی ہون کافی نہین ہی دوسری قسم حق الناس ہی اور اُسکی تین صنفین ہین صنف اوّل وہ حقوق

ما لا یثبت الا بشاهدین وهو الطلاق والخلع والوکالة والوصیة والنسب والرؤیة الهلال وفی العتق والقصاص والنکاح تردد اظهره ثبوتها بالشاهد والمراتین وما یثبت بشاهدین وشاهد وامراتین وشاهد ویمین وهو الدیون والاموال کالقرض والقراض والغصب وعقود المعاوضات کالبیع والصرف والسلم والصلح والاجارة والمساقاة والرهن والوصیة له والجنایة التی توجب الدیة وفی الوقف تردد

میں جنکے ثبوت مین شاہدین کی شہادت کافی ہے اور عورتون کی شہادت مطلقاً قبول
نہین ہے اور اُن سے طلاق اور خلع اور وکالت اور وصایت (وصی ہونا) اور نسب
اور رویت ہلال مراد ہین اور عتق اور قصاص اور نکاح کے بارے مین تردد ہے
لکن اُنکے ثبوت مین ایک شاہد اور دو عورتون پر اکتفا کرنا اظہر ہے صنف دوم وہ
حقوق ہین جو دو شاہدون یا ایک شاہد اور دو عورتون یا ایک شاہد اور قسم کے ساتھ
ثابت ہوتے ہین اور اُن سے دیون و اموال مراد ہین جیسے قرض - قراض - غصب
اور عقود معاوضات جیسے بیع - صرف - سلم - صلح - اجارہ - مساقات - رہن اسکے لئے
وصیت - وہ جنایت جسکی جب دیت ہو جیسے قتل بہ سبیل خطا اور شبہ عمد وغیرہ وغیرہ اور وقف
مین تردد ہے لکن اُسکا ایک شاہد اور دو عورتون یا ایک شاہد اور قسم کے ساتھ ثابت
ہونا اظہر ہے صنف سوم وہ امور ہین جو رجال اور نساء خواہ تنہا شہادت دین یا
رجال کے ساتھ دونون سے ثابت ہوتے ہین اور اُنسے وہ امور مراد ہین جن پر رجال
کیلئے مطلع ہونا غالباً عسیر ہوتا ہے جیسے ولادت - استہلال (مولود کا وقت ولادت گریہ کرنا)
عورتونکے عیوب باطنہ جیسے حیض - رتق - قرن وغیرہ اور آیا رضاع مین تنہا عورتونکی
شہادت کا قبول کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین بین العلما اختلاف ہے لکن جواز قبول
اقرب ہے اور دیون و اموال مین ایک مرد کے ساتھ دو عورتونکی شہادت کا قبول کرنا
بھی جائز ہے اور اسی طرح اموال و دیون کے ثبوت مین دو عورتون کی شہادت
اور قسم مدعی بھی کافی ہے اور اموال و دیون کے ثبوت مین تنہا عورتون کی شہادت
مقبول نہو گی اگرچہ کثیر ہون اور میراث مستہل (وہ مولود جو وقت ولادت گریہ کرے)
کے ربع مین ایک عورت کی شہادت مقبول ہوگی اور اسیطرح ربع وصیت مین بھی ایک عورت کی

وما یثبت بالرجال والنساء منفردات ومنضمات وهو الولادة والاستهلال وعیوب النساء الباطنة وفی الرضاع تردد والقبول اشبه وتقبل شهادة امراتین مع رجل فی الدیون والاموال وتقبل شهادة المراة الواحدة فی ربع میراث المستهل وفی ربع الوصیة

شہادت مقبول ہوگی اور جس مقام پر کہ تنہا عورتون کی شہادت مقبول ہوتی ہی وہان انکا
چار عدد سے کم ہونا کافی نہین ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ
طلاق کے سوا کسی عقد کی صحت مین شہادت کا متحقق ہونا شرط نہین ہی البتہ نکاح اور
رجعت مین اُسکا اعتبار کرنا مستحب ہی اور اسی طرح بیع مین بھی مستحب ہی دوسرا مسئلہ
حکم حاکم تابع شہادت ہوتا ہی پس اگر اُس شہادت کا مطابق واقع ہونا معلوم ہوجاوے
تو اُسکا حکم باطناً اور ظاہراً نافذ ہوگا اور اگر شہادت کا مطابق واقع ہونا معلوم نہو تو
اُسکا حکم ظاہراً نافذ ہوگا پس ہمارے نزدیک حکم حاکم فقط ظاہراً نافذ ہوتا ہی اور باطناً
نافذ نہین ہوتا اور حکم حاکم کی وجہ سے مشہود لہ (مدعی) کیلئے مال مشہود علیہ (مدعی علیہ)
مباح نہوگا تا وقتیکہ اُسکو شہادت کا صحیح ہونا معلوم یا اُسکا حال اُسپر مجہول نہو تیسرا مسئلہ
جبکہ کوئی شخص کسی ایسے شخصکو شاہد ہونیکے لئے طلب کرے جسمین تحمل شہادت کی اہلیت
حاصل ہو تو اُسپر اجابت کرنا واجب ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ واجب نہوگا
اور قول اول مروی ہی اور تحمل شہادت کا وجوب کفائی ہی اور اُسوقت تک متعین نہوگا
(واجب عینی ۱۲)
جبتک کہ تحمل شہادت کے کوئی دوسرا شخص موجود ہو ورنہ متعین ہوگا اور ادائے شہادت
کے واجب کفائی ہونے مین اختلاف نہین ہی پس اگر ادائے شہادت کیلئے کوئی دو
شاہد موجود ہون تو اُس سے وجوب ساقط ہوجائیگا اور اگر ہر ایک شخص اُسکے ادا کرنے
سے امتناع کریگا تو ہر ایک کو مذمت عقلا اور عقاب الٰہی کا استحقاق حاصل ہوگا اور
اگر دو شخص شاہدین کے سوا کوئی شاہد موجود نہو تو اُن دونون پر شہادت کا ادا کرنا متعین
ہوگا اور اُنکو ادائے شہادت سے تخلف کرنا جائز نہوگا البتہ اگر ادائے شہادت مین اُن
دونون کی طرف ایسا ضرر عائد ہو جسکے کہ وہ مستحق نہین ہین تو اُسکا وجوب ساقط ہوگا

باب الشهادة على الشهادة هي مقبولة في حقوق الناس عقوبة كانت كالقصاص او غيرها كالطلاق والنسب والعتق او مالا كالقرض وعقود المعاوضات او ما لا يطلع عليه الرجال كعيوب النساء والولادة والاستهلال

اور اگر ایسا ضرر عائد ہو جسکے کہ وہ مستحق ہین جیسے اُن دونون کا حق مشہود علیہ کے ساتھ مشغول الذمہ ہونا اور اُسکے مطالبہ کا بر تقدیر شہادت اُنسے متعلق ہونا تو وجوب ساقط نہوگا **امر چہارم** شہادت علی الشہادت ایک شہادت کیلئے دوسری شہادت مستند ہونا) کے بیان مین پس حقوق ناس مین شہادت مذکور مقبول ہوتی ہی خواہ وہ حقوق عقوبت ہون جیسے قصاص یا غیر عقوبت ہون جیسے طلاق نسب عتق یا از قبیل مال ہون جیسے قرض۔ عقود معاوضات۔ یا ایسے امور ہون جن پر رجال کیلئے غالبا اطلاع نہین ہوتی جیسے عیوب نساء۔ ولادت۔ استہلال۔ اور حدود مین شہادت مذکورہ مقبول نہین ہوتی خواہ وہ حدود محض حقوق اللہ ہون جیسے حد زنا ولواطت وسحق یا حقوق اللہ اور حقوق الناس مین مشترک ہون جیسے حد سرقہ وقذف اور ان دونون مین العلما اختلاف ہی اور شہادت فرع مین دو شخصون کا ایک شاہد پر شاہد ہونا ضرور ہوگا اسلئے کہ اصل شہادت کا ثابت کرنا مقصود ہی جو شہادت واحد سے ثابت نہین ہوسکتی کیونکہ ہر شہادت مین دو شاہدونکی حاجت ہوتی ہی پس اگر ہر ایک شاہد پر دو شخص شہادت دین تو صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر اصل کے دونون شاہدون مین سے ہر ایک کی شہادت پر دو شخص شہادت دین تب بھی صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر مدعی کیلئے ایک شاہد اصل (زید) شہادت دے بعد ازان دوسرے شاہد اصل عمرو پر وہ زید کسی تیسرے شاہد بکر کے ساتھ شہادت دے تب بھی صحیح ہوگا اسلئے کہ ایک ہی شخص کے شاہد اصل اور شاہد فرع ہونے مین کوئی منافات نہین ہی اور اسی طرح اگر دو شخص کسی جماعت پر شہادت دین تو جماعت مذکورہ مین سے ہر ایک پر اُن دونون کا شہادت دینا کافی ہوگا اور اسی طرح اگر مدعی کیلئے ایک شاہد

وكذا لو شهد اثنان على جماعة ... شاهد ... الاصل ...

اور دو عورتین شاہد اصل ہون اور دو شخص اُنکی شہادت پر شہادت دین یا کسی ایسے
واقعہ مین تنہا عورتین شاہد ہون جہان پر تنہا عورتونکی شہادت مقبول ہوتی ہی جیسے
حیض - استہلال وغیرہ اور دو شخص اُنکی شہادت پر شہادت دین تب بھی کافی ہوگا
اور تحمل شہادت کیلئے مراتب مختلفہ معین ہین اپنی شہادت کے مرتبہ اولی استرعا محفوظ
رکھنے کی درخواست کرنا ہی جسمین شاہد فرع سے شاہد اصل اپنی شہادت کی رعایت
حفاظت کرنیکا التماس کرتا ہی اور تحمل شہادت کا اعلی مرتبہ یہی ہی اور اُسکی صورت یہ ہی
کہ شاہد اصل کہے اشہد علی شہادتی انی اشہد علی فلان بن فلان لفلان بن
فلان بکذا (تو میری شہادت کا شاہد رہ کہ مین فلان بن فلان پر فلان بن فلان
کیلئے فلان حق کے شہادت دیتا ہون) مرتبۂ ثانیہ جو استرعا کی بہ نسبت ادنی ہی
یہ ہی کہ شاہد اصل کسی حاکم کے پاس شہادت دے اور شاہد فرع اُسکی سماعت کرے
اسلئے کہ صورت مذکورہ مین شاہد اصل نے حاکم کے پاس اپنے شہادت دینکی بلاشبہ
تضرع کی ہی اگرچہ اُسنے شاہد فرع سے تحمل شہادت کا التماس نہین کیا ہی مرتبۂ ثالثہ یہ
ہی کہ شاہد اصل نے سبب حق کو بیان کیا ہو اور شاہد فرع نے اُسکی سماعت کی ہو اگرچہ
اُسکو کسی حاکم کے سامنے بیان کرے اور شاہد فرع سے اُسکی رعایت کا التماس نکیا ہو مثلاً
شاہد اصل کہے انا اشہد لفلان بن فلان علی فلان بن فلان بکذا من ثوب او
عقار (مین فلان شخص کیلئے فلان شخص پر اُس حق کی شہادت دیتا ہون جو کپڑے
یا زمین کی قیمت ہی) اسلئے کہ یہ بھی صورت جزم و یقین ہی کیونکہ سبب کے ذکر کرنے سے
احتمال خلاف برطرف ہو جاتا ہی اور اس صورت کے مقبول ہونے مین تردد ہی اسلئے کہ کلام مذکور
کا غیر حاکم کے سامنے بیان کرنا مفروض ہی جسمین مسامحہ کرنے کی عادت جاری ہے

لکن اگر سبب حق کا ذکر نکرے بلکہ محض شہادت پر اقتصار کرے مثلاً کہے انا اشھد لفلان علی فلان بکذا (مین فلان شخص کیلئے فلان شخص پر فلان حق کی شہادت دیتا ہون) اور شاہد فرع اُسکے سماعت کرے تو تحمل شہادت نہوگا اسلئے کہ اُسکے مثال مین مسامحہ کرنے پر عادت جاری ہی اور صورت مذکورہ (سبب کا مذکور نہونا) اور صورت سابقہ (سبب کا مذکور ہونا) مین فرق کرنا خالی از اشکال نہین ہی پس صورت استرعا مین ادا شہادت کا طریقہ یہ ہی کہ شاہد فرع کہے اشھد نی فلان علی شہادتہ (مجکو فلان شاہد نے اپنی شہادت پر شاہد کیا ہی) اور صورت سماع عند الحاکم مین ادا شہادت کا طریقہ یہ ہی کہ شاہد فرع کہے اشھد ان فلانا شھد عند الحاکم بکذا (مین شہادت دیتا ہون کہ فلان شخص نے حاکم کے سامنے فلان حق کی شہادت دی ہی) اور غیر حاکم کے پاس سماعت کرنیکی صورت مین ادا شہادت کا طریقہ یہ ہی کہ شاہد فرع کہے اشھد ان فلانا شھد علی فلان لفلان بکذا بسبب کذا (مین شہادت دیتا ہون کہ فلان شاہد نے فلان شخص پر فلان شخص کیلئے فلان حق کی فلان سبب کی وجہ سے شہادت دی ہی) اور شہادت فرع اُس وقت مقبول ہوگی جبکہ شاہد اصل کا حاضر ہونا متعذر ہو اور تحقق عذر مین مرض وغیرہ کا لاحق ہوجانا کافی ہی اور اسی طرح غیبت کی وجہ سے بھی عذر متحقق ہوتا ہی اور غیبت کیلئے کوئی مقدار معین نہین ہی اور ضابطہ عذر یہ ہی کہ شاہد اصل کیلئے حاضر ہونے مین ایسے مشقت ہو جسکی وجہ سے اقامت شہادت کا وجوب ساقط ہوجاے اور اگر شاہد فرع شہادت دے اور شاہد اصل انکار کرے تو ان دونو مین سے اُس شخصکی شہادت پر عمل کرنا مروی ہوا ہی جو اعدل ہو یعنے جسکی عدالت زیادہ ہو اور اگر صفت عدالت مین وہ دونون مساوی ہون تو شہادت فرع کا طرح کرنا معین ہوگا

اما لو لم یذکر سبب الحق بل اقتصر علی قولہ انا اشھد لفلان علی فلان بکذا لم یصر متحملا لاعتیاد التسامح بمثلہ وفی الفرق بین ھذہ وبین ذکر السبب اشکال نعم ۔۔۔ وقبول ۔۔۔ الا ۔۔۔ ان ۔۔۔ وفی صورۃ ۔۔۔ شھد بکذا ۔۔۔ وفی صورۃ الاسترعاء ۔۔۔ اشھدنی فلان علی شہادتہ ۔۔۔ وفی صورۃ السماع عند الحاکم ۔۔۔ ان فلانا شھد علی فلان لفلان بکذا بسبب کذا ولا تقبل شہادۃ الفرع الا عند تعذر حضور شاھد الاصل ویتحقق العذر بالمرض ونحوہ وبالغیبۃ ولا تتقدر بحد بل ضابطہا مراعاۃ المشقۃ علی شاھد الاصل فی حضورہ ولو شھد الفرع فانکر الاصل فالمروی العمل بشہادۃ اعدلہما فان تساویا اطرح الفرع

اور اسمین اشکال ہی اسلئے کہ شاہد فرع کی شہادت مقبول ہونے مین شاہد اصل کا حاضر نہونا شرط ہی پس حضور اصل کی صورت مین شاہد فرع کا اعتبار مطلقاً ساقط ہونا چاہیئے خواہ اعدل ہو یا مساوی لکن شاہد فرع کی شہادت پر اُس صورت مین عمل کرنا ممکن ہی جبکہ شاہد اصل نے شاہد فرع کی تکذیب نکی ہو بلکہ اپنے علم کی نفی کے ہو مثلاً کہے لا اعلم (مین نہین جانتا ہون) اسلئے کہ اس صورت مین شاہد اصل کی فراموش کر دینے اور شاہد فرع کے محفوظ رکھنے کا بھی احتمال ہی اور اگر شہود فرع نے شہادت دی ہو بعد ازان شاہد اصل بھی حاضر ہو جاے پس اگر حکم حاکم کے بعد حاضر ہو تو اُسکے حکم مین قادح نہوگا خواہ وہ دونون موافق ہون یا مخالف ہون اور اگر حکم حاکم کے قبل حاضر ہو تو شاہد فرع کا اعتبار ساقط ہو جائیگا اور شاہد اصل کے قول کے موافق حکم کرنا معیّن ہوگا اور اگر شہود اصل کا حال اُنکے فاسق یا کافر ہو جانیکی وجہ سے متغیر ہو جائے تو شہود فرع کی موافق حکم کرنا بھی صحیح نہوگا اسلئے کہ شہادت فرع کا حکم شہادت اصل کی طرف مستند تھا لہذا البطلان اصل کی وجہ سے فرع بھی باطل ہوگی اور جس مقام پر تنہا عورتون کی شہادت مقبول ہی جیسے عورتونکے عیوب باطنہ - استہلال طفل - وصیت - آیا ونپر عورتونکی شہادت فرع بھی مقبول ہوگی یا نہین اسمین تردد ہی لکن اُسکا مقبول نہونا اشبہ ہی فائدہ شہود فرع پر شہود اصل کی نام و نسب اور اُنکی عدالت کا معلوم کرنا لازم ہی پس اگر شہود فرع نے شہود اصل کے نام و نسب بیان کیا اور اُنکی تعدیل کی تو اُنکی شہادت مقبول ہوگی اور اگر شہود فرع نے اُنکے نام و نسب بیان کیا اور اُنکی تعدیل نکی تو حاکم کو اُنکی شہادت کا سماعت لازم ہوگا بعد ازان اُسکو شہود اصل کے احوال سے بحث و فحص کرنا ضرور ہوگا پس اگر حاکم کے نزدیک اُنکا شرائط قبول کی ساتھ متصف ہونا ثابت ہو جاے تو اُسکے موافق حکم کریگا اور اگر حاکم کے نزدیک اُسکا ایسے امور کے سات متصف ہونا ثابت ہو جائے تو اُنکی شہادت کو طرح کریگا

حاضر ہوکر شہادت دین لکن اگر شہود فرع نے اونکی تعدیل کی اور اون کی نام و نسب کو بیان نکیا تو اونکی شہادت مقبول ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنے لواطہ کرنے یا اپنی عمّہ یا خالہ کے ساتھ زنا کرنے یا کسی چوپایہ کے ساتھ وطی کرنیکا اقرار کرے تو اوسکا اقرار دو شاہدون کے شہادت سے ثابت ہوگا اور اسمین شہادت علی الشہادۃ (شہادت فرع) مقبول ہوگی اور اُس (شہادت علی الشہادۃ) سے حد زنا ثابت نہوگی اور حرمت نکاح کا انتشار ثابت ہوگا اور اُسکی عمّہ یا خالہ مزنیہ کے لڑکیون کے ساتھ اُسکا نکاح حرام ہوجائیگا اور اسی طرح وطی چوپایہ کی تعزیر بھی ثابت نہوگی اور اگر چوپایۂ مذکورہ ماکول اللحم ہو تو اُسکے گوشت کا کھانا بھی حرام ہوجائیگا اور اگر وہ چوپایہ غیر ماکول اللحم ہو تو اُسکا کسی دوسرے شہر مین فروخت کردینا واجب ہوگا امر پنجم لواحق کے بیان مین اور اُنکی دو قسمین ہین پہلی قسم اسمین معنی واحد پر دونون شاہدون کے متوارد ہونیکا بیان کیا جاتا ہے اور اُسپر کئی مسئلے متفرع ہوتے ہین پہلا مسئلہ دونون شاہدون کا امر واحد پر توارد کرنا اونکی شہادت کے مقبول ہونے مین شرط ہے پس اگر وہ دونون ایک معنی پر متفق ہون تو حاکم کو اون کے موافق حکم کرنا لازم ہوگا اگرچہ وہ دونون باعتبار لفظ مختلف ہون اسلئے کہ اگر احد الشاہدین کہے غصب مالہ (فلان شخص نے زید کا مال غصب کرلیا) اور دوسرا شاہد کہے انتزع المال قہرا (فلان شخص نے زید کا مال زبردستی اخذ کرلیا) تو اُن دونون کے قول مین کوئی فرق نہوگا اور اگر وہ دونون باعتبار معنی مختلف ہون مثلاً اُن دونونمین سے ایک شاہد نے بیع کے واقع کرنیکی اور دوسرے شاہد نے بیع کے ساتھ اقرار کرنیکی شہادت دے تو حاکم کو اُنکے موافق حکم کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ وہ دونون (بیع اور اقرار بالبیع) دو امر ہین جو باہم مختلف ہین ہان اگر اُن دونونمین سے ایک شاہد کے ساتھ

مدعی نے حلف بھی کیا ہو تو مشہود بہ ثابت ہو جائیگا اور حاکم کو اُسکے موافق حکم کرنا صحیح
دوسرا مسئلہ اگر ایک شاہد نے زید کا نصاب قطع (جس مقدار کے سرقہ کرنے مین ہاتھ
قطع کرنا صحیح ہی جسکی مقدار ربع دینار ہی) کو وقت صبح سرقہ کرنا اور دوسرے شاہد
زید کا نصاب قطع کو وقت شام سرقہ کرنا بیان کیا ہو تو اُنکی قول کی بنا پر قطع ید کا حکم
صحیح نہوگا اسلئے کہ اُن دونون نے دو فعلون پر شہادت دی ہی کیونکہ فرض مذکور مین
نصاب قطع معین نہین ہی اور ثبوت فعل مین ایک شاہد کا قول کافی نہین ہی او
اسی طرح اگر دوسرے شاہد نے زید کا اُسی نصاب معین کو وقت شام سرقہ کرنا بیان کیا ہو تو
اُسکے قول کی بنا پر قطع ید کا حکم کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ اس صورت مین اُن دونو
شہادتون کا متعارض ہونا لازم آئیگا اگر اون دونون نے اتحاد فعل پر اتفاق کیا
والا اگر اتحاد فعل پر اتفاق نکیا ہو دونون فعلون کا متغایر ہونا لازم آئیگا تیسرا
اگر ایک شاہد بیان کرے کہ فلان شخص نے دینار کا سرقہ کیا ہی اور دوسرا شاہد بیان کرے
کہ اُسنے درہم کا سرقہ کیا ہی یا ایک شخص شہادت دے کہ اُسنے پارچہ سفید کا سرقہ
اور دوسرا شخص شہادت دے کہ اُسنے پارچہ سیاہ کا سرقہ کیا ہی تو حاکم کو ہر ایک شہادت
مین قسم مدعی کے ساتھ حکم کرنا صحیح ہوگا لیکن سارق پر تاوان ثابت ہوگا اور قطع ید
نہوگا اسلئے کہ قسم مدعی اور ایک شاہد سے حد سرقہ ثابت نہین ہو سکتی اور فرض مذکور
مین عین واحدہ پر دو بیّنے متعارض ہون مثلاً ایک بیّنہ نے کسی وقت مین شی معین
سرقہ کی شہادت دی ہو اور دوسرے بیّنہ نے کسی اور وقت مین اُسی شی کے سر
کی شہادت دی ہو اور اُس شی کا دوسرے وقت تک اپنے مالک کی طرف منتقل
ہو کر دوبارہ مسروق ہونا ممکن نہو تو قطع ید کی حد ساقط ہو جائیگی اسلئے کہ

ولم یسقط الغرم ولو کان تعارض البینتین لا علی عین واحد فثبت الثوبان والدرہمان لو ادعی الکل ولو شہد بیع الخصم انہ هذا الثوب من زید بدینار غدوة وشہد الآخر انه باع ذلك الثوب بعینه في ذلك الوقت بدینارین تحقق التعارض ولم یثبت وکان له المطالبة بایهما شاء مع الیمین ولو شہد له مع کل واحد شاهد آخر ثبت له الدیناران ولا کذلك لو شہد واحد باقرار الف والآخر بالفین فانه یثبت الالف بهما والآخر بانضمام الیمین ولو شہد بکل واحد شاهدان ثبت الالف بالاربعة والآخر بالثنتین لشہادة وکذا

مذکورہ مین اختلاف بینتین کی وجہ سے شبہ موجود ہی جو مسقط حد ہی لکن سارق سے تاوان ساقط نہوگا اسلئے کہ اُسکا عین مال کو سرقہ کرنا باتفاق بینتین ثابت ہے اور اگر دو بینون کا عین واحدہ پر متوارد ہونا مفروض نہو جیسے ایک بینہ کا پارچہ سفید پر اور دوسرے بینہ کا پارچہ سیاہ پر شہادت دینا یا ایک بینہ کا ایک درہم پر اور دوسری بینہ کا دوسرے درہم پر شہادت دینا تو سارق پر دو پارچے اور دو درہم ثابت ہونگے بشرطیکہ دونون بینون کا اتحاد فعل پر اتفاق نہو چوتھا مسئلہ اگر ایک شاہد نے زید کا پارچہ معین کو وقت صبح کسی شخص کے ہاتھ ایک دینار کے عوض فروخت کرنا اور دوسرے شاہد نے زید کا اُسی پارچہ کو وقت مذکور مین شخص مذکور کے ہاتھ دو دیناروں کے عوض فروخت کرنا بیان کیا ہو تو مشہود بہ ثابت نہوگا اسلئے کہ دونون شاہدونکی شہادت مین تعارض متحقق ہی کیونکہ وقت واحد مین دو قیمتون کے عوض فروخت کرنا ممکن نہین ہی اور مدعی کو قسم کھانیکے بعد منجملہ اُن دونون کے ایک شاہد کی وجہ سے مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اگر مدعی کیلئے ہر ایک شاہد کے ساتھ کوئی دوسرا شاہد بھی شہادت دے تو اُسکے لئے دو دینار ثابت ہونگے بشرطیکہ اُسنے دو دیناروں کا دعوی کیا ہو اور دوسرا بینہ لغو قرار پائیگا اور اگر ایک شاہد نے ہزار درہمون کے ساتھ اقرار کرنیکی اور دوسرے شاہد نے دو ہزار درہمون کے ساتھ اقرار کرنیکی شہادت دی ہو تو حکم مذکور جاری نہوگا بلکہ اس صورت مین ایک الف کا اقرار کرنا دونون شاہدونکی شہادت سے ثابت ہوجائیگا اور دوسرے الف کا اقرار کرنا انضمام قسم کے بعد ثابت ہوگا اور اگر الف اور الفین مین سے ہر ایک پر دو شاہدون نے شہادت دے ہو تو ایک الف کا اقرار اُن سب کی (یعنے چارون کے بیان سے) شہادت سے ثابت ہوگا اور دوسرے الف کا اقرار دو شاہدونکے شہادت سے ثابت ہوگا اور اسی طرح اگر ایک شاہد بیان کرے

فلان شخص نے زید کے اُس پارچہ کا سرقہ کیا ہی جسکی قیمت ایک درہم تھی اور دوسرا شاہد بیان کرے کہ اُسنے زید کے اُس پارچہ کا سرقہ کیا ہی جسکی قیمت دو درہم تھی تو ایک درہم اُن دونوں کی شہادت سے ثابت ہوگا اور دوسرے درہم کے ثابت ہونے مین شاہد دوم کے ساتھ قسم مدعی کے انضمام کی بھی حاجت ہوگی اور اگر ہر ایک صورت پر دو شاہد شہادت دین تو ایک درہم اِن سبکی شہادت سے اور دوسرا دو شاہدون کی شہادت سے ثابت ہو جائیگا اور اگر ایک شاہد نے زید کے وقت صبح قذف کرنیکی اور دوسرے شاہد نے وقت عشا قذف کرنیکی شہادت دی ہو یا ایک شاہد نے زید کے وقت صبح قتل کرنیکی اور دوسرے نے وقت شام قتل کرنیکی شہادت دی ہو تو اُنکی شہادت پر حکم کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ اُن دونوں نے دو فعلون پر شہادت دی ہی لکن اگر ایک شاہد نے زبان عربی مین اقرار کرنے کے اور دوسرے شاہد نے زبان فارسی مین اقرار کرنیکی شہادت دی ہو تو اُن دونوں کی شہادت مقبول ہوگی اسلئے کہ اُن دونوں نے ایک ہی شی سے خبر دی ہی **دوسرے قسم** طواری (عوارض) کے بیان مین اور وہ کئی مسئلہ ہین **پہلا مسئلہ** اگر دو شاہدون نے حاکم کے پاس شہادت دی ہو اور قبل حکم اُن دونوں نے وفات پائی ہو تو حاکم کو اُنکے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر اُن دونوں نے شہادت دی اور بعد موت اُن کا تزکیہ (تعدیل) کیا گیا ہو تب بھی حاکم کو اُنکے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ تزکیہ سے اُنکی شہادت سابقہ کا صحیح ہونا منکشف ہوتا ہی **دوسرا مسئلہ** اگر شہادت دینے کے بعد اور حکم کرنے کے قبل وہ دونوں فاسق ہو جائین تو حاکم کو اُنکے موافق حکم کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ عدالت مشہود کا اقامت شہادت کے وقت متحقق ہونا معتبر ہے جو صورت مذکورہ مین مفروض ہی لکن اگر مشہود بہٖ محض حق اللہ ہونا فرض کیا جائے جیسے حد زنا - حد لواطہ وغیرہ تو اُنکی شہادت پر حکم کرنا صحیح نہوگا

اسلئے کہ حق اللہ تخفیف پر بنا ہی علاوہ برین شبہہ موجود ہی جو مسقط ہوتا ہی اور حد قذف
وقصاص مین حکم کا صحیح ہونا خالی از تردد نہین ہی لکن حکم کا صحیح ہونا اشبہ ہی اسلئے کہ اُسسے
حق آدمی بھی متعلق ہی **تیسرا مسئلہ** اگر دو شاہد اُس شخص کیلئے شہادت دین جسکی کہ وہ
وارث ہوسکتے ہین بعد ازان وہ (شخص) قبل حکم وفات پاے اور مشہود بہ اُن دونونکی
طرف منتقل ہوجاے تو اُن کیلئے اُنکی شہادت کے سبب سے حکم کرنا صحیح نہوگا **چوتھا مسئلہ**
اگر قبل حکم وہ دونون اپنی شہادت سے رجوع کرین تو حاکم کو اُنکے موافق حکم کرنا صحیح
نہوگا اور اگر اُن دونون نے حکم حاکم اور استیفاء حق کے بعد رجوع کیا ہو اور محکوم بہ تلف ہوگیا
ہو تو حکم کا منقوض کرنا لازم نہوگا اور شہود سے ضمانت متعلق ہوگی اسلئے کہ سبب اتلاف وہی
ہین اور اگر اُن دونون نے حکم حاکم کے بعد اور استیفاء حق کے قبل اپنی شہادت سے
رجوع کیا ہو اور اُنکی شہادت کسی حد الٰہی سے متعلق ہو تو حکم کا منقوض کرنا لازم ہوگا اسلئے
کہ صورت مذکورہ مین شبہ متحقق ہی جو مسقط حد ہوتا ہی اور اسی طرح اگر حق آدمی سے متعلق ہو
جیسے حد قذف یا اُس حق سے متعلق ہو جو حق تعالیٰ اور حق آدمی مین مشترک ہو جیسے حد
سرقہ تب بھی حکم کا منقوض کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ حد کی توجہ شبہ ساقط ہوجاتے ہین یہ جملہ
صورتین مشترک ہین اور آیا امور مذکورہ کے علاوہ باقی حقوق مین بھی حکم کا منقوض (باطل)
کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن اگر حاکم نے مال مشہود بہ کو حکم کرنیکے بعد حوالہ مشہود لہ
کردیا ہو بعد ازان شہود نے اپنی شہادت سے رجوع کیا ہو اور عین مال قائم ہو تو نقض حکم کا لازم نہونا اور
استعادہ عین کا واجب نہونا صحیح تر ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ عین مال کا
اُسکے مالک پر رد کرنا لازم ہوگا لکن قول اول اظہر ہی **پانچوان مسئلہ** اگر مشہود بہ قتل
یا جرح ہو اور اُسکا استیفا کرلیا گیا ہو بعد ازان شہود نے اپنی شہادت سے رجوع اور اپنے

تعمد کذب کا اقرار کیا ہو تو اون سے قصاص لیا جائیگا اور اگر اپنے خطا کا اقرار کیا ہو تو اُن پر
دیت لازم ہوگی اور اگر بعض شہود نے اپنے تعمد کا اور بعض آخر نے اپنے خطا کا اقرار کیا ہو تو
جس شخص نے کہ تعمد کا اقرار کیا ہی اُس سے قصاص لیا جائیگا اور جس شخص نے کہ خطا کا
اقرار کیا ہی اُنسے دیت کہ وہ مقدار لی جائیگی جو اُسکی جنایت کہ مقابل قرار پائیگی
اور ولی دم وارث مقتول کو اُن سب لوگونکے قتل کرنیکا اختیار حاصل ہوگا جنھون نے
کہ اپنے تعمد کا اقرار کیا ہی اور فاضل دیت کا اُن لوگونکے ورثہ پر ادا کرنا لازم ہوگا اور
اُس ولی دم کو اُنمین سے بعض کے قتل کرنیکا بھی اختیار ہی اور باقی لوگونکو دیت
کی اُس مقدار کا ادا کرنا واجب ہوگا جو اُنکی جنایت کے مقابل قرار پائیگی اسلئے کہ
ایک نفس کے عوض مین ایک شئ زائد کا قتل کرنا جائز نہین ہی اور اگر شہود زنا مین
سے ایک شخص نے اپنے قتل مرجوم کے بعد اپنے تعمد کذب کا اقرار کیا ہو اور باقی شہود نے اسکی
تصدیق (اپنے تعمد کا اقرار) کی ہو تو اولیاء دم (ورثہ مرجوم) کو جملہ شہود کے قتل کرنیکا اختیار
حاصل ہوگا اور اُنپر اُس مقدار کا ورثہ شہود کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو دیت مرجوم سے
فاضل رہی اور اُن (اولیاء دم) کو منجملہ شہود ایک شخص کے قتل کرنیکا بھی اختیار ہوگا
اور باقی شہود پر دیت مرجوم کے تکمیلہ (جس مقدار سے اُسکے دیت پوری ہو جائے)
کا حصہ شاہد مقتول کے منہائی کے بعد اولیاء دم (ورثہ مرجوم) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا
اور اسی طرح اُن (اولیاء دم) کو منجملہ شہود ایک شخص سے زائد کے قتل کرنیکا بھی اختیار
ہوگا اور اس صورت مین اُن (اولیاء دم) کو اُس مقدار کا شہود مقتولین کے ورثہ پر
رد کرنا لازم ہوگا جو دیت مرجوم سے فاضل رہی اور باقی شہود پر حصہ مقتولین کی منہائی
کے بعد اُس مقدار کا اولیاء دم کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جس سے دیت مرجوم کامل

وان قالوا تعمدنا قتص منھم
وان قالوا اخطانا
فعلیھم الدیۃ
وان قال بعضھم تعمدنا
وبعضھم اخطانا
قتص المقرون بالعمد
للقصاص وعلی المقرین بالخطاء
نصیبھم من الدیۃ
ولولی الدم قتل
المقرین بالعمد
ورد الفاضل عن دیۃ صاحبہم
ولہ قتل البعض
ویرد الباقون
قدر جنایتھم
ولو قال احد
شھود الزنا بعد
رجم المشھود
علیہ تعمدت
فان صدقہ الباقون
کان للاولیاء الدم
قتل الجمیع ویردوا
ما فضل عن دیۃ
المرجوم وان شاؤا
قتلوا واحدا ویرد
الباقون تکملۃ دیتہ
بعد وضع
نصیب المقتول

ہوجاے پس اگر اولیاء دم منجملہ شہود دو شخصون کو قتل کرین تو اُن (اولیاء دم) کو نصف
دیت کافی کس ربع دیت کے حساب سے اُن دونونکے ورثہ پر رد کرنا لازم ہوگا اور
باقی دو شاہدون پر نصف دیت کافی کس ربع کے حساب سے اولیاء دم کے حوالہ کرنا لازم
ہوگا اور اگر باقی شہود نے اُسکی تصدیق نکی ہو تو اُسکا اقرار فقط اُسی کے حق مین نافذ ہوگا
اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ شاہد مذکور قتل کیا جائیگا اور باقی تینون شاہدون
پر دیت میت کے تین ربع کا ورثہ مقتول کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہ قول بے وجہ ہی اسلئے کہ
ضرر غیر پر اقرار عقلاً نافذ نہین ہوتا اور اگر دو شاہدون نے کسی شخصکی آزادی پر شہادت
دی ہو اور حاکم نے اُسکی موافق حکم کیا ہو بعد ازان وہ دونون اپنی شہادت سے رجوع
کرین تو اُسکے ضامن قرار دی جائینگی خواہ ازراہ تعمد شہادت دی ہو یا ازراہ خطا
اسلئے کہ اُن دونون نے اپنی شہادت کے وجہ سے اسکو تلف کیا ہی چھٹا مسئلہ
جبکہ حاکم کے نزدیک شہود کا مرتکب کذب ہونا ثابت ہو جاے تو اُسپر حکم کا منقوض کرنا
لازم اور مال کا مسترد کرنا (مدعی سے واپس لینا) واجب ہوگا بعد اگر مال کا مسترد کرنا متعذر
ہو تو شہود سے اُسکی غرامت (تاوان) متعلق ہوگی اور اگر مشہود بہ قتل ہوگا تو شہود سے
قصاص لینا صحیح ہوگا و شہود مذکورہ پر اُن شہود کا حکم جاری کیا جائیگا جنہون نے کہ اپنی شہادت
کے دروغ ہونے کا اقرار کیا ہو اور اگر ولی دم (وارث مقتول) نے قصاص لینے مین مباشرت
اور شہادت کے دروغ ہونے کا اقرار کیا ہو تو شہود سے اُسکی ضمانت متعلق نہوگی اور اُس
(ولی دم) سے قصاص لیا جائیگا ساتوان مسئلہ جبکہ دو شاہدون نے طلاق کی شہادت
دی ہو اور حاکم نے انکے موافق حکم کیا ہو بعد ازان اپنے شہادت سے رجوع کرین تو حاکم کو
اپنے حکم کا منقوض ہونا لازم نہوگا پس اگر اُن دونون نے بعد دخول شہادت دی ہو تو وہ

دونون ضامن نہونگے اسلئے کہ مہر کا استقرار اُنکی شہادت سے قبل ہوچکا ہی اور اگر اُن د

قبل دخول شہادت دی ہو تو اُن دونون پر مہر مسمی کے نصف کا تاوان لازم ہوگا اسـ

کہ وہ دونون اُسی مال کے ضامن ہوتے ہین جسکو مشہود علیہ نے اُنکی شہادت کی سبب

دفع کیا ہو اور چونکہ عدم دخول کی صورت مین نصف مہر کا زوجہ کے ارتداد وغیرہ کی

ساقط ہوجانا بھی محتمل تھا لہذا شہود پر اُسکا تاوان لازم ہوگا اور اس مقام مین چند فروع مذکو

ہین **فرع اول** جبکہ دونون شاہد اپنی شہادت سے معًا رجوع کرین تو وہ دونون بالـ

ضامن ہونگے اسلئے کہ سبب اتلاف مین بھی دونون مساوی ہین اور اگر فقط ایک شاہد

شہادت سے رجوع کرے تو نصف کا ضامن ہوگا اور اگر مشہود بہ ایک مرد اور دو عورت تو

شہادت سے ثابت ہو بعد ازان رجوع کرین تو نصف مشہود بہ کا مرد ضامن ہوگا اور ربع

ہر ایک عورت ضامن ہوگی اسلئے کہ وہ دونون (عورتین) ایک مرد کا حکم رکھتے ہین

اگر ایک مرد کے ساتھ دس عورتین شاہد ہون اور مرد اپنی شہادت سے رجوع کرے تو

مشہود بہ کا ضامن ہوگا اسلئے کہ ثبوت حکم مین جملہ شہود کو دخل ہی اور اسمین تردد ہی

مرد نصف بینہ کا حکم رکھتا ہی لہذا اُس سے نصف کے ضمانت متعلق ہونی چاہئے

ثبوت مشہود بہ کا شہادت مرد پر موقوف ہونا اور تنہا عورتون کی شہادت کا کافی نہونا مفر

فرع دوم اگر تین شخص شاہد ہون اور امضاے حکم کے بعد اپنی شہادت سے رجوع

تو اُنمین سے ہر ایک شخص ثلث مال کا ضامن ہوگا اگرچہ تنہا ایک ہی شخص رجوع کرے

بسا اوقات شخص واحد کا ضامن نہونا بھی دل مین خطور کرتا ہی اسلئے کہ ثبوت حق مین با

دونون شاہدون کے شہادت کافی ہی اور رجوع کنندہ کی وجہ سے مشہود علیہ کا کوئی نقـ

لازم نہین آتا اور کوئی شاہد اُس حق کا ضامن نہین ہوسکتا جسکا حاکم نے مشہود لـ

کسی غیر کی شہادت سے حکم کیا ہو اندرین قول اول شیخ علیہ الرحمہ کا مختار ہی اور یہی طرح اگر
ایک مرد اور دس عورتین شہادت دین بعد ازان اُن عورتون مین سے آٹھ عورتین اپنی
شہادت سے رجوع کرین تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اُنمین سے ہر ایک عورت پر نصف
سدس لازم ہوگا اسلئے کہ نقل مال مین وہ سب مشترک ہین اور فرض اول کی طرح
اسمین بھی اشکال ہی اسلئے کہ نصاب شہادت باقی ہی اور اُن عورتون کے رجوع سے مشہود علیہ کا
کوئی نقصان نہین ہوا لہذا اُنپر ضمانت کا تعلق نہونا چاہیے **فرع سوم** اگر دو شاہدون
کی بنا پر حاکم نے حکم کیا ہو بعد ازان اُن دونون کے جرح متعلق پر کوئی بینہ قائم ہو اور اُسکا وقت
معین نکرے تو حاکم کو اپنے حکم کا منقوض کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ اس صورت مین اُن دونون
(شاہدون) کے فسق کا بعد حکم متجدد ہونا بھی محتمل ہی اور اگر بینہ مذکورہ نے وقت کو
بھی معین کیا ہو اور وہ وقت اُن دونون کی شہادت پر مقدم ہو تو حاکم کو اپنے حکم کا منقوض
کرنا لازم ہوگا اور اگر وہ وقت اُن دونون کی شہادت سے موخر اور حکم حاکم پر مقدم ہو تو تب
بھی اُسکو اپنے حکم کا منقوض کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ اداے شہادت کے وقت اُنکا عادل
ہونا مفروض ہی لہذا شہادت سابقہ کی بنا پر حکم کرنا صحیح ہوگا اور فسق متاخر اُسکا مانع نہوگا
اور جس صورت مین کہ حاکم اپنے حکم کو استیفاء حق کے بعد منقوض کرے اور محکوم بہ قتل یا جرح ہو تو قصاص
نہوگا اور مسلمین کے بیت المال سے اُسکی دیت دی جائیگی اور اگر محکوم بہ قصاص ہو اور
ولی مقتول یا ولی مجروح اُسکا مباشر ہوا ہو تو اُس (ولی) کے ضامن ہونے مین دو وجہ ہی
لیکن اُسکا ضامن نہونا اشبہ ہی بصورتیکہ حاکم کے حکم اور اجازت کے بعد وہ مباشر قصاص ہوا ہو اور اگر حکم حاکم کے بعد
ور اجازت حاکم کے قبل وہ مباشر قصاص ہوا ہو تو دیت کا ضامن ہوگا اور اگر محکوم بہ مال ہو تو مشہود لہ سے واپس لیا جائیگا
بشرطیکہ عین مال باقی ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو مشہود لہ پر اُسکا تاوان لازم ہوگا اسلئے

که بوجه قبض اُسکا ضامن ہوچکا ہی اور قصاص مین یه حکم جاری نهوگا اسلئے که وہان پر
قبضه نهین ہوتا بلکه اتلاف ہوتا ہی لهذا اُسکی دیت امام سے متعلق ہوگی اور اگر مشهود لہ
معسر (تنگدست) ہو تو شیخ علیه الرحمه نے فرمایا ہی که اُسکی ضمانت امام سے متعلق ہوگی اور
امام کو اُس مال کا مشهود لہ سے اُسکے موسر ہوجانیکے بعد مطالبه کرنا صحیح ہوگا و اسمین
اشکال ہی اسلئے که محکوم لہ پر ضمانت کا استقرار ہوچکا ہی کیونکه مال مذکور کا اُسکے قبضه مین تلف
ہوجانا مفروض ہی لهذا امام سے ضمانت کا متعلق ہونا بے وجه ہی اور اس مقام پر [illegible]
مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئله** جبکه دو شاہدون نے شهادت دی که فلان میت نے
اپنے غلامون مین سے فلان غلام کو مرض الموت مین آزاد کیا ہی اور اُسکی قیمت ثلث ترکه
کے مساوی ہو بعد ازان دوسرے دو شاہد یا میت کے ورثه شهادت دین که اُسنے
دوسرے غلام کو آزاد کیا ہی اور اُسکی قیمت بھی ثلث ترکه کے مساوی ہو پس اگر ہم قائل
ہون که منجزات مریض کا اصل متروکه سے خارج کرنا لازم ہی تو وہ دونون غلام آزاد ہوجائینگے
اور اگر قائل ہون که منجزات مریض کا ثلث متروکه سے خارج کرنا متعین ہی تو اُن دونون
(غلامون) مین سے ایک غلام کے آزاد ہونیکا حکم کیا جائیگا پس اگر دونون بینون کے
تاریخ سے ایک غلام کا مقدم ہونا معلوم ہوجاے تو اوس کا عتق صحیح ہوگا اور
دوسرے غلام کا عتق باطل ہوگا اور اگر اُنمین سے کسی غلام کا مقدم ہونا معلوم نہو تو
بذریعه قرعه اُسکا استخراج کیا جائیگا اور اگر حالت واحده مین اُن دونونکے آزاد ہونیکا
اتفاق ہوا ہو تو شیخ علیه الرحمه نے فرمایا ہی که اُن دونون مین قرعه ڈالا جائیگا اور جسکا نام
خارج ہوگا اُسکے عتق کا حکم کیا جائیگا اور اگر اُن دونون (غلامون) کے قیمت مختلف
ہو تو غلام مقروع جسکا نام بذریعه قرعه خارج ہوگا اُسکے عتق کا حکم کیا جائیگا پس اگر

اُسکی قیمت ثلث ترکہ کے مساوی ہوگی تو اُسکا عتق صحیح اور دوسرے غلام کا عتق باطل ہوگا اور اگر اُس (مقروع) کے قیمت ثلث ترکہ سے زائد ہوگی تو غلام مذکور کا اسقدر حصہ آزاد ہوجائیگا جسکی کہ ثلث متروکہ گنجایش رکھتا ہو اور باقی حصہ مملوک رہیگا اور اُس (مقروع) کی قیمت ثلث متروکہ سے کم ہوگی تو ثلث متروکہ کی دوسرے غلام مین سے تکمیل کی جائیگی **دوسرا مسئلہ** جبکہ دو شخص عادل شہادت دین کہ میت نے زید کیلئے فلان مال کی وصیت کی ہی بعد ازان ورثہ میت مین سے دو شخص عادل شہادت دین کہ اُسنے وصیت زید سے عدول کیا ہی اور خالد کیلئے اُس مال معین کی وصیت کی ہی تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ دونون وارثون کی شہادت رجوع کا قبول کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ شہادت مذکورہ مین وہ دونون اپنے لئے کسی منصوب کا جلب نہین کرتے ہین اور اسمین اشکال ہی اسلئے کہ اُنکے قبضہ سے مال لیا جاتا ہی لہذا وہ دونون غریم مدعی قرار پائینگے اور ایک غریم کے شہادت کا دوسرے غریم کے ضرر پر قبول کرنا صحیح نہین ہی **تیسرا مسئلہ** جبکہ دو شاہدون نے شہادت دی ہو کہ میت نے زید کیلئے فلان مال کی وصیت کی ہی اور ایک شاہد نے شہادت دی ہو کہ اُسنے وصیت زید سے رجوع کرنیکے بعد اُسی مال کی عمرو کے لئے وصیت کی ہی تو عمرو کو اپنے ایک شاہد کے ساتھ حلف کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ اُسکی شہادت منفردہ ہی جو شہادت اولی کے معارض نہین ہوسکتی **چوتھا مسئلہ** اگر کسی میت نے دو شخصون کیلئے دو وصیتین کے ہون بعد ازان دو شاہد شہادت دین کہ میت نے منجملہ دونون وصیتون کی ایک وصیت سے رجوع کیا ہی تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ شہادت رجوع مقبول نہوگی اسلئے کہ مشہود بہ معین نہین ہی پس شہادت مذکورہ پر اُس بینہ کی شہادت کا حکم جاری کیا جائیگا جو کسی مکان کا ملک زید یا

الثانية

الرابعة

عمرو ہونا بیان کرے اور احد ہما کے تعیین نکرے **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی غلام اپنے آزاد ہونے کا دعوی کرے اور ایسا بیّنہ قائم کرے جو محتاج تزکیہ ہو اور اپنے آقا سے ثبوت تک جدا ہو جانیکا خدمت حاکم مین سوال کرے جب تک کہ تزکیہ شہود ثابت ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ حاکم کو غلام مذکور کا اُسکے آقا سے جدا کر دینا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر مدعی مال نے ایک شاہد کو قائم کیا اور دوسرے شاہد کے موجود ہونیکا دعوی کیا ہو تو حاکم سے حبس غریم (خصم کا قید کرنا) کا سوال کرے تب بھی شیخ نے فرمایا ہی کہ حاکم کو اُسکے غریم کا حبس کر دینا صحیح ہوگا اسلئے کہ مدعی مذکور اپنے حق کو قسم کے ساتھ ثابت کر سکتا ہے لیکن یہ دونون قول خالی از اشکال نہین ہین اسلئے کہ دونون صورتون مین بدون ثبوت دعوی ایسے عقوبت کے تعجیل لازم آتی ہی جبکہ مدعی علیہ مستحق نہین ہوا

تم کتاب الشہادۃ ویتلوہ کتاب الحدود

انشاء اللہ تعالی

کتاب الحدود والتعزیرات

کتاب الحدود والتعزیرات حد سے عرف فقہا مین وہ عقوبت خاصہ مراد ہی جسکی مقدار کو
شارع علیہ السلام نے مکلف پر کسی معصیت کے عوض مین معین فرمایا ہی اور تعزیر سے وہ عقوبت
یا اہانت مراد ہی جسکی مقدار کو شارع ع نے غالبًا معین نہین فرمایا ہی اور اسباب حد چھ ہین اول زنا
دوم توابع زنا جیسے لواطہ ساحقت سوم قذف چہارم سرقہ پنجم شرب خمر ششم
قطع طریق اور اسباب تعزیر چار ہین اول بغی دوم ردہ سوم (اتیان بہیمہ چوپایہ کے
ساتھ مرتکب ہونا) چہارم وہ معاصی جو اشیاء مذکورہ کے علاوہ ہین پس حدّ و تعزیر کی
ہر ایک قسم کے لئے ایک باب جداگانہ قرار دیا جاتا ہی **باب اول** حد زنا کے بیان مین
اور اس مین تین مطلب قابل بحث ہین **پہلا مطلب** موجب حد کے بیان مین پس موجب حد سے
انسان کا اپنے عضو تناسل کو کسی زن محرمہ کی فرج مین بدون نکاح و ملک و شبہہ
داخل کرنا مراد ہی جو قبل یا دبر زن مین مقدار حشفہ کے غائب ہونے سے متحقق ہوتا ہے
اور تعلق حد مین تین امور کا موجود ہونا شرط ہی اول عالم بتحریم ہونا دوم صاحب
اختیار ہونا سوم بالغ ہونا اور تعلق رجم (سنگ کرنا) مین امور مذکورہ کے علاوہ
احصان بھی شرط ہی جو عنقریب مذکور ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی زن محرّمہ (جس سے
نکاح کرنا حرام ہو) سے نکاح کرے جیسے ماں ۔ مرضعہ ۔ محصنہ ۔ زوجہ پسر زوجہ پدر
بعد از ان اوس سے وطی کرے اور نکاح مذکور کی حرمت کو نہ جانتا ہو تو حد زنا ساقط
ہوگی اور اوسپر وطی بالشبہ کے احکام جاری کئے جائین گے اور تنہا نکاح کر لینا داخل
شبہہ اور مسقط حد نہین ہو سکتا تا وقتیکہ جاہل بتحریم نہو اور اگر کوئی شخص کسی زن محرمہ کا
وطی کی غرض سے استیجار (اجارہ لینا) کرے تو محض عقد اجارہ کی وجہ سے حد زنا ساقط
نہوگی ہان اگر مستاجر کو عقد اجارہ کی وجہ سے اوسکے حلال ہو جانے کا توہم ہوا ہو

الحدود والتعزیرات یعنی حدود و مالیس بحدود من العقوبات ... فالنظر فی الباب الاول فی حد الزنا والنظر فی الموجب والحد ... ایلاج الانسان ذکرہ فی فرج امرأۃ محرمۃ من غیر عقد ولا ملک ولا شبہۃ ... قبلا او دبرا ... العلم بالتحریم ... والبلوغ ... ولو تزوج محرمۃ کالام والمرضعۃ والمحصنۃ وزوجۃ الولد وزوجۃ الاب فوطئ مع الجہل بالتحریم ... ولو استأجرہا للوطء ...

تو حد زنا ساقط ہو جائیگی اور اسیطرح ایسے مقام پر حد زنا ساقط ہو جاتی ہی جہان پر کہ
واطی کو عورت کے حلال ہونے کا توہم ہو مثلاً کوئی شخص کسی عورت کو اپنے فرش پر
موجود پائے اور اسکو زن مذکورہ کا زوجہ ہونا مظنون ہو اور اوس سے وطی کرے اور
اگر کوئی عورت کسی شخص کے زوجہ کی تشبیہ کرے تو اوس عورت پر حد زنا کا جاری کرنا
لازم ہوگا اور اوس شخص سے حد زنا ساقط ہوگی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے
کہ عورت پر حد زنا کا باعلان جاری کرنا اور مرد پر باخفاء جاری کرنا لازم ہوگا اور وہ روایت
متروک ہی اور اسیطرح اگر کوئی عورت کسی مرد کے لیے اپنے نفس کو ہبہ کردے اور اوسکو
بوجہ ہبہ اوسکے حلال ہوجانے کا توہم ہو تب بھی حد زنا ساقط ہو جائیگی اور صورت
اکراہ مین بھی حد زنا ساقط ہو جاتی ہی اور طرف زن مین اکراہ قطعاً متحقق ہو سکتا ہی
اور آیا طرف مرد مین بھی اکراہ متحقق ہو سکتا ہی یا نہین اسمین تردد ہی لکن اوسکا ممکن ہونا
اشبہ ہی اسلیے کہ باوجود ممانعت شرعیہ اور عدم رغبت اور خوف نفسانی کے اکراہ زن
کی وجہ سے مرد مین بھی میلان طبعی کا حادث ہوجانا اور عضو تناسل کا برانگیختہ ہوجانا
ممکن ہی اور زن مکرہہ کے لیے واطی پر علی الاظہر مہر المثل بھی واجب ہوتا ہی اور جس احصان کی
وجہ سے کہ رجم واجب ہوتا ہی اوسکی ثابت ہونے مین کئی امر کا متحقق ہونا شرط ہی اول یہ کہ وہ واطی بالغ ہو
دوم یہ کہ وہ حر ہو سوم یہ کہ اوسکے پاس ایسی فرج موجود ہو جو عقد دائم یا ملک کی
وجہ سے اوسکی مملوک ہو چہارم یہ کہ فرج مذکورہ سے وہ وطی کرتا ہو پنجم یہ کہ وطی کرنے پر
صبح وشام اوسکو تمکن (قدرت) حاصل ہو اور محبوس یا غائب نہو اور ایک روایت
مین وارد ہوا ہی کہ اگر مابین زن وشوہر اوسقدر مسافت ہو جو حد تقصیر (نماز کا قصر کرنا)
سے کم ہو تو اوسپر بھی حکم احصان جاری کیا جائیگا اور وہ روایت متروک ہے اور

[Margin glosses (Arabic, handwritten): اباحته نفسها فتوهم الحل وكذا يسقط لو ... ويسقط الحد مع الاكراه ... وهو يتحقق في طرف المرأة قطعا وفي تحققه في طرف الرجل تردد والاشبه امكانه ... الاحصان ... حتى يكون الواطي بالغا حرا ويطأ في فرج مملوك بالعقد الدائم او الرق ...]

آیا تحقق احصان کے لئے واطی کا کامل العقل ہونا بھی شرط ہی یا نہین سمین بین العلماء
اختلاف ہی پس اگر کوئی مجنون کسی زن عاقلہ سے وطی کرے تو اوسپر حد زنا کا قائم
کرنا واجب ہوگا خواہ وہ حد جلد (تازیانہ لگانا) ہو یا رجم (سنگسار کرنا) ہو اور اسکو
(جبکہ وہ محصن ہو ۱۲)
جناب شیخ مفید رح اور جناب شیخ الطائفہ رح نے اختیار فرمایا ہی اور اس مین تردد ہی
اسلئے کہ مجنون سے مواخذہ کرنا صحیح نہین ہی کیونکہ وہ مرفوع القلم ہی اور ادعاء زوجیت کی وجہ سے
بھی حد زنا ساقط ہو جاتی ہے اور مدعی کو بینہ کے قائم کرنے یا قسم کھانے کی تکلیف نہ دیجائیگی
اور اسیطرح اوس صورت مین بھی حد ساقط ہو جاتی ہی جبکہ وہ (واطی) ایسے امر کا مدعی ہو
جو اوسکے حق مین محل شبہہ ہونے کے صلاحیت رکھتا ہی جیسے آقا کے کنیز سے اوسکی خرید لینے کا
دعوی کرنا اور جن شروط سے کہ مرد کے حق مین احصان متحقق ہوتا ہی اونھین شروط سے
عورت کے حق مین بھی متحقق ہوتا ہی پس تحقق احصان کے لئے اوسکا مکلف (بالغ عاقل ۱۲) اور حرہ اور عقد
دائم کے ساتھ موطوءہ اور حضور شوہر کی وجہ سے وطی پر صبح و شام متمکن ہونا شرط ہوگا
لکن عورت کے کامل العقل ہونے کی مراعات اجماعاً واجب ہی پس حال زنا مین زن
مجنونہ سے رجم و حد دونون ساقط ہونگے اگرچہ زن مذکورہ محصنہ ہو اور اوس سے مرد عاقل
نے زنا کیا ہو اور مطلقہ رجعیہ (جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو) پر حکم احصان
جاری کیا جائیگا اور اگر مطلقہ رجعیہ کسی شخص سے باوجود علم عقد کرے تو اوسپر حد تام
(رجم) قائم کی جائیگی) اور اسیطرح اگر کوئی مرد کسی مطلقہ رجعیہ سے باوجود عالم تحریم
وعدہ ہونے کے عقد کریگا تو اوسپر بھی حد تام (رجم) قائم کیجائیگی اور اگر تحریم یا عدہ
سے جاہل ہوگا تو بوجہ شبہہ حد ساقط ہوگی اور اگر اون دونون مطلقہ رجعیہ اور مرد
مین سے ایک شخص عالم اور دوسرا شخص جاہل ہوگا تو عالم پر حد زنا قائم ہوگی اور جاہل پر قائم نہ ہوگی

اور اگر ان دونون مین سے ایک شخص اپنے جاہل ہونے کا مدعی ہو تو اوسکا قول
مقبول ہوگا بشرطیکہ جاہل ہونا اوسکے حق مین ممکن ہو اور جس عورت پر کہ طلاق بائن
واقع ہو وہ حکم احصان سے خارج ہو جاتی ہی اور اگر شخص مخالع (جسنے اپنی زوجہ سے
خلع کیا ہو) پر رجوع کرنیکے بعد اوس وقت تک رجم متوجہ نہوگا جب تک کہ وطی نکرے اسلیئے کہ
سن مذکورہ پر زوجہ مجدیدہ کا حکم جاری ہوگا اور اسیطرح اگر مملوک یا مکاتب آزاد ہو جاے
تو اوسپر بھی اوسوقت تک رجم متوجہ نہوگا جب تک کہ وہ بعد آزادی وطی نکرے اسلیئے کہ
وطی سابق کا وجود و عدم اس صورت (بعد ازادے) مین مساوی ہی اور اعمی پر بھی حد زنا
خواہ رجم ہو یا جلد ہو) واجب ہوتی ہی پس اگر وہ (اعمی) مدعی شبہہ ہو تو بعض علمانے
فرمایا ہی کہ اوسکا دعوی مقبول نہوگا لکن صورت احتمال مین اوسکے قول کا مقبول ہونا شبہہ ہی
اور ثبوت زنا مین اقرار یا بینہ کا تحقق ہونا لازم ہی پس صورت اقرار مین مقر کا بالغ اور
کامل العقل اور صاحب اختیار اور حر ہونا شرط ہی اور اسیطرح اقرار کا چار مجلسون مین چار مرتبہ
تکرار کرنا بھی شرط ہی پس اگر اقرار کا چار مرتبہ تکرار نکریگا تو حد واجب نہوگی لکن تعزیر
لازم ہوگی اور اگر مجلس واحد مین چار مرتبہ اقرار کا تکرار کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
کتاب خلاف و مبسوط مین فرمایا ہی کہ حد زنا ثابت نہوگی اور اس مین تردد ہی اور اس مین
مرد اور عورت دونون مساوی ہین اور اخرس مین بجاے نطق ایسے اشارے پر اکتفا
کی جائیگی جو مفید اقرار ہو اور اگر کوئی شخص کسی عفیفہ معینہ کے ساتھ زنا کرنیکا
اقرار کرے مثلاً کہے زنیت بفلانۃ العفیفۃ (مین نے فلان عفیفہ سے زنا کی ہی)
تو اوس کے حق مین اوس وقت تک زنا ثابت نہوگی جب تک کہ اپنے اقرار کا چار مرتبہ
تکرار نکرے اور آیا عفیفہ مذکورہ کا قذف بھی ثابت ہوگا یا نہین اس مین تردد ہی اور اگر

کوئی شخص کسی حد کا مجملاً اقرار کرے اور اوسکی تفصیل نکرے تو اوسکو بیان کی تکلیف ندیجائیگی
اور اوسپر ضرب لگائی جائیگی تاوقتیکہ از خود نہی نکرے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اوس کے
ضرب لگانے مین سو سے تجاوز نکرنا اور اسی سے ناقص رکھنا صحیح نہوگا اور اس قول کا اگرچہ
طرف کثرت مین صواب ہونا محتمل ہے لیکن وہ طرف نقصان مین صواب نہین ہے اسلیے کہ حد سے
تعزیر کا ارادہ کرنے کا بھی احتمال ہے اور بتقبیل کرنے اور ازار وا حد مین مضاجعت کرنے اور معانقہ
کرنے کے بارہ مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین ایک قسم مین وارد ہوا ہے کہ اوسپر
سو تازیانے لگائے جاوین اور دوسرے قسم مین وارد ہوا ہے کہ اوسپر اوسقدر تازیانے لگائے
جاوین کہ جو حد زنا سے کم ہون جیسے ایک کم سو اور یہی (دوسری قسم) اشہر ہے اور اگر کوئی شخص
ایسے فعل کا اقرار کرے جو موجب رجم ہو بعد ازان اوسکا انکار کرے تو رجم ساقط ہوگا اور اگر رجم کے علاوہ
کسی اور حد کا اقرار کرے تو بوجہ انکار ساقط نہوگی اور اگر کوئی شخص کسی حد کا اقرار کرے بعد ازان
توبہ کرے تو اوس حد کے قائم کرنے اور ساقط کرنے مین امام کو اختیار حاصل ہوگا خواہ وہ
حد رجم ہو یا جلد ہو اور اگر کوئی عورت حاملہ ہوجاے اور اوس کے لیے شوہر نہو تو اوس پر حد کا
قائم کرنا صحیح نہوگا تاوقتیکہ زنا کا چار مرتبہ اقرار نکرے اور بصورت بینہ مین چار مردون یا
تین مردون اور دو عورتون سے کم کی شہادت کافی نہوگی اور تنہا عورتون کی شہادت
مقبول نہوگی اور اسی طرح ایک مرد اور چھ عورتون کی شہادت بھی مقبول نہوگی اور دو
مردون اور چار عورتون کی شہادت مقبول ہوگی لیکن اوس سے جلد ثابت ہوگی اور
رجم ثابت نہوگا اور اگر چار مردون سے کم لوگ شہادت دین تو حد واجب نہوگی اور اون مین سے
ہر ایک شاہد پر بوجہ فریہ حد قذف جاری کی جائیگی اور شہود زنا کی شہادت مین مشاہد
ولوج (عضو کا فرج زن مین داخل ہونا) کا بدون عقد و ملک و شبہہ کا المیل فی المکحلہ

بوسہ لینا ۱۲ — ہم بستری ۱۲

(جیسے سر کر نہین سلائی) مذکور ہونا ضرور ہی اور اون (شہود زنا) کو مرد و زن مین علاقہ
تحلیل کے معلوم نہونیکا بیان کر دینا کافی ہوگا مثلاً کہین لانعلم بینہما شیئا للتحلیل
ہم گواہ ان دونون مین کسی سبب تحلیل کے متحقق ہونیکا علم نہین ہی اور اگر وہ (شہود زنا)
اپنے معائنہ کی شہادت ندین تو مشہود علیہ پر حد زنا قایم نہوگا اور شہود پر حد قذف قائم کیجائیگی
اور موجب حد کے ثابت ہونے مین شہود کا فعل واحد اور زمان واحد اور مکان واحد پر
متفق ہونا ضرور ہوگا پس اگر بعض شہود اپنے معائنہ کرنے کے اور بعض شہود معائنہ نہ کرنے کے
اور بعض شہود اوس (زنا) کے زاویہ معینہ مین واقع ہونیکی اور بعض آخر کسی دوسرے
زاویہ مین واقع ہونیکی شہادت دین یا بعض شہود اوس کے روز جمعہ واقع ہونیکی اور بعض آخر
روز شنبہ واقع ہونیکی شہادت دین تو مشہود علیہ پر حد نہوگی اور شہود زنا پر حد قذف قائم
کی جائیگی اور اگر بعض شہود مرد کے عورت پر جبر کرنے کے اور بعض شہود عورت کے مطاوعت
کرنیکی شہادت دین تو زانی پر حد کے ثابت ہونے مین دو احتمال ہین اول اوس (زانی) پر
حد زنا کا ثابت ہونا اسلئے کہ شہود کا موجب حد (زنا) کے صادر ہونے پر علی کلا التقدیرین
اتفاق ہی دوم اوس پر حد زنا کا ثابت نہونا اسلئے کہ بعض شہود کی شہادت مین وہ زنا مذکور
ہی جو قید اکراہ کے ساتھ مقید ہی اور بعض آخر کی شہادت مین وہ زنا مذکور ہے جو قید
مطاوعت کے ساتھ مقید ہی اور یہ دونون زنا آپس مین باہم متغایر ہین کیونکہ وہ دو فعلون پر
شہادت ہی اور بعض شہود ایسے وقت مین شہادت کو ادا کرین کہ بعض آخر حاضر نہون تو انپر
حد قذف جاری کیجائیگی اور اتمام بینہ کا انتظار نہ کیا جائے گا اسلئے کہ اقامت حد مین تاخیر
کرنا جائز نہین ہی اور زنا کا قدیم ہونا شہادت مین مطلقاً قادح نہوگا اور بعض اخبار مین
وارد ہوا ہی کہ اگر زنا کو چھ مہینے سے زائد منقضی ہونگے تو شہادت مسموع نہوگی اور وہ متروک ہی

النظر الثاني في الحد وفيه مقامان الاول في اقسامه

اور شہود اربعہ کی شہادت کا دو یا کئی شخصوں پر قبول کرنا صحیح ہی اور اجتماع شہود کے بعد اونکا اقامت شہادت کے وقت متفرق کردینا اقرب باحتیاط ہی اگرچہ لازم نہین ہی اور تصدیق یا تکذیب مشہود علیہ کی وجہ سے شہادت ساقط نہو گی اور اگر قیام بیّنہ کے قبل کوئی شخص توبہ کرے تو اوس سے حد ساقط ہوگی اور اگر قیام بیّنہ کے بعد توبہ کرے تو حد ساقط نہوگی خواہ جلد ہو یا رجم

دوسرا مطلب حد کے بیان مین اور اوسمین دو مقام ہین مقام اول اقسام حد کے بیان مین اور وہ قتل یا رجم (سنگسار کرنا) یا جلد (تازیانہ لگانا) اور جز (قطع کرنا اور تراشنا) اور تغریب (شہر بدر کرنا) ہین **پہلی قسم** قتل کے بیان مین پس اوس شخص کا قتل کرنا واجب ہی جو من جملہ محرم نسبیہ کسی ذات محرم سے زنا کرے جیسے مان بیٹی وغیرہما اور اسی طرح اوس کافر ذمی (یہودی و نصرانی) کا بھی قتل کرنا واجب ہی جو زن مسلمہ سے زنا کرے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی عورت سے بجبر و اکراہ زنا کرے تو اوسکا قتل کرنا بھی واجب ہوگا اور مواضع مذکورہ مین احصان کا اعتبار نہین ہی پس زانی کا بہرحال قتل کرنا لازم ہوگا بوڑھا ہو یا جوان اور اس حکم مین حر اور عبد اور مسلم اور کافر مساوی ہین اور بعض علمانے حکم مذکور مین باپ اور بیٹے کی زوجہ کو بھی محرمات نسبیہ سے ملحق کیا ہی اور آیا مواضع مذکورہ مین زانی کے قتل بالسیف (تلوار کے ساتھہ مار ڈالنا) پر اقتصار کرنا لازم ہوگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ لازم ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر وہ (زانی) محصن نہو تو اولاً اوسپر تازیانہ لگایا جائیگا بعد ازان قتل کیا جائیگا اور اگر وہ (زانی) محصن ہو تو اولاً اوسپر تازیانہ لگایا جائیگا بعد ازان سنگسار کیا جائیگا تاکہ دونون دلیلون کے موافق عمل ہو جائے لیکن قول اول اظہر ہے **دوسری قسم** رجم کے بیان مین پس جبکہ شخص محصن (مرد یا عورت) کسی ایسے شخص سے زنا کرے جو بالغ و عاقل (عورت یا مرد) ہو تو اوسکا رجم سنگسار کرنا واجب ہوگا پس اگر وہ

شخص محصن) شیخ (پیر مرد) یا شیخہ (پیر زال) ہو تو اوسپر جلد (تازیانہ لگانا) اور رجم (سنگسار کرنا)
دونونکا قائم کرنا لازم ہوگا اور اگر وہ (شخص محصن) شاب (جوان مرد) یا شابۃ (جوان عورت)
ہو تو اوسکے بارہ مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین پس ایک قسم مین اوسکے رجم کرنے پر
اقتصار کرنا وارد ہوا ہی اور دوسری قسم مین اوسپر جلد و رجم دونون کا جمع کرنا منقول
ہوا ہی اور یہی اشبہ ہی اور اگر کوئی مکلّف (بالغ عاقل) محصن کسی زن نابالغہ یا مجنونہ سے
زنا کرے تو اوسپر حد کا قائم کرنا معین ہوگا اور اوسکا رجم کرنا صحیح نہوگا اور اسی طرح اگر کسی
عورت سے کوئی طفل زنا کرے تو اوس (عورت) پر بھی حد کا قائم کرنا لازم ہوگا اور اوسکا
رجم کرنا صحیح نہوگا اور اسی طرح اگر زن عاقلہ سے کوئی مجنون زنا کرے تو اوس (عاقلہ) پر حد تام
قائم کیجائیگی اور آیا طرف مجنون مین بھی حد تام ثابت ہوگی یا نہین اس مین تردد ہی اور روایت
ابان بن تغلب مین اوس (مجنون) پر بھی حد تام کا ثابت ہونا منقول ہوا ہی تیسری قسم
جلد (تازیانہ لگانا) و تغریب (شہر بدر کرنا) کے بیان مین جلد و رجم اوس مرد زانی پر واجب
ہوتے ہین جو حرّ اور غیر محصن ہو پس اوسپر سو تازیانون کا لگانا اور جزاس (سر مونڈوانا)
کے بعد اوسکا ایک سال تک شہر بدر کرانا واجب ہوگا خواہ مملک متزوج ہو یا غیر مملک اور
بعض علما نے فرمایا ہی کہ شہر بدر کرنا اوسی زانی سے مختص ہے جو مملک (متزوج) ہو اور
دخول نکیا ہو اور یہ قول معنی بکر کے اختلاف پر مبنی ہی اور بکر سے غیر محصن کا مراد ہونا اشبہ
ہی اگرچہ مملک نہو اور زن زانیہ پر سو تازیانون کا لگانا معین ہی اور اوسکا شہر بدر کرنا
اور اوسکے سر کا منڈوانا صحیح نہین ہی اور مملوک زانی پر پچاس تازیانون کا لگانا لازم ہی
محصن ہو یا غیر محصن مرد ہو یا عورت اور اون دونون (مملوک مرد یا عورت) سے جزاس
اور تغریب کی عقوبت متعلق نہین ہوتے اور اگر حرّ غیر محصن سے زنا مکرر سرزد ہوا اور
شہر بدر کرنا

اوسپر دو مرتبہ حد قائم ہوجاے تو تیسری مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور بعض علمانے فرمایا
ہی کہ چوتھی مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور یہ قول اولی ہی اور جبکہ مملوک زانی پر سات مرتبہ
حد قائم ہو تو آٹھوین مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ نوین مرتبہ
مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور یہ قول اولی ہی اور جبکہ کسی شخص نے ایک یا کئی عورتونسے ایک یا کئی روز مین مکرر
زنا کیا ہو اور اوسپر کوئی حد قائم نہوئی ہو تو اوسپر ایک ہی حد کا قائم کرنا صحیح ہوگا اگرچہ اوسنے زنا کا
بکثرت تکرار کیا ہو اور روایت ابوبصیر مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ اگر کوئی
شخص ایک ہی عورت سے کئی مرتبہ زنا کرے تو اوسپر ایک حد قائم کیجائیگی اور اگر کئی عورتون سے
زنا کرے تو اوسپر ہر ایک عورت مین ایک حد قائم کیجائیگی اور یہ روایت متروک ہی اور اگر کوئی کافر
ذمی کسی زن ذمیہ سے زنا کرے تو امام علیہ السلام کو اوسکے اہل محلہ کے پاس اوسکا روانہ کردینا جائز
ہوگا تاکہ وہ لوگ اپنے مذہب کے موافق اوسپر حد قائم کرین اور امام علیہ السلام کو شرع اسلام کے
موافق بھی اوسپر حد کے قائم کرنیکا اختیار ہی اور زن حاملہ پر (اگرچہ حمل زنا سے ہوا) حد کا قائم کرنا صحیح نہوگا تاوقتیکہ وہ
وضع حمل سے فارغ اور مدت نفاس سے خارج نہو اور اگر مولود کے لئے کوئی دوسری مرضعہ بہم نپہونچے
تو اقامت حد مین ایام رضاع کے ختم ہونیکا انتظار بھی لازم ہوگا اور اگر مولود کے لیے کوئی کافل
موجود ہو تو اوس (حاملہ) پر حد کا قائم کرنا جائز ہوگا اور مریض و مستحاضہ کا رجم کرنا بھی صحیح ہی
ہان اگر اون دونون مین سے کسی کا قتل یا رجم کرنا واجب نہو (بلکہ جلد) تو اوسپر تازیانہ لگانا صحیح نہوگا تاکہ
سرایت سے تحفظ رہے اور زمانہ صحت کا انتظار کیا جائیگا اور اگر تعجیل حد مین کوئی مصلحت ہو تو
اوسکا ایسے ضغث (شاخون کا دستہ) کے ساتھ ضرب لگانا معین ہوگا جو عدد معتبر (سو) پر مشتمل
ہو اور ہر ایک شاخ کا اوسکے بدن پر پہونچنا شرط نہوگا اور زن حائضہ کی حد کا موخر کرنا صحیح
نہوگا اسلئے کہ خون حیض از قبیل مرض نہین ہی اور اگر کسی زانی کو جنون یا ارتداد مین عارض ہوجاے

تواوس سے حد ساقط نہوگی جلد ہو یا رجم اور حد زنا (جلد) کا شدت حر و برد مین قائم کرنا صحیح نہوگا اور اقامت حد کے لیے موسم سرما مین وسط روز کا اختیار کرنا اور موسم گرما مین اول یا آخر روز کا اختیار کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح حد زنا (جلد) کا زمین دشمن مین قائم کرنا بھی جائز نہین ہے اسلیئے کہ اس صورت مین شخص محدود کے اعداء دین سے ملحق ہو جانیکا خوف ہی اور اسیطرح حرم محترم مین بھی حد زنا (جلد ہو یا رجم) کا قائم کرنا صحیح نہین ہی جبکہ زانی نے اوسمین پناہ لی ہو اس لیئے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی من دخلہ کان امنا (جو شخص کہ حرم مین داخل ہوگا وہ امن پا جائیگا) بلکہ اوسپر طعام و شراب مین تنگی کرنا لازم ہوگا تاکہ وہ حرم سے خارج ہو اور اوسپر حد قایم کیجاسے اور اوس شخص پر حرم محترم مین بھی حد کا قائم کرنا صحیح ہوگا جسنے کہ موجب حد کو اوسکے حرم محترم مین حادث کیا ہو اسلیے کہ اوسنے حرمت حرم کا ہتک کیا ہی **مقام دوم** ایقاع حد کی کیفیت کے بیان مین جبکہ جلد اور رجم دونون مجتمع ہو جائین تو جلد (تازیانہ لگانا) کا رجم پر مقدم کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ رجم کے مقدم کرنے مین جلد کا فوت ہونا لازم آتا ہی اور اسی طرح جبکہ حدود متعددہ مجتمع ہون تو ایسی حد کا مقدم کرنا لازم ہوگا جسکی وجہ سے دوسری حد فوت نہو اور آیا حد ثانی کی قائم کرنیمین حد اول کے بعد اوسکی جلد (پوست) کی صحیح ہونیکا انتظار بھی لازم ہوگا پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ لازم ہوگا تاکہ آخر مردم مین تاکید ہو اسلیے کہ اقامت حد سے اصل مقصود یہی ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ لازم نہوگا اسلیے کہ اقامت حد سے اوسکا تلف کرنا مقصود ہی لہذا انتظار صحت مین کوئی فائدہ نہین ہی اور جس مرد زانی کے رجم کا قصد کیا جاے اوسکا حقوین (ازار کے باندھنے کے دونون مقام) تک دفن کرنا لازم ہوگا اور جس زن زانیہ کے رجم کا قصد کیا جاے اوسکا سینہ تک دفن کرنا واجب ہوگا پس اگر وہ زانی حفیرہ (رجم کرنیکا گڑھا) سے فرار کرے تو اوسکا اعادہ لازم ہوگا بشرطیکہ شہادت بینہ سے اوسکی زنا ثابت ہوئی ہو اور اگر اوسکے اقرار سے ثابت ہوئی ہو تو

اوسکا اعادہ صحیح نہ ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر اوسنے اصابت حجارہ (اوسکے بدن پر پتھر کا پہونچنا) کے قبل فرار کیا ہو تو اوسکا اعادہ لازم ہوگا اور اگر اصابت حجارہ کے بعد فرار کیا ہو تو اوسکا اعادہ صحیح نہوگا اور زانی کے رجم کرنے مین شہود کا ابتدا کرنا واجب ہوگا اور جس شخص نے کہ خود اقرار کیا ہو اوس کے رجم کرنے مین امام علیہ السلام کا ابتدا کرنا معین ہوگا اور جبکہ حاکم شرع اوس زانی سے استیفاء حد کا قصد کرے تو اوسکو لوگون کا مطلع کرنا سزاوار ہوگا تاکہ مقام رجم پر کثرت سے مجتمع ہون اور اسیطرح اقامت حد کے وقت ایک طائفہ کا حاضر ہونا بھی مستحب ہی اور بعض علمانے اوسکے وجوب کو اختیار فرمایا ہی اسلیے کہ حق تعالی نے آیۂ وافی ہدایہ ولیشہد عذابہما طائفۃ من المؤمنین طائفہ کو حضور کا امر فرمایا ہی جو وجوب پر دلالت کرتا ہی اور اقل طائفہ ایک شخص ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اقل طائفہ دس شخص ہین اور بعض متاخرین نے تین شخصون کے اقل طائفہ ہونیکی تخریج بعد استنباط کر لی ہی اور قول اول خوب ہی اور رجم کے لیے احجار صغار (چھوٹے پتھر) کا اختیار کرنا سزاوار ہی تاکہ وہ زانی بسرعت تلف سے محفوظ رہے اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوس شخص کے لیے زانی کا رجم کرنا جائز نہوگا جسپر حقتعالی کی کوئی حد ثابت ہو اسلئے کہ جناب امیر سے اوس کی نہی منقول ہوئی ہے جو حرمت پر دلالت کرتی ہی لیکن نہی مذکور کا کراہت پر محمول کرنا معین ہی اور جبکہ اوس زانی کے رجم کرنے سے فراغ حاصل ہو تو اوسکا دفن کرنا لازم ہوگا اور بدون دفن اوسکا چھوڑ دینا جائز نہوگا اور زانی پر اوسکے مجرد (برہنہ) ہونے کی حالت مین تازیانہ لگانا لازم ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوس پر اوس حالت مین تازیانہ لگانا لازم ہوگا جسپر کہ وہ ماخوذ کیا گیا ہی مجرد ہو یا نہو اور زانی پر حالتِ قیام مین تازیانہ لگانا لازم ہوگا اور اسی طرح اوسپر اشد ضرب کا لگانا واجب ہوگا اور ایک روایت مین ضرب متوسط کا لگانا بھی منقول ہوا ہی اور ضرب کا اوس کے بدن پر متفرق کرنا لازم ہوگا اور اوسکے چہرہ اور سر اور فرج کا محفوظ رکھنا واجب ہوگا اور عورت پر

حالتِ جلوس مین ضرب لگانا اور اوسکے کپڑونکا اوسپر باندھ دینا لازم ہوگا **تیسرا مطلب**
لواحق کے بیان مین اور وہ دس مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ چار مرد کسی عورت پر ازراہ قبل زنا کرنیکی شہادت
دین اور وہ عورت اپنے باکرہ ہونے کی مدعی ہو اور چار عورتین اوسکے باکرہ ہونیکی شہادت دین
تو اوس عورت سے حد ساقط ہوگی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین شبہہ موجود ہی جو مسقط حد ہوتا ہی
اور آیا چارون مردونپر حد قذف کا بوجہ فریہ و کذب قائم کرنا صحیح ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ
نے نہایہ مین فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا اسلیے کہ عورتون کی شہادت کا مقدم کرنا اون (مردون) کے کاذب
ہونیکو مستلزم ہی اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ اونپر حد کا قائم کرنا صحیح نہوگا اس لیے کہ
مشاہدہ مین اشتباہ کے واقع ہونیکا بھی احتمال ہی اور قول اول (حد قذف کا اونپر ثابت ہونا)
اشبہ ہی **دوسرا مسئلہ** شہود کا اقامت حد کی وقت حاضر ہونا شرط نہین ہی پس حد کا قائم کرنا
واجب ہوگا اگرچہ وہ شہود مرجائین یا غایب ہوجائین اسلیے کہ اونکی شہادت سے وہ سبب
ثابت ہوچکا ہی جو موجب حد ہی البتہ اگر وہ (شہود) ازراہ فرار غائب ہوجائین تو حد ساقط
ہوگی اسلیے کہ اون کے فرار کرنے مین شہادت سے رجوع کرنیکا شبہہ ہوتا ہی جو مسقط حد ہی **تیسرا
مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ شہود پر موضع رجم مین حاضر ہونا واجب نہین ہی لیکن اونکے
حضور کا واجب ہونا اشبہ ہی اسلیے کہ اونپر رجم کے ساتھ ابتدا کرنا واجب ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ
شہود اربعہ مین زوج بھی داخل ہو تو اوسکے بارہ مین دو روایتین وارد ہوئی ہین ایک
روایت مین اونکی شہادت کا مقبول ہونا اور اقامت حد کا زانیہ پر واجب ہونا اور
دوسری روایت مین اونکی شہادت کا مردود ہونا اور تین شاہدونپر حد قذف کا قائم ہونا
اور زوج کے لیے لعان کا جائز ہونا منقول ہوا ہی اور ان دونون روایتون مین جمع و
توفیق کی صورت یہ ہی کہ اگر شہادت کے بعض شروط مختل ہون جیسے زوج کا اداے شہادت کے

قبل اپنی زوجہ کو قذف کرنا تو زانیہ سے حد زنا ساقط ہوگی اور زوج پر حد قذف قائم کیجائیگی
بشرطیکہ اوسنے لعان نکیا ہو والا اوس سے حد ساقط ہو جائیگی اور باقی تینون شاہدون پر بھی حد قذف
قائم کیجائیگی اور اگر شہادت کے بعض شرائط بھی مختل ہون اور شوہر نے قبل شہادت اپنی زوجہ
کا قذف نکیا ہو تو زانیہ پر حد زنا ثابت ہوگی **پانچوان مسئلہ** حاکم شرع پر حدود الہیہ کا اپنے
علم کے موافق قائم کرنا واجب ہی جیسے حد زنا لیکن حقوق ناس کا قائم کرنا مطالبہ پر موقوف ہوگا
حد ہو یا تعزیر **چھٹا مسئلہ** جبکہ بعض شہود نے شہادت دی ہو اور بعض آخر کی شہادت رد کر دیگئی
ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف و مبسوط مین فرمایا ہی کہ اگر وہ شہادت کسی امر ظاہر (جیسے
نابینائی یا فسق ظاہر) کی وجہ سے رد کی گئی ہو تو چارون شاہدون پر حد قذف جاری کیجائیگی
اور اگر وہ شہادت کسی امر خفی (جیسے فسق مخفی) کی وجہ سے رد کی گئی ہو تو اوس شاہد پر حد قذف
قائم کیجائیگی کہ جسکی شہادت مردود ہوئی ہی اور باقی شاہدون سے حد ساقط ہوگی اور اس مین
اشکال ہی اسلیے کہ اس صورت مین ایسے قذف کا متحقق ہونا مفروض ہی جو بینہ سے عاری ہے
بنا برین علیہ جملہ شہود پر حد قذف قائم ہونی چاہیے اور اگر شہود اربعہ کی شہادت کے بعد ایک
شاہد اپنی شہادت سے رجوع کرے تو اوسی شخص پر حد قذف جاری ہوگی جسنے کہ اپنی شہادت سے
رجوع کیا ہی اور باقی شہود پر حد نہوگی **ساتوان مسئلہ** جب کہ کوئی شخص غیر کو اپنی زوجہ کے
ساتھ زنا کرتے ہوے دیکھے تو اوسکو اون دونون کا قتل کر ڈالنا جائز ہوگا اور اوس پر کوئی
گناہ نہوگا اور بحسب ظاہر اوسپر قصاص لازم ہوگا تا وقتیکہ اپنے دعوے پر کوئی بینہ قائم نکرے
یا ولی مقتول اوسکی تصدیق نکرے **آٹھوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی حرہ باکرہ کی بکارت کو
اپنی اونگلی سے زائل کر دے تو اوسپر مہر مثل لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی کنیز باکرہ کی
بکارت کو زائل کر دے تو اوسپر کنیز مذکورہ کی قیمت کا دسوان حصہ لازم ہوگا اور بعض علمانے

فرمایا ہو کہ اوسپر ارش (تفاوت کی وہ مقدار جو صحیح و معینہ مین قرار پائے) لازم ہوگی اور
قول اول روایت معتبرہ مین وارد ہوا ہو **نوان مسئلہ** اگر حرّہ مسلمہ پر کوئی شخص کسی
کنیز سے بدون اوسکی اجازت کے نکاح کرے اور اوس (کنیز) سے وطی کرے تو اوس پر
حد زنا کے آٹھوین حصہ (ساڑھے بارہ کوڑے) کا قائم کرنا لازم ہوگا **دسوان مسئلہ**
اگر ماہ رمضان کے دن یا رات مین کوئی شخص زنا کرے تو حد زنا کے علاوہ اوسپر عقوبت
کی زیادتی کیجائے جسکی مقدار نظر حاکم سے معین ہوگی اسلیئے کہ اوسنے ماہ رمضان کی حرمت کا
ہتک کیا ہو اور اسی طرح اگر کوئی شخص مکان شریف مین زنا کرے جیسے مساجد یا مشاہد مشرفہ
وغیرہ یا کسی زمان شریف مین زنا کرے۔ جیسے روز جمعہ۔ یوم عید وغیرہ تب بھی حد سے
علاوہ اوس پر عقوبت کی زیادتی کیجائیگی **باب دوم لواط اور سحق اور قیادت کے
بیان مین** اور اس مین تین فصلین ہین **پہلی فصل لواط کے بیان مین** لواط سے مرد کا
کسی دوسرے مرد کے ساتھ وطی کرنا مراد ہو خواہ بایقاب (کل یا بعض حشفہ کا دبر مرد
مین داخل کرنا) ہو یا بدون ایقاب جیسے بین الالیتین فعل کرنا اور لواط کی دونون
قسمون (بایقاب اور بدون ایقاب) کی ثابت ہونے مین چار مرتبہ اقرار کرنا یا چار
مردونکا اوسکے معائنہ پر شہادت دینا ضرور ہو اور مقر مین چار شرطونکا موجود ہونا
شرط ہو اول اوسکا بالغ ہونا دوم اوسکا کامل العقل ہونا سوم اوسکا حر ہونا چہارم
اوسکا صاحب اختیار ہونا خواہ وہ (مقر) فاعل ہو یا مفعول ہو اور اگر کوئی شخص چار مرتبہ
سے کم اقرار کریگا تو اوس پر حد لواط قائم نکیجائیگی بلکہ اوسکو تعزیر دیجائیگی اور اگر چار
شخصون سے کم لوگ اوسکی شہادت دین تو ثابت نہوگا اور اونپر حد قذف قائم ہوگی
اسلیئے کہ اونھون نے افترا کیا ہو اور حاکم شرع کو اوسمین اپنے علم پر مطلقاً عمل کرنا

علی الاصح (مذہب صحیح کی بنا پر جائز ہی امام ہون یا اونکا نائب اور ایقاب کی وجہ سے
فاعل ومفعول دونون کا قتل کرنا واجب ہوتا ہی بشرطیکہ اون دونون مین سے
ہر ایک شخص بالغ اور عاقل ہو اور حکم مذکور (قتل کرنا) مین حر اور عبد اور مسلم اور کافر اور
محصن اور غیر محصن مساوی ہین اور اگر کوئی بالغ کسی صبی سے بروجہ ایقاب لواطہ
کرے تو بالغ مذکور کا قتل کرنا اور صبی کا تادیب کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی بالغ
کسی مجنون سے ایقاب کے ساتھ لواطہ کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص
اپنے غلام کے ساتھ بروجہ ایقاب لواطہ کرے تو اون دونون کا قتل کرنا اور اگر بدون
ایقاب لواطہ کرے تو اون دونون پر تازیانہ لگانا لازم ہوگا اور اگر غلام نے اکراہ کا دعوے
کیا ہو تو اوس غلام سے حد ساقط ہو جائیگی اور اوسکے آقا سے ساقط نہوگی اور اگر کوئی
مجنون کسی عاقل سے لواطہ کرے تو عاقل پر حد ثابت ہوگی اور آیا مجنون پر بھی حد ثابت
ہوگی یا نہین اس مین دو قول ہین لیکن حد کا ساقط ہونا اشبہ ہی اور اگر کوئی کافر ذمی
کسی مسلم سے لواطہ کرے تو اوسکا قتل کرنا واجب ہوگا اگرچہ اوسنے ایقاب نکیا ہو اسلیئے
کہ اوسنے حرمت اسلام کا ہتک کیا ہی اور اگر کوئی کافر ذمی کسی دوسرے کافر ذمی سے
لواطہ کرے تو امام علیہ السلام کو اوسپر شریعت اسلام کے موافق حد کے قائم کرنے اور
اوسکے اہل محلہ کے پاس اس غرض سے روانہ کرنے مین اختیار حاصل ہوگا کہ وہ لوگ اپنے
مذہب کے موافق اوسپر حد جاری کرین اور اس حد کے قائم کرنیکی کیفیت قتل ہی بشرطیکہ
اوسنے ایقاب کیا ہو اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اگر وہ (لوطی) محصن ہو تو اوسکا (جیسا کہ حد زنا مین مذکور ہوا ۱۲)
رجم کرنا اور اگر وہ غیر محصن ہو تو اوسپر تازیانہ لگانا لازم ہوگا اور قول اول اشہر ہی اور
امام علیہ السلام کو قتل لوطی کے لیئے اوسپر ضرب شمشیر لگائے یا اوسکے جلا دینے یا رجم کرنے یا

وصوحب الایقاب علی الاصح
والقتل علی الفاعل والمفعول اذا کان
کل منہما بالغا عاقلا ویستوی
فی ذلک العبد والحر والمسلم
والکافر والمحصن
وغیرہ ولو لاط
البالغ بالصبی موقبا قتل البالغ
وادب الصبی وکذا لو لاط
بمجنون ولو
لاط بعبدہ فعلا
قتلا او جلدا
ولو ادعی العبد
الاکراہ سقط
عنہ دون المولی
ولو لاط مجنون
بعاقل حد
العاقل وفی
ثبوتہ علی المجنون
قولان اشبہہما
السقوط ولو لاط
الذمی بمسلم قتل
وان لم یوقب
ولو لاط بمثلہ کان
الامام مخیرا بین
اقامۃ الحد علیہ
وبین دفعہ الی
اہلہ لیقیموا علیہ
حدہم وکیفیۃ
اقامۃ ہذا الحد
القتل وان کان
اللواط ایقابا
وفی روایۃ ان
کان محصنا رجم
وان کان غیر
محصن جلد
والاول اشہر
ثم الامام
مخیر فی قتلہ
بین ضربہ
بالسیف او
تحریقہ او
رجمہ او

کسی مقام بلند سے چھوڑ دینے یا اوسپر کسی دیوار کے گرا دینے مین اختیار حاصل ہوگا اور
امام علیہ السلام کو من جملہ امور مذکورہ کے ایک امر کے ساتھ اوسکے جلا دینے کا جمع کر دینا
بھی جائز ہوگا جیسے ضرب شمشیر کے بعد اوسکا جلا دینا اور اگر اوس (لوطی) نے ایقاب
نکیا ہو جیسے تفخیذ (عضو تناسل کا مفعول کی دونون رانون مین داخل کرنا) کا مرتکب
ہونا یا بین الالیتین (دونون سرین) فعل کرنا تو اوس لوطی پر سو دُرون کا لگانا واجب
ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہے کہ اگر وہ محصن ہو تو اوسکا
رجم کرنا لازم ہوگا اور اگر غیر محصن ہو تو اوسپر سو دُرون کا لگانا واجب ہوگا اور
قول اول اشبہ ہے اور حکم مذکور (درہ لگانا) مین حر اور عبد اور مسلم اور کافر اور محصن
اور غیر محصن مساوی ہین اور اگر اوس سے یہ فعل مکرر واقع ہو اور اوسپر دو مرتبہ حد
قائم ہو چکی ہو تو مرتبہ ثالثہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے
کہ مرتبہ رابعہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور یہ قول اشبہ ہے اور جبکہ ازار واحد (لنگ
چادر) مین بحالت تجرد (برہنہ ہونا) ایسے دو شخص مجتمع ہون جو باہم قرابت نہ رکھتے
ہون تو اون دونون کا تیس درون سے ننانوے دُرون تک کے ساتھ تعزیر دینا
لازم ہوگا اور اگر فعل مذکور اون دونون سے مکرر واقع ہو اور اون دونون کی تعزیر ہو چکی ہو
تو مرتبہ ثالثہ مین اونپر حد (سو درے) کا قائم کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص
کسی ایسے طفل کا بشہوت بوسہ لے جو اوسکا محرم نہو تو اوسکا تعزیر دینا بھی لازم ہوگا اور
جبکہ قیام بینہ کے قبل کوئی لوطی توبہ کرے تو اوس سے حد ساقط ہوگی اور قیام بینہ
کے بعد توبہ کرے تو ساقط نہوگی اور اگر کسی شخص کا لواطہ اوسکے اقرار سے ثابت ہوا ہو
تو امام کو عفو کرد اور حد کے قائم کرنے مین اختیار حاصل ہوگا دوسری فصل

سحق کے بیان مین سحق سے ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ وطی کرنا مراد ہی اور اوسکی حد
مین فاعلہ اور مفعولہ پر سو درون کا لگانا لازم ہی حرہ ہو یا کنیز مسلمہ ہو یا کافرہ محصنہ ہو
یا غیر محصنہ اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ محصنہ کا رجم کرنا اور غیر محصنہ پر حد کا قائم کرنا لازم ہوگا
اور قول اول ولی ہی اور جبکہ مساحقت کسی عورت سے مکرر صادر ہو اور تین مرتبہ حد قائم ہو چکی
ہو تو چوتھی مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا واجب ہوگا اور اگر قیام بینہ کے قبل کوئی عورت توبہ کرے
تو حد ساقط ہوگی اور اگر قیام بینہ کے بعد توبہ کرے تو حد ساقط نہوگی اور صورت اقرار و توبہ
مین امام کو باین عفو و استیفاء اختیار ہوگا اور جبکہ ایک ازار مین دو اجنبی عورتین بحالت
تجرد (برہنہ) موجود ہون تو اون دونون مین سے ہر ایک عورت کا اوس مقدار کے ساتھ تعزیر
دینا لازم ہوگا جو مقدار حد (سو درے) سے کم ہو جیسے ننانوے درے پس اگر فعل مذکور اون دونون سے
مکرر واقع ہوا اور اونپر دو دفعہ تعزیر ہو چکی ہو تو تیسری دفعہ مین اونپر پوری حد (سو درے)
کا قائم کرنا لازم ہوگا پس اگر فعل مذکورہ کی طرف وہ دونون پھر عود کرین تو شیخ علیہ الرحمہ نے
کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ اون دونون کا قتل کرنا لازم ہوگا لیکن فقط تعزیر پر اقتصار
کرنا اولی ہی تاکہ خون ریزی پر جرأت کرنے مین احتیاط رہے اور اس مقام پر دو مسئلے مذکور ہوتے
ہین پہلا مسئلہ کسی حد شرعی مین کفالت نہین ہوسکتی اسلیئے کہ رسالتمآب صلعم سے منقول ہوا ہی
لا کفالۃ فی حد اور اسی طرح اقامت حد مین تاخیر کرنا بھی جائز نہین ہی جبکہ اوسکا قائم کرنا
ممکن ہو اور توجہ ضرر سے امن حاصل ہو پس مریض و حاملہ کی حد مین تاخیر کرنا جائز ہوگا اور
اسی طرح اسقاط حد مین شفاعت بھی نہین ہوسکتی اسلیئے کہ زانی پر ملاطفت کرنا ممنوع ہے
دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنی عورت (زوجہ) سے وطی کرے بعد ازان وہ عورت کسی
زن باکرہ سے مساحقت کرے اور باکرہ مذکورہ حاملہ ہوجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب

(حاشیہ — اوپر:) ولیعلم فی السحق وحدہا مائۃ جلدۃ حرۃ کانت او امۃ مسلمۃ او کافرۃ محصنۃ او غیر محصنۃ للفاعلۃ والمفعولۃ وقال فی النہایۃ ترجم مع الاحصان وتحد مع عدمہ والاول اولی واذا تکررت المساحقۃ

(حاشیہ — دائیں:) مع اقامۃ الحد ثلثا قتلت فی الرابعۃ ولو تابت قبل البینۃ سقط الحد ولو تابت بعدہا لم یسقط ومع الاقرار والتوبۃ یتخیر الامام ولو وجد تا فی ازار مجردتین عزرت کل واحدۃ دون الحد فان تکرر الفعل منہما والتعزیر مرتین اقیم علیہما الحد فی الثالثۃ فان عادتا قال فی النہایۃ قتلتا والاولی الاقتصار علی التعزیر احتیاطا فی التہجم علی الدم مسئلتان الاولی

(حاشیہ — نیچے:) لا کفالۃ فی حد ولا تاخیر فیہ مع الامکان والامن من توجہ ضرر ولا شفاعۃ فی اسقاطہ الثانیۃ لو وطی زوجتہ فساحقت بکرا فحملت قال

نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ اوس عورت کا رجم کرنا لازم ہوگا اور باکرہ مذکورہ پر وضع حمل کے بعد سو درون کا لگانا واجب ہوگا اور مولود کا شخص مذکورہ سے ملحق کرنا لازم ہوگا اور باکرہ مذکورہ کے لیئے اوس عورت پر مہر المثل لازم ہوگا لیکن عورت کے رجم کرنے مین تردد ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا پس حد جلد (درہ لگانا) پر اقتصار کرنا اشبہ ہی اور باکرہ مذکورہ پر حد جلد کا متوجہ ہوگا اسلیئے صحیح ہی کہ اوسکے سبب کا ثابت ہونا مفروض ہی جس سے مساحقت مراد ہی اور مولود کا شخص مذکور سے ملحق کرنا اسلیئے صحیح ہی کہ وہ (مولود) ایسے شخص کی آب منی سے مخلوق ہوا ہی جو زانی نہین ہی لہذا مولود مذکور اوسی سے ملحق ہوگا اور مہر کا عورت پر لازم ہونا اسلیئے صحیح ہی کہ وہ باکرہ مذکورہ کی بکارت کے زائل ہونیکا سبب ہوئی ہی جسکی دیت مہر المثل ہی اور باکرہ مذکورہ پر سقوط دیت مین زن زانیہ کے حکم کا جاری کرنا صحیح نہین ہی اسلیئے کہ زن زانیہ اپنی بکارت کے زائل کرنے کی اجازت دیتی ہی لہذا اوسکی دیت ساقط ہوجاتی ہی بخلاف باکرہ مذکورہ کے کہ اوسنے اپنی بکارت کے زائل کرنے کی اجازت نہین دی لہذا اوسکے دیت کے ساقط ہوجانیکی کوئی وجہ نہین ہی اور بعض متاخرین (ابن ادریس رح) نے باکرہ مذکورہ کی دیت کا انکار فرمایا ہی اور گمان کیا ہی کہ زن مساحقہ پر سقوط دیت کے سبب مین زن زانیہ کے احکام جاری کیے جائین گے **تیسری فصل قیادت کے بیان مین** قیادت رجال ونسا کا بغرض زنا جمع کرنا یا رجال کے لیے رجال کا بغرض لواط جمع کرنا مراد ہی اور وہ (قیادت) دو دفعہ اقرار کرنے سے ثابت ہوتی ہی بشرطیکہ مقر مین چار شرطین ہون اول بالغ ہونا دوم کامل العقل ہونا سوم حرہ ہونا چہارم صاحب اختیار ہونا اور اسی طرح وہ (قیادت) دو عادلون کی شہادت سے بھی ثابت ہوتی ہی اور جبکہ وہ (قیادت) ثابت ہوجاے تو قواد پر پچہتر درون کا لگانا لازم ہوتا ہے اور

حد زنا کی تین ربع ۱۲

بعض علما نے فرمایا ہی کہ حد مذکور کے علاوہ اوس (قواد) کا حلق راس[سر مونڈوانا ۱۲] کے بعد تشہیر کرنا
بھی لازم ہوگا اور حکم مذکور مین مراد عبد اور مسلم اور کافر ساوی ہین اور آیا مرتبہ اولی
ہی مین اوسکا شہر بدر کرنا لازم ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد
فرمایا ہی کہ لازم ہوگا اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ مرتبہ ثانی مین اوسکا
شہر بدر کرنا لازم ہوگا اور روایت عبداللہ بن سنان مین قول اول منقول ہوا ہی اور زن
قوادہ پر بھی درے لگانا لازم ہی لیکن اوسکے سر کا مونڈوانا یا اوسکا تشہیر کرنا یا اوس کا
شہر بدر کرنا صحیح نہین ہی **باب سوم** حد قذف کے بیان مین اور اوس مین چار امر قابل نظر
ہین **امر اول** موجب حد کے بیان مین موجب حد سے کسی شخص کی طرف زنا یا لواطہ کا
منسوب کرنا مراد ہی جیسے زنیت (تونے زنا کے ہی) یا لطیت (تونے لواطہ کا ہی) یا لیط بک (تیرے
ساتھ لواطہ کیا گیا ہی) یا انت زان (تو زانی ہی) یا انت لائط (تو لواطہ کرنے والا ہی) یا انت
منکوح فی دبرہ (تو وہ شخص ہی جسکے ساتھ از راہ دبر وطی کی جاتی ہی) یا الفاظ مذکورہ کے
علاوہ کسی ایسی عبارت کے ساتھ تلفظ کرنا جو اونکے معانی پر صراحۃً دلالت کرتی ہو بشرطیکہ
قائل کو ہر لغت مین اوس لفظ کے معنی موضوع معلوم ہون جسکے ساتھ کہ اوسنے تلفظ کیا ہی
اگرچہ مخاطب اوسکو نہ جانتا ہو اور اگر کوئی شخص اپنے اوس مولود سے کہے جسکی بنوت کا کہ اوسنے اقرار کیا ہو لست ولدی
(تو میرا فرزند نہین ہی) تو شخص مذکور پر حد قذف واجب ہوگی و اسیطرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے لست
لابیک (تو اپنے باپ کا فرزند نہین ہی) تب بھی اوسپر حد قذف واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے زنت امک
بک (تیری ماں نے تجھکو بطور زنا بہم پہونچایا ہی) یا کہے یا ابن الزانیۃ (ای زانیہ کے بیٹے) تو اس قول مین مادر مخاطب
کا قذف ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے کہے زنی بک ابوک (تیرے باپ نے تجھکو بطور
زنا بہم پہونچایا ہی) یا کہے یا ابن الزانی (ای زانی کے بیٹے) تو اس قول مین پدر مخاطب کا قذف ہوگا

اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے کہے یا ابن الزانیین (ای دو زانیون کے بیٹے) تو اس
قول مین مخاطب کے مان اور باپ دونون کا قذف ہوگا اور اوسکی وجہ سے قائل پر حد قذف
ثابت ہوگی بشرطیکہ وہ دونون (مخاطب کے والدین) مسلمان ہون اگرچہ شخص مخاطب کافر ہو
اسلئے کہ مقذوف کا مسلم ہونا مفروض ہی جسکی وجہ سے حد ثابت ہوتی ہی اور اگر کوئی شخص
کسی سے کہے ولدت من الزنا (تو زنا سے پیدا ہوا ہی) تو آیا قائل مذکور پر مادر مخاطب کی
وجہ سے حد واجب ہوگی یا نہین اس مین تردد ہی اسلئے کہ فقط پدر مخاطب کی طرف سے زنا کے
متحقق اور مادر مخاطب کی مکرہ (مجبور) ہونیکا بھی احتمال ہی اور صورت احتمال مین حد ثابت
نہین ہوتی لیکن اگر کوئی شخص کہے ولدتک امک من الزنا (تجکو تیری مان نے زنا سے ہم پہونچایا
ہی) تو اس قول مین مادر مخاطب کا قذف ہوگا اسلیے کہ مادر مخاطب کی تصریح موجود ہی اور اس
عبارت مین فقط پدر مخاطب کیطرف سے زنا کے متحقق ہونے اور مادر مخاطب کی مکرہ (مجبور)
ہونے کا احتمال نہایت ضعیف ہی لہذا قائل سے حد قذف ساقط نہوگی لیکن میرے نزدیک
اس صورت مین توقف کرنا اشبہ ہی اسلئے کہ احتمال موجود ہی اگرچہ ضعیف ہی گرچہ ضعیف ہی
اور اگر کوئی شخص کہے یا زوج الزانیۃ (ای اینہکے شوہر) تو قائل پر زوجۂ مخاطب کیوجہ سے
حد قذف واجب ہوگی اور اگر کہے یا ابا الزانیۃ (ای زانیہ کے باپ) یا کہے یا اخا الزانیۃ (ای زانیہ کے
بھائی) تو قائل پر اوس شخص کی وجہ سے حد قذف واجب ہوگی جسکی طرف کہ اوسنے زنا کو منسوب کیا ہی
اور اگر کوئی شخص کہے زنیت بفلانۃ (تو نے فلان عورت سے زنا کیا ہی) یا کہے لطت بفلان (تو نے
فلان مرد سے لواطہ کیا ہی) تو طرف مخاطب مین قذف ثابت ہوگا اور آیا طرف منسوب الیہ مین
بھی قذف ثابت ہوگا یا نہین اس مین تردد ہی اور شیخ الطائفہ رحمہ نے کتاب نہایہ و مبسوط مین فرمایا
ہی کہ قائل پر دو حدین واجب ہونگی اسلیے کہ زنا فعل واحد ہی جو دو شخصون کے درمیان متحقق ہوتا ہی

پس جبکہ قائل کا ایک موجب حد (نسبت فاعلیت) مین کاذب ہونا مفروض ہوا تو دوسری موجب حد (نسبت مفعولیت) مین بھی اوسکا کاذب ہونا لازم ہوگا اور ہم زنا کے فعل واحد ہونیکو تسلیم نہین کرتے اسلیئے کہ فاعل ومفعول کی موجب حد مین تغائر ہی کیونکہ وہ (موجب حد) اول مین فعل ور دوم مین انفعال ہی پس اون دونون فاعل ومفعول مین سے ایک شخص کا مختار ہونا اور دوسرے شخص کا مکرہ (مجبور ہونا) ممکن ہی اور اگر کوئی شخص کسی زن ملاعنہ کے مولود سے کہے یا ابن الزانیہ (ای زانیہ کے بیٹے) تو قائل پر حد قذف ثابت ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی زنِ محدودہ (جسپر حد زنا قائم ہو چکی ہو) کے مولود سے قبل توبہ کہے یا ابن الزانیہ تو اوسپر حد قذف نہوگی اور اگر بعد توبہ کہے تو اوسپر حد قذف ثابت ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے زنیت بک (مین نے تیرے ساتھہ زنا کی ہی) تو شخص مذکور پر اوسکی زوجہ کے لیئے حد قذف واجب ہوگی اور اسمین وہی تردد ہی جو قول قائل زنیت بفلانہ مین مذکور ہوا اور شخص مذکور کے حق مین اوسوقت تک زنا ثابت نہوگی جب تک کہ چار مرتبہ اقرار نکرے اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے یا دیوث (وہ شخص جو اپنی زوجہ پر مردون کو داخل کرتا ہو) یا کہے یا کشخان (وہ شخص جو اپنی اخوات پر مردونکو داخل کرتا ہو) یا کہے یا قرنان (جو شخص اپنے بنات پر مردونکو داخل کرتا ہو) یا ان الفاظ کے علاوہ ایسے کلمات کا استعمال کرے جو امنکے مثل ہون پس اگر عرف قائل مین الفاظ مذکورہ کا مفید قذف ہونا معلوم ہو تو اوسپر حد قذف لازم ہوگی اور اگر اونکا مفید قذف ہونا معلوم نہو یا اونکا غیر قذف کو مفید ہونا معلوم ہو تو اوسپر حد نہوگی ہان اگر الفاظ مذکورہ ایسے امر کو مفید ہون جسکو کہ مخاطب مکروہ جانتا ہو تو قائل کا تعزیر دینا لازم ہوگا اور اسی طرح ہر ایسے لفظ کے ساتھہ تعریض کرنے مین قائل پر تعزیر ثابت ہوگی جسکو کہ مخاطب مکروہ جانتا ہو اور لغت یا عرف مین قذف کے لیئے وہ لفظ موضوع نہو اور اوسپر حد قذف ثابت نہوگی مثلاً کوئی شخص کسی سے کہے انت ولد حرام (تو حرام کا بچہ ہی)

یا حملت بک امک ــــــ نے حیضاد تیرے ساتھ تیری مان اپنے حیض مین حاملہ ہوئی تھی) یا کوئی شخص اپنے زوجہ سے کہے لم اجدک عذراء (مین نے تجکو باکرہ نہین پایا) یا کوئی شخص کسی ایسے شخص سے جو متظاہر بستر ہو اور معلن بفسق نہو کہے یا فاسق یا کہے یا شارب الخمر (ای شراب کے پینے والے) یا کہے خنزیر یا حقیر یا وضیع (ای کمینے) اور اگر کلمات مذکورہ کا ایسے شخص کے لیے استعمال کرے جو مستحق استخفاف (اہانت کرنا) ہو تو قائل پر حد یا تعزیر نہو گی اور اسی طرح جو کلمہ کہ مخاطب کے لیئے باعث اذیت ہو اوسکا بھی یہی حکم ہو گا اگرچہ مطابق واقع ہو جیسے یا اجزم یا ابرص امر دوم قاذف کے بیان مین اور قاذف مین بلوغ اور کمال عقل کا متحقق ہونا شرط ہی پس اگر طفل نابالغ کسیکا قذف کرے تو اوسپر حد کا قائم کرنا صحیح نہو گا اسلیئے کہ وہ مرفوع القلم ہی اگرچہ کسی ایسے شخص کا قذف کرے جو مسلم اور بالغ اور حر ہو لیکن اوسکا تعزیر دینا لازم ہو گا تاکہ آیندہ کو ایسی جسارت نکرے اور مجنون کا بھی یہی حکم ہی اور آیا حد کامل کے واجب ہونے مین قاذف کا حر ہونا بھی شرط ہی یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ شرط ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ شرط نہین ہی پس اگر کوئی عبد کسی حر کا قذف کرے تو قول اول کے بنا بر نصف حد چالیس دُرّے اور قول دوم کے بنا بر مجموع حد ثابت ہو گی جسکی مقدار اسّی دُرّے ہوتے ہین اور اگر مقذوف اوس (قاذف) کے حریت کا مدعی ہو اور قاذف انکار کرے پس اگر قول اوّل کے قائل ہون اور اوسکی حریت یا رقیت کسی بیّنہ یا شیاع وغیرہ سے ثابت ہو جاے تو اوسکے موافق عمل کرنا معین ہو گا اور اگر مجہول رہے تو اسمین تردّد ہی اسلیئے کہ اس مقام پر اصالت حریّت اور اصالت برارت باہم متعارض ہین لیکن قول قاذف کا مقبول ہونا اظہر ہی اسلیے کہ رقیت قاذف کا احتمال باقی رہتا ہی اور اصل برارت اوسکی مؤید ہی اور اصالت حریت دافع شبہہ نہین ہو سکتی جو مسقط زیادتی ہو امر سوم مقذوف کے بیان مین اور مقذوف مین احصان کا متحقق ہونا شرط ہو جس سے اس مقام پر بلوغ او کمال

عقل و حریت اور اسلام اور عفت مراد ہی پس جبکہ کسی شخص مین شرائط مذکورہ موجود ہون تو اوسکے قذف کرنے سے قاذف پر حد ثابت ہوگی اور اگر جس شخص مین کہ کل یا بعض شرائط مفقود ہونگے تو اوسکے قذف کرنے سے قاذف پر حد ثابت نہوگی بلکہ اوسکا تعزیر دینا معیّن ہوگا جیسے کسی شخص کا کسی طفل نابالغ یا مجنون یا مملوک یا کافر یا متظاہر بزنا کو قذف کرنا خواہ شخص قاذف مسلم ہو یا کافر حر ہو یا غلام اور اگر کوئی شخص کسی مسلم کو کہے یا ابن الزانیۃ یا کہے امک زانیۃ اور اوسکی مان کافرہ یا کنیز ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ قاذف پر حد تام قائم کیجائیگی اسلیئے کہ اوس عورت کے مولود کی حرمت ثابت ہی لیکن اوسپر تعزیر کا قائم کرنا اشبہ ہی اور اگر کوئی شخص اپنے مولود کا قذف کرے تو شخص مذکور پر حد قذف ثابت نہوگی اور اوسکا تعزیر دینا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی اوس زوجہ میتہ کا قذف کرے جسکے بطن سے شخص مذکور کے لیئے کوئی مولود موجود ہو اور اوسکی زوجۂ مذکورہ کا مولود مذکور کے سوا کوئی دوسرا وارث نہو تب بھی یہی حکم ہوگا ہان اگر اوسکی زوجۂ مذکورہ کے لیئے ایسی اولاد موجود ہو جو کسی دوسرے شخص کے صلب سے پیدا ہوئی ہو تو اوس اولاد کے لیئے شخص مذکور (قاذف) پر حد تام ثابت ہوگی اور کوئی شخص اپنے باپ کا قذف کرے تو اوسپر حد قذف قائم کیجائیگی اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے مولود کا قذف کرے تو اوسپر بھی حد قذف ثابت ہوگی اور باقی اقارب کا بھی یہی حکم ہی امر چہارم احکام قذف کے بیان مین اور اوسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی جماعت کا علی بعد دیگرے قذف کرے تو جماعت مذکورہ مین سے ہر ایک شخص کے لیئے قاذف پر حد ثابت ہوگی اور اگر ایک ہی لفظ کے ساتھ اون سب کا قذف کرے مثلاً کہے ھٰؤلاء زناۃ (یہ لوگ زانی ہین) اور وہ لوگ اوس قاذف کو حالت اجتماع مین حاکم شرع کے پاس لے آئین تو اون سب کے لیئے اوسپر ایک ہی حد ثابت ہوگی اور اگر مطالبہ کرنے مین وہ لوگ متفرق ہون تو ہر ایک شخص کے لیئے اوسپر

حد قذف ثابت ہوگی اور آیا تعزیر مین بھی یہی حکم جاری ہوگا یا نہین پس ایک جماعت نے فرمایا ہی کہ جاری ہوگا لیکن اس مقام پر اختلاف کرنے کے کوئی معنی نہین ہین اسلیے کہ مقدار تعزیر کا نظر حاکم پر مدار ہی اور اوسکے لیے کوئی حد معین نہین ہی اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے کہے یا ابن الزانیین (اے دو زانیون کے بیٹے) تو مخاطب کے مان باپ کے لیے قائل پر حد قذف ثابت ہوگی پس اگر بحالت اجتماع مین وہ دونون مطالبہ کرین تو قائل مذکور پر ایک حد کا قائم کرنا لازم ہوگا اور اگر وہ دونون یکے بعد دیگرے مطالبہ کرین تو اوسپر دو حدونکا قائم کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ قائل مذکور کا اون دونون کو ایک ہی لفظ کے ساتھ قذف کرنا مفروض ہے جسکا حکم ابھی مذکور ہو چکا ہی دوسرا مسئلہ حد قذف بھی موروث ہی اور زوج و زوجہ کے سوا اوسکا منجملہ ذکور و اناث وہ شخص وارث ہوتا ہی جو مال مقذوف کا وارث ہوتا ہی تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے ابنک زان (تیرا بیٹا زانی ہی) یا کہے بنتک زانیۃ (تیری بیٹی زانیہ ہی) تو قاذف پر مخاطب کے ابن و بنت کی حد ثابت ہوگی اور خود مخاطب کی حد ثابت نہوگی پس وہ دونون استیفاء حد یا عفو کے ساتھ سبقت کرین تو اسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر اون دونون کا باپ (مخاطب) سبقت کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ اوسکو مطالبہ اور عفو جائز ہوگا کیونکہ قذف مذکور مین اوسکے لیے عار ہی اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ مستحق موجود ہی اور اوسکو ولایت مطالبہ حاصل ہی لہذا حق قذف مین اوسکے باپ کو تسلط نہوگا جیسا کہ قذف کے علاوہ باقی حقوق مین اوسکو تسلط نہین ہی چوتھا مسئلہ جبکہ حد قذف کی ایک جماعت وارث ہو تو بعض کے ساقط کر دینے سے بعض آخر کا استحقاق ساقط نہوگا پس باقی ورثہ کو حد تام کے ساتھ مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اگرچہ ایک ہی شخص باقی ہو لیکن اگر کل جماعت اوسکو ساقط کر دے یا ایک ہی شخص اوسکا مستحق ہو اور وہ ساقط

کردے تو قاذف سے حد ساقط ہوجائیگی اور مستحق حد کے اوسکا مطلقاً ساقط کردینا جائز ہی خواہ
اوسکا حق ثابت ہوچکا ہو یا ثابت نہوا ہو اور حاکم کو اوسپر اعتراض کرنا صحیح نہین ہی اور حد قذف
اوسوقت تک قائم نہ کیجائیگی جب تلک کہ مستحق اوسکا مطالبہ نکرے پانچوان مسئلہ جبکہ تکرر قذف
کی وجہ سے قاذف پر دو مرتبہ حد قائم ہوچکی ہو تو تیسری مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا معین ہوگا اور
بعض علمانے فرمایا ہی کہ چوتھی مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا معین ہوگا اور یہ قول اولی ہی اسلیے کہ
خونریزی مین مراعات احتیاط لازم ہی اور اگر کسی شخص پر قذف کرے اور اوسپر حد قائم ہو
بعد ازان کہے کہ مین نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ صحیح تھا تو قول دوم کی وجہ سے اوسکو تعزیر دیجائیگی
اسلیے کہ وہ صحیح نہین ہی اور قذف متکرر مین قاذف پر ایک ہی حد ثابت ہوتی ہی اور ایک سے زائد
ثابت نہین ہوتے چھٹا مسئلہ قاذف سے اوسوقت تک حد ساقط نہوگی جب تک کہ بینہ زنا
اوسکی تصدیق نکرے یا مستحق حد اوسکی تصدیق نکرے یا مستحق حد اوسکو ساقط نکردے یا اگر
کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے تو زوجہ کے ساقط کردینے یا قاذف کے لعان کرنے سے
ساقط ہوگی ساتوان مسئلہ حد قذف کی مقدار اسّی درّے ہین خواہ حر ہو یا غلام اور اوسپر
حد قذف کا مع ثیاب (کپڑے) قائم کرنا لازم ہوگا اور اوسکا برہنہ کرنا صحیح نہوگا اور ضرب متوسط
پر اقتصار کرنا واجب ہوگا اور اوسکی ضرب لگانے مین اوسقدر شدت کرنا صحیح نہوگا جسقدر کہ
برہنہ زنا مین شدت کیجاتی ہی بلکہ اوس سے کم پر اقتصار کرنا معین ہوگا اسلیے کہ رسول خدا سے
منقول ہوا ہی الزانی اشد ضربا من شارب الخمر وشارب الخمر اشد ضربا من القاذف
والقاذف اشد ضربا من التعزیر اور قاذف کا تشہیر کرنا اور لوگون کا اوسکے احوال پر
مطلع کرنا لازم ہوگا تاکہ اوسکی شہادت سے اجتناب کیا جاے اور قذف کے ثابت ہونے مین
دو عادلون کا شہادت دینا یا قاذف کا دو مرتبہ اقرار کرنا کافی ہی اور مقر مین تکلیف (بالغ عاقل ہونا)

اور حریت اور اختیار کا متحقق ہونا شرط ہی آٹھوان مسئلہ جبکہ دو شخصون مین سے ہر ایک شخص دوسرے کا قذف کرے تو حد قذف ساقط ہوگی لیکن اون دونون کا تعزیر دینا لازم ہوگا نوان مسئلہ بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر کفار آپس مین ایسے الفاظ کے ساتھ نابرد القاب مذمومہ و مکروہہ کا ذکر کرنا کرین جو مذمت پر مشتمل ہون یا ایسے امر کے ساتھ تعییر عیب لگانا سرزنش کرنا کرین جو باعث اہانت ہون جیسے نامحروم یا ابرو وغیرہ کہنا تو اون سے تعزیر ساقط ہوگی لیکن اگر ترک تعزیر مین حدوث فتنہ کا خوف ہو تو امام علیہ السلام کو اوسکا تعزیر کرے اوس مقدار کے ساتھ فرو کرنا صحیح ہوگا جو اون کے نزدیک مصلحت ہو اور اس مقام سے چند مسئلے اور ملحق کیئے جاتے ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سب و شتم کرے تو سامع کو شخص مذکورہ کا قتل کرنا جائز ہوگا تاوقتیکہ اپنے یا کسی برادر مومن کے نفس یا مال پر ضرر کا خوف نرکھتا ہو اوسیطرح[بلکہ واجب ہوگا ۱۲] اگر کوئی شخص منجملہ ائمہ طاہرین کے کسی امام کا سب و شتم کرے تو اوسکا بھی یہی حکم ہوگا دوسرا مسئلہ جو شخص کہ نبوت کا دعوی کرے اوسکا قتل کرنا واجب ہی اور اسی طرح اگر صدق نبی مین کوئی شخص شک کرے مثلاً کہے لا ادری محمد بن عبد اللہ صادق او لا (مین نہین جانتا کہ محمد بن عبد اللہ صادق ہین یا نہین) اور شخص مذکور بظاہر مسلم ہو تو اوسکا قتل کرنا بھی واجب ہوگا تیسرا مسئلہ جو شخص کہ سحر پر عمل کرے اور مسلم ہو تو اوسکا قتل کرنا واجب ہوگا اور اگر وہ شخص کافر ہو تو اوسکا تادیب کرنا لازم ہوگا چوتھا مسئلہ تادیب صبی مین دس تازیانون سے زیادتی کرنا مکروہ ہی اور مملوک کا بھی یہی حکم ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو غیر حد مین حد لگائیگا تو اوسپر غلام مذکور کا آزاد کرنا لازم ہوگا لیکن ہمارے نزدیک صورت مذکورہ مین غلام کا آزاد کرنا مستحب ہی پانچوان مسئلہ جس حق اللہ مین کہ تعزیر واجب ہوتی ہی وہ دو عادلون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہی اور اسیطرح ایک قول کی بناپر

الثامنة ... التاسعة ... الاولى ... الثانية ... الثالثة ... الرابعة ... الخامسة

دو مرتبہ اقرار کرنے سے بھی ثابت ہوتا ہو اور اگر کوئی شخص اپنے غلام یا کنیز کا قذف کرے تو اجنبی کی طرح اوسکو بھی تعزیر دیجائیگی چھٹا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی فعل حرام کا مرتکب ہو یا کسی فعل واجب کو ترک کرے تو امام علیہ السلام پر ایسی مقدار حد سے کم کے ساتھ تعزیر دینا لازم ہوگا جسکی مقدار کے معین کرنیکا امام علیہ السلام کو اختیار ہوگا لیکن اوس کی مقدار کا حر مین حد حر (سو درے) کے مساوی کرنا اور عبد مین حد عبد (چالیس درے) کے مساوی کرنا صحیح نہوگا باب چہارم حد مسکر و فقاع کے بیان مین اور اوسکے مباحث تین ہین مبحث اول موجب حد کے بیان مین موجب حد کے تحقق مین چار امر ونکا موجود ہونا شرط ہو اول مسکر یا فقاع کا تناول (اکل و شرب کے ذریعہ سے داخل شکم کرنا) کرنا دوم صاحب اختیار ہونا سوم عالم تحریم ہونا چہارم متناول کا کامل (بالغ و عاقل) ہونا پس جبکہ کسی شخص مین یہ چارون شرطین متحقق ہون تو اوس پر حد مسکر ثابت ہوگی اور ہم نے موجب حد مین تناول کو شرط کیا ہو تاکہ وہ مسکر کے پینے اور نان خورش بنانے اور غذا و دوا کے ساتھ ممزوج کر کے اخذ کرنے کو بھی شامل ہو جائے اور مسکر سے ہر وہ شی مراد ہی جسکی شان سے اسکار (نشہ پیدا کرنا) ہو اسلئے کہ حکم اوس صورت مین بھی متعلق ہوتا ہی جبکہ مسکر کا ایک ہی قطرہ تناول کیا جائے اگرچہ وہ قطرہ مسکر نہو اور حکم مذکور مین جملہ مسکرات داخل ہین جیسے خمر اور مسکرات تمریہ (جو خرمہ سے بنائے جاتے ہین) جسکو نبیذ کہتے ہین اور مسکرات زبیبیہ (جو منقے سے بنائے جاتے ہین) جسکو نقیع ساتھ تعبیر کرتے ہین اور مسکرات عسلیہ (جو شہد سے بنائے جاتے ہین) جسکو تبع کہتے ہین اور مزر (جو گندم اور جو اور کاورس سے بنائے جاتے ہین) اور اسیطرح اگر کوئی مسکر دوسری چیز ونسے بنایا ہو تو اوسپر بھی یہی حکم جاری کیا جائیگا اور جبکہ عصیر عنبی (شیرۂ انگور) کو غلیان (تہ و بالا ہونا) ہو جائے تو اوسکا بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ کف اوس مین حادث نہون لیکن جبکہ بوجہ غلیان (جوش) اوس (عصیر عنبی) کے دو ثلث کم ہو جائین یا وہ (عصیر عنبی) سرکہ وغیرہ کی طرف منقلب ہو جائے تو حکم مذکور اوس سے متعلق نہوگا

اور اسی طرح اگر عصیر عنبی کے علاوہ کسی اور شے مین شدت مسکرہ حاصل ہوجائے تو حکم مذکور اوس سے بھی متعلق ہوگا اور جبکہ شیرۂ خرمہ کو غلیان ہو اور حد اسکار تک نہ پہونچے تو آیا وہ بھی حرام ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اُسکا تحلیل پر باقی رہنا اشبہ ہی تاوقتیکہ حد اسکار تک نہ پہونچے اور اسیطرح اگر پانی مین منقی تر کردیجائے بعد ازان اوسکو از خود یا بوجہ آتش غلیان ہوجائے تو اوسمین بھی یہی حکم جاری ہوگی لیکن اوسکا بھی حرام نہونا اشبہ ہی تاوقتیکہ شدت مسکرہ کی حد کو نہ پہونچے اور حکم تحریم مین فقاع بھی نبید مسکر کے مثل ہی اگرچہ وہ (فقاع) مسکر نہو اور اسیطرح تداوی کے ممنوع ہونے اور اصطباغ (نان خورش بنانا) کے حرام ہونے مین بھی فقاع پر نبید مسکر کا حکم جاری کیا جائیگا اور ہم نے موجب حد مین اختیار کو شرط کیا تا کہ شخص مکرہ (مجبور) خارج ہوجائے اسلیئے کہ اوس (مکرہ) پر حد ثابت نہین ہوتی اور شارب مسکر سے حکم مذکور اوسوقت تک متعلق نہوگا جبتک کہ وہ بالغ اور عاقل اور جسطرح کہ مکرہ سے حد ساقط ہوجاتی ہی اسیطرح اوس شخص سے بھی ساقط ہوجاتی ہی جو جاہل بتحریم یا جاہل بمشروب ہو اور موجب حد دو عادلونکی شہادت سے ثابت ہوتا ہی اور اوسمین عورتونکی شہادت مقبول نہین ہی خواہ تنہا شہادت دین یا رجال کے ساتھ اور اسیطرح موجب حد کی ثبوت مین متناول کا دو مرتبہ اقرار کرنا بھی کافی ہی اور ایکمرتبہ اقرار کرنا کافی نہین ہی اور مقر مین بلوغ اور کمال عقل اور حریت اور اختیار شرط ہی **بحث دوم** کیفیت حد کے بیان مین اور حد کی مقدار اسّی تازیانہ ہی شارب مرد ہو یا عورت حر ہو یا غلام اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ غلام پر فقط چالیس تازیانونکے ساتھ حد جاری کیجائیگی اور وہ روایت متروک ہی اور اگر شارب مسکر کافر ہو اور اوس (شرب مسکر) کے ساتھ تظاہر (اعلان) کرتا ہو تو اوسپر حد جاری کیجائیگی اور اگر اس شرب مسکر کے ساتھ تستّر (اخفا) کرتا ہو تو اوسپر حد نہوگی اور شارب کی پشت اور دونون شانونپر حالت عریانی مین ضرب لگانا لازم ہوگا اور اوسکے چہرہ اور فرج کا بچانا واجب ہوگا اور شارب پر اوسوقت تک حد کا قائم کرنا صحیح نہوگا

جب تک کہ وہ افاقہ نہ پاے تاکہ اقامت حد کا فائدہ (اوسکا نادم ہونا یا باز رہنا) حاصل ہو اور جبکہ شارب پر دو مرتبہ حد قائم ہو چکی ہو تو مرتبہ ثالثہ مین اوسکا قتل کرنا واجب ہوگا اور یہی قول روایت مین بھی منقول ہوا ہے اور شیخ الطائفہ رنے کتاب خلاف مین فرمایا ہے کہ مرتبہ رابعہ مین اوس کا قتل کرنا واجب ہوگا اور اگر کوئی شخص مسکر کو کئی مرتبہ تناول کرے اور دوسیر کوئی حد قائم نہ ہوئی ہو تو ایک حد کافی ہوگی **مبحث سوم** احکام کے بیان مین اور اوسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ اگر ایک شاہد کسی شخص کے شراب پینے پر اور دوسرا شاہد اوسکے قے کرنے پر شہادت دے تو حد واجب ہوگی اسلیے کہ اوسکا قے کرنا شراب کے پینے کو مستلزم ہے جیسا کہ روایت حسین ابن زید مین منقول ہوا ہے (ماقاء بہا حتی شربہا بناء علیہ) اگر دونون شاہد کسی شخص کے قے کرنیکی شہادت دین تب بھی مشہود علیہ پر حد کا واجب ہونا لازم آتا ہے اسلیے کہ روایت مذکورہ مین جو تعلیل وارد ہوئی ہے وہ یہان بھی جاری ہوسکتی ہے اور اس مین تردد ہے کیونکہ شراب کے پینے مین شخص مذکور کے مکرہ (مجبور) ہونیکا بھی احتمال ہے اگرچہ یہ احتمال بعید ہے لہذا حد کا بوجہ شبہہ ساقط ہونا چاہیے مگر احتمال مذکور کی دفع مین کہہ سکتے ہین کہ اگر اکراہ واقع ہوتا تو حد شرب کو مشہود علیہ اسی عذر کی وجہ سے دفع کرتا پس اوسکا عذر اکراہ کو بیان نکرنا اوسکے واقع نہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن اگر مشہود علیہ اپنے مکرہ ہونے کا مدعی ہو تو اس سے حد ساقط ہوگی **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص حلال جانکر شراب پیے تو حاکم کو اوسکا توبہ پر مامور کرنا لازم ہوگا پس اگر اوسنے توبہ کا اظہار کیا تو اوسپر حد کا جاری کرنا واجب ہوگا اور اگر اوسنے توبہ سے امتناع (انکار) کیا تو اجراء حد کے بعد اوسکا قتل کرنا معین ہوگا خواہ شخص مذکور فطری ہو یا غیر فطری اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اوسپر حکم مرتد جاری کیا جائیگا اور فطری و غیر فطری مین تفرقہ کرنا لازم ہوگا اور یہ قول قوی ہے اسلیے کہ حرمت شراب مین جملہ ضروریات اسلام ہے جن کا منکر کافر ہوتا ہے البتہ اگر کوئی شخص شراب کے علاوہ کسی دوسرے مسکر کو حلال جانکر تناول کرے تو اوسکا قتل کرنا صحیح نہوگا

اسلیئے کہ مابین مسلمین اونکی حلت مین اختلاف متحقق ہی البتہ اوس (مسکر) کے تناول کرنے مین بھی حد قائم کیجائیگی خواہ حلال جانکر استعمال کیا جاے یا حرام جانکر تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص حلال جانکر شراب کو فروخت کرے تو وہ (شخص) توبہ کرنے پر مامور کیا جائیگا پس اگر اوسنے توبہ کی فبہا والا اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور اگر حلال جانکر فروخت نکرے تو اوسکا تعزیر کرنا واجب ہوگا اور اگر شراب کے علاوہ کسی دوسرے مسکر کو فروخت کرے تو اوسکا قتل کرنا مطلقاً صحیح نہوگا خواہ حلال جانکر فروخت کرے یا حرام جانکر البتہ اوسکا تادیب کرنا لازم ہوگا چوتھا مسئلہ اگر قیام بینہ کے قبل شارب مسکر توبہ کرے تو حد ساقط ہوگی اور اگر قیام بینہ کے بعد توبہ کرے تو ساقط نہوگی اور اگر اوسکی اقرار سے حد ثابت ہوئی ہو تو استیفاء و عفو مین امام علیہ السلام مخیر ہونگے اور بعض علمانے اس مقام پر امام کے مخیر ہونیکو منع اور استیفاء کے معین ہونیکا جزم کیا ہی اور یہی قول اظہر ہی تتمہ جو کئی مسئلوں پر مشتمل ہی پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص ایسی شی کے استحلال (حلال جاننا) کا قائل ہو جسکی حرمت پر اجماع مسلمین منعقد ہو جیسے مردہ، خون، سود، گوشت خوک اور شخص مذکور مسلمان و علی الفطرۃ ہو تو اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور منجملہ اشیاء مذکورہ کسی شی کا بدون استحلال مرتکب ہو تو اوسکا تعزیر کرنا واجب ہوگا دوسرا مسئلہ اگر کسی شخص کو حد یا تعزیر قتل کردے تو اوسکے لیئے دیت نہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ بیت المال پر اوسکی دیت واجب ہوگی اور قول اول اظہر ہی تیسرا مسئلہ اگر حاکم شرع کسی شخص پر حد قتل قائم کرے بعد ازاں بینہ کا فاسق ہونا معلوم ہو تو بیت المال سے اوسکی دیت متعلق ہوگی اور حاکم یا اوسکا عاقلہ ضامن دیت نہوگا اور اگر حاکم شرع کسی شخص کو زن حاملہ پر حد کے قائم کرنیکے فرض سے روانہ کرے اور زن مذکورہ کا حمل از راہ خوف ساقط ہو جاے تو شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہی کہ بیت المال پر دیت جنین لازم ہوگی اور یہ قول قوی ہی اسلیئے کہ یہ خطا ہی اور خطا حاکم کا بیت المال سے تعلق ہوتا ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ دیت کا عاقلہ حاکم سے تعلق ہوگا اور یہ قصد کی

جو عمر کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا اور حضرت نے عاقلہ عمر پر دیت کے لازم ہونیکا حکم فرمایا تھا جسکے بعد عمر نے دیت کو بنی عدی (جو اوسکے عاقلہ تھے) سے وصول کیا تھا اور اگر حاکم نے کسی محدود پر ایسی مقدار کے قائم کرنیکا عمداً امر کیا ہو جو مقدار حد سے زائد ہو اور حاکم مذکور کو اوسکا قتل کرنا مقصود ہو اور محدود مر جاے تو حاکم مذکور پر اوسکے مال مین نصف دیت واجب ہوگی بشرطیکہ حداد (حد کا لگانیوالا) کو مقدار حد معلوم نہو اسلیئے کہ قتل مذکور اس صورت مین شبیہ عمد ہے اور اگر حاکم نے مقدار مذکور (زائد از حد) کے قائم کرنیکا سہواً امر کیے تو نصف دیت کا بیت المال سے تعلق ہوگا اور اگر حاکم نے حداد کو اصل حد پر اقتصار کرنیکا امر کیا ہو اور حداد نے عمداً زیادتی کی ہو تو حداد پر اوسکے مال مین نصف دیت واجب ہوگی اور اگر حداد نے سہواً زیادتی کی ہو تو نصف دیت اوس حداد کے عاقلہ پر لازم اور اس فرض مین ایک احتمال اور ہے جس سے دیت کا مجموع اسواط رتا زیانے پر تقسیم کرنا اور دیت کے اوس حصہ کا جو اسواط مشروعہ کے مقابل واقع ہو ساقط ہونا اور باقی کا ذمہ حداد پر لازم ہونا مراد ہے **باب پنجم** حد سرقہ کے بیان مین اور اس مین پانچ فصلین ہین **پہلی فصل** سارق کے بیان مین سارق پر حد واجب ہونے مین آٹھ امور کا متحقق ہونا شرط ہے امر اول بالغ ہونا پس اگر کوئی طفل سرقہ کرے تو اوسپر حد کا قائم کرنا صحیح نہوگا بلکہ اوسکا ایسی مقدار کے ساتھ تادیب کرنا لازم ہوگا جو بنظر حاکم مین مصلحت ہو اگرچہ اوس (طفل) سے مکرر سرقہ واقع ہوا اور کتاب نہایہ مین شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مرتبۂ اولی مین اوس طفل سے عفو کرنا اور مرتبۂ ثانیہ مین اوسکا تادیب کرنا اور مرتبۂ ثالثہ مین اوسکی انگلیونکی پوروںکا محکوک (خراشیدہ) کرنا تا اینکہ خون بر آمد ہو اور مرتبۂ رابعہ مین اوسکی انگلیونکی پوروںکا قطع کرنا اور مرتبۂ خامسہ مین مثل رجل اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا معین ہوگا اور اس بارہ مین کئی روایتین وارد ہوئی ہین امر دوم عاقل ہونا پس مجنون کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا لیکن حالت افاقہ مین اوسکا تادیب کرنا اگرچہ سرقہ اوس سے مکرر واقع ہوا امر سوم شبہہ کا مرتفع ہونا پس اگر سارق کو ملک کا

الرابع

توہم ہو بعد ازان اوس سارق) کا غیر مالک ہونا ظاہر ہو تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اور
اسیطرح اگر مال مشترک مین سے اوس مقدار کو اخذ کرے جسکا بقدر نصب ہونا اوس سارق کو مظنون ہو
بعد ازان مقدار مذکور کا اوسکے حصہ سے زائد ہونا معلوم ہو تب بھی یہی حکم ہوگا امر چہارم شرکت کا مرتفع
ہونا پس اگر مال غنیمت کا سرقہ کرے تو اوسکے بارہ مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین ایک قسم یہ ہی
کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور دوسری قسم یہ ہے کہ اگر مال مسروق اوسکے حصہ سے بقدر نصاب
زائد ہو تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اس مقام پہ تفصیل کا قائل ہونا خوب ہے اور وہ (تفصیل)
یہ ہی کہ اگر سارق نے اوس مقدار کو اخذ کیا ہو جسکا بقدر نصیب ہونا اوسکو مظنون ہو بعد ازان
اوسکا اندازہ نصیب ہونا معلوم ہو تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا ورنہ اوسکا قطع کرنا متعین ہوگا
اور اگر مال مشترک مین سے اوس مقدار کا سرقہ کرے جو اوسکے حصہ کے برابر ہو تو قطع کرنا جائز نہوگا اور اگر اوس
مقدار کا سرقہ کرے جو اوسکے حصہ سے بقدر نصاب زائد ہو تو قطع کرنا لازم ہوگا امر پنجم حرز مال (اوسکے
محفوظ رہنے کی جگہ) کا ہتک کرنا خواہ تنہا ہتک کرے یا کسی دوسرے شخص کے ساتھ پس اگر ایک
شخص ہتک (پردہ داری کرنا) کرے اور دوسرا شخص مال کو خارج کرے تو اوس (خارج کرنے والے) کے ہاتھ کا قطع کرنا
صحیح نہوگا امر ششم مال کا بنفسہ یا کسی دوسرے شخص کے ساتھ خارج کرنا اور تحقیق اخراج کی دو
صورتین ہین صورت اولی مباشرت (کسی کام کا خود بجا لانا) ہے صورت ثانیہ (سبب کا مہیا کردینا) ہے جیسے
کسی مال کا رسی مین باندھکر حرز سے کھینچ لینا یا اوس (مال) کا چوپایہ پر رکھدینا یا اوسکا ایسے پرند کی بازو
پر باندھدینا جو باعتبار عادت اوسکی طرف عود کرتا ہو اور اگر کوئی شخص کسی طفل غیر ممیز کو مال کے
خارج کرنے پر مامور کرے تو آمر کے ہاتھ کا قطع کرنا متعین ہوگا اسلیئے کہ طفل مذکور آلہ کا حکم رکھتا ہے
امر ہفتم والد نہونا پس اگر کوئی شخص اپنے مولود (پسر یا دختر) کے مال کا سرقہ کرے تو اوس (شخص)
کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے والد یا باپ کے مال کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع

الخامس

السادس

قطع کرنا بھی لازم ہوگا اور اسیطرح اگر باقی اقارب مین سے کوئی شخص کسی قریب کے مال کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی لازم ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے مولود کے مال کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا ہی لازم ہوگا امر ہشتم مال کا بطور سر (خفیہ) خارج کرنا پس اگر کوئی شخص کسی شخص کے مال کو بطور اعلان اوسکے حرز سے بقہر و غلبہ لیکر تو اوسکا ہاتھ قطع نکیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی امین مال امانت مین خیانت کرے تو اوسکا ہاتھ بھی قطع نکیا جائیگا اور اگر کوئی کافر ذمی کسی مسلم کے مال کا سرقہ کرے تو اوس (کافر ذمی) کے ہاتھ کا اسیطرح قطع کرنا واجب ہوگا جسطرح کہ مسلم کے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوتا ہی اگرچہ اوسنے کسی کافر ذمی ہی کے مال کا سرقہ کیا ہو اور اسیطرح حکم قطع مین مملوک و حر بھی مساوی ہین بشرطیکہ سرقہ مملوک کسی بیّنہ کی شہادت سے ثابت ہوا ہو ورا اوسکے اقرار سے ثابت ہوا ہو اور مسائل مذکورہ مین مرد و عورت دونون کا حکم ایک ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ مال مرہون کا راہن سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اگرچہ مرتہن کو اوس (مال مرہون) کے امساک (روکنا) کا استحقاق حاصل ہوتا ہے اور اسیطرح اگر عین مستاجرہ کا موجر سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی صحیح نہوگا اگرچہ موجر کو عین مذکورہ تا مدت اجارہ استعمال کرنا ممنوع ہوتا ہی اور مستاجر کے تا مدت مذکورہ مالک منفعت ہونیکو اختیار کرین اسلیئے کہ مال مسروق منہ (مستاجر) مین بقدر نصاب کے وقت سرقہ خارج کرنیکا تحقق نہین ہوا دوسرا مسئلہ اگر کوئی غلام اپنے آقا کے مال کا سرقہ کرے تو اوس (غلام) کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر عبد غنیمت اوس (غنیمت) مین سے سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی صحیح نہوگا اسلیئے کہ اسمین زیادت اضرار ہی البتہ حاکم کو اوسکا ایسی مقدار کے ساتھ تادیب کرنا لازم ہوگا جو مادۂ جرأت کو قطع کردے تیسرا مسئلہ اگر کوئی اجیر اپنے مستاجر کے مال کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ مستاجر نے اپنے مال کو اوس سے محفوظ رکھا ہو اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا لیکن یہ روایت حالت استئمان پر محمول اور اسیطرح اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کے مال کا یا کوئی عورت اپنے شوہر کے مال کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی

صحیح نہو گا اور آیا ضیف (مہمان) کے ہاتھ کا قطع کرنا بھی جائز ہو گا یا نہین اسمین دو قول ہین ایک
قول یہ ہے کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا مطلقاً جائز ہو گا اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگر میزبان نے اپنے مال کو اوس سے
محفوظ رکھا ہو تو قطع کرنا لازم ہو گا ورنہ جائز نہو گا اور یہی قول اشبہ ہے چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص
کسی دوسرے شخص کے متاع کو خارج کرے بعد ازان صاحب مکان کہے کہ تونے اس متاع کا سرقہ کیا ہے
اور مخرج (خارج کرنیوالا) کہے کہ تونے مجکو یہ متاع ہبہ کے ہے یا کہے کہ تونے اس متاع کے خارج کرنیکی اجازت
دی تھی تو اوس مخرج سے حد سرقہ ساقط ہو گی اسلیے کہ اس صورت مین شبہہ متحقق ہے جو مسقط حد ہوتا ہے اور
مال کے بارہ مین صاحب مکان کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہو گا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے کہ فلان متاع
میرا مال ہے اور صاحب مکان اوسکا انکار کرے تب بھی صاحب مکان کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہو گا اور
مخرج سے اوسکی غرامت (تاوان) متعلق ہو گی اور ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہو گا اسلیے کہ شبہہ متحقق ہے دوسری
فصل مسروق کے بیان مین پس اوس مال کے سرقہ مین ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہین ہے جسکی مقدار ربع دینار سے
کم ہو اور ربع دینار کے سرقہ مین ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہے اور اوس ربع دینار کا طلائی خالص و مسکوک ہونا
شرط ہے اور اسیطرح اوس مال کے سرقہ مین بھی ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہے جسکی قیمت ربع دینار ہے خواہ وہ مال
پارچہ ہو یا طعام یا میوہ وغیرہ اور خواہ وہ مال مباح الاصل ہو جیسے علف صحرا یا نہو اور ضابطہ یہ ہے کہ
مسلمان اوسکا مالک ہو سکتا ہو اور از قبیل خمر و خوک نہو اور ایک روایت مین گل رمنی و رسنگ رخام کے
سارق سے حد کا ساقط ہونا منقول ہوا ہے لیکن وہ روایت ضعیف ہے اور ثبوت حد مین مال مسروق کا
داخل حرز ہونا شرط ہے جیسے اوسکا مقفل یا مغلق (دربستہ) یا مدفون ہونا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ حرز
مسروق کا ایسے مقام پر موجود ہونا شرط ہے جس مین غیر مالک کا بدون اذن مالک داخل ہونا جائز نہین ہے پس
جو مال کہ داخل حرز نہو اوسکے سرقہ مین دست سارق کا قطع کرنا صحیح نہو گا جیسے اوسکا آسیا خانہ یا حمام یا
ایسے مقام سے اخذ کرنا جسمین آمد و رفت کرنیکا اذن حاصل ہے جیسے مساجد اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ

مراعات مالک بھی داخل حرز ہی جسطرح کہ رسول خدا نے اوس شخص کے ہاتھ کو قطع فرمایا تھا جسنے کہ مسعید بن صفوان
نائم حجر دار ہشام
بن امیہ کے ردا کا سرقہ کیا تھا اور اسمین تردد ہی اور آیا ستارۂ کعبہ کے سارق کا قطع کرنا بھی صحیح ہوگا یا نہین پس
شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط اور خلاف مین فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا اور اسمین اشکال ہی اسلیئے کہ خانہ کعبہ کی آمد
و رفت کرنے مین کل مردم مساوی ہین اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی جامہ بالائی کی جیب یا آستین سے
سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اور اگر جامہ زیرین کی جیب یا آستین سے سرقہ کرے تو اوسکے
ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح بالائی درخت سے میوہ کے سرقہ کرنے مین بھی ہاتھ کا قطع کرنا صحیح
نہین ہی البتہ اگر مالک نے میوۂ درخت کو توڑنے کے بعد کسی حرز مین محفوظ کیا ہو تو اوسکے سرقہ مین دست
سارق کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر عام مجاعت (قحط سالی) مین کوئی شخص کسی شی ماکول کا
سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی طفل صغیر کا سرقہ کرے اور طفل مذکور
مملوک ہو تو اوس شخص کے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اگر طفل مذکور حر ہو اور سارق نے اوسکو فروخت
کر دیا ہو تو اوسکے ہاتھ کا بوجہ حد قطع کرنا صحیح نہوگا اور بعض علما نے فرمایا کہ دفع فساد کیلئے اسکا قطع کرنا
لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے مکان کو عاریت دی بعد ازان اوسمین نقب دیکر مال مستعیر (عاریت
لینے والا) کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مکان کو
باجارہ دے بعد ازان مال مستاجر کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص
کسی مال موقوف کا سرقہ کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ موقوف علیہ اوسکا مطالبہ کرے
اسلیئے کہ وہ (مال موقوف) اوس (موقوف علیہ) کا مملوک ہی اور شتر (اونٹ) پر مراعات مالک کی وجہ سے
داخل حرز ہونیکا حکم نکیا جائیگا اور اسیطرح گوسفند پر نظر راعی (چرواہے کا خبردار ہونا) کی وجہ سے
داخل حرز ہونیکا حکم نکیا جائیگا اور اسمین قول آخر بھی ہی جسکو شیخ علیہ الرحمہ نے اختیار فرمایا ہی جس سے
مراعات مالک و نظر راعی کا داخل حرز ہونا مراد ہی اور اگر کوئی شخص مکان حرز یا اوس کے بنا کے

دروازہ بیرونی کا سرقہ کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ باعتبار عادت وہ بھی داخل حرز ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مکان مین موجود ہو اور اوسکے دروازے کشادہ ہون اور شخص مذکور اپنے مال پر ناظر ہو تو اوسپر بھی حکم حرز جاری کیا جائیگا اور اگر شخص مذکور سوجائے تو حرز برطرف ہو جائیگا اور اسمین تردد ہی اور سارق کفن کے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ قبر اوسکا حرز ہی اور آیا قیمت کفن کا بقدر نصاب ہونا شرط ہی یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ شرط ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مرۂ اولی مین اوسکا بقدر نصاب ہونا شرط ہی اور مرۂ ثانیہ اور ثالثہ مین شرط نہین ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اسکا بقدر نصاب ہونا مطلقا شرط نہین ہی اور قول اوّل اشبہ ہی اور اگر کوئی شخص کسی قبر کا نبش کرے اور کفن کو اخذ نکرے تو اوسکا تعزیر دینا لازم ہوگا اور اگر اوس سے یہ فعل کرر واقع ہو اور حاکم شرع اوسکی تعزیر دینے پر متمکن نہوا ہو تو ردع و عبرت ہر قوم کے لیے اوسکا قتل کرنا صحیح ہوگا تیسری فصل اون امور کے بیان مین جن سے کہ حد سرقہ ثابت ہوتی ہی پس دو عادلون کی شہادت دینے یا خود شخص کے دو مرتبہ نے اقرار سے حد سرقہ ثابت ہوتی ہی اور اوسکی ثبوت مین ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی نہین ہی اور مقر کا بالغ اور کامل العقل اور حر اور صاحب اختیار رہونا شرط ہی پس اگر کوئی غلام اپنے سرقہ کرنیکا اقرار کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا اقرار کرنا مال غیر کے اتلاف کو متضمن ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص بوجہ اکراہ اقرار کرے تو اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا بھی صحیح نہوگا اور صورت اکراہ مین جسطرح کہ حد سرقہ ثابت نہین ہوتی اسیطرح تاوان بھی ثابت نہین ہوتا پس اگر کوئی شخص بوجہ ضرب اپنے سرقہ کا اقرار کرے بعد ازان مین مسروق کو رد کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اقرار مین احتمال خلاف بھی مستغرق ہی اسلیے کہ مال کا اوس کے قبضہ مین

جہت سرقہ کے علاوہ کسی دوسری وجہ سے موجود ہونا بھی ممکن ہی اور یہ قول منجوب ہی اور اگر کوئی شخص دو مرتبہ اقرار کرنے کے بعد رجوع کرے تو حد سرقہ ساقط نہوگی اور اوسپر حد سرقہ کا قائم کرنا متحتم ہوگا اور تاوان مال اوسپر لازم ہوگا اور اگر ایک ہی مرتبہ اقرار کرے تو حد سرقہ واجب نہوگی اور تاوان مال واجب ہوگا

چوتھی فصل

حد سرقہ کے بیان مین حد سرقہ سے سارق کے دست راست کی چار ون انگلیون کا قطع کرنا مراد ہی اور اوسکے لیئے کف دست اور ابہام (انگوٹھا) کا باقی رکھنا لازم ہوگا اور اگر دوسری مرتبہ سرقہ کرے تو اوسکے پاے چپ کا مفصل قدم سے قطع کرنا لازم ہوگا اور اوسکے لیے عقب (ناشنہ) کا باقی رہنا لازم ہوگا تاکہ اوسپر اعتماد کرنا ممکن ہو پس اگر تیسری مرتبہ سرقہ کرے تو اوسکا دائم الحبس کرنا لازم ہوگا اور اگر اسکے بعد بھی سرقہ کرے تو اوسکا قتل کرنا معین ہوگا اور اگر کسی شخص سے مکرر سرقہ واقع ہو تو ایک حد کا قائم کرنا کافی ہوگا اور دست راست کی موجودگی مین دست چپ کا قطع کرنا صحیح نہوگا بلکہ دست راست کا قطع کرنا معین ہوگا اگرچہ وہ شل ہو اور اسیطرح اگر دست چپ شل ہو یا دونون پائون شل ہون تو علی کل التقدیرین دست راست کا قطع کرنا معین ہوگا اور اگر سارق کے لیئے دست چپ موجود نہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ اوسکی دست راست کا قطع کرنا لازم ہوگا اور روایت عبدالرحمن بن حجاج میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دست راست کے قطع کا جائز ہونا منقول ہوا ہی لیکن قول اول اشبہ ہی اور اگر موجب قطع کے وقت اوسکا دست راست موجود ہو بعد ازان تلف ہو جائے تو دست چپ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ قطع کا دست راست سے تعلق ہوا تھا لہذا اوسکے تلف کے بعد وہ (قطع) بھی ساقط ہوگا اور اگر وقت سرقہ اوسکے لیئے دست راست موجود نہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ میں فرمایا ہی کہ اوسکے دست چپ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور مبسوط میں فرماتے ہیں کہ اوسکے پاے چپ کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اگر وقت سرقہ اوسکے لیے دست چپ بھی نہو تو

اوسکے پاے چپ کا قطع کرنا لازم ہوگا و اگر وقت سرقہ اوسکے لیئے ہاتھ پاؤن دونون نہون تو
اوسکا حبس کرنا لازم ہوگا و ان جملہ صورتون مین اشکال ہی اسلیئے کہ اسمین موضع قطع سے
تعدّی لازم آتی ہی پس اذن شارع ؏ پر موقوف ہوگا جو صورت مذکورہ مین مفقود ہی اور
اگر ثبوت سرقہ کے قبل اوس (سارق) نے توبہ کی تو حد سرقہ ساقط ہوجائیگی اور اگر قیام بیّنہ
کے بعد توبہ کی تو حد سرقہ منحتم ہوجائیگی اور اگر بعد اقرار توبہ کی تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ حد سرقہ
منحتم ہوجائیگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ امام ؏ کو حد کے قایم کرنے اور عفو کرنے مین
اختیار حاصل ہوگا اور یہ قول ایک روایت ضعیفہ پر مبنی ہی اور اگر حدّاد اوسکے دست چپ کو
باوجود علم قطع کردے تو اوس (حدّاد) پر قصاص لازم ہوگا اور سارق کے دست راست کا بوجہ
سرقہ قطع کرنا ساقط ہوگا اور اگر حداد کو دست چپ کا دست راست ہونا مظنون ہو اور اوسکو
قطع کردے تو اوس (حدّاد) پر دیت لازم ہوگی اور آیا اس صورت مین سارق کے دست راست کا
قطع ہونا ساقط ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ ساقط ہوگا اسلیئے
کہ قطع کا اوسکے تلف ہونے سے تعلق ہوچکا ہی اور روایت محمد بن قیس مین حضرت ابوجعفر ؏
سے منقول ہوا ہی کہ جناب امیر المومنین نے ارشاد فرمایا ہی لا یقطع یمینہ وقد
قطعت شمالہ یعنی جبکہ اوسکا دست چپ قطع ہوجائے تو اوسکے دست راست کا قطع کرنا
صحیح نہین ہی اور جبکہ سارق کا ہاتھ قطع کردیا جائے تو زیت جوشیدہ کے ساتھ اوسکا ختم
کرنا مستحب ہوگا تاکہ وہ (سارق) اوسکی سرایت سے محفوظ رہے اور اوسکا ختم کرنا لازم نہین
ہی اور سرایت حد مضمون نہین ہوتی اگرچہ حرارت یا برودت کے زمانے مین قایم کی جائے
اسلیئے کہ وہ استیفاء شارع ہی جو مسقط ضمان ہوتا ہے **پانچوین فصل** لواحق کے بیان مین
اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا** مسئلہ سارق کو عین مسروقہ کا اعادہ واپس کرنا لازم ہی اور اگر

الخامس في اللواحق

عین مسروقہ تلف ہو جائے تو سارق پر اوسکے مثل کا تاوان لازم ہوگا بشرطیکہ وہ مثلی ہو اور اگر مثلی نہو تو اوسکی قیمت کا تاوان لازم ہوگا اور اگر اوسکی قیمت ناقص ہو جائیگی تو سارق پر ارش نقصان بھی لازم ہوگی اور اگر عین مسروقہ کا مالک وفات پائے تو اوسکے ورثہ کی طرف دفع کیجائیگی اور اگر اوسکا کوئی وارث نہو تو امام علیہ السلام کی طرف دفع کیجائیگی **دوسرا مسئلہ** جبکہ مقدار نصاب کا دو شخص سرقہ کریں تو آیا ہاتھ کا قطع کرنا واجب ہوگا یا نہیں اس مین دو قول ہیں شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ قطع واجب ہوگا اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی جبکہ تین شخص کسی مکان مین نقب دین اور ہر ایک شخص کا نصیب بقدر نصاب ہو تو اون سب کے ہاتھوں کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اگر قدر نصاب سے ہر ایک کا نصیب کم ہو تو قطع واجب ہوگا اور توقف احوط ہی **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص سرقہ کرے اور حاکم شرع اوسکے ماخوذ کرنے پر قادر نہو بعد ازان دوسری مرتبہ سرقہ کرے تو سرقۂ اخیرہ کی وجہ سے اوسکے ہاتھ کا قطع کرنا واجب ہوگا اور اس (سارق) پر دونون مالون کا تاوان لازم ہوگا اور اگر بینہ نے اوسکے سرقہ کرنیکی شہادت دی ہو بعد ازان وہ سارق محبوس کیا جائے تا اینکہ اوسکا ہاتھ قطع کیا جائے بعد ازان دوسری سرقہ پر بھی بینہ قایم ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ اوسکے ہاتھ کا سرقۂ اولی کے عوض اور اوسکے پاؤن کا سرقۂ ثانیہ کے عوض قطع کرنا لازم ہوگا جسکا مستند ایک روایت ہی اور بعض اصحاب نے اسمین توقف کیا ہی اور وہ اولی ہی **چوتھا مسئلہ** سارق کے ہاتھ کا قطع کرنا مسروق منہ کے مطالبہ کرنے پر موقوف ہی پس اگر مسروق منہ اوسکا مرافعہ نکرے تو امام علیہ السلام کو اوسکا طلب کرنا صحیح نہوگا اگرچہ اوس پر بینہ قائم ہو چکا ہو اور اگر مال مسروق کو مسروق منہ اوسکے لئے قبل مرافعہ ہبہ کر دے تو حد ساقط ہو جائیگی اور اسیطرح اگر وہ (مسروق منہ) قطع کو عفو کر دے تب بھی حد ساقط ہو جائے گی لیکن بعد مرافعہ اوسکے ہبہ یا عفو کرنے سے حد سرقہ ساقط نہوگی **فرع** اگر

کوئی شخص کسی کی مال کا سرقہ کرے بعدازان قبل مرافعہ اوسکا کسی وجہ سے مالک ہو جائے جیسے
خرید کر لینا تو حد سرقہ ساقط ہو جائیگی اور اگر بعد مرافعہ مالک ہو تو حد ساقط نہوگی **پانچوان**
مسئلہ اگر کوئی شخص کسی مال کو خارج کرے بعدازان اوسکا حرز کی طرف اعادہ کر دے تو حد سرقہ
ساقط نہوگی اسلیئے کہ اوس (حد سرقہ کے سبب نام (حرز سے خارج کرنا) کا حاصل ہونا مفروض
ہی اور اس مین تردد ہی اسلیئے کہ دست سارق کا قطع کرنا مرافعہ پر موقوف ہی پس جبکہ سارق نے
مال کو صاحب مال کے حوالہ کر دیا تو اوسکے لیے حق مطالبہ باقی نرہا اور اگر ایک جماعت نے کسی
حرز کا ہتک کیا ہو اور اوس (جماعت) مین سے ایک شخص نے مال کو خارج کیا ہو تو بخصوص
اوسی (خارج کرنے والے) کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح ہوگا اسلیئے کہ موجب قطع (حرز سے خارج کرنا)
مین منفرد ہی اور اسیطرح اگر مال کو ایک شخص نے نقب وغیرہ سے قریب کیا ہو اور دوسرے شخص نے
اوسکو خارج کیا ہو تب بھی مخرج ہی کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر ایک شخص نے
جو داخل حرز ہی مال کو وسط نقب مین رکھدیا ہو اور دوسرے شخص نے جو خارج از حرز ہی اوسکے
خارج کیا ہو تب بھی مخرج ہی کے ہاتھ کا قطع کرنا صحیح ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین
فرمایا ہی کہ اون دونون مین سے کسی کے ہاتھ کا بھی قطع کرنا صحیح نہوگا اسلیئے کہ مال کو کسی نے
بکمال حرز سے خارج نہین کیا **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی شخص قدر النصاب کو ایک ہی دفعہ خارج
کرے تو قطع واجب ہوگا اور اگر کئی دفعہ مین خارج کرے تو وجوب قطع خالی از تردد نہین مگر
لیکن حد کا واجب ہونا صحیح تر ہی اسلیئے کہ اوسنے مقدار نصاب کو خارج کیا ہی اور خارج کرنے مین
مرہ کا شرط ہونا معلوم نہین ہی **ساتوان مسئلہ** اگر کوئی شخص نقب دے اور مقدار نصاب کو اندر
کرے اور اوسمین ایسا عیب حادث کر دے جسکی وجہ سے اوسکی قیمت ناقص از نصاب ہو جائے
بعدازان اوسکو خارج کرے جیسے کپڑے کا پھاڑ ڈالنا یا گوسفند کا ذبح کر ڈالنا تو اوسکے ہاتھ کا

مقبول نہوگی اسلیے کہ محل تہمت ہی کیونکہ باہم نفع رسانی کی غرض سے شہادت دینے کا بھی احتمال ہی
لیکن اگر شہادت دین کہ وہ ہمارے لئے ظاہر ہوئی اور ان لوگوں نے مال اخذ کر لیا تو مقبول ہو گی اسلئے
کہ اس صورت مین وہ تہمت مرتفع ہو جاتی ہی جو مانع شہادت ہوتی ہی اور حد محارب سے قتل یا
صلب (سولی دینا) یا قطع مخالف (دست راست و پای چپ یا دست چپ و پای راست کا بریدہ کرنا)
یا نفی (بیرون شہر کرنا) مراد ہی لیکن امور مذکورہ کے مرتب (یکے بعد دیگری) ہونے اور نہونے مین
اصحاب نے تردد اور اختلاف فرمایا ہی پس جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ تخییر کے اور جناب شیخ ابو جعفر طوسی
علیہ الرحمہ ترتیب کے قائل ہوے ہین پس اگر محارب نے کسی شخص کو قتل کر ڈالا ہو تو اوس (محارب) کا
از روی قصاص قتل کرنا لازم ہو گا بشرطیکہ ولی دم نے قصاص کا مطالبہ کیا ہو اور اگر ولی دم عفو
کرے تو امام کو اوس محارب کا از روی حد قتل کرنا صحیح ہوگا اور اگر محارب نے کسی کو قتل کیا ہو اور
مال کو اخذ کیا ہو تو وہ مال اوس سے واپس لیا جائیگا اور اوسکا دست راست اور پای چپ قطع کیا جائیگا
بعد ازان قتل کیا جائیگا اور دار (سولی) پر کھینچا جائیگا اور اگر اوس (محارب) نے مال کو اخذ کیا ہو
اور قتل نکیا ہو تو اوسکے دست و پا کا از روی خلاف (دست راست و پای چپ) قطع کرنا بعد ازان
اوسکا نفی (بیرون شہر) کرنا لازم ہو گا اور اگر اوس (محارب) نے مجروح (زخمی) کیا ہو اور مال کو اخذ
نکیا ہو تو اوس سے قصاص لیا جائیگا بعد ازان اوسکی نفی کیجائیگی اور اگر اوس (محارب) نے سلاح کے
برہنہ کرنے اور لوگونکے ڈرانے پر اقتصار کیا ہو تو فقط اوسکی نفی پر اکتفا کیجائیگی اور شیخ علیہ الرحمہ نے
تفصیل مذکور مین اون احادیث کیطرف استناد کی ہی جو اوسپر دلالت کرتی ہین اور یہ احادیث ضعف سند
یا اضطراب مین یا قصور دلالت سے خالی نہین ہین پس تو اول (تخییر) پر عمل کرنا اولی ہی اسلئے کہ آیہ شریفہ

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا
ان یقتلوا او یصلبوا او یقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض کا

او القطع او الصلب القتل المحارب وحد الشہادۃ تہمۃ تھمۃ مع زوال المقتضی قبل لانہ

او النفی وقد تردد فیہ الاصحاب فقال المفید بالتخییر وقال الشیخ ابو جعفر بالترتیب یقتل ان قتل ولو عفا ولی الدم قتلہ الامام ولو قتل واخذ المال استعید منہ وقطعت یدہ الیمنی ورجلہ الیسری ثم قتل وصلب وان اخذ المال ولم یقتل قطع مخالفا ونفی ولو جرح ولم یاخذ المال اقتص منہ ونفی ولو اقتصر علی شہر السلاح والاخافۃ نفی واستند فی التفصیل الی الاحادیث الدالۃ علیہ وتلک الاحادیث لا تنفک عن ضعف فی اسناد او اضطراب فی متن او قصور فی دلالۃ فالاولی العمل بالاول

مقبول نہوگی اسلیے کہ محل تہمت ہی کیونکہ باہم نفع رسانی کی غرض سے شہادت دینے کا بھی احتمال ہی
لیکن اگر شہادت دین کہ وہ ہمارے لیئے ظاہر ہوئی اوران لوگونکا مال اخذ کر لیا تو مقبول ہوگی اسلیئے
کہ اس صورت مین وہ تہمت مرتفع ہو جاتی ہی جو مانع شہادت ہوتی ہی اور حد محارب سے قتل یا
صلب (سولی دینا) یا قطع مخالف (دست راست اور پای چپ یا دست چپ ورپای راست کا بریدہ کرنا)
یا نفی (بیرون شہر کرنا) مراد ہی لیکن امور مذکورہ کے مرتب (یکے بعد دیگری) ہونے اور نہونے مین
اصحاب نے تردد اور اختلاف فرمایا ہی پس جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ تخییر کے اور جناب شیخ ابو جعفر طوسی
علیہ الرحمہ ترتیب کے قائل ہوے ہین پس اگر محارب نے کسی شخص کو قتل کر ڈالا ہو تو اوس محارب کا
ازروی قصاص قتل کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ ولی دم نے قصاص کا مطالبہ کیا ہو اور اگر ولی دم عفو
کرے تو امام ہکو اوس محارب کا ازروی حد قتل کرنا صحیح ہوگا اور اگر محارب نے کسی کو قتل کیا ہو اور
مال کو اخذ کیا ہو تو وہ مال اوس سے واپس لیا جائیگا اور اوسکا دست راست اور پای چپ قطع کیا جائیگا
بعد ازان قتل کیا جائیگا اور دار (سولی) پر کھینچا جائیگا اور اگر اوس (محارب) نے مال کو اخذ کیا ہو
اور قتل نکیا ہو تو اوسکے دست و پا کا ازروی خلاف (دست راست و پای چپ) قطع کرنا بعد ازان
اوسکا نفی بیرون شہر کرنا لازم ہوگا اور اگر اوس (محارب) نے مجروح (زخمی) کیا ہو اور مال کو اخذ
نکیا ہو تو اوس سے قصاص لیا جائیگا بعد ازان اوسکی نفی کیجائیگی اور اگر اوس (محارب) نے سلاح کے
برہنہ کرنے اور لوگونکے ڈرانے پر اقتصار کیا ہو تو فقط اوسکی نفی پر اکتفا کیجائیگی اور شیخ علیہ الرحمہ نے
تفصیل مذکورہ مین اون احادیث کیطرف استناد کی ہی جو اوسپر دلالت کرتی ہین اور یہ احادیث ضعف سند
یا اضطراب مین یا قصور دلالت سے خالی نہین ہین پس قول اول (تخییر) پر عمل کرنا اولی ہی اسلیئے کہ آیۂ شریفہ

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا
ان یقتلوا او یصلبوا او یقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض کا

لم یقبل لانہ ... من ذلک تہمۃ تہمۃ الشہادۃ وحد المحارب القتل او الصلب او القطع مخالفا او النفی وقد تردد فیہ الاصحاب فقال المفید بالتخییر وقال الشیخ ابو جعفر بالترتیب یقتل ان قتل ولو عفا ولی الدم قتلہ الامام ولو قتل واخذ المال استعید منہ وقطعت یدہ الیمنی ورجلہ الیسری ثم قتل وصلب وان اخذ المال ولم یقتل قطع مخالفا ونفی ولو جرح ولم یاخذ المال اقتص منہ ونفی ولو اقتصر علی شہر السلاح والاخافۃ نفی فقط واستند فی التفصیل الی الاحادیث الدالۃ علی ذلک ... اضطراب فی سند او قصور فی دلالۃ فالاولی العمل بالاول

ظاہراسی پر دلالت کرتا ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے قابلِ ذکر ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی محارب کسی شخص کو طلب مال کی غرض سے قتل کرڈالے تو اوسکا ازروی قصاص قتل کرنا متحتم ہوگا بشرطیکہ مقتول اُسکا کفو ہو اور اگر ولی دم عفو کرے تو اوس (محارب) پر حد کا جاری کرنا لازم ہوگا خواہ مقتول اوسکا کفو ہو یا نہو اور اگر بدون طلب مال کسی کو قتل کرڈالے تو اوس (محارب) پر قاتل عمد کا حکم جاری کیا جائیگا جسکا ولی دم کو اختیار ہو لیکن اگر وہ (محارب) کسی شخص کو طلب مال کے لیئے مجروح کر دے تو مطالبۂ قصاص کا ولی دم کو ختیار حاصل ہوگا اور اگر ولی دم عفو کر دے تو صورت جرح مین اوس (محارب) سے ازراہ حد قصاص لینا علی الاظہر متحتم نہوگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ وہ (محارب) اپنے ماخوذ ہونیکے قبل توبہ کر لے تو حد محاربہ ساقط ہوجائیگی لیکن وہ امور ساقط نہونگے جو حقوق ناس سے تعلق رکھتے ہین جیسے جرح قتل مال اور اگر اپنے ماخوذ ہونیکے بعد توبہ کرے تو منجملہ حد و قصاص و تاوان مال کوئی امر بھی اوس سے ساقط نہوگا **تیسرا مسئلہ** لص (دزد) پر بھی حکم محارب جاری کیا جائیگا پس جبکہ کوئی لص کسی مکان مین ازراہ تغلب داخل ہو تو صاحب مکان کے لیئے اوسکا محاربہ کرنا جائز ہوگا پس اگر اوسکا دفع کرنا اوسکے قتل کیطرف منجر ہوجائے تو اوسکا خون ہدر (باطل) ضائع (برباد) ہوگا اور شخص دافع اوسکا ضامن نہوگا اگر لص مذکور اوس (صاحب مکان) پر کسی قسم کی خیانت کریگا تو ضامن ہوگا اور اوس (لص) سے کف کرنا بھی جائز ہی لیکن اگر لص فی نفس مدخول علیہ (صاحب مکان وغیرہ) کا ارادہ کیا ہو تو اوس (لص) کا دفع کرنا واجب ہوگا اور ایسی حالت مین اوسکا استلام (انقیاد) کرنا جائز نہوگا اور اگر مدخول علیہ اوس (لص) کی مقاومت (مقابلہ) سے عاجز ہو اور فرار کرنا ممکن ہو تو لازم ہوگا **چوتھا مسئلہ** تخییر کے قول کی بناپر محارب کا حالت حیات مین مصلوب کرنا صحیح ہوگا اور قول آخر (ترتیب) کی بناپر اوسکا مقتول ہونیکے بعد مصلوب کرنا صحیح ہوگا

الرابعة يصلب المحارب حيا على القول بالتخيير ومقتولا على القول الآخر

پانچوان مسئلہ مصلوب کا چوب صلیب پر تین روز سے زیادہ زمانہ تک باقی رکھنا جائز نہین ہی اور تین روز کے بعد اوسکا چوب صلیب سے اوتارنا اور اوسکو غسل و کفن دینا اور اوسپر نماز پڑھنا اور دفن کرنا لازم ہوگا او جس محارب کا کہ بعد قتل بھی مصلوب کرنا معین ہی اوسکو غسل دینے کی حاجت نہین ہی اسلیئے کہ وہ اپنے قتل ہونے سے قبل غسل کریگا البتہ اگر اوسنے غسل کرنے مین خلال کیا ہو تو اوتارنے کے بعد اوسکا غسل دینا بھی لازم ہوگا چھٹا مسئلہ محارب کا اوسکی بلد سے نفی (خارج) کرنا لازم ہی اور جس بلد مین کہ وہ پناہ لینے کا قصد کرے اوسکی حاکم کیطرف اوسکے ساتھ کھانے اور پینے اور مجالست کرنے اور بیع و شرا کرنے کی ممانعت کا تحریر کرنا واجب ہوگا اور اگر وہ محارب کسی بلد کفر کی طرف جانے کا قصد کرے تو اوسکا منع کرنا لازم ہوگا اور اگر کفار بلد اوسکو اپنے بلد مین داخل ہونے کی جگہ دین تو اون کا مقاتلہ کرنا صحیح ہوگا تا وقتیکہ اوسکو اپنے بلد سے خارج کرین ساتوان مسئلہ قطع محارب مین اخذ نصاب (ربع دینار) کا اعتبار ساقط ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ اوسکا اعتبار لازم ہی اور اسیطرح قطع محارب مین مال کا اوسکے حرز سے اخذ کرنا بھی معتبر نہین ہی اور ہمارے مختار (عقوبات محارب مین تخییر کا حاصل ہونا) کی بنا پر اس بحث کا کوئی فائدہ نہین ہی اسلیے کہ اس صورت مین اوسکا قطع کرنا مطلقاً جائز ہوگا اگرچہ اوسنے کسی مال کو اخذ نکیا ہو اور اوسکے قطع کی کیفیت یہ ہی کہ اوسکا دست راست قطع کیا جائے بعد ازان اوسکا حسم (روغن گرم سے مالش کرنا) کیا جائے پھر اوسکا پاے چپ قطع کیا جائے اور بدستور سابق اوسکا بھی حسم کیا جائے اور اگر دونون مقامون پر حسم نکیا جائے تب بھی جائز ہوگا اسلیے کہ وہ مستحب ہی او تتمہ حد نہین ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہو چکا ہی اور اگر دونون عضودن (دست راست و پای چپ) مین سے ایک عضو مفقود ہو تو عضو موجود کے قطع کرنے پر اقتصار کرنا لازم ہوگا اور عضو مفقود کا حکم

الخامسۃ لا یترک المصلوب علی خشبتہ اکثر من ثلثۃ ایام ثم ینزل ویغسل ویکفن ویصلی علیہ ویدفن ومن لا بعد قتلہ لا یغسل بل یقتل اما قبلہ الا ان یترک الغسل فیغسل بعد القتل

السادسۃ ینفی المحارب عن بلدہ ویکتب الی کل بلد یاوی الیہ بالمنع من مواکلتہ ومشاربتہ ومجالستہ ومبایعتہ ولو قصد بلاد الشرک منع منہا ولو مکنوہ من دخولہا قوتلوا حتی یخرجوہ

السابعۃ لا یعتبر فی قطع المحارب اخذ النصاب ... وفی الخلاف یعتبر ... ولا انتزاعہ من حرز ... علی التخییر ... فلا فائدۃ فی ... ھذا البحث ... لانہ یجوز قطعہ وان لم یاخذ مالا ... وکیفیۃ قطعہ ان تقطع یمناہ ثم تحسم ثم رجلہ الیسری وتحسم ولو لم تحسم فی الموضعین جاز ... ولو فقد احد العضوین اقتصر علی قطع الموجود

کسی دوسری عضو کیطرف منتقل نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر دست راست نہو تو دست چپ یا پای لست کا قطع کرنا صحیح ہوگا **آٹھوان مسئلہ** دست منتہب (مال مردم کو زرداعلان بدون محاربہ لیکر بھاگ جانیوالا) کا قطع کرنا صحیح نہین ہی اور اسیطرح دست مختلس (مال مردم کو از راہ خفیہ و بدون محاربہ لیکر بھاگ جانیوالا) کا قطع کرنا بھی صحیح نہین ہی اور اسیطرح اوس شخص کا قطع بھی صحیح نہین ہی جو اموال مردم کو دروغگوئی اور چغلی خوری کے ذریعہ سی فریب دیکر اخذ کرتا ہو بلکہ اوس سے مال کا واپس لینا صحیح ہوگا اور اوسکا تعزیر دینا معین ہوگا اور اسیطرح دست بنج (بھنگ کا پلانے والا) کا قطع کرنا بھی صحیح نہین ہی اور اسیطرح ساقی مرقد (داروی بیہوشی کا پلانیوالا) کا قطع کرنا بھی صحیح نہین ہی لیکن وہ (منبج و ساقی مرقد) کوئی جنایت کریگا تو اوسکا ضامن ہوگا **کتاب الحدود کی دوسری قسم** اور اوسمین کئی باب ہین **باب اول** مرتد کے بیان مین اور مرتد سے وہ شخص مراد ہی جو بعد اسلام کافر ہو جائے اور اوسکی دو قسمین ہین **قسم اول** مرتد فطری ہی جس سے وہ شخص مراد ہی جو اپنے ابوین یا احدہما کے اسلام کی حالت مین پیدا ہوا ہو اور مرتد مذکور اگر اسلام کی طرف رجوع کرے تو اوس کا اسلام مقبول نہوگا اور اوسکا قتل کرنا متحتم ہوگا اور اوسکی زوجہ بائن (جدا) ہو جاتی ہی اور اوسپر وفات زوج کا عدہ لازم ہوتا ہی اور اوس (مرتد مذکور) کے اموال کا اوسکے ورثہ پر تقسیم کرنا معین ہوتا ہی اگرچہ وہ دار الحرب مین ملحق ہو جائے یا کسی ایسے مقام پر چلا جاے جسکی وجہ سے امام کو اوسکے قتل کرنے پر قدرت نرہے اور تحقق ارتداد مین اوسکا بالغ اور کامل العقل اور صاحب اختیار ہونا شرط ہی پس اگر کوئی شخص بوجہ اکراہ کسی کلمہ کفر کے ساتھ تکلم کرے تو اوسپر کوئی حکم مترتب نہوگا بلکہ اوسکا کلمہ کفر کے ساتھ نطق کرنا از قبیل لغو قرار پائیگا اور اگر کوئی شخص کسی کلمہ کفر کے ساتھ تلفظ کرے بعد ازان مدعی اکراہ ہو اور اوس (اکراہ) کی امارت بھی موجود ہو تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور عورت کا بوجہ ردہ قتل کرنا صحیح نہین ہی بلکہ اوسکا

دائم الحبس کرنا مین ہوگا اگرچہ وہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوئی ہو اور اوقات نماز مین اوس کا ضرب بتادیب کرنا لازم ہوگا **قسم دوم** مرتد ملی ہی جس سے وہ شخص مراد ہی جو بعد کفر مسلمان ہوا ہو بعد ازان مرتد ہو گیا ہو اور مرتد مذکور کو توبہ کرنے کی تکلیف دی جائیگی پس اگر اوسنے توبہ کرنے سے انکار کیا تو اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور اوسکی استتابت (توبہ پر مامور کرنا) واجب ہی اور مدتِ استتابت مین اختلاف ہی پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکی مدت تین روز ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکی مدت کا وہ زمانہ ہی جسمین رجوع (توبہ) کرنا ممکن ہو اور قول اول مروی ہی اور وہ خوب ہی اسلیئے کہ اوسمین ازالۂ عذر کے لیئے مہلت ہی اور مرتد مذکور کے اموال اُسکے ملک سے خارج نہونگے بلکہ اوسکی ملکیت مین باقی رہینگے اور اوسکا نکاح باطل ہو جائیگا اور اوسکی زوجہ کو انقضای عدہ تک کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا صحیح نہوگا اور مقدار عدہ تین طہر ہین جو عدہ طلاق مین مقرر ہی اور اوسکے اموال مین سے اُسکے دیون اور اون حقوق کا ادا کرنا لازم ہوگا جنکے ساتھ وہ مشغول الذمہ ہوگا اور اوسکے اموال مین سے اوسکے اقارب کا نفقہ بھی ادا کیا جائیگا تاوقتیکہ وہ زندہ ہی اور بعد قتل اوسکے دیون اور حقوق واجبہ کا ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر نفقہ اقارب کو اوسنے اپنی حیات مین باوجود وجوب ادا نکیا ہوگا تو بعد قتل اوسکا ادا کرنا لازم نہوگا اسلیئے کہ نفقہ اقارب از قبیل مواسات ہی جسکی قضا لازم نہین ہوتی اور اگر وہ قتل کرڈالا جائے یا وفات پائے تو اوسکا ترکہ اوسکے ورثہ مسلمین پر تقسیم کیا جائیگا اور اگر اوسکے لیئے کوئی وارث مسلم موجود نہو تو اوسکے ترکہ کا امام کو استحقاق ہوگا اور مرتد مذکور کے مولود پر حکم اسلام جاری کیا جائیگا پس اگر وہ وقت بلوغ مسلمان ہو تو اوسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر بعد بلوغ کفر کو اختیار کرے تو توبہ پر مامور کیا جائیگا پس اگر اوسنے توبہ کی فبہا والا اوس کا قتل کرنا لازم ہوگا اور اگر اوسکے مولود کو موصوف بکفر ہونے کے قبل کوئی شخص قتل کرڈالے تو

از راہ قصاص اوس (قاتل) کا قتل کرنا معین ہوگا خواہ بالغ ہونیکے قبل اوسکو قتل کیا ہو یا بالغ ہونیکے بعد اور اگر بعد ردہ اوسکے کوئی مولود پیدا ہوا اور اوسکی مان مسلمان ہو تو اوسپر بھی وہی حکم جاری کیا جائیگا جو اول پر جاری کیا گیا تھا اور وہ بھی محکوم باسلام ہوگا اور اگر اوسکی مان بھی مرتد ہو اور ارتداد ابوین (اوسکے مان باپ) کے بعد اوسکا انعقاد ہوا ہو تو حکم ابوین اوسپر بھی جاری کیا جائیگا اور محکوم بکفر ہوگا اور اوسکے قتل کی وجہ سے مسلم کا قتل کرنا جائز نہوگا اور آیا مولود مذکور کا استرقاق (بندہ بنانا) بھی صحیح ہوگا یا نہین شیخ الطائفہ رح کا کلام اس بابمین مضطرب اور مختلف ہی پس کبھی تو اونھون نے اوسکے استرقاق کی اجازت دی ہی اسلیے کہ وہ دو کافرون کا مولود ہی لہذا جواز استرقاق کے ادلہ کا عموم محل فرض کو بھی شامل ہوگا اور کبھی اونھون نے اُسکے استرقاق کی ممانعت فرمائی ہی اسلیے کہ اوسکے باپ کا استرقاق صحیح نہین ہی اسلیے کہ اُسنے بوجہ اسلام اوسکا استرقاق حرام ہوگیا ہی لہذا مولود پر بھی اوسکے باپ کا حکم جاری کیا جائیگا اور یہ قول ولی ہی اور حاکم شرع کو مولود مذکور کا اوسکے اموال پر مجبور کرنا اور اون (اموال) کا محفوظ رکھنا لازم ہوگا تاکہ وہ اون اموال مین املاک کے ساتھ تصرف نکرے[یعنی تصرف سے ممنوع کرنا ۱۲] پس اگر اوسنے اسلام کی طرف عود کیا تو وہ اپنے اموال کے ساتھ احق ہوگا اور اگر دار الکفر سے ملحق ہوا تو حاکم شرع کی حراست مین وہ اموال باقی رہین گے اور اموال مذکورہ مین سے ایسے مال کا فروخت کرنا جائز ہوگا جسکے فروخت کرنے مین اوسکے لیے مصلحت و نفع ہو جیسے حیوان اور اس باب سے چند مسئلے ملحق کیے جاتے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ مرتد ملی کا ارتداد مکرر واقع ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مرۂ رابعہ (چوتھی دفعہ) مین اوسکا قتل کرنا معین ہوگا اور فرمایا ہی کہ ہمارے اصحاب نے روایت کیا ہی کہ مرۂ ثالثہ مین اوسکا قتل کرنا معین ہوگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ کسی کافر کو قبول اسلام پر مجبور کیا ہو اور کافر مذکور اون کفار مین داخل ہو جنکا اونکے مذہب پر باقی رکھنا جائز ہی جیسے کفار ذمی تو اوس پر اسلام کا حکم جاری نکیا جائیگا اسلیے کہ

کفار ذمی کا اسلام پر مجبور کرنا صحیح نہین ہی لہذا اکراہ مذکور پر کوئی حکم مترتب نہوگا اور اگر کافر مذکور
اون کفار مین داخل ہو جنکا اونکے مذہب پر باقی رکھنا جائز نہین ہی جیسے کفار حربی تو اوسپر اسلام کا
حکم جاری کیا جائیگا اسلیے کہ کفار حربی کا اسلام پر مجبور کرنا صحیح ہی **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے
مرتد ہونے کے بعد نماز پڑھے تو اوسپر اسلام کی طرف عود کرنیکا حکم نکیا جائیگا خواہ اوسنے دار الحرب
مین نماز پڑھی ہو یا دار الاسلام مین **چوتھا مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا
ہی کہ سکران (مست) کی اسلام اور ارتداد کا حکم کیا جائیگا اور یہ حکم اوس صورت مین خالی از اشکال
نہین ہی جبکہ سکران کی تمیز کے زائل ہو جانیکا یقین حاصل ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے اپنے اس حکم
سے کتاب خلاف مین رجوع فرمایا ہی **پانچوان مسئلہ** جبکہ مرتد کسی مسلم کے مال کو تلف کر دے تو
اوسکا ضامن ہوگا خواہ دار الحرب مین تلف کرے یا دار الاسلام مین اور حالت حرب مین تلف کرے
یا انقضای حرب کے بعد تلف کرے اور اگر کافر حربی کسی مسلم کے مال کو تلف کر دے تو کافر مذکور (حربی)
اپنے اسلام لانے کے بعد اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ بوجہ اسلام اوسکے معاصی گذشتہ محو ہو جاتے ہین
اور بسا اوقات دونون مقام پر مال مسلم کے تاوان کا لازم ہونا خطور کرتا ہی اسلیے کہ سبب تاوان
(اتلاف مال) مین یہ دونون (مرتد و کافر حربی) مساوی ہین[اتلاف مرتد و اتلاف حربی] **چھٹا مسئلہ** جبکہ کافر ملی اپنے مرتد
ہو جانیکے بعد مجنون ہو جائے تو اوسکا قتل کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ اوس (کافر ملی) کے قتل کرنے مین
اوسکا توبہ سے انکار کرنا شرط ہی اور انکار مجنون پر کوئی حکم مترتب نہین ہوتا **ساتوان مسئلہ** جبکہ مرتد ملی
نکاح کرے تو مطلقاً صحیح نہوگا خواہ زن مسلمہ کے ساتھ نکاح کرے یا زن کافرہ کے ساتھ اسلیے کہ اوسنے
بوجہ اسلام حرمت حاصل کی ہی جو زن کافرہ کے ساتھ عقد کرنے سے مانع ہی اور اوسکا متصف بکفر ہونا
زن مسلمہ کے ساتھ نکاح کرنے سے مانع ہی **آٹھوان مسئلہ** اگر کوئی مرتد ملی اپنی دختر مسلمہ کا عقد کرے
تو صحیح نہوگا اسلیے کہ مسلم پر تسلط کے حاصل ہونے سے اوسکی ولایت قاصر ہی اور اگر کوئی مرتد ملی اپنی کنیز کا

عقد کرے تو آیا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا جائز ہونا اشبہ ہی اسلئے کہ مرتد کی کے
اموال اوسکی ملک سے خارج نہین ہوتے **نوان مسئلہ** کلمۂ اسلام سے مقصود اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
لَا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ مراد ہی اور اگر مع فولک عبارت وَاَتَبَرَّءُ مِنْ کُلِّ دِیْنٍ
غَیْرِ الْاِسْلَامِ کا بھی تلفظ کرے تو از قبیل تاکید ہوگا اور تلفظ اول پر اقتصار کرنا کافی ہی اور مر
اوسکو حق تعالیٰ و نبی کا اقرار ہو لیکن حضرت کی نبوت کے عام ہونیکا انکار کرتا ہو یا حضرت کے موجود
ہونیکا انکار اور آئندہ پیدا ہونیکا اعتقاد رکھتا ہو تو کلمۂ مذکورہ کے ساتھ ایسی عبارت کا ضم
کرنا ضرور ہوگا جو اون امور کی طرف رجوع کرنے پر دلالت کرتی ہو جنکا کہ اوسنے انکار کیا ہی تتمہ اور
اسمین کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کافر ذمی اپنے عہد کا نقض کرے اور دار الحرب سے
ملحق ہو جائے تو اوسکے اموال کی امان باقی رہیگی پس اگر وہ مرجائے تو وارث ذمی و حربی اوسکا وارث
ہوگا اور جبکہ کافر حربی کی طرف اوسکی میراث منتقل ہوگی تو اوس سے امان برطرف ہو جائیگی اسلئے
کہ اس صورت مین وہ ایسے شخص کی ملک ہو جاتی ہی جسکے لئے کوئی حرمت نہین ہی لیکن اوس کافر ذمی
کی اولاد صغار ذمہ پر باقی رہیگی اور بعد بلوغ اونکو ادا جزیہ کے ساتھ عقد ذمہ کے واقع کرنے
اپنے مامن کی طرف چلے جانے مین اختیار دیا جائیگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی مرتد کسی مسلم کو ازراہ
عمد قتل کر ڈالے تو ولی مقتول کو اوسکا بعوض قصاص قتل کرنا صحیح ہوگا اور قتل ردہ ساقط ہو جائیگا
اور اگر ولی مقتول عفو کرے تو اوسکا بوجہ ردہ قتل کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی مرتد کسی مسلم کو ازراہ
خطا قتل کر ڈالے تو دیت اوس (مرتد) کے مال سے متعلق ہوگی جو مدت معینہ (جیسے تین یا چار سال)
مین بطور تخفیف ادا کی جائیگی کیونکہ مرتد کے لئے عاقلہ نہین ہوتا اور اسمین تردد ہی اور اگر وہ (مرتد)
قتل کر ڈالا جائے یا مر جائے تو دیت موجلہ (جسکے لئے مدت معین ہو) حال (بلا مدت) ہو جائے گی
جسطرح کہ باقی دیون موجلہ حال ہو جاتے ہین **تیسرا مسئلہ** جبکہ مرتد ملی توبہ کرے بعد ازان اوسکو وہ شخص

الباب الثاني

في اتيان البهائم ووطي الاموات وما يتبعه اذا وطئ البالغ العاقل بهيمة مأكولة اللحم كالشاة والبقرة تعلق بوطئها احكام تعزير الواطي واغرامه ثمنها ان لم تكن له وتحريم الموطوءة ...

قتل کر ڈالے جو اوسکے رِدّہ پر باقی رہنے کا اعتقاد رکھتا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہی کہ شخص
قاتل پر قصاص ثابت ہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین مسلم کا ازراہ ظلم قتل ہونا مفروض ہی جو سبب
قصاص ہوتا ہی علاوہ برین مرتد پر تحقیق توبہ کے بعد ارتداد کا اطلاق علی الظاہر صحیح نہین ہی لیکن
ثبوت قصاص خالی از تردد نہین ہی اسلیے کہ قاتل نے قتل مسلم کا قصد نہین کیا **باب دوم** اتیان
بہائم (چوپایہ کے ساتھ مرتکب ہونا) اور وطی اموات (مردہ کے ساتھ دخول کرنا) وغیرہ کے بیان مین
جبکہ کوئی بالغ عاقل کسی ایسی بہیمہ ماکول اللحم (حلال گوشت) کے ساتھ وطی کرے جسین اہم اسکا گوشت
ہو جیسے گوسپند گاؤ وغیرہ تو وطی مذکور سے کئی حکم متعلق ہوتے ہین **اول** شخص واطی کا مستحق تعزیر ہونا
دوم بہیمہ موطورہ کی قیمت کے تاوان کا ذمہ واطی پر لازم ہونا بشرطیکہ بہیمہ مذکورہ اُس واطی کا مال نہو
سوم بہیمہ موطورہ کا حرام ہو جانا **چہارم** بہیمہ موطورہ کے ذبح کا واجب ہونا **پنجم** بعد ذبح
اوسکے احراق کا لازم ہونا پس تعزیر واطی کے لیے کوئی مقدار معین نہین ہی بلکہ لنظر امام ع پر اوسکی
تعیین منوط ہی اور ایک روایت میں اوسکی مقدار پچیس درّے منقول ہوے ہین اور دوسری روایت
مین اوسکی مقدار کا حد زنا (سو درّے) کے مساوی ہونا منقول ہوا ہی اور تیسری روایت مین اوس
(واطی) کا واجب القتل ہونا منقول ہوا ہی اور قول اول (مقدار تعزیر کا رائے امام ع پر منوط ہونا) بین العلما
مشہور ہی اور تحریم موطورہ اوسکے گوشت اور دودھ اوسکی نسل کی بوجہ تبعیت حرام ہونیکو شامل ہی
اور اوسکے ذبح کا واجب ہونا یا ازراہ تعبد ہی یا اسلیے ہو کہ عدم ذبح کی صورت مین اوسکی نسل کے شایع ہونے
اور اوس نسل سے اجتناب کے متعذر ہو جانے کا خوف ہی اور اوسکے احراق (جلادینا) کا حکم
اسلیے ہی کہ بعد ذبح وہ کسی بہیمہ محللہ کے ساتھ مشتبہ نہو جائے اور بہیمہ موطوئہ مین اہم اوسکی پشت
(بار کرنا یا سوار ہونا) ہو اور اوسکا گوشت اہم نہو جیسے گھوڑا خچر گدھا تو اوسکا ذبح کرنا صحیح
نہوگا اور واطی پر مالک بہیمہ کے لیے اوسکی قیمت کا تاوان لازم ہوگا اور بہیمہ مذکورہ کا بلد وطی سے

اگرچہ اوسکا گوشت قطعی الاقوی حرام ہو جائیگا ۱۲ ج

خارج کرنا اور اوسکے علاوہ کسی دوسرے بلد مین اوسکا فروخت کرنا لازم ہوگا اور اوسکے خارج بلد مین
فروخت کرنے کی وجہ یا محض تعبد ہی جسکی کوئی علت ہم کو معلوم نہین ہی یا اوسکی وجہ یہ ہی کہ مالک بہیمہ کے
اوس بہیمہ کے سبب سے تعییر (عیب لگانا) نکی جائے جیسا کہ روایت سدیر مین حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہوا ہی اور بہیمہ مذکورہ کی قیمت کے مصرف مین علما نے اختلاف کیا ہی پس بعض
اصحاب نے فرمایا ہی کہ بہیمہ مذکورہ کی قیمت کے ساتھ تصدق کرنا معین ہوگا اور ہم کو اس قول کا
مستند معلوم نہین ہوا اور دیگر علما نے فرمایا ہی کہ اوسکی قیمت کا حوالہ مغترم (جس نے کہ تاوان دیا ہی)
کرنا لازم ہوگا اور مالک بہیمہ نے اوس سے وطی کی ہو تو اوسی کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہ قول اشبہ
ہی اور فعل مذکور دو عادلون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہی اور عورتونکی شہادت سے ثابت نہین ہوتا
خواہ تنہا شہادت دین یا مردون کے ساتھ اور اسی طرح اقرار فاعل سے بھی ثابت ہوتا ہی اگرچہ ایکمرتبہ
اقرار کرے بشرطیکہ وہ مالک بہیمہ ہو ورنہ فقط تعزیر ثابت ہوگی اگرچہ اوسنے مکرر اقرار کیا ہو اسلئے کہ
کسی شخص کا اقرار دوسرے شخص کے حق مین نافذ نہین ہوتا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ فعل مذکور اوس
وقت تک ثابت نہوگا جب تک کہ وہ دو مرتبہ اقرار نکرے اور یہ قول غلط ہی اور اگر فعل مذکور کسی شخص سے
مکرر واقع ہوا اور تین مرتبہ تعزیر مستعمل ہوچکی ہو تو چوتھی مرتبہ مین اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور منجملہ
منہیات آدمی کسی زن مردہ کے ساتھ وطی کرنا معصیت کے متعلق ہونے اور حد زنا کے ثابت ہونے اور
احصان کے معتبر ہونے اور نہونے مین زن زندہ کے ساتھ وطی کرنے کا حکم رکھتا ہی بلکہ اسمقام پر
جنایت افحش ہی بنا بر علیہ اوسکی عقوبت مین حد زنا کے علاوہ کسی زیادتی کے ساتھ تغلیظ کرنا لازم
ہوگا جسکی مقدار نظر امام پر منوط ہی اور اگر زن مردہ اوس (واطی) کی زوجہ ہو تو تادیب مین فقط
تعزیر پر اقتصار کرنا معین ہوگا اور حد زنا بوجہ شبہہ ساقط ہو جائیگی اور آیا فعل مذکور زن مردہ کے
ساتھ وطی کرنا کے ثبوت مین دو عادلون کی شہادت کافی ہی یا نہین اسمین اختلاف ہی پس بعض

اصحاب نے فرمایا ہی کہ وہ دو عادلونکی شہادت سے ثابت ہوتا ہی اسلیئے کہ وہ فعل واحد کی شہادت ہی اور زن زندہ کے ساتھ وطی کرنیکا قیاس اس فعل پر صحیح نہین ہی اسلیئے کہ وہان دو فعلوں پر شہادت ہوتی ہی اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ فعل مذکور کے ثبوت مین شہود اربعہ سے کم کی شہادت کافی نہین ہی اسلیئے کہ وہ زنا ہی جسمین چار عادلونکا شہادت دینا معتبر ہی علاوہ برین ایک عادل کی شہادت داخل قذف ہی پس حد قذف اوسوقت تک مندفع نہوگی جب تک کہ شہود اربعہ کے ساتھ تکمیل نکی جائے اور یہ قول اشبہ ہی اور اقرار بھی تابع شہادت ہی پس جن علما نے کہ شہود مین چار عادلون کا اعتبار کیا ہی اونھون نے اقرار مین بھی چار مرتہ کا اعتبار کیا ہی اور جن علما نے کہ دو شاہد پر اقتصار کیا ہی اونھون نے اقرار مین بھی دو ہی مرتہ کا اعتبار کیا ہی اور اس مقام پر دو مسئلے قابل ذکر ہین **پہلا مسئلہ** جو شخص کہ کسی میت سے لواطہ کرے تو اوسپر لواطی کا حکم جاری کیا جائیگا اور اوسکی تعزیر دینے مین تغلیظ کی جائیگی **دوسرا مسئلہ** جو شخص کہ اپنے ہاتھ سے استمناء منی کا خارج کرنا کرے اوسکا تعزیر دینا معین ہوگا اور اوسکی مقدار کا معین کرنا نظر امام پر منوط ہی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایسے شخص کے ہاتھ پر یہانتک ضرب لگائی کہ وہ سرخ ہوگیا بعد ازان بیت المال سے اوسکا نکاح کر دیا اور وہ (بیت المال سے نکاح کر دینا) ایسی تدبیر تھی جو حضرت کی نظر مین اوسکے لیے مصلحت تھی لیکن وہ منجملہ لوازم نہین ہی اور فعل مذکور دو عادلون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہی اور اسی طرح اقرار کرنے سے بھی ثابت ہوتا ہی اگرچہ ایک ہی دفعہ اقرار کرے اور بعض علما نے فرمایا ہی ایک دفعہ اقرار کرنے سے ثابت نہین ہوتا اور یہ قول وہم ہی

باب سوم

دفاع (ظالم کا دفع کرنا) کے بیان مین انسان کے لیئے اپنے نفس اور ناموس و مال سے ظالم کا بقدر امکان دفع کرنا جائز ہی اور دفع کے لیئے اسہل فالاسہل کا اختیار کرنا واجب ہوگا پس اگر محض صیاح (معین کو آواز دینا) سے خصم مقابل مندفع ہو جائے تو دافع کو اوسپر اقتصار کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ وہ دافع

ایسے مقام پر موجود ہو جہان کسی معین کا اوس سے ملحق ہونا ممکن ہو اور اگر صیاح سے مندفع نہو تو دافع کو ہاتھ پر اعتماد کرنا لازم ہوگا پس اگر اوسکی دفع مین ہاتھ بھی کافی نہو تو لاٹھی وغیرہ سے دفع کرنا معین ہوگا اور اگر لاٹھی وغیرہ بھی کافی نہو تو سلاح (ہتھیار) سے دفع کرنا معین ہوگا اور خصم مدفوع کا خون ہدر (باطل) وضایع ہوگا خواہ جرح ہو یا قتل ور اوسمین حر وعبد دونون مساوی ہین اور اگر دافع قتل ہو جائے تو اجر وثواب مین اوسپر حکم شہید جاری ہوگا اور دافع کو خصم مقابل کے حرب وضرب مین ابتدا کرنا صحیح نہوگا تا وقتیکہ واقع نفس وآبرو کی طرف اوس (خصم) کا قصد کرنا متحقق نہو اور تحقق قصد کی صورت مین دافع کو اوسکا دفع کرنا جائز ہوگا تا وقتیکہ وہ مقبل (مقابل دافع) رہے اور ادبار خصم کی صورت مین دافع کو اوس سے باز رہنا معین ہوگا اور اگر دافع اوسپر ضرب لگائے اور وہ معطل ہو جائے تو دافع کو اوسپر تعدی کرنے مین سرعت کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ تعطل خصم کی وجہ سے اوسکا ضرر مدفع ہو جاتا ہی اور اگر اقبال خصم کی صورت مین دافع اوسپر ضرب لگائے اور اوسکا ہاتھ قطع ہو جائے تو دافع ضارب پر جرح اور سرایت مین ضمانت لازم نہوگی ور اگر ادبار خصم کی صورت مین دافع اوسپر دوسری ضرب لگائے تو ضرب ثانیہ مضمون ہوگی اسلئے کہ اوسکے ضرر کا پہلے ہی ضرب مین مندفع ہو جانا مفروض ہے پس اگر ضرب ثانیہ کا زخم مندمل ہو جائے تو دافع سے اوس زخم کا قصاص متعلق ہوگا اور اگر ضرب اولی کا زخم مندمل ہو جائے اور ضرب ثانیہ کا زخم سرایت کرکے اوس (خصم) کو ہلاک کرے تو دافع ضارب سے قصاص نفس متعلق ہوگا اور اگر دونون ضربتون کا زخم سرایت کرے اور وہ (خصم) ہلاک ہو جائے پس مقتضای مذہب یہ ہی کہ ولی مقتول کو دافع ضارب سے نصف دیت کے ادا کرنے کے بعد قصاص لینا صحیح ہوگا اور اگر اقبال خصم کی صورت مین دافع اوس (خصم) کے ایک ہاتھ کو قطع کر دے اور ادبار خصم کی صورت مین اوسکے پاؤن کو قطع کر دے بعد ازان حالت اقبال مین اوسکے دوسرے ہاتھ کو بھی قطع کر دے بعد ازان

تینون زخم سرایت کرین تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ دافع پر ثلث دیت لازم ہوگی بشرطیکہ دیت پر وہ دونون (دافع اور ولی مقتول) راضی ہو جائین اور اگر ولی مقتول اوس (دافع) سے قصاص لینے کا ارادہ کرے تو (ثلثین (دیت کے دو حصے) کے بعد جائز ہوگا لیکن اگر حالت اقبال مین دافع اوس (خصم) کے ایک ہاتھ کو بعد ازان اوس کے ایک پاون کو قطع کرے اور حالت ادبار مین اوس کے دوسرے ہاتھ کو قطع کرے اور تینون زخم سرایت کرین پس وہ دونون (دافع و ولی مقتول) دیت پر اتفاق کرین تو دافع قاتل پر نصف دیت کا ولی مقتول کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر ولی مقتول اوس دافع سے قصاص کا مطالبہ کرے تو نصف دیت کے رد کر دینے کے بعد اوس (ولی مقتول) کو دافع سے قصاص کا اخذ کرنا جائز ہوگا اور دونون مسئلون مین فرق یہ ہی کہ مسئلہ ثانیہ مین دونون زخمون کا متوالی ہونا مفروض ہی لہذا اون دونون پر زخم واحد کا حکم جاری کیا جائیگا اور مسئلہ اولی مین ایسا نہین ہی بلکہ ہر ایک زخم کا علیحدہ ہونا مفروض ہی اور فرق مذکور مین میرے نزدیک ضعف ہی اور مسئلہ اولی کا مثل ثانیہ ہونا اقرب ہی اسلیے کہ صورت سرایت مین جنایت طرف کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہی مثلاً اگر کوئی شخص اوسکے ہاتھ کو اور دوسرا شخص اوسکے پاون کو قطع کر دے بعد ازان شخص اول اوسکے دوسرے ہاتھ کو قطع کر دے اور تینون زخم سرایت کرین تو قصاص و دیت مین وہ دونون شخص مساوی ہونگے اور اس باب سے کئی مسئلے ملحق ہین **پہلا مسئلہ** اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ یا مملوکہ یا غلام کے ساتھ کسی شخص کو ایسے فعل کا مرتکب پائے جو کمتر از جماع ہو جیسے تقبیل وغیرہ تو شخص مذکور کو اوس (مرتکب) کا دفع کرنا جائز ہوگا اور اگر دفع کرنا اوس (مرتکب) کے قتل کی طرف منجر ہو جائے تو اوسکا خون ہدر ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی قوم کی ناموس پر

نظرکی تو اوس قوم کو اوسکا زجر کرنا جائز ہوگا پس اگر اپنے فعل پر وہ اصرار کرے اور وہ قوم پتھر
پتھر یا لکڑی وغیرہ کو رہا کرے اور اوسپر کوئی جنابت حادث ہو جاے (جیسے ہاتھ کا قطع
ہو جانا) تو وہ جنایت ہدر ہوگی اور اوسکا مواخذہ برطرف ہوگا اور بدون زجر اوس پر پتھر
یا لکڑی رہا کی جائے اور وہ مجروح ہو جائے تو رہا کنندہ اوس جنابت کا ضامن ہوگا اور
اگر صاحب مکان کی عورتون کے لیئے شخص ناظر محرم ہو تو اوسکے زجر پر اقتصار کرنا معین ہوگا
اور اگر اس حالت مین صاحب مکان اوسپر پتھر وغیرہ کو رہا کرے اور اوسپر جنایت کرے تو
ضامن ہوگا اور اگر وہ عورتین برہنہ ہون تو اوسکا زجر کرنا اور پتھر کا اوسپر رہا کرنا جائز
ہوگا اسلیے کہ محرم کے لیئے ایسا نظر کرنا جائز نہین ہی **تیسرا مسئلہ** اگر صاحب مکان کسی شخص کو
اپنے مکان مین قتل کر ڈالے بعد ازان مدعی ہو کہ مقتول نے میری نفس یا مال کا قصد
کیا تھا اور ورثہ مقتول انکار کرین اور صاحب مکان بینہ قائم کرے کہ شخص داخل کے
پاس شمشیر برہنہ موجود تھی اور صاحب مکان پر اوسنے اقبال کیا تھا تو قول قائل (صاحب
مکان) کے راجح ہونے پر یہ شہادت حاکم ہوگی اور ضمانت ساقط ہو جائیگی **چوتھا مسئلہ**
انسان کو دابہ صائلہ (حملہ کرنیوالا چوپایہ) کا اپنے نفس سے دفع کرنا جائز ہی پس اگر دابہ
مذکورہ اوسکے دفع کرنے کی وجہ سے تلف ہو جائے تو ضمان نہوگی **پانچوان مسئلہ** اگر
کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو اپنے دانتون سے کاٹ ڈالے اور شخص معضوض (جس کے
ہاتھ کو کاٹا ہی) اپنے ہاتھ کو کھینچ لے اور شخص عاض (کاٹنے والا) کے دانت ٹوٹ جائین تو
ہدر ہون گے اور اونکا مواخذہ نہوگا اور اگر شخص معضوض اپنے ہاتھ کے چھوڑانیکی غرض
سے اوسکے منھ پر طانچہ مار دے یا اوسکو مجروح کر دے تو جائز ہوگا بشرطیکہ ہاتھ کا سہل کے
ساتھ چھوڑانا متعذر ہو اور صورت تعذر مین اوسکا کارد یا خنجر سے شق کرنا جائز ہوگا اور جبکہ

اصل کے ساتھ تخلص (چھوڑ الینا) کرنے پر اوسکو قدرت حاصل ہو اور مع ذلک اشق کیطرف تخطی (تجاوز) کرے تو ضامن ہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ دو لشکر عادی (ظالم) آپسمین مقابلہ کرین تو ایک لشکر اوس جنایت کا ضامن ہوگا جو دوسرے لشکر پر حادث کریگا اور اگر جدال وقتال سے ایک لشکر کف (باز رہنا) کرے اور لشکر دوم اوسپر حملہ کرے بعد ازان لشکر اول اوس دوم پر بقصد دفاع حملہ کرے تو لشکر اول سے ضمانت متعلق نہوگی بشرطیکہ اوسی مقدار پر اقتصار کرے جو حصول دفع کے لیئے کافی ہی اور لشکر دوم ضامن ہوگا اور اگر دو شخصون مین سے ہر ایک شخص دوسریکو مجروح کرے اور ہر ایک شخص مدعی ہو کہ اوسنے اپنے نفس سے دوسرے کے دفع کرنے کی غرض سے حملہ کیا ہی تو وہ شخص حلف کریگا جو قصد مذکور کا منکر ہو اور مجروح کنندہ ضامن ہوگا کیونکہ باعتبار اصل اوس سے ضمانت متعلق ہی **ساتوان مسئلہ** اگر امام ہ کسی شخص کو درخت پر چڑھنے یا کنوین مین اوترنے کا امر فرماوین اور وہ شخص مرجاوے پس اگر امام ہ نے اوسکو فعل مذکور پر مجبور کیا تھا تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ امام ع پر اوسکی دیت لازم ہوگی اور فرض مذکور مین مذہب حق کی منافات لازم آتی ہی اسلیئے کہ معصوم ع ایسے فعل پر مجبور نہین کر سکتے جو مامور پر واجب نہو اور فعل واجب پر مجبور کرنے کو سقوط ضمانت لازم ہی پس صورت مسئلہ کا نائب امام ہ مین متحقق ہونا متصور ہی اور اگر فعل مذکور پر کسی مصلحت عامہ کے لیے مجبور کیا ہو تو بیت المال سے اوسکی دیت متعلق ہوگی اور اگر فعل مذکور پر اوسکو مجبور نکیا ہو تو دیت اصلا نہوگی **آٹھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو ایسے امر کے ساتھ تادیب کرے جو باعتبار شرع جائز ہو اور وہ مرجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہی کہ شوہر پر اوسکی دیت لازم ہوگی اسلیئے کہ تادیب مین زوجہ کا سالم رہنا شرط ہی اور اس مین تردد ہی اسلیئے کہ تادیب مذکور از قبیل تعزیرات سائغہ ہی لہذا موجب دیت نہوگی اور اگر طفل نابالغ کو اوسکا

[Marginal notes (handwritten, partly illegible):]
ظالم
الامام علیہ السلام
منافات للشان
وتنقید فی
تادیب ولو کان
ذلک لمصلحة
عامة کانت
الدیة فی بیت
المال وان لم
یکره فلا
دیة اصلا
الثامنة
اذا ادب
زوجته تادیبا
مشروعا فماتت
قال الشیخ
علیه دیتها
لانه مشروط
بالسلامة وفیه
تردد لانه من
جملة التعزیرات
السائغة ولو
ضرب الصبی

قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ وہ (غیر ممیز) بہ نسبت اُس (مکرہ) کے آلہ کا حکم رکھتا ہی اور
حکم مذکور مین حر اور عبد مساوی ہین اور اگر وہ (مکرہ) شعور ممیز عارف غیر بالغ
اور حر ہو تو قصاص نہوگا اور عاقلہ مباشر پر دیت لازم ہوگی اور بعض اصحاب نے فرمایا کہ
اُس سے قصاص لیا جائیگا بشرطیکہ بچہ مکرہ مقصود دس برس سے اُسکا سن کم نہو اور یہ قول متروک ہی
اور مملوک ممیز مین اُسکے رقبہ سے جنایت متعلق ہوگی اور قصاص نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے
کتاب خلاف مین تحریر فرمایا ہی کہ اگر مملوک صغیر یا مجنون ہوگا تو قصاص نہوگا اور دیت واجب
ہوگی اور قول اول (قصاص کا اکراہ کنندہ سے متعلق ہونا) اظہر ہی اور اس مقام پر کئی
فرعین مذکور ہوتی ہین اول اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے اقتلنی والا قتلتک
(تو مجکو قتل کر ڈال ورنہ مین تجکو قتل کرونگا) تو قتل کرنا جائز نہوگا اسلئے اجازت سے حرمت
مرتفع نہین ہوسکتی اور اگر مباشر قتل ہو تو قصاص واجب نہوگا اسلئے کہ اُسنے اپنے حق کو
بوجہ اجازت ساقط کردیا ہی پس وارث مقتول کو مباشر پر تسلط نہوگا دوم اگر کوئی شخص
کسی سے کہے اقتل نفسک (تو اپنے نفس کو قتل کرلے) اور شخص مامور ممیز ہو تو ملزم (امر)
پر کچھ نہوگا اسلئے کہ مباشر اقوی ہی اور اگر شخص مامور ممیز نہو تو ملزم (آمر) پر قصاص لازم ہوگا
اسلئے کہ سبب قوی ہی اور اس مقام پر اکراہ قاتل کے متحقق ہونے مین اشکال ہی اسلئے کہ خوف
قتل ہی کی وجہ سے انسان کسی فعل کے صادر کرنے مین مضطر ہوتا ہی اور جبکہ وہ خود اپنے قتل پر
مامور ہی تو خوف مذکور بے معنی ہی سوم ماعدائے نفس مین اکراہ متحقق ہوتا ہی پس اگر کوئی شخص
کسی سے کہے قطع یدہذا والا قتلتک (اسکا ہاتھ قطع کردے ورنہ مین تجکو قتل کرونگا) تو مامور
پر قصاص نہوگا بلکہ آمر مکرہ (مجبور کرنیوالا) پر لازم ہوگا اور اگر کہے اقطع ید ہذا او ہذا والا قتلتک
(تو اس شخص کا یا اس شخص کا ہاتھ قطع کردے والا تجکو قتل کرونگا اور مامور مکرہ مجبور ہو ان دونون

کہ وہ اپنے نفس کے تلف کرنے میں مستقل ہی اور یہ حکم اُس صورت مین جاری ہوگا جبکہ وہ آگ سے خارج ہو جائے اور اپنا علاج نکرے اور مرجائے اسلئے کہ ترک علاج کی صورت مین جو سرایت حاصل ہوتی ہی وہ جرح مضمون کی وجہ سے حاصل ہوتی ہی اور آگ کی وجہ سے جو ہلاکت حاصل ہوتی ہی وہ فقط القاء (گرا دینا) کی وجہ سے نہین ہوتی بلکہ اُس احراق جدید کی وجہ سے حاصل ہوتی ہی جو درنگ نکرنیکی صورت مین متحقق نہوتا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کو گہرے پانی مین گرادے اور وہ مرجائے تو اسمین بھی یہی کلام جاری ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان فصد کردے اور انسان مذکور اپنے عضو مقصود (جسمین فصد کیگئی ہی) کے باندھنے کو ترک کرے یا اگر کوئی شخص کسی انسان کو پانی مین ڈالدے اور وہ (انسان) باوجود قدرت اُس (پانی) کے نیچے اپنے سانس کو روکے رہے اور ہلاک ہو جائے تو قصاص و دیت دونون ساقط ہونگے چوتھی صورت جو سرایت کہ جنایت عمد سے حاصل ہوتی ہی وہ بصورت تساوی بین موجب قصاص ہوتی ہی پس اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو ازراہ عمد قطع کردے اور وہ (جنایت) سرایت کرے تو جارح کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کی انگلی کو کسی ایسے طرح سے ازراہ عمد قطع کردے جو غالباً قاتل ہو اور وہ سرایت کرے تب بھی جارح کا قتل کرنا صحیح ہوگا پانچوین صورت اگر کوئی شخص کسی انسان پر بلندی سے اپنے نفس کو ازراہ عمد گرادے اور اُسکا وقوع (گرنا) منجملہ اُن امور کے فرض کیا جائے جو غالباً قاتل ہوتے ہین اور شخص اسفل ہلاک ہو جائے تو واقع (گرنے والا) پر قصاص لازم ہوگا اور اگر اُسکا وقوع منجملہ اُن امور کے نہو جو غالباً ہلاک کرتے ہین تو جنایت مذکورہ پر خطا شبیہ العمد کا حکم جاری کیا جائیگا جسمین دیت مغلظہ لازم ہوتی ہی اور اُس شخص کا خون ہدر ہوگا جس نے اپنے نفس کو گرایا ہی چھٹی صورت شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہی کہ سحر کیلئے کوئی حقیقت نہین ہی اور بعض اخبار سے سحر کیلئے حقیقت کا

اس قید کا کوئی فائدہ معلوم نہین ہوتا اسلئے کہ صورت سرایت مین کسی کی تخصیص نہین ہی ۱۲

ہونا مستفاد ہوتا ہے اور شاید قول شیخ قریب ہو لیکن احتمال پر بنا کرنا اقرب ہو پس اگر کوئی شخص کسی انسان کو مسحور کر دے اور وہ (انسان) ہلاک ہو جاوے تو مختار شیخ کے بنا پر موجب قصاص و دیت نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے سحر سے کسی انسان کے ہلاک کر دینے کا اقرار کرے تب بھی مختار شیخ کی بنا پر یہی حکم ہوگا اور احتمال کی بنا پر جسکو ہمنے بیان کیا ہو ساحر پر اسکے اقرار کے موافق الزام دینا لازم ہوگا اور بعض اخبار مین قتل ساحر کا حکم منقول ہوا ہے اور شیخ رح نے کتاب خلاف مین فرمایا ہو کہ اُس کا حد شرعی کے عوض قتل کرنے پر محمول کرنا متعین ہی اور اُسکا حد قصاص پر محمول کرنا صحیح نہین ہو دوسرا مرتبہ سبب کے ساتھ مباشرت بھی منضم ہونا اور اُسمین بھی کئی صورتین ہین پہلی صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کیلئے طعام مسموم (زہر آلود) کو پیش کرے اور اُس (انسان) کو معلوم ہوا ہے وہ انسان ممیز ہو تو قصاص و دیت دونون ساقط ہون گے اور اگر اوس کو معلوم نہو اور تناول کر لے اور ہلاک ہو جائے تو ولی کو قصاص لینے کا استحقاق حاصل ہوگا اس لئے کہ حکم مباشرت بوجہ غرور (فریب دینا) ساقط ہو جاتا ہے اور اگر صاحب منزل کے طعام مین کوئی شخص زہر کو شریک کر دے اور صاحب منزل اُسکو تناول کرے اور ہلاک ہو جاوے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا کہ شخص مذکور پر قصاص لازم ہوگا اور لزوم قصاص مین اشکال ہی اسلئے کہ صاحب منزل نے مباشرت کی ہے لہذا شخص مذکور پر دیت لازم ہوگی دوسری صورت اگر کوئی شخص کسی راستہ مین چاہ عمیق کا حفر (کھودنا) کرے اور کسی ایسے شخص کو طلب کرے جو اُس (چاہ) کو نہ جانتا ہو اور شخص مطلوب اُسمین گر کر ہلاک ہو جاوے تو حافر چاہ پر قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ فعل مذکور ایسا امر ہی جس سے غالباً قتل کرنے کا قصد کیا جاتا ہی تیسری صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کو مجروح کر دے بعد ازان

وہ (مجروح) اپنے نفس کا کسی دوا کے ساتھ علاج کرے اور دوا مذکور مجہز (سریع القتل)
ہو تو شخص اول سے حکم جارح منقطع ہوگا اور شخص مقتول اپنے نفس کا قاتل سمجھا جائیگا اور
(مقتول) کو دیت کا استحقاق حاصل نہ ہوگا البتہ ولی مقتول کو جرح کے عوض میں قصاص کا
اور قصاص کا استحقاق بھی حاصل نہ ہوگا
مطالبہ صحیح ہوگا بشرطیکہ جرح مذکور ان جنایات سے فرض کیا جائے جو موجب قصاص
ہوتی ہیں ورنہ ولی مقتول کیلئے ارش جراحت کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر
غالبا مجروح کو صحت حاصل ہوا ہو
دوا مذکور مجہز نہ ہو اور اسمیں مجروح کی سلامتی کا ظن غالب حاصل ہو اور وہ (مجروح)
اتفاقا ہلاک ہوجائے تو دیت کی وہ مقدار ساقط ہوجائیگی جو فعل مجروح کے مقابل قرار
پاسکے جس سے نصف دیت مراد ہے اور ولی کو جارح کا (نصف دیت کے ضمن آخر کا ولی
کے حوالہ کرنا) کے بعد قتل کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر دوا مذکور غیر مجہز ہو لیکن غالبا باعث
تلف ہوتی ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہوگا اور اسی طرح اگر مجروح اپنے زخم کو زندہ گوشت کے ساتھ
سے لیوے اور ان دونوں (زخم اور زندہ گوشت) سے سرایت حاصل ہووے تب بھی
یہی بحث جاری ہوگی پس دیت کی وہ مقدار ساقط ہوجائیگی جو فعل مجروح کے مقابل قرار
پاسکے جس سے نصف دیت مراد ہے اور ولی کو جارح کا (نصف دیت کے ضمن آخر کا
ولی کے حوالہ کرنا) کے بعد قتل کرنا صحیح ہوگا تیسرا مرتبہ سبب کے ساتھ کسی حیوان کے
مباشرت کا منضم ہونا اور اسمیں بھی کئی صورتیں ہیں پہلی صورت جبکہ کوئی شخص
انسان کو دریا میں گرادے اور قبل وصول اسکو مچھلی نگل جائے تو شخص مذکور پر قصاص
دریا تک پہنچنے سے پہلے
لازم ہوگا اسلئے کہ دریا میں گرادینا باعتبار عادت اتلاف (ہلاک کردینا) کا حکم رکھتا ہے اور بعض
علمانے فرمایا ہے کہ صورت مذکورہ میں قصاص نہ ہوگا اسلئے کہ اس (گرانے والے) نے مطلب
مذکور اسکے تلف کرنیکا قصد نہیں کیا تھا لہذا فقط دیت ثابت ہوگی اور یہ قول قوی ہے لیکن

هذا أنفع وهو قوي أما

اگر کوئی شخص کسی انسان کو مچھلی کی طرف گرا دیوے اور وہ (مچھلی) اسکو نگل جاے تو شخص مذکور پر قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ مچھلی بالطبع مضرب رسان ہی لہذا اُس پر آلہ قتل کا حکم جاری کیا جائیگا دوسری صورت اگر کوئی شخص کسی انسان پر کلب عقور (سگ گزندہ) کا اغراء (برانگیختہ) کرے اور کلب مذکور اسکو ہلاک کردے تو قصاص کا ثابت ہونا اشبہ ہی اسلئے کہ وہ از قبیل آلہ ہی اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کو شیر کے سامنے اسطرح ڈالدے کہ وہ (انسان) اپنی حفاظت پر قادر نہو اور شیر اسکو ہلاک کردے تب بھی یہی حکم ہوگا خواہ مکان تنگ مین ہو یا کشادہ مین تیسری صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کو سانپ سے اسقدر کٹواے جو باعتبار عادت قاتل ہو اور وہ ہلاک ہو جاے تو شخص مذکور کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اگر کسی انسان کے بدن پر ایسے سانپ کو چھوڑ دیوے جو باعتبار عادت قاتل ہو اور وہ (سانپ) کاٹ لیوے اور انسان مذکور ہلاک ہو جاے تو اس صورت مین بھی قصاص کا ثابت ہونا اشبہ ہی اسلئے کہ فعل مذکور ایسا امر ہی جسکے ساتھ باعتبار عادت تلف ہو جانیکی عادت جاری ہی چوتھی صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کو مجروح کرے بعد ازان اُس (انسان) کو کوئی شیر کاٹ لیوے اور وہ دونون (جراحت اور شیر کا کاٹنا) سرایت کرین تو قصاص ساقط نہوگا اور آیا فاضل دیت نصف کا ورثہ جارح پر رد کرنا لازم ہوگا یا نہین پس اُسکا لازم ہونا اشبہ ہی اور اسی طرح اگر قاتل اجنبی کے ساتھ پدر مقتول (جس سے قصاص لینا صحیح نہین ہی بھی شریک ہو جاے یا کسی غلام کے قتل مین حر اور غلام دونون شریک ہون تب بھی قاتل اجنبی اور غلام سے قصاص ساقط نہوگا البتہ پدر مقتول اور حر سے قصاص ساقط ہوگا اور اُنپر نصف دیت یا نصف قیمت لازم ہوگی جو ورثہ مقیض منہ (جس سے قصاص لیا جاے) کے حوالہ کی جائیگی پانچوین صورت

وكذا لو القاه الى اسد بحيث لا يمكنه الاعتصام منه فقتله سواء كان في مضيق او برية

الثالثة

الرابعة

الخامسة

اگر کوئی شخص کسی انسان کو اپنے ساتھ پر بٹھائے اور ارض مسبعہ (درندون کی جگہ) مین ڈالدیوے اور اُس (انسان) کو اتفاقاً کوئی شیر پھاڑ ڈالے تو قصاص نہوگا اور دیت ثابت ہوگی چوتھا امر یہ سبب کے ساتھ کسی دوسرے انسان کی مباشرت کا منضم ہونا اور اُسمین بھی کئی صورتین ہین پہلی صورت اگر کوئی شخص کنوان کھودے اور کوئی دوسرا شخص کسی تیسرے شخص کے دفع کرنیکی وجہ سے اُسمین گر پڑے تو وہ شخص قاتل ہوگا جسنے اُسکو گرایا ہی اور وہ شخص قاتل نہوگا جسنے کنوان کھودا ہی اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کو مکان بلند سے گرادے اور قبل وصول الی الارض (زمین تک پہونچنے سے پہلے) اُس (انسان) پر کوئی دوسرا شخص تلوار لگائے اور وہ (انسان) وہ پارہ ہوجاے تو وہ شخص قاتل ہوگا جسنے اُسپر تلوار لگائی ہی اور اگر ایک شخص کسی انسان کا امساک (روک لینا) کرے اور دوسرا شخص اُس (انسان) کو قتل کر ڈالے تو قصاص اُسی شخص پر لازم ہوگا جسنے کہ قتل کیا ہی اور ممسک پر قصاص نہوگا لکن ممسک کا دائم الحبس کرنا واجب ہوگا اور اگر اون دونون (قاتل و ممسک) نے کسی تیسرے شخص کو اپنے لئے ناظر مقرر کیا ہو تو وہ (ناظر) ضامن نہوگا لکن اُسکی آنکھون کا نکلوا ڈالنا معین ہوگا دوسری صورت جبکہ کوئی شخص کسی شخص سے قتل کرنے پر کسی شخص کا اکراہ (مجبور کرنا) کرے تو مباشر پر قصاص لازم ہوگا اور آمر مکرہ (مجبور کرنیوالا) پر لازم نہوگا اور ہمارے نزدیک قتل مین باعتبار شرع اکراہ متحقق نہین ہوتا البتہ ماعدائے قتل جیسے زخمی کرنا یا قطع کرنا مین متحقق ہوتا ہی اور روایت علی بن رباب مین وارد ہوا ہی کہ آمر (حکم دینے والا) کا محبوس کرنا لازم ہوگا یا اسیکہ وہ ہلاک ہوجاے اور حکم مذکور اُس صورت مین جاری ہوگا جبکہ مکرہ مقہور (مجبور و مغلوب) بالغ عاقل ہو اور اگر وہ (مکرہ مقہور) غیر ممیز ہو جیسے طفل و مجنون تو مکرہ (مجبور کرنیوالا) پر

قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ وہ (غیر ممیز) بہ نسبت اُس (مکرہ) کے آلہ کا حکم رکھتا ہی اور
حکم مذکور مین حر اور عبد مساوی ہین اور اگر وہ (مکرہ) شعور تمیز عارف شیر بالغ
اور حر ہو تو قصاص نہوگا اور عاقلہ مباشر پر دیت لازم ہوگی اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی
کہ اُس سے قصاص لیا جائیگا بشرطیکہ دس برس سے اُسکا سن کم ہو اور یہ قول متروک ہی
اور مملوک تمیز مین اُسکے رقبہ سے جنایت متعلق ہوگی اور قصاص نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے
کتاب خلاف مین تحریر فرمایا ہی کہ اگر مملوک صغیر یا مجنون ہوگا تو قصاص نہوگا اور دیت واجب
ہوگی اور قول اول (قصاص کا اکراہ کنندہ سے متعلق ہونا) اظہر ہی اور اس مقام پر کئی
فرعین متفرع ہوتی ہین اول اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے اقتلنی والا قتلتک
(تو مجکو قتل کر ڈال ورنہ مین تجکو قتل کرونگا) تو قتل کرنا جائز نہوگا اسلئے اجازت سے حرمت
رفع نہین ہوسکتی اور اگر مباشر قتل ہو تو قصاص واجب نہوگا اسلئے کہ اُسنے اپنے حق کو
بوجہ اجازت ساقط کردیا ہی پس وارث مقتول کو مباشر پر تسلط نہوگا دوم اگر کوئی شخص
کسی سے کہے اقتل نفسک (تو اپنے نفس کو قتل کرلے) اور شخص مامور ممیز ہو تو ملزم (امر)
پر کچھ نہوگا اسلئے کہ مباشر اقوی ہی اور اگر شخص مامور ممیز نہو تو ملزم (آمر) پر قصاص لازم ہوگا
اسلئے کہ سبب قوی ہی اور اس مقام پر اکراہ قاتل کے متحقق ہونے مین اشکال ہی اسلئے کہ خوف
قتل ہی کی وجہ سے انسان کسی فعل کے صادر کرنے مین مضطر ہوتا ہی اور جبکہ وہ خود اپنے قتل پر
مامور ہی تو خوف مذکور بے معنی ہی سوم ماعدائے نفس مین اکراہ متحقق ہوتا ہی پس اگر کوئی شخص
کسی سے کہے قطع یدہذا والا قتلتک (اسکا ہاتھ قطع کردے والا مین تجکو قتل کرونگا) تو مامور
پر قصاص نہوگا بلکہ آمر مکرہ (مجبور کرنیوالا) پر لازم ہوگا اور اگر کہے اقطع یدہذا او ہذا والا قتلتک
(تو اس شخص کا یا اس شخص کا ہاتھ قطع کردے والا تجکو قتل کرونگا) اور مامور مکرہ (مجبور) ان دونوں مین

سے ایک شخص کو اختیار کرے تو ثبوت قصاص مدت تردد ہے جو تعیین احد الشخصین کی غایت

ہونے سے پیدا ہوتا ہے لیکن قصاص کا اکراہ کرنیوالے (مجبور کرنیوالا) پر لازم ہونا شبہ ہے اسلئے کہ

اور جبتک کہ احد ہما اختیار نکیا جاے اسوقت تک تخلص غیر ممکن ہے تفسیر

امر کی شہادت دیں جو موجب قتل ہو جیسے قصاص یا چار عادل ایسے امر کی شہادت دیں

رجم ہو جیسے زنا اور بعد استیفاء انکا شہود زور ہونا معلوم ہو تو حاکم اور

سے ضمانت متعلق نہوگی اور شہود پر قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ عادت شرع کے موافق

کی شہادت پر تسبیب متلف کا حکم جاری کیا جائیگا ہاں اگر ولی مقتول کو انکا شہود زور ہونا

اور باوجود اسکے مباشر قصاص ہو تو اُسی (ولی المقتول) پر قصاص لازم ہوگا اور شہود پر

اسلئے کہ اس صورت میں اُسنے قتل ناحق کا بدون غرور (فریب) قصد کیا

اگر کوئی شخص کسی انسان پر ایسی جنایت کرے کہ اُس (انسان) پر حکم مذبوح جاری کیا جاے

اُسکی حیات کے استقرار کا باقی نرہنا مراد ہے اور دوسرا شخص اُسکو ذبح کردے تو شخص اول پر

قصاص لازم ہوگا اور شخص دوم پر دیت واجب ہوگی اور اگر اُس (انسان) کی حیات کا

استقرار باقی رہے تو شخص اول پر جارح کا حکم اور شخص دوم پر قاتل کا حکم

اول کی حیات ان امور کے قبیل سے ہو جسکے ساتھ غالباً موت

چاک کرنا یا مغز سر کا پھاڑ ڈالنا یا نہو جیسے اُنگلی کا قطع کرنا یا پنجوں

کسی انسان کے ہاتھ کو اور دوسرا شخص اُسکے پاؤن کو قطع کرے

ایک جراحت مندمل ہو جاے بعد ازان وہ (انسان مجروح) ہلاک ہو جاے تو جس شخص کے

جراحت مندمل ہوگی اُسپر حکم جارح جاری کیا جائیگا اور شخص دوم سے حکم قاتل متعلق ہوگا

پس اولاً جرح مندمل کی دیت کا اُسکے ورثہ پر رد کرنا بعد ازان اُسکا قتل کرنا متعین ہوگا

شخص دوم ۱۲ شخص دوم ۱۲

فلذ ملکت احدهما ته هلاک فمن اندمل جرحه فهو جارح والآخر قاتل ... دیة الجرح المندمل

فرع اگر کسی انسان کو دو شخص مجروح کرین اور ہر ایک کی جنایت سے ایک جرح حادث ہو اور وہ (انسان مجروح) ہلاک ہو جاے بعد ازان ایک شخص اپنے جراحت کے مندمل ہو جانیکا مدعی ہو اور ولی مقتول اُسکی تصدیق کرے تو اُسکی تصدیق دوسرے شخص کے حق مین نافذ ہوگی اسلئے کہ ولی مقتول کو کبھی دیت جرح کا جارح سے اخذ کرنا اور دیت نفس کا دوسرے شخص سے اخذ کرنا مقصود ہوتا ہے پس وہ (ولی مقتول) احدہما کی تصدیق مین متہم ہے علاوہ برین منکر کا دعوی مطابق اصل عدم اندمال ہے پس قول منکر اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا چھٹی صورت اگر کسی انسان کے ہاتھ کو بند دست سے ایک شخص اور مرفق (کہنی) سے دوسرا شخص قطع کرے اور وہ (انسان) ہلاک ہو جاے تو اُن دونون شخصون کا قتل کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ دوم کی وجہ سے اوّل کی سرایت منقطع نہین ہوئی اسلئے کہ سرایت ثانیہ کے قبل اُس (اوّل) کا الم شائع ہو چکا تھا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو قطع کرے اور دوسرا شخص اُس (انسان) کو قتل کر ڈالے تو حکم مذکور (دونونکے قتل کا صحیح ہونا) جاری نہوگا اسلئے کہ تعجیل قتل کی وجہ سے اوّل (ہاتھ قطع کرنا) کے سرایت منقطع ہو جاتی ہے اور اوّل (ہاتھ کا بند دست اور مرفق سے قطع کرنا) مین اشکال ہے اسلئے کہ سرایت اوّل (بند دست کا قطع کرنا) کے الم کا باقی رہنا مسلّم نہین ہے اور اگر ایک ہی شخص کا جانی ہونا فرض کیا جاے تو دیت نفس مین دیت طرف داخل ہو جائیگی اسلئے کہ علماے امامیہ کا اسپر اجماع ہے اور آیا قصاص نفس مین قصاص طرف بھی داخل ہوگا یا نہین اسمین فتواے اصحاب مضطرب ہے پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین ارشاد فرمایا ہے کہ اگر اُس (جانی) نے قصاص طرف اور قصاص نفس کے موجب کو تفریق صادر کیا ہو تو اُس سے قصاص طرف کا مطالبہ کیا جائیگا بعد ازان وہ قتل کیا جائیگا اور اگر اُن دونونکے موجب کو ایک ہی ضرب مین صادر کیا ہو تو اُسپر قتل کے علاوہ

کوئی شئی لازمہ نہوگی اور اِس قول کا مستند روایت محمد بن قیس ہی جو حضرت امام محمد باقرؑ یا حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہی اور کتاب مبسوط وخلاف مین تحریر فرمایا ہی کہ قصاص نفس مین قصاص طرف مطلقاً داخل ہوجائیگا اور اِس قول کا مستند روایت ابو عبیدہ ہی جو حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہی اور مبسوط وخلاف کے بعض مواضع مین فرمایا ہی کہ اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو قطع کرے بعد ازان اُسکو قتل کرے تو شخص مذکور کا ہاتھ قطع کیا جائیگا بعد ازان وہ قتل کیا جائیگا لکن وہ قول اقرب ہی جسکو کتاب نہایہ متضمن ہی اسلئے جنایت اولی کی وجہ سے قصاص ثابت ہوجاتا ہی اور حصول بعد بعد داخل ہی اور یہ حکم جاری نہوگا جبکہ ایک ہی ضربت کا صدور فرض کیا جاوے اور اسی طرح اگر سرایت جرح کی وجہ سے ثبوت مجروح متحقق ہو تب بھی حکم مذکور جاری نہوگا مثلاً کوئی شخص کسی غیر کے ہاتھ کو قطع کرے اور قطع مذکور اُسکے نفس کی طرف سرایت کرے تو قصاص نفس ثابت ہوگا اور قصاص طرف ثابت نہوگا اور اِس مقام پر کئی مسئلے ایسے مذکور ہوتے ہین جو اشتراک سے متعلق ہین منجملہ مسئلہ جبکہ کسی شخص کے قتل مین ایک جماعت شریک ہو تو اُس جماعت کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور ولی مقتول کو جمیع اور بعض شرکاء کے قتل کرنے مین اختیار حاصل ہوگا پس صورت اولی (قتل جمیع) مین ولی مقتول کو اُس مقدار کا اُن سب پر رد کرنا لازم ہوگا جو دیت مقتول سے فاضل رہے اور ہر ایک شخص اُس مقدار کو اخذ کریگا جو دیت مقتول مین سے وضع جنایت کے بعد باقی رہیگی اور صورت ثانیہ قتل بعض مین باقی لوگون کو اپنی جنایت کی دیت کا ورثہ مقتول پر رد کرنا لازم ہوگا اور اگر مقتولین کیلئے کوئی مقدار فاضل رہیگی تو ولی مقتول پر اُس مقدار کا اُنکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور تحقق شرکت مین ہر ایک شخص کا ایسے فعل کو صادر کرنا کافی ہوگا جو بانفراد قاتل ہو اور اسی طرح اُس فعل کا صادر کرنا بھی کافی ہوگا جسکے لئے قصد جنایت کی صورت مین

قتل کی صورت مین اولیاء مقتول کو دیت حر کے نصف کا اُس (حر) کے ورثہ پر رد کرنا لازم
ہوگا اور آقاے غلام پر کسی شی کا رد کرنا اُس وقت تک لازم نہوگا جبتک کہ دیت حر کے نصف سے
غلام کی قیمت زائد نہ ہو اور درصورت زیادت اُس (آقاے غلام) پر مقدار زائد رد کی جائیگی اور
فقط غلام کے قتل کی صورت مین اگر دیت مقتول کے نصف (یا پانچ ہزار درہم) سے اُس (غلام)
کی قیمت زائد ہو تو اولیاء مقتول کو مقدار زائد کا آقاے غلام کے حوالہ کرنا لازم ہوگا پس اگر غلام
کی قیمت نے دیت حر کا استیعاب کیا ہو تو اولیاء مقتول کا حق ادا ہو جائیگا اور آقاے غلام کو اولیاء
حر سے غلام کی قیمت کے نصف کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر قیمت غلام نے دیت حر کا استیعاب نکیا ہو
بلکہ وہ مجموع دیت سے کم اور نصف دیت سے زائد ہو تو اولیاء حر کو اُسکی دیت مین سے قدر فاضل کا
آقاء غلام پر رد کرنا لازم ہوگا اور باقی ماندہ جو متمم دیت ہی کا استحقاق مقتول اول (اولیاء) کو
حاصل ہوگا اور اس مسئلہ مین اصحاب کیلئے اختلاف ہی اور جو کچھ کہ ہمنے اختیار کیا ہی وہ قواعد مذہب کے
مناسب ہی پانچوان مسئلہ اگر کسی حر کے قتل کرنے مین غلام اور عورت شریک ہون تو اولیاء مقتول کو
اُن دونون کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور عورت پر رد نہوگا اور یہی طرح غلام پر بھی رد نہوگا ہان اگر (نصف)
دیت سے غلام کی قیمت زائد ہو تو قدر زائد کا اُسکے آقاء پر رد کرنا لازم ہوگا اور اگر اولیاء مقتول نے
اُس (مقتول) کے عوض مین عورت کے قتل کو اختیار کیا تو اُن کیلئے غلام کا استرقاق جائز
ہوگا تا وقتیکہ دیت مقتول کے نصف سے اُس (غلام) کی قیمت زائد نہو والا آقاے غلام
پر قدر فاضل کا رد کرنا لازم ہوگا اور اگر اولیاء مقتول نے غلام کے قتل کرنیکو اختیار کیا اور
اُسکی قیمت اُسکے جنایت کے مساوی (دیت حر کا نصف ۱۲) یا کم ہوئی تو آقا پر رد نہوگا اور عورت پر اپنی جنایت کی
دیت لازم ہوگی (دیت حر کا نصف) اور اگر نصف دیت سے اُسکی قیمت زائد ہو تو عورت کو آقاے غلام پر اُس
مقدار کا رد کرنا لازم ہوگا جو اُسکی قیمت سے فاضل رہے پس اگر قیمت غلام نے دیت مقتول کا

استیعاب کیا تو اولیاے مقتول کا حق ادا ہو جائیگا اور عورت کو نصف دیت کا آقاے غلام سے
حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر قیمت غلام نے دیت مقتول کا استیعاب نکیا بلکہ وہ مجموع دیت سے
کم اور نصف دیت سے زائد ہو تو عورت کو اپنی دیت مین سے قدر زائد کا آقاے غلام کے حوالہ
کرنا اور باقی ماندہ کا مقتول اوّل کے اولیا پر رد کرنا لازم ہوگا **دوسری فصل** شرائط
معتبرہ فی القصاص کے بیان مین اور وہ پانچ ہین **شرط اوّل** قاتل و مقتول کا حریت اور رقیت
مین مساوی ہونا جس سے قتل حر کا بعوض غلام جائز نہونا مراد ہو اور اسکا عکس (غلام کا بعوض
حر قتل ہونا) جائز ہی پس حر کا حر کے عوض قتل کرنا صحیح ہی اور اسی طرح مرد حر کا زن حرہ کے عوض
قتل کرنا بھی صحیح ہی بشرطیکہ دیت حر کے مقدار فاضل (نصف زیت) اسکے وارثون پر رد کیے
جاے اور اسی طرح زن حرہ کا زن حرہ کے عوض قتل کرنا بھی جائز ہی اور اسی طرح زن حرہ
کا مرد حر کے عوض قتل کرنا بھی جائز ہی اور ترکہ زن سے دیت حر کے فاضل کا اخذ کرنا علی
الاشہر صحیح نہوگا اسلئے کہ کسی شخص کے جنایت اسکے نفس سے تجاوز نہین ہو سکتی اور جنایت اطراف
(اعضا کا قطع کرنا) عورت کیلئے مرد سے بدون رد قصاص لیا جائیگا اور اسمین ان
دونونکی دیت مساوی ہوگی تاوقتیکہ عورت جنایت دیت مرد کے ثلث تک نہ پہونچے
بعد ازان عورت کا نصف کی طرف رجوع کرنا معین ہو جاتا ہی پس اس صورت مین عورت
کیلئے مرد سے رد تفاوت کے بعد قصاص لیا جائیگا اور غلام کا غلام اور کنیز کے عوض
قتل کرنا صحیح ہی اور کسی حر کا غلام یا کنیز کے عوض قتل کرنا صحیح نہین ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی اگر کسی کو غلامونکے قتل کرنیکی
عادت ہو جاے تو قتل کیا جائیگا تاکہ اسکی جرأت منقطع ہو اور اگر آقا اپنے غلام کو قتل کر ڈالے تو اوس پر کفارہ
واجب ہوگا اور تعزیر دیا جائیگا لیکن بعوض غلام اسکا قتل کرنا صحیح نہوگا اور بعض علمانے
فرمایا ہی کہ اس (آقا) پر غلام مقتول کی قیمت کا تاوان لازم ہوگا اور اسکے ساتھ تصدق کرنا

اس قول کے مستند مین ضعف ہی اور بعض روایات مین وارد ہوا ہی کہ اگر آقا کو اپنے غلام سے قتل کرنیکی عادت ہوجائیگی تو قتل کیا جائیگا اور اگر کوئی حر کسی دوسرے شخص کے غلام کو قتل کر ڈالے تو اوسپر غلام مقتول کے اوس قیمت کا تاوان لازم ہوگا جو روز قتل اوسکی قیمت تھی بشرطیکہ دیت حر سے اوسکی قیمت تجاوز نکرے ورنہ قدر زائد کا تاوان لازم نہوگا اور اسی طرح دیت حرہ سے قیمت کنیز کا تجاوز نکرنا بھی شرط ہی ورنہ قدر زائد کا تاوان لازم نہوگا اور اگر غلام مقتول ذمی ہو اور کسی کافر ذمی کا مملوک ہو تو قیمت ذکر (مرد) کا اوسکے آقا کی دیت سے اور قیمت انثی (عورت) کا زن ذمیہ سے متجاوز نہونا شرط ہوگا ورنہ قدر زائد کا تاوان لازم نہوگا اور اگر کوئی غلام کسی حر کو قتل کر ڈالے تو اوسکے عوض قتل کیا جائیگا اور آقا سے غلام اوسکی جنایت کا ضامن نہوگا لکن ولی دم کو اوس (غلام) کے قتل کرنے اور رقیق بنانے مین اختیار ہوگا اور آقا غلام کو کراہت ولی کی صورت مین اوسکے فک (چھوڑانا) کرنیکا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر کوئی غلام کسی حر کو مجروح (زخمی) کردے تو مجروح کو اوس سے قصاص لینا صحیح ہوگا پس وہ مجروح دیت کو طلب کرے تو آقا سے غلام کو اوسکا ارش جنایت کے عوض فک کر لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر آقا سے غلام انکار کرے تو مجروح کو اوس (غلام) کا استرقاق (بندہ بنانا) جائز ہوگا بشرطیکہ جنایت نے اوس کی قیمت کا احاطہ کیا ہو اور ارش جنایت اوس کی قیمت سے قاصر ہو تو مجروح کو غلام کا اوس نسبت کے ساتھ استرقاق کرنا صحیح ہوگا جو نسبت کہ جنایت کو اوس کی قیمت کے ساتھ حاصل ہوگی اور ولی دم کو غلام کی بیع کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہوگا اور اوس (ولی دم) کو قیمت غلام مین سے ارش جنایت کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر ارش جنایت سے قیمت غلام زائد ہو تو زائد کا استحقاق اوس کے آقا کو حاصل ہوگا اور اگر کوئی

غلام کسی غلام کو عمداً قتل کر ڈالے تو غلام مقتول کے آقا کو قصاص لینے کا استحقاق حاصل ہوگا
پس اگر اُسنے قتل کرنیکو اختیار کیا تو جائز ہوگا اور اگر دیت کا مطالبہ کیا تو رقبہ جانے سے متعلق
ہوگا پس اگر دونوں غلاموں (قاتل و مقتول) کی قیمتیں مساوی ہوئیں تو غلام مقتول کے آقا کو
غلام قاتل کا استرقاق صحیح ہوگا اور اُسکا آقا ضامن نہوگا لکن اگر قیمت کے عوض اُسکے فک
کرنیمین تبرع کرے تو جائز ہوگا اور اگر غلام قاتل کی قیمت زائد ہو تو غلام مقتول کے آقا کو اُسمین
سے اُسی مقدار کا استحقاق ہوگا جو قیمت مقتول کے مساوی ہو اور اگر غلام قاتل کی قیمت
کم ہو تو آقاے مقتول کو اُسکا قتل یا استرقاق صحیح ہوگا اور غلام قاتل کے آقا سے کسی شی کی ضمانت
متعلق نہوگی اسلئے کہ آقا پر غلام کی دیت لازم نہین ہوتی اور اگر کوئی غلام کسی غلام کو ازراہ
خطا قتل کرے تو غلام قاتل کے آقا کو اُس (غلام قاتل) کی قیمت کے ساتھ فک کرلینے
اور آقاے مقتول کے حوالہ کردینے مین اختیار حاصل ہوگا اور درصورت اولی (غلام قاتل کا
اُسکی قیمت کے ساتھ فک کرنا) غلام مجنی علیہ کے آقا کو اختیار نہوگا اور درصورت ثانیہ (غلام
قاتل کا آقاے مقتول کے حوالہ کردینا) غلام قاتل کے آقا کو منجملہ اُسکی قیمت کے اُس مقدار کا استحقاق
ہوگا جو غلام مقتول کی قیمت سے فاضل رہے اور اگر غلام مقتول کی قیمت سے غلام قاتل کی
قیمت ناقص (کم) ہو تو اُس (غلام قاتل) کے آقا پر مقدار نقصان لازم نہوگی اور اگر
غلام مقتول کے اُس قیمت مین جانے (غلام قاتل) اور مولاے غلام (غلام مقتول کا آقا)
مختلف ہون جو یوم قتل متحقق ہو تو قول جانے مقبول ہوگا جبکہ مولاے غلام کیلئے بینہ نہو
اور مدبر بر باب جنایت مین قن (غلام محض) کے احکام جاری کئے جائینگے پس اگر مدبر کسیکو
ازراہ عمد قتل کرے تو بعوض مقتول اُسکا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اگر ولی مقتول کو اُس (مدبر قاتل)
کا استرقاق مطلوب ہو تو صحیح ہوگا اور اگر مدبر کسی کو ازراہ خطا قتل کرے اور اُسکو ارش جنایت کی

عوض اُسکا آقا فک کرے فبہا اور اگر فک نکرے تو آوا پر بعوض رق اُسکا ولی مقتول کے
کر دینا لازم ہوگا اور ولی مقتول کیلئے اُسکا استرقاق صحیح ہوگا پس جبکہ وہ شخص وفات پا
جنسے کہ اُس (مدبر) کی تدبیر کی تھی تو آیا وہ (مدبر) آزاد ہوجائیگا یا نہین بعض علما نے فرمایا
کہ آزاد نہوگا اسلئے کہ تدبیر بمنزلہ وصیت ہی اور مدبر مذکور کا اُسکے ملک سے خارج ہوجانا مفروض
لہذا تدبیر باطل ہوجائیگی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ تدبیر باطل نہوگی بلکہ وہ (مدبر) آزاد
اور جبکہ موت آقا کے بعد اُسکے آزاد ہوجانیکو اختیار کرین تو آیا اُس (مدبر) پر اپنے رقبہ
فک کرنیمین سعی کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین اختلاف ہی لکن اصح اُسپر فک رقبہ کیلئے سعی کا
اور شاید کہ یہ قول از قبیل وہم ہوا اور مکاتب مطلق اگر اپنے مکاتبہ (مال کتاب) مین سے
کسی شی کو ادا نکرے یا مشروط ہو تو اُسپر بھی احکام قن (غلام محض) جاری کئے جائینگے اور
مطلق ہو اور مال کتاب مین سے کسی شی کو ادا کیا ہو تو اُسی کے حساب سے آزاد ہوجا
پس اگر وہ کسی حر کو ازراہ عمد قتل کر ڈالے تو اُسکے عوض قتل کیا جائیگا اور اگر کسی مملوک
قتل کر ڈالے تو قصاص نہوگا اور حصۂ رقیت سے اُسکی جنایت بطور تبعیض متعلق ہوگی
اُسکو نصیب حریت مین سعی کرنا لازم ہوگا اور آقاے مقتول کو باقی حصہ کا استرقاق صحیح
اور اسی طرح آقاے مقتول کو نصیب رق کا فروخت کرنا بھی صحیح ہوگا اور اگر وہ (مکاتب
مطلق جسنے بعض مال کو ادا کیا ہو) کسی کو ازراہ خطا قتل کرے تو امام علیہ السلام پر وہ مقدار
لازم ہوگی جو نصیب حریت کے مقابل قرار پاے اور آقا کو جنایت مین سے نصیب رقیت
فک کرنے اور بعوض جنایت قصاص لینے کیلئے حصۂ رق کے تسلیم کرنیمین اختیار حاصل ہ
اور روایت علی بن جعفرؑ مین اُنکے برادر عالی مقدار حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہوا
کہ اگر اُسنے مال کتابت مین سے نصف مال کو ادا کر دیا ہو تو بمنزلہ حر سمجھا جائیگا اور روایت مین

کو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب استبصار مین ترجیح دی ہی اور غیر استبصار مین اُسکو ترک فرمایا ہی اور جبکہ کوئی غلام اپنے آقا کو قتل کر ڈالے تو ولی کیلئے اُسکا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کسی حر کی ملک مین دو غلام موجود ہون اور اُنمین سے ایک غلام دوسرے کو قتل کر ڈالے تو اُس حر کو غلام قاتل کے قتل کرنے اور عفو کرنیمین اختیار حاصل ہوگا اور اس مقام پر چھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی حر دو حرون کو قتل کر ڈالے تو اُن دونو کی اولیاء کو اُسکا فقط قتل کرنا صحیح ہوگا اور اُن دونون کیلئے دیت کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے دست راست کو قطع کر دے بعد ازان کسی دوسرے انسان کے دست راست کو بھی قطع کر دے تو اُسکے دست راست کا بوجہ اول اور دست چپ کا بوجہ دوم قطع کرنا متعین ہوگا اور اگر کسی تیسرے انسان کے دست راست کو بھی قطع کر دے تو بعض علما نے فرمایا ہی قصاص ساقط ہوگا اور بجائے قصاص دیت لازم ہوگی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ انسان سوم کے عوض اُسکے پاؤن کا قطع کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کسی چوتھے انسان کے بھی دست راست کو قطع کر دے تب بھی یہی کلام جاری ہوگا لکن اگر کوئی ایسا شخص کسی کے ہاتھ کو قطع کرے جو ہاتھ پاؤن نرکھتا ہو تو اُسپر دیت لازم ہوگی اسلئے محل قصاص کا مفقود ہونا مفروض ہی اور اگر کوئی غلام دو حرون کو یکے بعد دیگرے قتل کر ڈالے تو اُس سے فقط مقتول اخیر کے اولیاء کا حق متعلق ہوگا اور دوسری روایت مین وارد ہوا ہی کہ وہ دونون اُسمین مشترک ہونگے تا وقتیکہ حاکم شرع نے اول کیلئے اُسکا حکم کیا ہو اور یہ قول اشبہ ہی اور تحقق اختصاص مین ولی کو اُسکے استرقاق کا اختیار کر لینا کافی ہی اگرچہ حاکم نے اُسکا حکم نہ کیا ہو اور ولی اول کے اختیار کرنیکی صورت مین اگر بعد ازان وہ غلام کسی کو قتل کر ڈالے تو ولی دوم کیلئے اُسکا اختیار حاصل ہوگا **دوسرا مسئلہ** قیمت غلام اُسکے اعضا پر مقسوم ہوتی ہی جسطرح کہ دیت حر اُسکے اعضا پر مقسوم ہوتے ہی پس جو عضو کہ انسان مین

ایک ہوتا ہی اسمین غلام کی پوری قیمت کی جائیگی جیسے زبان عضوِ تناسل ناک اور جو عضا
کہ انسان مین دو ہوتے ہین اُن دونون مین جانی (جنایت کرنیوالا) ہی غلام کی پوری قیمت اور ہر واحد
مین آدھی قیمت لی جائیگی جیسے ہاتھ آنکھین کان وغیرہ اور جو اعضا کہ انسان مین دس ہوتے
ہین اُنمین سے ہر ایک عضو مین قیمت کا دسوان حصہ لیا جائیگا جیسے اُنگلیان اور بالجملہ پس
غلام کیلئے اُس جنایت مین حر اصل ہوتا ہی جسکی کہ دیت مقدر (مقرر) ہوتی ہی اور جس جنایت
کیلئے کہ تقدیر نہین ہی بلکہ جانی سے ارش لی جاتی ہی اُنمین حر کیلئے غلام اصل ہوتا ہی کیونکہ جب
کوئی کسی پر ایسی جنایت کرے جسکی دیت باعتبار شرع مقدر نہو تو اُسمین حکومت ثابت ہوتی
ہی اور حکومت سے وہ تفاوت مراد ہی جو حر کے غلام جاننے اور جنایت اور متصف بحریت فرض
کرنیکے دونون قیمتون مین متحقق ہوتا ہی اور جانی اُسکا ضامن ہوتا ہی اور چونکہ صورت مذکورہ
(دیت جنایت کا مقدر نہونا) مین حر کا غلام فرض کرنا لازم ہوتا ہی لہذا حر کیلئے وہ (غلام)
اصل قرار دیا گیا پس جبکہ کوئی حر کسی غلام پر ایسی جنایت کرے جو اُسکی دیت (مجموع قیمت)
کے مساوی ہو جیسے اُسکی ناک یا زبان کا قطع کر دینا تو آقاے غلام کو اُسکے امساک کرنے
اور اُسکی قیمت کے اخذ کرنے مین اختیار ہوگا لکن در صورت اولی (غلام کا امساک کرنا) اُس
(آقاے غلام) کو جانی سے کسی شے (دیت) کا مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور در صورت ثانیہ (قیمت
غلام کا اخذ کرنا) اُسکو غلام کا حوالہ جانی کر دینا لازم ہوگا تاکہ جمع بین العوض والمعوض (غلام اور قیمت)
لازم نہ آسکے اور اسی طرح اگر کوئی حر کسی غلام کے ہاتھ اور پاؤن کو ایک ہی دفعہ قطع کر دے تب بھی
آقاے غلام کیلئے جانی کو اُس (غلام) کی قیمت کا الزام دینا یا بدون عوض اُس (غلام) کا امساک
کرنا صحیح ہوگا لکن اگر کوئی حر کسی غلام کے فقط ایک ہاتھ کو قطع کر دے تو آقاے غلام کو جانی کا
نصف قیمت کے ساتھ الزام دینا صحیح ہوگا اور اسی طرح جو جنایت کہ قیمت غلام کا استیعاب نکرے

اُسکا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کسی غلام کے ہاتھ کو ایک شخص قطع کرے اور اُسکے پاؤن کو دوسرا
شخص قطع کرے تو بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ آقاے غلام کو اُس غلام کا اون دونون کے حوالہ
کردینا اور اُن دونون کو قیمت کا الزام دینا یا بدون عوض اُس (غلام) کا اساک کرنا صحیح ہوگا
جیسا کہ شخص واحد سے جنایات متعددہ کے واقع ہونیکی صورت مین مقرر ہی لکن آقاے غلام
کیلئے ہر ایک جانیکو دیت کا الزام دینا اولی ہی جو اُسی کی جنایت سے متعلق ہی اور اُس (غلام) کا
اُن دونون کے حوالہ کردینا واجب ہوگا تیسرا مسئلہ جس مقام پر کہ آقا کو اپنے غلام کے فک کرنیکا
اختیار ہی اُس سے ارش جنایت کے ساتھ فک کرنا مراد ہی خواہ مملوک جانیکی قیمت سے زائد ہو
یا ناقص اور شیخ علیہ الرحمہ کیلئے ایک قول اور ہی جس سے اقل الامرین (ارش وقیمت مین جو امر
کم ہو) کے ساتھ فک کرنا مراد ہی لکن قول اول مروی ہی چوتھا مسئلہ اگر کوئی غلام دو مالکون کے
دو غلامون کو یکے بعد دیگرے قتل کرڈالے اور ہر ایک مالک قصاص لینے کو اختیار کرے تو
بعض علما نے فرمایا ہی کہ مالک اول کو ترجیح دیجائیگی اسلئے کہ حق اُسکا سابق ہی اور اُسکے قتل کرنیکے
بعد دوم ساقط ہوجائیگا اسلئے کہ محل استحقاق مفقود ہوجاتا ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ
اُسمین دونون مالک شریک ہونگے تاوقتیکہ جنایت ثانیہ کے قبل اُسکے استرقاق کو مالک
اول نے اختیار نکیا ہو اور اگر اختیار استرقاق کے بعد اُسنے مالک دوم کے غلام کو قتل کیا ہی
تو اُس سے مالک دوم کا حق متعلق ہوجائیگا اور یہ قول اشبہ ہی اور اگر غلام اول کے آقا نے
مال (دیت) کو اختیار کیا ہو اور غلام جانیکے آقا نے اُسکی ضمانت کی ہو تو مالک دوم کا حق اُس
(غلام جانی) کے رقبہ سے متعلق ہوگا اور اُس (مالک دوم) کیلئے قصاص لینا صحیح ہوگا پس
اگر اُس (مالک دوم) نے غلام جانی کو قتل کیا تو غلام جانیکے آقا پر مالک اول کا مال باقی رہیگا
اور اگر غلام جانی کے آقا نے ضمانت نکی ہو اور مالک اول اُسکے استرقاق پر راضی ہوا ہو تو

مالک دوم کا حق اُس سے متعلق ہوگا پس مالک دوم نے اُسکو قتل کیا تو فوات محل کی وجہ
مالک اول کا حق ساقط ہوجائیگا اور اگر مالک دوم نے بھی اُسکے استرقاق کو اختیار کیا تو دونو
مالک اُسمین شریک ہوجائینگے اور اگر کوئی غلام دو شخصونکے غلام کو قتل کرڈالے پس اگر اون دونو
سے ایک مالک اپنے غلام مقتول کی قیمت کا مطالبہ کرے اور غلام قاتل کا آقا انکار کرے تو وہ غلا
قاتل کی قیمت کی اُس حصہ کا مالک ہوجائیگا جو اُسکے غلام مقتول کی قیمت مقابل قرار پاے اور مالک
دوم کا حق قصاص ساقط ہوگا بشرطیکہ وہ (مالک دوم) اپنے شریک کے حصہ کی قیمت کو اُسکے
حوالہ کردے (مالک اول ۱۲) **پانچوان مسئلہ** اگر دس شخصونکے دس غلام کسی عبد کو قتل کرڈالین تو اُنمین سے
ہر ایک غلام پر عبد مقتول کی قیمت کا دسوان حصہ لازم ہوگا پس اگر آقاے مقتول اُن دس کے
قتل کرنیکو اختیار کرے تو اُس (آقاے مقتول) کو ہر ایک غلام کے آقا پر اُس مقدار کا رد
کرنا لازم ہوگا جو اُسکی جنایت سے فاضل رہے اور اگر ہر ایک کی قیمت اُسکی جنایت سے زائد
نہو تو رد نہوگا اور اگر آقاے مقتول اُسکی قیمت کا مطالبہ کرے تو ہر ایک غلام کے آقا کو ارش
جنایت کے عوض اُسکے فک کرنے اور آقاے مقتول کے حوالہ کردینے مین اختیار حاصل ہوگا
در صورت ثانیہ (غلام قاتل کا آقاے مقتول کے حوالہ کردینا) آقاے مقتول کو اُس (غلام قاتل)
کا استرقاق صحیح ہوگا بشرطیکہ اُسکی جنایت نے اُسکی قیمت کا استیعاب کرلیا ہو اور اگر جنایت سے
اُسکی قیمت زائد ہو تو آقاے مقتول کو ہر ایک غلام مین سے اُس مقدار کا استحقاق حاصل ہوگا
جو ارش جنایت کے مقابل قرار پائے اور اگر آقاے مقتول اُس مقدار کو ہر ایک غلام کے آقا
بشرط تراضی رد کردے جو اُسکے حق سے فاضل ہو تو ہر ایک غلام کا اجمعہ استرقاق کرنا بھی
صحیح ہوگا اور اگر آقاے مقتول اُنمین سے بعض کے قتل کرنیکو اختیار کرے تو جائز ہوگا لکن
اس صورت مین باقی غلامونکے آقاؤن کو عشر جنایت کا (دسوان حصہ ۱۲) بعض مذکور کے آقا پر رد کرنا لازم

الثاني من القود مع رد ... فيه حصته ... **الخامسة** لو قتل عشرة اعبد عبدا فعلى كل واحد عشر قيمته فان قتل مولاه العشرة ادى الى مولى كل واحد ما فضل من جنايته او قيمته ... كل واحد ... جنايته ... مولى ... كل واحد ... ارش ... جنايته ... ان استوعبت جنايته قيمته ... المقتول ... كل واحد ... جنايته ... فيضل عن ... المولى ... بعضا ... كل واحد ... عشر ...

ہوگا پس اگر وہ مقدار جو باقی غلامون کے آقاؤن سے وصول ہوئی ہی بعض مذکور جسکو آقاے مقتول کے بعوض قصاص قتل کیا ہی کی قیمت سے کم ہو تو آقاے مقتول کو مقدار اُسکی کا تمام کرنا لازم ہوگا اور اگر آقاے مقتول اُنمین سے ایسے بعض کے قتل کرنے پر اقتصار کرے جسکی قیمت اُس مقدار کے مساوی ہو جو باقی غلامون کے آقاؤن نے رد کی ہی تو بلا اشکال صحیح ہوگا اور آقاے مقتول پر اس صورت مین کوئی تاوان لازم نہوگا چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی غلام کسی حر کو ازراہ عمد قتل کرڈالے بعد ازان اس غلام کو اُسکا آقا آزاد کردے تو عتق صحیح ہوگا اور قصاص ساقط نہوگا لکن صورت مذکورہ مین صحت عتق کا قائل نہونا خوب ہی تاکہ ولی مقتول کا حق استرقاق باطل نہوجاے اور اُسکی بیع و ہبہ مین بھی یہی بحث جاری ہوگی اور اگر کوئی غلام کسی حر کو ازراہ خطا قتل کردے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ عتق صحیح ہوگا اور اُسکا آقا ضامن دیت ہوگا اور اس قول کا مستند روایت عمرو بن شمر ہی جبکہ توسط جابر حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہی لکن عمرو مین ضعف ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ عتق صحیح نہوگا تاوقتیکہ قبل عتق اُسکی آقا نے دیت کی ضمانت نکی ہو یا اُس دیت کو ولی مقتول کے حوالہ نکر چکا ہو اور اس مقام پر وہ مسئلے مذکور ہوتے ہین جو سرایت پر متفرع ہوتے ہین اور وہ کئی ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی حر کسی مملوک پر جنایت کرے اور وہ جنایت اُسکے نفس کی طرف سرایت کرے تو آقاے مقتول کو اُسکی پوری قیمت کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر وہ مملوک آزاد ہوجاے اور جنایت اُسکے نفس کی طرف سرایت کرے تو آقاے مقتول کو قیمت جنایت اور دیت عند السرایت مین سے اقل امرین کا استحقاق حاصل ہوگا اسلئے کہ اگر دیت عند السرایت سے اُسکی قیمت کم ہو تو آقاے مقتول کو اُسی کا استحقاق ہوگا کیونکہ زیادتی کا بعد حریت حاصل ہونا مفروض ہی لہذا آقا اُسکا مالک نہوگا اور اگر اُسکی قیمت بوجہ سرایت ناقص ہوگئی ہو تو جانے پر مقدار نقصان لازم نہین ہوتی اسلئے کہ دیت نفس مین

آزاد ہونا ۱۲

دیت طرف واخل ہوتی ہی مثلا کوئی شخص کسی مملوک کے ہاتھ کو اُسکے رق ہونیکی حالت مین قطع کرے تو جانی پر مملوک مجنی علیہ (جسپر جنایت ہوئی ہی) کی قیمت کا نصف لازم ہوگا پس اگر مملوک مذکور کی قیمت ایک ہزار درہم فرض کی جاے تو جانی پر پانچسو درہم لازم ہون گے اور اگر مملوک مذکور آزاد ہوجاے اور بعد حریت کوئی دوسرا شخص اُسکے دوسرے ہاتھ کو قطع کردے اور کوئی تیسرا شخص اُسکے ایک پاؤن کو قطع کردے بعد ازان تینون جنایتین سرایت کرین تو دیت طرف ساقط ہوجائیگی اور دیت نفس ثابت ہوگی جسکی مقدار کا ایک ہزار درہم ہونا مفروض ہی پس جانی اول پر ثلث قیمت (۳۳۳ ⅓ درہم) لازم ہوگی حالانکہ قبل سرایت اُسپر نصف قیمت (۵۰۰ درہم) لازم تھی پس آقاے مقتول کو ثلث دیت کا استحقاق حاصل ہوگا اور دیت کے باقی دو ثلث کا ورثۂ مقتول پر رد کرنا متعین ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ آقاے مقتول کو اس مقام پر ثلث دیت اور ثلث قیمت مین سے اقل امرین کا استحقاق حاصل ہوگا اور قول اول اشبہ ہی دوسرا مسئلہ اگر کوئی حر کسی مملوک کے ہاتھ کو قطع کردے بعد ازان وہ آزاد ہوجاے اور جنایت مذکورہ سرایت کرے تو قصاص نہوگا اسلئے کہ تساوی مقصود ہی اور جانی پر حر مسلم کی دیت لازم ہوگی کیونکہ جنایت مضمونہ ہی جسکا اعتبار وقت استقرار ثابت ہوتا ہی اور آقا کو اُس قیمت کے نصف کا استحقاق حاصل ہوگا جو وقت جنایت قرار پائیگی اور ورثۂ مجنی علیہ کو قدر زائد کا استحقاق ہوگا پس اگر بعد عتق کوئی دوسرا شخص اُسکے پاؤن کو قطع کردے اور دونون زخم سرایت کرین تو جانی اول سے قصاص طرف یا قصاص نفس متعلق نہوگا اسلئے کہ اُسپر اصل جنایت مین قصاص لازم نہین تھا لہذا اُسکے سرایت مین بھی لازم نہوگا اور جانی دوم پر نصف دیت کے روسے بعد قصاص لازم ہوگا اور دوسرے شخص کے مشارک سرایت ہونے سے قصاص ساقط نہوگا جسطرح کہ قتل پسر مین پدر کے شارک اجنبی ہونے یا قتل ذمی مین مسلم کی مشارکت ذمی ہونیکی صورت مین

(جنبی) اور ذمی سے قصاص ساقط نہین ہوتا اگرچہ پدر اور مسلم پر قصاص ثابت نہین ہوتا
تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی مملوک کے ہاتھ کو اُسکے رق ہونیکی حالت مین قطع کرے بعد ازان
ایسکے پاؤن کو اُسکے حر ہونیکی حالت مین قطع کرے تو جانی پر آقائے مقتول کیلئے وقت جنایت
قیمت کا نصف لازم ہوگا۔ مگر اسیر حالت حریت کی جنایت مین قصاص ثابت ہوگا پس
مستحق اُس (جانی) سے قصاص لینے کا قصد کرے تو جائز ہوگا اور اگر دیت کا مطالبہ کرے تو
اُسکو نصف دیت کا استحقاق ہوگا جسکے ساتھ وہ مختص ہوگا اور آقا کو اُسمین شرکت نہوگی
اور اگر دونون جنایتین سرایت کرین تو جنایت اولی مین قصاص نہوگا اسلئے کہ تساوی مفقود ہے
اور جنایت ثانیہ (پاؤن کا قطع کرنا) مین قصاص ثابت ہوگا اسلئے وہ مکافی (مساوی) ہے کیونکہ
اُس (جنایت ثانیہ) کا بحالت حریت واقع ہونا مفروض ہے اور آیا صورت سرایت مین قصاص نفس
بھی ثابت ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہے کہ ثابت نہوگا اسلئے کہ سرایت کا ایسی دو
جنایتون سے حاصل ہونا مفروض ہے جنمین سے ایک جنایت موجب قصاص نہین ہے اور ثبوت قصاص
انسب ہے لیکن بعد قصاص کی صورت مین ولی مقتول کو ورثہ قاتل پر اُس مقدار کا رد کرنا لازم ہوگا
جسکا آقا مستحق ہے اور اگر ولی مقتول فقط اقتصاص فی الرجل (پاؤن کے قطع کرنیکی عوض قصاص
لینا) پر اقتصار کرے تو آقا کو مجنی علیہ کی اُس قیمت کے نصف کا استحقاق حاصل ہوگا جو وقت
جنایت قرار پاے اور قدر فاضل کا استحقاق وارث کیلئے حاصل ہوگا پس اُس (وارث)
کیلئے اقتصاص (قصاص لینا) اور دیت ید (ہاتھ) کی مقدار فاضل دونون مجتمع ہوجائینگے بشرطیکہ
قیمت عبد کی نصف سے دیت ید کی مقدار زاید ہو دوسری شرط اون دونون (قاتل و مقتول)
کا دین مین مساوی ہونا پس مسلم کا کافر کے عوض مین قتل کرنا صحیح نہوگا خواہ وہ (کافر) ذمی (یہودی
و نصرانی) ہو یا مستامن یا حربی لیکن اُس (مسلم) کا تعزیر دینا متعین ہوگا اور دیت ذمی کا تاوان

اُسپر لازم ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اگر اہل ذمہ کے قتل کرنے کا کوئی مسلم عادی ہو جاسے تو ذمی کو فاضل دیت کی رد کے بعد اُس (مسلم) سے قصاص لینا صحیح ہوگا اور مرد ذمی کا مرد ذمی کے عوض مین قتل کرنا بھی صحیح ہوگا اور اسی طرح اُس (مرد ذمی) کا زن ذمیہ کے عوض قتل کرنا بھی صحیح ہوگا لکن ولی ذمیہ کو اخذ قصاص کے قبل اُس (مرد ذمی) کی دیت کی فاضل کا رد کرنا لازم ہوگا اور زن ذمیہ کا زن ذمیہ و مرد ذمی کے عوض قتل کرنا بھی صحیح ہے لیکن اُس (ذمیہ قاتلہ) پر قدر فاضل کے ساتھ رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ کوئی شخص اپنے نفس سے زیادہ کے ساتھ جنایت نہین کر سکتا اور اگر کوئی کافر ذمی کسی مسلم کو از راہ عمد قتل کر ڈالے تو ذمی مذکور اور اُسکے مال کا اولیاء مقتول کے حوالہ کر دینا لازم ہوگا اور اُن (اولیاء مقتول) کو اُس (ذمی) کے قتل کرنے اور استرقاق کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور آیا اُنکو اُسکے اطفال صغار کا استرقاق بھی صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے لکن اون (اطفال) کا حریت پر باقی رہنا اشبہ ہے اور اگر قبل استرقاق وہ (ذمی) مسلمان ہو جاے تو اُن (اولیاء) کو اُس (ذمی) کے فقط قتل کرنیکا اختیار اُسی طرح حاصل ہوگا جسطرح کہ بحالت اسلام قتل کرنیکی صورت مین حاصل ہوتا اور اگر کوئی کافر کسی کافر کو قتل کر دے بعد ازان قاتل مسلمان ہو جاسے تو بعوض کافر اوسکا قتل کرنا صحیح نہوگا اور اُسپر دیت لازم کی جائیگی (اگر مقتول صاحب دیت ہو) اور ولد رشد (حلال زادہ) کا ولد زنا (حرام زادہ) کے عوض قتل کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ کہ وہ دونون اسلام مین مساوی ہین اور اِس باب سے کئی مسئلے ملحق ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی مسلم کسی کافر ذمی کے ہاتھ کو از راہ عمد قطع کر دے بعد ازان وہ ذمی مسلمان ہو جاے اور جنایت مذکورہ اُسکے نفس کی طرف سرایت کرے تو مسلم قاتل پر قصاص فی الطرف اور قصاص فی النفس مین سے کچھ بھی لازم نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی حر کسی غلام کے ہاتھ کو قطع کرے بعد ازان وہ (غلام) آزاد ہو جاے اور جنایت مذکورہ سرایت کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اسلیے

کہ وقت جنایت اُن دونون کا تکافو (تساوی) مقصود ہی اور اسی طرح اگر کوئی طفل نابالغ کسی بالغ کے ہاتھ کو قطع کردے بعد ازان وہ بالغ ہوجاے اور اُسکی جنایت سرایت کرے تو طفل جانی کا ہاتھ کا قطع کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ جنایت مذکورہ اپنے حصول کے وقت موجب قصاص نتھی اور دیت نفس ثابت ہوگی اسلئے کہ جنایت مذکورہ مضمون تھی اور اُسکی ارش مین وقت استقرار کا اعتبار ہوتا ہی دوسرا مسئلہ اگر کوئی مسلم کسی حربی یا مرتد کے ہاتھ کو قطع کرے اور وہ (حربی یا مرتد) مسلمان ہوجاے بعد ازان وہ جنایت سرایت کرے تو قود (قصاص نفس) اور دیت نہوگی اسلئے کہ جنایت مذکورہ مضمون نتھی لہذا اُسکے سرایت بھی مضمون نہوگی اور اگر کوئی شخص کسی کافر ذمی پر تیر کو رہا کرے اور وہ (ذمی) مسلمان ہوجاے پھر وہ تیر بعد اصابت (پونہچنا) اُسکو ہلاک کرے تو قول (قصاص نفس) نہوگا اسلئے کہ رامی (تیر انداز) نے قتل مسلم کا قصد نہین کیا تھا البتہ اُسپر دیت لازم ہوگی اسلئے کہ قتل مسلم صادق ہی اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی غلام پر تیر کو رہا کرے اور وہ (غلام) آزاد ہوجاے پھر وہ تیر اُسکو بعد اصابت ہلاک کرے یا کوئی شخص کسی حربی یا مرتد پر تیر کو رہا کرے اور وہ تیر اُس (حربی یا مرتد) کو بعد اسلام ہلاک کرے تب بھی قود نہوگا اور دیت ثابت ہوگی اسلئے کہ اصابت تیر کا مسلم محقون الدم پر حاصل ہونا مفروض ہی تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی مسلم کسی دوسرے مسلم کے ہاتھ کو قطع کرے اور جنایت مذکورہ اُسکے مرتد ہوجانیکی حالت مین سرایت کرے تو قصاص نفس ساقط ہوگا اور قصاص فی الید ساقط نہوگا اسلئے کہ جنایت مذکورہ کا وقت حصول موجب قصاص ہونا مفروض ہی لہذا عروض ارتداد کی وجہ سے اُسکا قصاص ساقط نہوگا اور جنایت مذکورہ کا قصاص اُس (مرتد) کے ولی مسلم کو قصاص کا استیفا کرنا متعین ہوگا اور اگر اُسکے لئے کوئی ولی مسلم نہو تو استیفاء قصاص کا حق امام سے متعلق ہوگا اور جناب شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین

ارشاد فرمایا ہی کہ صورت مذکورہ مین قصاص ودیت دونونکی ساقط ہونیکو ہمارا مذہب مقتضی ہی
اسلئے کہ نفس کے قصاص ودیت مین طرف کے قصاص ودیت داخل ہوجاتے ہین اور
نفس کا مضمون ہونا مفروض ہی اور یہ قول خالی از اشکال نہین ہی اسلئے کہ قصاص نفس مین
قصاص طرف کے داخل ہونے سے قصاص طرف کا اس صورت مین ساقط ہونا لازم نہین آتا
جبکہ قصاص نفس کسی مانع کی وجہ سے ساقط ہوا ہو کیونکہ قصاص طرف کی ثبوت مین عموم ادلہ
کافی ہوگا اور قصاص نفس کا بوجہ مانع (ارتداد) ثابت نہونا قصاص طرف کے ساقط ہونیکو
مستلزم نہوگا لکن اگر مرتد مذکور عود کرے پس اگر اُسنے حصول سرایت کے قبل عود کیا ہو تو
قصاص نفس ثابت ہوگا اور اگر حالت ارتداد مین سرایت حاصل ہو بعد ازان اسلام
کی طرف وہ (مرتد) عود کرے اور سرایت تمام ہوجاے تا اینکہ وہ ہلاک ہو تو ثبوت قصاص
مین تردد ہی لکن ثبوت قصاص اشبہ ہی اسلئے کہ جنایت مضمونہ مین وقت استقرار کا اعتبار
ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ قصاص ثابت نہوگا اسلئے کہ وجوب قصاص مین اُسکا
جنایت اور مجموع سرایت کی طرف مستند ہونا شرط ہی اور صورت مذکورہ مین مجموع سرایت مضمون
نہین ہی کیونکہ بعض سرایت کا زمان ردہ مین حاصل ہونا مفروض ہی لہذا بعض مذکور ہدر ہوگا اور جبکہ مجموع سرایت
مضمون نہوی تو قصاص بھی ثابت نہوگا اور اگر جنایت از راہ خطا حاصل ہوئی ہو تو دیت ثابت ہوگی اسلئے کہ جنایت مذکورہ
درصل مضمون ہی اور محقون الدم پر واقع ہوئی ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ کوئی مرتد کسی ذمی کو قتل کرڈالے تو آیا مرتد مذکور کا
قتل کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی جو اُس (مرتد) کی توجہ اسلام محترم ہوجانے سے ناشی
(پیدا) ہوتا ہی لکن اُسکے قتل کا صحیح ہونا قوی ہی اسلئے کہ کفر مین وہ دونون مساوی ہین جسطرح کہ
نصرانی کا بعوض یہودی قتل کرنا صحیح ہوتا ہی کیونکہ کفر کالملۃ الواحدہ ہی اور اگر اسلام کیطرف وہ
(مرتد) رجوع کرے تو قود نہوگا البتہ اُسپر دیت ذمی لازم ہوگی **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی مسلم کسی

نصرانیا ثم ارتد الجارح وسرت الجراحۃ فلا قود لعدم التساوی حال الجنایۃ وعلیہ دیۃ الذمی **السادسۃ** لو قتل ذمی مرتدا قتل بہ لانہ محقون الدم بالنسبۃ الی الذمی اما لو قتلہ مسلم فلا قود

کسی نصرانی کو مجروح کردے بعد ازان جارح مرتد ہوجاوے اور جراحت مذکورہ سرایت کرے
تو قود نہوگا اسلئے کہ وقت جنایت اُن دونون مین تساوی مفقود ہی اور اُس (جارح) پر دیت
ذمی لازم ہوگی چھٹا مسئلہ اگر کوئی ذمی کسی مرتد کو قتل کرڈالے تو اُس (ذمی) کا بعوض
مرتد قتل کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ وہ (مرتد) بہ نسبت ذمی کے محقون الدم ہوتا ہی اور ذمی کو
اُسکا قتل کرنا جائز نہین ہوتا لکن اگر کسی مرتد کو کوئی مسلم قتل کرڈالے تو قود حتماً ثابت نہوگا
اور ثبوت دیت مین تردد ہی اور دیت کا ثابت نہونا اقرب ہی اور اگر کسی مسلم پر قصاص واجب ہو
اور اُسکو ولی مقتول کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل کرڈالے تو شخص مذکور پر قود لازم ہوگا اور
اگر کسی شخص کا بوجہ زنا یا بوجہ لواط قتل کرنا واجب ہو اور اُسکو امام کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل
کرڈالے تو اُسپر قود اور دیت ثابت نہوگی اسلئے کہ جناب امیر نے اُس شخص سے جسنے ایک
شخص کو قتل کرڈالا تھا اور کسی عورت کے ساتھ اُسکے موجود ہونیکا دعوی کیا تھا ارشاد فرمایا
تھا علیک القود الا ان تاتی ببینۃ (تجھپر قصاص لازم ہوتا وقتیکہ تو بینہ قائم نکرے) **تیسری
شرط** قاتل کا پدر مقتول نہونا پس اگر کوئی شخص اپنے مولود کو قتل کرڈالے تو بعوض مولود
اُسکا قتل کرنا صحیح نہوگا اور اُس (پدر) پر کفارہ اور دیت اور تعزیر لازم ہوگی اور اسی طرح
اگر کسی شخص کو اُسکا جد پدری (دادا) قتل کرڈالے تب بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ وہ جد پدری
عالی ہو جیسے جد پدری کا باپ یا اُسکا دادا اور اگر کوئی شخص اپنے والد کو قتل کرڈالے تو اُس
(شخص) کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی عورت اپنے مولود کو قتل کرڈالے تو اُس
(عورت) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی مان کو قتل کرڈالے تو اُس
(شخص) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کسی شخص کو اُسکی اقارب مین سے کوئی شخص
قتل کرڈالے تو اُسکا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا جیسے اجداد مادری جدات مادری اخوۃ خواہ عینی

الشرط الثالث ان لا یکون القاتل ابا فلو قتل ولدہ لم یقتل بہ وعلیہ الکفارۃ والدیۃ والتعزیر وکذا لو قتلہ جدہ وان علا ویقتل الولد بابیہ وکذا الام تقتل بہ وکذا الاقارب کالاجداد والجدات من قبلہا والاخوۃ

ہون یا علاتی یا اخیافی اعمام عمات اخوال خالات وغیرہ وغیرہ اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہیں ہوا ہین فرع اول اگر دو شخص کسی مولود مجہول کا دعوی کرین اور ان دونون مین سے ایک شخص قبل قرعہ اُس مولود کو قتل کر ڈالے تو قود ہو گا اسلیے کہ طرف قاتل ہین اُسکو والد ہونیکا احتمال تحقق ہو اور سوہ دونون اُسکو قتل کر ڈالین تو انمین سے ہر ایک کی نسبت احتمال مذکور باقی رہیگا اور بیا او قات صورت مذکورہ مین قرعہ کی طرف استناد کرنا خطور کرتا ہو لکن اس خطور مین خمن شبہہ کی پر جرأت لازم آتی ہو پس قول اول (قود کا ساقط ہونا) اقرب ہو اور اگر دو شخص کسے مولود مجہول کا دعوی کرین بعد ازان اُن دونون مین سے ایک شخص رجوع کرے اور وہ دونون اُسکو قتل کر ڈالین تو شخص راجع (جس شخص نے اپنے دعوی سے رجوع کیا ہو) پر قصاص متوجہ ہوگا لکن قبل قصاص اس صورت مین ولی راجع پر اُس مقدار کا رد کرنا لازم ہوگا جو اُسکی جنایت سے فاضل رہی اور بعد (مدعی مولود) پر نصف دیت لازم ہوگی اور ہر ایک پر بالانفراد کفارہ قتل واجب ہوگا اور اگر کوئی مولود ایسے دو شخصونکے فراش پر پیدا ہو جو اُس (مولود) کی بنوت کے مدعی ہون جیسے کنیز مشترکہ جس سے مالک سابق ولاحق دونون نے وطی کی ہو یا وہ عورت جس سے دو شخصون نے طہر واحد مین وطی بالشبہہ کی ہو اور وہ دونون قبل قرعہ اُسکو قتل کر ڈالین تو انمین سے کسی شخص کا قتل کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ ہر ایک کی بہ نسبت احتمال تحقق ہو اور اگر اُن دونون مین سے ایک شخص رجوع کرے بعد ازان وہ دونون اُس کو قتل کر ڈالین تو شخص راجع کا قتل کرنا صحیح نہوگا اور وجہ فرق یہ ہی کہ اس صورت مین فراش سے اُسکی بنوت ثابت ہوتی ہی اور محض دعوی کے وجہ سے ثابت نہین ہوتے اور اس فرق مین تردد ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو قتل کر ڈالے تو آیا زوجہ مقتولہ کے اُس مولود کیلیے جو شخص مذکور کی صلب سے پیدا ہوا ہی قصاص ثابت ہوگا

یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہی کہ ثابت نہوگا اسلئے کہ مولود مذکور اپنے والد سے قصاص لینے کا مالک نہین ہی لکن اس مقام پہ اگر مولود مذکور کے مالک قصاص ہونیکو اختیار کرین تو ممکن ہی تاکہ منع قصاص مین مورد نص پہ انحصار رہے اور یہی بحث اُس صورت مین بھی جاری ہوگی جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور زوجہ مذکور کیلئے کوئی وارث اُس مولود کے سوا موجود نہو جو شخص مذکور کے صلب سے پیدا ہوا ہی لکن اگر زوجہ کیلئے زوج مذکور کے سوا کسی دوسرے شخص سے بھی کوئی مولود موجود ہو تو اُسکو قصاص لینا صحیح ہوگا لکن اخذ قصاص کے قبل اُسکو دیت مین سے دوسرے مولود کے حصہ کا اُسپر رد کرنا لازم ہوگا اور اُس کیلئے زوج مادر ذات کا شوہر ہے حد کامل کے استیفا کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اگر احد الولدین اپنے باپ کو قتل کرڈالے بعد ازان ولد آخر اپنی مان کو قتل کرڈالے تو ان دونون مین سے ہر ایک کیلئے دوسرے پہ قود (قصاص نفس) ثابت ہوگا اور اگر اخذ قصاص مین وہ دونون تنازع کرین تو اُن دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور استیفاء قصاص مین وہ مولود مقدم کیا جائیگا جسکو قرعہ نکلے اور اگر اخذ قصاص مین احدہما قبل قرعہ مبادرت کرے تو ورثہ دوسرے کیلئے اُس سے قصاص لینا صحیح ہوگا چوتھی شرط قاتل کا کامل العقل ہونا پس اگر کوئی مجنون کسی کو عمداً قتل کرڈالے تو اُس (مجنون) کا قتل کرنا صحیح نہوگا خواہ کسی مجنون کو قتل کیے یا عاقل کو اور اُسکے عاقلہ پر دیت ثابت ہوگی اور اسی طرح اگر طفل نابالغ کسی بالغ یا غیر بالغ کو عمداً قتل کرڈالے تو اُسکا قتل کرنا بھی صحیح نہوگا لکن اگر کوئی عاقل کسی شخصکو از راہ عمد قتل کرڈالے بعد ازان مجنون ہوجاے تو اُس سے قود (قصاص نفس) ساقط نہوگا اور ایک روایت مین طفل دہ سالہ سے قصاص کے اخذ کرنیکی صحت وارد ہوئی ہی اور دوسری روایت مین وارد ہوا ہی کہ اگر طفل قاتل پانچ بالشت کے حد پہ پہونچا ہو تو اُس سے قصاص لیا جائیگا اور

الشرط الرابع

اُسپر حدود کا قائم کرنا صحیح ہوگا لیکن عمد صبی کا خطا محض ہونا اور اُسکے ارش کا تا پانزدہ
سال اُسکے عاقلہ پر لازم ہونا بے وجہ نہین ہی **فرع** اگر ولی مجنی علیہ اور جانی مین بلوغ یا افاقہ کے
بعد اختلاف واقع ہو پس ولی کہے قتلت وانت عاقل (تو نے حالت عقل مین قتل کیا ہی)
اور جانی انکار کرے تو قول جانی اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلئے کہ احتمال متحقق ہی پس
باوجود احتمال کے قصاص ثابت نہوگا اور اگر کوئی بالغ کسی نابالغ کو قتل کر ڈالے تو اُسکے عوض
مین علی الاصح قتل کیا جائیگا اور عاقل کا بعوض مجنون قتل کرنا صحیح نہین ہی اور قاتل پر دیت
ثابت ہوگی اگر قتل مذکور عمد یا شبیہ بعمد ہو اور عاقلہ پر دیت ثابت ہوگی اگر قتل مذکور خطاء
محض ہو اور اگر کوئی عاقل کسی مجنون کے دفع کرنیکا قصد کرے اور اُس (مجنون) کا خون
ہدر (ضائع) ہوگا اور قاتل پر قصاص و دیت ثابت نہوگی اور ایک روایت مین اُسکی دیت
کا بیت المال سے متعلق ہونا منقول ہوا ہی اور آیا سکران (مست) پر قود (قصاص نفس) ثابت
ہوتا ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن ثبوت قود اشبہ ہی اسلئے کہ تعلق احکام مین سکران بمنزلہ صاحی
(باہوش) ہوتا ہی لیکن اگر کوئی شخص بنگ یا کسی شی مرقد (خواب آور) کا بدون عذر استعمال کرے
تو شیخ علیہ الرحمہ نے ثبوت قصاص مین اُسکو سکران سے ملحق کیا ہی اور اسمین تردد ہی اور
نائم پر بھی قود ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ قصد قتل مفقود ہی اور اُسکے سبب مین وہ معذور ہی
لیکن اُسپر دیت ثابت ہوتی ہی اور آیا اعمی (نابینا) پر بھی قود ثابت ہوگا یا نہین اسمین
تردد ہی لیکن توجہ قصاص مین اُسکا مثل بصیر (بینا) ہونا اظہر ہی اور روایت حلبی مین حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ جنایت اعمی از قبیل خطا ہی جو اُسکے عاقلہ پر لازم
ہوتی ہی پانچوین شرط مقتول کا محقون الدم ہونا تاکہ اُس مرتد سے احتراز ہی جسکو کہ مسلم
قتل کرے پس اگر کوئی مسلم کسی مرتد کو قتل کر ڈالے تو قود ثابت نہوگا اور اسیطرح ہر اُس شخص کا قتل

الفصل الثالث

ثو النبی مین مسلم پر قود ثابت نہوگا جسکے خون کو شرع مقدس نے مباح فرمایا ہو جیسے زانی -
لائط وغیرہ اور اسی طرح اگر قصاص یا حد کی سرایت کے سبب سے کوئی شخص ہلاک ہوجاے
تو اُسکا خون بھی ہدر ہوگا اور قصاص ثابت نہوگا **تیسری فصل** دعوای قتل اور اُن
امور کے بیان مین جن سے کہ وہ (قتل) ثابت ہوتا ہی اور مدعی کا وقت دعوی بالغ اور رشید
ہونا شرط ہی اور وقت جنایت کے بلوغ و رشد کا اعتبار نہین ہی پس اگر کوئی شخص وقت قتل نابالغ
ہو تو بعد بلوغ و رشد اُسکا دعوی صحیح ہوگا اسلئے کہ صحت دعوی کبھی سماع متواتر کے وجہ سے
بھی متحقق ہوتی ہی اور اسی طرح صحت دعوی مین مدعی کا ایسے شخص پر دعوی کرنا بھی شرط ہے
جس سے مباشرت جنایت ممکن ہو پس اگر کسی ایسے شخص پر دعوی کیا جاے جو وقت جنایت
غائب ہو تو اُسکا دعوی مقبول نہوگا اور اسی طرح اگر ایسے جماعت پر دعوی کیا جاے جنکا شخص
واحد کے قتل پر مجتمع ہونا متعذر (دشوار) ہو جیسے اہل بلد تو اُسکا دعوی بھی مقبول نہوگا
اور اگر دعوای مدعی کسی ایسے امر کی طرف رجوع کریگا واقع ہونا ممکن ہو جیسے قتل غائب کے
دعوی مین ارسال سم کا بیان کرنا تو اُسکا دعوی مقبول ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے دعوی
قاتل کی تعیین اور قتل کی صفت (جیسے مباشرت یا تسبیب) اور نوع قتل کی تصریح (جیسے
عمد یا شبیہ بعمد یا خطا) کے ساتھ محرر کرے تو اُسکا دعوی مسموع ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے دعوے
مین مطلق قتل پر اقتصار کرے اور اُسکی صفت یا نوع کا ذکر نکرے تو آیا اُسکا دعوی مسموع ہوگا
یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اُسکا مقبول ہونا اشبہ ہی اور اگر کوئی شخص کہے قتله احد ہذین (اُسکو
ان دونو مین سے ایک شخص نے قتل کیا ہی) تو اُسکا دعوی مسموع ہوگا اسلئے کہ اُن دونو کی
قسم دینے مین کوئی ضرر نہین ہی اور اگر مدعی احد ہما کی قاتل ہونے پر وارث نے بینہ قائم کیا
بعد ازان اُن دونو مین سے ایک شخص کے قاتل ہونیکی تخصیص کی تو اثبات لوث کیلئے اسکا

في دعوى القتل وما يثبت به ويشترط في المدعي البلوغ والرشد حالة الدعوى دون وقت الجناية اذ قد يتحقق صحتها بالسماع المتواتر وان يكون الدعوى على من يصح منه الجناية فلو ادعى على غائب لم يسمع وكذا لو ادعى على جماعة يتعذر اجتماعهم على قتل الواحد كاهل البلد وتقبل دعواه لو رجع الى الممكن ولو حرر الدعوى بتعيين القاتل وصفة القتل ونوعه سمعت دعواه وهل تسمع منه مقتصرا على مطلق القتل فيه تردد اشبهه القبول ولو قال قتله احد هذين سمعت دعواه ولو اقام بينة

اُسکا دعوی مسموع ہوگا اور قسم کے ساتھ اُسکا دعوی ثابت ہوگا اور اس مقام پر کئی مسئلے
قابل ذکر ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص ایسے جماعت کے ساتھ کسی انسان معین کو قاتل ہونیکا دعوے
کرے جسکا عدد معلوم نہو تو اُسکا دعوی مسموع ہوگا لکن مدعی علیہ پر قود یا دیت کا حکم کرنا صحیح نہوگا
اسلئے کہ جنایت مین سے مدعی علیہ کے حصہ کی مقدار معلوم نہین ہی البتہ حاکم کو اُنکا صلح پر مجبور کرنا
صحیح ہوگا تاکہ خون ریزی سے تحفظ رہے دوسرا مسئلہ اور اگر کوئی شخص مدعی قتل ہو اور اُسکی
نوع (عمد یا خطا وغیرہ) کو بیان نکرے تو اُسکے دعوی کا مسموع ہونا اقرب ہی اور قاضی کو مدعی سے
تفصیل کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور مطالبہ مذکورہ از قبیل تلقین نہین ہی بلکہ وہ تحقیق دعوی ہی
اور اگر نوع قتل کو بیان نکرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اُسکا دعوی متروک اور اُسکا بینہ
ساقط ہوگا کیونکہ بینہ کے موافق حکم کرنا ممکن نہین ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ عموم ادلہ اُسکے
مسموع ہونیکو مقتضی ہی اور تعذر قصاص ودیت کی صورت مین تحتم صلح بھی اُسکا فائدہ ہوسکتا ہی
جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوچکا ہی تیسرا مسئلہ اگر کوئی کسی انسان پر بانفرادہ قتل کرنیکا دعوی
کرے بعد ازان کسی دوسرے انسان پر دعوی کرے تو دوسرا دعوی مسموع نہوگا خواہ اوّل کو بری
کرے یا دوسرے مدعی علیہ کا شریک قرار دے اسلئے کہ اُسنے پہلے دعوی کی وجہ سے اپنے
نفس کی تکذیب کی ہی اور اُسمین شیخ علیہ الرحمہ کا ایک قول اور ہی جس سے دوسرے دعوی کا
مسموع ہونا مراد ہی کیونکہ پہلے دعوی مین سہو وغلط وغیرہ کا احتمال قائم ہی چوتھا مسئلہ
اگر کوئی شخص قتل عمد کا دعوی کرے اور خطا کے ساتھ اُسکی تفسیر کرے تو اُسکا اصل دعوی
باطل نہوگا اور اسی طرح اگر قتل خطا کا دعوی کرے اور غیر خطا کے ساتھ اُسکی تفسیر کرے تب بھی
اُسکا اصل دعوی باطل نہوگا اور ثبوت دعوی کیلئے تین طریقے معین ہین پہلا طریقہ اقرار ہی پس
مدعی علیہ کا ایک مرتبہ اقرار کرنا ثبوت قتل کیلئے کافی ہوگا اور بعض اصحاب نے دو مرتبہ اقرار کرنیکو

ویعتبر فی المقر البلوغ وکمال العقل والاختیار والحریۃ فلو اقر الصبی ... والمحجور علیہ لسفہ ... یقبل اقرارہ بالعمد ... ولو اقر واحد بقتلہ عمدا واخر بقتلہ خطاء تخیر الولی تصدیق احدہما ولیس لہ علی الاخر سبیل ولو اقر واحد بقتلہ عمدا فاقر اخر انہ ہو الذی قتلہ ورجع الاول درئ عنہما القصاص والدیۃ وودی المقتول من بیت المال وہی قضیۃ الحسن علیہ السلام ویثبت بالبینۃ ولا یثبت ما یوجب القصاص الا بشاہدین ولا یثبت بشاہد وامرأتین ویثبت بذلک ما یوجب الدیۃ ولا بشاہد ویمین ویثبت بذلک ما یوجب الدیۃ کالقتل الخطاء والہاشمۃ والمنقلۃ وکسر العظام والجائفۃ

شرط کیا ہو اور مقر میں چار امر ونکا متحقق ہونا شرط ہے اول بالغ ہونا دوم کامل العقل ہونا سوم صاحب اختیار ہونا چہارم حر ہونا لیکن جو شخص کہ مفلس یا سفاہت کیوجہ سے محجور علیہ (ممنوع التصرف) ہو اور قتل عمد کا اقرار کرے تو اقرار مقبول ہوگا اور اُس سے قصاص کا استیفا کرنا صحیح ہوگا اور اگر قتل خطا کا دعوی کرے تو دیت ثابت ہوگی لیکن غرماء (قرضخواہ) کا شریک نہ کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی ازراہ عمد قتل کرنیکا اقرار کرے اور دوسرا شخص اُسی انسان کے ازراہ خطا قتل کرنیکا اقرار کرے تو ولی مقتول کو اُن دونوں میں سے ایک شخص کی تصدیق کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور دوسرے شخص پر اُسکو کوئی سبیل نہوگی اور اگر ایک شخص کسی انسان کے ازراہ عمد قتل کرنیکا اقرار کرے بعد ازان دوسرا شخص اپنے قاتل ہونیکا دعوی کرے اور شخص اول اپنے اقرار سے رجوع کرے تو اُن دونوں سے قصاص اور دیت ساقط ہون گے اور بیت المال سے مقتول کے دیت متعلق ہوگی اور یہ وہ قضیہ ہے جسکو حضرت امام حسنؑ نے فصل فرمایا تھا دوسرا طریقہ بیّنہ ہے پس موجب قصاص کے ثابت ہونے مین دو شاہدون سے کم کافی نہوگا خواہ قصاص نفس ہو یا قصاص طرف ۱۲ اور ایک شاہد اور دو عورتون سے قصاص ثابت نہین ہوتا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اسمین اگرچہ قصاص ثابت نہین ہوتا لکن دیت واجب ہوتی ہے اور یہ قول شاذ ہے اور اسیطرح شاہد اور یمین سے بھی قصاص ثابت نہین ہوتا البتہ اُس (شاہد و یمین) کے ساتھ موجب دیت ثابت ہوتا ہے جیسے قتل خطاء جراحت ہاشمہ جراحت منقلہ کسر عظام (ہڈیونکا توڑنا) جائفہ جسکی تفسیر آیندہ مذکور ہوگی اور شہادت قتل کی مقبول ہونیمین اوسکا احتمال خلاف سے صاف ہونا شرط ہے مثلاً کہے ضربہ بالسیف فمات اوسنے فلان شخص پر تلوار کی ضرب لگائی پس وہ مرگیا یا کہے ضربہ بالسیف فقتلہ اوسنے فلان شخص پر تلوار لگائی پس اوسکو قتل کردیا یا کہے ضربہ بالسیف فانہر دمہ فمات فی حالہ (اُسنے فلان پر تلوار لگائی اور اُسکا خون بہادیا پس وہ مرگیا) یا کہے ضربہ بالسیف فلم تزل مریضا منہا حتی مات (اُسنے فلان پر تلوار کے ضرب لگائی اور وہ اوسکے سبب نہایت مریض رہا تا اینکہ مرگیا) اگرچہ مدت مرض دراز ہو اور اگر

ولا تقبل الشہادۃ الا صافیۃ عن الاحتمال کقولہ ضربہ بالسیف فمات او فقتلہ او فانہر دمہ فمات فی حالہ او فلم یزل مریضا منہا حتی مات وان طالت المدۃ

مدعی علیہ اُس امر کا انکار کرے جسکی کہ بینہ نے شہادت دی ہی تو اُسکے انکار کی طرف التفا[ت]
نکیا جائیگا اور اگر مدعی علیہ اُس (بینہ) کی تصدیق کرے لیکن جنایت مشہود بہا کے سوا کس[ی]
دوسری وجہ سے مجنی علیہ کے مرجانیکا مدعی ہو تو اُسکا قول اُسکی قسم کے ساتھ مقبول [ہوگا]
اور جراحتون کا بھی یہی حکم ہی پس اگر شاہد کہے ضربہ فاوضحہ (اُسنے فلان شخص پر ضرب لگائی
اُسکو جراحت موضحہ کے ساتھ مجروح کیا) تو اُسکا قول مقبول ہوگا اور اگر شاہد کہے اختصما
افترقا وہو مجروح (اُن دونون نے باہم خصومت کی بعد ازان وہ دونون متفرق ہوگئے درحالیکہ
وہ زخمی تھا) یا کہے ضربہ فوجدناہ شجوجا (فلان نے اُسکو ضرب لگائی پس ہمین نے اُسکو
سر شکستہ پایا) تو اُسکا قول مقبول نہوگا اسلئے کہ جراحت کا کسی دوسرے سبب سے حاصل
ہونا بھی محتمل ہی اور اسی طرح اگر شاہد کہے ضربہ فجری دمہ (فلان نے اُسکے ضرب لگائی پس اُسکا
خون جاری ہوا) تب بھی اُسکا قول مقبول نہوگا اسلئے کہ خون کا کسی دوسری وجہ سے جا[ری]
ہونا بھی محتمل ہی لیکن اگر شاہد کہے ضربہ فاجری دمہ (فلان شخص نے اُسکو ضرب لگائی پس
اُسکے خون کو جاری کیا) تو اُسکا قول مقبول ہوگا اور اگر کہے اسال دمہ فمات (فلان [نے]
اُسکا خون بہایا پس وہ مرگیا) تو اُسکا قول جراحت دامیہ مین مقبول ہوگا اور اُس سے زائد مین
مقبول نہوگا اسلئے کہ موت کا کسی دوسرے سبب سے حاصل ہونا بھی محتمل ہی اور اگر شا[ہد]
اوضحہ ووجدنا فیہ موضحتین (فلان شخص نے اُسکے جراحت موضحہ کو حادث کیا اور ہمنے اُسمی[ن]
دو موضحہ پائے) تو قصاص ساقط ہوگا اسلئے کہ موضحہ مشہود علیہا کی تعیین نہین ہوئی ا[ور]
استیفاء قصاص مین دونون جراحتون کا مساوی ہونا متعذر ہی اور دیت کی طرف رجو[ع]
کیجائیگی اور بسا اوقات اقل جراحتین کے ساتھ قصاص لینا خطور کرتا ہی اور اس مین ضعف
اسلئے کہ استیفاء قصاص کا ایسے محل سے متعلق ہونا لازم آتا ہی جسمین توجہ قصاص متحقق نہین ہو[ئی]

اوراسی طرح اگر شاہد کہے قطع یدہ ووجد مقطوع الیدین (فلان شخص نے اُسکے ایک ہاتھ کو قطع کیا اور اُسکو مقطوع الیدین پایا) تب بھی یہی بحث جاری ہوگی اور قول شاہد ضربہ فاوضحہ (فلان نے اُسکو ضرب لگائی پس جراحت موضحہ کے ساتھ مجروح کیا) یا ضربہ فشجہ (اُسنے فلان کو ضرب لگائی پس اُسکے سر کو شکستہ کیا) کافی نہوگا تاوقتیکہ موضحہ یا شجہ کی تعیین نکرے مثلاً عبارت مذکورہ کے بعد کہے ہذہ الموضحۃ یا ہذہ الشجۃ اسلئے کہ عدم تعیین کے صورت مین اُن دونون کے سوا کسی دوسرے زخم کا احتمال بھی باقی رہتا ہی جو بہ نسبت اُن دونون کے بڑا یا چھوٹا ہو اور شاہدین مین اُن دونون کا وصف واحد پر متوارد ہونا شرط ہی پس اگر ایک شاہد اُسکے بوقت صبح قتل کرنیکے اور دوسرا شاہد بوقت شام قتل کرنے کی شہادت دے یا ایک شاہد کارد کے ساتھ قتل کرنیکی اور دوسرا شاہد تلوار کے ساتھ قتل کرنیکی شہادت دے یا ایک شاہد کسی مکان معین مین قتل کرنیکی اور دوسرا شاہد کسی دوسرے مکان مین قتل کرنیکی شہادت دے تو اُن کا قول مقبول نہوگا اور آیا صورت مذکورہ مین حکم لوث جاری ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمۃ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ حکم لوث جاری کیا جائیگا اور اُسمین اشکال ہی اسلئے کہ اون دونون مین سے ہر ایک شاہد نے دوسرے شاہد کی تکذیب کی ہی لہذا اُنکی شہادت سے کوئی چیز ثابت نہوگی لیکن اگر ایک شاہد اقرار کے شہادت اور دوسرا شاہد مشاہدہ کی شہادت دے تو قتل ثابت نہوگا اور لوث متحقق ہوگا اسلئے کہ اس صورت مین تکاذب (باہم تکذیب کرنا) نہین ہی اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر ایک شاہد مطلق قتل کے ساتھ اقرار کرنیکی اور دوسرا شاہد قتل عمد کے ساتھ اقرار کرنیکی شہادت دے تو قتل ثابت ہوگا اور مدعی علیہ کو بیان کی تکلیف دی جائیگی پس اگر اُسنے قتل کا انکار کیا تو مقبول نہوگا اسلئے کہ اُسکے انکار سے بینہ کی تکذیب لازم آتی ہی اور اگر اُسنے قتل خطاء کا اقرار کیا اور ولی مقتول نے اُسکی تصدیق کی تو اسمین کوئی بحث نہین ہی

والا قول جانی اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر ایک شاہد قتل عمد کے مشاہدہ کرنیکی
شہادت دے اور دوسرا شاہد قتل مطلق کی شہادت دے بعد ازان قتل عمد کا قاتل انکار کرے
اور ولی مقتول اُس (قتل عمد) کا دعوی کرے تو ایک شاہد کی شہادت از قبیل لوث قرار پائیگی
اور ولی مقتول کو اپنے دعوی کا بذریعۂ قسامت ثابت کرنا صحیح ہوگا جسکی تفصیل عنقریب مذکور
ہوگی دوسرا مسئلہ جبکہ دو شخصون پر دو شاہد قتل کی شہادت دین بعد ازان مشہود علیہما (جن دونو
پر شہادت دی گئی ہی) بھی دونون شاہدون پر قتل کی ایسی وجہ پر شہادت دین کہ اُسکے سبب سے
تبرع (شہادت کا بدون سوال حاکم ادا کرنا) متحقق نہو یا تبرع متحقق ہو لکن اسقاط شہادت کو
مقتضی نہو پس اگر ولی مقتول نے شاہدین اولین کی تصدیق کی تو اُس (ولی) کیلئے حکم کیا
جائیگا اور شاہد آخرین (مشہود علیہما) کی شہادت کا طرح کرنا (ساقط کردینا) متعین ہوگا اور اگر ولی مقتول نے
جملہ شہود کی یا فقط شاہدین آخرین کی تصدیق کی تو جملہ شہود ساقط ہو جائینگے اور دونون
شہادتون مین سے ایک بھی صحیح نہوگی تیسرا مسئلہ اگر دو عادل اپنے مورث کیلئے اندمال جراحت کے
بعد شہادت دین کہ زید نے اُسکو مجروح کیا تھا تو اُن دونون کی شہادت مقبول ہوگی اور اگر
قبل اندمال شہادت دین تو مقبول نہوگی اسلئے کہ تہمت متحقق ہی کیونکہ جراحت کا قتل نفس کیطرف
منجر ہوجانا اور اُنکا شہادت کو یہ دیت ادا کرنا بھی محتمل ہی اور اُسمین تردد ہی اور اگر اقامت شہادت
کے بعد وہ جراحت مندمل ہوجاے اور وہ دونون شہادت کا اعادہ کرین تو مقبول ہوگی اسلئے
کہ اس صورت مین تہمت مرتفع ہوجاتی ہی اور اگر دو عادل اپنے مورث کیلئے حالت مرض مین کسی
مال کی شہادت دین تو مقبول ہوگی اور بین الصورتین فرق یہ ہی کہ صورت اولی مین اُن دونون کو
دیت کا استحقاق ابتداءً حاصل ہوتا ہی جسمین جاب نفع کا احتمال قوی ہی اور صورت ثانیہ مین
میت کیلئے دیت کا استحقاق ابتداءً حاصل ہوتا ہی اور اُن دونون کو ملک میت کی بعد اُسکے

استحقاق کا احتمال حاصل ہوتا ہی جسمین جلب نفع کا احتمال ضعیف ہی کیونکہ دیت کا حالت حیات مین مقدار دیت کو کسی شخص غیر کی طرف منتقل کردینا بھی محتمل ہی چوتھا مسئلہ اگر عاقلہ مین سے دو شخص کسی شاہد قتل کی فسق کی شہادت دین پس اگر وہ قتل از قبیل عمد یا شبیہ لعمد ہو یا وہ دونوں ایسے عاقلہ ہون کہ بار دیت اُنسے متعلق نہو جیسے اُنکا فقیر ہونا تو اُنکے موافق حکم کیا جائیگا اور شہادت قتل طرح کیجائیگی اور اگر وہ دونوں ایسے عاقلہ ہون کہ بار دیت اُنسے متعلق ہوتا ہو جیسے اُنکا غنی ہونا تو اُنکا قول مقبول نہوگا اسلئے کہ وہ اپنے نفسون سے غرامت (تاوان) کو دفع کرتے ہین **پانچوان مسئلہ** اگر دو عادل شہادت دین کہ مقتول کو فلان شخص (زید) نے از راہ عمد قتل کیا ہی اور دوسرے دو عادل شہادت دین کہ اُس (مقتول) کو فلان شخص (عمرو) نے قتل کیا ہی تو قصاص ساقط ہوجائیگا اور اُن دونوں (زید و عمرو) مین سے ہر ایک قاتل پر نصف دیت لازم ہوگی اور اگر قتل مذکور از قبیل خطا ہو تو دیت اُن دونونکے عاقلہ پر لازم ہوگی اور شاید کہ یہ قول اُس احتیاط پر مبنی ہی جو عصمت دم مین واجب المراعات ہی اسلئے کہ تصادم بینتین کی وجہ سے شبہہ محقق ہی اور اس مسئلہ مین دوسرے وجہ بھی محتمل ہی جس سے ولی مقتول کا اُن دونو بینتون کے ایک بینہ کے تصدیق مین مخیر ہونا مراد ہی جسطرح کہ دو شخصون مین سے ہر ایک شخص کسی انسان کی بانفرادہ قتل کرنیکا اقرار کرے تو ولی مقتول کو اُن دونون مین سے ایک مقر کی تصدیق کا اختیار حاصل ہوتا ہی لکن قول اوّل اولی ہی چھٹا مسئلہ اگر دو عادل شہادت دین کہ فلان شخص (عمرو) نے زید کو از راہ عمد قتل کیا ہی بعد ازان دوسرا شخص (بکر) اپنے قاتل ہونیکا اقرار کرے اور مشہود علیہ (عمرو) کو بری الذمہ کرے تو ولی مقتول کیلئے مشہود علیہ (عمرو) کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اس صورت مین مقر (بکر) کو دیت مقتول کے نصف کا اولیاء مشہود علیہ (عمرو) پر رد کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح ولی مقتول کیلئے مقر (بکر) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا

اور اس صورت مین رد نہوگا اسلئے کہ مقر (بکر) نے اپنے بانفرادہ قابل ہونیکا اقرار کیا ہی اور ولی مقتول کیلئے اُن دونون (مشہود علیہ اور مقر) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا اور اس صورت مین ولی مقتول کو مشہود علیہ (عمرو) پر اُسکی دیت کی نصف کا رد کرنا لازم ہوگا اور اولیاء مقر کیلئے رد کا استحقاق نہوگا اور اگر ولی مقتول اُن دونون مشہود علیہ و مقر سے دیت کا مطالبہ کرے تو ہر ایک پر نصف دیت لازم ہوگی جیسا کہ روایت زرارہ مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوا ہی لیکن اُن دونون (مشہود علیہ و مقر) کے قتل کا صحیح ہونا خالی از اشکال نہین ہی اسلئے کہ شرکت منتفی ہی اور اسی طرح ہر ایک سے نصف دیت کے مطالبہ کا صحیح ہونا بھی خالی از اشکال نہین ہی اور احدہما مین ولی مقتول کے مخیر ہونیکا قائل ہونا خالی از قوت نہین ہی لیکن روایت مذکورہ از جملہ مشاہیر ہی لہذا اُسکا قواعد مقررہ کے مخالف ہونا مضر نہوگا ساتوان مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ اگر کوئی شخص کسی انسان پر قتل عمد کا دعوی کرے اور اپنے دعوی کے ثبوت مین ایک شاہد اور دو عورتون کو قائم کرے بعد ازان عفو کر دے تو صحیح نہوگا اسلئے کہ اُسنے اُس حق سے عفو کیا ہی جو ثابت نہین ہی کیونکہ اثبات قتل مین ایک شاہد اور دو عورتون کی شہادت کافی نہین ہی اور اُسمین اشکال ہی اسلئے کہ عفو کرنا حق کی پیش حاکم ثابت ہونے پر موقوف نہین ہی تیسرا طریقہ قسامت (خون پر حلف کرنا) ہی اور اُسمین بحث کرنا چند مقصدون کے بیان کو مستدعی ہی مقصد اول لوث کے بیان مین اور ارتفاع تہمت کی صورت مین منکر پر قسامت متوجہ نہین ہوتے اور ولی مقتول کیلئے منکر کا ایک دفعہ قسم دینا صحیح ہی اور اُس منکر پر قسم مین باعتبار عدد یا قول وغیرہ تغلیظ کرنا واجب نہین ہی اور اگر قسم سے منکر نکول کرے تو اُن دونون قولون پر بنا کی جائیگی جو کتاب القضا مین مذکور ہوئی پس قول اول (محض نکول پر فیصلہ کا صحیح ہونا) کے بنا پر منکر کو حق مدعی کا الزام دیا جائیگا اور قول دوم (محض نکول پر فیصلہ کا

في اللوث ما يغلب الظن بصدق المدعي كما لو شاهد العدل واحد او وجد لو وجد متشحطا في دمه وعنده ذو سلاح متلطخ بالدم او في دار قوم او في محلة منفردة عن البلد لا يدخلها غير اهلها او في صف مقابل للخصم بعد المراماة ولو وجد في قرية صغيرة او محلة منفردة مطروقة او في حلة من العرب او في محلة منفردة مطروقة انفصلت ... عداوة ... لم يكن لوثا الا مع احتمال ... لو وجد بين قريتين فاللوث لاقربهما اليه ومع التساوي في القرب والبعد فهما سواء في اللوث اما من وجد في زحام على قنطرة او بئر او جسر او مصنع فديته على بيت المال وكذا لو وجد في جامع عظيم او شارع وكذا لو وجد في فلاة ولا يثبت اللوث بشهادة الصبي ولا الفاسق ولا الكافر

صحیح ہونا) کے بنا پر قسم کا مدعی کی طرف راجع کرنا اور اُسکے موافق حکم کرنا متعین ہوگا
اور لوث سے وہ امارت مراد ہے جسکے ساتھ حاکم کو صدق مدعی کا ظن غالب حاصل ہو جیسے
شاہد واحد اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے خون مین مضطرب (لوٹنے والا) ہو اور قریب
ایسا شخص ایستادہ ہو جسکی سلاح (ہتیار) پر خون موجود ہو تب بھی لوث متحقق ہوگا اور
اسی طرح اگر کوئی مقتول کسی قوم کے مکان یا ایسے محلہ مین موجود ہو جو شہر سے منفرد علیحدہ
ہو اور اُسمین اہل شہر کے سوا کوئی شخص داخل نہوتا ہو تب بھی لوث متحقق ہوگا اور اسی طرح
اگر مقتول کسی دشمن کے مقابل کی صف مین بعد مرامات افتادہ ہو تب بھی لوث متحقق ہوگا
اور اگر وہ (مقتول کسی قریہ مطروقہ (جسمین آمد و رفت ہوتی ہو) مین افتادہ ہو یا انجمن خلے
عرب (عربون کے اوترنیکی جگہہ) کسی منزل یا کسی محلہ منفردہ (دور از شہر) و مطروقہ
(جسمین آمدرفت ہوتی ہو) مین موجود ہو اگرچہ اُسمین ایک ہی شخص آمد و رفت کرتا ہو پس اگر
اس مقام پر باہم عداوت ہو تو لوث متحقق ہوگا اور اگر عداوت نہو تو لوث متحقق نہوگا اسلئے
کہ اس صورت مین صدق مدعی کا ظن غالب حاصل نہین ہو سکتا کیونکہ خلاف کا احتمال
غالب یا مساوی حاصل ہے اور اگر وہ مقتول مابین قریتین افتادہ ہو تو قریۂ قریبہ کی
بہ نسبت لوث متحقق ہوگا اور اگر قرب و بعد مین وہ دونون قریہ مساوی ہون تو تعلق
لوث مین بھی وہ دونون قریہ مساوی ہونگے لکن جو مقتول کہ کسی پل یا کنوین یا حوض
وغیرہ کے ازدحام مین افتادہ ہو تو اُسکی دیت کا بیت المال سے تعلق ہوگا اور اسی طرح
اگر کوئی مقتول کسی جامع عظیم (مسجد جامع) یا شارع عام مین افتادہ ہو تو اُسکی دیت بھی بیت المال سے
متعلق ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی مقتول کسی جنگل مین افتادہ ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور
ثبوت لوث مین صبی اور فاسق کی شہادت کافی نہین ہے اور اسی طرح کافر کی شہادت سے

یہی لوث ثابت نہین ہوتا اگرچہ وہ اپنے اہل محلہ کے نزدیک مامون ہون اور اگر فساق یا
نسوان ہم مذہب کی جماعت شہادت دے اور جماعت مذکورہ سے مدعی علیہ
کے ساتھ موافقت کرنا مرتفع ہونا معلوم یا مظنون ہو تو لوث متحقق ہوگا اور اگر اطفال یا کفار
کی جماعت شہادت دے تو لوث ثابت نہوگا تا وقتیکہ حد تواتر پر انکا عدد بالغ نہو اور لوث مین
اسکا شک سے خالی ہونا شرط ہے پس اگر مقتول کے قریب کوئی شخص باسلاح (ہتھیار)
و آلودہ بخون کسی ایسے درندہ کے ساتھ ایستادہ ہو جسکی شان سے قتل انسان ہو تو لوث باطل ہوگا
اسلئے کہ شک متحقق ہے اور اگر شاہد کہے قتلہ احد ہذین (فلان مقتول کو ان دونون سے ایک
شخص نے قتل کیا ہے) تو لوث متحقق ہوگا اور اگر کہے قتل احد ہذین ان دونون مین ایک شخص نے قتل کیا ہے تو لوث
نہوگا اور فرق مین تمہید ہو اور تحقق لوث مین اثر قتل کا موجود ہونا علی الاشبہ شرط نہین ہے اور اسیطرح تحقق قسامت مین
مدعی علیہ کا حاضر ہونا بھی شرط نہین ہے اسلئے کہ غائب پر حکم کرنا صحیح ہے اور تمام پر دو مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ
اگر مقتول کو اُس مکان مین جہان اسکا قتل ہوا ہے پایا نہین اُسکا غلام موجود ہو تو لوث متحقق ہوگا اور ورثہ مقتول
کیلئے قسامت کا حق حاصل ہوگا جسکا فائدہ یہ ہے کہ ورثہ کو غلام کے قتل پر تسلط حاصل ہوجائے
اور اگر غلام مذکور رہن ہو تو ورثہ کو بعوض جنایت اسکے فک کرنے پر تسلط حاصل ہوجائیگا
اسلئے کہ حق مرتہن پر حق مجنی علیہ مقدم ہوتا ہے دوسرا مسئلہ اگر ولی مقتول مدعی ہو کہ اہل
دارین سے ایک شخص نے اُس (مقتول) کو قتل کیا ہے تو اُس (ولی مقتول) کیلئے اپنے دعوے
کا بواسطہ قسامت ثابت کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر مدعی علیہ اُس مکان مین وقت قتل
اپنے موجود ہونیکا انکار کرے تو اُسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور لوث ثابت نہوگا اسلئے کہ لوث
اُس شخص کے بہ نسبت متطرق ہوتا ہے جو مکان مذکور مین وقت قتل موجود ہو اور مدعی علیہ کا مکان
مذکور مین وقت قتل موجود ہونا بدون اقرار یا بدون بینہ ثابت نہین ہوسکتا **مقصد دوم**

مقدار (عدد) قسامت کے بیان مین پس قتل عمد کی صورت مین مقدار قسامت پچاس قسم
ہے پس اگر مقتول کیلئے منجملہ اقارب ایک قوم موجود ہو تو اُنمین سے ہر ایک شخص کو ایک مرتبہ
حلف کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ اُس قوم کا عدد عدد قسامت کے مساوی ہو اور اگر اُس قوم کا عدد
عدد قسامت سے ناقص ہو وے تو اُن پر ایمان کا مکرر کرنا متعین ہوگا تا اینکہ عدد قسامت کامل
ہو اور قتل خطا یا شبیہ عمد کی صورت مین مقدار قسامت پچیس قسم ہے اور بعض اصحاب نے اُن دونون
(قتل عمد اور قتل خطا وغیرہ) مین تسویہ کیا ہے اور ہر ایک مین پچاس قسم کو اختیار فرمایا ہے اور یہ
قول اگرچہ حکم قصاص مین اوثق ہے لیکن تفصیل کا قائل ہونا مذہب مین اظہر ہے اور اگر مدعی قتل
جماعت ہو تو قتل عمد مین پچاس قسمونکا اور قتل خطا مین پچیس قسمون کا جملہ مدعین پر تقسیم کرنا
متعین ہوگا اور اگر مدعی علیہم (جن پر دعوی کیا گیا ہے) ایک سے زائد ہون اور مدعی نے قسم
کو مدعی علیہم پر رد کیا ہو تو آیا مجموع مدعی علیہم کا پچاس مرتبہ حلف کرنا کافی ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے
لیکن ہر ایک مدعی علیہ کا صورت انفراد کی طرح پچاس مرتبہ حلف کرنا اظہر ہے اسلئے کہ ہر ایک مدعی علیہ
پر بانفرادہ دعوی متوجہ ہوتا ہے اور اگر مدعی علیہ واحد ہو تو اپنی قوم مین سے پچاس آدمی
ایسے فراہم کرے جو اُسکی برائت پر شہادت دین تو ہر ایک آدمی کو ایک مرتبہ حلف کرنا کافی ہے
اور اگر پچاس سے اُس قوم کا عدد کم ہو تو اُن پر ایمان کا مکرر کرنا صحیح ہوگا تا اینکہ عدد قسامت
کامل ہو اور اگر ولی مقتول کے پاس قسامت کیلئے کوئی شخص موجود نہو اور وہ (ولی مقتول)
خود بھی حلف نکرے تو اس (ولی مقتول) کیلئے منکر کا پچاس مرتبہ حلف دینا صحیح ہوگا اگر اُس
منکر کے پاس قسامت کیلئے اُسکی قوم مین سے کوئی شخص موجود نہو اور اگر اُس (منکر) کیلئے
قوم موجود ہو تو وہ (منکر) بھی منجملہ اُس (قوم) کے ایک شخص قرار دیا جائیگا اور اگر قسامت سے
منکر انکار کرے اور اُسکے لئے کوئی دوسرا شخص بھی ایسا موجود نہو جو حلف کرے تو اُس (منکر) کو

دعوی کا الزام دیا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اُس (منکر) کو مدعی پر قسم پھیرنے
کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور ہمارے علما مین بھی (بصورت تہمت یا لوث) اُسی طرح قسامت صحیح
ہوتی ہی جسطرح کہ نفس مین متحقق ہوتی ہی اور اُسکی مقدار مین اختلاف ہی بعض علما نے فرمایا
کہ اُسکی مقدار بھی پچاس قسم ہی تاکہ خون ریزی مین احتیاط رہی بشرطیکہ اُس جنایت کی مقدار قتل
نفس کے مساوی ہو جیسے زبان یا ناک یا عضو تناسل یا دونون ہاتھون کا قطع کر دینا؛
اگر اُس جنایت کی مقدار قتل نفس کے مساوی نہو جیسے ایک ہاتھ یا ایک اُنگلی کا قطع کرنا
تو مقدار قسامت (پچاس قسم) مین سے بہ نسبت جنایت کم کر دینا معین ہوگا پس ایک
ہاتھ کے قطع کر ڈالنے مین مقدار قسامت پچیس قسم اور ایک اُنگلی کے قطع کرنے مین پانچ قسم
لازم ہوگی اور بعض علما نے ارشاد فرمایا ہی کہ اگر جنایت کے مقدار قتل نفس کے مساوی ہو
مقدار قسامت چھ قسم ہوگی اور اگر اُس (جنایت) کی مقدار قتل نفس سے کم ہو تو جو نسبت کہ جنایت
مذکورہ کو قتل نفس سے حاصل ہوگی اُسی نسبت کے ساتھ مقدار قسامت (چھ قسم)
مین سے کم کر دینا معین ہوگا پس اگر کوئی شخص کسی انسان کے ایک ہاتھ کو قطع کرے تو مقدار
قسامت تین قسمین قرار پائینگے اور اُس قول کا مستند روایت ابن ناصح ہی جسکی اصل ظریف ہی
اور مشروعیت قسامت مین علم مقسم (قسم دینے والا) شرط ہی اور ظن کافی نہین ہی اور آیا مسلم
پر قسامت کافر ثابت ہوتی ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اُسکا ثابت نہونا اظہر ہی اور اگر مولا اپنے عبد
(عبد) کے مقتول ہونیکا مدعی ہو تو صورت لوث مین اُسکو اپنے دعوی مقتولیت عبد کا بذریعہ
قسامت ثابت کرنا صحیح ہی اگرچہ مدعی علیہ حر ہو جسکا مستند عموم احادیث ہی اور اسیطرح اگر
مکاتب اپنے مملوک کے مقتول ہونیکا مدعی ہو تو اُسکو بھی دعوی (مقتولیت مملوک) کا قتل حر
مطلق ہو یا مشروط
بذریعہ قسامت ثابت کرنا صحیح ہوگا اور اگر ولی مقتول مرتد ہو جاے تو قسامت سے ممنوع

کیا جائیگا اور اگر باوجود ممانعت کے قسامت کرے تو اپنے موقع پر واقع ہوگی اسلئے کہ دیت کا بواسطہ قسامت حاصل کرنا از قبیل اکتساب ہی اور اکتساب سے وہ (مرتد) ممنوع نہین ہی اور یہ حکم اس صورت مین خالی از اشکال نہین ہی جبکہ وہ ارتداد مانع ارث ہو جیسے اُس (ارتداد) کا فطری ہونا اسلئے کہ وہ (ولی مقتول) خارج از ولایت ہو جائیگا جسکو سقوط قسامت لازم ہی کیونکہ وہ (قسامت) حق ولی ہوتا ہی اور یمین مین کئی امرون کا تحقق ہونا شرط ہی امر اول قاتل و مقتول کا ذکر کرنا امر دوم اُن دونونکی نسب کا اسطرح ذکر کرنا کہ احتمال خلاف باقی نرہے امر سوم افراد یا شرکت کا ذکر کرنا امر چہارم نوع قتل (عمد یا خطا یا شبیہ عمد) کا ذکر کرنا اور آیا صیغہ قسم کی اعراب صحیح کا ذکر کرنا بھی شرط ہی یا نہین پس اگر وہ شخص عالم با عراب ہو تو اُسکو اعراب صحیح کی تکلیف دیجائیگی والا ایسی عبارت پر قناعت کی جائیگی جس سے ایقاع قسم کا قصد معلوم ہو جائے اور آیا حالف کو یمین مین اپنی نیت کی نیت مدعی ہونی اور توریہ نکرنیکا ذکر کرنا بھی شرط ہی یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ شرط ہی تاکہ حالف کے توریہ کرنیکا توہم برطرف ہو جائے لکن اُسکا واجب ہونا اشبہ ہی **مقصد سوم احکام قسامت کے بیان مین** اگر کوئی شخص دو شخصون پر دعوی کرے اور اُسکے لئے احدہما پر لوث ہو تو اُسکو پچاس مرتبہ حلف کرنا معین ہوگا اور صاحب لوث پر اُسکا دعوی ثابت ہو جائیگا اور دوسرے مدعی علیہ پر ایک مرتبہ حلف کرنا اُسی طرح لازم ہوگا جسطرح کہ غیر خون کے دعوی مین منکر پر ایک مرتبہ حلف کرنا لازم ہوتا ہی اسلئے کہ وہ (دوسرا مدعی علیہ) صاحب لوث نہین ہی بعد ازان اگر مدعی نے صاحب لوث کو قتل کرنیکا قصد کیا تو اُس (صاحب لوث) کی دیت کے نصف کا اُسپر رد کرنا معین ہوگا اسلئے کہ مدعی نے اُسکے احد القاتلین ہونیکا اقرار کیا ہی اور اگر کسی مقتول کیلئے دو ولی موجود ہون اور اُن دونون مین سے ایک ولی غائب ہو اور کسی شخص کی بہ نسبت لوث متحقق ہو

تو فقط ولی حاضر کو اپنے حق کے ثابت کرنیکی غرض سے پچاس مرتبہ حلف کرنا صحیح ہوگا اور
اُسکا حق ثابت ہو جائیگا اور اس (ولی حاضر) پر غائب کا انتظار کرنا واجب نہوگا پس اگر ولی
غائب بھی حاضر ہوا اور اپنے حق کے استیفا کرنیکا قصد کرے تو اُسکو بقدر اپنے نصیب کے
حلف کرنا کافی ہوگا جس سے صورت مفروضہ مین پچیس مرتبہ حلف کرنا مراد ہی اور اسی طرح اگر
احد الولیین صغیر ہو تو اُسپر بھی حکم غائب جاری کیا جائیگا اور ولی بالغ کو اپنے حق کا مجموع
قسامت (پچاس مرتبہ حلف کرنا) کے ذریعہ سے ثابت کرنا صحیح ہوگا اور صغیر کو بعد بلوغ اپنے
حق کا نصف قسامت (پچیس مرتبہ حلف کرنا) کے ذریعہ سے ثابت کرنا صحیح ہوگا اور اگر
احد الولیین دوسرے ولی کی تکذیب کرے تو تحقق لوث مین قادح نہوگا اور اُسکو اپنے حق کے
ثابت کرنیکی غرض سے پچاس مرتبہ حلف کرنا صحیح ہوگا اور جبکہ ولی مقتول وفات پاوے تو
اُسکا وارث اُسکے قائم مقام ہوگا اور اگر اثناء ایمان مین ولی مقتول مر جاوے تو شیخ علیہ الرحمہ
نے فرمایا ہی کہ اُسکے وارث پر مجموع ایمان کا استیناف کرنا لازم ہوگا اسلیئے کہ اگر وہ مقدار
قسامت کو فقط باقی ایمان کے ساتھ تمام کردے تو یمین غیر کے ذریعہ سے اپنے حق کا اثبات (دوسرے کی قسم کو بجا لانا ۱۲)
کرنا لازم آئیگا اسلیئے کہ حق قسامت کا وارث کی طرف منتقل ہونا مفروض ہی اور اس مقام
کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر مدعی نے مدعی علیہ سے صورت لوث مین حلف
کرنیکے بعد دیت مقتول کا استیفا کیا بعد ازان دو عادلون نے مدعی علیہ کے وقت قتل ایسی
غیبت کے ساتھ غائب ہونیکی شہادت دیجسمین اُسکو قتل کرنا ممکن نہو تو قسامت باطل ہوگی
اور دیت کا استعادہ (واپس لینا) کرنا متعین ہوگا اسلیئے کہ بینہ کیلیئے لوث پر ترجیح حاصل ہی
دوسرا مسئلہ اگر مدعی حلف کرے اور مدعی علیہ سے دیت کا استیفا کرے بعد ازان کہے کہ یہ
(حرام ہی) تو اُسکو تفسیر کی تکلیف دی جائیگی پس اگر اُسنے عبارت مذکورہ کی تفسیر مین

اپنے نفس کے کاذب فی الیمین ہونیکا بیان کیا تو دیت کا واپس لینا معین ہوگا اور اگر اُسکی تفسیر مین اپنے معتقد قسامت نہونیکا بیان کیا تو مدعی علیہ کو اُس سے تعرض کرنا اور اعادہ دیت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر اُسکی آمیزش دیت کے ملوک بانقل نہونیکو بیان لیا اور مالکو معین کیے تو اُسکو دیت کے حوالہ مالک کرنیکا الزام دیا جائیگا اور قاتل پر محض اُسکے قول کی وجہ سے رجوع کرنا صحیح نہوگا اور اگر مالک کو معین نکرے تو دیت اُسی کی قبضہ مین باقی رکھی جائیگی مسئلہ جبکہ مدعی اپنے حق کا بذریعہ قسامت استیفا کرلے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اپنے بانفرادہ قاتل ہونیکا اقرار کرے مثلاً کہے انا قتلتہ منفردا اسکو مین نے قتل کیا ہی تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ مدعی کو مقتضاے قسامت پر باقی رہنے اور مقتضاے اقرار پر عمل کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ مدعی کو یہ اختیار نہوگا اسلئے کہ وہ قسامت کو اُسی وقت تک واقع نکریگا جبتک کہ اُسکو مدعی علیہ کے قاتل ہونیکا علم نہو پس وہ (مدعی) مکذب مقر قرار پائیگا بناءً علیہ مدعی کو مقر سے اپنے حق کا مطالبہ کرنا جائز نہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص متہم بخون ہو اور ولی مقتول تا احضار بینہ اُس (متہم بخون) کے محبوس کرنیکا حاکم سے التماس کرے تو آیا اُسکی اجابت صحیح ہوگی یا نہین اسمین تردد ہی اور مستند جواز وہ روایت ہی جسکو سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی کہ رسول خدا متہم خون متہم کو چھہ روز تک محبوس رکھتے تھے پس اگر اس اثنا مین اولیاء مقتول اپنے بینہ کو حاضر کرتے تھے تو اُنکا حق ثابت ہوتا تھا والاّ متہم کو رہا فرماتے تھے اور سکونی مین ضعف ہی

چوتھی فصل استیفاء قصاص کے کیفیت کے بیان مین

قتل عمد موجب قصاص ہوتا ہی اور موجب دیت نہین ہوتا پس اگر قصاص کو ولی مقتول کسی مال کے عوض مین عفو کردے تو قصاص ساقط نہوگا اسلئے کہ قاتل پر بالاصالۃ قصاص واجب ہی اور دیت واجب نہین ہی اور [illegible]

اُس وقت تک ثابت نہوگی جبتک کہ جانی راضی نہو اور اگر قصاص کو ولی مقتول عفو کرے
اور کسی مال کی شرط نکرے تو قصاص ساقط ہوگا اور دیت ثابت نہوگی اور قصاص کو جانی
کرے تو ولی مقتول کو قصاص کے علاوہ کسی دوسرے شی کا استحقاق نہوگا اور ولی مقتول دیت
طلب کرے اور جانی اُس (دیت) کے بذل پر راضی ہوجاوے تو صحیح ہوگا اور اگر جانی اُسکے بذل
سے امتناع کرے تو اُسکا مجبور کرنا جائز نہوگا اور اگر ولی مقتول دیت پر راضی نہو تو جانی کو اپنے
نفس کا دیت سے زائد کے ساتھہ رہا کرنا جائز ہوگا اور حاکم کو قصاص کا حکم اُسوقت تک
صحیح نہوگا جبتک کہ بوجہ جنایت تلف ہونیکا یقین حاصل نہو اور اگر بوجہ جنایت تلف ہونیمیں
اشتباہ ہو تو قصاص فی الجنایت پر اقتصار کرنا متعین ہوگا اور قصاص فی النفس صحیح نہوگا او
قصاص کا وہ شخص وارث ہوگا جو مال کا وارث ہوتا ہی البتہ زوج اور زوجہ کو قصاص کا استحقاق
حاصل نہین ہوتا بلکہ اُن دونوں کو دیت مین سے اپنے حصہ کا استحقاق ہوتا ہی خواہ قتل عمد ہو یا قتل
خطا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ قصاص کا استحقاق فقط عصبہ (قرابت پدری) کو حاصل ہوتا
اور اخوت اور اخوات مادری اور متقرب بالام (قرابت مادری) کو حاصل نہین ہوتا اور یہی قول
(بھائی بہنین ۱۲)
اظہر ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ عورتون کیلئے عفو کرنے اور قصاص لینے کا استحقاق نہین ہوتا
(اگرچہ متقرب بالاب ہون ۱۲)
اور قول اول (مستحق قصاص کو استحقاق عفو کا مطلقاً حاصل ہونا) اشبہ ہی اور اسی طرح دیت کا
شخص وارث ہوتا ہی جو مال کا وارث ہوتا ہی اور اُس (دیت) مین بھی وہی بحث ہی جو اول (قصاص)
مین مذکور ہوئی لکن دیت مین سے زوج و زوجہ کو اپنے نصیب کی وراثت کا کل تقدیرات پر استحقاق
ہوگا اور جبکہ ولی مقتول واحد ہو تو اُسکو قاتل سے قصاص کے اخذ کرنے مین بدون اذن امام مبادرت
کرنا جائز ہوگا لکن اُسکا اذن امام پر موقوف ہونا اولی ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ ولی مقتول کو
اخذ قصاص مین بدون اذن امام مبادرت کرنا حرام ہی اور اگر مبادرت کریگا تو اُسکا تعزیر دینا

لازم ہوگا اور قصاص طرف مین کرا ہت نہین کیونکہ جراحت کا قتل نفس کی طرف منجر ہوجانا بھی ممکن ہی اور اگر اولیاء مقتول جماعت ہون تو استیفاء قصاص جائز نہوگا تاوقتیکہ جملہ اولیا مجتمع ہوکر حاضر ہون یا کسی شخص کو استیفاء قصاص کیلئے وکیل کردین یا اُسی جماعت مین سے ایک شخص کو اُس (استیفاء قصاص) کیلئے اجازت دین شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہر کہ اُن (اولیاء) مین سے ہر ایک شخص کو مباشرت کرنا جائز ہوگا اور باقی شرکاء کے اجازت پر موقوف نہوگا لیکن ہر ایک شخص سے باقی شرکاء کے حصہ کی ضمانت متعلق ہوگی اور امام کیلئے استیفاء قصاص کے وقت شاہدین فطنین کا بزراہ احتیاط واحتراز نا سزاوار (مستحب) ہے تاکہ حصول مجاحدہ (منازعت) کی صورت مین وہ دونون وقوع قصاص پر شہادت دین اور آلہ قصاص کا اعتبار (امتحان) کرنا لازم ہی تاکہ اُس (آلہ) کے مسموم نہونے پر اطمینان ہوجاے اور علی الخصوص قصاص طرف مین آلہ کا اعتبار کرنا نہایت ضروری ہی مبادا کہ مسموم ہونیکی صورت مین قتل نفس کی طرف منجر ہوجاے اور اگر آلہ قصاص مسموم ہوا اور بوجہ سم اُس سے کوئی جنایت حاصل ہوئی تو ولی مباشر اُسکا ضامن ہوگا اور آلہ کالہ (کند) کے ساتھ استیفاء قصاص کرنے سے ممنوع کیا جائیگا تاکہ اُسکی تعذیب سے اجتناب رہے لیکن اگر آلہ کالہ سے استیفاء قصاص کریگا تو خالی از اساءت (بدفعلی) نہوگا اور اُسپر کوئی تاوان (دیت وغیرہ) لازم نہوگا اور تلوار کے سوا کسی دوسرے آلہ سے قصاص کا اخذ کرنا صحیح نہین ہی اور قاتل کا مثلہ کرنا (ناک اور کان وغیرہ کا قطع کرنا) جائز نہین ہی بلکہ فقط ضرب عنق پر اقتصار کرنا لازم ہوگا اگرچہ قاتل نے بوجہ تغریق غرق کردینے یا جلادینے یا کسی بلندی سے گرادینے یا سر شکستہ کردینے کے ساتھ جنایت کی ہو اور مقیم حدود (حد قائم کرنیوالا) کے اجرت کا بیت المال سے تعلق ہوگا اور اگر بیت المال موجود یا بیت المال سے کسی امر اہم کا تعلق ہوا ہو تو مجنی علیہ پر اُس (مقیم حدود) کی اجرت لازم ہوگی اور مقتص

سرایت قصاص کی ضمانت متعلق ہوگی ہان اگر اخذ قصاص مین تعدی
کریگا تو ضامن ہوگا پس اگر مقتص اپنے تعمد کا اقرار کرے مثلاً تعمدت (یعنے تعدی کیا ہی) تو قدر زائد مین
اُس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر اپنی خطا کا مدعی ہو مثلاً کہے اخطات (مین نے خطا کی ہے)
تو دیت عمد دان اُس سے اخذ کیجائیگی اور اگر دعواے خطا مین مقتص منہ اُس مقتص
کے مخالفت کرے تو قول مقتص اسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور جن لوگون مین کہ قصاص نفس
جاری ہوتا ہی اُنمین قصاص طرف بھی جاری ہوتا ہی اور جن لوگون کیلئے قصاص نفس ثابت
نہین ہوتا اُنکے لئے قصاص طرف بھی ثابت نہین ہوتا اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے
ہین پہلا مسئلہ جبکہ مقتول کیلئے ایسے اولیا موجود ہون جن پر کوئی ولی نہو سکتا ہو جیسے انکا
بالغ اور کامل العقل ہونا تو قصاص مین وہ سب شریک ہونگے پس اگر بعض شرکا حاضر اور
بعض آخر غائب ہون تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ فقط حاضر کو استیفاء قصاص کا اختیار
حاصل ہوگا بشرطیکہ دیت مقتول مین سے باقی شرکا کے حصون کا وہ (حاضر) ضامن
ہوجائے اور اسی طرح اگر بعض اولیا صغیر السن ہون تب بھی ولی بالغ کیلئے استیفاء قصاص
کا اختیار حاصل ہوگا جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوچکا ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی اگر ولی
مقتول صغیر السن ہو اور اُسکا باپ یا دادا وغیرہ موجود ہو تو کسی شخص کو استیفاء قصاص کا اختیار
نہوگا تا اینکہ وہ ولی صغیر بالغ ہو خواہ قصاص فی النفس ہو یا قصاص فی الطرف ہو
اور اسمین اشکال ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ قاتل کا محبوس رکھنا صحیح ہوگا تا اینکہ
ولی صغیر بالغ ہو یا ولی مجنون افاقہ پائے اور اسمین اول سے بھی زیادہ اشکال ہے
دوسرا مسئلہ جبکہ اولیاء مقتول متعدد (ایک سے زائد) ہون تو اُن کیلئے قصاص ثابت
ہوگا اور اگر بعض اولیاء دیت کو اختیار کرین اور قاتل اونکی اجابت کرے تو جائز ہوگا

پس جبکہ قاتل اُن (بعض اولیاء) کے حصہ دیت کو اُنکے حوالہ کردے تو بعض رواۃ بنا پر اس سے قصاص ساقط ہوجائیگا لکن قصاص کا ساقط نہونا اور باقی شرکاء کو استیفاء قصاص کا صحیح ہونا بین العلماء مشہور ہی اور اس صورت مین اُن (باقی شرکاء) کو اپنے شریک (جنہون) سے دیت کو اختیار کیا ہی کے حصہ کا ولی قاتل پر قبل استیفاء رد کرنا لازم ہوگا اور اگر قاتل نے طالب دیت کی نصیب کو اُسکے لئے بذل نکیا تو طالب قصاص کیلئے قصاص کا اختیار حاصل ہوگا لکن قبل قصاص اُسکو اپنے شریک کے حصہ کا رد کرنا لازم ہوگا اور بعض اولیاء عفو کرین تو قصاص ساقط نہوگا اور باقی شرکاء کیلئے قصاص کا اخذ کرنا صحیح ہوگا لیکن قبل قصاص اُن (باقی شرکاء) کو اُس اپنے شریک کی حصہ کا قاتل پر رد کرنا لازم ہوگا جسنے عفو کیا ہی تیسرا مسئلہ جبکہ احد الولیین اپنے شریک کی بہ نسبت کسی مال معین پر قصاص کے عفو کردینے کا اقرار کرے تو حق شریک مین اُسکا اقرار مقبول نہوگا اور اُن دونو مین سے کسی کے حق مین بھی قصاص ساقط نہوگا اور مقر کیلئے قصاص لینے کا اختیار حاصل ہوگا لکن قبل قصاص اُسکو دیت مین سے اپنے شریک کے حصہ کا رد کرنا لازم ہوگا پس اگر شریک نے اُس (مقر) کی تصدیق کی تو مقدار رد کا استحقاق اُسی (شریک) کو حاصل ہوگا اور اگر شریک نے اُس (مقر) کے تکذیب کی تو رد کا استحقاق خالی (قاتل) کیلئے حاصل ہوگا اور شریک اُس (مقر) کے ساتھ قصاص مین شریک ہونے کی حالت پر باقی رہیگا چوتھا مسئلہ جبکہ قتل پسر مین باپ اور اجنبی شریک ہون یا قتل ذمی (یہودی و نصرانی) مین مسلم اور ذمی شریک ہون تو شریک (اجنبی یا ذمی) پر قصاص ثابت ہوگا اور بمقتضاے مذہب ... (باپ یا مسلم) نصف دیت کو اُس (شریک) پر رد کرے اسلئے کہ شخص آخر کا شریک ... مفروض ہی اگرچہ اُسکے باپ یا مسلم ہونیکی وجہ سے قصاص ساقط ہوتا ہی اور اسی طرح اگر ایک شریک

ازراہ عمد اور دوسرے شریک نے ازراہ خطا قتل کیا ہو تو عامد پر قصاص ثابت ہوگا او
اس صورت مین اولیاء عامد پر نصف دیت کا رد کرنا معین ہوگا لکن مقدار نصف دیت
کا رد کرنا عاقلہ پر لازم ہوگا اسلئے کہ خطا محض سے عاقلہ ضامن ہوتے ہین اور اسی طرح اگر
قتل مین کوئی درندہ بھی اُسکا شریک ہووے تو قصاص ساقط نہوگا اور ولی مقتول کو اُسکے
اولیاء پر نصف دیت کا رد کرنا لازم ہوگا **پانچوان مسئلہ** یہکہ ولی مقتول جو بوجہ فلس مفلسی
یا بوجہ سفاہت مجور علیہ جسکو تصرفات مالیہ کی ممانعت ہو ہو تو اسکو استیفاء قصاص کا استحقاق
حاصل ہوگا اسلئے کہ حجر فقط مال سے متعلق ہوتا ہے اور اگر مجور علیہ کسی مال کے عوض مین قصاص کو
عفو کرے اور قاتل راضی ہو جاسے تو صحیح ہوگا اور مجور علیہ کو مال مذکور کا اپنے غرماء (قرضخواہ)
پر تقسیم کردینا معین ہوگا اور اگر کوئی شخص قتل کرڈالا جاسے اور وہ دین کے ساتھ مشغول الذمہ
ہو پس اگر اُسکے ورثہ دیت کو اخذ کرین تو اُس (دیت) کا مقتول کے دیون اور وصایا مین
اُسکے باقی اموال کیطرح صرف کرنا لازم ہوگا اور آیا ورثہ کیلئے استیفاء قصاص کا اختیار کرنا
اُسکے دیون کا ضامن ہونا بھی جائز ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہے کہ جائز ہوگا جسکے
مستند آیہ شریفہ فقد جعلنا لولیہ سلطانا ہے اور یہی اولی ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ جائز نہ ہوگا
جیساکہ روایت ابو بصیر مین حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہوا ہے **چھٹا مسئلہ** جبکہ ایک
شخص کسی جماعت کو یکے بعد دیگرے قتل کرے تو جماعت مقتولین مین سے ہر ایک شخص کے
ولی کو اخذ قصاص کا اختیار حاصل ہوگا اور ایک شخص کا حق دوسرے شخص سے متعلق
نہوگا پس اگر استیفاء قصاص کو مقتول اول کا ولی بوجہ سبقت اختیار کرے تو باقی مقتولین کے
اولیاء کا حق بدون بدل ساقط ہو جائیگا اسلئے کہ محل قصاص کا مفقود ہو جانا مفروض ہے اور اسمین
تردد ہے اسلئے کہ سقوط حق مین خون مسلمین کا باطل ہونا لازم آتا ہے اور اگر مقتول اول کے سوا کسی دوسرے مقتول کے

ولی مبادرت کرے تو اگرچہ خالی از اساءت نہوگا اسلئے کہ اول کو اُسپر ترجیح حاصل تھی لیکن
باقی مقتولین کے اولیا کا حق اس صورت مین بھی ساقط ہوجائیگا اور اسمین بھی وہی اشکال ہی
کیونکہ سبب استحقاق مین کل اولیا مساوی ہین پس باقی اولیا کے حق کا ترکہ قاتل سے
متعلق ہونا چاہیئے تاکہ خون مسلم باطل نہو ساتوان مسئلہ اگر ولی مقتول کسی شخص کو استیفاء
قصاص مین وکیل کرے اور اُس شخص کو استیفاء قصاص کے قبل وکالت سے معزول کردے
اور بعد عزل وہ (شخص) قصاص کا استیفا کرے پس اگر شخص مذکور کو اپنا معزول ہونا معلوم
اور مع ذلک اُسنے استیفاء قصاص پر اقدام کیا ہو تو اُس (شخص) پر قصاص ثابت ہوگا اور
اگر اُسکو اپنا معزول ہونا معلوم نہو تو اُسپر قصاص اور دیت ثابت نہوگی لیکن اگر موکل نے
قصاص سے عفو کیا ہو اور وکیل نے قصاص کا استیفا کیا ہو اور اُسکو عفو موکل معلوم نہو
تو اُس (وکیل) پر قصاص ثابت نہوگا اسلئے کہ اُسنے عدوان نہین کیا البتہ اُسپر دیت ثابت ہوگی
کیونکہ وہ مباشر قتل ہوا ہی اور وکیل کو مقدار دیت کے ساتھ موکل پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلئے
کہ اُس (موکل) نے غرر (فریب دینا) کیا ہی آٹھوان مسئلہ زن حاملہ سے تا وضع حمل قصاص
لینا جائز نہین ہی اگرچہ اُسکا حمل بعد جنایت متجدد (حادث) ہوا ہو پس اگر زن جانیہ قاتلہ مدعی
حمل ہو اور اُسکے لئے منجملہ قوابل چار عورتین شہادت دین تو حمل ثابت ہوگا اور زن مذکورہ پر
حکم حاملہ جاری کیا جائیگا اور شہادت سے اُسکا دعوی مجرد (خالی) ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ
اُسکا قول مسموع نہوگا اسلئے کہ اسمین ولی مقتول کا تسلط سے ممنوع ہونا لازم آتا ہی حالانکہ
حقتعالی فرماتا ہی فقد جعلنا لولیہ سلطانا اور اگر اُسکے قول کے مسموع ہونے اور قصاص
کیوقت انکشاف مؤخر کرنیکو اختیار کرین تو احوط ہی اسلئے کہ بسا اوقات امارات حمل شہادت
کا قائم کرنا متعذر ہوتا ہی اور آیا ولی مقتول پر وضع حمل کے بعد اُسوقت تک صبر کرنا جبتک کہ

مولود کو غذا مین استقلال نہو لازم ہو یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ لازم ہی تاکہ اختلاف

مشقت برطرف ہو لیکن اگر مولود کیلئے شیر مادر کے سوا ایسی غذا موجود ہو جس سے وہ زندہ

رہ سکتا ہو تو ولی مقتول کے مسلط ہونیکا اور اگر مولود کیلئے شیر مادر کے سوا کوئی غذا موجود نہو

تاخیر کرنیکا قائل ہونا بے وجہ نہین ہی اور اگر زن جانیہ از روے قصاص قتل کی جاے بعد از

اُسکا حاملہ ہونا ظاہر ہو تو قاتل پر دیت حمل لازم ہوگی اسلئے کہ وہ مباشر قتل ہوا ہی اور اگر مباشر

اُس (زن جانیہ) کے حاملہ ہونے سے جاہل ہوا اور اُس حاکم کو حاملہ ہونیکا علم حاصل ہو جسنے

اجازت دی ہی تو حاکم ضامن ہوگا نوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو قطع کرے بعد از

دوسرے انسانکو قتل کر ڈالے تو اولاً شخص جانی کی ہاتھ کا قطع کرنا بعد ازان اُس (جانی) کا قتل

معین ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر ڈالے بعد ازان کسی دوسرے انسانکے ہاتھ کو قطع

تب بھی اولاً اُس کے ہاتھ کا قطع کرنا بعد ازان اُس کا قتل کرنا لازم ہوگا تاکہ استیفاء حقین کی طرف

ہو جاے اور اگر صورت مفروضہ مین جنایت قطع کا نفس مجنی علیہ کیطرف سرایت کرنا فرض کیا جاے

ولی مجنی علیہ کو ترکہ جانی مین سے نصف دیت کا استحقاق حاصل ہوگا اسلئے کہ قطع ید دہاتھ

نصف دیت کا بدل ہوتا ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ ترکہ جانی مین کوئی شی واجب نہوگی اسلئے

کہ قتل عمد مین دیت ثابت نہین ہوتی تاوقتیکہ صلح نکی جاے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے

دونون ہاتھونکو قطع کرے اور جانی سے قصاص کا استیفاء کر لیا جاے بعد ازان جراحت مجنی

(یعنی جانی کے دونون ہاتھ بھی بعوض جنایت قطع کر لیے جاوین ۱۲)

علیہکے نفس کیطرف سرایت کرے تو ولی مجنی علیہ کو جانی سے قصاص نفس کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہوگا

کوئی یہودی کسی مسلم کے ہاتھ کو قطع کرے اور مسلم اُس (یہودی) سے قصاص کا استیفاء کرے بعد

جراحت مسلم اسکے نفس کیطرف سرایت کرے تو ولی مسلم کو یہودی سے قصاص نفس کا مطالبہ کرنا صحیح

اور اگر ولی مسلم اُس (یہودی) سے دیت کا طالب ہو تو اُس (ولی مسلم) کیلئے دیت مسلم کا استحقا

لیکن اُس (دیت مسلم) مین سے دست ذمی کی دیت کا وضع کر دینا لازم ہوگا جسکی مقدار چار سو درہم ہوتی ہی اور اسی طرح اگر کوئی عورت کسی مرد کے ہاتھ کو قطع کرے اور مجنی علیہ اُس (عورت) سے قصاص کا استیفا کر لے بعد ازان اُس (مجنی علیہ) کے جراحت سرایت کرے تو ولی کو عورت سے قصاص نفس کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر ولی اُس (عورت) سے دیت کا مطالبہ کرے تو اُسکو دیت کے تین ربع کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر کوئی عورت کسی مرد کے دونون ہاتھون اور دونون پاؤن کو قطع کر دے اور اُس سے قصاص لیا جائے بعد ازان جراحت مجنی علیہ سرایت کرے تو ولی مجنی علیہ کیلئے قصاص نفس کا استحقاق حاصل ہوگا اور اُسکے لئے دیت کا استحقاق حاصل نہوگا اسلئے کہ وہ اُس چیز (قصاص) کا استیفا کر چکا ہی جو دیت کے تا تمم مقام تھا اور اِن جملہ صور تون مین تردد ہی اسلئے کہ نفس کیلئے بانفرادہ ایک دیت مقرر ہی اور جس چیز کا کہ ولی مجنی علیہ نے استیفا کیا ہی وہ از روی قصاص واقع ہوا ہی لہذا اُسکا دیت نفس سے وضع کرنا صحیح نہوگا دسوان مسئلہ جبکہ قاتل عمد ہلاک ہو جائے تو قصاص ساقط ہو جائیگا اور آیا دیت بھی ساقط ہوگی یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ ساقط ہو جائیگی اور کتاب خلاف مین تردد فرمایا ہی اور روایت ابو بصیر مین وارد ہوا ہی کہ اگر قاتل عامد فرار (بھاگ جانا) کرے اور اُسکے ماخوذ کرنے پر قدرت نہو تا اینکہ وہ وفات پا جاوے تو دیت کا اُسکے مال سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر اُسکے لئے مال نہو تو اُسکی اقارب سے بمراعات اقربا اقرب اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر اوس کے لیئے قرابت نہو تو اُسکا ادا کرنا امام سے متعلق ہوگا اسلئے کہ کسی مرد مسلم کا خون باطل نہین ہوسکتا گیارھوان مسئلہ اگر قاطع ید (ہاتھ کا قطع کرنیوالا ۱۲) سے قصاص لیا جائے بعد ازان مجنی علیہ بوجہ سرایت وفات پائے بعد ازان جانی بھی بوجہ سرایت مرجائے تو جو قصاص کہ جانی سے لیا گیا تھا وہ بوجہ سرایت اپنے موقع پر واقع ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو قطع کرے بعد ازان اُس (مجنی علیہ) کو قتل کر ڈالے اور دست جانی کو ولی مجنی علیہ از روی قصاص قطع کرے

القصاص في النفس وليس ... الدية ... ما يقوم مقام ... وفي هذا التردد لان ... النفس ... على انفرادها وما استوفاه ... وقع قصاصا العاشرة اذا هلك قاتل العمد سقط القصاص وهل تسقط الدية قال في المبسوط نعم وتردد في الخلاف وفي رواية ابي بصير اذا هرب فلم يقدر عليه حتى مات اخذت من ماله ...

بعد ازان جراحت جانی اُسکے نفس کیطرف سرایت کرے تب بھی جو قصاص کہ ہاتھ سے لیا گیا وہ اپنے موقع پر واقع ہوگا لکن اگر جراحت جانی اولا سرایت کرے بعد ازان جراحت مجنی علیہ کی سرایت جانی اس صورت مین بعوض قصاص واقع نہوگی اسلئے کہ سرایت مجنی علیہ کیلئے قبل اُس (جانی) کی سرایت کا حاصل ہونا مفروض ہے لہذا اُس (جانی) کی سرایت ہدر (باطل) ہوگی
بارھوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو قطع کرے اور شخص مقطوع مجنی علیہ عفو کردے بعد ازان قاطع مذکور اوس (مقطوع) کو قتل کر ڈالے تو ولی مقطوع کو قاطع سے قصاص نفس کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا لیکن اس صورت مین قبل قصاص اوس (ولی مقطوع) کو دست قاطع کی دیت کا اوس (قاطع) کے اولیا پر رد کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ مجنی علیہ (مقطوع الید) نے اپنے ہاتھ کی دیت کو جانی (قاطع) سے اخذ کر لیا ہو یا اوس کا ہاتھ بعوض قصاص قطع کیا گیا ہو اور اگر اوس کا ہاتھ بدون جنایت قطع کیا گیا ہو اور اون سے اپنے ہاتھ کی دیت کو بھی اخذ نہ کیا ہو تو قاتل کا بدون رد قتل کرنا صحیح ہوگا اور اس حکم کا مستند وہ روایت ہے جس کو سورہ بن کلیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کے اوس کف دست کو قطع کرے جو انگلیان نہ رکھتا ہو تو قاطع کے کف دست کا قطع کرنا صحیح ہوگا لکن انگلیونکی دیت کا قبل قطع اُس (قاطع) پر رد کرنا لازم ہوگا اور اگر ولی دم (وارث خون) نے جانی (قاتل) پر استیفاے قصاص کی غرض سے ضرب لگائی ہو اور اُس (جانی) کو مقتول سمجھکر ترک کر دیا ہو اور دراصل اُسمین رمق جان باقی ہو بعد ازان وہ اپنا علاج کرے اور صحیح و سالم ہوجائے تو ولی دم کیلئے قصاص نفس کا اختیار اُسوقت تک حاصل نہوگا جبتک کہ جانی کیلئے اُس (ولی دم) سے جراحت کے عوض مین قصاص کا استیفا

وهذا مورد رواية ابان بن عثمان عن احدهما وفيه ضعف مع ارساله لكن الاقرب انه ان ضرب بما ليس له الاقتصاص به كالعصا اقتص منه او كان له الاقتصاص به كالسيف فلا يقتص منه بل الولي يقتله

نکیا جاوی اور اس حکم کا مستند وہ روایت ہی جسکو ابان بن عثمان نے احد ہما (حضرت امام محمد باقر
یا حضرت امام جعفر صادق) علیہما السلام سے بطور ارسال نقل کیا ہی اور ابان مین ضعف ہی
علاوہ برین اُسنے سند کا ارسال کیا ہی لکن درصورتیکہ ولی دم نے جانی پر ایسے آلہ کے ساتھ ضرب
لگائی ہو جسکے ساتھ اُس (ولی دم) کو قصاص لینا صحیح نہو جیسے عصا وغیرہ تو جانی کیلئے (اُس زخم)
جراحت کے عوض مین استیفاء قصاص یا ارش کا جائز ہونا اور درصورتیکہ اُس (ولی دم)
نے ایسے آلہ کے ساتھ ضرب لگائی ہو جسکے ساتھ قصاص لینا صحیح ہو جیسے شمشیر تو اُس (ولی دم) کو جانی
کے دوبارہ قتل کرنیکا جائز ہونا اقرب ہی جسطرح کہ ولی دم کو گردن جانی کی جدا کردینیکا ظن حاصل ہو
اور انصلاح (صحیح ہوجانا) جانی کے بعد اُس (ولی دم) پر اپنے ظن کا مخالف واقع ہونا ظاہر ہو پس اس
صورت مین ولی دم کو اُس (جانی) کا قتل کرنا جائز ہی اور ولی دم سے ضرب شمشیر کے عوض مین
جانی کیلئے قصاص لینا صحیح نہین ہی اسلئے کہ ضرب مذکور کا فعل سائغ (جائز) ہونا مفروض ہی
جسکی بہ نسبت خون جانی ہدر ہی **قسم دوم** قصاص طرف کے بیان مین قصاص طرف سے
اُس جنایت کا عوض مراد ہی جو نفس کے سوا کسی عضو پر واقع ہوئی ہو اور قصاص طرف کے
موجب سے اُس فعل کے ساتھ جنایت کرنا مراد ہی جو غالباً متلف عضو ہو اگرچہ قصد اتلاف نہو یا
عضو کا بقصد اتلاف ایسے فعل کے ساتھ تلف کرنا مراد ہی جو غالباً متلف نہو اور جواز اقتصاص
(قصاص لینا) مین جانی و مجنی علیہ کا اسلام اور حریت مین مساوی ہونا یا مجنی علیہ کا اکمل ہونا
شرط ہی پس مرد کے لئے عورت سے قصاص لینا صحیح ہی اور مرد کو عورت سے مقدار فاضل قدر
تفاوت کا اخذ کرنا جائز نہین ہی اور اسی طرح عورت کیلئے مرد سے نفس اور طرف دونو مین رد
تفاوت کے بعد قصاص لینا بھی صحیح ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہو چکا ہی اور اسیطرح کافر ذمی کیلئے
کافر ذمی سے قصاص لینا بھی صحیح ہی اور کافر ذمی کیلئے مسلم سے قصاص لینا صحیح نہین ہی اور

القسم الثاني في قصاص الطرف وموجبه الجناية بما يتلف العضو غالبا او الاتلاف بما قد يتلف لا غالبا مع القصد ويشترط التساوي في الاسلام والحرية او يكون المجني عليه اكمل فيقتص للرجل من المرأة

من مسلم ويقتص للذمي من الذمي ولا يقتص له من مسلم

اسی طرح حر کیلئے عبد سے قصاص لینا بھی صحیح ہی اور عبد کیلئے حر سے قصاص لینا صحیح نہین ہی جس طرح
کہ اُس (عبد) کیلئے نفس مین قصاص لینا صحیح نہین ہی اور اسی طرح جانی و مجنی علیہ کا صحت و سلامت
مین مساوی ہونا بھی شرط ہی پس دست ید صحیحہ کا دست شل کے عوض قطع کرنا جائز نہوگا اگرچہ
جانی اُس (دیت صحیحہ) کے بذل کرنے پر راضی ہو اور دست شل کا دست صحیحہ کے عوض
قطع کرنا صحیح ہی اور اسی طرح اُس (دست شل) کا دست شل کے عوض قطع کرنا بھی صحیح ہی لیکن
اگر اہل خبرہ کے قول سے دست شل کے خون کا منقطع نہونا اور قتل نفس کیطرف منجر ہو جانا معلوم ہو تو
دیت کیطرف عدول کیا جائیگا تاکہ خطر سرایت سے خلاصی حاصل ہو اور دست راست کا دست
راست کے عوض قطع کرنا صحیح ہی اور اگر مجنی علیہ کا دست راست مفقود ہو تو اُسکے دست چپ کا
قطع کرنا جائز ہوگا اور مجنی علیہ کے دست راست و چپ دونون مفقود ہون تو اُسکے پای راست
قطع کرنا اور اگر وہ بھی مفقود ہو تو اُسکے پای چپ کا قطع کرنا جائز ہوگا اور اس قول کا مستند وہ
روایت صحیحہ ہی جسکو حبیب سجستانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور اسیطرح
اگر کوئی شخص کسی جماعت کے ہاتھونکو بسبیل تعاقب (یکے بعد دیگرے) قطع کرے تو اُس (جانی)
کی دونون ہاتھون اور دونون پاؤن کا الاول فالاول کے عوض قطع کرنا صحیح ہوگا اور جو مجنی علیہ
کہ باقی رہیگا اُسکے لئے دیت ثابت ہوگی اور شجاج (زخمہای سر و رو) مین اُنکی مساحت کا باعتبار
طول و عرض مساوی ہونا شرط ہی اور باعتبار عمق مساوی ہونیکا اعتبار نہین ہی بلکہ اسم شجہ کی حاصل
ہونیکی مراعات کیجائیگی اسلئے کہ رؤس مردم مین باعتبار فربہی تفاوت ہوتا ہی اور اُس جنایت مین
قصاص ثابت نہین ہوتا جسکے قصاص مین تعزیر (اہلاک نفس) متعذر ہی جیسے جائفہ (وہ زخم جو جوف
دماغ تک پونہچ جای) اور مامومہ (وہ زخم جو ام دماغ تک پونہچ جای) اور جس جنایت مین تعزیر نہین ہی
اُسمین قصاص ثابت ہوتا ہی جیسے خارصہ (وہ زخم جو قاطع جلد ہو اور گوشت تک نہ پونہچے) اھ

باضعہ (وہ زخم جو قاطع گوشت ہو اور پوست استخوان تک پہونچ جاے) اور سمحاق (وہ زخم جو استخوان پوست رقیق تک پہونچ جاے) اور موضحہ (وہ زخم جو سفیدی استخوان کو ظاہر کردے اور استخوان کے پوست رقیق کو شگافتہ کردے) اور اسی طرح ہر ایسی جراحت مین قصاص ثابت ہوتا ہے جسکے جارح پر تعزیر نہو اور سلامت مجروح اسمین غالب ہو پس ہاشمہ (وہ زخم جو کاسر استخوان ہو یعنی ہڈی کو توڑ ڈالے) اور منقلہ (وہ زخم جس کے علاج من استخوان اپنے مقام سے منتقل ہو) اور کسر عظم (کسی ہڈی کا توڑ دینا) مین قصاص ثابت نہوگا اسلیے جراحات مذکورہ مین تعزیر متحقق ہے اور احد قصاص مین ہلاکت نفس کا خوف ہوتا ہے اور آیا جانی سے قبل اندمال قصاص لینا صحیح ہے یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہے کہ جائز نہین ہے اسلیے کہ اس صورت مین حصول سرایت سے امن نہین ہے جو قصاص نفس مین قصاص طرف کے داخل ہوجانیکو مستلزم ہے پس جب تک کہ جراحت مجنی علیہ کا حال معلوم نہووے اسوقت تک اسکے حق کا قصاص طرف یا قصاص نفس ہونا مشخص نہین ہو سکتا اور کتاب خلاف مین جواز اقتصاص (قصاص کا اخذ کرنا) اور استحباب صبر کے قائل ہوے مین اور یہی قول اشبہ ہے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے چند اعضا کو از راہ خطا قطع کردے تو کل اعضا کی دیتونکا اخذ کرنا جائز ہوگا اگرچہ دیت نفس سے اُن (دیتون) کی مقدار کئی حصہ زائد ہو اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ دیت نفس پر اقتصار کرنا لازم ہوگا تاانکہ جراحت مندمل ہو بعد ازان باقی دیت کا استیفا کرنا جائز ہوگا اور اگر نفس کیطرف سرایت کرے تو حق مجنی علیہ دیت مین منحصر ہوگا جسکو وہ اخذ کرچکا ہے اور یہ قول اولی ہے اسلیے کہ دیت نفس مین دیت طرف اتفاقًا داخل ہوجاتی ہے اور قصاص جراح کے اخذ کرنیکی کیفیت یہ ہے کہ کسی رشتہ وغیرہ سے محل جراحت کی پیمائش کیجاے اور موضع اقتصاص مین رشتہ مذکورہ کی دونون طرفون پر کوئی علامت قائم کیجاے بعد ازان ایک علامت سے دوسری علامت تک شگافتہ کیا جاے پس اگر جانی پر قصاص کا ایک مرتبہ شگافتہ کرنا شاق ہو تو ایک دفعہ سے زائد مین قصاص کا استیفا کرنا جائز ہوگا اور قصاص

زراعت کا شدت حرارت و برودت کی زمانہ سے اعتدال نہار تک مؤخر کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ شدت حرارت و برودت مین سرایت کا خوف ہوتا ہی اور آلہ آہنی کے سوا کسی دوسرے آلہ سے قصاص لینا صحیح نہین ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی آنکھ کو اکھاڑ ڈالے تو آیا مجنی علیہ کو جانی کی آنکھ کا اپنے ہاتھ سے اکھاڑ ڈالنا جائز ہوگا یا نہین اسمین اشکال ہی لکن حدیدۂ معوجہ کے ساتھ اُسکا انتزاع کرنا اولی ہی اسلئے کہ اُسمین سہولت زیادہ ہوتی ہی اور اگر جراحت نے عضو جانیکا استیعاب کیا ہو اور اُس (عضو جانی) سے زائد ہو تو قصاص مین دوسرے عضو کی طرف خروج کرنا جائز نہوگا اور اُسی مقدار پر اقتصار کرنا لازم ہوگا جسکی کہ عضو جانی برداشت کر سکتا ہے اور مقدار زائد مین اُس نسبت کے ساتھ دیت کا اخذ کرنا صحیح ہوگا جو نسبت کہ باقی ماندہ کو اصل جرح کے ساتھ حاصل ہوگی اور اگر مقدار مین مجنی علیہ کا عضو مجروح صغیر ہو اور جنایت نے اُسکا استیعاب کیا ہو تو مقتص منہ (جانی) جس سے قصاص لیا جاتا ہے عضو کا استیعاب کرنا جائز نہوگا اور مساحت جنایت کی مقدار پر اقتصار کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی انسان کا کان قطع کیا جائے اور جانی سے قصاص کا استیفا کر لیا جائے بعد ازان مجنی علیہ اُس (کان) کو ملصق کرے تو جانی کیلئے اُس (کان) کا زائل کر دینا جائز ہوگا تاکہ مماثلت متحقق ہو اور علمانے فرمایا ہی کہ جانی من حیث ہو جانی کیلئے اُس (کان) کے زائل کردینے کا اختیار حاصل نہوگا اسلئے کہ وہ (کان) میتہ ہی جسکا زائل کر دینا خود مجنی پر واجب ہی اور اگر مجنی علیہ اُس (کان) کو زائل نکرے تو حاکم شرع وغیرہ (خواہ جانی ہو یا اور کوئی) پر اُس (کان) کا قربۃً الی اللہ زائل کرنا لازم ہوگا کیونکہ وہ نجس ہی اور اُسمین نماز صحیح نہین ہی اور اسیطرح اگر کسی انسان کے کان کا کوئی جز قطع کیا جائے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے کان کو قطع کر دے اور بعد قطع وہ (کان) اُس (مجنی علیہ) کی جلد پر معلق ہو جائے بعد ازان اُسکو ملصق کرے تو قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ

مماثلت ممکن ہی اور قلع عین (آنکھ کا اُکھاڑ ڈالنا) مین بھی قصاص ثابت ہوتا ہی اگرچہ جانی باعتبار خلقت اعور (یک چشم) ہو اور بوجہ قصاص اعمی (نابینا) ہوجاوی اسلئے کہ اُسکو حق تعالی نے اعمی کردیا ہی اور مجنی علیہ پر کسی تاوان کا جانی پر رد کرنا لازم نہوگا اور اگر صاحب دوچشم کسی یک چشم کی صحیح آنکھ کو اُکھاڑ ڈالے تو اُس (یک چشم) کیلئے جانی سے ایک آنکھ کے ساتھ قصاص لینا جائز ہوگا اور آیا اُس (یک چشم) کیلئے مع ذلک نصف دیت کا بھی استحقاق حاصل ہوگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ حاصل نہوگا اسلئے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی اَلْعَیْنُ بِالْعَیْنِ اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ حاصل ہوگا اور اس قول کا مستند احادیث ہین اور قول اوّل اولی ہی اور اگر کوئی شخص روشنائی چشم (آنکھ کا نور) کو زائل کردے اور اُسکا حدقہ بحالہا باقی رہی تو قصاص مین مماثلت کے حاصل کرنیکی طرف توصل کرنا صحیح ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ جانی کی پلکون پر قطن مبلول (پنبہ تر) رکھی جائیگی اور اُسکی آنکھونکا گرم آئینہ کے ساتھ جو روبروے آفتاب رکھا ہو مقابلہ کیا جائیگا تا اینکہ قوتِ نظر گداختہ ہو اور حدقہ چشم باقی رہی اور حاجبین (دونون ابرو) اور شعر راس و لحیہ (موی سر و ریش) مین بھی قصاص ثابت ہوتا ہی پس اگر شعر مجنی علیہ قبل استیفاء روئیدہ ہوجاے تو قصاص ساقط ہوگا اور قطع ذکر مین بھی قصاص ثابت ہوتا ہی اور شاب و شیخ و صبی اور بالغ و فحل اور مسلول الخصیتین (خواجہ سرا) اور اغلف (جسکا ختنہ نہوا ہو) اور مختون مساوی ہین ہان ذکر عنین کے عوض مین صحیح سے قصاص لینا صحیح نہین ہی اور اُس (ذکر عنین) کے قطع کرنیمین ثلث دیت ثابت ہوتا ہی اور قطع خصیتین مین قصاص ثابت ہوتا ہی اور اسی طرح ایک خصیہ مین بھی قصاص ثابت ہوتا ہی البتہ اگر قصاص لینے مین دوسرے خصیہ کی منفعت کے باطل ہوجانیکا خوف ہو تو قصاص ساقط ہوگا اور اُسکی دیت کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور شفرین (دولب فرج) مین اسی طرح قصاص ثابت ہوتا ہی جسطرح

کہ شفتین (دولب دہن) مین ثابت ہوتا ہی اور اگر جانی مرد ہو تو فقدان محل کی وجہ سی قصاص
نہوگا اور اُس (مرد جانی) پر دیت ثابت ہوگی اور روایت عبد الرحمن بن سیابہ سی جناب حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سی منقول ہوا ہی کہ اگر مرد جانی اُس (زن مجنی علیہا) کی دیت کو ادا نکرے تو
اُس (زن مجنی علیہا) کیلئے مرد جانی کی فرج کا قطع کرنا صحیح ہوگا اور یہ روایت متروک ہی اور اگر مجنی علیہ
خنثی ہو اور اُس خنثی کا ذکر ہونا ظاہر ہوجاے اور اُس (خنثی) پر کوئی مرد جنایت کرے تو اُس
(خنثی) کے ذکر او رانثیین مین قصاص ثابت ہوگا اور شفرین (فرج کے دونون کنارے) مین
حکومت (ارش) ثابت ہوگی اور اگر خنثای مذکورہ پر کوئی عورت جنایت کرے تو مذاکیر (عضو تناسل) مین
قصاص ثابت ہوگا اور شفرین مین حکومت ثابت ہوگی اسلئے کہ اُن دونون (شفرین) کا اصلی
نہونا مفروض ہی اور اگر اُس (خنثی) کا عورت ہونا ظاہر ہوجاے تو مرد پر اُن دونون (شفرین)
مین فوات محل کی وجہ سی قصاص نہوگا اور اُس (مرد) پر شفرین مین اُن دونون کی دیت ثابت
ہوگی اور ذکر او رانثیین مین حکومت ثابت ہوگی اور اگر اُس (خنثی) پر کوئی عورت جنایت
کرے تو شفرین مین قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ اُن دونون کا اصلی ہونا مفروض ہی لہذا
مماثلت متحقق ہوگی اور مذاکیر مین حکومت ثابت ہوگی اور اگر خنثای مجنی علیہ اپنے حال کے
ظاہر ہونے تک صبر نکرے اور قصاص کا مطالبہ کرے تو اُسکے لئے جانی سی قصاص لینا صحیح
نہوگا اسلئے کہ احتمال خلاف موجود ہی اور اگر دیت کا مطالبہ کرے تو اُس مقدار کا اُسکے حوالہ کرنا
صحیح ہوگا جسکا استحقاق اُسکے لئی قدر متیقن اور دونون تقدیرون (انوثیت وذکوریت) پر ثابت
ہو جس سے دیت شفرین مراد ہی اور اگر بعد ازان اُس (خنثی) کا مرد ہونا ظاہر ہو تو اُس (خنثی)
کیلئے ذکر اور انثیین کی دیت کامل کردی جایگی اور شفرین مین اُسکے لئے حکومت ثابت ہوگی
اور اگر اُس (خنثی) کا عورت ہونا ظاہر ہو تو باقی (ذکر وخصیتین) مین اُسکے لئے حکومت بھی ثابت

ولو قال اطالب بدية عضو مع بقاء القصاص في الباقي لم يكن له ولو طالب بالحكومة مع بقاء القصاص صح ويعطى الحكومتين و يقطع الصحيح بالمجذوم اذا لم يسقط منه شيء وكذا يقطع الانف الشام بالعادم

ہوگی اور اگر وہ (خنثی) ایک عضو کی دیت کا مطالبہ کرے اور باقی اعضا مین قصاص کی شرط کرے کہ لو طالب بدیۃ عضو مع بقاء القصاص فی الباقی (مین ایک عضو کی دیت کا مطالبہ کرتا ہون بشرطیکہ باقی مین قصاص باقی رہے) تو اسکا یہ مطالبہ صحیح نہوگا اسلئے کہ اعضائے ثلثہ شفرین اور ذکر اور خصیتین مین سے ایک عضو کیلئے حتماً دیت اور قصاص نہین ہے بلکہ اسکے لئے دیت اور قصاص کا اعضائے ثلثہ مین جمع کرنا صحیح نہوگا ہان اگر ایک عضو کی حکومت کا مطالبہ کرے اور باقی اعضا مین قصاص کی شرط کرے صحیح ہوگا اسلئے کہ اسکے لئے باعتبار واقع اُن دونون (حکومت و قصاص) کا اعضائے ثلثہ مین جمع کرنا صحیح ہے پس اقل حکومتین (شفرین اور ذکر اور خصیتین مین سے جنکی حکومت کم ہو) کا اسکے حوالے کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ اُس (اقل حکومتین) کا استحقاق بہرحال ثابت ہے اور عضو مجذوم کے قصاص مین عضو صحیح کا قطع کرنا جائز ہے بشرطیکہ اُس عضو مجذوم کا کوئی جزو بوجہ جذام ساقط نہوا ہو اور اسیطرح انف شام (جس ناک کیلئے قوت شامہ موجود ہو) کا عدیم الشامہ کے قصاص مین قطع کرنا بھی جائز ہے جسطرح کہ اذن صحیح (سننے والا کان) کا اذن صماء (بہرے) کے قصاص مین قطع کرنا جائز ہے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی ناک کے کسی جزو کو قطع کرے تو قدر مقطوع کا اسکے اصل کیطرف نسبت دینا اور جانی سے اُسی حساب کے ساتھ قصاص کا اخذ کرنا متعین ہوگا تاکہ جانی کی ناک کے صغیر ہونیکی صورت مین قصاص سے اُسکا استیعاب نہوجائے اور قطع احد المنخرین (ناک کا ایک سوراخ) مین بھی قصاص ثابت ہوتا ہے اور قطع اذن (کان کا کاٹ ڈالنا) مین بھی یہی بحث جاری ہوگی اور اُذن مثقوبہ (جس کان مین سوراخ ہو) کے قصاص مین اذن صحیحہ کا قطع کرنا صحیح ہے اور آیا اذن مخرومہ (چاک دار) کے قصاص مین بھی اذن صحیحہ کا قطع کرنا صحیح ہوگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہے کہ صحیح نہوگا اور حد خرم (چاک) تک قصاص لیا جائیگا و الباقی حکومت (ارش) ثابت ہوگی اور اگر قصاص کی جائز ہونے اور جانی پر دیت خرم (چاک) کی رد کرنیکو اختیار کرین تو خوب ہے اور قلع سن (دانت کا اکھاڑ ڈالنا) مین بھی قصاص ہوتا ہے پس اگر کوئی شخص سن مثغر (اُس شخص کا دانت جو قطع ہونیکے بعد نکلا ہو جو باعتبار عادت عود نہین کرتا) کا قلع (اکھاڑ ڈالنا) کرے بعد ازان وہ عود کرے اور سن اصل (پہلا دانت) کی بہ نسبت ناقص یا متغیر ہو تو اُین

الصحيح بالصماء ولو قطع بعض الانف نسبنا المقطوع الى الاصل واخذنا من الجاني بحسابه لئلا يستوعب انف الجاني لصغره وكذا الاذن ويقطع في احد المنخرين وكذا الحكم في الاذن وتقطع الصحيحة بالمثقوبة وهل يؤخذ بالمخرومة قيل لا ويقتص له الى حد الخرم والباقي حكومة ولو قيل ... لم يرد دية الخرم كان حسنا ويثبت القصاص في السن فان كانت سن مثغر وعادت ناقصة او متغيرة كان فيه

حکومت (ارش) ثابت ہوگی اور اگر مثل اوّل عود کرے تو قصاص اور دیت نہوگی اور اگر ثبوت ارش (وہ تفاوت جو مصنوع وغیر مصنوع کی قیمت مین حاصل ہو) کے قائل ہون تو خوب ہو اور اگر کوئی شخص سن صبی (نابالغ کا دانت) کا قلع کرے تو ایکسال تک اُسکا انتظار کیا جائیگا پس اگر اُسنے عود کیا تو حکومت ثابت ہوگی اور اگر عود نکیا تو اُسمین قصاص ثابت ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ سن صبی مین مطلقاً (خواہ عود کرے یا نکرے) ایک اونٹ ثابت ہوتا ہی اور اگر صبی مذکور اُسکے عود سے مایوس نہو اور قبل یاس مرجاے تو اُس (صبی) کے ورثہ کیلیئے مطالبہ ارش کے جائز ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اگر ایک بالغ دوسرے سے قصاص سن کا استیفا کرے بعد ازان سن جانی عود کرے تو مجنی علیہ کو اُسکے زائل کردینیکا اختیار حاصل نہوگا اسلیئے کہ وہ نجس نہین ہی تاکہ جانی پر قربۃً الی اللہ اُسکا زائل کرنا صحیح ہو اور قصاص اسنانمین محل کا مساوی ہونا شرط ہی پس سن کا ضرس کے عوض مین اور ضرس کا سن کے عوضمین قلع کرنا صحیح نہین ہی اور اسیطرح سن اصلیہ کا سن زائدہ کے عوض قلع کرنا بھی صحیح نہین ہی اور اسیطرح سن زائدہ کا سن زائدہ کے عوض قلع کرنا بھی صحیح نہوگا جبکہ اُن دونونکا محل متغائر ہو اور انگشتان زائدہ اور اصلیہ کا بھی یہی حکم ہی پس انگشت کا انگشت کی عوض قطع کرنا صحیح ہوگا جبکہ باعتبار محل وہ دونون مساوی ہون اور جس عضو کی موجود ہونیکی صورتمین قصاص لیا جاتا ہی اُسی عضو کی مفقود ہونیکی صورتمین دیت لیجائیگی مثلاً کوئی شخص کسی انسان کی دو انگلیونکو قطع کرے اور اُسکے لیئے ایک ہی انگلی موجود ہو تو ایک انگلی کی قطع کرنیکا اور دوسری انگلی کے عوضمین دیت کے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی انسان کے کف تام (پوری ہتیلی) کو قطع کرے اور قاطع کیلیئے انگلیان موجود نہون تب بھی یہی حکم ہوگا اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی انسان کے دست کامل کو قطع کردے اور دست قاطع مین ایک انگشت مفقود ہو تو مجنی علیہ کو جانی کے دست ناقص کا قطع کرنا صحیح ہوگا اور آیا اُس (مجنی علیہ) کو انگشت مفقودہ کی دیت کے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا یا نہین

قال في الخلاف يثبت وفي المبسوط ليس له ذلك الا ان يكون اخذ ديتها ولو قطع اصبع فسرت الى الكف ثم اندملت ثبت القصاص فيهما وهل له القصاص في الاصبع واخذ دية الباقي الوجه لا لامكان القصاص فيهما

پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین ارشاد فرمایا ہی کہ حاصل ہوگا اور کتاب مبسوط مین
ارشاد فرمایا ہی کہ اُسکو یہ اختیار حاصل نہوگا البتہ اگر دست ناقص کی دیت کا مطالبہ کرے تو انگشت
مفقودہ کی دیت کے اخذ کرنیکا اختیار بھی حاصل ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مرد کی انگشت کو قطع کرے
اور جنایت مذکورہ اُسکے کف دست کیطرف سرایت کرے بعد ازان مندمل ہوجاے تو ان دونون
(قطع انگشت اور سرایت کف) مین قصاص ثابت ہوگا اور آیا مجنی علیہ کو قطع انگشت کے عوض مین
قصاص کے اخذ کرنیکا اور باقی کے عوض مین دیت کے اخذ کرنیکا استحقاق بدون رضاء جانی حاصل
ہوگا یا نہین اسمین اشکال ہی لیکن اُسکا حاصل نہونا بے وجہ نہین ہی اسلئے کہ اُن دونو میں قصاص
لینا ممکن ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو بند دست سے قطع کردے تو قصاص ثابت ہوگا
اور اگر ہاتھ کے ساتھ بعض ذراع کو بھی قطع کرے تو ہاتھ مین تا بند دست قصاص ثابت ہوگا اور زائد
مین حکومت ثابت ہوگی اور اگر ہاتھ کو کہنی سے قطع کرے تو قصاص لیا جائیگا یہان پر ہاتھ مین تا بند دست
قصاص ثابت نہوگا اور زائد مین حکومت کا اخذ کرنا صحیح ہوگا جیسا کہ مسئلہ سابقہ مین مذکور ہوا
اور فرق بین المسئلتین واضح ہی اسلئے کہ مسئلہ اولی مین محل قطع منضبط نہین ہی لہذا بند دست تک قصاص لینا اور باقی مین حکومت کا
اخذ کرنا متعین ہوا اور مسئلہ ثانیہ مین محل قطع منضبط ہی لہذا قصاص کل اخذ کرنا متعین ہوگا کیونکہ مماثلت ممکن ہی اور بعض مقطوع
مین قصاص لینا اور باقی مین دیت کا اخذ کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ صورت عمد مین قصاص واجب ہوتا ہی اور دیت کیطرف اُسوقت
رجوع کرنا صحیح ہوتا ہی جبکہ استیفاء حق ممکن نہو **دوسرا مسئلہ** جبکہ قاطع اور مقطوع دونون کیلئے انگشت
زائدہ موجود ہو تو قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ تساوی متحقق ہی اور اگر فقط جانی کیلئے انگشت زائدہ
موجود اور خارج از کف واقع ہو جیسے اُسکا اکلاے پر واقع ہونا تب بھی اُس (جانی) سے قصاص
لیا جائیگا اس لئے کہ جانی کیلئے وہ سالم رہتی ہی اور اگر انگشت مذکورہ کا انگشتان اصلیہ کے
سمت مین واقع ہونا اور اُن (انگشتان اصلیہ) سے منفصل ہونا فرض کیا جاے تو انگشتان پنجگانہ مین

ولو قطع يده من مفصل الكوع ثبت القصاص ولو قطع معها بعض الذراع اقتص في اليد وله الحكومة في الزائد ولو قطعها من المرفق اقتص منه ولا يقتص في اليد ويأخذ الحكومة في الزائد والفرق بين المسئلتين ... الثانية اذا كان للقاطع اصبع زائدة والمقطوع كذلك ثبت القصاص لتحقق التساوي ولو كانت الزائدة للجاني وكانت خارجة عن الكف ... وكذا لو كانت في سمت الاصابع ... منفصلة ثبت القصاص في الخمس

قصاص ثابت ہوگا اور انگشت زائدہ اور کف دست مین ثابت نہوگا اور کف دست مین حکومت ثابت ہوگی اور اگر انگشت مذکورہ کا منجملہ انگشتان اصلیہ کسی انگشت سے متصل ہونا فرض کیا جاے تو مجنی علیہ کیلئے انگشت ملتصقہ (انگشت زائد سے جو متصل ہی) کے سوا باقی مین قصاص لینا صحیح ہوگا اور اُس (مجنی علیہ) کیلئے ایک انگشت کی دیت کی اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اور کف دست مین حکومت ثابت ہوگی اور اگر فقط مجنی علیہ کیلئے انگشت زائدہ موجود ہو تو اُس کو انگشتان اصلیہ مین قصاص کے اخذ کرنیکا استحقاق ہوگا اور انگشت زائدہ کے عوضمین دیت کے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا جس سے انگشت اصلیہ کی دیت کا ثلث مراد ہی اور اگر اُس (مجنی علیہ) کیلئے منجملہ انگشتان اصلیہ چار انگشت موجود ہون اور انگشت پنجم زائد ہو تو دست جانی کا قطع کرنا صحیح نہوگا جبکہ اُسکے لئے انگشتان اصلیہ کا کامل (یا پنج) ہونا فرض کیا جای بلکہ مجنی علیہ کیلئے (پانچون انگشت) انگشتان چہارگانہ مین قصاص ثابت ہوگا اور انگشت پنجم (زائدہ) مین ارش ثابت ہوگی لیکن اگر جانی کیلئے انگشت پنجم کا زائد ہونا اور مجنی علیہ کیلئے انگشتان پنجگانہ کا اصلی ہونا فرض کیا جای تو قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ کامل کے عوضمین ناقص کا قطع کرنا صحیح ہی اور اگر دونون (جانی و مجنی علیہ) کے ہاتھ مین انگشت زائدہ کا موجود ہونا اور اُس (انگشت زائدہ) کے محل کا مختلف ہونا فرض کیا جاے تو قصاص متحقق نہوگا جسطرح کہ عوض خنصر مین ابہام کا قطع کرنا صحیح نہین ہی اور اگر سر انگشت کیلئے دو طرفین فرض کیجائین اور اُن دونون طرفونکو کوئی شخص قطع کر ڈالے پس اگر جانی کیلئے بھی اُسیطرح کا سر انگشت موجود ہو تو قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ تساوی متحقق ہی ورنہ مجنی علیہ کو جانی سے طرف مقطوع کی عوضمین قصاص کے اخذ کرنیکا استحقاق اور طرف دوم کی عوضمین ارش کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر جانی کے سر انگشت مین دو طرفونکا موجود ہونا فرض کیا جای تو جانی سے قصاص کا اخذ کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ تساوی مفقود ہی اور مجنی علیہ کو

اپنی سرانگشت کی عوضمین دیت کے اخذ کرنیکا استحقاق ہوگا جس سی دیت انگشت کا ثلث مرادہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی انگشت کی بند اعلی (اُپر کا پور) کو قطع کرے بعد ازان دوسرے انسانکے اُس انگشت کی بند وسط (بیچ کا پور) کو قطع کرے جسکا بند اعلی کسی وجہ سی ساقط ہوگیا ہی پس اگر مطالبہ قصاص مین پہلا مجنی علیہ سبقت کرے تو اُسکے لئے قصاص کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور دوسرے مجنی علیہ کو بند وسط کے قطع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اگر مطالبہ قصاص مین دوسرا مجنی علیہ سبقت کرے تو اُسکے حق کا مؤخر کرنا صحیح ہوگا پس اگر پہلے مجنی علیہ نے قصاص کو اخذ کیا تو بعد ازان دوسرے مجنی علیہ کیلئے بھی قصاص کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر پہلے مجنی علیہ نے اپنے حق کو عفو کردیا تو دوسرے مجنی علیہ کو قصاص لینا صحیح ہوگا لکن اُسپر بند اعلی کی دیت کا جانی پر رد کرنا لازم ہوگا اور اگر دوسرے مجنی علیہ نے مبادرت کی اور انگشت جانی کو بند وسط سی قطع کردیا تو چونکہ اُسنے اپنے حق کے ساتھ زیادتی (بند اعلی کا قطع) کا بھی استیفا کیا ہی لہذا اُسپر قدر زائد (بند اعلی) کی دیت ثابت ہوگی اور پہلے مجنی علیہ کیلئے جانی پر بند اعلی کی دیت ثابت ہوگی

تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی انسان کے دست راست کو قطع کرلے اور اُسکے عوضمین دست چپ کو بذل کرے اور مجنی علیہ کو اُسکا دست چپ ہونا معلوم نہو اور مجنی علیہ اُسکو قطع کردے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ ہمارا مذہب سقوط قود (قصاص) کو مقتضی ہی اور اسمین تامل ہی اسلئے کہ صورت مفروضہ مین مجنی علیہ کیلئے دست راست کا قطع کرنا متعین ہی لہذا اُس (دست راست) کی موجودگی مین دست چپ کا قطع کرنا کافی نہوگا بنا بر علیہ دست راست کا قصاص باقی رہیگا اور دست چپ کے مندمل ہونے تک تاخیر کرنا لازم ہوگا تاکہ سرایت سی تحفظ رہی اسلئے کہ تعجیل قصاص مین تعداد قطعین (دو زخمونکا وارد ہونا) کی وجہ سی سرایت کی حاصل ہونیکا خوف ہی اور آیا جانی کیلئے دیت کا استحقاق ہوگا یا نہین پس اگر اُس (جانی) نے اخراج یمین (دست راست کا خارج کرنا

کے امر کو سنا ہو اور مع ذلک دست یسار (چپ) کو خارج کیا ہو اور اُسکو قطع یسار کا کافی نہ
معلوم ہوا اور اُسکے خارج کرنیکا قصد کیا ہو تو دیت بھی ثابت نہوگی اور اگر مجنی علیہ کو اُسکے
دست چپ ہونا معلوم ہوا اور مع ذلک اُسکو قطع کر دی تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط میں
فرمایا ہی کہ مجنی علیہ سی قود ساقط ہوگا اور اُسکی مقام پر دیت ثابت ہوگی اسلئے کہ جانی نے
اپنے دست یسار (چپ) کو قطع کرنیکے لئے بذل کیا تھا لہذا شبہہ متحقق ہوگا جسمین قصاص
ساقط ہو جاتا ہی اور اسمین اشکال ہی اسلئے کہ مجنی علیہ نے اُس عضو کو قطع کیا ہی جسکے قطع کرنے
وہ مالک نہ تھا پس صورت مذکورہ مین دست چپ کے قطع کرنے پر وہی حکم جاری ہونا
جو ہاتھ کے سوا کسی دوسرے عضو کے قطع کرنے پر جاری ہوتا اور جس مقام مین کہ قاطع پر
دست یسار (چپ) کی قطع کرنیکی دیت لازم ہوتی ہی اُسی مقام مین وہ (قاطع) اُس قطع یسار
کے سرایت کا بھی ضامن ہوتا ہی اسلئے کہ سرایت تابع جنایت ہوتی ہی اور اگر جنایت کا وہ ذمہ
ضامن نہو تو سرایت کا بھی ضامن نہوگا اسلئے کہ جسکے اصل مضمون نہین ہوتی اُسکی سرایت
بھی مضمون نہین ہوتی اور اگر جانی اور مجنی علیہ مین اختلاف واقع ہو پس جانی سے مجنی علیہ کہے
کہ تو نے اپنے دست چپ کو دست چپ جانکر بدون عوض بذل کیا تھا اور اُسکو دست راست
کے قطع کا عوض قرار نہین دیا تھا اور باذل (جانی) اُسکا انکار کرے تو قول باذل مقبول
ہوگا اسلئے کہ وہ اپنی نیت کے ساتھ زیادہ بصیر (دانا) ہی اور اگر وہ دونون (جانی و مجنی علیہ)
اُس (دست چپ) کی ازراہ عوض بذل کرنے پر متفق ہون تو عوض واقع نہوگا اسلئے کہ شارع
نے اُسکی اجازت نہ دی تھی اور قاطع مجنی علیہ پر اُس (دست چپ) کی دیت لازم ہوگی اور اُس قاطع
کیلئے دست راست مین قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ وہ موجود ہی اور اُسمین تردد ہی اسلئے کہ اتفاق
مذکور سے مجنی علیہ کا دست راست کے قصاص کو عفو کر دینا مستفاد ہوتا ہی اور اخذ قصاص مجنون پر

اور جانی اُس (مجنون) کیلئے کسی دوسرے عضو کو بذل کرے اور وہ (مجنون) اُس (دوسرے) عضو کو قطع کرڈالے تو وہ (دوسرا عضو) ہدر ہوگا اسلئے کہ مجنون کیلئے استیفاء قصاص کی ولایت حاصل نہین ہے پس صورت مذکورہ مین شخص باذل (جانی) اپنے نفس کے حق کا مبطل قرار پائیگا اور اگر کوئی شخص کسی مجنون کی دست راست قطع کرڈالے بعد ازان وہ مجنون اُس (جانی) کے دست راست کو قطع کردے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ استیفاء مذکور اپنے موقع پر واقع ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ استیفاء مذکور کا قصاص ہونا صحیح نہین ہے اسلئے کہ مجنون کیلئے استیفاء قصاص کی اہلیت نہین ہے لہذا اپنے موقع پر واقع نہوگا اور یہی قول اشبہ ہے بناءً علیہ جانی پر قصاص مجنون باقی رہیگا اور جنایت مجنون کی دیت اُس (مجنون) کے عاقلہ پر لازم ہوگی **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی انسان کے دونون ہاتھون اور دونون پاؤن کو از راہ خطاء (شبیہ بعمد) قطع کردے اور مابین جانی دولی میت اختلاف واقع ہو پس ولی میت اُسکے بعد اندمال وفات پانیکا مدعی ہو تاکہ اُسکی لئے دو دیتون کا استحقاق حاصل ہو اور جانی اُس (دیت) کے بوجہ سرایت وفات پانیکا مدعی ہو تاکہ اُسپر ایک دیت لازم ہو اسلئے کہ قصاص نفس مین قصاص طرف داخل ہوجاتا ہے پس اگر زمانہ کی مقدار ایسی کم ہو کہ اُسمین جراحت کا باعتبار عادت مندمل ہونا ممکن نہو جیسے ایک یا دو روز تو قول جانی اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور زمانہ کی مقدار ایسی طویل ہو جسمین جراحت کا باعتبار عادت مندمل ہونا ممکن ہو تو قول ولی مقبول ہوگا اسلئے کہ دونون احتمال متکافی (متعارض) ہین اور دو دیتون کا واجب ہونا اصل استصحاب کے موافق ہے اور اگر وہ دونون (جانی اور ولی) مقدار مدت مین اختلاف کرین پس جانی مدعی ہو کہ اُسنے ایسی مدت کے قبل انتقال کیا ہے جسمین باعتبار عادت اندمال ممکن ہو اور ولی مدعی ہو کہ اُسنے ایسے مدت کے بعد وفات پائی ہے جسمین اندمال ممکن تھا تو قول جانی مقبول

ہوگا اسلئے کہ اصل بقاء مدت ہی لیکن اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ کو قطع کرے اور وہ (مجنی علیہ) مرجاے اور اندمال جراحت کا
جانی اور حصول سرایت کا ولی نے دعوی کیا ہو تو قول جانی معتبر ہوگا بشرطیکہ اسقدر مدت منقضی ہوجاے جسمین کہ
اندمال ممکن ہو پس جانی پر فقط ہاتھ کی قطع کرنیکی دیت لازم ہوگی اور اگر مدت مذکورہ کی منقضی ہو نہین وہ دونون اختلاف کرین
تو قول ولی معتبر ہوگا اسلیئے کہ اصل عدم انقضاء ہے اور اسمین تردد ہی اسلیئے کہ نصف دیت سے زائد مین اصل برائت ہی اور اسمین تردد ہی
اور اگر جانی مدعی ہو کہ مجنی علیہ نے شرب سم کیوجہ سے وفات پائی ہی اور ولی مدعی ہو کہ اوس نے بوجہ سرایت وفات پائی ہے
تو احتمال اُن دونومین مساوی ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی چادر مین لپیٹا ہوا ہو کاٹ دے یا غیرہ سے کوئی شخص اسکے
دو حصے کرڈالے اور ولی ملفوف مدعی ہو کہ وہ زندہ تھا اور جانی مدعی ہو کہ وہ مردہ تھا تب بھی دونوں احتمال
مساوی ہونگے پس قول جانی کو ترجیح دیجائیگی اسلئے کہ اصل عدم ضمان ہی اور یہ بھی ایک احتمال اور بھی ہی جس سے قول
ولی کا مقدم کرنا مراد ہی اسلئے کہ اصل بقاء حیات ہی اور وہ (احتمال) ضعیف ہی اسلئے کہ اصل مذکور سے ملفوف کا
بوجہ جنایت (دو حصہ کرڈالنا) وفات پانا لازم نہین آتا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص ایک مرد کی انگلی کو اور دوسرے
مرد کی ہاتھ کو قطع کردے تو اولا پہلے مجنی علیہ کیلئے اور ثانیا دوسرے مجنی علیہ کیلئے قصاص لیا جائیگا اور اُس دوسرے
مجنی علیہ کو ایک انگلی کی دیت کی ساتھ جانی پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مرد کی ہاتھ کو اولاً
قطع کرے بعد ازان کسی دوسرے مرد کی انگلی کو قطع کرے تو پہلے مجنی علیہ کیلئے قصاص لیا جائیگا اور دوسرے
مجنی علیہ کیلئے اُس (جانی) پر انگلی کی دیت لازم کیجائیگی **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی کی انگلی کو قطع کرے
اور مجنی علیہ قبل اندمال عفو کردے پس اگر وہ جراحت مندمل ہوجاے تو قصاص اور دیت ثابت نہوگی اسلئے
کہ وہ عفو ایسے حق کا اسقاط ہی جو وقت ابرا ثابت ہی تو اگر مجنی علیہ کہے عفوت من الجنایۃ (مین نے جنایت سے عفو کیا) تو قصاص ساقط ہوجائیگا
اور سقوط قصاص کے بعد دیت بھی بدرجہ اولی ساقط ہوگی اسلیئے کہ وہ (دیت) بدون صلح ثابت نہین ہوتی اور اگر مجنی علیہ کہے عفوت عن
الجنایۃ (مین نے جنایت سے عفو کیا) بعد ازان وہ جنایت اُسکے کف دست کیطرف سرایت کرے تو انگلی کا قصاص ساقط ہوگا اور مجنی علیہ کو
دیت کف کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر وہ جنایت اُسکے نفس کیطرف سرایت کرے تو ولی مجنی علیہ کو قصاص نفس کا اخذ کرنا صحیح ہوگا

ولو سرت الی نفس کان للولی القصاص فی النفس بعد ما عفا عنہ ولو صرح بالعفو صح کان ثابتا فی حال الجرح عن جنایۃ وما یحدث منہ فی النفس والقصاص صحیح لانہ ابراء عما العیب فی الحال و یصیر العفو عنہا

لیکن ولی مجنی علیہ کو قبل قصاص اُس جنایت (انگلی کا قطع کرنا) کی دیت کا حوالہ جانی کرنا لازم ہوگا جسکو کہ مجنی علیہ عفو کر چکا ہی اور اگر مجنی علیہ اُن دونون (جنایت اور سرایت) کی عفو کی تصریح کری تو یہ عفو اُس جنایت مین صحیح ہوگا جو کہ وقت ابراء ثابت تھی جس سے دیت جرح مراد ہی اور آیا قصاص نفس یا دست مین بھی عفو صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اسلئے کہ وہ ایسے حق قتل مجنی علیہ (اسقاط) کا ابراء ہی جو ہنوز واجب نہین ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ مجنی علیہ کیلئے جنایت اور ما یحدث عنہا وہ سرایت جو بوجہ جنایت حاصل ہو) سے عفو کرنا صحیح ہی پس اگر جنایت سرایت کرے تو اُس (مجنی علیہ) کا عفو فقط ثلث مین نافذ ہوگا اسلئے کہ وہ (عفو) بمنزلہ وصیت ہی جو زائد از ثلث مین نافذ نہین ہوتی **ساتوان مسئلہ** اگر کوئی غلام کسی پر ایسی جنایت کری جو اُسکے رقبہ سے متعلق ہو پس اگر مجنی علیہ اُس (غلام جانی) سے کہے ابراتک من ذلک (مینے تجکو اُس سے بری الذمہ کیا) تو اسکا یہ ابراء صحیح نہوگا اسلئے کہ مجنی علیہ کا کوئی حق اُس (غلام) کے ذمہ پر وقت ابراء ثابت نہین ہی کیونکہ وہ مال غیر ہی اور اگر آقاء غلام کا ابراء کرے تو صحیح ہوگا اسلئے کہ جنایت مذکورہ اگرچہ رقبہ غلام سے متعلق ہوئی ہی لیکن وہ غلام ملک آقا ہی اور اسمین اشکال ہی اسلئے کہ ابراء اُس حق کی ساقط کرنیکو کہتی ہین جو کسیکے ذمہ پر ثابت ہو اور ذمہ آقا پر کوئی حق ثابت نہین ہی اور اگر مجنی علیہ کہے عفوت عن ارش ہذہ الجنایۃ (مینے اس جنایت کے عفو کیا) تو اُسکا یہ عفو صحیح ہوگا اسلئے کہ عفو کرنا اُسی حق کے ساتھ مختص نہین ہی جو کسی کے ذمہ پر ثابت ہو اور اگر مجنی علیہ نے قاتل خطاء محض کا ابراء کیا تو عاقلہ بری الذمہ نہوگا اسلئے کہ قتل خطا کی دیت کا عاقلہ سے تعلق ہوتا ہی اور قاتل سے نہین ہوتا اور اگر عاقلہ کا ابراء کرے یا کہے عفوت عن ارش ہذہ الجنایۃ (یعنے اس جنایت کے ارش کو عفو کیا) تو ابراء یا عفو صحیح ہوگا اور اگر قتل خطاء شبیہ بعمد ہو اور مجنی علیہ نے قاتل کا ابراء کیا ہو یا اُس جنایت کے ارش کو عفو کیا ہو تو صحیح ہوگا اور اگر عاقلہ کا ابراء کرے تو قاتل بری الذمہ نہوگا اسلئے کہ شبیہ بعمد کی دیت کا قاتل سے تعلق ہوتا ہی اور عاقلہ سے نہین ہوتا

ما یحدث عنہا فلو سرت کان عفوہ ماضیا من الثلث لانہ بمنزلۃ الوصیۃ **السابعۃ** لو جنی عبد علی حر جنایۃ تتعلق برقبتہ فان قال ابراتک لم یصح وان ابراء السید صح لان ابراء العبد لغو فانہ مال للسید وفیہ اشکال من حیث ان الابراء اسقاط لما فی الذمۃ ولو قال عفوت عن ارش ہذہ الجنایۃ صح ولو ابراء قاتل الخطاء المحض لم یبرء العاقلۃ ولو ابرء العاقلۃ او قال عفوت عن ارش ہذہ الجنایۃ صح ولو کان القتل شبیہ العمد فان ابراء القاتل او قال عفوت عن ہذہ الجنایۃ صح ولو ابراء العاقلۃ لم یبرء القاتل

کتاب الدیات دیت سے وہ مال مراد ہی جو ایسی جنایت کے عوض واجب ہوتا ہے جو کسی چیز کے نفس یا طرف (عضو) پر واقع ہو اس تعریف کی بنا پر ارش و حکومت بھی داخل دیت ہوگی اور اگر دیت سے وہ مال مراد لیا جائے جسکے لیے کوئی مقدار بھی معین ہو تو وہ دونون خارج ہو جائینگے اور اس کتاب مین چار امر قابل بحث ہین **امر اوّل** اقسام قتل اور مقادیر دیات کے بیان ہین اور اوسمین دو مطلب ہین **پہلا مطلب** اقسام قتل کے بیان مین پس قتل کی تین قسمین ہین **قسم اوّل** قتل عمد ہے اور کتاب القصاص مین اوسکی مثال مذکور ہو چکی **قسم دوم** شبیہ بعمد ہی مثلا کوئی شخص کسی انسان پر بغرض تادیب ضرب لگائے اور وہ مر جائے **قسم سوم** خطاء محض ہی مثلا کوئی شخص کسی پرند پر اپنے تیر کو رہا کرے اور وہ کسی انسان پر پہونچ جاے اور اوسکو ہلاک کر دے اور قتل عمد کا ضابطہ یہ ہی کہ انسان اپنے فعل اور قتل مین تعمد کرے جس سی از راہ عدوان ایسے فعل کے ساتھ کسی شخص معین کے قتل کا قصد کرنا مراد ہی جو باعتبار عادت موجب ہلاک ہو اور اگر ایسے فعل کا قصد کرے جو غالبا (باعتبار عادت) موجب قتل ہوتا ہو تب بھی قتل عمد متحقق ہوگا اگرچہ ہلاک کرنیکا قصد نہ کیا ہو اور شبہہ عمد کا ضابطہ یہ ہی کہ انسان اپنے فعل (جیسے بعض دیت ضرب لگانا) مین تعمد اور قتل مین خطا کرے جس سے ایسے فعل کا کسی شخص معین پر بدون ارادہ قتل صادر کرنا مراد ہی جو غالبا موجب ہلاک نہوتا ہو اور اگر ایسے فعل کو بقصد قتل صادر کرے جو باعتبار عادت موجب ہلاک نہو تب بھی شبہہ عمد متحقق ہوگا اور خطاء محض کا ضابطہ یہ ہی کہ انسان اپنے قصد و فعل دونون مین مخطی ہو جس سے فعل کا بدون قصد یا بقصد غیر مقتول صادر کرنا مراد ہی خواہ وہ فعل باعتبار عادت موجب ہلاک ہو یا نہو جیسے کسی کا تیر کو از راہ عبث یا بقصد پرند رہا کرنا اور اوسکا کسی انسان پر پہونچ جانا اور اسیطرح جنایت اطراف بھی اقسام مذکورہ کی طرف منقسم ہوئی ہی **دوسرا مطلب**

مقادیر دیات کے بیان مین اور اسمین مقصد ہین مقصد اوّل دیت عمد کے بیان مین
قتل عمد کی دیت مین من جملہ مقادیر ذیل ایک مقدار واجب ہوتی ہی اوّل شتران مسنّہ
(سن رسیدہ جو چھٹے سال مین داخل ہون) مین سے سو اونٹ دوّم دو سو گاو سوّم
دو سو حلّے جنمین فی حلہ من جملہ برود مین (چادرین جو یمن مین بنائی جاتی ہین) دو پارچہ ہون
چہارم ہزار دینار جنمین سے ہر ایک دینار کی مقدار ایک مثقال شرعی ہوتی ہی پنجم
ہزار گوسپند (بھیڑ یا بکری) ششم دس ہزار درہم پس جبکہ اخذ دیت پر اولیائے مقتول
راضی ہون تو اوس (دیت عمد) کا مال جانے مین سے ایکسال کے اندر ادا کرنا معیّن ہوگا اور دیت مذکورہ (دیۃ
عمد) کو دیت مغلّظہ کہنے مین اسلیے کہ اوسمین خطاء محض اور شبہہ عمد کے بہ نسبت باعتبار سن
(اونٹون کا مسن ہونا) و استیفاء دیت کا (ایک سال کے اندر ادا کرنا) تغلیظ (شدت)
ہی اور دیت خطاء و شبہہ عمد مین ان دونون قیدون (شتران مسن اور استیفاء یکسال)
کا اعتبار نہین ہی جیسا کہ بعد ازین مذکور ہوگا اور جانے کو شتران بلد وغیرہ دونون کے
بدل مین اختیار ہی اور اسیطرح اوسکو شتران مملوکہ یا غیر مملوکہ کے بدل مین بھی اختیار ہے
پس اگر شتران غیر کو اوسکی اجازت کے بعد بدل کرے تب بھی کافی ہوگا اور اسیطرح اون کا
باعتبار جنس اعلے ہونا بھی شرط نہین ہی پس جنس ادون کا بدل کرنا بھی صحیح ہوگا بشرطیکہ
بیمار نہو اور صفت مشترطہ (مسن ہونا) اوسمین موجود ہو اور آیا وجود شتر کی صورت مین
ولی مقتول کو اونکی قیمت سوقیہ کا قبول کرنا معیّن ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا
متعین نہونا اشبہ ہی اور مقادیر ستّہ مذکورہ مین ہر ایک مقدار فی نفسہ اصل ہی اور کسی
مقدار کے بدل مین دوسری مقدار کا مفقود ہونا شرط نہین ہی اور جانے کے لیے اوسمین سے
ہر ایک مقدار کے بدل کرنیکا اختیار ہے مقصد دوّم دیت شبہہ عمد کے بیان مین

پس شبہہ عمد کے دیت مین مقادیر ذیل ثابت ہوتے ہین اوّل تینتیس[۳۳] بنت لبون جس سے وہ ناقہ مراد ہی جو تیسرے سال مین داخل ہو دوم تینتیس[۳۳] حقہ جس سے وہ ناقہ مراد ہی جو پانچوین سال مین داخل ہو سوم چونتیس ثنیہ اور اوس سے وہ ناقہ مراد ہی جو چھٹے سال مین داخل ہوا ہو بشرطیکہ ناقہاے مذکورہ طروقۃ الفحل (جنپر نر چھوڑا گیا ہو) اور حاملہ ہون اور روایت عبد اللہ بن سنان مین حضرت امام جعفر صادق سے دیت شبہہ عمد کی مقدار تیس[۳۰] بنت لبون اور تیس[۳۰] حقہ اور چالیس[۴۰] خلفہ (ناقۂ حاملہ) منقول ہوئی ہے اور جانے اس دیت کا ضامن ہوتا ہی اور عاقلہ اوسکا ضامن نہین ہوتا اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہی کہ اس دیت کا دو سال کے اندر ادا کرنا لازم ہوتا ہی پس دیت مذکورہ اسصورت مین دیت مخففہ ہوگی اسلیے کہ اسمین قتل عمد کے بہ نسبت باعتبار سن و استیفا تخفیف ہی اور اگر ناقہاے حاملہ کی تشخیص مین مابین جانے و ولی مقتول اختلاف واقع ہو تو اہل معرفت کی طرف رجوع کرنا معین ہوگا اور اگر بعد ازان اہل معرفت کے تشخیص کا غلط ہونا ظاہر ہو تو جانے پر اوسکا تدارک لازم ہوگا اسلیے کہ حق کا وصول ہونا مفروض ہی اور اگر شکم ناقہ سے بعد احضار (حاضر کرنا) اور قبل تسلیم اوسکا بچہ ساقط ہو جاے تو جانے پر اوسکے بدل کا ولی مقتول کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور بعد اقباض (قبضہ دینا) اوسکا بچہ ساقط ہو تو جانے پر اوسکا بدل لازم ہوگا مقصد سوّم دیت خطاء محض کے بیان مین پس قتل خطاء کی دیت مین مقادیر اربعہ ثابت ہوتے ہین اوّل بیس[۲۰] بنت مخاض جس سے وہ ناقہ مراد ہی جو سال دوم مین داخل ہوا ہو دوّم بیس ابن لبون اور اوس سے وہ شتر مراد ہی جو سال سوم مین داخل ہوا ہو سوم تیس[۳۰] بنت لبون چہارم تیس[۳۰] حقہ اور روایتِ علی بن فضیل مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہے

ثلث وثلثون ثنیۃ ثلث وثلثون حقہ وربع وثلثون بنت لبون طروقۃ الفحل ... سنۃ ... وثلثون حقہ ... بنت لبون ... وفی ... ثنیۃ ... الفحل ... فی سنتین ... العاقلۃ ... قبل التسلیم ... دیۃ الخطاء المحض ... عشرون بنت مخاض ... وثلثون بنت لبون وثلثون حقہ

کہ خطاء محض کی دیت میں پچیس۲۵ بنت مخاض اور پچیس۲۵ بنت لبون اور پچیس۲۵ حقہ اور پچیس۲۵ جذعہ (وہ ناقہ جو سال پنجم میں داخل ہوا ہو) ثابت ہوتے ہیں اور اس دیت کا تین سال کے اندر ادا کرنا لازم ہوتا ہے خواہ دیت تامہ ہو جیسے دیت مرد یا ناقصہ ہو جیسے دیت زن یا دیت طرف (عضو) ہو پس دیت مذکورہ اس صورت میں دیت مخففہ ہوگی اسلیے کہ اوسمیں قتل عمد و شبہ عمد کے بہ نسبت باعتبار سن و صفت و استیفاء تخفیف ہے اور عاقلہ اس دیت کا ضامن ہوتا ہے اور جانی او نمیں سے کسی شے کا ضامن نہیں ہوتا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کو اشہر حرم میں قتل کرے تو اوسکی دیت میں تغلیظ کیجائیگی لیکن اوسپر دیت کاملہ اور ثلث دیت لازم کیا جائیگا اور تعیین جنس میں جانی کو اختیار ہوگا اور اشہر حرم سے ماہ رجب اور ذی قعدہ اور ذی حجہ اور ماہ محرم مراد ہیں اور آیا حرم مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفا میں بھی تغلیظ دیت کیجائیگی یا نہیں پس جناب شیخ مفید اور جناب شیخ الطائفہ رحمہما اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ تغلیظ کیجائیگی اور دیت اطراف میں تغلیظ کا مشروع ہونا معلوم نہیں ہوا **فرع** اگر کوئی شخص حل سے اوس شخص پر تیر کو رہا کرے جو حرم میں موجود ہو اور تیر مذکور اوسکو حرم میں ہلاک کرے تو تغلیظ دیت لازم ہوگی اور آیا صورت عکس (حرم سے حل کی طرف رہا کرنا) میں بھی تغلیظ دیت لازم ہوگی یا نہیں اسمیں تردد ہے اسلیے کہ سبب قتل کا حرم میں حادث ہونا مفروض ہے اور حدوث سبب پر قتل فی الحرم صادق نہیں آتا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کو غیر حرم میں قتل کرے بعد ازاں حرم کی طرف پناہ لے تو اوس سے قصاص لینا صحیح نہوگا لیکن اوسپر ماکل و مشرب میں تنگی کیجائیگی تا اینکہ حرم محترم سے خارج ہو اور اگر کوئی شخص کسی انسان پر حرم میں جنایت کرے تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اسلیے کہ اوسنے حرم محترم کی حرمت کا انتہاک کیا ہے اور آیا مشاہد ائمہ طاہرین علیہم السلام میں بھی یہی حکم جاری ہوگا یا نہیں

پس شیخ علیہ الرحمہ کتاب نہایہ مین اسکے قائل ہوے ہین اور جمیع اجناس مین عورت کی دیت
نصف (دیت مرد کی آدھی) ہوتی ہی اور جبکہ ولد الزنا اپنے اسلام کا اظہار کرے
تو اوسکے لیے بھی دیت مسلم ثابت ہوگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکے لیئے دیت ذمّی
(یہودی یا نصرانی) ثابت ہوگی اور اس قول کے مستند مین ضعف ہی اور مرد ذمّی کی
دیت آٹھ سو درہم ہی خواہ یہودی ہو یا نصرانی ہو یا مجوسی اور زن ذمیّہ کی دیت اوس
(مرد ذمی) کی دیت کا نصف ہوتی ہی اور بعض روایات مین وارد ہوا ہی کہ دیت یہودی
و نصرانی و مجوسی دیت مسلم ہی اور بعض روایات مین وارد ہوا ہی کہ دیت یہودی و نصرانی
چار ہزار درہم ہین اور شیخ علیہ الرحمہ نے ان دونون روایتون کی اوس شخص پر تنزیل کی ہی
جو اہل ذمہ کے قتل کرنے کا عادی ہو پس اسصورت مین امام علیہ السلام کے لیے دیت کا
اوس مقدار کے ساتھ مغلظ کرنا صحیح ہوگا جو اونکے نزدیک مصلحت ہو تاکہ قاتل کا مادہ جرات
منقطع ہوجائے اور اہل ذمہ کے سوا باقی کفار کے لیئے دیت ثابت نہین ہوتی خواہ
صاحبان عہد ہون یا اہل حرب خواہ دعوت اسلام اون تک پہونچی ہو یا نہ پہونچی ہو
اور دیت غلام اوسکی قیمت ہوتی ہی بشرطیکہ دیت حر سے تجاوز نہ کرے اور بصورت تجاوز
مین اوس (قیمت غلام) کا دیت حر کیطرف رد کرنا لازم ہوگا اور دیت کا جانی حر کے
مال سے اخذ کرنا معیّن ہوگا بشرطیکہ اوسنے از راہ عمد یا شبہ عمد جنایت کی ہو اور اوس (دیت)
کا عاقلۂ جانی کے مال سے اخذ کرنا معیّن ہوگا بشرطیکہ اوسنے از راہ خطاء جنایت کے ہو
اور غلام کے اعضاء اور جراحات کا دیت حر سے قیاس کیا جائیگا پس جس جنایت مین کہ دیت
حر ثابت ہوگی غلام مین اسکی قیمت ثابت ہوگی جیسے زبان یا عضو تناسل کا قطع کرنا اور جس
جنایت مین کہ دیت حر کا نصف ثابت ہوتا ہی غلام مین اوسکی قیمت کا نصف ثابت ہوگا

جیسے ایک ہاتھ کا قطع کرنا اور اگر غلام پر کوئی شخص ایسی جنایت واقع کرے جو اوسکی قیمت کے مساوی ہو تو آقای غلام کو اوسکی دیت (قیمت) کا مطالبہ صحیح نہوگا تا وقتیکہ اوس (غلام) کو جانے کے حوالہ نہ کر دے تاکہ اوس (آقا) کے پاس عوض و معوض دونون جمع نہو جائیں اور جس جنایت مین کہ منجملہ دیت حر کوئی جز معیّن ہوگا تو اوسی جنایت کے لیئے غلام کی قیمت مین سے وہی جز اخذ کیا جائیگا مثلاً اگر کوئی شخص کسی حر کے ایک ہاتھ کو قطع کر دے تو اوسکے لیے دیت حر کا نصف معیّن ہی پس اگر کوئی شخص کسی غلام کے ایک ہاتھ کو قطع کر دے تو اوسکے لیے قیمت غلام کا نصف معیّن ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی غلام پر ایسی جنایت کرے جو اوسکی قیمت کا استیعاب نکرے تو آقا ہی کو امساک غلام کے ساتھ دیت جنایت (قیمت غلام کا وہ حصہ جو مقابل جنایت قرار پالے) کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اوس (آقا) کو غلام کے حوالہ جانے کرنے اور اوسکی قیمت کے مطالبہ کرنیکا اختیار حاصل نہوگا اور جس جنایت مین کہ حر کے لیے دیت کی کوئی مقدار معیّن نہین ہی اوسمین ارش ثابت ہوگی اور اس مقام پر غلام اسصورت (دیت حر کی مقدار کا معیّن نہونا) مین حر کے لیے اصل ہو جائیگا جسطرح کہ صورت اولی (دیت حر کی مقدار کا معیّن ہونا) مین غلام کے لیے حر اصل ہوتا ہی اور اگر کوئی غلام کسی حر پر ازراہِ خطا جنایت کرے تو آقای غلام اوسکا ضامن نہوگا اور آقا کو غلام کے حوالہ مجنی علیہ کر دینے اور ارش جنایت کے عوض اوس (غلام) کے چھوڑ لینے مین اختیار حاصل ہوگا اور مجنی علیہ کو آقا غلام کے احد الامرین پر مجبور کرنیکا اختیار حاصل نہوگا اور اگر کوئی غلام کسی حر پر ایسی جنایت کرے جو اوسکی قیمت کا استیعاب نکرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور آقا کو غلام کا ارش جنایت کے عوض چھوڑ لینا یا غلام کا اوس مقدار کا بغرض استرقاق حوالہ مجنی علیہ کر دینا جو مقابلِ جنایت قرار پائے صحیح ہوگا

اور احکام مذکورہ مین قن (مملوک محض) اور مدبر مساوی ہین خواہ مرد ہو یا عورت اور اُمّ ولد مین تردد ہی لیکن اوسکا مثل قن ہونا اقرب ہی اور جبکہ اُمّ ولد کو اوسکا مالک اوسکی جنایت مین حوالہ مجنی علیہ کریگا تو مجنی علیہ یا اوسکے ورثہ کو اوس (اُمّ ولد) کا استرقاق کرنا صحیح ہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اُمّ ولد کی جنایت اوسکے آقا سے متعلق ہوگی جسکی تفصیل کتاب الاستیلاد مین مذکور ہو چکی ہی **امر دوم** موجبات ضمان کے بیان مین اور اوسمین کئی بحثین ہین **بحث اول** مباشرت کے بیان مین پس ضابطہ مباشرت یہ ہی کہ انسان کیطرف اتلاف (ہلاک کرنا) کا منسوب کرنا صحیح ہو اور اوس نے اتلاف کا قصد نکیا ہو بنا علیہ مباشرت مین قتل خطا و شبہہ عمد دونون داخل ہونگے جیسے کسی شخص کا تیر کو رہا کرنا اور اوسکا کسی انسان پر پہونچ جانا یا بغرض تادیب ضرب لگانا اور اوسکا موجب ہلاک ہو جانا اور اس اجمال کی تفصیل کے لیے کئی مسئلون کا بیان کرنا ضرور ہی پہلا مسئلہ طبیب قاصر (غیر حاذق) اوس حر کا ضامن ہوتا ہی جو اوسکے علاج کی وجہ سے تلف ہو جاے اگرچہ حصول اذن کے بعد علاج کرے اور اسیطرح اگر کوئی طبیب کسی طفل یا مجنون کا بدون اذن ولی یا کسی بالغ کا بے اوسکی اجازت کی علاج کرے تب بھی ضامن ہوگا اگرچہ حاذق ہو اور اگر کوئی طبیب باعتبار علم و عمل عارف ہو اور مریض نے اوسکے لیے اپنے علاج کرنے کی اجازت دی ہو اور اوسکا علاج ہلاک نفس یا تلف عضو کیطرف منجر ہو جائے تو بعض علما (ابن ادریس رح) نے فرمایا ہی کہ وہ ضامن نہوگا اسلیے کہ حصول اذن کے بعد ضمانت ساقط ہو جاتی ہی علاوہ برین علاج مریض کا باعتبار شرع فعل سائغ (جائز) ہونا مفروض ہی لہذا موجب ضمان نہوگا اور بعض علماء (شیخین وغیرہمارح) نے فرمایا ہی کہ ضامن ہوگا اسلیے کہ اوسکا مباشر اتلاف ہونا مفروض ہی اور یہی قول اشبہ ہی پس اگر ضمان طبیب کے قائل نہون

والمدبر کالقن وفی المستولدة تردد اشبهه انها کالقن فاذا دفعها المالک فی جنایتها استرقها المجنی علیه او ورثته وفی روایة جنایتها علی مولاها

النظر الثانی فی موجبات الضمان والبحث اما فی المباشرة او التسبیب او تزاحم الموجبات اما المباشرة فضابطها الاتلاف لا مع القصد فالطبیب یضمن ما یتلف بعلاجه ان کان قاصرا او عالج طفلا او مجنونا لا باذن الولی او بالغا لم یاذن ولو کان الطبیب عارفا واذن له المریض فی العلاج فآل الی التلف قیل لا یضمن لان الضمان یسقط بالاذن ولانه فعل سائغ شرعا وقیل یضمن لمباشرته الاتلاف وهو اشبه فان قلنا لا یضمن

تو اسمین کوئی بحث نہین ہی اور اگر اوسکے ضامن ہونیکو اختیار کرین تو یہ ضمانت اوسی (طبیب) کے مال سے متعلق ہوگی اسلیے کہ قتل مذکور از قبیل شبہ عمد ہے جسکی دیت کا جانے پر ثابت ہونا مذکور ہوچکا ہی اور اگر قبل علاج اوس (طبیب) کا ابراء (ضمانت کا ساقط کرنا) کر دیا جائے تو آیا بری الذمہ ہوجائیگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ بری الذمہ ہوجائے گا اسلیے کہ روایت سکونی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا من تطبب او تبیطر فلیاخذ البرائۃ من ولیہ والا فھو ضامنؑ جسکا محصّل یہہ ہی کہ جو شخص کسی انسان یا چوپایہ کا علاج کرے اوسکو ولی مریض سے اپنی براءت کا اخذ کرنا سزاوار ہی والا در صورت تلف وہ ضامن ہوگا علاوہ برین علاج اون افعال کے قبیل سے ہی جنکے طرف بکثرت احتیاج ہوتی ہی پس اگر اوسمین ابراء ولی کے مشروعیت کے قائل نہون تو علاج متعذر ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ بری الذمہ نہوگا اسلیے کہ مشروعیتِ ابراء اوس حق کی ساقط کرنیکو مستلزم ہی جو ہنوز ثابت نہین ہوا دوسرا مسئلہ جبکہ نائم (سونے والا) اپنے انقلاب (کروٹ بدلنا) یا اپنی حرکت سے کسی نفس کو تلف کردے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ وہ اوسکی دیت کا اپنے مال مین ضامن ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مال عاقلہ سے اوسکی ضمانت متعلق ہوگی اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ قتل مذکور از قبیل خطامحض ہی جسکی ضمانت کا عاقلہ سے تعلق ہوتا ہی تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کے ساتھ از راہ قبل یا دبر جماع کرنے یا اوسکی ضم (بغلگیر ہونا) کرنے مین عنف (سختی) کرے اور وہ (زوجہ) ہلاک ہوجائے تو اوس (زوجہ) کی دیت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ قتل مذکور از قبیل شبہ عمد ہی اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی ضم کرنے مین عنف کرے اور وہ (شوہر) مرجائے تب بھی یہی حکم ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے

فلا بحث وان قلنا بضمنه فهل يبرء بالابراء قبل العلاج قيل نعم لرواية السكوني عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال امير المؤمنين عليه السلام من تطبب او تبيطر فليأخذ البراءة من وليه والا فهو ضامن ولان العلاج مما تمس الحاجة اليه فلو لم يشرع الابراء تعذر العلاج وقيل لا يبرء لانه اسقاط الحق قبل ثبوته الثانية النائم اذا اتلف نفسا بانقلابه او بعضوه قيل يضمن الدية في ماله وقيل في مال العاقلة وهو اشبه الثالثة اذا اعنف بزوجته جماعا قبلا او دبرا او ضما فماتت ضمن الدية وكذا الزوجة

کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ اگر وہ دونون مامون ہون تو اون دونون پر کوئی شے لازم نہوگی (متہم بعداوت نہون ۱۲)
جیساکہ مرسلۂ یونس مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہی لیکن روایت
مذکورہ بوجہ ارسال ضعیف ہی **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی انسان کے متاع کو اپنے سر پر
اوٹھائے بعد ازان اوسکو توڑ ڈالے یا اوس متاع کو کسی شخص پر پھینکدے اور شخص مذکور
اوسکے صدمہ سے ہلاک ہوجائے تو جنایت کا اپنے مال مین ضامن ہوگا **پانچوان مسئلہ**
اگر کوئی شخص کسی بالغ عاقل پر اوسکے غافل نہونے کی صورت مین بغرض تخویف (ڈرانا)
صیحہ (اقصاے طاقت کے ساتھ فریاد کرنا) کرے اور وہ (بالغ) ہلاک ہوجائے تو صائح
مذکور کے مال مین اوسکی دیت ثابت نہوگی اسلیے کہ صیحہ مفروضہ باعتبار عادت متلف نہین
ہوتا لہذا ہلاک اوسکی طرف مستند نہوگا لیکن اگر کوئی شخص کسی مریض یا مجنون یا طفل پر صیحہ
کرے اور وہ ہلاک ہوجائے تو ضمانت لازم ہوگی اور اسیطرح اگر کسی بالغ عاقل پر اوسکے
غافل ہونیکی صورت مین بغرض تخویف ناگہان صیحہ کرے اور وہ مرجائے تب بھی ضمانت
لازم ہوگی اور اگر عاقل اور دیگر اشخاص مین تسویہ کے قائل ہون اور دونون مقام پر لزوم
ضمان کو اختیار کرین تو خوب ہو اسلیے کہ وہ (صائح) ظاہرا دونون صورتون مین سبب
اتلاف ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اسمین اشکال ہی اسلیے
کہ صائح نے اخافت (ڈرانا) کا قصد کیا ہی لہذا قتل مذکور پر شبہ عمد کا حکم جاری ہوگا اور اسیطرح
اگر کوئی شخص اپنی تلوار کو بغرض تخویف کسی انسان پر کھینچ لیوے اور وہ ہلاک ہوجائے تب بھی
یہی بحث جاری ہوگی لیکن اگر کوئی شخص کسی انسان کی تخویف (ڈرانا) کرے اور وہ (انسان)
فرار کرے اور اپنے نفس کو کنوین مین ڈالدے یا بالاے سقف سے گرادے تو شیخ
علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مخیف (ڈرانے والا) پر ضمانت نہوگی اسلیے کہ مخیف نے اوسکو

فرار کیطرف ملجا (مضطر) کیا تھا اور کنوین مین گرنے کی طرف ملجا نہین کیا تھا پس صورت
مذکورہ مین وہ (انسان) اپنے نفس کے ہلاکت کا مباشر ہوگا اور حکم تسبیب اس مقام پر ساقط
ہوجائیگا اور اسیطرح اگر وہ (انسان) فرار کرے اور اثناء فرار مین اوسکو کوئی درندہ
ہلاک کردے تب بھی یہی بحث جاری ہوگی اور اگر شخص مطلوب اعمی (نابینا) ہوا اور وہ
کسی کنوین مین گر پڑے تو طالب اوس (اعمی) کے دیت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ مباشرت
پر سبب کے لیے قوت حاصل ہی اور اسیطرح اگر مطلوب مبصر (بینا) ہوا اور ایسے کنوین
مین گر پڑے جسکو وہ نہ جانتا ہو یا ایسے مکان مین داخل ہو جسکی چھت اوسپر گر جائے تب بھی
طالب اوسکی دیت کا ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر طالب اوسکو کسی مقام تنگ کیطرف
مضطر کرے اور کوئی درندہ اوسکو ہلاک کرے تب بھی اوسکی دیت کا ضامن ہوگا
اسلیے کہ مقام تنگ مین درندہ غالبا ہلاک کردیتا ہی چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی انسان
کو صدمہ (جسم کا دوسرے جسم پر مارنا) دے اور مصدوم ہلاک ہوجائے تو مال صادم سے
اوس (مصدوم) کی دیت متعلق ہوگی بشرطیکہ صادم نے قتل مصدوم کا قصد نہ کیا ہو
اور وہ صدمہ باعتبار عادت متلف نہو ورنہ قصاص ثابت ہوگا لیکن اگر صادم ہلاک
ہوجائے تو اوسکا خون ہدر (ضائع) ہوگا بشرطیکہ مصدوم اپنے ملک یا موضع مباح یا
طریق واسع مین مقیم ہوا ور اگر وہ (مصدوم) منجملہ طرق مسلمین کسی راہ تنگ مین کھڑا ہو
اور صادم نے بدون قصد اوسکو صدمہ دیا ہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ مصدوم اوس
(صادم) کے دیت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ اوسنے ایسے مقام مین وقوف (کھڑا ہونا ۱۲) کرنے کے ساتھ
تفریط کی ہی جسمین وقوف کرنا اوسکے لیے جائز نہ تھا جسطرح کہ کوئی شخص کسی راہ تنگ مین
جلوس کرے اور کوئی دوسرا شخص اوسکے ساتھ ٹھوکر کھائے اور گر کر ہلاک ہوجائے او

یہ حکم اوسصورت مین جاری ہوگا جبکہ صادم نے قصد صدمہ نہ کیا ہوا اور اگر اوسنے قصد کیا ہو اور راہ اوسکے لیے وسعت راہ کی وجہ سے مندوحہ (چارہ) ہو تو اوس (صادم) کا خون ہدر ہوگا اور ضمان مصدوم اوس (صادم) پر لازم ہوگی **ساتوان مسئلہ** جبکہ دو حر آپسمین مصادمت (ہرایک کا اپنے جسم کو دوسرے کے جسم پر مارنا) کرین اور وہ دونون ہلاک ہوجائین تو اونمین سے ہرایک شخص کے ورثہ کو اوسکی دیت کی نصف کا استحقاق حاصل ہوگا اور نصف باقی ساقط ہوگا جس سے خود شخص کے نصیب کی مقدار مراد ہی اسلیے کہ اونمین سے ہرایک شخص اپنے اور دوسرے کے فعل سے تلف ہوا ہی اور حکم مذکور مین اون دونون کا سوار یا پیادہ ہونا یا ایک کا سوار اور دوسرے کا پیادہ ہونا مساوی ہی اور اونمین سے ہرایک شخص پر دوسرے شخص کے گھوڑے کے آدھی قیمت لازم ہوگی اگر وہ (گھوڑا) بوجہ تصادم ہلاک ہوجائے اور دیت مین مقاصّہ کرنا اور ہرایک کو اپنے مافی الذمہ کا دوسرے کے مافی الذمہ کے عوض مین محسوب کرنا صحیح ہوگا اور اگر ایک کی مقدار فاضل ہو تو اوسکو دوسرے کے ترکہ سے اوسکا وصول کرنا جائز ہوگا اور اون دونون مین سے ہرایک نے دوسرے کے قتل کرنیکا قصد کیا ہو تو اوسپر قتل عمد کے احکام جاری کیے جائینگے اور اگر وہ دونون صبی ہون اور دونون نے رکوب (سوار ہونا) کو اختیار کیا ہو تو ہرایک کی دیت کا نصف دوسرے کے عاقلہ پر ثابت ہوگی اور اگر اون دونون کو اونکے ولی نے کسی مصلحت سے سوار کیا ہو تو عاقلہ صبیّین پر پوری دیت کے ضمانت لازم ہوگی اسلیے کہ ولی کو اونکا سوار کرنا جائز تھا لہذا وہ (ولی) ضامن نہوگا اور اگر اون دونون کو کسی اجنبی نے سوار کیا ہو تو ہرایک کی پوری دیت کا اوس اجنبی سے تعلق ہوگا جس نے

هذا اذا كان لا عن قصده ولو كان قاصدا فله مندوحة فدمه هدر وعليه ضمان المصدوم **السابعة** اذا اصطدم حران فماتا فلورثة كل واحد منهما نصف ديته ويسقط النصف وهو قدر نصيبه لان كل واحد منهما تلف بفعله وفعل غيره ويستوي في ذلك الفارسان والراجلان والفارس والراجل وعلى كل واحد منهما نصف قيمة فرس الآخر ان تلفت بالتصادم ويقع التقاص في الدية وان قصدا القتل فهو عمد واما لو كانا صبيين والركوب منهما فنصف دية كل واحد على عاقلة الآخر ولو اركبهما وليهما فالضمان على عاقلة الصبيين لان له ذلك ولو اركبهما اجنبي فالضمان دية كل واحد منهما تماما على المركب

کہ اون دونون کو سوار کیا تھا اور وہ دونون غلام اور بالغ ہون تو اون دونون کے جنایت ساقط ہو جائیگی اسلیے کہ اون دونون مین سے ہر ایک غلام کا نصیب ہدر رہے اور ہر ایک غلام کا جو نصیب کہ دوسرے غلام پر ثابت تھا وہ اوسکی فوت ہونیکی وجہ سے تلف ہو گیا اسلیے کہ جنایت غلام اوسکے رقبہ سے متعلق ہوتی ہی اور آقا اوسکا ضامن نہوگا اور اگر دو حر باہم مصادمت کرین اور اون دونون مین سے ایک شخص ہلاک ہو جائے پس ہمارے مختار کے بنا پر حر تالف کی دیت کی نصف کا حر باقی ضامن ہوگا اور نصف آخر ہدر ہوگا اور اوس روایت کی بنا پر جو حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہوئی ہی حر تالف کی مجموع دیت کا حر باقی ضامن ہوگا اور روایت مذکورہ شاذ ہی اور اگر دو حاملہ عورتین مصادمت کرین اور وہ دونون مع جنین ہلاک ہو جائین تو ہر ایک حاملہ کے دیت کا نصف ساقط ہو جائیگا اور دوسرے حاملہ کے لیے نصف دیت ثابت ہوگا اور اور ہر ایک حاملہ کے مال مین جنین کامل کے دیت کا نصف ثابت ہوگا **آٹھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص تیر اندازون کے درمیان مرور کرے اور اوسپر کسی تیر انداز کا تیر پہونچ جائے تو عاقلہ تیر انداز پر اوسکی دیت ثابت ہوگی اور اگر تیر انداز کا اوسکے لیے تخویف کرنا اور اوسطرف کے مرور سے ممانعت کرنا ثابت ہو جائے اور مع ذلک اوسنے مرور کو اختیار کیا ہو تو عاقلہ بھی ضامن نہوگا جیساکہ خبر محمد بن فضیل مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ ایک صبی نے اپنے پتھر سے دوسری صبی کی دندان رباعیہ کو شکستہ کر دیا اور اس واقعہ کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت باسعادت مین مرافعہ کیا گیا اور صبی رامی (تیر انداز) نے اپنے حذار (میرے پتھر سے ڈرو) کہنے پر بینہ قائم کیا پس حضرت نے اوس (رامی) سے قصاص کو ساقط کر دیا اور ارشاد فرمایا من حذر فقد اعذر

البا قی نصف دیۃ التالف و فی روایۃ عن ابی الحسن موسی علیہ السلام یضمن الباقی دیۃ المیت والروایۃ شاذۃ ولو کانتا حاملتین سقط نصف دیۃ کل واحدۃ وثبت نصف الدیۃ للاخری ولکل واحدۃ من الجنینین و اما الجنینین فیثبت فی مال کل واحدۃ نصف دیۃ جنین کامل

الثامنۃ اذا مر بین الرماۃ فاصابہ سہم فالدیۃ علی عاقلۃ الرامی ولو ثبت انہ قال حذار لم یضمن لما روی ان صبیا دق رباعیۃ صاحبہ بخطرۃ فرفع الی علی علیہ السلام فاقام بینۃ انہ قال حذار فدرا عنہ القصاص قال اعذر من حذر

ما قتلناہ فقعین احدہما فات حران فات الحی و الوطء بالغۃ کانا فعنین ماحیوفات ہدر دوطیا واحد سقطا فیضیب کل عن قیمتہ ما کان بالغین سقطت ولو کانا عبدین

جسنے تخویف کی اوسنے اپنے نفس کو معذور کردیا اور اگر مرور کنندہ کی معیّت مین کوئی
طفل غیر ممیّز موجود ہوا اور مرور کنندہ اوس (طفل) کو طریق تیر سے بدون قصد قریب
کردے اور اوس (طفل) پر تیر پہونچ جاے تو ضمانت اوس شخص پر لازم ہوگی جسنے
کہ اوسکو طریق تیر سے قریب کیا تھا اور رامی پر اوسکی ضمانت لازم نہوگی اسلیے کہ اوس
(مرور کنندہ) کا طفل مذکور کو معرض تلف مین لانا مفروض ہی جو مثل مباشرت ہے اور اسمین
تردّد ہی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین مباشر تلف رامی ہی لہذا ضمانت بھی اوسی پر ثابت
ہوگی **نوان مسئلہ** سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے
کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اوس ختّان پر ضمانت کو لازم فرمایا تھا جسنے
کہ ایک غلام کے حشفہ کو قطع کرڈالا تھا اور روایت مذکورہ بوجہ سکونی ضعیف ہی لیکن
قواعد مذہب کے مناسب ہی **دسوان مسئلہ** اگر کوئی شخص مقام بلند سے کسی انسان پر واقع ہوا اور
اوس (انسان) کو ہلاک کردے پس اگر اوس (واقع) نے قصد کیا تھا اور وقوع مذکور اون
افعال کے قبیل سے ہو جو غالباً موجب ہلاک ہوتے ہین تو اوس (واقع) پر قاتل عمد کا حکم
جاری کیا جائیگا اور اگر وقوع مذکور باعتبار عادت موجب ہلاک نہوتا ہو تو قتل مذکور از قبیل شبیہ
عمد ہوگا اور واقع پر اوسکے مال مین دیت لازم ہوگی اور اگر وہ بحالت اضطرار واقع ہوا ہو
یا کسی دوسرے امر کے غرض سے وقوع کا قصد کیا ہو تو قتل مذکور خطا محض ہوگا اور عاقلہ
واقع پر دیت لازم ہوگی لیکن اگر اوسکو ہوا نے گرادیا ہو یا اوسکے پانٔون نے لغزش کی ہو
تو ضمانت کسی پر بھی ثابت نہوگی اور واقع کا خون بہر تقدیر ہدر ہوگا اور اگر اوسکو کسی شخص نے
دفع کیا ہوا اور مدفوع ہلاک ہوجائے تو واقع پر اوس (مدفوع) کے دیت لازم ہوگی اور
آیا دیت اسفل (جو صدمہ مدفوع سے ہلاک ہوا ہی) بھی دافع سے متعلق ہوگی یا نہین پس

مقتضای اصل یہ ہی کہ اوسکی دیت بھی دافع ہی پر لازم ہوگی اسلیے کہ سبب ہلاک وہی ہی اور مباشر اس مقام پر ضعیف ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ واقع (مدفوع) پر دیت اسقل لازم ہوگی اور واقع کو اوس دیت کے ساتھہ دافع پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو عبد اللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی گیارہوان مسئلہ ابو جمیلہ نے سعد اسکاف سے اور اونسے اصبغ ابن نباتہ سے روایت کی ہی کہ اونھون نے بیان کیا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اوس کنیز کے بارہ مین جو دوسری کنیز پر سوار ہوئی تھی اور راوس (مرکوبہ) کے پشت پر کو تیسری کنیز نے ضرب چوب لگائی تھی اور کنیز مرکوبہ نے ضرب چوب کی وجہ سے اپنے ہاتھ پانون کو حرکت دی تھی اور راکبہ کو گرا دیا تھا اور وہ (راکبہ) ہلاک ہوگئی تھی یہ حکم فرمایا کہ دیت راکبہ مین سے ناخسہ (پشت پر چوب لگانے والی پر ایک نصف) اور منخوسہ (جسکے پشت پر چوب لگائی جاے) پر دوسرا نصف لازم ہوگا اور ابو جمیلہ ضعیف ہی لہذا اوسکی (اوسکے ضعیف ہونے پر علما کا اتفاق ہی کذا قیل ۱۲ ملخص جواہر) نقل پر اعتماد نہین ہوسکتا اور جناب شیخ مفید رح نے کتاب مقنعہ مین ارشاد فرمایا کہ ناخسہ (کنیز سوم) اور قامصہ (ہاتھ پاونکو حرکت دینے والے) پر دیت راکبہ کے دو ثلث لازم ہونگے اور ایک ثلث ساقط ہوگا اسلیے کہ اوس (راکبہ) نے رکوب کو از راہ عبث اختیار کیا تھا اور اپنے قتل مین وہ خود بھی شریک تھے لہذا اوسکی جنایت کا ثلث ہدر ہوگا اور یہ وجہ خوب ہی اور بعض متاخرین (ابن ادریس) نے وجہ ثالث کی تخریج فرمائی ہی اور مجموع دیت کو ناخسہ پر لازم کیا ہی درصورتیکہ اوسنے قامصہ (مرکوبہ) کو ملجا (مضطر) کیا ہو اور درصورتیکہ اوس (ناخسہ) نے ملجا نہ کیا ہو تو مجموع دیت کو قامصہ پر واجب کیا ہی اور یہ تخریج بھی بے وجہ نہین ہی لیکن وجہ اول درمیان علما مشہور ہی اور اس مقام پر

منجملہ لواحق کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی انسان کو وقت شب اوسکے مکان سے خارج کرے تو مخرج (خارج کرنیوالا) اوس انسان کا ضامن ہوگا تاوقتیکہ وہ (انسان) اپنے مکان پر واپس نہ آئے پس اگر وہ (انسان) معدوم ہو جائے تو مخرج اوسکی دیت کا ضامن ہوگا اور اگر وہ (انسان) مقتول ہوا اور مخرج کسی دوسرے شخص پر اوسکے قاتل ہونیکا دعوی کرے اور بیّنہ قائم کردے تو وہ (مخرج) بری الذمہ ہو جائیگا اور اگر اوسکے پاس بیّنہ نہو تو آیا اوس (مخرج) پر قصاص ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے لیکن قصاص کا ثابت نہونا صحیح تر ہے اور اوس (مخرج) کے مال مین دیت ثابت ہوگی اور اگر وہ (انسان) میت ہو تو آیا دیت لازم ہوگی یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اوس (مخرج) کا ضامن نہونا اشبہ ہے دوسرا مسئلہ جبکہ کسی مولود کو بعد مدت اوسکی دایہ واپس لائے اور اولیاء مولود اوس (مولود) کا انکار کرین تو دایہ مذکورہ کی تصدیق کیجائے تاوقتیکہ اوس (دایہ) کا ذب ہونا ثابت نہو اسلیے کہ وہ (دایہ) امین ہے پس اگر اوس (دایہ) کا کاذب ہونا ثابت ہو جائے پس اولیاء مولود کو اوس (دایہ) سے مولود کی دیت کا یا بعینہ اوسی مولود کے حاضر کرنے کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر دایہ کسی ایسے طفل کو حاضر کرے جسکا مولود اولیاء ہونا محتمل ہو تب بھی اوس (دایہ) کی تصدیق کیجائیگی اور اگر کوئی دایہ کسی دوسری عورت کا استیجار کرے اور مولود کو بدون اجازت اوسکے حوالہ کردے بعد ازان اوس (مولود) کی خبر مجہول ہو جائے تو ضامن دیت ہوگی تیسرا مسئلہ اگر حالتِ خواب مین کوئی دایہ اپنے انقلاب (کروٹ بدلنا) سے مولود کو قتل کردے تو اوس (دایہ) کے مال مین دیت ثابت ہوگی جبکہ اوس (دایہ) نے مظاءت (دایہ ہونا) کہ بوجہ فخر و عزت اختیار کیا ہو اور اگر اوس

(مظأرت) کو بوجہ فقر و ضرورت اختیار کیا ہو تو دیت مولود اوس (دایہ) کی عاقلہ پر ثابت ہوگی **چوتھا مسئلہ** عبداللہ بن طلحہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اوس سارق کے بارہ مین جس نے کسی عورت کے پاس داخل ہو کر اوس (عورت) کے کپڑون کو جمع کیا اور اوس (عورت) سے قہراً جماع کیا اور جبکہ اوس (عورت) کا مولود برخاستہ ہوا تو اوسکو قتل کیا بعدازان کپڑے لیکر اوس (سارق) نے خارج ہونیکا قصد کیا اور عورت نے حملہ کرکے اوس (سارق) کو قتل کیا روایت کی ہے کہ اولیا سارق پر دیت مولود لازم ہوگی اور ترکہ سارق مین سے اون (اولیاء) پر چار ہزار درہم ثابت ہون گے اسلیے کہ عورت سے اوس (سارق) نے بقہر و غلبہ جماع کیا ہے اور عورت پر قتل سارق کے عوض کوئی شے لازم نہو گی اور ثبوت دیت کی وجہ یہ ہے کہ محل قصاص فوت ہو چکا تھا اسلیے کہ عورت نے اوس (سارق) کو حفاظت مال کے لیے قتل کیا تھا لہذا وہ قتل بعوض قصاص واقع نہوا اور چار ہزار درہم کا لازم کرنا اس امر کے دلیل ہے کہ ایسے مقام پر مہر المثل کے لیے پچاس دینار (پانسو درہم جو مہر سنت ہے) معین نہین ہین بلکہ مہر المثل سے مہر امثال مراد ہے اگرچہ اوسکی مقدار زائد ہوا اور اس روایت کی اس امر پر تنزیل کیجائیگی کہ اوس عورت کے مہر مثل کے چار ہزار درہم ہے مقدار تھی اور نیز عبداللہ بن طلحہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اوس عورت کے بارہ مین جس نے شب زفاف اپنے کسی صدیق کو داخل حجلہ کیا تھا پس جبکہ شوہر نے اوس سے موافقت کا ارادہ کیا تو اوسکا صدیق برانگیختہ ہوا اور ان دونون (شوہر و صدیق) مین مقاتلہ ہوا تا اینکہ شوہر نے صدیق کو قتل کر ڈالا بعدازان اوس عورت نے بعوض صدیق اپنے شوہر کو قتل کر دیا ارشاد فرمایا کہ عورت پر دیت صدیق لازم

ولو کان المضر رفقیر فعلی عاقلتہا الرابعۃ روی عبداللہ بن طلحۃ عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی لص دخل علی امرأۃ فجمع الثیاب ووطئہا قہرا فثار الولد فقتلہ اللص وحمل الثیاب لیخرج فحملت علیہ فقتلتہ ان علی موالیہ دیۃ الغلام وعلیہم فی ترکتہ اربعۃ آلاف درہم لمکابرتہا علی فرجہا ولیس علیہا فی قتلہ شی ووجہ الدیۃ فوات محل القصاص لانہا قتلتہ دفاعا عن المال لا قصاصا وایجاب الاربعۃ آلاف دلیل علی ان مہر المثل فی مثل ہذا لا یتقید بخمسین دینارا بل بمہر امثالہا ما بلغ وتنزل الروایۃ ہذہ علی ان مہرہا ذلک القدر روی عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی امرأۃ ادخلت لیلۃ البناء بہا صدیقا الی حجلتہا فلما اراد الزوج مواقعتہا ثار الصدیق فاقتتلا فقتلہ الزوج فقتلتہ ہی فقضی بضمانہا دیۃ الصدیق

ہوگی اور وہ عورت بعوض شوہر قتل کیجائیگی لیکن عورت پر دیت صدیق کی لازم ہونے مین تردد ہی اور اوس (صدیق) کے خون کا ہدر ہونا اقرب ہی **پانچوان مسئلہ** محمد بن قیس نے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے اون چار شخصون کے بارے مین جنھون نے مسکر پیا اور من جملہ اُنکے دو شخص مجروح اور دو شخص مقتول ہوگئے نقل کیا ہی کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے دیت مقتولین کو اوس (دیت مقتولین) مین سے جراحت مجروحین کے وضع (منہا) کے بعد اون دونون (مجروحین) پر لازم فرمایا اور روایت سکونی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وارد ہوا ہی کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے دیت مقتولین کو چارون شخصون کے قبائل پر مقرر فرمایا اور جراحت باقیین کے دیت کو دیت مقتولین مین سے اخذ کیا اور حضرت علی علیہ السلام کا واقعہ مذکورہ مین ایسے امر پر مطلع ہونا محتمل ہے جو اس حکم کو مقتضی ہو لہذا اوسکا کسی دوسرے واقعہ پر قیاس کرنا صحیح نہوگا **چھٹا مسئلہ** سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے چھ غلامون کے بارے مین جو نہر فرات پر موجود تھے اور منجملہ اونکے ایک غلام غرق ہوگیا اور دو غلامون نے باقی تین غلامون کے غرق کردینے کی شہادت دی اور اون تینون نے اون دونون کے غرق کردینے کی شہادت دی نقل کیا ہی کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے دو شاہدون پر دیت کے تین خمس اور باقی تین شاہدون پر دو خمس لازم فرمائے اور یہ روایت بین الاصحاب متروک ہی پس اگر اوسکی نقل صحیح فرض کیجائے تو حکم فی واقعہ کے قبیل سے ہوگی جسکا تعدیہ کسی دوسرے واقعہ کے طرف نہین ہوسکتا اسلیے کہ اوسمین کسی ایسے امر کا متحقق ہونا محتمل ہے جو حکم مذکور کے اوسی واقعہ سے مختص ہونیکو مقتضی ہو **بحث دوم**

وتقتل بالزوج وفی تضمینہا دیۃ الصدیق تردد وہدر دمہ اقرب **الخامسۃ** روی محمد بن قیس عن ابی جعفر علیہ السلام عن علی علیہ السلام فی اربعۃ شربوا المسکر فجرح اثنان وقتل اثنان فقضی دیۃ المقتولین علی المجروحین بعد ان یرفع جراحۃ المجروحین من الدیۃ وفی روایۃ السکونی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان علیا علیہ السلام جعل دیۃ المقتولین علی قبائل الاربعۃ واخذ دیۃ جراحۃ الباقیین من دیۃ المقتولین ومن المحتمل ان یکون علی علیہ السلام اطلع فی ہذہ الواقعۃ علی ما یوجب ہذا الحکم **السادسۃ** روی السکونی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام و محمد بن قیس عن ابی جعفر علیہ السلام فی ستۃ غلمان کانوا فی الفرات فغرق واحد فشہد اثنان علی الثلاثۃ انہم غرقوہ وشہد الثلاثۃ علی الاثنین فقضی بالدیۃ ثلاثۃ اخماس علی الاثنین وخمسین علی الثلاثۃ وہذہ الروایۃ متروکۃ بین الاصحاب فان صح نقلہا کانت حکما فی واقعۃ فلا یتعدی لاحتمال ما یوجب الاختصاص

البحث الثانی فی موجب

تسبیب کے بیان مین اور ضابطۂ اسباب یہ ہی کہ اگر وہ شے نہوتی تو تلف متحقق نہوتا لکن علّتِ تلف اوس شے کے سوا کوئی دوسرا امر ہو جیسے حفر بیر (کنوین کا کھودنا) اور نصب سکّین (چھوری کا رکھ دینا) اور القاء حجر (پتھر کا ڈالدینا) اسلیے کہ تلف اون اشیا کے ساتھ ٹھوکر کھانے کی وجہ سے متحقق ہوتا ہی اور فقط اونکے موجود ہونیکے وجہ سے متحقق نہین ہوتا اور صور اسباب کے لیئے ہم کئی مسئلون کو فرض کرتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی ملک یا کسی مکان مباح مین کوئی پتھر ڈالدے تو دیت عاثر (پھسلنے والا) کا ضامن نہوگا اور اگر ملک غیر یا کسی طریق مسلوک مین ڈالدے تو دیت عاثر کا اپنے مال مین ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر کسی کارد کو منصوب کردے اور کوئی شخص اوسکے ساتھ ٹھوکر کھائے اور ہلاک ہوجائے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسی طرح اگر کنوان کھودے یا کسی مقام بلند سے پتھر پھینکدے اور کوئی شخص اوس سے ہلاک ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ملک غیر مین کنوان کھودے اور مالک راضی ہوجاے تو حافر (کھودنیوالا) سے ضمان ساقط ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی طریق مسلوک مین مصلحت مسلمین کے لیے کنوان کھودے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ ضامن نہوگا اسلیے کہ کنوین کا مصلحت مسلمین کے لیئے کندہ کرانا جائز ہے اور یہ قول خوب ہی **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی طریق مین مسجد بنائے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر اوسنے مسجد کو باجازت امام بنایا ہو تو اوس نفس یا عضو یا مال کا ضامن نہوگا جو اوسکے سبب سے تلف ہوجائے لیکن فرض مذکور کا مستعد ہونا اقرب ہی اسلیے کہ امام ؑ ایسے طریق مین مسجد بنا کرنے کی اجازت نہین دے سکتے جو کسی کے لیے مضر ہو **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے مولود کو معلّم سباحت (شناوری) کے سپرد کردے اور مولود مذکور

الاول لو وضع حجرا فی ملکہ او فی مکان مباح لم یضمن دیۃ العاثر ولو کان فی ملک غیرہ او فی طریق مسلوک ضمن فی مالہ وکذا لو نصب سکینا فیما فات العاثر بھا وکذا لو حفر بیرا او ... او القی حجرا ... ولو حفر فی ملک غیرہ فرضی المالک سقط الضمان عن الحافر ولو حفر فی الطریق لمصلحۃ المسلمین قیل لا یضمن لان ذلک سائغ وھو حسن الثانیۃ لو بنی مسجدا فی الطریق قیل ان کان باذن الامام لم یضمن ... الثالث

وضابطھا ما لولاہ لما حصل التلف لکن علۃ التلف غیرہ کحفر البیر ونصب السکین والقاء الحجر فان التلف عندہ بسببہ ... فی الاسباب

تفرق بالتفريط ضمنه في ماله لانه تلف بسببه ولو كان بالغا رشيدا لم يضمن لان التفريط منه (الرابع) لو رمى عشرة

اوس (معلم) کی تفریط سے غرق ہوجائے تو اپنے مال مین اوس (مولود) کا ضامن ہوگا
اسلیے کہ مولود کا اوس (معلم) کے سبب سے تلف ہونا مفروض ہے اور اگر مولود مذکور
کا بالغ رشید ہونا فرض کیا جائے تو معلم سباحت اوس (مولود) کا ضامن نہوگا اسلیے
کہ تفریط اوسی (مولود) کیطرف سے متحقق ہوئی ہے **چوتھا مسئلہ** اگر دس شخص
شریک ہوکر کسی منجنیق کو رہا کرین اور انمین سے ایک شخص کو (اوس منجنیق) کا پتھر ہلاک کردے
تو دیت مین سے شخص مقتول کا حصہ ساقط ہوجائیگا اسلیے کہ اپنے قتل مین خود بھی شریک
تھا اور باقی نو شخصون پر دیت کے نو عشر فی کس ایک عشر (دسوان حصہ ۱۲) کے حساب سے ثابت ہون گے اور
جنایت مقتول اوس شخص سے متعلق ہوگی جسنے ریسمان منجنیق کو کھینچا ہوگا اور اوس شخص سے نہوگی جسنے
چوب منجنیق کا امساک کیا ہو یا ریسمان کھینچنے کے سوا کسیطرح مساعدت (اعانت ۱۲) کی ہو اور اگر اون
لوگون نے کسی اجنبی کا قصد کیا ہو اور وہ (اجنبی) ہلاک ہوجائے تو قتل مذکور از قبیل
عمد ہوگا جو موجب قصاص ہوتا ہے اور اگر اونھون نے اجنبی کا قصد نہ کیا ہو تو قتل
مذکور پر قتل خطا کا حکم جاری ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہے کہ اگر تین
شخص کسی دیوار کے منہدم کرنے مین شریک ہون اور وہ دیوار اونمین سے ایک
شخص پر گر پڑے تو باقی دونون شخص اوسکی پوری دیت کے ضامن ہون گے اسلیے کہ
اونمین سے ہر ایک شخص دوسرے کا ضامن تھا اور جو روایت کہ اس قول کی مستند ہے
وہ بعید اور قواعد مذہب کے مخالف ہے لیکن قول اول (ان دونون پر دیت کے
دو ثلث کا لازم ہونا اور ثلث آخر کا ہدر ہونا) اشبہ ہے اسلیے کہ مقتول کا اپنے
قتل مین شریک ہونا مفروض ہے لہذا اوسکی جنایت ہدر ہوگی **پانچوان مسئلہ**
جبکہ دو کشتیان تفریط قیمین (دونون ملاح) کی وجہ سے باہم مصادمت کرین اور

بالمنجنيق فقتل الحجر احدهم سقط نصيبه من الدية لمشاركته وضمن الباقون تسعة اعشار الدية وتتعلق الجناية بمن يمد الحبال دون من امسك الخشب او ساعد بغير المد ولو قصدوا اجنبيا بالرمي كان عمدا موجبا للقصاص ولو لم يقصدوه كان خطأ وفي النهاية اذا اشترك في هدم الحائط ثلثة فوقع على احدهم ضمن الآخران ديته لان كل واحد ضامن لصاحبه وفي الرواية بعد وهو مطرح والاشبه ضمانهما دون الثلثين (الخامس) اذا اصطدم سفينتان بتفريط القيمين

وہ دونون مالک ہون تو اون دونون مین سے ہر ایک کے لیے دوسرے پر اوس مال کے
قیمت کا نصف ثابت ہوگا جو اوس (دوسرے) نے تلف کیا ہوگا اور اسیطرح اگر دو حمال
باہم مصادمت کرین اور متاع کو وہ دونون یا احدہما تلف کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور
وہ دونون (قیمین) غیر مالک ہون تو اون دونون مین سے ہر ایک شخص پر دونون کشتیون
اور اون دونون کے مال کا نصف لازم ہوگا اسلیے کہ تلف کا اون دونون سے
متحقق ہونا مفروض ہی اور ضمانت اون دونون کی مال مین لازم ہوئی خواہ مال تلف
ہوا ہو یا نفس اور اگر اون دونون نے تفریط نہ کی ہو جیسے اون دونون کشتیون پر
ریاح تند کا غالب آنا اور موجب مصادمت ہونا تو ضمانت نہوگی اور سفینۂ واقفہ
(ٹھہری ہوی کشتی) کا مالک ضامن نہوگا جبکہ اوسپر کوئی دوسرا سفینہ (کشتی) واقع
ہوجائے اور سفینۂ واقفہ کا مالک ضامن ہوگا اگر اوسنے تفریط کی ہوگی **چھٹا مسئلہ**
اگر کوئی کسی سفینہ کے وقت سیر اصلاح کرے یا کسی لوح (تختہ) کے بدلنے کا ارادہ کرے
اور سفینہ مذکورہ اوسکے فعل سے غرق ہوجائے مثلا اوسکے میخ اوکھاڑنے سے کوئی لوح
اوکھڑ جاے یا کسی موضع کی مرمت کرنے سے سوراخ ہوجائے تو وہ اپنے مال مین اوس
شے کا ضامن ہوگا جو اوسکے فعل کے سبب سے تلف ہوی ہوگی خواہ مال ہو یا نفس اسلیے کہ
تلف مذکور از قبیل شبہ عمد ہی **ساتوان مسئلہ** صاحب حائط (دیوار) اوس شے کا
ضامن نہین ہوتا جو اوس (حائط) کے وقوع (گرنے) کی وجہ سے تلف ہوجائے جبکہ وہ
(حائط) اوسکی ملک یا مقام مباح مین بنائی گئی ہو اور اسیطرح اگر وہ (حائط) کسی طریق
مسلوک کی طرف گر جائے اور کوئی انسان اوسکے غبار (خاک) کی وجہ سے ہلاک ہوجائے
تب بھی صاحب حائط ضامن نہوگا اور اگر صاحب حائط نے اوس (حائط) کی بنا کو

وهما مالكان فلكل منهما على صاحبه نصف قيمة ما اتلفه وكذا لو اصطدم الحمالان فاتلفا او اتلف احدهما ولو كانا غير مالكين ضمن كل منهما نصف السفينتين وما فيهما لان التلف منهما والضمان في اموالهما سواء كان التالف مالا او نفوسا ولو لم يفرطا بان غلبتهما الرياح فلا ضمان ولا يضمن صاحب السفينة الواقفة اذا وقعت عليها اخرى ويضمن صاحب الواقفة لو فرط

السادسة لو اصلح سفينة وهي سائرة او ابدل لوحا فغرقت بفعله مثل ان سمر مسمارا فقلع لوحا او رام اصلاح موضع فانفتح فهو ضامن في ماله لانه شبيه العمد

السابعة لا يضمن صاحب الحائط ما يتلف بوقوعه اذا كان في ملكه او في مكان مباح وكذا لو وقع الى الطريق فمات انسان بغباره ولو بناه مائلا

ملک غیر کے طرف مائل کیا ہو تو اوسی طرح ضامن تلف ہوگا جسطرح کہ ملک غیر مین اوسکے
بنا کرنے سے ضامن ہوتا اور اگر صاحب حائط نے اوس (حائط) کے بنا کو اپنی ملک
مین بحالت استواء (استقامت) قائم کیا ہو بعد ازان وہ (حائط) کسی طریق مسلوک
یا ملک غیر کے طرف مائل ہوجائے تو ضامن ہوگا بشرطیکہ اوس (صاحب حائط) کو زائل
کرنے پر قدرت تمکن حاصل ہوا ور مع ذلک زائل نہ کیا ہو اور اگر قبل تمکن گر جائے تو اوس شے کا
ضامن نہوگا جو اوسکے گر جانے کی وجہ سے تلف ہوا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین صاحب
حائط کا تعدی نکرنا مفروض ہے **آٹھوان مسئلہ** میزاب (پرنالہ) کا طریق نافذہ کے
طرف منصوب کرنا جائز ہے اور عمل مردم اوسپر جمیع اعصار و امصار (نادران ۱۲) مین جاری ہے اور
اگر کوئی میزاب کسی شے پر گر پڑے اور اوسکو تلف کردے تو آیا صاحب میزاب
اوس کا ضامن ہوگا یا نہین پس جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ضامن نہوگا
اور جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ضامن ہوگا اسلیے کہ میزاب کا منصوب
کرنا مشروط بسلامت ہے اور قول اول اشبہ ہے اور اسی طرح روشن (وہ لکڑی جو دیوار
مکان سے بیرونی طرف کو نکلی رہتی ہے) کا طریق مسلوک مین خارج کرنا بھی جائز ہے
بشرطیکہ مارّہ (آمد و رفت کرنے والے) کے لیے مضر نہو پس اگر روشن کی کوئی لکڑی بوجہ
سقوط کسی انسان کو ہلاک کرے تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہے کہ صاحب روشن پر
نصف دیت لازم ہوگی اسلیے کہ وہ (انسان) مباح اور محظور دونون کے وجہ سے
ہلاک ہوا ہے لیکن جواز کے قائل ہونے کی بنا پر اوس (صاحب روشن) کا ضامن نہونا
اقرب ہے اور تعلق ضمان کا ضابطہ یہ ہے کہ انسان کو جس شے کا طریق مین حادث کرنا
صحیح ہے اوسکی وجہ سے جو چیز تلف ہوگی اوسکا ضامن نہوگا اور جس شے کا اوس طریق

جو داخل ملک ہو ۱۲ — ممنوع ۱۲ — جو ملک سے خارج اور سڑک مین داخل ہے ۱۲

وكذا اخراج الرواشن في الطرق المسلوكة اذا لم تضر بالمارة فلو قتلت خشبة بسقوطها قال الشيخ يضمن نصف الدية لانه هلك عن مباح ومحظور

مین حادث کرنا صحیح نہین ہی اوسکی وجہ سے جو چیز تلف ہوگی اوسکا ضامن ہوگا جیسے وضع
حجر اور حفر بیر پس اگر کوئی شخص اپنے ملک مین آگ روشن کرے اور وہ کسی غیر کیطرف
سرایت کرے تو ضامن نہوگا البتہ اگر قدر حاجت سے وہ آگ زائد ہوا اور تعدّی کا
ظن غالب حاصل ہی جسطرح کہ ایام ہوا مین تو تلف کا ضامن ہوگا اور اگر ناگہان باد
تند چلنے لگے تو ضامن نہوگا اور اگر کوئی اوس (آگ) کو ملک غیر مین روشن کرے تو
اون نفوس و اموال کا اپنے مال مین ضامن ہوگا جو اوسکے وجہ سے تلف ہون گے
اسلیئے کہ وہ (ملک غیر مین روشن کرنا) عدوان مقصود ہی اور اگر کسی شخص کو اوس (آگ)
کے روشن کرنے سے نفسون کا تلف کرنا مقصود ہوا ور فرار کرنا متعذر ہو تو یہ قتل
از قبیل عمد ہوگا جو موجب قصاص ہے اور اگر طریق مسلوک مین کسی شخص کا چوپایہ پیشاب
کردے اور اوس (پیشاب) کے وجہ سے کوئی آدمی پھسلجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہی کہ صاحب چوپایہ ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مکان کے قمامہ
مزلقہ (وہ خاکروبہ جو سبب لغزش ہو) کو طریق مسلوک مین ڈالدے جیسے خربوزہ کا
چھلکا یا رہگذر کو پانی سے تر کردے تب بھی شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص
اوس مال یہ نفس کا ضامن ہوگا جو اوسکی وجہ سے تلف ہوجائے لیکن اس ضمانت کا اوس
شخص کے ساتھ مخصوص ہونا جو ترے کو نہ دیکھے یا خاکروبہ کا مشاہدہ نکرے
بے وجہ نہین ہے **نوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی دیوار پر کسی ظرف کو وضع کرے
اور اوس (ظرف) کے ساقط ہونے کی وجہ سے کوئی نفس یا مال تلف ہوجاسے
تو ضامن نہوگا اسلیے کہ وضع مذکور ایسا تصرف ہی جو اوسکے ملک مین بدون عدوان
واقع ہوا ہے **دسوان مسئلہ** انسان پر اپنے دابہ صائلہ (حملہ کرنیوالا چوپایہ)

کے حفاظت واجب ہی جیسے بعیر مغتلم (شتر مست) اور کلب عقور (سگ گزندہ) پس اگر اہمال کرے تو اوسکی جنایت کا ضامن ہوگا اور اگر اوس (چوپایہ) کا حال مجہول ہو یا معلوم ہو لیکن صاحب دابہ نے تفریط نہ کی ہو تو ضامن نہوگا اور اگر دابہ صائلہ پر کوی شخص بعرض دفع جنایت کرے تو ضامن نہوگا اور اگر بدون دفع جنایت کرے تو ضامن ہوگا اور اگر کسی شخص کے گربہ مملوکہ جنایت کرے تو آیا صاحب گربہ اوسکی جنایت کا بھی ضامن ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہے کہ صورت تفریط مین ضامن ہوگا جبکہ گربہ مذکورہ کے لیے عادت درندگی حاصل ہوا اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ ربط گربہ (بلّی کا باندھنا) پر عادت جاری نہین ہوئی ہان اوس (گربہ) کا قتل کرنا جائز ہوگا **گیارھوان مسئلہ** اگر کوی چوپایہ کسی دوسرے چوپایہ پر ہجوم (داخل ہونا) کرے اور چوپایۂ داخلہ جنایت کرے تو صاحب داخلہ اوسکی جنایت کا ضامن ہوگا اور اگر دابہ مدخول علیہا (جسپر داخل ہوا ہے) جنایت کرے تو صاحب مدخول علیہا اوسکی جنایت کا ضامن نہوگا اور ضرر داخلہ ہدر ہوگا لیکن صورت اولی کا تفریط ملک فی الاحتفاظ (مالک داخلہ کا اوسکے حفظ مین تفریط کرنا) کے ساتھ مقید کرنا سزاوار ہے **بارھوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی قوم کے مکان مین داخل ہوا اور اونکا کتّا اوس (داخل) کو کاٹ لیوے تو وہ لوگ ضامن ہون گے بشرطیکہ شخص مذکور اونکی اجازت سے بعد داخل ہوا ہو ورنہ ضامن نہون گے **تیرھوان مسئلہ** راکب دابّہ (سوار چوپایہ) اوس جنایت کا ضامن ہوتا ہے جسکو اوس (دابہ) نے اپنے دونون ہاتھون کے ساتھ واقع کیا ہو اور اگر اس (دابّہ) نے جنایت کو اپنے سر کے ساتھ واقع کیا ہو تو راکب دابہ ضامن ہوگا یا نہین اسمین تردّد ہے اور ضامن ہونا

کالبعیر المغتلم والکلب العقور فلو اہمل ضمن جنایتہ ولو جہل حالہا او علم ولم یفرط فلا ضمان ولو جنی علی الصائل لدفعہ فلا ضمان ولو جنی لا لدفعہ ضمن ولو کانت ہرۃ مملوکۃ ففی ضمان جنایتہا تردد قال الشیخ یضمن بالتفریط مع الضراوۃ وہو بعید اذ لم تجر العادۃ بربطہا نعم یجوز قتلہا

الحادیۃ عشر لو ہجمت دابۃ علی اخری فجنت الداخلۃ ضمن صاحبہا جنایتہا ولو جنت المدخول علیہا کان ہدرا وینبغی تقیید الاولی بتفریط المالک فی الاحتفاظ

الثانیۃ عشر من دخل دار قوم فعقرہ کلبہم ضمنوا ان دخل باذنہم والا فلا

الثالثۃ عشر راکب الدابۃ یضمن جنایتہا بیدیہا وفی جنایتہا براسہا تردد اقربہ الضمان

اقرب ہی اسلیے کہ راکب کو اوسکی حفاظت پر تمکّن ہوتا ہی اور قائد دابہ (کشندہ چوپایہ) مین بھی
یہی بحث جاری ہوگی پس اگر راکب دابہ اسکو کھڑا کرے تو اوس جنایت کا ضامن ہوگا
جسکو اوسنے اپنے دونون ہاتھون اور دونون پانون کے ساتھ صادر کیا ہو اور اسیطرح
اگر راکب دابہ اوسکو ضرب لگائے اور وہ (دابہ) کسی پر جنایت کرے تو ضامن ہوگا
اور اسیطرح اگر اوسکو شخص غیر ضرب لگائے تو ضارب اوسکی جنایت کا ضامن ہوگا اور
اسی طرح سائق (ہنکانے والا) دابہ (رانندۂ چوپایہ) بھی اوس (دابہ) کی جنایت کا ضامن ہوتا ہے
اور اگر ایک چوپایہ پر دو ردیف سوار ہون تو ضمانت مین وہ دونون مساوی ہون گے
اور صاحب دابہ اوس (دابہ) کے ہمراہ ہو تو وہی (صاحب دابہ) ضامن ہوگا اور راکب
دابہ ضامن نہوگا اور اگر کوئی چوپایہ اپنے راکب کو گرادے تو مالک دابہ اوسکا ضامن
نہوگا البتہ اگر چوپایہ نے تنفیر مالک (مالک کا چوپایہ کو بھگانا یا اوچکانا) کے سبب سے اوس
(راکب) کو گرایا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنے مملوک کو چوپایہ پر سوار کیا ہو تو
آقاے غلام اوس (غلام) کی جنایت کا ضامن ہوگا اور بعض اصحاب نے مملوک کے صغیر
ہونے کو شرط کیا ہی اور یہ قول خوب ہی اور اگر وہ مملوک بالغ ہو تو اوسکی جنایت اوسکے
رقبہ سے متعلق ہوگی بشرطیکہ وہ جنایت کسی آدمی کے نفس یا طرف پر واقع ہوئی ہو اور اگر
وہ جنایت کسی مال پر واقع ہوئی ہو اوسکا ضامن نہوگا اور آیا غلام کو اوسمین سعی کرنا لازم ہوگا یا نہین اسمین کلام ہی
لیکن بعد عتق اوس سے مطالبہ کا صحیح ہونا اقرب ہی **بحث سوم** تزاحم موجبات کے بیان
مین جبکہ کسی جنایت مین مباشر اور سبب دونون مجتمع ہون تو مباشر ضامن ہوگا جیسے
واقع (کنوین مین گرانے والا) کا حافر (کنوان کھودنیوالا) کے ساتھ اور ممسک (حیوان کا
روکنے والا) کا ذابح کے ساتھ اور واضع حجر (پتھر کا پلہ منجنیق مین رکھنے والا) کا جاذب

منجنیق کے ساتھ مجتمع ہونا اور اگر مباشر پر حال سبب مجہول ہو تو سبب (موجد سبب)
ضامن ہوگا مثلاً ملک غیر مین کوئی شخص کنوان کھودے اور اسکو پوشیدہ کردے
اور کوئی دوسرا شخص کسی تیسرے شخص کو گرادے اور اوس (دوسرے شخص) کو کنوین کا
حال معلوم نہو تو حافر پر ضمانت لازم ہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص بوجہ خوف فرار
کرے اور کسی ایسے کنوین مین گر پڑے جسکو وہ جانتا نہو تب بھی حافر پر ضمانت لازم
ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنے ملک مین کنوان کھودے اور اوسکو پوشیدہ کردے
اور کسی غیر کو طلب کرے تو ضمان کا حافر پر لازم ہونا اقرب ہوگا اسلیے کہ صورت غرور
(خدع) مین مباشرت کا اثر ساقط ہوجاتا ہی اور اگر دو سبب مجتمع ہون تو وہ شخص ضامن
ہوگا جسکے سبب سے جنایت کو سبقت ہوئی ہے مثلاً کوئی شخص ملک غیر مین کسی تپھر کو
ڈالدے اور دوسرا شخص کنوان کھودے اور کوئی شخص تپھر کے ساتھ ٹھوکر کھانیکے بعد
اوس کنوین مین گرجائے تو واضع حجر پر ضمانت لازم ہوگی یہ حکم اوس صورت مین جاری
ہوگا جبکہ باعتبار عدوان وہ دونون مساوی ہون اور اگر اون دونون مین سے
ایک شخص عادی (صاحب عدوان) ہو تو ضمانت اوسپر لازم ہوگی اور اگر کوئی شخص ایسے
کنوین مین کارد کو نصب کرے جو ملک غیر مین کھودا گیا ہو اور اوس کارد پر کنوین کے اندر
کوئی شخص گرجائے تو حافر پر ضمانت لازم ہوگی اسلیے کہ ہلاکت کا سبب اول وہی ہے
اور بسا اوقات اون دونون پر ضمانت کا مساوی ہونا خطور کرتا ہی اسلیے کہ تلف مذکور کا
اون دونون سے حاصل ہونا اور فقط احدہما سے حاصل نہونا مفروض ہے لیکن قول
(بلکہ دونوں سے حاصل ہونا ۱۲)
اول اشبہ ہے اور اگر کسی گڑھے یا کنوین مین دو شخص ساقط ہون ہر ایک شخص دوسرے کے
گرنے کے وجہ سے ہلاک ہوجائے تو حافر سے ضمانت متعلق ہوگی اسلیے کہ وہ (حافر)

اون دونون کے گرادنے کا حکم رکھتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اوسکی متاع کے گرادینے پر مامور کرے مثلاً کہے الق متاعك في البحر لتسلم السفينة (اپنے متاع کو دریا مین پھینکدو تاکہ کشتی سالم رہے) اور وہ (مامور) اپنی متاع کو دریا مین گرادیوے تو ضامن نہوگا خواہ وہ کشتی سالم رہے یا نہ رہے اور اگر شخص آمر اوسکے متاع کا ضامن بھی ہوجائے مثلاً عبارت مذکورہ کے ساتھ کہے وعلی ضمانه (اور مجھپر اوسکی ضمانت لازم ہے) تو اوس متاع کا ضامن ہوگا تاکہ ضرورت خوف مندفع ہو اور اگر خوف نہو اور کہے القه وعلی ضمانه (تو اس متاع کو گرادے اور مجھپر اوسکی ضمانت لازم ہے) تو لزوم ضمان مین تردد ہے اور اوسکا ضامن نہونا اقرب ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی سے کہے مزق ثوبك وعلی ضمانه (اپنے کپڑے کو پھاڑ ڈال اور مجھپر اوسکی ضمان لازم ہے) یا کہے اجرح نفسك وعلی ضمانه (تو اپنے نفس کو مجروح کرلے اور مجھپر اوسکی ضمان لازم ہے) تب بھی ضامن نہوگا اسلیے کہ یہ ایسے امر کی ضمانت ہے جو واجب نہین ہوا اور اسمین کوئی ضرورت بھی نہین ہے اور اگر کوئی شخص وقت خوف کہے الق وعلی ضمانه مع رکبان السفينة (فلان متاع کو گرادے اور مجھپر سواران کشتی کے ساتھ اوسکی ضمانت لازم ہے) اور سواران کشتی اوسکی ضمانت سے انکار کرین پس اگر قائل مذکور کہے اردت التساوی (مین نے تساوی کا قصد کیا تھا) تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور مامور کو قائل مذکور سے اوسکے حصہ کا مطالبہ صحیح ہوگا اور سواران کشتی پر اوس صورت مین ضمانت لازم ہوگی جبکہ وہ راضی ہوجائین والا لازم نہوگی اور اگر سواران کشتی کے اجازت کے حاصل ہونیکا قائل مذکور دعوی کرے مثلاً کہے وقد اذنوا لی (ان لوگون نے مجکو اجازت دی ہے) اور وہ لوگ انکار کرین تو قسم کے بعد اون لوگون کی تصدیق کیجائیگی اور مجموع مال کا وہی (قائل) ضامن ہوگا

ضمن دفعاً الغرق ضمانه وعلی ولو قال القه فالقاه لتسلم السفينة في البحر متاعك انق ولو قال كما لو قال

فمن دفعا الغرق ويحتمل الخوف ولو لم يكن خوف ولو قال القه وعلي ضمانه ففي الضمان تردد اقربه انه لا يضمن وكذا لو قال مزق ثوبك وعلي ضمانه او اجرح نفسك وعلي ضمانه ضمان ما لم يجب وليس فيه ضرورة ولو قال عند الخوف الق وعلي ضمانه مع الركبان السفينة فامتنعوا فان قال اردت التساوي قبل ولزمه بحصته

قبل ولزمه بحصته الركبان ان رضوا لزمهم الضمان ولو قال وقد اذنوا لي فانكروا بعد الايمان صدقوا مع اليمين ضمن الجميع

اور اس باب کے مسئلون سے مسائل زبیہ بھی ملحق کیے جاتے ہین زبیہ سے وہ حفیرہ (گڑھا) مراد ہے جو شکار شیر و پلنگ کے لیے کھودا جاتا ہے پس اگر زبیہ شیر مین کوئی شخص گر جائے اور شخص مذکور کسی دوسرے شخص کے ساتھ متعلق (در آویختہ) ہو جائے اور وہ (دوسرا) کسی تیسرے شخص کے ساتھ متعلق ہو جاے اور وہ (تیسرا) کسی چوتھے شخص کے ساتھ متعلق ہو جائے اور اون چارون شخصون کو شیر ہلاک کرے تو اوسمین دو روایتین وارد ہوئی ہین پس ایک روایت ہی جسکو محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہی کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے شخص اوّل کو فریسہ اسد (طعمہ شیر) قرار دیا اور اوس (اوّل) کے اولیاء پر دوم کے لیے ثلث دیت کو اور اولیاء دوم پر اولیاء سوم کے لیے دیت کے دو ثلث کو اور سوم پر اولیاء چہارم کے لیے دیت کاملہ کو لازم فرمایا اور دوسری روایت ہی جسکو مسمع نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اوّل کے لیے ربع دیت کا اور دوم کے لیے ثلث دیت کا اور سوم کے لیے نصف دیت کا اور چہارم کے لیے دیت کاملہ کا حکم فرمایا اور اون دیتون کو اون لوگون کے عاقلہ پر لازم فرمایا جنھون نے کہ شکار شیر پر ازدحام کیا تھا اور روایت اخیرہ کا طریقہ تا مسمع ضعیف ہی لہذا وہ (روایت آخیرہ) ساقط از اعتبار ہے اور روایت اولی مشہور ہے لیکن وہ حکم ایک واقعہ مخصوصہ سے متعلق ہوا ہے جنمین حضرت کا ایسے امر پر مطلع ہونا محتمل ہے جو حکم مذکور کو مقتضی ہوا ہو اور ممکن ہے کہ اوّل پر دیت دوم کی لازم ہونے کو اور دوم پر دیت سوم کی لازم ہونیکو اور سوم پر دیت چہارم کی لازم ہونے کو اختیار کرین اسلیے کہ اوّل کا اتلاف دوم کے ساتھ مستقل ہونا اور دوم کا اتلاف سوم کے ساتھ مستقل ہونا اور سوم کا اتلاف چہارم کے ساتھ مستقل ہونا مفروض ہے بشرطیکہ مشارکت حادث و ممسک کے قائل نہون اور اگر مباشر

اساک اور مشارکت جذب کے مشارکت کے قائل ہون تو اوّل پر دوم کی تمام دیت
لازم ہوگی اسلیے کہ اوّل کا دوّم کے اتلاف مین مستقل ہونا مفروض ہے اور دیت
سوّم کا نصف لازم ہوگا اسلیے کہ سوّم کے قتل مین اوّل کا دوّم کے ساتھ شریک ہو
مفروض ہے اور دیت چہارم کا ثلث لازم ہوگا اسلیے کہ چہارم کے قتل مین با
تینون شخصون کا شریک ہونا مفروض ہے اور دوّم پر دیت سوم کا نصف لازم
ہوگا اسلیے کہ قتل سوّم مین دوّم کا اوّل کے ساتھ شریک ہونا مفروض ہے اور دیت
چہارم کا ثلث لازم ہوگا اور سوّم پر دیت چہارم کا ثلث لازم ہوگا اسلیے کہ قتل چہا
مین سوّم کا دوّم و اوّل کے ساتھ شریک ہونا مفروض ہے اور اگر کوئی انسان دو
شخص کو کسی کنوین کے طرف جذب کرے اور مجذوب اوسمین گرجاے اور اوسکے گرنیکے وجہ
مجذوب ہلاک ہوجائے تو خون جاذب ہدر ہوگا اور اگر مجذوب ہلاک ہوجاے
جاذب اوسکا ضامن ہوگا اسلیے کہ اوس (جاذب) کا اتلاف مجذوب مین مستقل ہو
مفروض ہے اور اگر وہ دونون (جاذب و مجذوب) مرجائین تو خون اوّل ہدر ہوگا
اوس (اوّل) کے مال مین دیت دوّم لازم ہوگی اور اگر دوّم کسی سوّم کو جذب کر
اور وہ تینون شخص اوسمین سے ہرایک کے گرنے کی وجہ سے مرجائین تو اوّل کی موت اور
(اوّل) کے فعل اور دوّم کے فعل سے حاصل ہوگی پس اوسکی دیت کا نصف سا
ہوجائیگا اور دوّم پر نصف آخر لازم ہوگا اور دوّم کے موت اوس (دوّم) کے سوّم
جذب کرنے اور اوّل کے اوس (دوم) کو جذب کرنے کی وجہ سے حاصل ہوی ہے
پس اوّل پر دیت دوم کا نصف لازم ہوگا اور سوّم پر ضمانت ثابت نہوگی اور سو
کے لیے پوری دیت ثابت ہوگی پس اگر ترجیح مباشرۃ کے قائل ہون تو دوّم پر اوس (سو

وان شككنا بين القابض والجاذب فالدية نصفان على الاول والثاني ولو فرضنا ان الثالث جذب رابعا فمات بعض على بعض فللاول ثلثا الدية لانه مات بجذبه الثاني وجذب الثاني الثالث عليه وجذب الثالث الرابع فيسقط ما قابل فعله ويبقى الثلثان على الثاني والثالث ولا ضمان على الرابع وللثاني ثلثا الدية ايضا لانه مات بجذب الاول له وبجذبه الثالث وبجذب الثالث الرابع عليه فيسقط ما قابل فعله ويجب الثلثان على الاول والثالث وللثالث ثلثا الدية ايضا لانه مات بجذبه الرابع وبجذب الثاني و الاول له ما الرابع فليس عليه شئ وله الدية كاملة فان رجحنا المباشرة فديته عليه و ان شركنا كانت ديته

کے دیت لازم ہوگی اور اگر مشارکت قابض وجاذب کے قائل ہوں تو اول پر اوس (سوّم)
کی دیت کا ایک نصف اور دوم پر دوسرا نصف لازم ہوگا اور اگر سوّم کسی چہارم کو جذب
کرے اور ان میں سے بعض کا بعض آخر پر ہلاک ہونا فرض کیا جاے تو اوّل کے لیے دیت
کے دو ثلث ثابت ہوں گے اسلیے کہ وہ تین امروں کی وجہ سے ہلاک ہوا ہے پہلا امر
اوس (اوّل) کا دوّم کو اپنے اوپر جذب کرنا دوسرا امر دوم کا سوم کو اوس (اول)
پر جذب کرنا تیسرا امر سوم کا چہارم کو جذب کرنا پس دیت کی وہ مقدار ساقط ہوجائیگی
جو فعل اول کے مقابل قرار پائیگی جس سے ثلث دیت مراد ہے اور دوم وسوم پر باقی
دو ثلث فی کس ایک ثلث کے حساب سے لازم ہونگے اور چہارم پر ضمانت لازم
نہوگی اور دوم کے لیے بھی دیت کے دو ثلث ثابت ہونگے اسلیے کہ وہ (دوم) بھی تین
امروں کی وجہ سے ہلاک ہوا ہے پہلا امر اول کا اوس (دوّم) کو جذب کرنا دوسرا
امر اوس (دوم) کا سوم کو اپنے اوپر جذب کرنا تیسرا امر سوم کا چہارم کو جذب
کرنا پس دیت کی وہ مقدار ساقط ہوجائیگی جو فعل دوّم کے مقابل قرار پائیگی جس سے
ثلث دیت مراد ہے اور اوّل وسوّم پر باقی دو ثلث فی کس ایک ثلث کے حساب سے
لازم ہوں گے اور سوّم کے لیے بھی دیت کے دو ثلث ثابت ہوں گے اسلیے کہ وہ
(سوم) بھی تین امروں کی وجہ سے ہلاک ہوا ہے پہلا امر اوس (سوم) کا چہارم
کو جذب کرنا دوسرا امر دوّم کا اوس (سوم) کو جذب کرنا تیسرا امر اول کا اوس
(سوم) کو جذب کرنا اور چہارم پر کوئی شے لازم نہوگی اور اوس (چہارم) کے لیے
مجموع دیت ثابت ہوگی پس اگر ترجیح مباشرت کے قائل ہوں تو سوم پر اوس (چہارم)
کی دیت لازم ہوگی اور اگر مشارکت کے قائل ہوں تو اوس (چہارم) کی دیت سے کے

تین حصہ کیے جائینگے جو اول و دوم اور سوم پر فی کس ثلث دیت کے حساب سے لازم
ہون گے **امر سوم** جنایتِ اطراف (اعضاء) کے بیان مین اور اوسمین تین مقصد ہین
پہلا مقصد دیات اعضاء کے بیان مین اور جس جنایت کی دیت کے لیے کوئی مقدار
معین نہین ہے اوسمین ارش ثابت ہوتے ہین اور اٹھارہ جنایتون کے لیے مقدار
معین ہے **اوّل** ازالہ شعر (بال) ہے اور شعر راس (موی سر) کے زائل کرنے مین
دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اسیطرح شعر لحیہ (موی ریش) کے زائل کر دینے مین
داڑھی کا بال
بھی دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے پس اگر بعد جنایت وہ دونون (شعر راس و لحیہ)
روئیدہ ہون تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ شعر لحیہ مین ثلثِ دیت ثابت ہوگی اور جو
روایت کہ اس قول کا مستند ہے وہ ضعیف ہے اور اون دونون (شعر لحیہ و راس) کے
روئیدہ ہوتے کی صورت مین ارش کا ثابت ہونا اشبہ ہے اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے
ارشاد فرمایا ہے اگر شعر راس روئیدہ نہون تو سَو دینار ثابت ہون گے اور اس
قول کا مستند معلوم نہین ہے لیکن اگر کوئی شخص کسی عورت کے بالون کو زائل کر دے
تو جانے پر اوس عورت کے دیت ثابت ہوگی اور اگر اوس (عورت) کے بال از سر نو
روئیدہ ہون تو مہر المثال ثابت ہوگا اور شعر حاجبین (دونون ابروون کے بال) کے
زائل کرنے مین پانچ سو دینار ثابت ہوتے ہین اور ہر ایک حاجب مین اوسکا نصف
(اڑھائی سو دینار) ثابت ہوتا ہے اور بعض حاجب مین دیت کی وہ مقدار ثابت ہوگی
جو کل حاجب کے بہ نسبت قرار پائیگی پس اگر کوئی شخص نصف حاجب کو زائل کر دے
تو ایک سو پچیس دینار ثابت ہون گے اور علی ہذا القیاس اور اہداب (وہ بال جو پلکون پر
روئیدہ ہوتے ہین) مین تردد ہے اور جناب شیخ الطائفہ رحمہ نے کتاب مبسوط و خلاف

الثالث في الجنايات على الأطراف والمقاصد فيه ثلاثة الأول في ديات الأعضاء وكل ما لا تقدير فيه ففيه الأرش وما فيه تقدير ففي ثمانية عشر عضوا الأول الشعر وفي شعر الرأس الدية كاملة وكذا في شعر اللحية فإن نبت فقيل فيه ثلث الدية والرواية ضعيفة والأشبه الأرش وقال المفيد إن نبت ففيه مائة دينار ولا أعلم المستند وفي شعر المرأة ديتها ولو نبت ففيه مهرها وفي الحاجبين خمسمائة دينار وفي كل واحد نصف ذلك وما أصيب منه فعلى الحساب وفي الأهداب تردد قال في المبسوط والخلاف

مین فرمایا ہی کہ پوری دیت ثابت ہوگی بشرطیکہ دوبارہ روئیدہ نہون اور اگر کوئی شخص اہداب کو مع اجفان (پلکین) زائل کرے تو دو دیتین ثابت ہوگی لیکن صورت انضمام (اہداب کا اجفان کے ساتھ قطع کرنا) مین دیت اہداب کا ساقط ہونا اور صورت انفراد (اہداب کا بدون اجفان قطع کرنا) مین ارش کا ثابت ہونا اقرب ہی اور شعور مذکورہ (جنکا ذکر ہوا) کے سوا اور بالون کے قطع کرنے مین دیت کی کوئی مقدار معین نہین ہے اور عدم تعین کا مستند برا‌ءت اصلیہ ہے **دوم** قلع عینین (دونون آنکھون کا اوکھاڑ ڈالنا) ہے اور اون دونون مین تمام دیت ثابت ہوتی ہی اور ہر ایک مین نصف دیت ثابت ہوتی ہے اور حکم مذکور عین صحیحہ اور عمشا، (جسکی بصارت ضعیف ہو) اور حولاء (جسکو ایک شی کے جگہ دو چیزین نظر آئین) اور جاحظہ (جسکا ڈھیلہ بڑا ہو) [رمدناک] مساوی ہے اور ازالہ اجفان مین بھی تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور ہر ایک جفن (پلک) کی مقدار مین اختلاف ہی شیخ الطائفہ رح نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی ہر ایک جفن مین ربع دیت ثابت ہوگی اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ جفن اعلے مین دیت کے دو ثلث اور جفن اسفل مین ایک ثلث ثابت ہوگا اور کتاب خلاف مین دوسرے مقام پر فرمایا ہی کہ جفن اعلے مین ثلث دیت اور جفن اسفل مین نصف دیت ثابت ہوگی اور اس تقدیر پر سدس دیت کم ہوجائیگا اور اس قول کے اکثر علما قائل ہوے ہین اور اگر بعض جفن پر جنایت ہو تو مقدار جنایت کا مجموع جفن کے ساتھ نسبت دینا اور اوسی نسبت کے حساب سے اوس (بعض جفن) کے دیت کا اخذ کرنا معین ہوگا اور اگر عینین (دونون آنکھین) کے ساتھ اجفان بھی قطع کیے جائین تو اون دونون (عینین و اجفان) کے دیت مین تداخل نہوگا اور اعور (یک چشم) کے عین صحیحہ مین دیت کاملہ ثابت ہوگی

الثانی العینان وفیهما الدیة وفی کل واحدة نصف الدیة ویستوی الصحیحة والعمشاء والحولاء والجاحظة وفی الاجفان الدیة وفی تقدیر کل جفن خلاف قال فی المبسوط فی کل واحد ربع الدیة وفی الخلاف فی الاعلی ثلثا الدیة وفی الاسفل الثلث وفی موضع آخر فی الاعلی ثلث الدیة وفی الاسفل النصف وینقص علی هذا التقدیر سدس الدیة والقول بهذا

جبکہ اوسکا مرض عور ازراہِ خلقت ہو یا منجانب اللہ حادث ہوا ہو اسلیے کہ وہ عین (صحیحہ) دونون کے قائم مقام ہے اور اگر کوئی اعور کسی اعور اور اگر کوئی شخص عین واحدہ کے جنایت کے عوض اوسکے دیت کا مستحق ہوچکا ہو تو عین صحیحہ کی جنایت مین نصف دیت ثابت ہوگی جسکی مقدار پانچسو دینار ہے (خواہ اوسنے دیت کو اخذ کیا ہو یا عفو کیا ہو ۱۲) اور عین عوراء کی خسف (بیٹھ جانا) کی دیت مین دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہے کہ ربع دیت ثابت ہوگا اور وہ متروک ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ ثلث دیت ثابت ہوگی اور وہ مشہور ہے خواہ اوس (عین عوراء) کا نور ازراہ خلقت مفقود ہو یا کسی شخص کے جنایت کرنے سے بے نور ہوگئی ہو اور اس مقام پر بعض علمانے وہم کیا ہے پس انکی لغزش سے اجتناب کرو سوم انف (ناک) ہے اور قطع انف مین دیت کاملہ ثابت ہوگی جبکہ اوسکا استیصال (اصل سے قطع کرنا) کیا جائے اور اسیطرح مارن انف (سرِ بینی) کے قطع کرنے مین بھی دیتِ کاملہ ثابت ہوتی ہے جس سے ناک کیطرف نرم مراد ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص اوسکو شکستہ کرے اور مجموع انف فاسد ہوجائے تب بھی دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اگر انف مکسور کا بدون عیب جبر ہوجائے تو اوسکی دیت مین سو دینار ثابت ہونگے اور شلل انف (ناک کا معیوب ہوجانا) مین دیت کی دو ثلث ثابت ہوگی اور روثۃ انف مین نصف دیت ثابت ہوتی ہے اور روثۃ انف سے وہ پردہ مراد ہے جو مابین منخرین (ناک کے دو سوراخون کے درمیان) واقع ہوا ہے اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ روثۃ انف سے مجمع مارن (سرِ بینی اور بینی کے مجتمع ہونیکا مقام) مراد ہے اور اہل لغت نے بیان کیا ہے کہ اوس (روثۃ انف) سے طرف مارن مراد ہے اور احد المنخرین (دو سوراخون مین سے ایک کا قطع کرنا مین

وقال ابن بابویہ رحمہ اللہ هی مجمع المارن وقال اهل اللغة هی طرف المارن و فی احد المنخرین

نصف دیت ثابت ہوتی ہے اسلیے کہ اوسکے قطع کرنے مین نصف منفعت زائل ہوتی ہی
اور اسی قول کو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین اختیار فرمایا ہی اور روایت غیاث
مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے وارد ہوا ہے کہ حضرت نے اپنے آباء
طاہرین سے ثلث دیت کو نقل فرمایا ہی اور اسیطرح روایت عبد الرحمن عزرمی مین
بھی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے وارد ہوا ہے کہ حضرت نے اپنے آباء
طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین سے ثلث دیت کو نقل فرمایا ہے اور دونون روایتون
مین ضعف ہی لیکن اونکے مضمون پر عمل کرنا اشبہ ہی **چہارم** قطع اذنین (دونون
کانونکا کاٹ ڈالنا) ہی پس اون دونون کے قطع کرنے مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے
اور ہر ایک کے قطع کرنے مین نصف دیت ثابت ہوتی ہے اور بعض اذنین مین اوس
(اذن) کے حساب سے دیت ثابت ہوتی ہے اور شحمۂ اذن (نرمہ گوش کے) قطع کرنے مین
ثلث دیت ثابت ہوتی ہی جسکا مستند وہ روایت ہی جسکو مسمع نے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور اس روایت کے طریقہ مین اگرچہ ضعف ہی لیکن شہرت
عظیمہ اوسکی تائید کرتی ہے اور بعض اصحاب (شیخ الطائفہ رح) نے فرمایا ہی کہ خرم اذن
(کان کا شگافتہ کرنا) مین اوس (اذن) کے دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور بعض علما
(ابن ادریس رح) نے قول مذکورہ کی تفسیر مین خرم شحمہ اور اوس (شحمہ) کی دیت کا ثلث
بیان فرمایا ہے **پنجم** قطع شفتین (دونون ہونٹون کا کاٹ ڈالنا) ہے اور اون دونونکے
قطع کرنے مین باتفاق علما دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور ہر ایک شفہ کی دیت مین
مین العلما اختلاف واقع ہوا ہے شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ شفہ علیا (لب بالا)
(اوپر کا ہونٹ) مین دیت کا ایک ثلث اور شفہ سفلے (نیچیکا ہونٹ) مین دیت کے
لب پائین

دو ثلث ثابت ہوتے ہین اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کا بھی یہی مختار ہے اور شیخ رہ نے
کتاب خلاف مین فرمایا ہے کہ شفۂ علیا مین چارسو دینار اور شفۂ سفلے مین چھ سو
دینار ثابت ہوتے ہین اور اس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو ابو جمیلہ نے
بواسطہ ابان بن تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور
اس روایت کو ظریف نے اپنی کتاب مین بھی ذکر کیا ہے لیکن ابو جمیلہ مین ضعف ہی
اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے اور وہ کتاب ظریف سے بھی منقول ہوا ہی
کہ شفۂ علیا مین دیت کا نصف اور شفۂ سفلے مین دیت کے دو ثلث ثابت ہونگے
اور یہ قول نادر ہے اور باوجود ندرت اسمین دیت پر زیادتی ہے جسکے کوئی
معنے نہین ہین اور ابن ابی عقیل علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ دیت مین وہ دونون مساوی
ہین جسکا مستند وہ قول ہے جسکو علما نے حضرات ائمۂ طاہرین علیہم السلام سے
بطریق صحیح وحسن نقل کیا ہے کلما فی الجسد منہ اثنان ففیہ نصف الدیۃ
(جس عضو کے لیے بدن انسان مین دو عدد موجود ہین اوس عضو مین نصف دیت ثابت
ہوتی ہے) اور یہ قول خوب ہی اور بعض شفہ کے قطع کرنے مین مساحت شفہ کی نسبت کے
ساتھ دیت ثابت ہوگی اور شفۂ سفلے (لب پائین) کے عرض کی حد باعتبار عرف وہ
مقام ہے جو لثہ (زیر دندان کا گوشت) سے مع طول دہن جدا ہوا ہے اور شفۂ علیا کے
عرض کی حد باعتبار عرف وہ مقام ہے جو لثہ سے مع طول دہن جدا ہوا ہے اور منخرین
(دو سوراخ بینی) اور حاجز (وہ پردہ جو دونون سوراخون کے درمیان واقع ہے)
کے ساتھ متصل ہے اور حاشیۂ شدقین (دو طرف دہن) اون دونون کے حد سے
خارج ہے اور اگر بوجہ جنایت وہ دونون متقلص ہوجائین تو شیخ علیہ الرحمہ نے

کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ شفتین کی دیت کاملہ ثابت ہوگی اسلیے کہ تقلص بمنزلہ اتلاف
ہے لیکن حکومت کا ثابت ہونا اقرب ہے اسلیے کہ وہ (تقلص) از قبیل اتلاف نہین ہے
بلکہ انساعیت ہے جسکے لیے باعتبار شرع کوئی مقدار معین نہین ہے اور اگر بوجہ جنایت
اول دونون مین استرخاء (آویختہ ہوجانا) حادث ہوجائے تو دیت کی دو ثلث ثابت
ہونگے **ششم** قطع زبان ہے پس زبان صحیح کے استیصال کرنے مین دیت کاملہ ثابت
ہوگی اور زبان اخرس (گونگ) کے استیصال مین ثلث دیت ثابت ہوگی اور زبان
اخرس کے جزء مین مساحت زبان کے حساب سے دیت ثابت ہوگی اور زبان صحیح
کے جزء مین حروف معجم کا اعتبار کیا جائیگا اور وہ اٹھائیس[۱] حرف ہین اور ایک روایت
مین وارد ہوا ہے کہ وہ انتیس[۲] حرف ہین اور یہ روایت متروک ہے اور دیت کا حروف
پر بالسویہ بسط کرنا معین ہوگا اور جس حرف کا تلفظ معدوم ہوگا اوسی کا حصہ اخذ کیا جائیگا
اور اس حکم مین جملہ حروف مساوی ہین خواہ زبان کو اونکے ساتھ تلفظ کرنے مین داخل ہو
یا نہو خواہ ثقیل ہون یا خفیف اور اگر جملہ حروف کے مخارج زائل ہوجائین تو دیت کاملہ
ثابت ہوگی اگرچہ بعض لسان بھی قطع کی گئی ہو اور اگر مجنی علیہ بوجہ جنایت سریع النطق
ہوجائے یا اوسکی سرعت مین زیادتی ہوجائے یا ثقیل اللسان ہو اور بوجہ جنایت اوسکا
ثقل بڑھ جائے تو اوسکی دیت کے لیے کوئی مقدار معین نہین ہے لہذا اوسمین حکومت
ثابت ہوگی اور اسیطرح اگر مجنی علیہ کی زبان مین بوجہ جنایت کوئی نقص حادث ہوجائے
اور حرف فاسد کو حرف صحیح کے طرف نقل کرنے لگے مثلاً راء مہملہ کا ایسا تلفظ کرتا ہو جو شبیہ
غین ہو اور بوجہ جنایت عین صحیح کا تلفظ کرنے لگے تب بھی حکومت ثابت ہوگی اور زبان
صحیح کی مقدار مقطوع کا اعتبار نکیا جائیگا بلکہ اون حروف کا اعتبار کیا جائیگا جن کا تلفظ

[۱] جو وحدت ہمزہ و الف پر مبنی ہین ۱۲
[۲] جو اختلاف ہمزہ و الف پر مبنی ہین ۱۲

بوجہ جنایت زائل ہوگیا ہے پس اگر کوئی شخص کسی انسان کی نصف زبان کو قطع کرڈالے اور ربع حروف کا تلفظ زائل ہوجائے تو ربع دیت ثابت ہوگی اور نصف دیت ثابت نہوگی اور اسیطرح اگر ربع زبان کو قطع کرڈالے اور نصف حروف کا تلفظ یا کل ہوجائے تو نصف دیت لازم ہوگی اور اگر کوئی دوسرا شخص بھی جنایت کرے تو مابقی حروف کا اعتبار کیا جائیگا اور جنایت اوّل کے بعد جو حروف زائل ہونگے اونھین حروف سے نسبت کے ساتھ دیت کا اخذ کرنا صحیح ہوگا پس اگر جنایت اوّل کی وجہ سے نصف حروف کا زائل ہونا اور جنایت دوّم کی وجہ سے نصف باقی کا زائل ہونا فرض کیا جائے تو جانی دوم پر ربع دیت ثابت ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے کلام کو معدوم کردے بعد ازان کوئی دوسرا شخص اوسکی زبان کو قطع کردے تو جانی اول پر دیت کاملہ ثابت ہوگی اور جانی دوّم پر دیت کا ثلث لازم ہوگا اسلیے کہ اوسنے لسان اخرس کو قطع کیا ہے جسمین ثلثِ دیت ثابت ہونا قبل ازین مذکور ہوچکا ہے اور اگر کوئی شخص کسی طفل نابالغ کی زبان کو قطع کردے تو اوسمین بھی دیتِ کاملہ ثابت ہوگی اسلیے کہ اصل سلامت لسان ہے لیکن اگر کوئی طفل ایسے حد پر بالغ ہو جسکے امثال کلام کرتے ہین اور اوسنے کلام نکیا ہو تو اوسمین ثلث دیت ثابت ہوگا اسلیے کہ اسصورت مین اوسکی زبان کی مؤف ہونیکا ظنّ غالب حاصل ہے لہذا اوسپر حکم اخرس جاری کیا جائیگا اور اگر بعد ازان تکلّم کرے تو اوسکا صحیح اللسان ہونا معلوم ہوجائیگا اور اخراج حروف کے ساتھ اوسکی دیت کا تشخّص کرنا معیّن ہوگا اور جانی پر اون حروف کی دیت لازم ہوجائیگی جو جمیع حروف مین سے بوجہ جنایت ناقص ہوگئے ہین پس اگر اوسکے حروف کا نقصان اوس مقدار کے مساوی ہو جو اوس سے اخذ کی گئی ہے فبہا و الا جانی پر دیت کا تمام

ثلث دیت ۱۲

الدیۃ و لو نصف ... فعلی الجانی اخذ الدیۃ ... ربع الحروف ... نصف لسانہ فذھب نصف کلامہ ... و لو قطع ربع لسانہ فذھب نصف کلامہ ... و لو جنٰی آخر اعتبر بنسبۃ ما ذھب بعد جنایۃ الاول و لو اعدمہ و لم یعد کلامہ ثم قطعہ آخر کان علی الاول الدیۃ و علی الثانی ثلث الدیۃ و لو قطع لسان الطفل کان فیہ الدیۃ لان الاصل السلامۃ اما لو بلغ حدا ینطق مثلہ و لم ینطق ففیہ ثلث الدیۃ لغلبۃ الظن بالآفۃ و لو نطق بعد ذلک تبین ... واعتبر ... بالحروف ... ما نقص عن الجمیع فان کان بقدر ما اخذ و الا تمم

کرنا لازم ہوگا اور اگر شخص صحیح اپنے نطق کے وجہ سے جنایت زائل ہونیکا مدعی ہو تو قسامت
کے ساتھ اوسکی تصدیق کیجائیگی اسلیے کہ بینہ کا قائم کرنا متعذر ہے اور روایت اصبغ
بن نباتہ مین وارد ہوا ہے کہ اوسکی زبان پر سوزن کے ساتھ ضرب لگائی جائیگی پس اگر
خون سیاہ برآمد ہوا تو اوسکی تصدیق کیجائیگی اور اگر خون سرخ برآمد ہوا تو اوسکی تکذیب
کیجائیگی اور اگر کسی شخص کی زبان پر جنایت کیجائے اور سا اوسکا کلام زائل ہوجائے
بعد ازان عود کرے تو آیا مجنی علیہ سے دیت کا استعادہ کیا جائیگا یا نہین پس شیخ
علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ استعادہ جائز ہوگا اسلیے کہ اگر اوسکا کلام
زائل ہوجاتا تو عود نکرتا اور کتاب خلاف مین فرمایا ہے کہ استعادہ جائز نہوگا اسلیے کہ
دیت کا بعوض حق اخذ کرنا مفروض ہے اور استعادہ پر کوئی دلیل نہین ہے اور یہی
قول اشبہ ہے اور اگر کوئی شخص سن مثغر (جسکا دانت باعتبار عادت روئیدہ نہوتا ہو)
کو قلع کرے اور جانے سے اوسکی دیت اخذ کی گئی ہو بعد ازان عود کرے تو مجنی علیہ سے
اوسکی دیت کا استعادہ کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ سن ثانیہ غیر اول ہے اور اسیطرح اگر کوئی
شخص کسی انسان کی زبان کو قطع کر ڈالے بعد ازان حق تعالی اوسکو دوبارہ پیدا کر دے
تب بھی مجنی علیہ سے دیت کا واپس لینا صحیح نہوگا اسلیے کہ عود لسان پر عادت جاری
نہین ہوئی لہذا اوسپر ہبہ جدیدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور اگر کسی شخص کی زبان کے لیے
دو طرفین ہون اور جانے نے احد الطرفین کو زائل کر دیا ہو تو حروف کے ساتھ اوسکا امتحان
لیا جائیگا پس اگر مجنی علیہ نے مجموع حروف کے ساتھ تلفظ کیا تو دیت نہوگی اور اوسین
ارش ثابت ہوگی اسلیے کہ طرف مذکور از قبیل زیادت ہے ہفتم قلع اسنان ہے پس مجموع
اسنان مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور دیت کا اٹھائیس دانتون پر تقسیم کرنا متعین ہوگا

ولو ادعی الصحیح ذهاب نطقه فی عند القسامة مع القسامة لتعذر البینة فی روایة یضرب لسانه بابرة فان خرج الدم احمر اسود و صدق ان خرج احمر کذب على انه فذهب کلامه ثم عاد هل تستعاد الدیة قال فی المبسوط نعم لانه لو ذهب لما عاد وقال فی الخلاف لا وهو الاشبه اما لو قلع سن المثغر فاخذ دیتها ثم عادت لم تعد لان الثانیة غیر الاولی وکذا لو قطع لسانه فانبته الله تعالی لان العادة لم تقض بعوده فیکون هبة ولو کان للسان طرفان فاذهب احدهما اعتبر بالحروف فان نطق بالجمیع فلا دیة و فیه الارش لانه زیادة السابع الاسنان و فیها الدیة کاملة و تقسم علی ثمانیة و عشرین سن

منجملہ اونکے مقدم دہن مین بارہ دانت ہین منجملہ اونکے طرف اعلی مین چھہ دانت ہین دو ثنیہ (وسط کے دونون دانت) اور دو رباعیہ (جو طرف ثنیہ مین واقع ہین) اور دو دانت (جو طرف رباعیہ مین واقع ہین) اور اسیطرح طرف اسفل مین بھی چھہ دانت ہین اور موخر دہن مین سولہ دانت ہین منجملہ اونکے طرف اعلی مین آٹھہ دانت ہین دو ضاحک (جو وقت ضحک نمودار ہوتے ہین) اور ہر ایک جانب کے تین اضراس (دندان کرسی جو جانب ضحک مین واقع ہین) اور اسیطرح طرف اسفل مین بھی آٹھہ دانت ہین [ڈھارین ۱۲] پس مجموع مقادیم کے قلع کرنے مین فی دندان پچاس دینار کے حساب سے چھہ سو دینار ثابت ہوتے ہین اور مجموع مواخر کے قلع کرنے مین فی دندان پچیس دینار کے حساب سے چار سو دینار ثابت ہوتے ہین اور اس حکم مین دندان سفید اور دندان سیاہ مساوی ہین بشرطیکہ اونکی سیاہی خلقی ہو اور بوجہ جنایت حادث نہوی ہو اور دندان زرد کا بھی یہی حکم ہے اگرچہ اونکی زردی بوجہ جنایت حادث ہوی ہو اور جبکہ دندان اصلی کے ساتھہ دندان زائد بھی قلع کیے جائین تو دندانہای زائد کے لیے دیت نہوگی اور اگر دندانہاے زائدہ بالانفراد قلع کیے جائین تو اونمین دندان اصلی کے دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اون (زائدہ) مین حکومت ثابت ہوگی اور قول اول اظہر ہے اور اگر کسی کے دندانہاے اصلیہ بوجہ جنایت سیاہ ہوگئے ہون اور ساقط نہوے ہون تو اونمین دیت کے دو ثلث ثابت ہونگے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے دانتون کو بعد اسوداد (سیاہ ہونا) اوکھاڑ ڈالے تو اونمین علی الاشہر ثلث دیت ثابت ہوگا اور اگر کسی کی دانت بوجہ جنایت شگافتہ ہوگئے ہون اور ساقط نہون تو دیت کے دو ثلث ثابت ہونگے اور جو روایت کہ اس قول کا مستند ہے وہ ضعیف ہے اور ثبوت حکومت (ارش) اشبہ ہے اور جو دانت کہ اپنی اصل کے ساتھہ

اوکھاڑا جائے اوسمین اوس (دانت) کی تمام دیت کا ثابت ہونا بے اشکال ہے اور اوس سے
وہ دانت مراد ہی جو لثہ مین ثابت ہوئے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے دانت کی اوسی
مقدار کو شکستہ کر دے جو بیرون لثہ ہے تو آیا اوسمین بھی تمام دیت ثابت ہوگی یا نہین
اسمین تردّد ہی لیکن اوسمین بھی دانت کی تمام دیت کا ثابت ہونا اقرب ہی اور کوئی
شخص کسی انسان کے دانت اوس مقدار کو شکستہ کرے جو بیرون لثہ ہے بعد ازان
دوسرا شخص اوسکے اصل کو اوکھاڑ ڈالے تو جانے اوّل پر دانت کے تمام دیت لازم
ہوگی اور جانے دوم پر حکومت ثابت ہوگی اور اگر کسی طفل صغیر کا دانت اوکھاڑ دیا جائے
یا شکستہ کر دیا جائے تو اوسکے روئیدہ ہونیکا انتظار کیا جائیگا پس اگر روئیدہ ہوا تو
جانے پر ارش لازم ہوگی اور اگر روئیدہ نہوا تو جانی پر سنّ ثغر (جسکا دانت باعتبار
عادت دوبارہ روئیدہ نہین ہوتا) کی دیت ثابت ہوگی جس سے دانت کی تمام
دیت مراد ہی اور بعض اصحاب نے فرمایا ہے کہ اوسمین ایک اونٹ ثابت ہوگا
اور تفصیل نہین کی اور جو روایت کہ اس قول کا مستند ہی وہ ضعیف ہی اور اگر
سنّ مقلوعہ (اوکھاڑا ہوا دانت) کے مقام پر کوئی انسان کسی ہڈی کو قائم کرے
اور وہ لثہ پر ثابت ہو جائے بعد ازان کوئی شخص اوس (ہڈی) کو اوکھاڑ ڈالے تو
شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسمین دیت یا ارش ثابت نہوگی لیکن اوسمین ارش کا ثابت
ہونا قوی ہے اسلیے کہ اوسکے اوکھاڑنے مین اذیّت اور عیب ہوتا ہے اور
دانت کے منافع اوس سے حاصل ہوتے ہین ہشتم گردن ہے پس اگر کوئی شخص
کسی انسان کے گردن کو شکستہ کر دے اور وہ (انسان) ناصور (جسکی گردن مین کج ہو)
ہو جائے تو اوسمین آدمی کی دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی انسان کے

گردن پر ایسی جنایت کرے جو مانع ازدراد (بلع کرنا) ہو تب بھی دیت کاملہ ثابت ہوگی
اور عیب مذکور (گردن کی کجی یا ازدراد کا بطلان) برطرف ہو جائے تو دیت نہوگی اور
اوسمین ارش ثابت ہوگی ثم قلع لحیین ہی اور لحیین سے وہ دو ہڈیان مراد ہین جسکے
ملتقی (مجتمع ہونیکی جگہ) کو ذقن (ٹھوڑی) کہتے ہین اور اون دونون مین سے ہر ایک کا
کنارہ متصل بگوش ہوتا ہے اور اون دونون پر دندان پائین روئیدہ ہوتے ہین
اور اونکی جلد پر ڈھاڑے نکلتی ہے اور اون دونون مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہی
بشرطیکہ وہ دونون بدون اسنان (دندان) اوکھاڑے جائین جیسے طفل یا ایسے شخص
کے لحیین کا اوکھاڑنا جو دانت نرکھتا ہو اور اگر وہ دونون مع اسنان اوکھاڑے
جائین تو دو دیتین ثابت ہون گی اور اگر بوجہ جنایت اون دونون کے مضغ (طعام کا
چبانا) نقصان ہو جائے یا وہ دونون اسطرح سخت ہو جائین کہ اونکا حرکت دینا عسیر
(شاق) ہو جائے تو ارش ثابت ہوگی دہم قطع یدین ہی پس قطع یدین (دونون ہاتھونکا
کاٹ ڈالنا) مین آدمی کی تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور اون دونون مین سے ہر ایک
مین نصف دیت لازم ہوتی ہے اور اون دونون کی حد معصم (کلائی۔ موضع سوار) ہی
اور اگر کوئی شخص کسی کے ایک ہاتھ کو مع اصابع (اونگلیون سمیت) قطع کر ڈالے
تو فقط ہاتھ کی دیت (نصف دیت) ثابت ہوگی جسکی مقدار پانچسو دینار ہی اور اگر
کسی شخص کی فقط اونگلیان قطع کیجائین تو دیت اصابع (اونگلیان) ثابت ہوگی جس سے
پانچسو دینار مراد ہین اور اگر کف دست کے ساتھ بند دست کا بھی کوئی جزو قطع
کیا جائے تو کف دست کی دیت سے پانچسو دینار ثابت ہون گے اور قدر زائد مین
حکومت لازم ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو مرفق (کہنی) یا منکب

مع الاسنان او کھی الطفل او من لا اسنان له و لو قلعا مع الاسنان فدیتان و فی نقصان المضغ مع الجنایة علیهما او تصلبهما الارش العاشر الیدان و فیهما الدیة و فی کل واحدة نصف الدیة و حدهما المعصم فلو قطعت مع الاصابع فدیة الید خمسمائة دینار و لو قطعت الاصابع منفردة فدیتها خمسمائة دینار و لو قطع معها شیء من الزند ففی الاصابع خمسمائة دینار و فی الزائد حکومة و لو قطعت من المرفق او المنکب

علی الاسنان و لو قلعا منفردین ففیهما الدیة و فی کل واحد نصفها و فی نقصان المضغ مع الجنایة علیهما الارش التاسع اللحیان و هما العظمان اللذان یقال لملتقاهما الذقن و یتصل طرفهما بالاذن و علیهما نبات الاسنان السفلی و لو قلعا ذا الذقن فیه الدیة

(شانہ) سے قطع کردے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک
اوسمین مقدر شرعی ثابت ہی اور تہذیب الاحکام پر حوالہ کیا ہی اور اگر کسی شخص کے ایک
بند دست پر دو ہاتھ پیدا ہوئے ہون اور کوئی شخص اون دونون کو قطع کردے
تو اون دونون مین دیت اور حکومت ثابت ہوگی اسلیے کہ ایک ہاتھ زائد ہے
جسمین حکومت ثابت ہوگی اور دوسرا ہاتھ اصلی ہے جسمین دیت لازم ہوتی ہی
اور دستِ اصلیہ کو دست زائدہ سے منفرد بالبطش (قوت) ہونے یا ازراہ بطش
شدید ہونیکے ساتھ تمیز حاصل ہوتی ہے پس اگر وہ دونون ازراہ بطش مساوی ہون
تو اون دونون مین سے ایک ہاتھ فی الجملہ اصلی ہوگا پس اگر کوئی شخص اون دونون کو
قطع کرڈالے تو دستِ اصلیہ مین دیت اور زائدہ مین حکومت ثابت ہوگی اور
شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ دستِ زائدہ مین دست اصلیہ کے
دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور شاید کہ شیخ رہ نے دست زائدہ کو دندان زائد اور انگشت
زائدہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے لیکن ثبوت ارش اقرب ہی اور قطع ذراعین مین میرے
نزدیک دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اسی طرح قطع عضدین مین بھی تمام دیت لازم ہوگی
اور ہر ایک ذراع یا عضد (شانہ) مین نصف دیت ثابت ہوگی یازدہم قطع اصابع
(اونگلیون کا کاٹ ڈالنا) ہی پس دونون ہاتھون کی اونگلیون کے قطع کرنے مین تمام دیت
ثابت ہوگی اور اسیطرح دونون پانوٗن کی اونگلیون کے قطع کرنے مین بھی تمام دیت
لازم ہوگی اور ہر ایک اونگلی کے قطع کرنے مین عشر دیت ثابت ہوگا اور بعض علمانے
فرمایا ہے کہ قطع ابہام (بڑا انگشت) مین دست واحدہ کی دیت کا ثلث لازم ہوتا ہے
اور باقی چارون اونگلیون مین فی انگشت ایک سدس کے حساب سے دو ثلث ثابت

قال فی المبسوط فیہ مقدر یحال علی التہذیب ولو کان لہ یدان علی زند فقطعہما السید دیۃ وحکومۃ لان احدہما زائدۃ وتمیز الاصلیۃ بالانفراد بالبطش او کونہا اشد بطشا فان تساویا فاحدہما زائدۃ فی الجملۃ فلو قطعہما فعلیہ دیۃ الاصلیۃ وفی الزائدۃ حکومۃ وقال فی المبسوط ثلث دیۃ الاصلیۃ ولعلہ تشبیہا بالسن والاصبع والارش اقرب وفی الذراعین الدیۃ وکذا فی العضدین وفی کل واحدۃ نصف الدیۃ الحادی العشر الاصابع فی الیدین الدیۃ وکذا فی الرجلین وفی کل واحدۃ عشر الدیۃ وقیل فی الابہام ثلث الدیۃ وفی الاربع

ہوتی ہین اور ہر ایک انگلی کی دیت کا تین پورون پر بالسّویہ (برابر) تقسیم کرنا معیّن ہوگا
اور دیت ابہام کا دو پورون پر بالسّویہ تقسیم کرنا معیّن ہوگا اور انگشت زائدہ کے
قطع کرنے مین انگشت اصلیہ کی دیت کا ثلث ثابت ہوتا ہے اور ہر ایک انگلی کے
شل کرنے مین اوس (انگشت) کی دیت کے دو ثلث ثابت ہوتے ہین اور کسی
انگشت کے بعد شلل (فاسد کرنا) قطع کرنے مین ثلث دیت ثابت ہوگا اور اسیطرح
اگر شلل انگشت از راہ خلقت موجود ہو تب بھی ثلث دیت ثابت ہوگا اور قطع ناخن
مین دس دینار ثابت ہوتے ہین بشرطیکہ بعد قطع روئیدہ نہو اور اسیطرح اگر بعد
قطع روئیدہ ہو لیکن سیاہ ہو تب بھی دس دینار ثابت ہونگے اور اگر سفید روئیدہ
ہو تو اوسمین پانچ دینار ثابت ہون گے اور جو روایت کہ اس قول کا مستند ہے
وہ ضعیف ہے لیکن بین العلما مشہور ہے اور روایت عبداللہ بن سنان مین
وارد ہوا ہے کہ قطع ناخن مین پانچ دینار ثابت ہوتے ہین **دوازدہم** کسر ظہر
(پشت کا شکستہ ہونا) ہے پس کسر ظہر مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اسیطرح
اگر کوئی شخص کسی انسان کے پشت پر ضرب لگائے اور وہ (انسان) کوزہ پشت
ہوجائے یا قعود پر بوجہ ضرب قادر نرہے تب بھی دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اگر بعد
جنایت درست ہوجائے تو اوسمین ثلث دیت لازم ہوگا اور روایت ظریف وارد ہوا ہے
کہ اگر کسی انسان کی پشت مکسور کا بدون عیب منجبر ہوجائے تو جانے پر سو دینار لازم ہونگے
اور اگر بدون عیب منجبر نہو تو اوس (جانے) پر ہزار دینار لازم ہون گے اور اگر کوئی
شخص کسی انسان کی پشت کو شکستہ کردے اور اوس (انسان) کے دونون پاؤن
شل ہوجائین تو جانے پر کسر ظہر کے عوض مین تمام دیت اور دونون پاؤن کے شل

ہوجانے کے عوض مین دیت کے دو ثلث ثابت ہون گے اور کتاب خلاف مین مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص کسی انسان کی پشت کو شکستہ کرے اور اوس (انسان) کی رفتار اور جماع کی قوت باطل ہوجائے تو جانے پر دو دیتین لازم ہون گی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین دو منفعتون کا زائل ہونا مفروض ہے لہذا ہر ایک منفعت کے عوض تمام دیت لازم ہوگی **سیزدہم** قطع نخاع (حرام مغز) ہے پس اوسکے قطع کرنے مین دیت کاملہ ثابت ہوگی **چہاردہم** قطع ثدیین (پستان) ہے پس اگر کوئی شخص کسی عورت کے ثدیین کو قطع کردے تو اون دونون مین عورت کی تمام دیت ثابت ہوگی اور ہر ایک کے قطع کرنے مین نصف دیت ثابت ہوگی اور بوجہ جنایت اون دونون کا شیر منقطع ہوجانے تو اوسمین حکومت ثابت ہوگی اور اسیطرح اگر اون دونوںمین شیر موجود ہو لیکن بوجہ جنایت اوسکا نزول (اوترنا) متعذر ہوجائے تب بھی حکومت ثابت ہوگی اور اگر ثدیین کے ساتھ جلد صدر کا بھی کوئی جزو قطع ہوجائے تو قطع ثدیین مین اونکی دیت ثابت ہوگی اور قطع زائد مین حکومت لازم ہوگی اور اگر جانے کے باوجود اسکے جراحت کو تا بجوف پہونچا دیا ہو تو اوس (جانے) پر دیت ثدیین اور حکومت اور دیت جائفہ (ایک قسم کا زخم ہے جو بعد ازین مذکور ہوگا) ثابت ہونگے اور اگر کوئی شخص کسی عورت کی حلمتین (راس ثدیین) کو قطع کردے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ اون دونوںمین تمام دیت ثابت ہوگی اور اسمین اشکال ہے اسلیے کہ قطع ثدیین مین تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور حلمتین پر بعض ثدیین صادق آتا ہے لہذا اون دونون (حلمتین) مین حکومت ثابت ہونی چاہیے اور اگر کوئی شخص کسی مرد کی حلمتین کو قطع کردے تو شیخ رہ نے کتاب مبسوط و خلاف مین فرمایا ہے

کہ اون دونون مین تمام دیت لازم ہوگی اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مرد کے
سر پستان مین ثمن دیت ثابت ہوگا جس سے پچیس دینار مراد ہین اور اسی کو شیخ رہ نے
تہذیب الاحکام مین ظریف سے بھی نقل کیا ہی لیکن مرد کے ثدیین مین تمام کا ثابت کرنا
خالے از بعد نہین ہی اور شیخ رہ نے روایت ظریف سے اعراض فرمایا ہے اور اوس
حدیث کے ساتھ تمسک کیا ہے جو فصل شفتین مین مذکور ہوئی **پانزدہم** قطع ذکر
(عضو تناسل) ہے پس مقدار حشفہ یا زائد کے قطع کرنے مین تمام دیت ثابت ہوتی ہے
اگرچہ اوسکا استقبال (اوبیخ برکندن) ہو جائے خواہ مجنی علیہ شاب ہو یا شیخ یا طفل
نابالغ یا مسلول الخصیتین (جسکی آنتین نکال ڈالی گئی ہون) اور اگر بعض حشفہ قطع کیا جا
خواجہ سرا
تو قدر مقطوع کی دیت اوس نسبت کے ساتھ ثابت ہوگی جو نسبت کہ اوس (قدر مقطوع)
کے ساحت کو مساحت کمرہ (راس ذکر) کے ساتھ حاصل ہوگی اور اگر کوئی شخص مقدار حشفہ کو
قطع کرے بعد ازان کوئی دوسرا شخص باقی کو قطع کر دے تو جانے اوّل پر تمام دیت لازم
ہوگی اور جانے دوّم پر حکومت ثابت ہوگی اور ذکر عنین مین ثلث دیت ثابت ہوتا ہے
اور اگر کوئی شخص ذکر عنین کی کسی جز کو قطع کری تو اسکی دیت بہ نسبت ذکر ثابت ہوگی
اور خصیتین مین تمام دیت ثابت ہوگی اور ہر ایک خصیہ کے قطع کرنے مین نصف
دیت لازم ہوگی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ خصیۂ یسری کے قطع کرنے مین
دیت کے دو ثلث ثابت ہون گے اسلیے کہ ولد اوسی سے مخلوق ہوتا ہے اور روایت
مذکورہ اگرچہ حسن ہے لیکن روایات مشہورہ کے عموم سے عدول کرنے کو متضمن ہے اور
انتفاخ خصیتین مین چار سو دینار ثابت ہوتے ہین پس اگر مجنی علیہ کو انتفاخ خصیتین کے
وجہ سے رفتار پر قدرت نرہے تو آٹھ سو دینار ثابت ہون گے اور اس قول کا مستند

کتاب ظریف ہی جو خالے از ضعف نہین ہے لیکن شہرت اوسکی مؤید ہی **شافرز دوم**
قطع شفرین ہے اور شفرین سے وہ دونون گوشت مراد ہین جو فرج زن پر اسطرح
محیط ہین جسطرح کہ دہن انسان پر دونون ہونٹ محیط ہوتے ہین پس اون دونون کے
قطع کرنے مین عورت کی دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور ہر ایک کے قطع کرنے مین
عورت کی دیت کا نصف ثابت ہوتا ہے اور ثبوت مین زن سلیمہ و رتقاء (جسکی
فرج گوشت سے پر ہو) مساوی ہین اور رکب زن کے قطع کرنے مین حکومت ثابت
ہوتی ہے اور رکب سے عورت کا وہ مقام مراد ہے جو عانۂ مرد کے مثل ہوتا ہے
اور افضاء زن مین عورت کے دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اگر شوہر اپنی زوجہ
بالغہ سے وطی کرے اور بوجہ وطی افضاء ہو جائے تو دیت ساقط ہو جاتی ہے اور
اگر شوہر نے قبل بلوغ اُس سے وطی کی ہو تو صورت افضاء مین شوہر پر مہر زوجہ
کے ساتھ اُسکی دیت بھی واجب ہوگی اور اُسپر انفاق کرنا لازم ہوگا تا اینکہ اون
دونون مین سے ایک شخص وفات پائے اور اگر واطی مذکور شوہر نہو اور مکرہ (عورت
کا وطی پر مجبور کرنیوالا) ہو تو صورت افضاء مین عورت کے لیے مہر الامثال اور دیت
ثابت ہوگی اور اگر عورت نے مطاوعت کی ہو تو مہر کا استحقاق نہوگا اور اوسکے
لیے دیت ثابت ہوگی اور اگر زن کرہیہ (مجبورہ) باکرہ ہو تو مہر کے علاوہ اُسکو ارش بکارت کا
بھی استحقاق ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے لیکن ارش بکارت کا واجب ہونا اشبہ
ہی اور جانی پر دیت کا اپنے مال سے ادا کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ جنایت مذکورہ یا
عمد ہے یا شبہ بعمد جسکی دیت اوسی (جانی) کے مال مین ثابت ہوتی ہے اور عاقلہ
پر ثابت نہین ہوتے ہفدہم قطع الیتین ہے پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین

فرمایا ہے کہ قطع الیتین مین تمام دیت ثابت ہوتی ہی اور ہر واحد مین نصف دیت لازم ہوتا
ہی اور عورت کی الیتین مین اوس (عورت) کی دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور ہر واحد
مین عورت کی دیت کا نصف لازم ہوتا ہے اور یہ قول خوب ہی جسکا مستندہ وہ روایت
ہی جو فصل شفتین مین گذر چکی ہی چہارم قطع رجلین (دونون پاؤن ۱۲) ہے اور اون دونون کے قطع کرنے مین
تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور ہر واحد مین نصف دیت ثابت ہوتا ہی اور اون دونون کے
حد مفصل ساق ہی اور اصابع رجلین (دونون پاؤن کی انگلیان) مین بانفرادہا دیت کاملہ
ثابت ہوتی ہے اور ہر ایک اونگلی مین عشر دیت ثابت ہوتا ہی اور اس مقام پر بھی ابہام
مین ویسا ہی اختلاف ہی جیسا کہ یدین مین مذکور ہوا اور ہر ایک اونگلی کی دیت کا تین پورون
پر بالسویہ تقسیم کرنا اور ابہام کی دیت کا دو پورون پر بالسویہ تقسیم کرنا معین ہوگا اور
قطع ساقین مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اسیطرح قطع فخذین (دونون رانین) مین بھی
تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور ہر واحد مین نصف دیت ثابت ہوتا ہے اور اس مقام پر
کئی مسئلے قابل بیان ہین **پہلا مسئلہ** جو اضلاع (استخوانہاے پہلو) کہ قلب سے
متصل اور بائین طرف واقع ہین اونکے شکستہ کرنے مین فی ضلع (پسلی) پچیس دینار ثابت
ہوتے ہین اور جو اضلاع کہ عضدین (دونون بازو) سے متصل ہین اونکے شکستہ کرنے مین
فی ضلع دس دینار ثابت ہوتے ہین **دوسرا مسئلہ** کسر بعصوص (وہ استخوان رقیق جو گرد
مقعد واقع ہے) مین تمام دیت ثابت ہوتی ہے جبکہ مجنی علیہ کو ضبط غائط (براز ۱۲) پر تمکن نرہی
اور اس قول کا مستندہ وہ روایت ہی جسکو سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے عجان (مابین خصیتین و دبر)
پر ضرب لگائے اور اوس (انسان) کو بول و براز کے ضبط کرنے پر قدرت نرہے

تو دیتِ کاملہ لازم ہوگی اوس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے **تیسرا مسئلہ** کسی عضو کی ہڈی کے شکستہ کرنے مین اوس (عضو) کی دیت کا خمس (پانچوان حصہ) ثابت ہوتا ہی پس اگر وہ ہڈی بدون عیب درست ہوجائے تو اوس خمس (ہڈی) کے شکستہ کرنے کی دیت (دیت عضو کا خمس) کے چار خمس ثابت ہوتے ہین اور ہڈی کی جراحتِ موضحہ (وہ زخم جسکی وجہ سے ہڈی ظاہر ہوجائے) مین اوس (ہڈی) کے شکستہ کرنے کے دیت کا ربع (چوتھا حصہ) ثابت ہوتا ہے اور کسی عضو کی ہڈی کے کوبیدہ کرنے مین اوس (عضو) کی دیت کا ثلث ثابت ہوتا ہی پس اگر بدون عیب درست ہوجاوے تو اوس (ہڈی) کے کوبیدہ کرنے کی دیت کے چار خمس ثابت ہوتے ہین اور کسی عضو سے اوسکی ہڈی کے جدا کرنے مین اوس (عضو) کی دیت کے دو ثلث ثابت ہوتے ہین جبکہ عضو مذکور معطّل (بیکار) ہوجائے پس اگر بدون عیب درست ہوجائے تو اوس (ہڈی) کے جدا کرنے کی دیت چار خمس ثابت ہوتے ہین **چوتھا مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط و خلاف مین فرمایا ہے کہ ترقوتین (دو چنبر گردن) کے شکستہ کرنے مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور ہر ایک ترقوہ مین ہمارے اصحاب کے نزدیک مقدار دیت معیّن ہی اور شاید کہ شیخ علیہ الرحمہ نے اوس مضمون کے طرف اشارہ کیا ہی جسکو ایک جماعت نے ظریف سے نقل کیا ہی فی الترقوۃ اذا کسرت فجبرت علی غیر عیب اربعون دینارا جسکا محصل یہ ہی کہ ایک ترقوہ کے شکستہ کرنے مین چالیس دینار ثابت ہوتے ہین جبکہ وہ (ترقوہ) بدون عیب منجبر ہوجائے **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی انسان کے شکم کو روندھ ڈالے تا اینکہ اوس (انسان) کا حدث (بول یا براز) سرزد ہوجائے

توجانی کے شکم کا بعوض قصاص ونڈڈالنا صحیح ہوگا اور جانی کو ثلث دیت کے ساتھ اپنے نفس کے رہا کر لینے کا بھی اختیار ہوگا اور اس قول کا مستند روایت سکونی ہی اور اوسمین ضعف ہی **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی عورت کی بکارت کو اپنی اونگلی سے زائل کر دے اور اوس (عورت) کا مثانہ پھٹ جائے تا آنکہ وہ عورت) اپنے پیشاب کے روکنے پر قادر نرہی تو جانے پر عورت کے دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اوس (جانے) پر عورت کے دیتِ کاملہ لازم ہوگی اور یہ روایت اولی ہی اور عورت کو جانے سے بعوض وطی مہر المثل کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہوگا **مقصد دوم** اوس جنایت کے بیان مین جو منافع اعضاء پر واقع ہوتی ہی اور وہ (منافع) سات ہین **اول عقل** ہے پس ازالۂ عقل مین تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور بعض عقل کے زائل کرنے مین ارش ثابت ہوتی ہی جسکی مقدار کا تشخص کرنا نظر حاکم پر منوط ہی اسلیے کہ مقدار نقصان کے معیّن کرنیکا کوئی طریقہ نہین ہے اور جناب شیخ الطائفہ رح نے کتاب مبسوط مین ارشاد فرمایا ہی کہ مقدار نقصان کا زمانہ کے ساتھ معیّن کرنا لازم ہوگا پس اگر مجنی علیہ کو ایک روز جنون رہے اور ایک روز افاقہ ہووے تو مقدار نقصان کا نصف عقل قرار دینا لازم ہوگا اور اگر اوس (مجنی علیہ) کو ایک روز جنون رہے اور دو روز افاقہ ہووے تو مقدار نقصان کا ثلث عقل قرار دینا واجب ہوگا اور یہ قول از قبیل تخمین ہے اور عقل کے زائل یا ناقص ہونے مین قصاص نہوگا اسلیے کہ اوس (عقل) کا محل معلوم نہین ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے سر کو شکستہ کر دے اور اوس (انسان) کی عقل زائل ہو جائے تو دونون جنایتون (عقل کا زائل اور سر کا شکستہ کرنا) کے دیت مین تداخل نہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اگر جانی نے

اوسکے سر کو ایک ضرب مین شکستہ کیا ہو تو تداخل ہوگا اور قول اوّل اشبہ ہی اور ایک روایت
مین وارد ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی انسان کے سر پر ضرب لگائے اور اوس (انسان)
کی عقل زائل ہوجائے تو ایک سال تک انتظار کرنا لازم ہوگا پس اگر مجنی علیہ نے اوسی
سال مین وفات پائی تو جانی سے قصاص کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر وہ (مجنی علیہ) باقی
رہا اور اوسکی عقل نے عود نکیا تو اوسمین تمام دیت ثابت ہوگی اور یہ روایت خوب
ہے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی عقل کو بوجہ جنایت زائل کردے اور دیت کو اوس (انسان)
کے حوالہ کردے بعد ازان اوس (انسان) کے عقل عود کرے تو دیت کا مجنی علیہ سے
واپس لینا صحیح نہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین عقل کا عود کرنا ہبۂ مجدّدہ کا حکم رکھتا
ہے **دوم** سمع ہے پس ازالۂ سمع مین تمام دیت ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ اہل معرفت
نے یاس کی شہادت دی ہو اور اگر اہل معرفت نے تا مدتِ معینّہ اوس (سمع) کے
عود کرنیکی امید ظاہر کی ہو تو اوس مدت کے منقضی ہونیکا انتظار کرنا لازم ہوگا پس اگر
مدت مذکورہ مین اوس (سمع) نے عود نکیا تو دیت کو استقرار ہوجائیگا اور اگر مجنی علیہ
نے اپنی سماعت کے زائل ہونیکا دعوی کیا ہو اور جانی نے اوسکی تکذیب کی ہو یا جانی
نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہو تو صوتِ عظیم اور رعد قوی کے ساتھ اور اوس (مجنی علیہ)
کی غفلت کے وقت فریاد کرنیکے ساتھ اوسکی حال کا اعتبار (امتحان) کیا جائیگا پس اگر
دعوائے مجنی علیہ متحقق ہوا تو دیت کا اوس (مجنی علیہ) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا والّا اوس
(مجنی علیہ) کے لیے دیت کے ساتھ حلف دیا جائیگا اور بعد دیت اوسکے موافق حکم
کیا جائیگا اور اگر ایک کان سے قوت سماعت زائل ہوجاوے تو اوسمین نصف دیت
ثابت ہوگا اور اگر مجنی علیہ اپنے ایک کان کی قوت سماعت کے ناقص ہوجانیکا مدّعی ہو

بضربۃ واحدۃ ... نعم لو اختلفت ... اتبعہ ... لو ضرب علی راسہ فذہب عقلہ انتظر بہ سنۃ فان مات فیہا اقید بہ وان بقی لہ ... مرجع عقلہ ففیہ الدیۃ وہی حسنۃ ولو جنی فذہب العقل ... الدیۃ ثم عاد لم ترتجع الدیۃ لانہ ہبۃ من اللہ ... ارشاد ... السمع وفیہ الدیۃ ان شہد اہل المعرفۃ بالیأس وان املوا العود بعد مدۃ توقعنا انقضاءہا فان لم یعد فقد استقرت الدیۃ ولو اکذب الجانی ... اعتبر حالہ عند الصوت العظیم والرعد القوی ... فان تحقق ... والا احلف ... القسامۃ وحکم لہ ولو ذہب سمع ... نصف ... ولو ادعی نقص ...

تو اوسکی سماعت کا دوسرے کان کے طرف قیاس کیا جائیگا پس اوسکا ناقص کان بند کردیا جائیگا صحیح کان چھوڑ دیا جائیگا اور اوس مقام تک اوسپر صیحہ (باآواز بلند فریاد کرنا) کیا جائیگا جس مقام تک کہ اپنے سماعت نکرنیکا مدعی ہوا اور اوس مقام پر کوئی نشان کردیا جائیگا بعد ازان کسی دوسرے جہت سے اوسپر بطور مذکور صیحہ کیا جائیگا پس اگر دونون مسافتین مساوی ہون تو اوسکی تصدیق کیجائیگی بعد ازان اوسکا ناقص کان چھوڑ دیا جائیگا اور صحیح کان بند کردیا جائیگا اور بذریعہ صوت اوسکا اعتبار کیا جائیگا تا اینکہ اپنے سماعت نکرنے کا مدعی ہو بعد ازان اوسکا مکرر اعتبار کیا جائیگا پس اگر مقادیر مسافت اوسکی سماعت کرنے مین مساوی ہون تو اوسکی تصدیق کیجائیگی اور اس صورت مین دونون کانون (صحیح و ناقص) کے مسافت کا پیمائش کرنا متعین ہوگا اور جانے پر دیت کی وہ مقدار لازم ہوگی جو تفاوت کے حساب سے برآمد ہو پس اگر دونون مسافتون مین نصف کے نسبت ہو تو نصف دیت اور اگر ثلث کے نسبت ہو تو ثلث دیت لازم ہوگا اور روایت ابو بصیر مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ بذریعہ صوت (آواز) اوسکا جوانب اربعہ (قدام وخلف ویمین وشمال) سے اعتبار (امتحان) کیا جائیگا پس صورت تساوی مین اوسکی تصدیق اور صورت تفاوت مین اوسکی تکذیب کیجائیگی اور اگر قطع اذنین (دونون کانون کا قطع کرنا) کی وجہ سے قوت سامعہ زائل ہوجائے تو جانے پر دو دیتین ثابت ہونگی اور قوت سامعہ کا ہبوب ریاح (ہوا کی حرکت) کے وقت امتحان کرنا صحیح نہوگا بلکہ سکون ریاح کا انتظار کرنا متعین ہوگا تاکہ اصوات کا انضباط ممکن ہو سوم ضوء عینین (دونون آنکھون کا نور) ہی اور اوسکے زائل کرنے مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہی پس اگر مجنی علیہ بوجہ جنایت اوس (ضوء) کے زائل ہوجانیکا مدعی ہوا اور منجملہ اہل خبرت

اوسکے لیے دو مرد عادل شہادت دین تو اوسکا دعوی ثابت ہوجائیگا اور اسیطرح
اگر ایک مرد اور دو عورتین اوسکے لیے شہادت دین تب بھی اوسکا دعوی ثابت ہوگا
بشرطیکہ جنایت مذکورہ از قبیل خطا یا شبیہ عمد ہو پس اگر شاہدین نے بیان کیا ہو کہ اوس
(ضوء عینین) کے عود کرنے کی امید نہین ہے تو جانے پر دیت کا استقرار ہوجائیگا
اور اسیطرح اگر دونون (شاہدون) نے بیان کیا کہ اوس (ضوء) کے عود کرنیکی
امید ہے لکن اوسکے لیے کوئی مقدار معیّن نہین ہے تب بھی جانے پر دیت کا استقرار
ہوجائیگا اور اسیطرح اگر درصورت امید اوس (عود ضوء) کے لیے کوئی مدت معیّن
کرین اور وہ مدت منقضی ہوجائے اور وہ (ضوء) عود نکرے تب بھی جانے پر دیت
کا استقرار ہوجائیگا اور اسیطرح اگر قبل مدت وہ (مجنی علیہ) وفات پائے تب بھی
یہی حکم ہوگا لکن اگر مدت معیّنہ مین اوس (مجنی علیہ) کی بصارت عود کرے تو ارش
ثابت ہوگی اور اگر بصارت کے عود کرنے مین مابین جانی و مجنی علیہ اختلاف واقع ہو
تو مجنی علیہ کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل عدم عود ہی اور جب کہ
مجنی علیہ اپنی بصارت کے زائل ہوجانے کا مدعی ہو اور اوسکی آنکھ قائم ہو تو اوسکو
قسامت کے ساتھ حلف دیا جائیگا اور بعد حلف اوسکے لیے حکم کیا جائیگا اور روایت
اصبغ بن نباتہ مین حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ اوس (مجنی علیہ)
کی آنکھ کا آفتاب کے ساتھ مقابلہ کیا جائیگا پس اگر اوسکی دونون آنکھین مفتوح (کشادہ)
رہین تو اوسکی تصدیق کیجائیگی والا تکذیب کیجائیگی اور اگر مجنی علیہ اپنی ایک آنکھ کے
ناقص ہوجانیکا مدعی ہو تو اوس آنکھ کا دوسری آنکھ کے ساتھ قیاس کرنا معیّن ہوگا
اور اوسطرح امتحان کیا جائے جسطرح کہ قوت سامعہ مین مذکور ہوا اور اگر مجنی علیہ

اپنی دونون آنکھون کے ناقص ہوجانے کا مدّعی ہو تو اُسکی دونون آنکھون کا اون لوگون کی آنکھون کے ساتھ قیاس کرنا معیّن ہوگا جو اوسکے ہم سن ہین اور جانے بیقدار بصارت کا حوالہ مجنیٰ علیہ کرنا لازم ہوگا لکن قبل حوالہ اوس (مجنی علیہ) کو قسامت کے ساتھ ازراہ احتیاط حلف دینا واجب ہوگا اور کسی آنکھ کا یوم غیم (روز ابر) مین اعتبار کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ قیاس وسین ظاہر نہین ہوسکتا اور اسیطرح کسی آنکھ کا زمین مختلف الجہات مین اعتبار کرنا بھی صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی آنکھ کو اوکھاڑ ڈالے اور جانے اوس (آنکھ) کی قائم اور غیر مبصر ہونیکا مدّعی ہو اور مجنیٰ علیہ اوس (آنکھ) کے صحیح ہونیکا دعوی کرے تو قول جانے اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور بسا اوقات قول مجنی علیہ کا مقبول ہونا خطور کرتا ہی اسلیے کہ اصل صحّت ہی اور یہ احتمال ضعیف ہی اسلیے کہ اصل صحت اس مقام پر اصل براءت کے معارض ہی اور دیت یا قصاص کے استحقاق کا حاصل ہونا تیقّن سبب پر منوط ہی اور اس مقام پر تیقّن کا نہونا مفروض ہے اسلیے کہ اصل صحّت سے ظن حاصل ہوتا ہی اور قطع حاصل نہین ہوتا **چہارم** قوّتِ شامّہ ہی اور اوسکے زائل کرنے مین دیتِ کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اگر مجنیٰ علیہ بوجہ جنایت اُسکے زائل ہوجانیکا مدّعی ہو تو اشیاء طیّبہ ومنتنہ (بدبو) کے ساتھ اعتبار کیا جائیگا بعد ازان اوس (مجنی علیہ) کو قسامت کے ساتھ ازراہ احتیاط حلف دیا جائیگا اور بعد حلف اوسکے لیے حکم کیا جائیگا اسلیے کہ منتنہ کے لیے قوت شامّہ کے زوال پر مطّلع ہونیکا کوئی طریقہ نہین ہی اور روایتِ اصبغ بن نباتہ مین منقول ہوا ہی کہ کسی حراق کا سوختہ کرکے اوس (مجنی علیہ) سے قریب کرنا معیّن ہوگا پس اگر اوسکی دونون آنکھون سے آنسو جاری ہوا اور اوسنے اپنی ناک کو ہٹا لیا تو اوسکے کاذب ہونیکا

وہ شئے جو آگ سے جلد سوختہ ہو اور اوس سے دھوان بلند ہو جیسے کپڑا وغیرہ ۱۲

وقال العجلی ... (marginal Arabic glosses)

والا اوسکے صادق ہونے کا حکم کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص بوجہ جنایت اپنی قوت شامہ
کے ناقص ہوجانیکا مدعی ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوس (شخص) کو حلف دیا جائیگا
اسلیے کہ بیّنہ کے سبب اوس نقصان پر مطلع ہونیکا کوئی طریقہ نہین ہی اور حاکم کو اپنے
مودّاے اجتہاد کے موافق اوسکے لیے حکم کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ شارع مقدّس کیطرف
سے اوسمین کوئی مقدار معیّن نہین ہی اور اگر مجنیٰ علیہ نے جانے سے قوت شامہ کے
دیت کو اخذ کرلیا ہو بعد ازان وہ (قوت شامہ) عود کرے تو جانے کو مجنیٰ علیہ سے اوس
(دیت) کا واپس لینا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا عود کرنا ہبۂ متجدّدہ کا حکم رکھتا ہی اور
اگر کوئی شخص کسی انسان کی ناک کو قطع کرڈالے اور بوجہ قطع اوس (انسان) کی قوت
شامہ بھی زائل ہوجائے تو قاطع پر دو دیتین ثابت ہونگی **پنجم** قوّت ذائقہ ہی پس اگر
کوئی شخص کسی انسان کے قوت ذائقہ کو برطرف کردے تو اوسمین بھی دیت کاملہ کی ثابت
ہونیکا قائل ہونا ممکن ہے اسلیے کہ ائمۂ معصومین علیہم السلام نے ارشاد فرمایا ہے
کل ما فی الانسان منہ واحد ففیہ الدیۃ پس بعد جنایت اوسمین مجنی علیہ
جو شے بدن انسان میں ایک ہی اوسکے زائل کرنے میں دیت کاملہ ثابت ہوتی ہی
دعوے سے طرف رجوع کیجائیگی لکن ازراہ احتیاط اوسکو قسامت کے ساتھ حلف دینا
معیّن ہوگا اور دعوئ نقصان کی صورت مین حاکم پر اسی مقدار کی ساتھ ازراہ تخمین
فیصلہ کرنا لازم ہوگا جو مادۂ منازعت کو منقطع کردے اسلیے کہ شارع نے اس مقام پر
کوئی مقدار معیّن نہین فرمائی **ششم** اگر مجنیٰ علیہ بحالت جماع مین بوجہ جنایت انزال
کرنا متعذر ہو تو جانے پر تمام دیت ثابت ہوگی **ہفتم** بعض علما نے فرمایا ہی کہ سلس البول
مین دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے اور اس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو غیاث بن
ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور اوسمین ضعف ہی

ولو ادعی نقص الشم قیل علیہ لا ضطلاع (؟) الی البینۃ وبعض حکم الحاکم بما یراہ ولو اخذ دیۃ ثم عاد لم یعد ولو قطع الانف فذهب الشم فدیتان الخامس الذوق ویمکن ان یقال فیہ الدیۃ لقولہ علیہ السلام کل ما فی الانسان منہ واحد ففیہ الدیۃ ویرجع فیہ عقیب الجنایۃ الی دعوی المجنی علیہ مع الاستظہار بالایمان وفی النقص یقضی الحاکم بما یحسم المنازعۃ تقریبا السادس لو اصیب فتعذر علیہ الانزال فی حال الجماع کان فیہ الدیۃ السابع قیل فی سلس البول الدیۃ وهی روایۃ غیاث بن ابراہیم وفیہ ضعف

اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر عارضۂ مذکورہ تا شب باقی رہے تو تمام دیت اور اگر تا زوال باقی رہے تو دیت کے دو ثلث اور اگر ارتفاع روز تک باقی رہے تو دیت کا ایک ثلث ثابت ہوگا اور بابطال صورت مین دیت کاملہ ثابت ہوگی **تیسرا مقصد** شجاج (زخم سر) اور جراح (وہ زخم جو سر و رکے علاوہ کسی مقام پر موجود ہو) کے بیان مین اور شجاج آٹھ ہین خارصہ - دامیہ - متلاحمہ - سمحاق - موضحہ - ہاشمہ - منقلہ - مامومہ - اول خارصہ اور اوس سے وہ زخم مراد ہی جو قشر جلد (کھال کا چھلکا) کو قطع کر دے اور اوسمین ایک اونٹ ثابت ہوتا ہی **دوم** دامیہ اور آیا وہ خارصہ اور دامیہ ایک ہی شے ہی یا نہین پس جناب شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ہان وہ دونون ایک ہی شی ہین اور اکثر علمانے فرمایا ہی کہ دامیہ اوس (خارصہ) کے مغائر ہے جسپر روایت منصور بن حازم دلالت کرتی ہی پس دامیہ مین دو اونٹ ثابت ہوتے ہین اور اوس (دامیہ) سے وہ زخم مراد ہے جو کسی قدر گوشت کو بھی قطع کر دے **سوم** متلاحمہ اور اوس سے وہ زخم مراد ہی جو زیادہ گوشت کو قطع کر دے اور حد سمحاق (پوست استخوان) تک نہ پہونچے اور اوس (متلاحمہ) مین تین اونٹ ثابت ہوتے ہین اور وہ (متلاحمہ) غیر باضعہ ہے یا نہین پس جو علما کہ دامیہ کے غیر خارصہ ہونیکو اختیار فرماتے ہین اونکے نزدیک باضعہ اور متلاحمہ ایک ہی شے ہین اور جو علما کہ دامیہ اور خارصہ کے ایک ہی شے ہونیکو اختیار فرماتے ہین اونکے نزدیک باضعہ غیر متلاحمہ ہے **چہارم** سمحاق اور اوس سے وہ زخم مراد ہی جو سمحاقہ تک پہونچ جائے اور سمحاقہ وہ جلد رقیق ہی جو گرد استخوان ہوتا ہی اور اوس (استخوان) کو ڈہانپ لیتا ہی اور اوسمین چار اونٹ ثابت ہوتے ہین **پنجم** موضحہ اور اوس سے وہ زخم مراد ہی جو سفیدی استخوان کو ظاہر کر دیتا ہی اور اوسمین پانچ

اونٹ ثابت ہوتے ہین اور اس مقام پر کئی فروع مذکور ہوتے ہین اگر کوئی شخص کسی انسان پر
دو موضحہ کو حادث کرے تو ہر ایک مین پانچ اونٹ ثابت ہون گے اور اگر جانے
اون دونون کو ملا دیوے تو اون دونون پر موضحۂ واحدہ کا حکم اوسیطرح جاری
کیا جائیگا جسطرح کہ ابتداء جنایت مین اون دونون کا ایک ہی زخم ہونا فرض کیا
جاتا اور اسیطرح اگر دونون جنایتین سرایت کرین اور پردۂ درمیانی برطرف
ہوجائے تب بھی اون دونون پر موضحۂ واحدہ ہی کا حکم جاری ہوگا اسلیے کہ سرایت
بھی اوسے (جانے) کے فعل سے حاصل ہوئی ہے اور اگر کوئی دوسرا شخص اون دونون کو
ملا دیوے تو جانے اوّل پر دو دیتین لازم ہونگی اور واصل (ملانے والے) پر تیسری
دیت ثابت ہوگی اسلیے کہ فعل غیر پر اوس (واصل) کا فعل بنی نہین ہے اور اگر مجنی علیہ
اون دونون کو ملا دیوے تو جانے اوّل پر دو دیتین ثابت ہونگی اور جراحت واصلہ
ہدر ہوگی اور اگر جانے و مجنی علیہ مین اختلاف واقع ہو پس جانے کہے کہ ان دونون کے
درمیان کو مین نے شق کیا ہے اور مجنی علیہ انکار کرے تو قول مجنی علیہ اوسکی قسم کے
ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ دو دیتون کا ثابت ہونا مقتضاے اصل ہے اور ایک
دیت کے سقوط کا تحقق ہونا مشکوک ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی انسان کے دونون
ہاتھون اور دونون پانؤن کو قطع کردے بعد ازان وہ (انسان) ایسی مدت کے بعد
وفات پائے جسمین اندمال جراحت ممکن ہو اور جانے اور ولی مجنی علیہ مین اختلاف
واقع ہو تب بھی قول ولی اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان
پر ایک جنایت کرے اور اوسکی مقدارین مختلف ہون جیسے بعض کا موضحہ ہونا اور بعض
اثر کا نہ ہونا تو جانے سے اوس جراحت کے دیت نے جائیگی جو از راہ عمق ابلغ ہو اسلیے کہ

اگر ایک جنایت کی یہی مقدار فرض کیجاتی تب بھی اوسکی دیت زائد ہوتی لہذا صورت مفروضہ مین
بھی اوسی دیت کا اخذ کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے دو عضوون پر
جراحت شجّہ کو واقع کرے تو ہر ایک عضو کے لیے علی انفرادہ دیت ثابت ہوگی اگرچہ
ایک ہی ضربت مین دونون عضو مجروح ہوئے ہون اور کوئی شخص ایک ضربت مین
کسی انسان کی سر اور پیشانی کو مجروح کردے تو جنایت مذکورہ کا واحد ہونا اقرب
ہی اسلیے کہ وہ دونون ایک عضو کا حکم رکھتے ہین اور لفظ ارش اون دونون کو شامل ہی
ششم ہاشمہ اور اوس سے وہ جنایت مراد ہی جو ہڈی کو شکستہ کردے اور اوسکی
دیت مین دس اونٹ ارباعًا ثابت ہوتے ہین بشرطیکہ جنایت مذکورہ ازراہ خطا ہو
پس محل فرض مین دو بنت مخاض اور دو ابن لبون اور تین بنت لبون اور تین حقّے
ثابت ہون گے اور اگر جنایت مذکورہ از قبیل شبہ عمد ہو تو دس اونٹ اثلاثا ثابت
ہوتے ہین پس محل فرض مین تین بنت لبون اور تین حقّہ اور چار خلف (ناقہاے حاملہ)
ثابت ہون گے اور جراحت مذکورہ مین قصاص ثابت نہین ہوتا اور کسر استخوان سے
یہ حکم متعلق ہوتا ہی اگرچہ جرح نہو اور اگر کوئی شخص کسی انسان پر دو موضحہ کو حادث کرے
اور ہڈی کو اون دونون مین شکستہ کردے اور باطن جلد مین دونون ہاشمہ باہم
متصل ہوجائین تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ اون دونون جراحتون
پر دو ہاشمہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور اسمین تردّد ہی اسلیے کہ باعتبار اتصال اون
دونون جراحتون کے ہاشمہ واحدہ ہونیکا بھی احتمال ہی **ہفتم** منقّلہ اور اوس سے
وہ جنایت مراد ہی جسکے علاج مین نقل استخوان کی حاجت ہوتی ہی اور اوسکی دیت پندرہ
اونٹ ہین اور اوسمین قصاص نہین ہوتا اور مجنی علیہ کو جانے سے قدر موضحہ مین

قصاص کے اخذ کرنیکا استحقاق حاصل ہوتا ہی اور مازاد مین دیت کے اخذ کرنیکا اختیار حاصل ہوتا ہی جسکی مقدار دس اونٹ ہی **ہشتم** آمومہ اور اوس سے وہ جراحت مراد ہے جو ام الراس تک پہونچ جائے ام راس وہ خریطہ (پردہ) ہے جو جامع دماغ ہوتا ہے اور اوس (آمومہ) مین ثلث دیت ثابت ہوتا ہی جسکی مقدار تینتیس ۳۳ اونٹ ہوتے ہین اور دامغہ وہ زخم ہے جو خریطۂ دماغ کو شگافتہ کردے اور سلامتی اوسکے ساتھ بعید ہوتی ہے اور آمومہ مین قصاص نہین ہوتا ہی اسلیے کہ سلامتی اوسکے ساتھ غالب نہین ہی اور اگر آمومہ و موضحہ مجتمع ہوجائین اور فقط موضحہ مین مجنی علیہ نے قصاص لینے کا اور زائد مین دیت کے اخذ کرنیکا قصد کیا تو جائز ہوگا اور زیادتی مین اٹھائیس اونٹ ثابت ہون گے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اٹھائیس کے ساتھ ایک اونٹ کا ثلث بھی ثابت ہوگا اور اس قول کے آمومہ مین تینتیس ۳۳ اور ثلث اونٹ کے ثابت ہونے پر بنا ہی اسلیے کہ روایت مین ثلث دیت وارد ہوا ہی اور ہم روایت کی تبعیت سے فقط تینتیس ۳۳ اونٹ پر اقتصار کرتے ہین اور ثلث کا تینتیس ۳۳ اونٹون پر مجازاً اطلاق ہوا ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان پر جراحت کو موضحہ کی حد تک واقع کرے اور دوسرا شخص اوس (جراحت) کو ہاشمہ کے حد تک اور تیسرا شخص اوسکو منقلہ کے حد تک اور چوتھا شخص اوسکو آمومہ کی حد تک پہونچا دیوے تو اول پر دیت موضحہ کے پانچ اونٹ اور دوم پر مابین موضحہ و ہاشمہ کے پانچ اونٹ اور سوم پر مابین ہاشمہ و منقلہ کے پانچ اونٹ ثابت ہون گے اور چہارم پر دیت آمومہ کا تتمہ ثابت ہوگا جس سے اٹھارہ اونٹ مراد ہین اور اس باب کے لواحق مین کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جو جراحت کہ ناک مین نفوذ کرے اوسمین مجنی علیہ کی دیت کا

ثلث ثابت ہوتا ہی اور اگر درست ہو جائے تو اوس (مجنی علیہ) کی دیت کا خمس ثابت ہوتا ہے جسکی مقدار دو سو دینار ہوتے ہین اور اگر احد المنخرین مین تا حاجز (پردہ) نفوذ کرے تو دیت کا دسوان حصّہ ثابت ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی انسان کے دونون ہونٹھون کو اسطرح شگافتہ کرے کہ اوس (انسان) کی دانت ظاہر ہو جائین تو اون دونون (ہونٹھون) کی دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور اگر وہ دونون صحیح ہو جائین تو اونکی دیت کا خمس ثابت ہوگا اور اگر ایک ہی ہونٹ کو شگافتہ کر دے تو اوس (ہونٹ) کے دیت کا ثلث ثابت ہوگا اور اگر وہ صحیح ہو جائے تو اوس (ہونٹ) کی دیت کا خمس ثابت ہوگا **تیسرا مسئلہ** جراحتِ جائفہ مین ثلث دیت ثابت ہوتا ہی اور جائفہ وہ زخم ہے جو کسی طرف سے اندرون شکم پہونچ جائے اگرچہ تغرہ نحر (گردن کا گڑھا) ہی کیجانب سے پہونچے اور اوس (جائفہ) مین قصاص ثابت نہین ہوتا اور اگر کوئی شخص کسی عضو کو مجروح کرے بعد ازان اوسکو تا شکم پہونچائے تو اوس (شخص جانیے) پر دیت جرح اور دیت جائفہ لازم ہوگی پس اگر کوئی شخص کسے انسان کے شانہ کو تا محاذات پہلو شگافتہ کرے بعد ازان اوسکو شکم تک پہونچا دیوے تو اوسپر شگاف شانہ اور جائفہ دونون کی دیت ثابت ہوگی **فروع** اگر کوئی شخص کسی انسان پر جراحت جائفہ کو واقع کرے تو اوسپر دیت جائفہ لازم ہوگی اور اگر اوسی جراحت مین کوئی دوسرا شخص اپنی کارد کو داخل کر دے اور پہلے جراحت پر کوئی زیادتی نہووے تو شخص دوّم پر فقط تعزیر واجب ہوگی اسلیے کہ اوسنے اذیت پہونچائی ہی اور اگر پہلی جراحت کو از راہ باطن یا از راہ ظاہر وسیع کر دے تو اوسمین حکومت ثابت ہوگی اور اگر پہلی جراحت کو دونون طرف سے وسیع کر دے تو اوسپر جائفہ دوّم کا

حکم جاری کا کیا جائیگا جسطرح کہ حالت انفراد مین جاری کیا جاتا اور دوسرا شخص اپنے کارد سے رودہا ے شکم کو ظاہر کردے تو اوس (دوسرے شخص) پر قاتل کا حکم جاری کیا جائیگا پس جانے اوّل پر ثلث دیت ثابت ہوگی اور جانے دوّم پر قصاص یا دیت لازم ہوگی اور اگر پہلے جراحت پر بخیہ کیا جائے اور جانے دوّم اوسکے بخیہ کو کشادہ کردے پس اگر جراحت مذکورہ بحالها باقی ہو اور ملتئم نہوئی ہو اور بخیہ کے کشادہ کرنے کی وجہ سے کوئی جنایت حاصل نہوئی ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ ارش ثابت نہوگی ورا اوس (جانے دوّم) کا تعزیر کرنا معیّن ہوگا اسلیے کہ اونے ابتداء محرّم کا ارتکاب کیا ہی لکن ثبوت ارش اقرب ہی اسلیے کہ اس صورت مین اذیت کا حاصل ہونا ضرور ہی اگرچہ دوبارہ بخیہ کرنے ہی سے حاصل ہوا ور اگر بعض جراحت ملتئم ہوگئی ہو بعد ازان اوسکے بخیہ کو کشادہ کیا ہو تو اوسمین حکومت ثابت ہوگی اور اگر بعد اندمال اوسکے بخیہ کو کشادہ کردے تو اوسپر جائفہ مستانفہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور جانے دوم پر ثلث دیت لازم ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی انسان پر دو مقام مین دو جائفہ کو حادث کرے تو اوسپر دیت کے دو ثلث ثابت ہون گے اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے سینہ پر نیزہ لگائے اور وہ (نیزہ) اوس (انسان) کی پشت سے خارج ہوجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ اوسپر جائفہ واحدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ اوسپر دو جائفہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہی **چوتھا مسئلہ** بعض علمانے فرمایا ہے جبکہ منجملہ اعضاء مرد کسی عضو مین کوئی آلہ نفوذ کرے جیسے نیزہ یا کارد یا شمشیر یا خنجر وغیرہ تو اوسمین دیت مرد کا عشر (دسوان حصہ) ثابت ہوگا جسکی مقدار سو دینار ہوتی ہی **پانچوان مسئلہ** اگر کسی انسان کا چہرہ

بوجہ جنایت سرخ ہوجائے تو اوسمین ڈیرھ دینار (۱½) ثابت ہوگا اور اگر سبز ہوجائے
تو اوسمین تین دینار ثابت ہون گے اور اگر کسی انسان کا چہرہ بوجہ جنایت سیاہ ہوجا
تو ایک قوم کے نزدیک اوسمین بھی تین ہی دینار ثابت ہون گے اور دوسرے قوم
کے نزدیک اوسمین چھ دینار ثابت ہون گے اور یہی قول اولی ہے اوس قول کا مستن
وہ روایت ہی جسکو اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل
کیا ہی علاوہ بریں چہرہ کے سیاہ کرنے مین شکایت (اذیت و رسوائی) زیادہ ہوتی ا
اور ایک جماعت نے فرمایا ہی جبکہ یہ تینون جنایتین کسی انسان کے بدن مین واقع ہو
تو ہر ایک کی دیت کا نصف ثابت ہوگا پس بدن کے سرخ ہوجانے مین ایک دینار
تین ربع اور سبز ہوجانے مین ڈیڑھ دینار اور سیاہ ہوجانے مین ڈیڑھ یا تین دینار ثابت
ہون گے **چھٹا مسئلہ** جس عضو کے لیے کہ دیت کی مقدار معیّن ہی اوسکے شل کرنیم
اوس (عضو) کی دیت کے دو ثلث ثابت ہون گے جیسے دونون ہاتھ اور دونو
پانون اور انگلیان اور اگر شل ہونے کے بعد وہ عضو قطع کیا جائے تو اوس (عضو)
کی دیت کا ثلث ثابت ہوگا **ساتوان مسئلہ** شجاج سر اور شجاج چہرہ کی دیت
مساوی ہی اسلیے کہ سر اوس (چہرہ) کو بھی شامل ہے اور جراحت بدن مین عضو
مجروح کی دیت کا دیت سر کے ساتھ نسبت دینا معیّن ہوگا پس جو نسبت کہ دیت
عضو اور دیت سر مین متحقق ہوگی وہی نسبت جراحات عضو کو شجاج سر کے سا
حاصل ہوگی بناء علیہ خارصہ دست مین نصف بعیر (آدھا اونٹ) ثابت ہوگا
دیت دست کو دیت سر سے نصف کے نسبت ہی لہذا خارصہ دست مین خارصہ
سر کی دیت (ایک اونٹ) کا نصف (آدھا اونٹ) ثابت ہوگا اور علی ہذا القیاس

باقی جروح مین بھی اسی نسبت کا لحاظ کیا جائے گا **آٹھوان مسئلہ** دیات اعضا و جروح مین عورت اور مرد مساوی ہین تا اینکہ اوس (عورت) کی دیت دیت مرد کی ثلث کے برابر ہو بعد ازان اوس (عورت) کی دیت دیت مرد کا نصف ہوجاتی ہی خواہ جانی مرد ہو یا عورت پس اگر عورت کی ایک اونگلی قطع کرنے مین سو اونٹ اور دو اونگلیون کے قطع کرنے مین دو سو اونٹ اور تین اونگلیون کے قطع کرنے مین تین سو اونٹ اور چار اونگلیون کے قطع کرنے مین دو سو اونٹ ثابت ہون گے اور اسیطرح مرد سے عورت کے لیے اعضا و جروح مین بدون رد قصاص لیا جائیگا تا اینکہ حد ثلث تک مانع ہو بعد ازان رد فاضل کے ساتھ قصاص لیا جائے گا **نوان مسئلہ** من جملہ اعضا، مرد جس عضو مین کہ اوس (مرد) کی دیت کاملہ ثابت ہوتی ہی جیسے ناک۔ دونون ہاتھ۔ دونون پانؤن۔ منافع اعضا، وغیرہ تو عورت کے اوسی عضو مین اوس (عورت) کی دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اسیطرح مرد ذمی کی جس عضو مین اوس (مرد ذمی) کی تمام دیت (آٹھ سو درہم) ثابت ہوتے ہین زن ذمیہ کی اوسی عضو مین اوس (زن ذمیہ) کی تمام دیت (چار سو درہم) ثابت ہوگی اور غلام کے اوس عضو مین اوس (غلام) کی تمام قیمت ثابت ہوتی ہی اور جس جنایت مین کہ مرد حر کے دیت کے لیے کوئی مقدار معین ہی عورت اور ذمی کے لیے اوسی جنایت مین اوس نسبت کے ساتھ دیت ثابت ہوگی جو اون دونون (عورت اور ذمی) کی دیت کو مرد حر کی دیت کے ساتھ حاصل ہوگی اور اسیطرح قیمت غلام مین سے اوس نسبت کے ساتھ دیت ثابت ہوگی جو نسبت کہ اوسکی قیمت کو مرد حر کی دیت کے ساتھ حاصل ہوگی **دسوان مسئلہ** جس مقام مین کہ ہم ثبوت ارش

المسئلۃ الثامنۃ تساوی المرأۃ الرجل فی دیات الاعضاء والجراح حتی تبلغ ثلث دیۃ الرجل ثم تصیر علی النصف سواء کان الجانی رجلا او امرأۃ ففی الاصبع مائۃ وفی الاثنین مائتان وفی الثلث ثلثمائۃ وفی الاربع مائتان وکذا یقتص من الرجل للمرأۃ فی الاعضاء والجروح من غیر رد حتی تبلغ الثلث ثم یقتص مع الرد

التاسعۃ کل ما فیہ دیتہ من الرجل من الاعضاء والجراح ففیہ من المرأۃ دیتہا وکذا من الذمی دیتہ ومن العبد قیمتہ وما فیہ مقدر من الحر ففیہ من المرأۃ والذمی بنسبۃ دیتہما ومن العبد بنسبۃ قیمتہ

یا حکومت کے قائل ہوئے ہین اوس مقام پر باعتبار اصطلاح وہ دونون (ارش وحکومت) ایک
ہین باین معنی کہ اگر مجنی علیہ حر ہو تو اوسکے مملوک فرض کرنے کے بعد وہ قیمت اخذ کیجائے
جو حالت صحت مین قرار پائے بعد ازان اوس (مجنی علیہ) کی وہ قیمت اخذ کیجائے جو حالت
جنایت مین قرار پائے اور جو نسبت کہ دونون قیمتون مین حاصل ہو اوسی نسبت کے حساب
سے دیت اخذ کیجائے اور اگر مجنی علیہ غلام ہو تو اوسکے آقا کو قدر نقصان کے اخذ کرنے کا
استحقاق حاصل ہوگا **گیارھوان مسئلہ** جس مجنی علیہ کے لیے کوئی ولی موجود نہو تو امام
علیہ السلام کو اوسکے خون کی ولایت حاصل ہوگی اور امام ع کو اُسکے لیے جانے سے
قصاص کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اگر اوس (جانی) نے از راہ عمد قتل کیا ہو اور آیا امام ع کو
عفو کرنا بھی جائز ہوگا یا نہین اسمین اشکال ہے لیکن اوسکا جائز نہونا صحیح تر ہے اور اسیطرح
اگر جانی نے از راہ خطا قتل کیا ہو تو امام ع کو استیفاء دیت کا استحقاق حاصل ہوگا اور
عفو کرنا جائز نہوگا **بحث چہارم** لواحق کے بیان مین اور وہ چار ہین **اول** اوس
جنایت کے بیان مین جو کسی جنین (وہ بچہ جو شکم مادر مین موجود ہو) پر واقع ہو پس مسلم حر کے
جنین کی دیت سو دینار ہے جبکہ اوس (جنین) کی خلقت تمام ہو چکی ہو اور روح نے
اوسمین ولوج (داخل ہونا) نہ کیا ہو مذکر ہو یا مؤنث اور اگر کافر ذمی کا جنین ہو تو اوس
(جنین) کے باپ کی دیت کا دسوان حصہ ثابت ہوگا اور روایت سکونی مین حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوا ہے کہ زن ذمیہ کے جنین مین اوس (زن ذمیہ)
کی دیت کا دسوان حصہ ثابت ہوگا لکن قول اول معمول بہ ہے اور جنین مملوک مین
اوسکی مادر مملوکہ کی قیمت کا دسوان حصہ ثابت ہوگا اور اگر عدد حمل ایک سے زائد
ہو تو ہر ایک جنین کے قتل کرنے مین دیت لازم ہوگی اور جانی پر ہمارے نزدیک

كفارة على الجاني ولو ولج فيه الروح فدية كاملة للذكر ونصف للانثى والواجب الامر تعيين الحيوة ولا اعتبار بالسكون بعد الحركة لاحتمال كونها عن ريح وتجب الكفارة هنا بمباشرة الجناية مع تعيين الحيوة ولو لم تتم خلقته ففي ديته قولان احدهما غرة ذكره في المبسوط وفي موضع من الخلاف وفي كتابي الاخبار والآخر وهو الاشهر توزيع الدية على مراتب النقل ففي العظم ثمانون وفي المضغة ستون وفي العلقة اربعون ويتعلق بكل واحد من هذه الامور ثلثة وجوب الدية وانقضاء العدة وصيرورة الامة ام ولد ولو قيل ما الفائدة وهي تخرج بموت الولد عن حكم المستولدة قلنا

کفارہ لازم نہوگا اور اگر روح نے اوس (جنین) مین ولوج کیا ہو تو مذکر مین مرد کی دیت
کاملہ ثابت ہوگی اور مؤنث مین مرد کی دیت کا نصف لازم ہوگا اور جانے پر
دیت جنین اوس وقت تک ثابت نہوگی جبتک کہ اوس (جنین) کی جنایت کا یقین حاصل
نہوا اور بعد حرکت اوسکے سکون کرنے کا اعتبار نہ کیا جائیگا اسلیے کہ حرکت کا بوجہ ہوا
حادث ہوجانا بھی محتمل ہی اور جنین زندہ کے قتل کرنے مین مباشرتِ جنایت کے ساتھ
کفارہ بھی واجب ہوگا اور اگر اوس (جنین) کی خلقت تمام نہوئی ہو تو اوسکی دیت مین
دو قول ہین اول یہ ہی کہ اُسمین غرّہ (مملوک مختار و پسندیدہ) ثابت ہوگا جیسا کو شیخ الطائفہ
رحمہ اللہ نے مبسوط اور خلاف کے ایک مقام اور اخبار کی دونون کتابون (تہذیب
استبصار) مین ذکر فرمایا ہی اور قول دوم جو مشہور تر ہی یہ ہی کہ دیت کا جنین کے مراتب
نقل پر تقسیم کرنا لازم ہوگا پس اگر اُس (جنین) مین ہڈی موجود ہو تو اسّی دینار اور اگر
مضغہ (استخوان بے گوشت) ہو تو ساٹھ دینار اور اگر علقہ (خون بستہ) ہو تو چالیس دینار
ثابت ہونگے اور مراتب مذکورہ مین سے ہر ایک مرتبہ سے تین امر متعلق ہوتے ہین
اوّل دیت کا جانے پر واجب ہونا دوّم عدّۂ مطلقہ کا منقضی ہوجانا اسلیے کہ سقوط
جنین پر وضع حمل صادق آتا ہی سوّم کنیز پر امّ ولد کے احکام کا جاری ہونا اسلیے
کہ اس مقام پر مصداق ولد مین جنین بھی داخل ہی اور اگر کہا جائے کہ صورت مذکورہ
مین اوس (کنیز) کی امّ ولد ہونے کا کیا فائدہ ہی حالانکہ موتِ ولد کے بعد وہ (کنیز) حکم
استولدہ سے خارج ہوجاتی ہی تو ہم جواب دینگے کہ صورت مذکورہ مین اوس (کنیز) کے
امّ ولد ہونیکا فائدہ یہ ہی کہ آقا کو اون تصرّفات سابقہ کے باطل کرنے پر تسلط حاصل
ہوجائیگا جن تصرّفات سے کہ استیلاد مانع ہوتا ہی پس اگر کوئی شخص اپنی کنیز کو جانے

از حمل سمجھکر کسی کے ہاتھ فروخت کردے بعدازان سقوط جنین کے بعد اوس (کنیز) کا وقت بیع حاملہ ہونا معلوم ہو تو آقا کو بیع سابق کے باطل کرنے پر تسلط حاصل ہوگا کیونکہ ام ولد کی بیع صحیح نہین ہی اور اگر کسی عورت کے شکم سے بوجہ جنایت اوس (عورت) کا نطفہ ساقط ہوجاے تو جانی سے فقط دیت متعلق ہوگی جسکی مقدار بیس[۲] دینار ہوتی ہی بشرطیکہ وہ (نطفہ) رحم مین مستقر ہوچکا ہو اور شیخ الطائفہ رہ نے کتاب نہایہ مین فرمایا ہی کہ عورت پر استقرار نطفہ کے بعد بھی احکام مستولدہ جاری کیئے جائینگے اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ نطفہ پر ولد صادق نہین آتا اور بعض اصحاب (شیخ الطائفہ رہ) نے فرمایا ہی ہر مرتبہ کے مابین مین اوس (مرتبہ) کے حساب سے دیت ثابت ہوگی اور بعض علما (ابن ادریس) نے اوسکی تفسیر مین بیان فرمایا ہی کہ نطفہ بیس[۲] روز تک مکث کرتا ہی بعدازان بیس[۲] روز کے بعد وہ علقہ ہوجاتا ہی اور اوس (نطفہ) کے علقہ کیطرف منتقل ہونیکی اکیسوین روز سے ابتدا ہوتی ہی اور اسیطرح مابین علقہ و مضغہ بھی یہی کلام کیا جائیگا پس جبکہ نطفہ کا اکیس[۲۱] روز تک مکث ہوگا تو اکیس دینار اور جبکہ بائیس روز تک مکث ہوگا فی بائیس دینار اور جبکہ بیس روز کے بعد دس روز تک مکث ہوگا تو تیس[۳] دینار ثابت ہونگے اور علی ہذا القیاس پس ہر ایک روز کے لیے ایک دینار ثابت ہوگا اور ہم اون (بعض علما) ابن ادریس سے اولا اوس قول کے صحت کا مطالبہ کرتے ہین جسکا کہ اول (بعض اصحاب) شیخ الطائفہ نے دعوی کیا ہی بعدازان اونکی تفسیر کے مراد ہونیکا مطالبہ کرتے ہین حالانکہ مابین نطفہ و علقہ کے مدت مین چالیس روز مروی ہوے ہین اور اسیطرح مابین علقہ و مضغہ کے مدت مین بھی چالیس ہی روز مروی ہوے ہین اور اوسکو سعید بن مسیب نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ابو جریر قمی نے حضرت

امام موسی کاظم علیہ السلام سے روایت کیا ہی اور بیس روز کے لیئے ہم کسی روایت پر مطلع نہین ہوے اور اگر مدت کے اوس مدت کو ہم تسلیم بھی کر لین جسکو کہ اونھون نے ذکر کیا ہی تو ایام پر تفاوت کے مقسوم ہونے پر کیا دلیل ہی غایۃ ما فی الباب اسکا بھی احتمال ہی لکن ہر محتمل کا واقع ہونا لازم نہین ہی علاوہ برین محتمل ہی کہ بعض اصحاب (شیخ الطائفہ رح) نے تفاوت نطفہ کے ساتھ اوس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہو جسکو کہ یونس شیبانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی کہ ہر اوس قطرۂ خون کے لیے جو نطفہ مین ظاہر ہو دو دینار ثابت ہوتے ہین اور اسیطرح جو چیز کہ علقہ مین عروق گوشت کے مشابہ ہو اوسکے لیے بھی دو دینار زائد کیئے جائینگے اور اون اخبار مین اگرچہ اضطراب نقل یا ضعف ناقل کے وجہ سے توقف کیا جاتا ہے لکن اسیطرح اوس تفسیر مین بھی توقف کیا جاتا ہی جو قائل مذکور (ابن ادریس) کے خیال مین گذری ہی اور اگر کوئی عورت قتل کیجائے اور جنین بھی اوسکے ساتھ مرجائے تو عورت کے لیے دیت کاملہ ثابت ہوگی اور جنین کے لئیے نصف دیتین (دیت مرد اور دیت زن کا آدھا) ثابت ہوگا بشرطیکہ اوس (جنین) کا حال مجہول ہو اور اگر اوس (جنین) کا مذکر ہونا معلوم ہوجائے تو دیت مرد لازم ہوگی اور اگر اوسکا مؤنث ہونا معلوم ہوجائے تو دیت زن ثابت ہوگی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ صورت جہالت مین قرعہ کے ساتھ استخراج کیا جائیگا اسلیے کہ صورت مذکورہ از قبیل مشکلات (مشبہات) ہی جنمین قرعہ مشروع ہوا ہی اور یہ قول خالی از اشکال نہین ہے اسلیے کہ نقل مشہور سے نصف دیتین کا ثابت ہونا معلوم ہوچکا ہی لہذا صورت فرض مین وہ اشکال (اشتباہ) نہوگا جسکے لیے قرعہ مشروع ہوا ہی اور اگر کوئی عورت اپنے

عن موسی علیہ السلام اما العشرون فلا نقف بھا علی روایۃ ولو سلمنا الکمیۃ فی اتفاق ایام فالدلیل علی تقسیط غایتہ الاحتمال ولیس کل ما یحتمل واقعا مع انہ یحتمل ان یکون اشار بذلک الی ما رواہ یونس الشیبانی عن الصادق علیہ السلام ان لکل قطرۃ تظہر فی النطفۃ دیناران وکذا کل ما صار فی العلقۃ شبہ العرق من اللحم یزاد دینار ان وہذہ الاخبار وان توقف فیہا لاضطراب النقل او لضعف الناقل فکذا یتوقف عن التفسیر المذکور فی اخبار القائل ولو قتلت المراۃ فمات الجنین معہا فدیۃ للمراۃ ونصف الدیتین للجنین ان جہل حالہ ولو علم ذکوریتہ او انوثیتہا فدیتہما وقیل مع الجہالۃ یستخرج بالقرعۃ لانہ مشکل ولا اشکال مع وجود ما یصار الیہ من النقل المشہور

حمل کو ازراہِ مباشرت یا بطور تسبیب ساقط کردے تو اوس (عورت) پر حمل ساقط شدہ کی دیت ثابت ہوگی اور اوس (عورت) کو دیتِ مذکورہ مین سے کسی حصہ کا استحقاق نہوگا اسلیئے کہ قاتل کو میراث مقتول کا استحقاق حاصل نہین ہوتا اور اگر کوئی شخص کسی زن حاملہ کی تخویف (ڈرانا) کرے اور زن مذکورہ اپنے حمل کو ساقط کردے تو مخوِّف (ڈرانیوالا) پر دیت لازم ہوگی اور دیتِ جنین کا وہ شخص وارث ہوگا جو مال کا وارث ہوتا ہی اور اس مقام پر بھی اقرب بالاقرب کی مراعات اوسیطرح لازم ہوگی جسطرح کہ میراث مال مین تقرر ہی اور جنین کے اعضاء وجراحات کی دیت اوس (جنین) کی دیت کے حساب سے ثابت ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی مجامع (مقاربت کنندہ) کی تخویف کرے اور وہ (مجامع) بوجہ تخویف عزل (قطرات منی کا خارج ازفرج گرا دینا) کردے تو مخوِّف (ڈرانیوالا) پر دس دینار ثابت ہون گے اور اگر مجامع اپنی زوجہ حرّہ سے ازراہ اختیار عزل کرے اور اوس (زوجہ حرّہ) نے اجازت ندی ہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ مجامع مذکور پر دس دینار لازم ہونگے اور اسمین تردّد ہی لکن دیت کا اوس (مجامع) پر لازم نہونا اشبہ ہی اور کنیز سے عزل کرنا جائز ہی اور دیت نہین ہی اگرچہ کنیز مذکورہ اوس (عزل) پر راضی نہو وے اور کنیز مجہضہ (جسکا حمل ساقط ہوا ہو) کی اوس قیمت کا اعتبار کیا جائیگا جو وقتِ جنایت قرار پائے اسلیئے کہ ذمۂ جانی پر دیت جنین کی ثابت کرنیکا وقت یہی ہی اور اوس قیمت کا اعتبار نکیا جائیگا جو وقتِ القاء (ساقط کرنا) قرار پائے اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتے ہین اگر کوئی شخص کسی زن نصرانیہ پر اوسکے حاملہ ہونیکے وقت ضرب لگائے بعد ازان وہ اسلام کو قبول کرے اور اپنے حمل کو ساقط کردے

توجانی پر جنین مسلم کی دیت لازم ہوگی اسلیے کہ جنایت مذکورہ مضمون تھی جسمین وقت استقرار
کا اعتبار کیا جاتا ہی اور اگر کوئی شخص کسی زن حرّیہ پر ضرب لگائے بعد ازان وہ (زن حریہ)
اسلام لای اور اپنے حمل کو ساقط کر دے توجانی اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ جنایت مذکورہ
مضمون نہ تھی لہذا اوسکی سرایت بھی مضمون نہوگی اور اگر زنِ مضروبہ کنیز ہوا ور بعد
ضرب آزاد ہوجائے اور اپنے حمل کو ساقط کر دے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ آقا کو
کنیز مذکورہ کی قیمت عند الجنایت (جو وقتِ جنایت قرار پائے) کے عشر (دسوان حصہ)
اور دیتِ جنین مین سے اقل الامرین (جو اون دونون مین کم ہو) کا استحقاق حاصل ہوگا
اسلیے کہ اگر دیتِ جنین کی بہ نسبت اوس (کنیز) کے قیمت کا عشر کم ہوا تو زیادتی بعوض
حرّیت قرار پائے گی لہذا آقا کے لیے اوس (زیادتی) کا استحقاق نہوگا بلکہ اوس (زیادتی)
کا استحقاق وارثِ جنین کے لیے حاصل ہوگا اور اگر عشر قیمت کے بہ نسبت اوس (جنین)
کی دیت کم ہوئی تو آقا کے لیے دیت کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ اوس (آقا) کا حق بوجہ
عتق ناقص ہوگیا اور جو کچھ کہ شیخ علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہی وہ وجوبِ غرّہ کے
قائل ہونے پر ملتی ہی تاکہ قیمتِ غرّہ کا دیت سے زائد ہونا ممکن ہو یا جنین حرّہ کی دیت
سے جنین امتہ (کنیز) کی دیت زائد ہونے پر ملتی ہی اور یہ دونون تقدیرین ممنوع ہین
پس صورت مذکورہ مین آقا کو دونون تقدیرون پر کنیز کی اوس قیمت کے عشر کا استحقاق
حاصل ہوگا جو وقتِ جنایت قرار پائے اور اگر کوئی شخص کسی زن حاملہ پر ازراہ خطا ضرب
لگائے اور زن مذکورہ اپنے حمل کو ساقط کر دے اور ولی دم اوس (جنین) کے زندہ
ہونیکا مدّعی ہو اور جانی بھی اوس (جنین) کے زندہ ہونیکا اعتراف کرے تو عاقلہ
جانی پر جنین مردہ کی دیت لازم ہوگی اور زیادتی کا جانی معترف (اقرار کرنیوالا) ضامن

ہوگا اسلیے کہ عاقلہ اوس (جانی) کے اقرار کا ضامن نہین ہوتا اور اگر اوس (جنین) کے
زندہ ہونیکا انکار کرے اور اون دونون (ولی دم اور جانی) مین سے ہر ایک شخص بیّنہ قائم
کرے تو ولی دم کے بیّنہ کا مقدّم کرنا (ترجیح دینا) لازم ہوگا اسلیے کہ وہ (بیّنہ ولی)
زیادتی (جنین کا زندہ ہونا) کو متضمّن ہی جو بوجہ بیّنہ ثابت ہوسکتی ہی اور اگر کوئی
شخص کسی زن حاملہ پر ضرب لگائے اور زن مذکورہ اپنے حمل کو ساقط کردے اور
وہ (حمل) اسپنے ساقط ہونیکے وقت مرجائے تو ضارب پر حکم قاتل جاری کیا جائیگا
پس اگر قتل مذکور از راہ عمد ہو تو جانی کا بعوض قصاص قتل کرنا صحیح ہوگا اور اگر از
قبیل شبہ عمد ہو تو جانی اوسکی دیت کا اسپنے مال مین ضامن ہوگا اور اگر از قبیل خطا ہو
تو دیت کا عاقلۂ جانی سے تعلق ہوگا اور اسیطرح اگر وہ (جنین) مریض باقی رہے
اور مرجائے یا صحیح واقع ہو اور ایسا بچہ باعتبار عادت زندہ نرہ سکتا ہو تب بھی
یہی حکم ہوگا اور منجملۂ حالات مذکورہ ہر ایک حال مین جانی پر کفّارہ لازم ہوگا اور اگر
زن مضروبہ اپنے حمل کو اوسکے زندہ ہونیکی حالت مین ساقط کرے اور کوئی دوسرا
شخص اوسکو قتل کر ڈالے پس اگر وقت سقوط اوس (جنین) کے لیئے جنایت مستقرہ
موجود ہو تو شخص دوّم پر احکام قاتل جاری کیئے جائینگے اور اوّل پر ضمانت نہوگی
لکن اوسکا تعزیر کرنا لازم ہوگا اور اگر اوس (جنین) کے لیے جنایت مستقرہ موجود
نہو تو اوّل پر احکام قاتل جاری کیے جائینگے اور دوم گنہگار ہوگا اور بوجہ خطا اوسکو
تعزیر دیجائیگی اور اگر وقت ولادت اوس (جنین) کا حال مجہول ہو اور اوسکی جنایت
کا استقرار یا عدم استقرار معلوم نہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ قول (قصاص نفس)
ساقط ہوگا اسلیے کہ احتمال متحقق ہی جو موجب شبہہ ہوتا ہی لکن دوّم پر دیت لازم

ولو ضربها فالقتہ فمات عند سقوطہ فالضارب قاتل یقتل ان کان عمدا ویضمن الدیۃ فی مالہ ان کان شبیھا ویضمنھا العاقلۃ ان کان خطأ وکذا لو بقی ضمنا ومات او وقع صحیحا وکان ممن لا یعیش مثلہ وتلزمہ الکفارۃ فی کل واحدۃ

ولو القتہ حیّا فقتلہ آخر فان کانت حیوتہ مستقرۃ فالثانی قاتل ولا ضمان علی الاول ویعزّر وان لم تکن مستقرۃ فالاول قاتل والثانی آثم یعزّر لخطائہ ولو جہل حالہ عند ولادتہ قال الشیخ سقط القود للاحتمال وعلیہ الدیۃ

فالقتہ دیۃ الجنین فہو یضمن ما اعترف بہ ولو ادعاہ لم یضمن العاقلۃ لاقرارہ ولو انکر الولی فان اقام کل واحد بیّنۃ قدمت بیّنۃ الولی لانہا تتضمن زیادۃ

ہوگی اور اگر کسی عورت سے کافر ذمی اور مسلم دونون نے طہر واحد مین اسطرح وطی بالشبہہ کی ہو
کہ جنین کا اون دونون سے متولّد ہونا ممکن ہو اور وہ (جنین) بوجہ جنایت ساقط ہوجائے
تو دونون واطیون مین قرعہ ڈالا جائیگا اسلیے کہ قرعہ ہر ایک امر مشتبہ کے لیے
مشروع ہوا ہی تو جانی کا اوس شخص کی دیت کے حساب سے الزام دینا صحیح ہوگا
جس سے کہ وہ (جنین) ملحق کیا جائے اور اگر کوئی شخص کسی زن حاملہ پر ضرب لگائے اور
زن مذکورہ کسی عضو کو ساقط کرے جیسے ہاتھ پس اگر بوجہ ضرب وہ (زن حاملہ) مرجائے
تو جانی پر اون دونون (زن حاملہ اور حمل) کی دیت لازم ہوگی اور اگر چار ہاتھون کو
ساقط کرے تو جنین واحد کی دیت لازم ہوگی اسلیے کہ چارون ہاتھون کا جنین واحد
کے لیے حاصل ہونا بھی محتمل ہی اور اگر اوّلاً عضو کو بعد ازان جنین مردہ
کو ساقط کرے تو دیت جنین مین دیت عضو داخل ہوجائیگی اور ایک ہی دیت
(اگرچہ بعید ہی ۱۲ ج)
لازم ہوگی اور اسیطرح اگر جنین زندہ کو ساقط کرے بعد ازان وہ (جنین) مرجائے
تب بھی ایک ہی دیت لازم ہوگی اور اگر وقت سقوط اوس (جنین) کے لیے حیات
مستقرّہ موجود ہو تو جانی پر فقط ہاتھ کی دیت لازم ہوگی اور اوسکے ساقط ہونے مین
تاخیر واقع ہوا اور اہل معرفت اوس (ہاتھ) کے دست زندہ ہونیکی شہادت دین
تو دیتِ زندہ کا نصف ثابت ہوگا والّا سو دینار کا نصف لازم ہوگا اور اس مقام پہ
دو مسئلے قابل بیان ہین **پہلا مسئلہ** اگر جنین کا قتل از راہ عمد یا شبہہ عمد ہو تو اوسکی
دیت کا مال جانی سے تعلق ہوگا اور اگر از راہ خطاء ہو تو عاقلۂ جانی سے اوسکی دیت
متعلق ہوگی اور اوس (دیت) کا تین سال کے اندر وصول کرنا معیّن ہوگا **دوسرا
مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی ایسی میت کے سر کو قطع کرے جو مسلم اور حر ہو تو جانی پر سو دینار

ولو وطئها ذمي ومسلم في طهر واحد فحملت ... بنسبة ... واحد ... ولو ضرب ... فالقت عضوا ... فمات لزمه ديتها ودية ... ولو ألقت اربع ايد فدية جنين واحد لاحتمال ان يكون لواحد ولو ألقت العضو ثم ألقت الجنين ميتا دخلت دية العضو في ديته وكذا لو ألقته حيا فمات ولو سقط وحيوته مستقرة ضمن دية اليد ولو تأخر سقوطه فان شهد اهل المعرفة انها يد حي فنصف ديته والا فنصف المائة

المسئلة الاولى دية الجناية ... في ماله ... الثانية في قطع راس الميت المسلم الحر مائة دينار

لازم ہون گے اور اگر اوسکے اعضا و جوارح کو قطع کرے تو اوسکی دیت کے حساب سے دیت ثابت ہوگی اور اوسکے شجاج (زخمہاے سر) و جراحات مین بھی اوسکی دیت کے حساب سے دیت ثابت ہوگی اور میّت مذکور کے ورثہ اوس دیت مین سے کسی شے کی وارث نہونگی بلکہ اوس (دیت) کا میّت کی طرف وجوہ قرب مین صرف کرنا لازم ہوگا اور اس قول کا روایت ہی اور جناب سید مرتضیٰ علم الہدا نے فرمایا ہی کہ اوس (دیت) کا بیت المال مین داخل کرنا معیّن ہوگا **دوم** اوس جنایت کے بیان مین جو کسی حیوان پر واقع ہوا اور جنایت مذکور کے باعتبار مجنی علیہ (جس حیوان پر کہ جنایت واقع ہوئی ہو) تین قسمین ہین **پہلی قسم** حیوان ماکول اللحم ہی جیسے گوسپند - گاؤ - شتر - پس اگر کوئی شخص کسی حیوان ماکول اللحم (جسکا گوشت حلال ہی) کو بوجہ ذکات (ذبح یا نحر کرنا) تلف کردے تو متلف پر وہ تفاوت لازم ہوگا جو اوس (حیوان) کے زندہ اور مذکی ہونیکی حالت مین قرار پائے اور آیا مالک حیوان کو اوس (حیوان) کا حوالہ متلف کردینا اور اوسکی قیمت کا مطالبہ کرنا بھی جائز ہوگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ جائز ہوگا اور اسی قول کو شیخین (جناب شیخ مفید و شیخ الطائفہ رح) نے بھی اختیار فرمایا ہی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکے اہم منافع (حیات) کا تلف ہونا مفروض ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ جائز نہوگا اسلیے کہ اوسکے بعض منافع کا تلف ہونا مفروض ہی لہذا متلف اوسی منفعت کا ضامن ہوگا جو کہ بوجہ ذکات تلف ہوی ہی اور یہی قول اشبہ ہی اور اگر ذکات کے علاوہ کسی دوسرے سبب کے ساتھ تلف کردے تو اوس (متلف) پر حیوان مذکور کی وہ قیمت لازم ہوگی جو وقت اتلاف قرار پائے اور اگر بعد اتلاف اوس (حیوان) کے وہ اجزاء باقی رہ جائین جن سے کوئی نفع حاصل ہوسکتا ہی جیسے صوف (پشم) شعر

(مو) - وبر (پوستین) - ریش (پر و بال) وغیرہ تو اون (اجزاء) کا حوالۂ مالک کرنا متعین ہوگا جو قیمت حیوان مین سے وضع کیے جائینگے اور اگر کوئی شخص اوس (حیوان) کے اعضا، وعظام (ہڈیان) مین کسی جزء کو قطع کر دے تو مالک کے لیے ارش کا استحقاق حاصل ہوگا **دوسری قسم** وہ حیوان غیر ماکول اللحم (حرام گوشت) ہی جسکی ذکات صحیح ہی جیسے پلنگ - شیر - یوز - پس اگر کوئی شخص اوسکو بوجہ ذکات تلف کر دے تو ارش کا ضامن ہوگا اسلیئے کہ حیوان مذکور کے لیئے بعد تزکیہ قیمت ہوتی ہی اور اسیطرح اگر اُسکے جوارح کو قطع کر دے یا ہڈیون کو توڑ ڈالے تب بھی ارش لازم ہوگی بشرطیکہ اوسکی حیات کو استقرار رہے اور اگر کوئی شخص اوسکو ذکات کے علاوہ کسی دوسرے سبب کے ساتھ تلف کر دے تو اوسپر حیوان مذکور کی وہ قیمت لازم ہوگی جو اوسکے زندہ ہونیکے وقت قرار پائے **تیسری قسم** وہ حیوان ہی جسپر ذکات واقع نہین ہوتی پس کلب صید (سگ شکاری) مین چالیس درہم ثابت ہون گے اور بعض علمانے کلب صید کو کلب سلوقی کے ساتھ مخصوص فرمایا ہی اسلیے کہ ایک روایت مین کلب سلوقی مذکور ہوا ہی اور روایت سکونی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہی کہ اوسکی قیمت لگائی جائیگی اور جانی پر اوسکا مالک کلب کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور کلب غنم اور کلب حائط و باغ کا بھی یہی کلام ہی لیکن قول اول اشہر ہی اور کلب غنم مین ایک کبش (نر گوسپند) ثابت ہوتا ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ بیس درہم ثابت ہونگے جیسا کہ ابن فضال نے بطریق ارسال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہی اور یہی روایت مشہور بھی ہی لیکن روایت اولے کا طریق صحیح تر ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ کلب حائط مین بیس درہم ثابت ہوتے ہین

سلوق ایک شہر کا نام ہی جسکے طرف کلاب سلاقیہ منسوب ہین ۱۲

گوسپند ۱۲

والعود والريش فهو للمالك ويوضع من قيمته ولو قطع بعض اعضائه او كسر شيئاً من عظامه فللمالك الارش الثاني ما لا يؤكل لحمه ويصح ذكاته كالنمر والفهد فان اتلفه بالذكاة ضمن الارش لان له قيمة بعد التذكية وكذا في قطع جوارحه وكسر عظامه مع استقرار حيوته وان اتلفه لا بالذكاة ضمن قيمته حياً الثالث ما لا تقع عليه الذكاة ففي كلب الصيد اربعون درهماً ومن الناس من خصه بالسلوقي وقوفاً على صورة الرواية وفي رواية السكوني عن ابي عبد الله عليه السلام في كلب الصيد انه يقوم وكذا كلب الغنم وكلب الحائط والاول اشهر وفي كلب الغنم كبش وقيل عشرون درهماً وهي رواية ابن فضال عن بعض اصحابه عن ابي عبد الله عليه السلام مع شهرتها لكن الاولى اصح طريقاً وفي كلب الحائط عشرون درهماً

اور مجکو اس قول کا مستند معلوم نہین ہوتا اور کلب زراعت مین ایک قفیز گندم ہی اور قفیز ایک قسم کا پیمانہ ہی جسکی مقدار آٹھ مکوک ہی اور ایک مکوک کی مقدار تین کیلجات ہوتے ہین اور ایک کیلجہ کی مقدار ایک من اور سات ثمن (۱⅞) ہوتی ہی اور ایک من کی مقدار دو رطل ہوتی ہی اور حیوانات مذکورہ کے علاوہ کسی حیوان کے لیے کوئی قیمت نہین ہے خواہ سگ ہو یا اور کوئی حیوان پس اگر کوئی اونمین سے کسی حیوان کو قتل کر ڈالے تو قاتل پر کوئی شے لازم نہوگی لکن جس حیوان کا کہ کافر ذمی مالک ہوتا ہی جیسے خوک اوسکے قتل کرنے مین قاتل پر وہ قیمت لازم ہوتی ہی جو اوسکے مستحلین (حلال جاننے والے) کے نزدیک قرار پائے اور اگر حیوان مذکور کے اطراف پر جنایت کیجائے تو ارش ثابت ہوگی اور اس مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی کافر ذمی کے آلۂ لہو یا شراب کو تلف کر دے تو متلف اوسکا ضامن ہوگا اگرچہ وہ (متلف) مسلم ہو لکن ضامن ہونے مین ذمی کا اوس (آلۂ لہو یا شراب) کے ساتھ استتار (پوشیدہ کرنا) شرط ہی پس اگر اوسکا اظہار کریگا تو متلف مسلم اوسکا ضامن نہوگا اور اگر کسی مسلم کے پاس آلۂ لہو یا شراب موجود ہو اور کوئی شخص اُسکو تلف کر دے تو جانی اوسکا بہر تقدیر ضامن نہوگا خواہ وہ (جانی) مسلم ہو یا کافر اور مستتر ہو یا متظاہر **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی ماشیہ (حیوان) کسی زراعت پر رات کو جنایت کرے تو صاحب ماشیہ ضامن ہوگا اور دن کو جنایت کرے تو ضامن نہوگا اور اس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور اوس روایت مین ضعف ہی اور تفریط کا موضع ضمانت مین اعتبار کرنا اقرب ہی خواہ وقت جنایت رات ہو یا دن **تیسرا مسئلہ** روایت محمد بن قیس مین اوس اونٹ کے بارہ مین جو چار شخصون کے درمیان مشترک تھا اور منجملہ اونکے

ایک شخص نے اوسکو بذریعہ عقال (رسی) محفوظ کیا اور وہ اونٹ کنوین مین گر گیا اور اوسکے بعض اعضاء منکسر ہوگئے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہوا ہے کہ باقی تینوں شریکون پر شخص مذکور کا حصہ واجب ہوگا اسلیے کہ اوسنے اونٹ کی حفاظت کی ہے اور باقی شرکا نے اوسکو ضایع کیا ہے **چوتھا مسئلہ** کلاب ثلثہ (سگ شکاری و سگ گوسپند و سگ زراعت) کی دیت اونکے قاتل پر مقدر ہے لکن اگر کوئی شخص انہین سے کسی کلب کو غصب کرے اور غاصب کے پاس وہ (کلب) تلف ہوجائے تو غاصب اوسکی قیمت سوقیہ کا ضامن ہوگا اگرچہ مقدر شرعی سے اوس (قیمت سوقیہ) کی مقدار زائد ہو **سوم کفارۂ قتل کے بیان مین** اگر کوئی شخص کسی مؤمن کو از راہ عمد قتل کر دے تو اوس پر کفارہ جمع واجب ہوگا اور اگر از راہ خطا قتل کر دے تو صورت مباشرت مین کفارہ مرتبہ واجب ہوگا اور صورت تسبیب مین واجب نہوگا پس اگر پتھر کو گرا دیوے یا کنوان کھود دے یا کار رد کو اپنی ملک کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر منصوب کر دے اور کوئی شخص ٹھوکر کھا وے اور ہلاک ہوجائے تو دیت کا ضامن ہوگا اور کفارہ کا ضامن نہوگا اور کفارہ جمع ہمارے نزدیک کسی مسلم کے قتل کرنے مین واجب ہوتا ہے خواہ ذکر ہو یا انثی اور حر ہو یا عبد اور اسیطرح صبی ومجنون کے قتل کرنے مین بھی کفارہ جمع واجب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ دونون محکوم باسلام ہون اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے تو اوس پر بھی کفارہ جمع واجب ہوگا اور کسی کافر کے قتل کرنے مین کفارہ واجب نہین ہوتا خواہ کافر ذمی ہو یا معاہد از راہ عمد قتل کیا ہو یا از راہ خطاء اور اس قول کا مستند برات اصلیہ ہے اور اگر کوئی شخص کسی مسلم کو دار حرب مین بدون ضرورت از راہ عمد قتل کرے اور قاتل کو اوسکا مسلم ہونا معلوم

عقلہ احد ... توقیع فی بئر فانکسرت ... علی الشرکاء حصتہ لانہ حفظہ و ضیع الباقون **الرابع** دیۃ الکلاب الثلثۃ مقدرۃ علی القاتل اما لو غصب احدہا و تلف فی ید الغاصب ضمن قیمتہ السوقیۃ و لو زادت عن المقدر **الثالث** فی کفارۃ القتل تجب کفارۃ الجمع بقتل العمد و المرتبۃ بقتل الخطاء مع المباشرۃ لا مع التسبیب فلو طرح حجرا او حفر بئرا او نصب سکینا فی غیر ملکہ فعثر عاثر فہلک ضمن الدیۃ دون الکفارۃ و تجب بقتل المسلم ذکرا کان او انثی حرا او عبدا ... و کذا الصبی و المجنون ... و عبدہ ... و لا تجب بقتل الکافر ذمیا کان او معاہدا ... استناد الی البراءۃ ... و لو قتل المسلم فی دار الحرب عامدا ... ظانا کفرہ ... فلا ...

ہو تو اوس (قاتل) پر قصاص اور کفّارہ لازم ہوگا لکن اگر قاتل کو اوس (مسلم) کا کافر ہونا
مظنون ہو تو اوس (قاتل) پر قصاص و دیت لازم نہو گی البتہ اوسپر کفّارہ واجب ہوگا
اور اگر دست کفّار مین وہ (مسلم) اسیر ہووے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ قاتل اوسکی
دیت اور کفّارہ کا ضامن ہوگا اسلیے کہ اسیر کے لیے تخلص پر قدرت نہین ہوتی اور اسمین
تردّد ہی اور اگر ایک شخص کے قتل کرنے مین جماعت شریک ہو تو اوس جماعت مین سے
ہر ایک شخص پر کفّارہ لازم ہوگا اور جبکہ قاتل سے ولی دم اپنے مقتول کی دیت کو اخذ
کرے تو اوس (قاتل) پر کفّارہ قطعًا واجب ہوگا اور اگر قاتل کو ولی دم بعوض قصاص
قتل کرے تو آیا اوس (قاتل) کے مال مین کفارہ واجب ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے
کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ واجب نہوگا اور اسمین اشکال ہی جو جنایت کے سبب کفّارہ
ہونے سے پیدا ہوتا ہی لہذا اوسی کا استصحاب کیا جائیگا اور اصل عدم مسقط ہے
چہارم عاقلہ کے بیان مین اور اوسمین تین امر قابل ذکر ہین **پہلا امر** تعیین محل کے بیان
مین پس عاقلہ سے عصبہ اور معتق اور ضامن جریرہ اور امام علیہ السلام مراد ہین اور
عصبہ مین ہر وہ شخص داخل ہی جو متقرب بالاب ہو جیسے اخوت اور اونکی اولاد اور
اعمام اور اونکی اولاد اور اونکا فی الحال وارث ہونا شرط نہین ہی اور بعض علمانے
فرمایا ہی کہ عصبہ سے وہ لوگ مراد ہین جو دیت کے وارث ہون اگر وہ (قاتل) قتل
کر ڈالا جاے اور اس اطلاق مین وہم ہی اسلیے کہ دیت کا ذکور و اناث اور زوج
و زوجہ سبکو استحقاق ہوتا ہی اور اسیطرح ایک قول کے بنا پر متقرب بالام کو بھی دیت
کا استحقاق ہوتا ہی اور اوس (دیت) کے ساتھ اقرب فالاقرب کو اوسیطرح استحقاق
ہوتا ہی جسطرح کہ باقی اموال مین ہوتا ہی اور عقل (دیت قاتل کا ادا کرنا) کا حکم دیت کے مخالف ہے

اسلیے کہ اوس (عقل) کے ساتھ عصبہ مین سے وہی لوگ مختص ہین جو ذکور ہین (متقرب بالام) سے اوسکا تعلق نہین ہوتا اور اسیطرح زوج وزوجہ سے بھی عقل کا تعلق نہین ہوتا اور (خویشان پدری ۱۲)

بعض اصحاب نے عقل کے ساتھ اون ورثہ مین سے اقرب کو مخصوص کیا ہی جو باعتبار تسمیہ (فرض) وارث ہوتے ہین اور جبکہ وہ مفقود ہو تو عقل مین متقرب بالام کو متقرب بالاب کے ساتھ اونکا شریک کیا ہی اور متقرب بالام پر ایک ثلث کو اور متقرب بالاب پر دو ثلث کو لازم کیا ہی اور اس قول کا مستند وہ روایت ہی جسکو سلمہ بن کہیل نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور سلمہ مین ضعف ہی اور آیا عقل مین آباء وابناء بھی داخل ہونگے یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط وخلاف مین فرمایا ہی کہ داخل نہونگے لیکن اون دونون (آباء وابناء) کا داخل ہونا اقرب ہی اسلیے کہ وہ دونون اوس (قاتل) کے قوم مین قریب ترین ہین اور اونکے ساتھ ضمانت مین قاتل شریک نہوگا اور عقل کا عورت اور صبی اور مجنون سے تعلق نہین ہوتا اگرچہ دیت کے وہ لوگ بھی وارث ہوتے ہین اور فقیر پر اوسکا تحمل کرنا واجب نہین ہی اور اوسکے فقر کا وقت مطالبہ اعتبار کیا جائیگا جس سے ختم سال مراد ہی اور عقل مین اہل دیوان (جن لوگون کو امام نے جہاد کے لیے مرتب کیا ہو) داخل نہون گے اور اسیطرح عقل مین اہل بلد بھی داخل نہون گے جبکہ وہ عصبہ نہون لکن روایت سلمہ مین وارد ہوا ہی کہ قاتل کے اہل بلد کا الزام دینا صحیح ہوگا جبکہ قاتل کے لیے اہل قرابت موجود نہون اگرچہ اوسنے غیر بلد مین قتل کیا ہو اور وہ روایت متروک ہی اور متقرب بالاب پر متقرب بالابوین کا مقدم کرنا لازم ہوگا اور مولاے اعلی (جسنے قاتل کو آزاد کیا ہو) سے عقل متعلق ہوتی ہے اور مولاے اسفل (جسکو قاتل نے آزاد کیا ہو) سے متعلق نہین ہوتے اور دیت

موضحہ اور مازاد کا عاقلہ قطعاً متحمل ہوتا ہی اور آیا عاقلہ اوس جراحت کی دیت کا بھی متحمل ہوتا ہی جو موضحہ سے ناقص ہو پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہی کہ متحمل ہوتا ہی اور خلاف کے علاوہ باقی کتب مین اوسکے متحمل ہونے کو منع فرمایا ہی اور روایت مین بھی یہی وارد ہوا ہی لکن اوس روایت مین ضعف ہی اور عاقلہ قاتل اوسکی دیت خطا کا تین سال کے اندر فی سال ثلث دیت کے حساب سے ضامن ہوتا ہی پس ختم سال کے وقت اوسپر ثلث دیت کا ادا کرنا لازم ہوگا خواہ وہ دیت کاملہ ہو جیسے مرد مسلم کی دیت یا ناقصہ ہو جیسے عورت اور کافر ذمی کی دیت اور ارش کے بارہ مین شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہی کہ اوس (ارش) کا ایک سال مین ختم سال کے وقت ادا کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ وہ (ارش) ثلث دیت کے مساوی یا اوس سے ناقص ہو اسلیے کہ عاقلہ پر دیت مقتول کا فی الحال ادا کرنا لازم نہین ہو سکتا اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ تاجیل (تاخیر کرنا) کا دیت کے ساتھ مختص ہونا اور ارش کے ساتھ اوس (تاجیل) کا مستثنیٰ ہونا بھی محتمل ہی اور نیز شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ اگر دیت کے دو ثلث سے اوس (ارش) کے مقدار کم ہو تو ختم سال کے وقت اوسکا ثلث اول حال (بے مدت) ہو جائیگا اور سال دوم کے بعد اوس (ارش) کا باقی حال ہو جائیگا اور اگر دیت سے اوس (ارش) کی مقدار زائد ہو جیسے دونون ہاتھون کا قطع اور دونون آنکھون کا قلع کرنا اور مجنی علیہ دو شخص ہون تو ختم سال کے وقت اون دونون مین سے ہر ایک کے لیے ثلث دیت حال ہو جائیگا اور اگر وہ (مجنی علیہ) ایک ہی شخص ہو تو ختم سال کے وقت اوسکے لیے فی جنایت سدس دیت کے حساب سے ثلث دیت حال ہو جائیگا اور ان جملہ صورتون مین

اشکال اول (تاجیل کا مختص بہ دیت ہونا) جاری ہوتا ہی اور عاقلہ سے اقرار اور صلح کی ضمانت متعلق نہین ہوتی اور اسیطرح اُس سے جنایت عمد کی ضمانت بھی متعلق نہین ہوتی جبکہ قاتل موجود ہو اگرچہ وہ (جنایت) موجب دیت ہو اور موجب قصاص نہو جیسے باپ کا اپنے بیٹے کو اور مسلم کا کسی ذمّی کو اور حر کا کسی مملوک کو قتل کرنا اور اگر کوئی شخص اپنے نفس پر از راہ خطا جنایت کرے تو ہدر ہوگی اور عاقلہ اوسکا ضامن نہوگا خواہ وہ (جنایت) قتل ہو یا جرح اور کافر ذمّی کی جنایت اُسکے مال مین ثابت ہوتی ہی اور اوسکے عاقلہ پر لازم نہین ہوتی اگرچہ از راہ خطاء واقع ہو اور اگر کافر ذمی اپنی دیت کی ادا کرنے سے عاجز ہو تو امام علیہ السلام اُسکے عاقلہ قرار پائین گے اسلئے کہ وہ (کافر ذمّی) امامؑ کے لیے ضریبہ (مال مقرر جزیہ) کو ادا کرتا ہی اور آقای مملوک اوس (مملوک) کے جنایت کا عاقل (دیت دینے والا) نہین ہوسکتا خواہ وہ (مملوک) قن (مملوک محض) ہو یا مدبر یا مکاتب اور اسیطرح وہ (آقا) کنیز مستولدہ کی جنایت کا بھی علی الاشبہ عاقل نہین ہوسکتا اور ضامن جریرہ پر مضمون عنہ کی دیت کا ادا کرنا لازم ہوتا ہی اور مضمون عنہ پر ضامن کی دیت کا ادا کرنا لازم نہین ہوتا البتہ اگر ہر ایک شخص دوسرے کے جریرہ ضامن ہو تو ہر ایک پر دوسرے کی دیت کا ادا کرنا لازم ہوگا اور وجود عصبہ و معتق (آزاد کرنیوالا) کے ساتھ ضامن جریرہ کی ضمانت مجتمع نہین ہوسکتی اسلیے کہ عقد ضمان جریرہ مین جہالت نسبت اور فقدان مولی شرط ہی پس عصبہ یا معتق کے موجود ہونیکے صورت مین عقد مذکور صحیح نہوگا اور جبکہ ضامن جریرہ موجود اور موسر (خوشحال) ہو تو امام علیہ السلام علی الاشبہ ضامن نہون گے

دوسرا امر تقسیط دیت کے بیان مین پس دیت ابتداءً عاقلہ پر لازم ہوتی ہی اور جانی سے اوسکا مطالبہ کرنا علی الاصح جائز نہین ہی اور کیفیت تقسیط مین دو قول ہین اوّل غنی پر دس قیراط (نصف دینار) کا اور فقیر پر پانچ قیراط (ربع دینار) کا واجب ہونا تاکہ قدر متفق پر اقتصار رہے دوم امام کا دیت کو اپنی راے کی بنا پر احوال عاقلہ کے موافق تقسیم کرنا اور یہی قول اشبہ ہی اور آیا امین قریب و بعید جمع کرنا صحیح ہوگا یا نہین اسمین دو قول ہین لیکن توزیع (تقسیم) مین ترتیب کا اعتبار کرنا اشبہ ہی اور آیا وجود عصبہ کی صورت مین دیت جانی کا اوسکے مولی سے اخذ کرنا صحیح ہوگا یا نہین پس اوسکا صحیح ہونا اشبہ ہی بشرطیکہ حصص عصبات سے دیت کی مقدار زائد ہو اور اگر انضمام موالی کے بعد بھی اوس (دیت) کی مقدار باقی رہے تو عصبۂ مولی سے اخذ کی جائیگی اور اگر عصبۂ مولی کی حصہ سے بھی اوسکی مقدار زائد ہو تو مولاے مولا پر لازم ہوگی بعد ازان مولاے مولا کے عصبہ پر لازم ہوگی اور اگر عاقلہ کے جملہ طبقات سے دیت کی مقدار زائد ہو تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا کہ قدر زائد کا امام ؑ سے اخذ کرنا صحیح ہوگا تا اینکہ اگر دیت کی مقدار ایک دینار فرض کیجائے اور جانی کے لیے کوئی بھائی موجود ہو تو اوس (بھائی) سے دس قیراط (نصف دینار) اخذ کیے جائینگے اور باقی مقدار کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہوگا لیکن مجموع دیت کا بھائی پر لازم کرنا اشبہ ہی بشرطیکہ اوسکے سوا کوئی عاقلہ موجود نہو اسلیے کہ امام ؑ کا ضامن دیت ہونا عاقلہ کے معدوم ہونے یا ادا دیت سے اون (عاقلہ) کے عاجز ہونے کی صورت کے ساتھ مشروط ہی اور اگر دیت سے عدد عاقلہ زائد ہو تو اوس (دیت) کے ساتھ بعض عاقلہ کا مخصوص کرنا صحیح نہوگا

اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ امام ؑ کو اپنی راے کی بنا پر ہر ایک شخص کا مخصوص تعقل کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ باعتبار حصص اوس (دیت) کے تقسیم کرنے مین مشقت لازم آتی ہی لیکن قول اوّل انسب بعدل ہی اور اگر بعض عاقلہ غائب ہون تو دیت کے ساتھہ فقط حاضر کا مخصوص کرنا صحیح نہوگا اور دیت نفس مین زمان تاجیل کے وقتِ موت سے ابتداء کیجائیگی اور دیت طرف مین وقت جنایت سے ابتداء کیجائیگی او ر وقت اندمال سے نہ کیجائیگی اور سرایت مین وقت اندمال سے ابتدا کیجائیگی اسلیے کہ موجب سرایت کا استقرار بدون اندمال نہین ہوسکتا اور مدت کا مقرر کرنا حاکم پر موقوف نہین ہی اور جبکہ موسر پر سال ختم ہوجائیگا تو مطالبہ اوسکی طرف متوجہ ہوگا اور اگر مرجاے تو وہ مقدار ساقط نہوگی جو اوسپر لازم ہوچکی ہے بلکہ اوسکے ترکہ مین ثابت ہوگی اور اگر عاقلہ کسی دوسرے بلد مین موجود ہو تو اوس بلد کے حاکم کو صورت واقعہ پر بذریعہ کتابت مطلع کرنا معیّن ہوگا تاکہ وہ (حاکم) دیت کو عاقلہ پر اوسیطرح تقسیم کرے جسطرح کہ قاتل کے اوس مقام پر موجود ہونے کی صورت مین تقسیم کرتا اور اگر جانی کے لیے کوئی عاقلہ نہو یا اداء دیت سے عاجز ہو تو اوس (دیت) کا جانی سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر جانی کے پاس کوئے مال نہو تو اوس (دیت) کا امام علیہ السلام سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ عاقلہ کی فقیر ہونے یا اداء دیت سے عاجز ہونیکی صورت مین دیت کا امام ؑ سے اخذ کرنا معیّن ہوگا اور اوسکا قاتل سے اخذ کرنا صحیح نہوگا لیکن قول اوّل مروی ہی اور خطاء شبیہ بعمد کے دیت کا مال جانی سے تعلق ہوگا پس اگر وہ (جانی) مرجائے یا بھاگ جائے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ دیت کا من جملہ اون لوگون کے

وقال الشیخ للامام ان یخص بالعقل من شاء منهم لان التوزیع بالحصص یشق والاول انسب بالعدل ولو غاب بعض العاقلة لم یخص بها الحاضر وابتداء زمان التاجیل من حین الموت وفی الطرف من حین الجنایة لا من وقت الاندمال وفی السرایة من وقت الاندمال لان موجب السرایة لا یستقر الا بالاندمال ولا یقف ضرب الاجل علی حکم الحاکم واذا حال الحول علی موسر توجهت مطالبته ولو مات لم یسقط ما لزمه وثبت فی ترکته ولو کان بعض العاقلة فی بلد آخر کوتب حاکمه بصورة الواقعة لیوزعها کما لو کان القاتل هناك ولو لم یکن عاقلة او عجزت عن الدیة اخذت من الجانی ولو لم یکن له مال اخذت من الامام وقیل مع فقر العاقلة او عدمها توخذ من الامام دون القاتل والاول مروی ودیة الخطاء شبیه العمد فی مال الجانی فان مات او هرب قیل

جو دیت جانی کے وارث ہوتے ہین اوس شخص سے اخذ کرنا صحیح ہوگا جو اقرب ہو اور
اگر جانی کے سیے کوئی وارث موجود نہو تو اوسکی دیت کا بیت المال سے اخذ کرنا
صحیح ہوگا اور بعض اصحاب (ابن ادریس علیہ الرحمہ) نے اوس (دیت) کو فقط جانی پر
مقصور فرمایا ہی اور جانی کے فقیر ہونے کی صورت مین اوس (جانی) کے یسار
(خوشحالی) کا انتظار کیا جائیگا اور قول اول اظہر ہے **تیسرا امر** لواحق کے بیان
مین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ کسی شخص پر دیت کا ادا کرنا اوسوقت تک
لازم نہوگا جب تک کہ اوس (شخص) کے قاتل کیطرف منسوب ہونیکی کیفیت معلوم
نہو پس تعلق دیت مین اوس (شخص) کا قاتل کے لیے ہم قبیلہ ہونا کافی نہوگا اسلیے
کہ جانب پدر سے جانی کی طرف اوس (شخص) کے منتسب ہونے کا معلوم ہونا
کیفیت انتساب کی معلوم ہونے کو مستلزم نہین ہے حالانکہ عقل کا متعلق ہونا تحقق
تعصیب پر مبنی ہے اور جانب پدر سے منسوب ہونا تحقق تعصیب کو مقتضی نہین ہے
اسلیے کہ تعصیب سے وہ (انتساب پدری) اعم ہی خصوصا درصورتیکہ تعلق عقل مین
اقرب فالاقرب کی تقدیم کے قائل ہون تو مطلق انتساب پدری کے معلوم ہونیکا
اقربیت مذکورہ کے متحقق ہونے کو مستلزم نہونا واضح ہی **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی
شخص کسی انسان مجہول النسب کی بنوت (ولدیت) کا اقرار کرے تو اوس (انسان)
کا مقر مذکور سے ملحق کرنا معین ہوگا پس اگر اوسی انسان کی بنوت کا کوئی دوسرا
شخص بھی دعوی کرے اور بینہ قائم کرے تو اوس (مدعی دوم) کی دعوی کے
موافق حکم کرنا اور اول کے اقرار کا باطل قرار دینا لازم ہوگا اور اگر کوئی تیسرا شخص
اوسی انسان کے بنوت کا اقرار اور اپنے فراش پر مولود ہونے کا دعوی کرے

من قصورها ... معتمد ... والظہر
ولواحق ... لا یتعلق ... بکیفیة انتسابه ... الی القاتل ... لکونه من القبیلة ... لان العلم بانتسابه الی الاب لا یستلزم العلم بکیفیته ... العقل مبنی علی التعصیب ... خصوصا علی القول بتقدیم الاقرب
الثانیة لو اقر بنسب مجهول النسب ... به ثم لو ادعاه ... اخر واقام البینة ... حکم لہ بها ... ثم لو ادعاه ... ثالث ... واقام ... علے ...

اور بیّنہ قائم کر دے تو اوس (مدعی سوم) کے بیّنہ کے موافق حکم کرنا اور مدعی دوم کے بیّنہ کا باطل قرار دینا واجب نہو گا اسلیے کہ وہ (مدعی سوم) یہان سبب (فراش پر مولود ہونا) کے ساتھ مختص ہے **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے مولود کو ازراہ عمد قتل کر ڈالے تو اوس سے دیت کا اخذ کرکے حوالۂ وارث کرنا متعیّن ہو گا اور باپ کے لیے اوس (دیت) مین سے کسی حصہ کا استحقاق نہو گا اور اگر مقتول کے لیے کوئی وارث موجود نہو تو اوس دیت کا امام کو استحقاق ہو گا اور اگر ازراہ خطا قتل کرے تو عاقلہ پر دیت لازم ہو گی اور وارث مقتول کو اوس (دیت) کا استحقاق ہو گا اور اس مقام پر باپ کے وارث ہونے مین دو قول ہین اور اگر عاقلہ کے سوا کوئی وارث موجود نہو اور باپ کے وارث نہونے کو اختیار کرین تو دیت نہو گی اور اگر باپ کے وارث ہونے کو اختیار کرین تو آیا اوس (باپ) کو دیت کا عاقلہ سے اخذ کرنا صحیح ہو گا یا نہین اسمین تردد ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے باپ کو ازراہ خطا قتل کرے تب بھی یہی بحث جاری ہو گی **چوتھا مسئلہ** جنایت عبد کا عاقلہ ضامن نہین ہوتا پس جو جنایت حر کہ عاقلہ پر لازم ہوتی ہے اگر اوسی جنایت کو کوئی غلام واقع کرے تو عاقلہ اوسکا ضامن نہو گا بلکہ غلام جانی کے رقبہ سے متعلق ہو گی اور اسیطرح جنایت بہائم (چوپائے) کا بھی عاقلہ ضامن نہین ہوتا اور اسیطرح اتلاف مال کا بھی عاقلہ ضامن نہو گا بلکہ متلف سے اوسکی ضمانت متعلق ہو گی بلکہ عاقلہ فقط اوسی جنایت کی ضمانت کے ساتھ مختص ہے جو آدمی نے کسی دوسرے آدمی پر ازراہ خطا واقع کی ہو **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے کافر ذمّی ہونے کی حالت مین کسی پرند پر تیر کو رہا کرے بعد ازان مسلمان ہوجائے اور وہ تیر کسی مسلم کو ہلاک کر دے تو رامی مذکور کے اون عصبات پر اوسکی دیت کا ادا کرنا لازم نہو گا

جو ذمّی ہین جسکی وجہہ ہم بیان کر چکے ہین علاوہ برین رامی کا انتقا
تیر کے وقت مسلم ہونا مفروض ہی اور عاقلہ ذمّی پر دیت مسلم کا ادا کر
واجب نہین ہوتا اور اسیطرح رامی مذکور نے اون عصبات پر بھی اوسکی دیت کا ادا کرنا لازم نہوگا
جو مسلمان ہین اسلیے کہ اوسکا ذمّی ہونے کی حالت مین تیر کو رہا کرنا مفروض ہی پس رامی
مذکور اوس (دیت) کا اپنے مال مین ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی مسلم کسی پرند پر تیر کو
رہا کرے بعد ازان مرتد ہوجاے اور وہ تیر کسی مسلم کو ہلاک کر دے تب بھی یہی کلام جاری
ہوگا شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ رامی مذکور کے عصبات مسلمین پر اوسکی دیت کا ادا
کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوس (رامی) کا وقت قتل مرتد ہونا مفروض ہی اور اسیطرح اوسکے
عصبات کفار پر بھی اوسکی دیت کا ادا کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوس (رامی) کا مسلم ہونیکی
حالت مین تیر کو رہا کرنا مفروض ہی اور اگر عصبات مسلمین پر اوسکی دیت کے لازم ہونے کو
اختیار کرین تو خوب ہی اسلیے کہ مرتد مذکور کے میراث کا استحقاق بھی علی الاصح اونہین
(عصبات مسلمین) کے لیئے حاصل ہوتا ہے۔

تمّت

الحمد للہ کہ کتاب روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام کی مجلد چہارم ختم ہوئی رجاء کہ
جو حضرات بابرکات اس ترجمہ کا مطالعہ کرین مترجم قلیل البضاعۃ کو دعاء خیر سے محروم
نفرمائین اور اگر کسی مقام پر غلطی واقع ہوئی ہو اوسکی اصلاح فرمائین

وما ارید الا الاصلاح ما استطعت